سنن ابو داود (اردو)

کتاب الجهاد　جلد سوم　کتاب الاطعمة

تالیف

امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ⓒ مكتبة دار السلام، ١٤٢٧ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

مكتبة دار السلام

سنن ابو داود باللغة الاردية الجزء الثاني/ مكتبة دار السلام - الرياض، ١٤٢٧ هـ

ص: ٨٧٥ مقاس: ١٧×٢٤ سم

ردمك: ٠-٤-٩٨٠٣-٩٩٦٠

١- الحديث - سنن أ. العنوان

ديوي: ٢٣٥,٤ ١٤٢٧/٤٤٨٣

رقم الإيداع: ١٤٢٧/٤٤٨٣

ردمك: ٠-٤-٩٨٠٣-٩٩٦٠

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.dar-us-salam.com

● طریق مکہ - العلیا - الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز - الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221

● سویلم فون: 2860422 1 00966 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270

● مدینہ منورہ موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● خمیس مشیط فون: 2207055 7 00966 موبائل: 0500710328

● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624

لندن فون: 4885 539 208 0044 فیکس: 208 5394889

امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431

❷ نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

❸ مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن، لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ کراچی

فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937

Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جلد سوم

سُنن ابُوداؤد (اُردو)

کتابُ الجہاد ـــــــ کتابُ الأطعمة

تالیف

امام ابُوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل

پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ



دارُالسّلام

کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

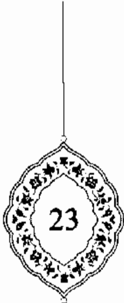
اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

فہرست مضامین (جلد سوم)




9

۲۰- كتاب الجنائز | جنازے کے احکام و مسائل 491


23

31

جہاد کی اہمیت وفضیلت

[جہاد، جہد] سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں "محنت ومشقت۔" اس معنی کے اعتبار سے دین کے لیے کی جانے والی تمام مساعی (جانی، مالی، قولی، فکری، فعلی اور تحریری بھی) جہاد میں شامل ہیں۔ تاہم اصطلاحاً وعرفاً نفس امّارہ کا مقابلہ "مجاہدہ" اور دشمن اور فسادیوں کے ساتھ مسلح آویزش کو "جہاد" کہتے ہیں۔ مکی دور میں کفار کے ساتھ ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ "اعراض ودرگزر سے کام لو۔" کا حکم تھا، مگر مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد مسلمانوں کو مسلح مقابلے کی اجازت دے دی گئی اور فرمایا گیا:

﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾(الحج:۳۹) "ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں (مسلح قتال کی) اجازت دی جاتی ہے اس لیے کہ یہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر خوب قدرت رکھتا ہے۔" بعد ازاں اس عمل کو امت پر من حیث المجموع واجب کر دیا گیا اور فرمایا گیا:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(البقرة : ۲۱۶) "(کفار سے) قتال کرنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ تمھیں ایک چیز بری لگے اور وہ (درحقیقت) تمھارے

لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ (حقیقت میں) تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' اور عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے۔

جہاد کی فضیلت کی بابت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے اچھا اور افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔'' (صحیح البخاری' العتق ' باب أي الرقاب أفضل؟ حدیث:۲۵۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل' جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' کون سے اعمال سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ یا کون سے اعمال بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔'' پھر پوچھا گیا' اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جہاد (نیک) اعمال کی کوہان ہے۔'' (جامع الترمذی' فضائل الجهاد' حدیث:۱۶۵۸) دین اسلام میں جہاد کی بہت زیادہ اہمیت وفضیلت بیان ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجات کے حصول کا اور رنج وغم اور مصائب ومشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے' اسی طرح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ تین گھر بناتا ہے' ایک گھر جنت کے گرد' ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔ (سنن النسائی' الجهاد' حدیث:۳۱۳۵)



جہاد کی اہمیت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ لیا نہ کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہی پیدا ہوئی' وہ نفاق کے ایک درجہ میں مرے گا۔'' (صحیح مسلم' الإمارة' حدیث: ۱۹۱۰) اسی طرح آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ کبھی مجاہد کی مدد ہی کی' اللہ تعالیٰ اسے دنیا ہی میں سخت مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔'' (سنن أبی داود' الجهاد' حدیث : ۲۵۰۳)

قرآن وحدیث میں جہاد کی تعلیم اور ترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں۔

صرف امت کو جہاد کی ترغیب اور فضیلت ظاہر کرنے کے لیے نہ تھے بلکہ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی تڑپ پیدا کرے، تاکہ اس گئے گزرے دور میں بھی دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے، ہر طرف دین اسلام ہی کا بول بالا ہو اور دین اسلام باقی تمام ادیان پر غالب آ جائے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ١٥) - كِتَاب الْجِهَادِ (التحفة ٩)

جہاد کے مسائل

(المعجم ١) - باب مَا جَاءَ فِي الْهِجْرَةِ وَسُكْنَى الْبَدْوِ (التحفة ١)

باب:۱- ہجرت کا بیان اور دیہات میں سکونت

٢٤٧٧- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابنَ مُسْلِمٍ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عنِ الهِجْرَةِ فقالَ: «وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قالَ: نَعَمْ. قالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قالَ: نَعَمْ، قالَ: «فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا».

۲۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی ﷺ سے ہجرت کے متعلق دریافت کیا۔ (مدینہ منورہ میں سکونت کے لیے بیعت کرنی چاہی) آپ نے فرمایا: ”تم پر افسوس! ہجرت کا معاملہ انتہائی سخت ہے‘ کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ”ان کی زکوٰۃ دیتے ہو؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ان بستیوں کے پار عمل کیے جاؤ‘ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔“

فوائد و مسائل: ① [هجرة] لغت میں ”چھوڑ دینے“ کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً یہ ہے کہ انسان اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی غرض سے دارالکفر‘ دارالفساد اور دارالمعاصی کو چھوڑ کر دارالاسلام اور دارالصلاح کی سکونت اختیار کرلے۔ اور ہجرت کی جان یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے منع کردہ امور سے باز رہے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی

٢٤٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، ح: ٦١٦٥، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير . . . الخ، ح: ١٨٦٥ من حديث الوليد بن مسلم به.

صراحت ہے۔(صحيح البخاري' الإيمان' حديث : ١٠) ② ہجرت کے تقاضے انتہائی شدید ہیں' یہ کوئی آسان عمل نہیں ہے۔ ③ [الْبِحَارُ] کا لفظ' عربی زبان میں بستیوں اور شہروں پر بھی بولا جاتا ہے۔
④ اعمال کی بنیاد ایمان اور اخلاص پر ہے۔

٢٤٧٨- حَدَّثَنا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قالَا : حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن المِقْدام ابنِ شُرَيْحٍ، عن أبِيهِ قالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنهَا عن الْبَدَاوَةِ؟ فقالتْ : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَبْدُو إلَى هٰذِهِ التِّلَاعِ وَإنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إبِلِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ : «يَاعَائِشَةُ! ارْفُقِي فَإنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ في شَيْءٍ قَطُّ إلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إلَّا شَانَهُ».

٢٤٧٨- مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ بستی اور دیہات میں سکونت اختیار کرنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھار) ان ٹیلوں اور میدانوں کی طرف چلے جایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بار باہر جانے کا ارادہ فرمایا اور میری طرف صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک جوان اونٹنی بھیجی (کہ سواری کے دوران میں اس پر کچھ سختی کرنی پڑی) تو آپ نے فرمایا: ''عائشہ! نرم خوئی سے کام لو' نرمی جس چیز میں بھی آ جائے وہ مزین ہو جاتی ہے اور جس سے نکال لی جائے' وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت کا پہلا حصہ [هذه التلاع] صحیح ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی) تاہم تدبر فی الأنفس کی نیت سے آدمی کسی وقت عزلت و تنہائی اختیار کرے تو مفید ہے۔ جس کی صورت اعتکاف ہے نہ کہ صوفیاء کی سیاحت۔ ② جب حیوانات سے نرم خوئی ممدوح اور مطلوب ہے تو انسانوں سے یہ معاملہ اور بھی زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْهِجْرَةِ هَلِ انْقَطَعَتْ (التحفة ٢)

باب:٢- کیا ہجرت منقطع ہو چکی ہے؟

٢٤٧٩- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ : أخبرنَا عِيسَى عَنْ حَرِيزِ بنِ

٢٤٧٩- حضرت معاویہ ؓ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے:

٢٤٧٨_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد:٦/ ٥٨ من حديث شريك القاضي به، وتابعه شعبة عند مسلم، ح:٢٥٩٤، والحديث في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة : ١٢/ ٣٣٥.

٢٤٧٩_ تخريج : [حسن] أخرجه أحمد : ٤/ ٩٩، والنسائي في الكبرٰى، ح : ٨٧١١ من حديث حريز بن عثمان به، أبوهند لم يعرفه الذهبي، وللحديث شاهد عند أحمد : ١/ ١٩٢، والطحاوي في مشكل الآثار : ٣/ ٢٥٩.

عُثْمَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي عَوْفٍ، عن أبي هِنْدٍ، عن مُعَاوِيَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تَنْقَطِعُ الهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا».

''ہجرت ختم نہیں ہوسکتی' حتی کہ توبہ منقطع ہو جائے' اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی' حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

فائدہ: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' آثار قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اور اس وقت تک توبہ کرنے کا کھلا موقع ہے۔ اسی طرح دین وایمان کی حفاظت کے لیے اگر انسان دار الکفر کو چھوڑے اور دار الاسلام میں سکونت اختیار کرے تو اس کے ''مہاجر'' ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

٢٤٨٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بن أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ - فَتْحِ مَكَّةَ -: «لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۲۴۸۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا: ''(اب) ہجرت نہیں ہے' لیکن جہاد اور نیت باقی ہے' جب تمہیں جہاد کے لیے دعوت دی جائے تو نکل کھڑے ہو۔''

فائدہ: چونکہ فتح مکہ سے پہلے جہاں آدمی رہ رہا تھا' اسلام لانے کے بعد اسے وہاں سے مدینہ کو ہجرت کرنا واجب تھا' اور مکہ ان تمام جگہوں کا مرکز تھا۔ اب فتح مکہ کے بعد وہ دار الاسلام بن گیا تو اس سے ہجرت کا کوئی معنی باقی نہ رہا۔ مگر باقی دنیا میں جہاں کہیں احوال دگرگوں ہوں تو اپنے اسلام وایمان کی حفاظت کے لیے نقل مکانی مطلوب وماجور ہے۔ اور ایسے ہی جہاد بھی قیامت تک کیلئے جاری ہے۔

٢٤٨١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن إسْمَاعِيلَ بنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ قالَ: أَتَى رَجُلٌ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو وَعِنْدَهُ

۲۴۸۱- عامر (شعبی) نے کہا: ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے پاس آیا جب کہ ان کے پاس اور کچھ لوگ بھی موجود تھے' وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا اور

٢٤٨٠_ تخريج: أخرجه البخاري عن عثمان بن أبي شيبة به، كما تقدم: ٢٠١٨، ورواه البيهقي في دلائل النبوة: ٥/ ١٠٨ من حديث أبي داود به.

٢٤٨١_ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ح: ١٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

الْقَوْمُ حَتى جَلَسَ عِنْدَهُ، فَقالَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى الله عَنْهُ».

کہا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''مسلمان'' وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور ''مہاجر'' وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز رہے۔''

فائدہ: ایک باکردار مسلمان کے اوصاف کو اس حدیث میں جس مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً الہامی ہیں۔ ہر مسلمان اپنے آپ کو اس آئینے میں جانچ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کس درجے کا مسلمان ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي سُكْنَى الشَّامِ (التحفة ٣)

باب:۳-دیار شام میں سکونت اختیار کرنا

٢٤٨٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عنْ عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ أَهْلِ الأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى في الأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللهِ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ».

۲۴۸۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی' زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دار ہجرت کو اختیار کیے ہوں گے۔ اور (قرب قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی' اللہ عزوجل بھی انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔''

فائدہ: جزیرۃ العرب کے شمال مغربی علاقہ کو ''شام'' سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں آج کل لبنان' اردن' فلسطین اور سوریا (شام) کی ریاستیں قائم ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ علاقہ قبلہ سے بائیں جانب واقع ہے یا بنو کنعان نے اس کی بائیں جانب کا رخ کیا تھا یا یہ کہ اس میں زمین کے طبقات مختلف ہیں۔ اس میں سرخ' سفید اور سیاہ ہر طرح کی زمین پائی جاتی ہے اور اس مفہوم کے لیے ''شامات'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (قاموس)

٢٤٨٢- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٩ من حديث هشام الدستوائي به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد [illegible]

٢٤٨٣- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَني بَحِيرٌ عن خَالِدٍ يَعْني ابنَ مَعْدَانَ، عن ابنِ أبي قُتَيْلَةَ، عن ابنِ حَوَالَةَ قالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «سَيَصِيرُ الأمْرُ إلَى أنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً: جُنْدٌ بالشَّامِ، وَجُنْدٌ باليَمَنِ، وَجُنْدٌ بالْعِرَاقِ». قالَ ابنُ حَوَالَةَ: خِرْ لِي يَارَسُولَ الله! إنْ أدْرَكْتُ ذٰلِكَ، فقالَ: «عَلَيْكَ بالشَّامِ، فإنَّهَا خِيرَةُ الله مِنْ أرْضِهِ، يَجْتَبِي إلَيْهَا خِيرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فأمَّا إذْ أبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُم وَاسْقُوا مِنْ غُدُرِكُمْ، فإنَّ الله تَوَكَّلَ لِي بالشَّامِ وَأهْلِهِ».

۲۴۸۳- حضرت (عبداللہ) بن حوالہ ڈٹائٹؤ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع ہو جاؤ گے' ایک لشکر شام میں ہوگا' ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔'' ابن حوالہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے منتخب فرما دیجیے' اگر یہ حالات پاؤں' تو کہاں سکونت اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ''شام کو اختیار کر لینا' بلاشبہ یہ علاقہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو یہیں جمع فرما دے گا لیکن اگر تم لوگ اس سے انکار کرو' تو پھر اپنے یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے حفاظت کی) ضمانت دی ہے۔''

فائدہ: علاقہ شام مبارک علاقوں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری و باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے۔ علاقے کی زرخیزی و شادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیاء کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیرو ہیں۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں یہ سب وقتی چیز ہے۔ اور اس سے کوئی بھی علاقہ خالی نہیں ہے۔ جو ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي دَوَامِ الْجِهَادِ (التحفة ٤)

باب:۴- جہاد ہمیشہ جاری رہے گا

٢٤٨٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۲۴۸۴- حضرت عمران بن حصین ڈٹائٹؤ کا بیان ہے'

٢٤٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٠ عن حيوة به، رواية بقية عن بحير محمولة على السماع، سواء صرح بالسماع أم لا، انظر كتابي "الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين".

٢٤٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٩، ٤٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه أبوالعلاء يزيد بن عبدالله بن الشخير، أحمد: ٤/ ٤٣٤، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٤٥٠، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن مُطَرِّفٍ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ، حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ المَسِيحَ الدَّجَّالَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے والوں پر غالب رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے لڑائی کرے گا۔''

فائدہ: اس ''گروہ'' سے مراد عقیدۂ توحید وسنت کے حامل اور اتباع رسول ﷺ کے پابند لوگ ہیں' ان کے نام مختلف زمانوں میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ ان کی پہچان ان کا عقیدہ وعمل اور کردار ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي ثَوَابِ الْجِهَادِ (التحفة ٥)

باب:۵- جہاد کا ثواب

٢٤٨٥- حَدَّثَنا أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عن أبي سَعِيدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ سُئِلَ: أيُّ المُؤْمِنِينَ أكْمَلُ إيمانًا؟ قال: «رَجُلٌ يُجَاهِدُ في سَبِيلِ الله بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ يَعْبُدُ الله في شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ قَدْ كَفَى النَّاسَ شَرَّهُ».

۲۴۸۵- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مومنوں میں سے کون سا آدمی کامل ایمان والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہو' اور وہ آدمی جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہو اور لوگوں کو اس کی برائی نہ پہنچتی ہو۔''

فائدہ: جہاد کے بعد' مجاہدے کی فضیلت ہے۔ اور ''پہاڑ کی گھاٹی'' میں عبادت سے مقصود یہ ہے کہ آدمی دکھلاوے اور سنانے کی کیفیات سے بہت بعید ہو' یا دورانِ جہاد میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے عبادت بھی کرتا ہو' یا یہ بیان ہے کہ جب معاشرے میں دین وایمان خطرے میں ہو اور صحبت صالح میسر نہ ہو تو ان سے علیحدہ ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ السِّيَاحَةِ (التحفة ٦)

باب:۶- سیاحت ممنوع ہے

٢٤٨٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح:٢٧٨٦، ومسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح:١٨٨٨ من حديث الزهري به.

٢٤٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ التَّنُوخِيُّ أَبُو الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَني الْعَلَاءُ بنُ الْحَارِثِ عن الْقَاسِمِ أَبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قال: يَارَسُولَ الله! ائْذَنْ لِي بالسِّيَاحَةِ. قال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتي الْجِهَادُ في سَبِيلِ الله عَزَّ وَجَلَّ».

۲۴۸۶-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور اجازت مانگی کہ مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''سیر وسیاحت'' کی عام عرفی مفہوم میں شریعت کے اندر کوئی حیثیت نہیں' جیسے کہ خوش حال بے فکرے لوگ کسی اہم مقصد کے بغیر ہی ملک ملک گھومتے پھرتے ہیں۔ اس میں بالعموم مال کا اسراف ہے اور وقت کا ضیاع بھی۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی جبکہ مسلمان کی پوری زندگی با مقصد اعمال میں بسر ہوتی ہے۔ اسلام میں اس کا نعم البدل جہاد ہے۔ اور قرآن مجید میں جو کئی مقامات پر ﴿سِيْرُوا فِي الْاَرْضِ﴾ کا حکم ہے وہ علم اور تدبر فی الانفس والآفاق کی غرض سے ہے۔ اس نیت سے سیاحت میں کوئی حرج نہیں اور جہاد کی سیاحت ان سب اغراض کی جامع ہے۔ ② صوفیاء کی سیاحت کا شریعت میں کوئی جواز نہیں سوائے اس کے کہ تعلیم وتعلم کی غرض سے ہو۔



(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْقَفْلِ فِي الْغَزْوِ (التحفة ٧)

باب: ۷- جہاد سے واپس لوٹنے کا ثواب

٢٤٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ عن ابنِ شُفَيٍّ، عن شُفَيِّ بنِ مَاتِعٍ، عن عَبْدِ الله هُوَ ابنُ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ».

۲۴۸۷-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہاد سے واپس لوٹنا (فضیلت اور ثواب میں) ایسے ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔''

فائدہ: مجاہد کے تمام اعمال اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب اور رفع درجات کا باعث ہوتے ہیں۔ جہاد سے

٢٤٨٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٦١ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٨٣، ووافقه الذهبي.

٢٤٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٤ من حديث الليث بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٧٣، ووافقه الذهبي.

واپسی کے بعد مجاہد جہاد ہی کی تیاری کرتا' مزید قوت و وسائل فراہم کرتا اور اہل خانہ کی خبر گیری کرتا ہے' اس لیے اس کی واپسی بھی جہاد ہی کی طرح اجر و ثواب کی حامل ہے۔

(المعجم ٨) - باب فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ (التحفة ٨)

باب:٨- دوسری قوموں کے مقابل رومیوں سے قتال کی فضیلت

٢٤٨٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ سَلَّام: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن فَرَجِ بنِ فَضَالَةَ، عن عَبْدِ الْخَبِيرِ بنِ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إلى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ، وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ تَسْأَلُ عن ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ؟، فقالَ لَهَا بَعْضُ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عن ابْنِكِ وَأنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ؟ فقالَتْ: أنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ابْنُكِ لَهُ أجْرُ شَهِيدَيْنِ»، قالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُولَ الله؟ قال: «لأنَّهُ قَتَلَهُ أهْلُ الكِتَابِ».

٢٤٨٨- جناب عبدالخبیر بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے والد سے' وہ دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی جس کا نام ام خلاّد تھا' اس نے نقاب ڈالا ہوا تھا' اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کر رہی تھی جبکہ وہ (جہاد میں) مارا گیا تھا۔ اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی نے اس سے کہا: تم اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کرنے آئی ہو اور نقاب ڈال رکھا ہے۔ (ایسی پریشانی میں پردے کا یہ اہتمام؟) اس نے کہا: اگر میرا بیٹا کھو گیا ہے تو میں نے اپنی حیا تو نہیں کھوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔'' اس نے پوچھا: یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔''

فائدہ: یہ حدیث' واعظوں کی بدولت خاصی مشہور ہے۔ لیکن ضعیف ہے۔ اس لیے اس کا بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي رُكُوبِ الْبَحْرِ فِي الْغَزْوِ (التحفة ٩)

باب:٩- غزوے کی غرض سے سمندر کا سفر کرنا

٢٤٨٩- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن مُطَرِّفٍ،

٢٤٨٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج' عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کی

٢٤٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٧٥ من حديث أبي داود به * فرج بن فضالة ضعيف، وعبدالخبير مجهول الحال، وثابت بن قيس مستور.

٢٤٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣٤ من حديث أبي داود به * بشر وبشير مجهولان.

عن بِشْرٍ أبي عَبْدِ الله، عن بَشِيرِ بنِ مُسْلِمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ الله، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا».

غرض کے سوا سمندری سفر نہ کیا جائے' بلاشبہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ازحد ضعیف ہے جبکہ آگے آنے والے باب کی احادیث صحیح ہیں۔

(المعجم . . .) - باب فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ (التحفة ١٠)

باب......سمندر میں غزوے کی فضیلت

٢٤٩٠- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ [رضي الله عنه] قال: حدَّثَتْني أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال عِنْدَهُمْ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مَا أَضْحَكَكَ؟ قال: «رَأَيْتُ قَوْمًا مِمَّنْ يَرْكَبُ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ». قالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ادْعُ الله أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قال: «فَإِنَّكِ مِنْهُمْ». قالت: ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ما أَضْحَكَكَ؟ فقالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. قالَتْ: قُلْتُ:

٢٤٩٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میری خالہ) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اور یہ (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ان کے ہاں قیلولہ کیا۔ آپ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ (میری امت میں سے) ایک قوم کے لوگ (بڑی شان سے) سمندر میں سفر کر رہے ہیں جیسے کہ بادشاہ تختوں پر ہوں۔'' کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تم بھی ان میں سے ہو۔'' آپ پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ تو آپ

٢٤٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح:١٩١٢ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ح:٢٧٩٩، ٢٨٠٠ من حديث يحيى ابن سعيد الأنصاري به.

يَارَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ». قَالَ: فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَغَزَا فِي الْبَحْرِ، فَحَمَلَهَا مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قُرِّبَتْ لَهَا بَغْلَةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا، فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا فَمَاتَتْ.

نے پہلے والی بات بتائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔'' انس بیان کرتے ہیں کہ بعد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور جہاد کے لیے سمندر کے سفر پر گئے اور ان (ام حرام) کو بھی ساتھ لے گئے اور جب واپس لوٹے تو ایک خچر ان کے لیے لایا گیا کہ اس پر سوار ہوں تو اس نے ان کو گرا دیا' اس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ وفات پا گئیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صریح اور واضح طور پر دلائل نبوت میں سے ہے' کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے جس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی اور نہیں جان سکتا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو بذریعۂ وحی اس کا علم ہوا۔ ② یہ سن ۲۸ ہجری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی بات ہے' جبکہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اس جہادی سفر کے امیر تھے، لہٰذا اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت بھی ثابت ہوئی۔ نیز ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی' جنہوں نے ان کی معیت میں یہ سمندری سفر کیا تھا' یہ ایک جہادی سفر تھا۔ ③ کسی خوش کن اور پسندیدہ بات پر ہنسنا جائز ہے۔

٢٤٩١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ وَسَاقَ هٰذَا الحَدِيثَ.

۲۴۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء تشریف لے جاتے' تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں بھی جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ آپ ایک دن ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور پھر بیٹھ کر آپ کے سر سے جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ اور یہی مذکورہ حدیث بیان کی۔

٢٤٩١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح:٢٧٨٨، ٢٧٨٩، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح:١٩١٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ...

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَتْ بِنْتُ مِلْحَانَ بِقُبْرُصَ.

ابوداود کہتے ہیں' بنت ملحان کی وفات قبرص میں ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① ام سُلیم اور ام حرام نبی ﷺ کے محارم میں سے تھیں۔ کچھ نے ان کو آپ ﷺ کی رضاعی خالہ بتایا ہے اور کئی کہتے ہیں یہ آپ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں۔ ② نبی کا خواب اور پیشین گوئیاں سب وحی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ③ آپ علیہ السلام کے دوسرے خواب میں آپ کو کوئی دوسرے لوگ دکھائے گئے تھے۔ اس لیے آپ نے ام حرام رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں میں ہو گی۔ ④ سفر جہاد میں موت جس کیفیت میں بھی آئے مبارک ہوتی ہے ⑤ اس میں یہ پیش گوئی تھی کہ یہ امت برّ (خشکی) کے علاوہ بحر (سمندر) میں بھی جہاد کرے گی جو کہ ثابت ہے۔

٢٤٩٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن مَعْمَرٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أُخْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ الرُّمَيْصَاءِ قالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ ﷺ فاسْتَيْقَظَ وكَانَتْ تَغْسِلُ رَأْسَهَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! أَتَضْحَكُ مِنْ رَأْسِي؟ قال: «لَا» وَسَاقَ هٰذَا الْخَبَرَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

٢٤٩٢- حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ رمیصاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سو گئے' پھر جاگے جبکہ یہ اپنا سر دھو رہی تھیں' آپ جاگے تو ہنس رہے تھے' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میرے سر پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں۔" اور پوری حدیث بیان کی جس میں کچھ کمی بیشی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الرُّمَيْصَاءُ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [رمیصاء] ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضاعی بہن ہیں اور یہی ام حرام بنت ملحان ہیں۔

٢٤٩٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْجَوْبَرِيُّ الدِّمَشْقِيُّ المَعْنَى قال: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا هِلَالُ بنُ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيُّ عن يَعْلَى بنِ

٢٤٩٣- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں' آپ نے فرمایا: "سمندر کے سفر میں جس کا سر چکرائے اور قے آ جائے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے اور جو ڈوب کر مر جائے اس کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔"

٢٤٩٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٣٥ من حديث زيد بن أسلم به.

٢٤٩٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣٥ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ٣٤٩.

شَدَّادٍ، عن أُمِّ حَرَامٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «الْمَائِدُ في الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيبُهُ الْقَيْءُ، لَهُ أجْرُ شَهِيدٍ، وَالْغَرِقُ لَهُ أجْرُ شَهِيدَيْنِ».

فائدہ: اس سے مراد جہاد یا حج وعمرہ کا سفر ہے' دیگر سمندری سفر جو اطاعت کے سفر ہوں ان میں بھی اس فضیلت کی توقع کی جانی چاہیے۔

٢٤٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ عَتِيقٍ: حَدَّثَنا أبُو مُسْهِرٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ ابنُ عَبْدِ الله يَعني ابنَ سَمَاعَةَ: أخبرنَا الأوْزَاعِيُّ: حدَّثَني سُلَيْمَانُ بنُ حَبِيبٍ عن أبي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى الله عَزَّوَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا في سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى الله حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أوْ يَرُدَّهُ بما نَالَ مِنْ أجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إلى المَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى الله حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أوْ يَرُدَّهُ بما نَالَ مِنْ أجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى الله عزَّ وَجلَّ».

۲۴۹۴- حضرت ابوامامہ باہلی ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین (قسم کے) آدمیوں کا اللہ عزوجل ضامن ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتی کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر وثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا' دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف گیا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتی کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر وثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا' اور تیسرا وہ آدمی جو سلام (یا سلامتی) کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اس کا ضامن ہے۔''

فائدہ: گھر میں داخل ہونے والا ''السلام علیکم'' کہے جیسے کہ فرمایا: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ﴾ (النور:٦١) ''جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو۔'' دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ دور فتن میں امن وسلامتی کی غرض سے لوگوں سے اختلاط کو کم کر دے اور گھر میں رہے تو ایسا آدمی اللہ کی ضمانت میں ہوگا۔ (خطابی)

٢٤٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح:١٠٩٤ من حديث أبي مسهر به،

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا** (التحفة ١١)

باب:١٠-کافر کو قتل کرنے والے کی فضیلت

٢٤٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يعْني ابنَ جَعْفرٍ عن الْعَلَاءِ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا يَجْتَمِعُ فِي النَّارِ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ أبَدًا».

۲۴۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کافر اور اس کا قاتل (مجاہد) آگ میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“

فائدہ: جہاد مجاہد کیلئے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس طرح وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کے ذمے کوئی حقوق العباد ہوں۔ اگر یہ معاف نہ ہوئے اور کوئی عقاب ہوا بھی تو آگ کے بغیر ہو گا' مثلاً اعراف وغیرہ میں روکا جائے گا۔ (نووی) واللہ اعلم۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ** (التحفة ١٢)

باب:١١-غیر مجاہدین پر مجاہدوں کی خواتین کی حرمت واحترام کا بیان

٢٤٩٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن قَعْنَبٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أهْلِهِ إلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا قَدْ خَلَفَكَ فِي أهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ ما شِئْتَ»، فَالْتَفَتَ إلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فقال: «ما ظَنُّكُم».

۲۴۹۶- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد (بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خانہ نشین لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی عزت وحرمت ایسے (واجب اور لازم) ہے جیسے کہ ان کی اپنی مائیں ہوں' جو کوئی (جہاد سے) پیچھے رہے او[ر] مجاہدین کے اہل میں خیانت (بدنظری یا خباثت) [کا] معاملہ کرے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے لیے جھنڈ[ا] لگایا جائے گا اور (اسے اہل محشر میں رسوا کرتے ہوئے) مجاہد سے کہا جائے گا: یہی شخص ہے جو تیرے پیچھے تیر[ے] اہل میں برائی کرتا رہا' اس کی نیکیوں میں سے جو لینا چاہ[و]

٢٤٩٥_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قتل كافرًا ثم سدد، ح: ١٨٩١ من حديث إسماعيل بن جعفر به

٢٤٩٦_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدين، وإثم من خانهم فيهن، ح: ١٨٩٧ عن سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح: ٢٣٣١.

ہے' لے لے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تو تمہارا کیا خیال ہے؟'' (بھلا وہ کچھ چھوڑے گا' یعنی ہرگز نہیں' سبھی نیکیاں سمیٹ لے گا۔)

[قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قالَ أَبُو داوُدَ: كَانَ قَعْنَبٌ رَجُلًا صالحًا وَكانَ ابنُ أبي لَيْلىٰ أَرَادَ قَعْنَبًا عَلَى الْقَضَاءِ قَال: فأبىٰ عَلَيْهِ وَقَالَ قَعْنَبٌ: أَنا أُرِيدُ الْحَاجَةَ بِدِرْهَم فَأَسْتَعِينُ عَلَيْها بِرَجُلٍ وَأَيُّنَا لَا يَسْتَعِينُ فِي حَاجَتِهِ قال: أَخْرِجُوني حَتّى أَنْظُرَ فَأُخرِجَ فَتَوارٰى قالَ سُفْيانُ: بَيْنَما هُوَ مُتَوارٍ إذْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْبَيْتُ فمَاتَ].

امام ابوداود بیان کرتے ہیں کہ راویٔ حدیث قعنب ایک نیک آدمی تھے' ابن ابی لیلیٰ نے ان کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے ایک درہم کی کوئی معمولی چیز بھی لینی ہوتی ہے تو دوسرے آدمی کی مدد لیتا ہوں (تو قضا وعدالت کی ذمہ داریاں کیسے اٹھا سکتا ہوں؟) انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جسے دوسرے کی مدد کی ضرورت نہ پڑتی ہو؟ انہوں نے کہا: اب تو اجازت دیں میں کچھ سوچ لوں۔ چنانچہ اجازت دی گئی تو چھپ گئے۔ سفیان بیان کرتے ہیں کہ اسی کیفیت میں تھے کہ گھر کی چھت گر پڑی اور اس سے وفات پا گئے۔

فائدہ: مجاہدین جو جہاد وقتال میں مشغول ومصروف ہوں' ان کے اہل وعیال کی جان' مال اور آبرو کی حفاظت اور ان کی خدمت کرنا انتہائی اجر وثواب کا کام ہے اور ان میں خیانت وخباثت کا مظاہرہ ایسے ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے یہ معاملہ کرے۔ اور اسی پر ان لوگوں کو قیاس کیا گیا ہے جو دین اسلام کی دیگر فکری حدود' مثلاً تعلیم وتعلم کے سلسلے میں اپنے گھروں سے غائب ہوں تو ان کے اقربا اور دیگر افراد معاشرہ پر لازم ہے کہ ان کے اہل وعیال کے تحفظ وحرمت کا پوری طرح خیال رکھیں جیسے کہ اپنی ماؤں کا تحفظ کرتے ہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي السَّرِيَّةِ تُخْفِقُ (التحفة ١٣)

باب:۱۲- جو لشکر غنیمت نہیں پاتا

٢٤٩٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ وَابنُ لَهِيعَةَ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو هَانِئٍ

۲۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجاہدین اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں اور غنیمت حاصل کر لیتے ہیں' وہ

٢٤٩٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ١٩٠٦ من حديث أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد المقرىء ...

الْخَوْلَانيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَمْرِو يَقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ما مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو في سَبِيلِ الله فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الآخِرَةِ، وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ، فإنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

اپنے آخرت کے اجر میں سے دو تہائی جلد ہی (اس دنیا ہی میں) پا لیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی غنیمت نہ ملے تو ان کا کامل اجر (قیامت تک کے لیے) محفوظ ہو جاتا ہے۔''

 فائدہ: انسان جس قدر بھی نعمتیں اس دنیا میں استعمال کر رہا ہے وہ اپنے آخرت کے حصے سے استعمال کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ ''ہمیں اس قدر جو دنیا دی گئی ہے' تو ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا۔'' (صحيح البخاری' الجنائز' حديث:١٢٧٥) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ''ہم میں سے کچھ کے پھل یہیں پک گئے ہیں اور وہ اب ان سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ (صحيح البخاری' الجنائز' حديث:١٢٧٦) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لذیذ مطعومات و مشروبات کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ اور آخرت میں کفار سے بالخصوص کہا جائے گا: ﴿اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا فَالۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ﴾ (الاحقاف:٢٠) ''تم دنیا کی زندگی میں اپنی لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے' سو آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور بدکردار تھے۔''



(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي تَضْعِيفِ الذِّكْرِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٤)

باب:١٣- دورانِ جہاد میں اللہ کے ذکر کے ثواب کا بڑھاوا

٢٤٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ وَسَعِيدِ بنِ أبي أَيُّوبَ، عن زَبَّانَ بنِ فَائِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ، عن أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ

٢٤٩٨- جناب سہل بن معاذ اپنے والد (معاذ بن انس رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران میں نماز' روزے اور ذکر کا اجر' اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مقابلے میں سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔''

٢٤٩٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٨ من حديث زبان به، وانظر، ح: ١٢٨٧ لعلته، ومع ذلك صححه الحاكم: ٢/ ٧٨، ووافقه الذهبي.

وَالذِّكْرَ يُضَاعَفُ عَلَى النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ».

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: فِيمَنْ مَاتَ غَازِيًا** (التحفة ١٥)

باب:١٤- جو شخص سفر جہاد میں وفات پا جائے

٢٤٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، يَرُدُّ إِلَى مَكْحُولٍ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ فَصَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، أَوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ أَوْ بَعِيرُهُ، أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ، أَوْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ، أَوْ بِأَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللهُ: فَإِنَّهُ شَهِيدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ».

۲۴۹۹- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص جہاد کے لیے روانہ ہوا اور وفات پا گیا' یا قتل کر دیا گیا' تو وہ شہید ہے' یا اگر اس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا ہو' یا کسی جانور نے کاٹا ہو' یا اپنے بستر ہی پر اسے موت آئی ہو' یا جس کسی کیفیت میں بھی اس کی وفات ہوئی ہو تو وہ شہید ہے اور بلاشبہ اس کے لیے جنت ہے۔''

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: فِي فَضْلِ الرِّبَاطِ** (التحفة ١٦)

باب ۱۵- دشمن کے مقابلے میں مورچہ بندی کی فضیلت

٢٥٠٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِيءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ، عَنْ فَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ

۲۵۰۰- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مرنے والے کا عمل (اس کے مرنے پر) ختم ہو جاتا ہے' مگر مورچہ بند کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر

٢٤٩٩ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحاكم: ٢/ ٧٨، ٧٩ من حديث عبدالوهاب بن نجدة به، وصححه على شرط مسلم، ورده الذهبي بقوله: "عبدالرحمٰن بن غنم لم يدركه مكحول فيما أظن" وبقية مدلس، لم يصرح بالسماع المسلسل.

٢٥٠٠ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من مات مرابطًا، ح: ١٦٢١ من حديث أبي هانيء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٢٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٧٩، ووافقه الذهبي.

الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطُ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ».

کے عذاب سے (یا منکر ونکیر کے سوال جواب) سے امن میں رہتا ہے۔''

فائدہ: یہ فضیلت دشمن کے سامنے مورچہ بند ہونے کی ہے۔ تو جو شخص کفار سے پنجہ آزمائی کرتا اور قتل ہوتا یا قتل کرتا ہو' اس کے درجات اور بھی زیادہ ہوں گے۔ قرآن مجید نے اس عمل کی ترغیب میں فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران:٢٠٠) ''اے ایمان والو! صبر کرو' ثابت قدم رہو' مورچوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔'' جہاد وقتال سے ملتا جلتا کام' مثلاً مشکل حالات میں اشاعت توحید وسنت اور ردّ شرک وبدعت جو کہ درس وتدریس اور تحریر وتقریر کے ذریعے سے ہو' اس کے متعلق بھی توقع کی جانی چاہیے کہ حسب نیت یہ بھی ایک عظیم رباط ومرابطہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ' مبلغین اور مؤلفین قلعۂ اسلام کی فکری حدود کے مورچہ بند ہیں جب تک ان کی باقیات صالحات موجود رہیں گی' ان کی حسنات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيزٍ.

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٧)

باب:١٦- جہاد میں پہرے داری کی فضیلت

٢٥٠١- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ يَعني ابنَ سَلَّامٍ عن زَيْدٍ يَعني ابنَ سَلَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قال: حَدَّثَنِي السَّلُولِيُّ أَبُو كَبْشَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ سَهْلُ ابنُ الْحَنْظَلِيَّةِ: أَنَّهُم سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ صَلَاةً عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فقال: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُم حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ

٢٥٠١- حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ہم) لوگ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت لمبی مسافت طے کی حتیٰ کہ پچھلا پہر ہو گیا۔ سو میں نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ ایک گھوڑ سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے سب لوگ اپنی عورتوں' چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور

٢٥٠١- تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح:٤١٦، أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥/ ١٢٥ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٨٣، ٨٤، ووافقه الذهبي.

كَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ»، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟» قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَارْكَبْ»، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ وَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُم؟» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَحْسَسْنَاهُ، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَتَلَفَّتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُم فَارِسُكُم»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا، فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ

کہا: ''کل ان شاء اللہ یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہو گا۔'' پھر فرمایا: ''آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟'' حضرت انس بن ابی مرثد غنوی ﷜ نے کہا: میں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تو سوار ہو جاؤ۔'' چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''اس گھاٹی کی طرف چلے جاؤ حتی کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے دھوکہ کھا جائیں۔'' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟'' صحابہ نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران میں آپ گھاٹی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتی کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا: ''خوشخبری ہو' تمہارا سوار آ گیا ہے۔'' پس ہم بھی درختوں میں سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے' تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتی کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا' جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے بھی تھے؟'' اس نے کہا: نہیں' صرف نماز پڑھنے یا قضائے

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا».

حاجت کے لیے ہی اترا ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم نے اپنے لیے لازم کر لی (جنت) تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مؤاخذہ نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① جہادی مہموں اور دیگر اہم مواقع پر پہریداری کا انتظام حسب ضرورت مشروع ومسنون بلکہ واجب ہے اور توکل کے خلاف نہیں۔ ② نماز کے دوران میں بلاوجہ التفات ممنوع ہے مگر اہم ضرورت کے پیش نظر مباح ہے۔ مگر خیال رہے کہ منہ پھیر کر نہ دیکھا جائے۔ ③ صحابی رسول ﷺ نے فرمان رسول کے ظاہر الفاظ پر اس شدت سے تعمیل کی کہ ساری رات گھوڑے کی پیٹھ پر گزار دی۔ ④ نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو مؤاخذہ نہیں'' ان کے اس عمل کی قبولیت کی بشارت تھی۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ انہیں اعمال تکلیفیہ سے آزادی کا پروانہ دے دیا گیا تھا بلکہ اس میں ان کی بخشش کی خوشخبری تھی جس کی بنا پر یہ لوگ اور بھی زیادہ متقی' عامل اور محنت کش ہو جاتے تھے۔ جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا تھا: ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔'' (صحيح البخاري' التهجد' حديث: ١١٣٠ وصحيح مسلم' صفات المنافقين' حديث: ٢٨١٩) ⑤ جہاد میں پہریداری کے ایک آسان عمل کا جب یہ اجر ہے تو قتال ومعرکہ آرائی کے فضائل کس قدر زیادہ ہوں گے۔ ⑥ مجاہدین معرکہ کی طرح فکر وعمل کے میدان میں بھی علمائے حق پر لازم ہے کہ دنیا میں پھیلنے والی ملحدانہ تحریکوں پر گہری نظر رکھیں جو کہ مسلمانوں اور ان کے معاشرے میں نقب لگانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتیں' اور ان کا جواب بھرپور علمی وفکری اسلوب میں دینا واجب ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ (التحفة ١٨)

باب: ١٧- جہاد چھوڑ دینے کی مذمت

٢٥٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قال عَبْدَةُ يعني ابنَ الْوَرْدِ: أخبرني عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عن سُمَيٍّ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ

٢٥٠٢- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد نہیں کیا اور اپنے دل میں بھی جہاد کی نیت نہیں کی تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔''

٢٥٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بالغزو، ح: ١٩١٠ من حديث عبدالله بن المبارك به.

وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ».

فائدہ: مخلص مسلمان ہر حال میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے، جہاد کا شائق اور جہادی عمل کا مؤید اور معاون ہوتا ہے۔ اگر کسی میں ایسی کوئی کیفیت نہیں تو وہ نام ہی کا مسلمان ہے اور ایسے جذبات سے محرومی نفاق کا ایک حصہ اور بہت بڑی بدبختی ہے۔

٢٥٠٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَقَرَأْتُهُ عَلَى يَزِيدَ بنِ عَبْدِرَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ قالا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عن يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي أُمَامَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا في أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ الله بِقَارِعَةٍ». قال يَزِيدُ بنُ عَبْدِرَبِّهِ في حَدِيثِهِ: «قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

٢٥٠٣- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جہاد میں حصہ نہیں لیا، یا کسی مجاہد کو مادی تعاون نہیں دیا یا مجاہد کے روانہ ہو جانے کے بعد اس کے اہل و عیال کی بحسن و خوبی خبر گیری نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔“ یزید بن عبداللہ نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: ”قیامت سے پہلے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔“

فائدہ: امت مسلمہ کو جس ہزیمت کا سامنا ہے بلاشبہ وہ جہاد سے روگردانی اور کفار کے مقابلے میں بزدلی کا نتیجہ ہے۔ اور اللہ عزوجل کی جانب سے قسم قسم کی آفات بھی اس کے مؤاخذے کی دلیل ہیں۔

٢٥٠٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: [حدثنا] حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ [النَّبِيَّ] ﷺ قال: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ [بِأَمْوَ]الِكُم وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُم».

٢٥٠٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مشرکین سے جہاد کرو: اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔“

[٢٥٠٣]- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التغليظ في ترك الجهاد، ح: ٢٧٦٢ من حديث الوليد [بن مس]لم به، وصرح بالسماع المسلسل عند ابن عساكر في "الأربعين في الحث على الجهاد"، ح: ٢٠، وتابعه [...] بن خالد عند الطبراني في مسند الشاميين، ح: ٨٨٣.

[٢٥٠٤]- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب وجوب الجهاد، ح: ٣٠٩٨ من حديث حماد بن سلمة [و]صححه ابن حبان، ح: ١٦١٨، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨١، ووافقه الذهبي، ورواه ثابت البناني عن [أنس] عند الضياء في المختارة: ٥/ ٣٦، ح: ١٦٤٢.

فائدہ: مسلمانوں کے تمام طبقات کو اپنی اپنی ممکنہ صلاحیات کے ساتھ کفر کے مقابلہ میں تیار رہنا واجب ہے۔ جوان اپنی جانوں اور جوانی سے اغنیاء اپنے مالوں سے علماء دعوت و ترغیب سے اور تردید کفر و شرک سے بزرگ عورتیں اور بچے اللہ کے حضور دعاؤں سے اسلام مسلمانوں اور مجاہدین کے لیے مدد مانگیں۔ اشعار کی صورت میں کفر و شرک و مشرکین کی مذمت اور ہجو بھی زبان سے جہاد میں شمار ہے۔ الغرض جو مسلمان جہاد کے داعیہ سے خالی الذہن ہے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٨) - **بَابٌ: فِي نَسْخِ نَفِيرِ الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ** (التحفة ١٩)

باب:١٨- خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کے نفیر (جہاد میں جانے) کا حکم منسوخ ہونا

٢٥٠٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ [التوبة:٣٩] و ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ﴾ إلَى قَوْلِهِ: ﴿يَعْمَلُونَ﴾ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتي تَلِيهَا ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً﴾ [التوبة: ١٢٠-١٢٢].

٢٥٠٥- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سورۂ توبہ (کی آیت نمبر ٣٩) ”اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کردے گا۔“ اور (آیات:١٢٠ اور ١٢١) ”اہل مدینہ اور ان کے اردگرد کے دیہاتیوں کو روا نہیں (کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو رسول کی جان سے پیاری سمجھیں......) ان آیات کو اس کے بعد والی آیت (نمبر:١٢٢) نے منسوخ کر دیا ہے۔ جس میں ہے: ”اور مومنوں کو لائق نہیں کہ یہ سب کے سب جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ (ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ نکلتا تاکہ وہ باقی دین میں سمجھ حاصل کرتے اور جب یہ (جہاد سے) لوٹ کر آتے تو اپنی قوم کو بھی ڈراتے تاکہ وہ بھی متنبہ رہیں)۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس ؓ کی تفسیر کا مفہوم یہ ہے کہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں کا نکلنا منسوخ ہے۔ جبکہ دیگر مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ یہ آیات محکم ہیں اور جہاد میں احوال و ظروف کا خیال کرنا چاہیے اور ایک جماعت کو دارالاسلام میں بھی لازماً رُکنا چاہیے تاکہ مرکز بالکل ہی خالی نہ ہو جائے۔ ② آیت نمبر:١٢٢ سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جہاد میں عملاً مشغول ہو کر جو تَفَقُّه فِي الدِّيْنِ حاصل ہوتا ہے وہ عام حالات میں حاصل نہیں ہوتا۔

٢٥٠٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٤٧ من حديث أبي داود به.

٢٥٠٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ عن عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ابنِ خَالِدِ الْحَنَفِيِّ: حدَّثَني نَجْدَةُ بنُ نُفَيْعٍ قال: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ عن هٰذِهِ الآيَةِ ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ قال: فأُمْسِكَ عَنْهُمُ المَطَرُ وَكَانَ عَذَابَهُمْ.

٢٥٠٦-نجدہ بن نفیع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سورۂ توبہ (کی آیت:٣٩) کی تفسیر پوچھی' جس میں ہے کہ ''اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کردے گا۔'' انہوں نے فرمایا: ان سے بارش روک لی گئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

(المعجم ١٩) - **باب الرُّخْصَةِ في الْقُعُودِ مِنَ الْعُذْرِ** (التحفة ٢٠)

باب:١٩-کسی (معقول) عذر کے باعث جہاد کے لیے نہ جانا درست ہے

٢٥٠٧- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أبي الزِّنَادِ عن أبِيهِ، عن خَارِجَةَ بنِ زَيْدٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: كُنْتُ إلى جَنْبِ رَسُولِ الله ﷺ فَغَشِيَتْهُ السَّكِينَةُ، فَوَقَعَتْ فَخِذُ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى فَخِذِي فَمَا وَجَدْتُ ثِقَلَ شَيْءٍ أَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ رَسُولِ الله ﷺ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فقال: «اكْتُبْ»، فَكَتَبْتُ في كَتِفٍ: ﴿لا يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ، فَقَامَ ابنُ أُمِّ مَكْتُومٍ - وكَانَ رَجُلًا أَعْمَى - لَمَّا سَمِعَ فَضِيلَةَ المُجَاهِدِينَ قال: يَارَسُولَ الله! فَكَيْفَ بِمَنْ لا يَسْتَطِيعُ

٢٥٠٧-''حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کو سکینت نے ڈھانپ لیا (وحی کا نزول شروع ہوگیا) اور رسول اللہ ﷺ کی ران میری ران پر آ گئی' مجھے آپ ﷺ کی ران سے جو بوجھ محسوس ہوا کسی اور چیز سے محسوس نہیں ہوا۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''لکھو۔'' چنانچہ میں نے شانے کی ہڈی پر لکھا: ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ......﴾ (آخر آیت تک) ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومنین اور بیٹھ رہنے والے برابر نہیں ہو سکتے......'' ابن ام مکتوم جو نابینا صحابی تھے انہوں نے جب مجاہدین کی یہ فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مومنین میں سے ایسے شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو؟

٢٥٠٦_تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ٦٨٢ عن زيد بن حباب به * نجدة بن نفيع مجهول (تقريب).

٢٥٠٧_تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٠، ١٩١ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣١٤، وصححه الحاكم: ٢/ ٨١، ٨٢، ووافقه الذهبي.

الْجِهَادَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَلَمَّا قَضَى كَلَامَهُ، غَشِيَتْ رَسُولَ الله ﷺ السَّكِينَةُ فَوَقَعَتْ فَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي وَوَجَدْتُ مِنْ ثِقَلِهَا فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ كَمَا وَجَدْتُ فِي الْمَرَّةِ الأُولَى، ثُمَّ سُرِّيَ عن رَسُولِ الله ﷺ فقال: «اقْرَأْ يَازَيْدُ»، فَقَرَأْتُ: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: ﴿غَيْرُ أُوْلِى ٱلضَّرَرِ﴾ الآيَةَ كُلَّهَا [النساء: ٩٥]. قال زَيْدٌ: فأنْزَلَهَا الله عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهَا فَأَلْحَقْتُهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إلى مُلْحَقِهَا عِنْدَ صَدْعٍ فِي كَتِفٍ.

انہوں نے جب اپنی بات پوری کی تو رسول اللہ ﷺ کو سکینت نے ڈھانپ لیا اور آپ کی ران میری ران پر آ گئی' اور دوسری بار بھی میں نے اسی طرح کا بوجھ محسوس کیا جو پہلے محسوس کیا تھا۔ پھر جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اے زید! پڑھو۔'' میں نے پڑھا: ﴿لَایَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ......﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ﴾ ''سوائے ان کے جنہیں کوئی عذر ہو۔'' اور باقی آیت اسی طرح رہی۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ ﴿غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ﴾ کے لفظ اللہ نے علیحدہ سے نازل فرمائے اور میں نے ان کو ان کی جگہ پر لکھ دیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! گویا میں شانے کی ہڈی کے اس درز کو دیکھ رہا ہوں جہاں میں نے اس کو ملایا تھا۔

62

فوائد و مسائل: ① مریض' نابینا' اپاہج یا دیگر شرعی عذر کی بنا پر اگر کوئی جہاد سے پیچھے رہ جائے' تو مباح ہے۔ لیکن جب نفیر عام کا حکم ہو تو بلا عذر پیچھے رہنا کسی طرح روا نہیں۔ ② نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ پر انتہائی بوجھ پڑتا تھا حتی کہ سخت سردی میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا تھا اور اگر آپ اونٹنی پر ہوتے تو وہ بھی ٹک کر کھڑی ہو جاتی تھی اور چل نہ سکتی تھی۔ ③ قرآن مجید جس قدر اترتا تھا نبی ﷺ اس کی کتابت کروا دیا کرتے تھے۔ البتہ ابتداءً احادیث کے لکھنے کی عام اجازت نہ تھی' سوائے چند ایک صحابہ کے' یا وہ وثائق جو آپ نے بالخصوص لکھوائے۔

٢٥٠٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن مُوسَى بنِ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوامًا مَاسِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ، وَلا قَطَعْتُمْ

۲۵۰۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم لوگ مدینے میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہو کہ جو سفر بھی تم کرتے ہو یا کوئی خرچ کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو تو وہ (اجر و ثواب میں) تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔'' صحابہ

٢٥٠٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٤ من حديث أبي داود به، وقال البخاري في صحيحه، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح: ٢٨٣٩) وقال موسٰى . . . الخ، فذكر السند ولم يذكر اللفظ، وقال: "الأول أصح".

بنْ وَادٍ إلَّا وَهُمْ مَعَكُم فِيهِ». قالُوا: يارَسُولَ الله! وَكَيْفَ يَكُونُونَ مَعَنَا وَهُمْ بالمَدِينَةِ؟ قال: «حَبَسَهُم الْعُذْرُ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ہمارے ساتھ کس طرح ہوتے ہیں حالانکہ وہ مدینے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو عذر اور مجبوری نے روکے رکھا ہے۔''

فائدہ: حسن نیت اور اخلاص کی بنا پر ایک معذور انسان بھی وہ درجات حاصل کر لیتا ہے جو ایک مجاہد اور عامل حاصل کرتا ہے۔

(المعجم ٢٠) - باب مَا يُجْزِىءُ مِنَ الْغَزْوِ (التحفة ٢١)

باب:۲۰- جو چیز غزوے سے کفایت کرتی ہے

٢٥٠٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بن أبي الْحَجَّاجِ أبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَارِثِ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ: حدثني يَحْيَى: حدثني أبُو سَلَمَةَ: حدثني بُسْرُ بنُ سَعِيدٍ: حدَّثني زَيْدُ بنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا في سَبِيلِ الله فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ في أهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا».

۲۵۰۹- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے مجاہد کو سامان جہاد دیا' تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا' اور جو مجاہد کے اہل خانہ کی بحسن وخوبی خبر گیری کرتا رہا' تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا۔''

٢٥١٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن يَزِيدَ بْنِ أبي سَعِيدٍ مَوْلَى المَهْرِيِّ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أنَّ رَسُولَ

۲۵۱۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی جانب ایک مہم بھیجی اور فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے چلا جائے (آدھے لوگ جہاد کے لیے جائیں اور آدھے رکے رہیں۔'') پھر آپ نے رکنے والوں سے فرمایا:

٢٥٠٩- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل من جهز غازيًا أو خلفه بخير، ح:٢٨٤٣ عن أبي معمر، ومسلم، الامارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره ... الخ، ح:١٨٩٥ من حديث الحسين المعلم به * يحيى هو ابن أبي كثير، وأبوسلمة هو ابن عبدالرحمٰن بن عوف.

٢٥١٠- تخريج: أخرجه مسلم، الامارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره ... الخ، ح:١٨٩٦ عن سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح:٢٣٢٦.

الله ﷺ بَعَثَ إِلَى بَنِي لِحْيَانَ وَقَالَ : لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ. ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: «أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ».

''جوتم میں سے مجاہد کے گھر والوں کی عمدہ طور پر خبر گیری کرے گا اس کو جانے والے کا آدھا ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: مذکورہ بالا پہلی حدیث سے یہ سمجھا گیا ہے کہ جو شخص مجاہد کے اہل خانہ کی عمدہ طور سے خبر گیری کرے تو اس کو بھی مجاہد کی طرح پورا ثواب ملتا ہے اور اس دوسری حدیث میں آدھے ثواب کا ذکر آیا ہے' تو ان میں تطبیق اس طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ان دونوں افراد کے مجموعی ثواب کو آدھا آدھا کیا جائے تو دونوں کے لیے برابر ہو جاتا ہے اور اس طرح تعارض نہیں رہتا۔ مگر راقم مترجم کا خیال ہے کہ اگر پیچھے رہنے والے نے اسی رکنے کے عمل کو ترجیح دی ہو تو اسے آدھا ثواب ملے گا۔ لیکن اگر یہ دونوں ہی قتال میں شریک ہونے کے شائق ہوں اور امیر کسی ایک کو قتال کے لیے منتخب کرے اور دوسرے کو اس کے اہل خانہ کی خدمت کا پابند کرے تو اس طرح یہ دونوں ہی ثواب میں برابر ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۱- جرأت اور بزدلی کا بیان

٢٥١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ، عن مُوسَى بنِ عُلَيِّ ابنِ رَبَاحٍ ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ مَرْوَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ».

۲۵۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''انسان میں دو وصف بہت برے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ حریص و بخیل ہونے کے ساتھ ساتھ دل کا کچا ہو۔ دوسرا یہ کہ اتنا بزدل ہو کہ گویا دل ہی نکل جائے گا۔''

فائدہ: کسی انسان میں حرص اور بخل دونوں کیفیتیں جمع ہوں تو اس کو [شُحّ] کہتے ہیں: [ھَلَع] کی وضاحت قرآن کریم میں یوں آئی ہے: ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ، إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ، وَّ إِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾ (المعارج: ۱۹-۲۱) ''بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا۔ جب پہنچے اس کو برائی تو بے صبرا اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو نادہند۔''

٢٥١١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٠ عن عبدالله بن يزيد أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٠٨.

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ﴾** [البقرة: ١٩٥] (التحفة ٢٣)

باب:٢٢-آیت کریمہ: ﴿وَ لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَة﴾ ''اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو'' کی تفسیر

٢٥١٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ وَابنِ لَهِيعَةَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ قالَ: غَزَوْنَا مِنَ المَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ. وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، وَالرُّومُ مُلْصِقُو ظُهُورِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِينَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ، فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَظْهَرَ الإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نُقِيمُ فِي أَمْوَالِنَا ونُصْلِحُهَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَنفِقُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ﴾ فَالإِلْقَاءُ بِأَيْدِينَا إِلَى التَّهْلُكَةِ: أَنْ نُقِيمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ. قَالَ أَبُو عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُو أَيُّوبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ.

٢٥١٢-جناب اسلم ابوعمران بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے' ہم قسطنطنیہ (استنبول) جانا چاہتے تھے اور جناب عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید ہمارے امیر جماعت تھے۔ رومی لوگ اپنی پشت فصیل شہر کی طرف کیے ہمارے مدمقابل تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے دشمن پر حملہ بول دیا تو لوگوں نے کہا: رکو' ٹھہرو! لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه' یہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب اللہ ذوالجلال نے اپنے نبی ﷺ کی نصرت فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا: چلو اب ذرا اپنے اموال و جائیداد میں رک جائیں اور ان کو درست کر لیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' ہلاکت میں ڈالنا یہ تھا کہ ہم اپنے مالوں میں رک جائیں' ان کی اصلاح میں مشغول ہو جائیں اور جہاد چھوڑ دیں۔ ابوعمران نے کہا: چنانچہ ابو ایوب انصاری ؓ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے' حتی کہ قسطنطنیہ (استنبول) ہی میں دفن ہوئے۔

٢٥١٢- **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٧٢ من حديث حيوة بن شريح به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٧، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٧٥، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کو صحیح احادیث میں وارد شان نزول کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ اس سے صرف نظر کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مگر ہر ہر آیت کا شان نزول ثابت نہیں ہے۔ ② مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ مشاغل دنیا میں انہماک اور جہاد سے اعراض ہی باعث ہلاکت ہے خواہ افراد اس کے مرتکب ہوں یا قومیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الرَّمْيِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۳- تیر اندازی کی فضیلت

٢٥١٣- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ: حَدَّثَني أَبُو سَلَّامٍ عن خَالِدِ بنِ زَيْدٍ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُدْخِلُ بالسَّهْمِ الوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلَّا ثَلَاثٌ تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ وَرَمْيُهُ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا» أَوْ قَالَ: «كَفَرَهَا».



۲۵۱۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''اللہ عزوجل ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک اس کا بنانے والا' جو اپنی اس صنعت میں اجر وثواب کا امیدوار ہو۔ دوسرا' تیر مارنے والا (جہاد میں) اور تیسرا وہ جو اسے تیر پکڑانے والا ہو (جو اس کا معاون ہو۔) تیر اندازی اور گھوڑ سواری سیکھو' تاہم مجھے گھوڑ سواری کی نسبت تیر اندازی (نشانہ بازی) زیادہ پسند ہے۔ (شریعت میں) کھیل تین ہی ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے گھوڑے کو سدھائے۔ دوسرا' یہ کہ انسان اپنی بیوی سے کھیلے۔ تیسرا' یہ کہ انسان اپنے تیر کمان سے تیر پھینکنے کی مشق کرتا رہے۔ جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دے تو اس نے بلاشبہ ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔'' یا یوں فرمایا: ''اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ البتہ ہمارے فاضل محقق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ سے حدیث میں مذکور اعمال کی اباحت اور فضیلت ثابت ہے' لہٰذا اگر کسی تفریح کا پروگرام ہو تو انہی

٢٥١٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ٣١٤٨ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٤٥٠ بطوله، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٥، ووافقه الذهبي * خالد بن زيد حسن الحديث على الراجح.

مذکورہ بالا تفریحات میں سے کسی کو ترجیح دی جائے تاکہ جسمانی قوت اور تفریح کے ساتھ ساتھ عنداللہ اجر وثواب کا بھی مستحق ٹھہرے۔

٢٥١٤- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابنُ الْحَارِثِ عن أبي عَلِيٍّ ثُمَامَةَ بنِ شُفَيٍّ الهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: «﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾ [الأنفال: ٦٠] أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ».

۲۵۱۴- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا: (آپ نے سورۂ انفال کی آیت: ۶۰ پڑھی) ''ان کفار کے مقابلے میں جس قدر ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ۔'' (اس کی تشریح میں آپ نے فرمایا:) ''خبردار! تیراندازی ہی قوت ہے۔ خبردار! تیراندازی ہی قوت ہے۔ خبردار! تیراندازی ہی قوت ہے۔''

فائدہ: [رَمْیٌ] کے معنی ہیں کسی چیز کو پھینک کر مارنا۔ تیراندازی کا بیان بطور رمز کے ہے ورنہ مطلوب یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمان کے لیے رائج الوقت اسلحہ کے استعمال کی تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور چلا کر مارنے والے اسلحے ہی سب سے اہم ترین ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِيمَنْ يَغْزُو وَيَلْتَمِسُ الدُّنْيَا (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴- دنیا کی طلب میں غزوہ کرنے والا

٢٥١٥- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عن خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عن أَبِي بَحْرِيَّةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قَالَ: الغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغَى وَجْهَ الله،

۲۵۱۵- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد دو قسم کا ہے: جس نے اللہ کی رضا چاہی، امام کی اطاعت کی، عمدہ مال خرچ کیا، اپنے شریک کار سے نرمی کا برتاؤ کیا اور فساد سے بچتا رہا، تو بلاشبہ ایسے مجاہد کا سونا اور جاگنا بھی اجر وثواب کا کام

٢٥١٤_ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه، ح: ١٩١٧ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٤٤٨.

٢٥١٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيعة، باب التشديد في عصيان الإمام، ح: ٤٢٠٠ من حديث بقية به * وهو يدلس تدليس التسوية، ولم أجد تصريح سماعه المسلسل، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٥، ووافقه الذهبي.

وَأَطَاعَ الإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الكَرِيمَةَ، وَيَاسَرَ الشَّرِيكَ، وَاجْتَنَبَ الفَسَادَ؛ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنَبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ».

ہے لیکن جس نے فخر' دکھلاوے اور شہرت کی نیت رکھی' امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا تو بلاشبہ ایسا آدمی (ثواب تو کیا) برابری کے ساتھ بھی نہیں پلٹا۔ (گناہ سے بچ آنا بھی مشکل ہے۔")

٢٥١٦- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ عن ابنِ المُبَارَكِ، عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عن الْقَاسِمِ، عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله الأَشَجِّ عن ابنِ مِكْرَزٍ، رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ الله! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ الله وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا؟ فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَأَعْظَمَ ذٰلِكَ النَّاسُ وَقَالُوا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُولِ الله ﷺ فَلَعَلَّكَ لَمْ تُفَهِّمْهُ، فقال: يَارَسُولَ الله! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ الله وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا؟ قَالَ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَقَالُوا لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُولِ الله ﷺ فقالَ لَهُ الثَّالِثَةَ، فقالَ لَهُ: «لَا أَجْرَ لَهُ».



٢٥١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد کے لیے نکلتا ہے مگر وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔" لوگوں نے اس فرمان کو بہت گراں جانا' انہوں نے اس آدمی سے کہا: دوبارہ پوچھو' شاید تم اپنی بات واضح نہیں کر سکے ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے اور وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔" لوگوں نے اس آدمی سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پھر پوچھو۔ اس نے آپ سے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ نے اسے یہی فرمایا: "اس کو کوئی ثواب نہیں۔"

فائدہ: اگر مجاہد کی نیت بنیادی طور پر ریاکاری اور حصول مال کی ہو تو اس کا سب عمل باطل ہے' اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ لیکن اگر اصل اور بنیادی نیت جہاد اور اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو اور اس کے ساتھ حصول مال جیسی نیت بھی خلط ملط ہو جائے تو اس سے اجر میں کمی آ جاتی ہے' عمل باطل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ سابقہ حدیث: ٢٤٩٧ میں گزر رہا ہے کہ مجاہدین کو اگر غنیمت مل جائے تو وہ اپنا دو تہائی اجر اس دنیا ہی میں حاصل کر لیتے ہیں ورنہ ان کا سارا اجر محفوظ رہتا ہے۔ امام احمد

٢٥١٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في كتاب الجهاد لابن المبارك، ح: ٢٢٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٠٤، والحاكم: ٢/ ٨٥، ووافقه الذهبي.

رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں تاجر' مزدور اور کرائے پر کام کرنے والے افراد کا اجر ان کی اپنی اپنی نیت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ نیت اور اخلاص کا معاملہ انتہائی مشکل اور توجہ طلب ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں جامع العلوم والحکم (لابن رجب حنبلی رحمہ اللہ) میں شرح حدیث: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا (التحفة ٢٦)

باب:...... جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت سے قتال کرے

٢٥١٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي وَائِلٍ، عن أبي مُوسَى: أَنَّ أعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقَالَ: إنَّ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَيُقَاتِلُ لِيُحْمَدَ، وَيُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ؟ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ حَتَّى تكُونَ كَلِمَةُ الله هِيَ أعْلَى فَهُوَ في سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ».

۲۵۱۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ایک آدمی قتال کرتا ہے شہرت کے لیے' کوئی قتال کرتا ہے تعریف کے لیے اور کوئی غنیمت کے لیے اور کوئی مرتبہ (بہادری و شجاعت) دکھانے کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس غرض سے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے۔''

٢٥١٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أبُو دَاوُدَ عنْ شُعْبَةَ، عن عَمْرٍو قال: سَمِعْتُ مِنْ أبي وَائِلٍ حديثًا أعْجَبَنِي فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۵۱۸- عمرو بن مرہ نے کہا: میں نے ابووائل سے حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: اگر مجاہد کی اصل نیت' اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو تو دیگر اغراض سے اس کے اجر میں کمی آ جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت درج کیا ہے: [بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ ' هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ؟] (صحيح البخاري' فرض الخمس' باب: ١٠) ''کیا جو شخص غنیمت کے لیے قتال کرے اس کا اجر کم ہو جاتا ہے؟''

٢٥١٧۔ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ح: ٢٨١٠، ومسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ١٩٠٤ من حديث شعبة به.

٢٥١٨۔ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم تخريجه، انظر الحديث السابق.

٢٥١٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَبِي الْوَضَّاحِ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ اللهِ بن رَافِعٍ، عن حَنَانِ بن خَارِجَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو: يَارَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي عن الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ: فقالَ: «يَاعَبْدَ اللهِ بن عَمْرٍو! إنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، وَإِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا بَعَثَكَ اللهُ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا، يَاعَبْدَ اللهِ بنَ عَمْرٍو عَلَى أَيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ أَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللهُ عَلَى تِيكَ الْحَالِ».

٢٥١٩-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ (میں نے کہا) اے اللہ کے رسول! مجھے جہاد اور غزوے کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ اور اجر کی نیت سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کرنے والوں اور اجر کے طلب گاروں میں اٹھائے گا اور اگر تم دکھلاوے اور مال جمع کرنے کی غرض سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکار اور مال جمع کرنے والوں میں اٹھائے گا' اے عبداللہ بن عمرو! جس حال (اور نیت) میں بھی تم نے لڑائی کی (جہاد کیا) یا تمہیں قتل کر دیا گیا تو اللہ تمہیں اسی حالت پر اٹھائے گا۔“



فائدہ: ہر نیک کام کے لیے اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے۔ اس لیے جہاد وقتال ہو یا دیگر اعمال حسنہ' ہر مسلمان کو تمام اعمال میں اپنی نیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ اس روایت کو شیخ البانی ؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٥-شہادت کی فضیلت

٢٥٢٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ إِدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ

٢٥٢٠-حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارے بھائی احد میں شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں'

٢٥١٩ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٨٥، ٨٦، وصححه، ووافقه الذهبي.

٢٥٢٠ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٦ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٨، ٢٩٧، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق صرح بالسماع، وللحديث شواهد عند البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٢١٢ (بتحقيقي) وغيره.

عبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُم بِأُحُدٍ جَعَلَ اللهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا: مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ؟ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُم، قالَ: وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًا﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ١٦٩].

وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر سونے کی قندیلوں میں لوٹ جاتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام وراحت کے مزے دیکھے تو کہا: کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں' ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا......﴾ ''وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کے بارے میں یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① شہداء کے اس اعزاز واکرام میں مسلمانوں کو ترغیب وتشویق ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں جان کی بازی لگانے سے دریغ نہ کریں۔ ② شہداء کی زندگی کو دنیا کی اس زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ سورۂ بقرہ میں صراحت ہے کہ ان کی زندگی کو تم لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ اور بعد از محشر انہیں نہایت اعزاز واکرام سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ③ محمد رسول اللہ ﷺ ان شہداء سے مراتب میں افضل واعلیٰ ہیں' لہٰذا آپ کی برزخی زندگی کو بدرجۂ اولیٰ نہیں سمجھا جا سکتا۔

٢٥٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا عَوْفٌ: حَدَّثَتْنَا حَسْنَاءُ بِنْتُ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيمِيَّةُ قَالَتْ: حدثنا عَمِّي قال: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قال: «النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوَئِيدُ فِي الْجَنَّةِ».

٢٥٢١- حسناء بنت معاویہ صریمیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم سے ہمارے چچا (اسلم بن سلیم ؓ) نے بیان کیا' انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ جنت میں کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''نبی جنت میں ہوں گے' شہید جنت میں جائے گا' چھوٹا بچہ جنت میں جائے گا اور زندہ دفن کیا گیا بچہ جنت میں جائے گا۔''

٢٥٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٥/ ٣٣٩ من حديث عوف الأعرابي به * حسناء مجهولة الحال، وفي الباب حديث يخالفه، ح: ٤٧١٧.

فوائد و مسائل: ① ''چھوٹے بچے'' جو نابالغی کی عمر میں فوت ہو گئے ہوں' اس میں وہ بھی شامل ہیں جن کی پیدائش نامکمل رہی اور ساقط ہو گئے ہوں۔ البتہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ جب کفار کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انہیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا' کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں۔ باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟'' (صحيح البخاري' القدر' باب الله أعلم بما كانوا عاملين' حديث : ٦٥٩٧)

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کرام ؑ کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً کفار اور مشرکین کے بچے' ان کا بھی امتحان ہوگا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل:۱۷/۱۵) ''اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔'' اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہما اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' فتاوی ابن تیمیہ:۲۴/ ۳۷۲-۳۷۳) ② عرب کے بعض قبائل عار کی بنا پر اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے اور یہ بھی آتا ہے کہ بعض فقر و فاقہ کی صورت میں بیٹوں کے ساتھ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کا ذکر یوں کیا ہے: ﴿وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ (التكوير: ۸-۹) ''جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟''



(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي الشَّهِيدِ يَشْفَعُ (التحفة ٢٨)

باب:۲۶-شہید سفارش کرے گا

٢٥٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ

۲۵۲۲- جناب نمران بن عتبہ ذماری بیان کرتے ہیں کہ ہم ام درداء (صغریٰ) کے ہاں گئے اور ہم یتیم تھے

٢٥٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ١٦١٢ من حديث يحيى بن حسان به، وانظر الحديث الآتي: ٤٩٠٥ * نمران ذكره ابن حبان في الثقات: ٧/ ٥٤٤، وقال: روى عنه حريز بن عثمان "ولم يثبت عن أبي

رَبَاح الذَّمَارِيُّ: حَدَّثَني عَمِّي نِمْرَانُ بنُ عُتْبَةَ الذَّمَارِيُّ قال: دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ أيْتَامٌ فقالَتْ: أَبْشِرُوا فإنِّي سَمِعْتُ أبَا الدَّرْدَاءِ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُشَفَّعُ الشَّهِيدُ في سَبْعِينَ مِنْ أهْلِ بَيْتِهِ».

تو انہوں نے کہا: تمہیں بشارت ہو! میں نے (اپنے شوہر) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کی سفارش اپنے گھرانے کے ستر افراد کے حق میں قبول کی جائے گی۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: صَوَابُهُ رَبَاحُ بنُ الْوَلِيدِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس سند میں (ولید بن رباح الذماری صحیح نہیں بلکہ) رباح بن ولید صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔اس سفارش کا مستحق بننے کے لیے عقیدۂ توحید وسنت کا حامل ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ مشرک کے لیے قطعاً بخشش نہیں ہے اور جنت اس کے لیے حرام ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (النساء:۴۸) ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے علاوہ ازیں جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔'' اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَأْوٰهُ النَّارُ﴾ (المائدة:۷۲) ''بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا' بلاشبہ اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔''

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي النُّورِ يُرَى عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۷-شہید کی قبر پر نور کا نظر آنا

٢٥٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حدَّثني يَزِيدُ بنُ رُومَانَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنها قالَتْ: لما مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أنَّهُ لا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ.

۲۵۲۳-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے۔

[قَالَ لنا أبُو سَعِيدٍ: وحَدَّثَنَاه أحْمدُ

ابوسعید نے ہم سے کہا: احمد بن عبدالجبار نے ہمیں

٢٥٢٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن هشام في السيرة: ١/ ٣٦٤ (بتحقيقي) عن محمد بن إسحاق به * أبوسعيد هو ابن الأعرابي.

ابن عبدِالجَبَّارِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْن بكَيْر عنْ أَبِي إِسْحَاق نَحْوَه].

بیان کیا کہ ہم کو یزید بن بکیر نے ابن اسحاق سے اسی کی مانند روایت کیا۔

ملحوظہ: اس روایت کو ہمارے فاضل محقق ﷾ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ البانی ﷫ کے نزدیک ضعیف ہے۔

٢٥٢٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بن مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ عَمْرَو بنَ مَيْمُونٍ عن عَبْدِ الله بنِ رُبَيِّعَةَ، عن عُبَيْدِ بنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ قال: آخَى رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ أَحَدُهما وَمَاتَ الآخَرُ بَعْدَهُ بِجُمُعَةٍ أَوْ نَحْوِهَا، فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» فَقُلْنَا: دَعَوْنَا لَهُ وَقُلْنَا: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَأَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «فأَيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ، وَصَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ» شَكَّ شُعْبَةُ فِي صَوْمِهِ، «وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ، إنَّ بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ».

٢٥٢٤- حضرت عبید بن خالد سُلمی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں میں بھائی چارا کرایا تھا۔ چنانچہ ایک (جہاد میں) قتل ہو گیا اور اس کا دوسرا ساتھی ایک ہفتہ بعد یا اس کے قریب فوت ہوا' ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے (اس کے حق میں) کیا کہا ہے؟'' ہم نے کہا: ہم نے اس کے لیے دعا کی اور کہا: اے اللہ! اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ ملا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی وہ نمازیں جو اس کے بعد پڑھتا رہا' وہ روزے جو اس کے بعد رکھتا رہا اور وہ عمل جو اس کے بعد کرتا رہا' کیا ہوئے؟ ان کے درمیان تو اتنا فاصلہ ہے جیسے کہ زمین و آسمان کے درمیان۔'' شعبہ کو [فِي صَوْمِهِ] کے الفاظ میں شک ہوا ہے۔



فائدہ: زندگی انتہائی قیمتی متاع ہے۔ ہر لمحہ جو گزر رہا ہے اس میں انسان یا تو اللہ کے ہاں اپنا مقام بلند کر رہا ہے یا گرا رہا ہے۔ شہید کا ایک مقام و مرتبہ ہے مگر بعض غیر شہداء اپنے اخلاص و تقو اور کثرت عمل کی بنا پر بلند مراتب حاصل کر لیں گے۔ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق ﷛ امت محمدیہ میں سب سے فائق ہیں اگرچہ شرف شہادت سے سرفراز نہیں ہوئے۔

(المعجم ٢٨) - **بَابٌ: فِي الْجَعَائِلِ فِي الْغَزْوِ** (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸- تنخواہ اور مزدوری طے کر کے جہاد کرنا

٢٥٢٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الدعاء، ح: ١٩٨٧ من حديث شعبة به * عبدالله بن ربيعة وثقة ابن حبان، وهو مختلف في صحبته، فمثله حديثه حسن.

٢٥٢٥- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا؛ ح: وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ المعنى، وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتْقَنُ عن أبي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ ابنِ سُلَيْمٍ، عن يَحْيَى بنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عن ابنِ أَخِي أبي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، عنْ أبي أيُّوبَ أنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتُفْتَحُ عَلَيْكُم الأَمْصَارُ، وَسَتَكُونُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ يُقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيهَا [بُعُوثٌ] فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ مِنْكُم الْبَعْثَ فِيهَا فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ، ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ يَقُولُ: مَنْ أَكْفِهِ بَعْثَ كَذَا؟ مَنْ أَكْفِهِ بَعْثَ كَذَا؟ أَلَا وَذٰلِكَ الأَجِيرُ إلَى آخِرِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ».

٢٥٢٥- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''عنقریب تمہارے لیے بڑے بڑے شہر فتح کیے جائیں گے اور لشکر جمع کیے جائیں گے'ان کے کچھ حصے تمہارے ذمے آئیں گے (تمہارے مختلف قبیلوں اور علاقوں سے لوگ ان میں شامل کیے جائیں گے۔) تو (ایسے بھی ہوگا کہ) تم میں سے کوئی اس فوج میں بغیر اجرت کے شامل ہونا پسند نہیں کرے گا اور اپنی قوم میں سے نکل کھڑا ہوگا اور قبیلہ قبیلہ گھومتا پھرے گا' اپنے آپ کو ان پر پیش کرے گا اور کہے گا: کون ہے کہ فلاں لشکر میں میں اس کی (طرف سے اجرت پر لڑتے ہوئے) کفایت کروں؟ کون ہے کہ فلاں لشکر میں میں اس کی طرف سے (اجرت پر) کفایت کروں؟ خبردار! ایسا آدمی تو محض مزدور ہے خواہ اپنا آخری قطرۂ خون بھی بہادے۔''

(المعجم ٢٩) - باب الرُّخْصَةِ فِي أَخْذِ الْجَعَائِلِ (التحفة ٣١)

باب:٢٩- جہاد میں مادی بدلہ لے لینے کی رخصت

٢٥٢٦- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ، عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن ابنِ

٢٥٢٦- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد کرنے والے کو اپنا ثواب ملتا ہے اور جو کوئی کسی مجاہد کو تعاون دیتا ہے اسے اپنا ثواب ملتا ہے اور ساتھ ہی جہاد کرنے والے مجاہد کا بھی۔'' (دگنا ثواب ملتا ہے۔)

٢٥٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٣ من حديث محمد بن حرب به * أبوسورة ابن أخي أبي أيوب ضعيف (تقريب).

٢٥٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٤ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٣٩، وانظر، ح: ٢٤٨٧.

شُفَيِّ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لِلْغَازِي أجْرُهُ، وَلِلْجَاعِلِ أجْرُهُ وَأجْرُ الْغَازِي».

فائدہ: یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث جن میں جہاد وقتال کے لیے مادی تعاون لینے کی رخصت ہے' ان کا تعلق ان مخلصین مگر مفلوک الحال اور فقیر لوگوں سے ہے جو اسباب وزادِ جہاد نہ ہونے کے باعث جہاد سے پیچھے رہیں۔ ان کا جہاد بر بنائے اخلاص وتقو اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ تو ایسے لوگوں سے تعاون کرنا باعث اجر وثواب ہے بلکہ تعاون دینے والوں کے لیے دہرا اجر ہے۔ جیسے کہ حکومت کے تنخواہ دار فوجی۔ اگر یہ اخلاص سے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لڑیں تو اجر وغنیمت دونوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں' ورنہ وہی ہے جو ان کی نیت ہوئی۔ اور اسی پر قیاس ہیں وہ علماء' مدرسین اور خطباء وغیرہ جو شرعی علوم کی اشاعت میں مشغول ہیں اگر ان کی نیت صاف ہو' تو فبھا و نعمت' انہیں تنخواہیں اور وظیفے لینے جائز ہیں' ورنہ انہیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٠) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِأجْرِ الْخِدْمَةِ** (التحفة ٣٢)

باب: ٣٠- ایسا انسان جو محض مزدوری ہی پر جہاد کرے

٢٥٢٧- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَاصِمُ ابنُ حَكِيمٍ عن يَحْيَى بنِ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ الدَّيْلَمِيِّ أنَّ يَعْلَى ابنَ مُنْيَةَ قال: أذَّنَ رَسُولُ الله ﷺ بِالْغَزْوِ وَأنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ لَيْسَ لِي خَادِمٌ، فَالْتَمَسْتُ أجِيرًا يَكْفِينِي، وَأُجْرِي لَهُ سَهْمَهُ، فَوَجَدْتُ رَجُلًا، فَلَمَّا دَنَا الرَّحِيلُ أتَانِي فقال: مَا أدْرِي ما السُّهْمَانُ؟ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِي؟ فَسَمِّ لِي شَيْئًا كَانَ السَّهْمُ أوْ

٢٥٢٧- حضرت یعلی بن مُنیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا اعلان فرمایا جبکہ میں بوڑھا آدمی تھا' میرا کوئی خادم بھی نہ تھا تو مجھے کسی ایسے ملازم کی تلاش ہوئی جو (جہاد میں) میری کفایت کرتا اور میں اس کو اس کا حصہ دیتا' چنانچہ مجھے ایک آدمی مل گیا۔ پھر جب کوچ کا وقت ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور کہا: مجھے نہیں معلوم کہ (مال غنیمت میں) حصے کیا ہوں گے اور میرا حصہ کتنا ہوگا؟ پس آپ مجھے متعین طور پر بتا دیں وہ آئے نہ آئے (مجھے اس سے غرض نہیں۔) تو میں نے اس کے لیے تین دینار متعین کر دیے۔ پھر جب میں

٢٥٢٧ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣١ من حديث أحمد بن صالح به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١١٢، ووافقه الذهبي.

لَمْ يَكُنْ، فَسَمَّيْتُ لَهُ ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيمَتُهُ أَرَدْتُ أَنْ أُجْرِيَ لَهُ سَهْمَهُ فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيرَ، فَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ أَمْرَهُ فقال: «ما أَجِدُ في غَزْوَتِهِ هٰذِهِ في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيرَهُ الَّتِي سَمَّى».

غنیمت لینے کے لیے حاضر ہوا اور چاہا کہ اس کا حصہ اسے دوں تو مجھے مقرر کردہ دیناروں کا خیال آیا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آدمی کا معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں اس کے اس جہاد میں دنیا و آخرت میں سوائے ان دیناروں کے جو اس نے مقرر کر لیے اور کچھ نہیں پاتا۔''

فائدہ: حسب ضرورت جہاد وغیرہ میں ملازم سے کام لینا جائز ہے مگر ایسے غلام اور ملازم کا اجر اس کی اپنی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت میں تقرب الی اللہ اور حصول رضا کا داعیہ موجود ہو تو اجر اور غنیمت دونوں کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے ورنہ بہت بڑی محرومی ہے کہ دنیا کے مال کے سوا اسے کچھ نہیں ملے گا۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ (التحفة ٣٣)

باب:۳۱-اگر کوئی ماں باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد کرے

٢٥٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقال: جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الهِجْرَةِ وَتَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ، قال: «ارْجِعْ فأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

۲۵۲۸-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں آپ کے پاس ہجرت پر بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں اور اپنے ماں باپ کو روتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس جا اور انہیں ہنسا (اور خوش کر) جیسے کہ تو نے ان کو رلایا ہے۔''

فائدہ: والدین مسلمان ہوں اور جہاد فرض نہ ہو تو ان کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے' کیونکہ دیگر مجاہدین اس کی کفایت کر سکتے ہیں۔ لیکن جب جہاد فرض ہو تو اجازت لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم ایسے حالات میں کہ والدین باوجود مسلمان ہونے کے جہاد کی شرعی اہمیت وضرورت سے آگاہ نہ ہوں' یا آگاہ ہونا نہ چاہیں اور بزدلی کا شکار ہوں' مادی خدمات کے لیے اور اولاد بھی موجود ہو اور پھر بھی وہ اجازت نہ دیں تو مسئلہ امیر جہاد کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب.

٢٥٢٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٩٦ من حديث سفيان الثوري، وأحمد: ٢/ ١٦٠ عن سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٠٢٤، والحاكم: ٤/ ١٥٢، ١٥٣، ووافقه الذهبي.

٢٥٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن أبي الْعَبَّاسِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: جَاءَ رَجُلٌ إلى النَّبيِّ ﷺ فقال: يارَسُولَ الله! أُجَاهِدُ؟ قال: «أَلَكَ أبَوَانِ»؟ قال: نَعَمْ، قال: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو العَبَّاسِ هٰذَا الشَّاعِرُ اسْمُهُ السَّائِبُ بنُ فَرُّوخَ.

۲۵۲۹-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے ماں باپ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تو انہی میں جہاد کر (ان کی خدمت کر‘ یہی تیرا جہاد ہے۔“)

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ سند حدیث میں راوی ابوالعباس یہ شاعر ہے اور اس کا نام سائب بن فروخ ہے۔

فائدہ: والدین کی خدمت‘ مسلمان اولاد کا اہم ترین فریضہ ہے۔ نفلی جہاد کے مقابلے میں ان کی خدمت کو اولیت حاصل ہے‘ بالخصوص جبکہ ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔

٢٥٣٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخْبَرَنِي عَمْرُو ابنُ الْحَارِثِ أنَّ دَرَّاجًا أبَا السَّمْحِ حَدَّثَهُ عن أبِي الْهَيْثَمِ، عن أبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إلى رَسُولِ الله ﷺ مِنَ اليَمَنِ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ أحَدٌ بِالْيَمَنِ؟» فَقَالَ: أبَوَايَ، فَقَالَ: «أذِنَا لَكَ؟» قالَ: لا. قالَ: «ارْجِعْ إلَيْهِمَا فَاسْتَأْذِنْهُمَا فَإنْ أذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَإلَّا فَبِرَّهُمَا».

۲۵۳۰-حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا یمن میں تیرا کوئی عزیز بھی ہے؟“ اس نے کہا: میرے ماں باپ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا انہوں نے تجھے اجازت دی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس واپس جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کر ورنہ ان کی خدمت کر۔“

فائدہ: نفلی جہاد میں والدین کی اجازت ضروری ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اسلام نے خاندانی اکائی اور اسے مضبوط کرنے اور رکھنے کی از حد تلقین کی ہے۔ اس سے نیکی کو فروغ ملتا ہے اور برائی کے در بند ہوتے ہیں مگر

٢٥٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجهاد بإذن الأبوين، ح: ٣٠٠٤، ومسلم، البر والصلة، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ٢٥٤٩ من حديث سفيان الثوري به.

٢٥٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٥ من حديث دراج به، وسنده ضعيف، وهو في سنن سعيد ابن منصور، ح: ٢٣٣٤، والحديث السابق: ٢٥٢٩ يغني عنه.

مغربی تہذیب نے اس بنیادی اکائی اور وحدت کو توڑنے کے لیے افراد کنبہ اور بالغ اولاد کو بالخصوص آزاد روی اور آزاد منشی کا جو سبق دیا ہے' اس کے اثرات انتہائی زہریلے ہیں۔ مغرب نے خود تو اس کا انجام دیکھ لیا ہے اور اب اس کا رخ مشرق اور بالخصوص اسلامی معاشروں کی طرف ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي النِّسَاءِ يَغْزُونَ (التحفة ٣٤)

باب ۳۲- خواتین بھی جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں

٢٥٣١- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الأنْصَارِ لِيَسْقِينَ الماءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى.

۲۵۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جایا کرتے تھے تاکہ وہ پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔

فائدہ: جہاد میں عورتوں سے مجاہدین کی خدمت کے کام لیے جا سکتے ہیں۔ یہ امور باحجاب ہو کر ادا کیے جا سکتے ہیں' لہٰذا یہ خدمات لینے کے لیے خواتین کی تعلیم و تربیت اور مشق بھی ضروری ہے۔ شرعی تعلیمات کی روشنی میں اجنبی مردوں اور عورتوں کو بے حجاب کھلے اختلاط کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بعض لوگ عہد نبوی کے اس قسم کے بعض اِکّا دُکّا واقعات سے یہ کلیہ اور اصول اخذ کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے درمیان کسی بھی معاملے میں فرق و امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ عورتوں کو زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لینا چاہیے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی یکسر غلط ہے اور استدلال بھی بے بنیاد۔ بھلا چند عمر رسیدہ خواتین کو زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور ان کو پانی پلانے جیسی معمولی خدمات کے لیے ان کو ساتھ لے جانے سے' مرد و زن کی مغربی مساوات اور ہر معاملے میں دوش بدوش کا اثبات کس طرح ممکن ہے؟

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي الْغَزْوِ مَعَ أَئِمَّةِ الْجَوْرِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۳- ظالم حکام کی زیر قیادت جہاد کرنا

٢٥٣٢- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ

۲۵۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین باتیں ایمان کی اصل

٢٥٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ١٨١٠ من حديث جعفر بن سليمان به.

٢٥٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٦ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣٦٧ * يزيد بن أبي نشبة مجهول (تقريب).

عن يَزِيدَ بنِ أَبِي نُشْبَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الإِيمَانِ: الكَفُّ عن مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَلَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الإِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي الله إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُه جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ، وَالإِيمَانُ بالأَقْدَارِ».

ہیں: جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اس کے درپے نہ ہو' اسے کسی گناہ کی بنا پر کافر نہ کہو اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اسے ایمان سے نکالو۔ اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے اور جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے گا' اس کو کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل باطل نہیں کر سکتا اور تقدیروں پر ایمان رکھنا۔

٢٥٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن العَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن مَكْحُولٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُم مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُم خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الكَبَائِرَ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الكَبَائِرَ».

٢٥٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ہر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد' اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد' اگرچہ کبائر کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو' اور تم پر واجب ہے کہ ہر مسلمان کی نماز (جنازہ) پڑھو خواہ کوئی نیک ہو یا بد' اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو۔''

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ ان میں کچھ باتیں صحیح ہیں جن کی تائید دوسری صحیح روایات سے ہوتی ہے۔ اور کچھ باتیں صحیح نہیں ہیں۔ بہر حال یہ دونوں روایات مدارِ استدلال نہیں ہیں۔

(المعجم ٣٤) - باب الرَّجُلِ يَتَحَمَّلُ بِمَالِ غَيْرِهِ يَغْزُو (التحفة ٣٦)

باب:٣٤- کسی دوسرے کی سواری پر جہاد کے لیے جانا

٢٥٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ

٢٥٣٤- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ

٢٥٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٩٤، وأخرجه البيهقي: ٣/ ١٢١ من حديث أبي داود به.

٢٥٣٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٨ من حديث عبيدة بن حميد به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٠، ووافقه الذهبي.

الأنباريُّ: حَدَّثَنا عَبيدَةُ بنُ حُمَيْدٍ عن الأسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن نُبَيْحٍ العَنَزِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: حَدَّثَ عن رَسُولِ الله ﷺ أنَّهُ أرَادَ أنْ يَغْزُوَ قالَ: «يَامَعْشَرَ المُهَاجِرِينَ وَالأنْصارِ! إنَّ مِنْ إخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُم مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ فَلْيَضُمَّ أحَدُكُم إلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أوِ الثَّلَاثَةَ فَمَا لأحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ» يَعْني أحَدِهِمْ قالَ: فَضَمَمْتُ إلَيَّ اثْنَيْنِ أوْ ثَلَاثَةً - قالَ -: مَالي إلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ أحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِي.

ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے جہاد کا ارادہ کیا اور فرمایا: ''اے مہاجرو اور انصاریو! تمہارے کچھ بھائی ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس مال نہیں اور نہ کوئی ان کا خویش قبیلہ ہے تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان میں سے دو تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے' چنانچہ ہم میں سے جس کسی کے پاس سواری تھی وہ اپنے ساتھی کو باری سے سوار کرتا اور خود بھی باری سے سوار ہوتا تھا۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بھی دو تین کو اپنے ساتھ ملا لیا تو مجھے اپنے ہی اونٹ پر باری سے سواری ملتی تھی جیسے کہ انہیں۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ ایثار ان کی آپس میں للہ فی اللہ محبت کی دلیل تھی' اس سے اللہ عزوجل نے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا ہی میں رفعت عنایت فرمادی تھی' جبکہ جہاد میں دوسرے سے تعاون کرنے والا خود مجاہد جتنا ثواب پاتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو يَلْتَمِسُ الأجْرَ وَالْغَنِيمَةَ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٥- جو کوئی جہاد میں ثواب اور غنیمت کی نیت رکھتا ہو

٢٥٣٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا أسَدُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَني ضَمْرَةُ أنَّ ابنَ زُغْبٍ الإيَادِيَّ حَدَّثَهُ قالَ: نَزَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الله بنُ حَوَالَةَ الأزْدِيُّ فَقَالَ لِي: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ لِنَغْنَمَ عَلَى أقْدَامِنَا، فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الجُهْدَ في وُجُوهِنَا، فَقَامَ فِينَا فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! لَا تَكِلْهُمْ إلَيَّ فَأضْعُفَ عَنْهُم وَلَا تَكِلْهُمْ إلَى أنْفُسِهِمْ فَيَعْجَزُوا

٢٥٣٥- ابن زُغب ایادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ میرے مہمان بنے' تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پیدل (جہاد کے لیے) روانہ فرمایا تاکہ کوئی غنیمت حاصل کرلائیں۔ پس ہم واپس آئے اور ہمیں کوئی غنیمت نہ ملی۔ آپ نے مشقت اور غمی کے آثار ہمارے چہروں پر دیکھے تو کھڑے ہوئے اور (دعا کرتے ہوئے) فرمایا: ''اے اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کردے کہ ان کی کفالت سے عاجز رہوں اور نہ انہیں ان کی اپنی جانوں کے سپرد

٢٥٣٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٨ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه الحاكم: ٤/٤٢٥، ووافقه الذهبي.

عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْثِرُوا عَلَيْهِم»، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى هَامَتِي ثُمَّ قَالَ: «يَاابْنَ حَوَالَةَ! إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالأُمُورُ الْعِظَامُ، وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِي هٰذِهِ مِنْ رَأْسِكَ».

کر دے کہ اپنی کفالت سے عاجز رہیں اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کر دینا کہ وہ اپنے آپ ہی کو ترجیح دینے لگیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا: ''اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (شام) تک پہنچ گئی ہے تو زلزلے آنے لگیں گے مصیبتیں ٹوٹیں گی۔ (علاوہ ازیں) اور بھی بڑی بڑی علامتیں ظاہر ہوں گی اور قیامت اس وقت لوگوں کے اس سے زیادہ قریب ہوگی جتنا کہ میرا ہاتھ تمہارے سر پر ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ حَوَالَةَ حِمْصِيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کا تعلق حمص سے ہے۔



فوائد و مسائل: ① جہاد میں اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ غنیمت کی توقع رکھنا کوئی معیوب نہیں بشرطیکہ یہ نیت ہی اصل مقصود نہ ہو۔ اتنا ضرور ہے کہ غنیمت حاصل ہونے سے آخرت کے اجر میں کمی آجاتی ہے جیسے کہ (باب في السرية تخفق) حدیث: ۲۴۹۷ میں گزرا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے مال کو انسان کے لیے گزران کا ایک اہم سبب بنایا ہے جبکہ حقیقی کفیل خود اللہ عزوجل ہے۔ اگر وہ اسباب مہیا نہ فرمائے اور ان میں برکت نہ دے تو کائنات کے تمام افراد اور اس کے کل اسباب پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ ③ مستقبل کے امور غیبیہ کی خبریں نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں کہ فتح بیت المقدس کے بعد سے دنیا میں اور امت اسلامیہ میں مذکورہ بالا علامات تواتر سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ④ قیامت از حد قریب ہے' لہٰذا ہر انسان کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَشْرِي نَفْسَهُ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۶-انسان جو اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالے

٢٥٣٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخبرنَا حَمَّادٌ: أَخبرنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عن مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عن عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَجِبَ

۲۵۳۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے رب تعالیٰ کو اس بندے پر بڑا تعجب آتا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے' اور اس کے ساتھی بھاگ نکلیں (مگر) اس

٢٥٣٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان ح: ٦٤٣، ٦٤٤.

رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ غَزَا فِي سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ فَانْهَزَمَ» يَعْنِي أَصْحَابَهُ «فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فَرَجَعَ حَتَّى أُهَرِيقَ دَمُهُ فَيَقُولُ الله عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي حَتَّى أُهَرِيقَ دَمُهُ».

بندے کو گناہ کا احساس ہوتو وہ (قتال کے لیے) واپس لوٹ آئے حتی کہ اس کا خون بہا دیا جائے' تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: دیکھو میرے بندے کی طرف کہ میرے ہاں ثواب کی رغبت میں اور میری پکڑ کے ڈر سے واپس لوٹ آیا حتی کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔"

فوائد و مسائل: سورۃ التوبہ میں یہ مضمون تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَ يُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ﴾(التوبة: ١١١) "اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں' یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں' یہ تورات' انجیل اور قرآن میں بیان شدہ سچا وعدہ ہے۔" الغرض مسلمان کو اپنے تمام تر اعمال اور احوال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا امیدوار اور اس کے عقاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ یہی اصل ایمان اور اس کی چوٹی ہے ② "اللہ عزوجل کا تعجب کرنا" اسی طرح اس کی دیگر صفات کی کیفیت ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشورىٰ: ١١) "اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔" بنابریں یہ صفات الٰہی ایسی ہی ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہیں۔ ہمیں ان پر ایمان رکھنا ہے جیسے وہ بیان ہوئی ہیں' ان کی کنہ اور حقیقت جاننے کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں' کیونکہ وہ کوئی جان ہی نہیں سکتا۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِيمَنْ يُسْلِمُ وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٣٩)

باب: ٣٧- جو شخص اسلام لائے اور اسی وقت اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے

٢٥٣٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عَمْرَو بنَ

٢٥٣٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن اُقیش نے لوگوں سے اسلام سے پہلے کا سود لینا تھا' تو وہ اس کی وصول یابی تک اسلام سے دور رہا۔ آخر

٢٥٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١١٣، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الإصابة، وللحديث شواهد كثيرة * حماد

أُقَيْشٍ كَانَ لَهُ رِبًا في الجَاهِلِيَّةِ فَكَرِهَ أَنْ يُسْلِمَ حَتَّى يَأْخُذَهُ فَجَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: أَيْنَ بَنُو عَمِّي؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ قَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ قَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ وَرَكِبَ فَرَسَهُ ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَهُم فَلَمَّا رَآهُ المُسْلِمُونَ قَالُوا: إِلَيْكَ عَنَّا يَاعَمْرُو! قَالَ: إِنِّي قَدْ آمَنْتُ. فَقَاتَلَ حَتَّى جُرِحَ فَحُمِلَ إِلَى أَهْلِهِ جَرِيحًا فَجَاءَهُ سَعْدُ بنُ مُعَاذٍ فَقَالَ لِأُخْتِهِ: سَلِيهِ، حَمِيَّةً لِقَوْمِكَ أَوْ غَضَبًا لَهُمْ أَمْ غَضَبًا لله؟ فَقَالَ: بَلْ غَضَبًا لله وَلِرَسُولِهِ، فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلَّى لله صَلَاةً.

احد کے دن آیا اور پوچھا کہ میرے چچا زاد کہاں ہیں لوگوں نے کہا: احد میں ہیں، پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: احد میں ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: احد میں ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ہتھیار پہنے، گھوڑے پر سوار ہوا اور ان لوگوں کی جانب چلا گیا۔ مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا، تو کہا اے عمرو! ہم سے دور رہو۔ اس نے کہا: یقین کرو کہ میں ایمان لا چکا ہوں چنانچہ قتال کرنے لگا حتی کہ زخمی ہو گیا اسے اسی حالت میں اٹھا کر اس کے اہل میں لایا گیا پس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس کی بہن سے کہا: اس سے پوچھو (کہ اس نے جنگ میں حصہ کیوں لیا ہے) اپنی قوم کی حمیت و حمایت میں، یا ان کے لیے غصہ کی بنا پر، یا اللہ کے لیے غصے کی وجہ سے؟ تو اس نے کہا: بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے غصے کی وجہ سے (اس جنگ میں شریک ہوا ہوں۔) چنانچہ وہ فوت ہو گیا اور جنت میں داخل ہوا اور اس نے اللہ کے لیے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمیت اور حمایت میں اپنی جان وار دینا اور اسی کے لیے اپنی محبت اور غصے کے جذبات کا اظہار کرنا ایمان کامل کی علامت اور اللہ کے ہاں نجات کی ضمانت ہے۔ ② نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے مگر عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ کو اس کے سیکھنے اور ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تو اس لیے معذور سمجھے گئے۔ ③ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام ایک عملی اور باضابطہ دین ہے۔ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت و معصیت کا کوئی تصور نہیں اور نہ حرام کی کوئی گنجائش ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرو نے اپنے اسلام کو مؤخر کیا۔ یہ ان کی سعادت تھی کہ اللہ عزوجل نے ان کو مہلت دی اور وہ اسلام اور پھر شہادت سے بہرہ ور ہو گئے۔ ④ یہ واقعہ کسی شخص کو اپنا اسلام یا گناہ سے توبہ کو مؤخر کرنے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ نہ معلوم مطلب پورا ہونے تک زندگی کی مہلت بھی ملے گی یا نہیں یا کہیں نیت ہی نہ بدل جائے یا حالات سازگار نہ رہیں اور پھر اسلام یا توبہ سے محروم رہ گیا تو ہمیشہ کی محرومی کا سامنا ہو گا۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ (التحفة ٤٠)

باب: ٣٨- جو شخص اپنا ہی ہتھیار لگنے سے فوت ہو جائے

٢٥٣٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وعَبْدُ الله بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ أَحْمَدُ: كَذَا قالَ هُوَ يَعْنِي ابنَ وَهْبٍ وَعَنْبَسَةُ يَعْنِي ابنَ خَالِدٍ جَمِيعًا عن يُونُسَ، قَالَ أَحْمَدُ: وَالصَّوَابُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله: أَنَّ سَلَمَةَ بنَ الأَكْوَعِ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ الله ﷺ في ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا».

٢٥٣٨- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر میرے بھائی (عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے خوب قتال کیا اور (اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ) اس کی اپنی تلوار اچٹ کر خود اس کو لگ گئی جس سے وہ قتل ہو گیا۔ اصحاب رسول ﷺ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگے اور اس (کی شہادت) کے سلسلے میں انہوں نے شک کا اظہار کیا کہ ایک آدمی اپنے ہی ہتھیار سے مارا گیا ہے (تو کیونکر شہید سمجھا جائے گا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا اور مجاہد فوت ہوا ہے۔“

قَالَ ابنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ؟ فحدثَنِي عن أَبِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، غَيْرَ أَنَّهُ قال: فقال رَسُولُ الله ﷺ: «كَذَبُوا، مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ».

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے دریافت کیا تو اس نے مجھے اپنے باپ کے حوالے سے اسی کی مانند بیان کیا مگر اس کے الفاظ یہ تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلط کہتے ہیں‘ یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے‘ مجاہد فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دگنا اجر ہے۔“

فائدہ: اس مجاہد کے لیے دہرے اجر کی خوشخبری‘ ممکن ہے جہاد اور شہادت کی بنا پر ہو۔ واللہ اعلم۔

٢٥٣٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ خَالِدٍ

٢٥٣٩- جناب ابوسلام نبی ﷺ کے ایک صحابی

٢٥٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة خيبر، ح: ١٨٠٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

٢٥٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/١١٠ من حديث أبي داود به [illegible]

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عن مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: أَغَرْنَا عَلَى حَيٍّ مِنْ جُهَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَضَرَبَهُ فَأَخْطَأَهُ وَأَصَابَ نَفْسَهُ بالسَّيْفِ، فقال لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «أَخُوكُم يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ!» فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوهُ قَدْ مَاتَ، فَلَفَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثِيَابِهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ، فَقَالُوا: يارَسُولَ الله! أَشَهِيدٌ هُوَ؟ قال: «نَعَمْ، وَأَنَا لَهُ شَهِيدٌ».

سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا۔ پس مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ان کے ایک آدمی پر وار کیا اور اسے مارنا چاہا مگر اس کا وار خطا گیا اور اس کی تلوار خود اسے ہی لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تمہارا بھائی! (اس کی خبر لو۔'') لوگ بھاگ کر اس کی طرف گئے تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی کے کپڑوں میں خون سمیت لپیٹ دیا' اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا وہ شہید ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اور میں اس کے لیے گواہ ہوں۔''

(المعجم ٣٩) - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ٤١)

باب:٣٩- جنگ کے وقت دعا کی قبولیت کا بیان

٢٥٤٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عن أَبِي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ثِنْتَانِ لا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّ مَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا».

٢٥٤٠- حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو وقت کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا بہت کم رد کی جاتی ہیں: ایک اذان کے وقت اور دوسری جنگ کے وقت' جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھڑ جاتے ہیں۔''

قال مُوسَى: وَحَدَّثني رِزْقُ بنُ سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن أَبِي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ

موسیٰ (بن یعقوب) نے کہا: مجھے رزق بن سعید بن عبدالرحمن نے ابو حازم سے' اس نے سہل بن سعد ؓ

◄◄ بالسماع المسلسل، وسلام بن أبي سلام مجهول (تقريب).

٢٥٤٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الدارمي، ح:١٠٢٣ من حديث ابن أبي مريم به، وصححه ابن خزيمة، ح:٤١٩، وللحديث شواهد عند ابن حبان (الإحسان)، ح:١٧١٧، ١٧٦١ وغيره، وصححه ابن الجارود، ح:١٠٦٩، والحاكم: ١/ ١٩٨، ٢/ ١١٣، ١١٤، ووافقه الذهبي، وحديث رزق بن سعيد ضعيف لجهالة حاله.

سعْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ : «وَتَحْتَ المَطَرِ».

سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا: ''بارش کے وقت (بھی دعا رد نہیں کی جاتی۔'')

فائدہ: اذان اور قتال دونوں عمل اللہ کا کلمہ بلند کرنے کیلئے ہیں' لہٰذا ان اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ درج ذیل حدیث میں جہاد میں معمولی وقت لگانے کی فضیلت کا ذکر آ رہا ہے۔ خیال رہے کہ ''بارش کے وقت'' کا جملہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی ؒ)

(المعجم ٤٠) - **بَابٌ: فِيمَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ** (التحفة ٤٢)

باب: ۴۰-شہادت کی دعا کی فضیلت

٢٥٤١- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ خَالِدٍ أَبُو مَرْوَانَ وَابنُ المُصَفَّى قالَا: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن ابنِ ثَوْبَانَ، عن أَبِيهِ يَرُدُّ إلى مَكْحُولٍ إلى مَالِكِ بنِ يُخَامِرَ أَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ في سَبِيلِ الله فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فإنَّ لَهُ أَجْرَ شَهِيدٍ». زَادَ ابنُ المُصَفَّى مِنْ هُنَا: «وَمَنْ جُرِحَ جُرحًا في سَبِيلِ الله، أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً، فإنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ، لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا رِيحُ الْمِسْكِ، وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ في سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ فإنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَاءِ».

۲۵۴۱- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''اگر کسی نے اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی قتال کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہے' اور جس نے اللہ سے سچے دل سے قتل فی سبیل اللہ کی دعا مانگی پھر فوت ہو گیا یا قتل کر دیا گیا تو اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔'' ابن المصفی نے یہاں اضافہ کیا: ''اور جسے (دشمن کی طرف سے) اللہ کی راہ میں کوئی زخم آ گیا یا کوئی چوٹ لگ گئی تو قیامت کے دن وہ زخم اسی طرح (تازہ) اور بڑا ہو گا جیسے کہ وہ تھا' اس کے خون کا رنگ زعفران کا اور خوشبو کستوری کی ہوگی' اور جسے اللہ کی راہ میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو اس پر شہیدوں کے جیسی مہر ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد چند منٹ کے لیے وقفہ دیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ دوہتے ہیں' اس درمیانی وقفے کو [فُوَاق] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ② اخلاص نیت کی وجہ سے انسان بہت بڑے درجات حاصل

٢٥٤١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٤٢٥١ من حديث أبي داود به مختصرًا، ولم يذكر هشام بن خالد، ورواه النسائي، ح: ٣١٤٣، والترمذي: ١٦٥٧، وقال: "صحيح".

کر لیتا ہے خواہ بالفعل عمل کر کے اس مقام تک نہ بھی پہنچ سکے۔

(المعجم ٤١) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ جَزِّ نَوَاصِي الْخَيْلِ وَأَذْنَابِهَا** (التحفة ٤٣)

باب:۴۱-گھوڑوں کی پیشانیوں اور دُموں کے بال کاٹنا مکروہ ہے

٢٥٤٢- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ عن الْهَيْثَمِ بنِ حُمَيْدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا خُشَيْشُ بنُ أصْرَمَ: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ جَمِيعًا عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ، عن نَصْرٍ الْكِنَانِيِّ، عن رَجُلٍ، وَقال أبُو تَوْبَةَ: عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ عن شَيْخٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، عن عُتْبَةَ بنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ وَهٰذَا لَفظُهُ أنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يقولُ: «لا تَقُصُّوا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلا أذْنَابَهَا، فإنَّ أذْنَابَهَا مَذَابُّها وَمَعَارِفَهَا دِفاؤُهَا، وَنَواصِيَهَا مَعْقُودٌ فِيهَا الْخَيْرُ».

۲۵۴۲-حضرت عتبہ بن عبد سُلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمار ہے تھے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں' گردنوں اور دُموں کے بال نہ کاٹو' بلا شبہ ان کی دُمیں ان کے پنکھے ہیں (کہ وہ ان سے مکھیوں وغیرہ کو دور کرتے ہیں) اور گردنوں کے بالوں سے یہ اپنی سردی دور کرتے ہیں اور پیشانیوں کے بالوں کے ساتھ خیر و برکت بندھی ہوئی ہے۔''



فائدہ: جن معمولات کے متعلق شرعی ہدایات آ جائیں' وہ عام معمولات اور عادات سے نکل کر شرعی مسائل بن جاتے ہیں جن کی اہمیت واضح ہے' ان میں سے ایک گھوڑوں کی تربیت کا یہ مسئلہ بھی ہے۔

(المعجم ٤٢) - **بَابٌ: فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنْ أَلْوَانِ الْخَيْلِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۲-گھوڑوں میں کون سے رنگ پسندیدہ اور مستحب ہیں

٢٥٤٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ الأنْصَارِيُّ: حَدَّثَني عَقِيلُ بنُ شَبِيبٍ عن أبي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ

۲۵۴۳-حضرت ابو وہب جُشَمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے گھوڑے منتخب کیا کرو جو کُمیت اور پانچ کلیان ہوں (رنگ سرخ سیاہ ہو مگر پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا اشقر پانچ کلیان

٢٥٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣١ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ١٨٣ * نصر الكناني مستور، رجل لم أعرفه، ولبعض الحديث شواهد ضعيفة.

٢٥٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شية الخيل، ح: ٣٥٩٥ من حديث هشام بن سعيد به * عقيل بن شعيب مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٦٣٣ وغيره.

كانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيْكُم بِكُلِّ كُمَيْتٍ أغَرَّ مُحَجَّلٍ أوْ أشْقَرَ أغَرَّ مُحَجَّلٍ أوْ أدْهَمَ أغَرَّ مُحَجَّلٍ».

ہوں (رنگ سرخ ہو اور پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا مشکی (سیاہ رنگ) اور پانچ کلیان ہوں۔"

فائدہ: علامہ طیبی نے ان رنگوں میں ایک فرق یہ بھی لکھا ہے کہ اشقر میں سرخی پر سیاہی غالب ہوتی ہے اور کُمیت کی گردن اور دم کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔

٢٥٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا أبُو المُغِيرَةِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ: حَدَّثَنا عَقِيلُ بنُ شَبِيبٍ عن أبي وَهْبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيْكُم بِكُلِّ أشْقَرَ أغَرَّ مُحَجَّلٍ أوْ كُمَيْتٍ أغَرَّ» فَذَكَر نَحْوَهُ. قال مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ مُهَاجِرٍ وَسَأَلْتُهُ: لِمَ فَضَّلَ الأشْقَرَ؟ قال: لأنَّ النَّبيَّ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَكَانَ أوَّلَ مَنْ جاءَ بالفَتْحِ صَاحِبُ أشْقَرَ.

۲۵۴۴- حضرت ابو وہب کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑا ایسا منتخب کرو جو اشقر پانچ کلیان ہو (سرخ رنگ) یا کُمیت سفید پیشانی۔" اور مذکورہ حدیث کی مانند ذکر کیا۔ محمد بن مہاجر کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا کہ اشقر کو فضیلت کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو جو شخص سب سے پہلے فتح کی خوشخبری لے کر آیا وہ اشقر گھوڑے پر سوار تھا۔

٢٥٤٥- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُحَمَّدٍ عن شَيْبَانَ، عن عِيسَى بنِ عَلِيٍّ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُمْنُ الخَيْلِ في شُقْرِهَا».

۲۵۴۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں میں برکت ان کے سرخ رنگ والوں میں ہے۔"

فائدہ: جب گھوڑوں کے اختیار و انتخاب کا معاملہ ہو تو مندرجہ بالا صفات کا خیال رکھنا مستحب ہے۔ اس سے استدلال یہ بھی ہے کہ دیگر آلات جہاد حاصل کرتے وقت ان کے ظاہری محاسن اور عمدہ کارکردگی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: هَلْ تُسَمَّى الأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا؟** (التحفة ٤٥)

باب:...... مادہ گھوڑی کو "فرس" کہنا

٢٥٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٠ من حديث أبي داود به.

٢٥٤٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب [ماجاء] ما يستحب من الخيل، ح: ١٦٩٥.

٢٥٤٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ عن أبي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنا أبُو زُرْعَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُسَمِّي الأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا.

۲۵۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مادہ گھوڑی کو ''فرس'' کہا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ افصح العرب تھے اور آپ کی زبان منتخب اور معیاری زبان تھی۔ ایسے ہی داعیان دین کو لازم ہے کہ اپنی اپنی زبان کے فصیح و بلیغ عالم بنیں' اس طرح ان کا عمل دعوت دو چند ہو جائے گا۔ غلط الفاظ اور بھدی گفتگو کرنے والے کی بات سنی جاتی ہے' نہ مؤثر ہوتی ہے۔

(المعجم ٤٣) - باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۳- وہ گھوڑے جو پسندیدہ نہیں ہیں

٢٥٤٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن سَلْمٍ هُوَ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي زُرْعَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ النَّبيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ، وَالشِّكَالُ يَكُونُ الْفَرَسُ فِي رِجلِه الْيُمْنَى بَيَاضٌ وَفي يَدِهِ الْيُسْرَى بَيَاضٌ، أوْ في يَدِهِ الْيُمْنَى وَفي رِجلِهِ الْيُسْرَى.

۲۵۴۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شِکال قسم کے گھوڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور شِکال سے مراد یہ ہے کہ اس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: أيْ مُخَالِفٌ.

امام ابوداود ؒ نے وضاحت کی کہ ہاتھ پاؤں میں سفیدی مخالف جانب ہو۔

فائدہ: شکال' کی یہ تفسیر' مدرج ہے' یعنی نبی ﷺ کی بیان کردہ نہیں ہے' بلکہ راوی کی طرف سے ہے۔ اسی لیے امام نووی ؒ نے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ کراہت کی بھی بعض توجیہات بیان کی گئی ہیں' اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (عون المعبود)

٢٥٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٤٤ من حديث موسى بن مروان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٤، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع.

٢٥٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ١٨٧٥ من حديث سفيان الثوري به.

(المعجم ٤٤) - **باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقِيَامِ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ** (التحفة ٤٧)

باب:۴۴-جانوروں اور چوپایوں کی خدمت اور خبر گیری کرنے کا حکم

۲٥٤٨- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ يَعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ عن رَبِيعَةَ بنِ يَزِيدَ، عن أبي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ، عن سَهْلِ بنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قال: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ قالَ: «اتَّقُوا اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُوهَا صَالِحَةً».

۲۵۴۸-حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ اس کی کمر سے لگ گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو' ان پر سواری کرو تو بھلے انداز میں اور کھلاؤ تو بھی عمدہ طرح سے۔''

فائدہ: مومن [سَيِّئُ الْمَلَكَة] نہیں ہوتا' یعنی اپنی مملوکہ چیزوں سے برا سلوک نہیں کرتا۔

۲٥٤٩- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي يَعْقُوبَ عن الْحَسَنِ بنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ جَعْفَرٍ قالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا أَوْ حَائِشَ نَخْلٍ. قالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟» فَجَاءَ

۲۵۴۹-حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر پیچھے بٹھالیا اور خاموشی سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا' اور رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لیے چھپنے کی دو جگہیں بہت زیادہ پسند تھیں: یا تو کوئی اونچی جگہ ہوتی' یا کوئی کھجوروں کا جھنڈ ہوتا۔ آپ ایک بار ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا' جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو رونی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟'' تو

٢٥٤٨ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] تقدم، ح: ١٦٢٩، وصححه ابن حبان، ح: ٨٤٤، ٨٤٥، وانظر، ح: ٢٥٦٧.

٢٥٤٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب التستر عند البول، ح: ٣٤٢ من حديث مهدي بن ميمون به.

فَتًى مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ لِي: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ! قَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ».

ایک انصاری جوان آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے' اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا اور بہت تھکاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ کا نبی ﷺ کو پہچان لینا اور آپ کے سامنے مالک کا اپنے انداز میں شکوہ کرنا' نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔ ② جانور سے اسی قدر کام لینا چاہیے جو اس کی طاقت و ہمت کے مطابق ہو۔ زیادہ کام لینا اور پھر خدمت بھی نہ کرنا حرام ہے اور خادم کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

۲۵۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عن أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَنِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ وَمَلأَ خُفَّهُ فَأَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لأَجْرًا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ».

۲۵۵۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی راستے میں جا رہا تھا کہ اسے بہت پیاس لگی' اسے ایک کنواں ملا' وہ اس میں اترا' پانی پیا اور باہر نکلا تو اس نے ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی پیاس نے ستایا ہے جیسے کہ مجھے ستایا تھا۔ پس وہ دوبارہ کنویں میں اترا' اپنے موزے کو پانی سے بھر کر اپنے منہ سے پکڑا اور اوپر چڑھا اور کتے کو پلایا' سو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمایا اور اسے بخش دیا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے جانوروں کی خدمت میں بھی ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہر گیلے جگر (جان دار) میں ثواب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① لوگوں کے لیے سراؤں اور ان کے راستوں میں پانی کا انتظام کرنا بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ ② انسان مسلمان ہو یا کافر اس کے ساتھ' اور ایسے ہی جاندار مخلوق کے ساتھ احسان کرنا' بڑے اجر کی بات ہے۔ البتہ

۲۵۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب فضل سقي الماء، ح: ۲۳۶۳، ومسلم، السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها، ح: ۲۲۴۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۹۲۹، ۹۳۰.

واجب القتل اور موذی جانور اس احسان سے مستثنیٰ ہیں جیسے کہ خنزیر اور سانپ بچھو وغیرہ۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي نُزُولِ الْمَنَازِلِ** (التحفة ٤٨)

باب:.....کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کا ایک ادب

٢٥٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثني مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عن حَمْزَةَ الضَّبِّيِّ قالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ قال: كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لا نُسَبِّحُ حتى نَحِلَّ الرِّحَالَ.

۲۵۵۱-حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ ہم جب کسی منزل پر اترتے تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے تھے جب تک کہ اونٹوں پر سے کجاوے نہ اتار لیتے۔

فائدہ: جس طرح انسان کو آرام اور راحت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح حیوانات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اس لیے بعض علماء یہ مستحب سمجھتے ہیں کہ انسان جب کسی منزل پر اترے تو چاہیے کہ پہلے اپنے جانور کو چارہ ڈالے پھر خود کھانا کھائے' یہ تعلیمات اسلام کے دین فطرت اور عالمی دین ہونے کی دلیل ہے۔

(المعجم ٤٥) - **بَابٌ: فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ بِالْأَوْتَارِ** (التحفة ٤٩)

باب:۴۵-گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنا

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ: أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ قال: فَأَرْسَلَ رَسُولُ الله ﷺ رَسُولًا، قال عَبْدُ الله بنُ أبي بَكْرٍ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قالَ: وَالنَّاسُ في مَبِيتِهِمْ: «لا

۲۵۵۲-حضرت ابوبشیر انصاری ؓ کا بیان ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے..... کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیغامبر بھیجا' راوئ حدیث عبداللہ بن ابی بکر کا کہنا ہے: میرا خیال ہے کہ شیخ نے بیان کیا: لوگ رات کی آرام گاہ میں تھے (آپ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ) ''کسی اونٹ کے گلے میں کوئی تانت یا کوئی قلادہ باقی نہ چھوڑا جائے مگر اسے کاٹ ڈالا جائے۔''

٢٥٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩ عن محمد بن جعفر غندر به.

٢٥٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ماقيل في الجرس ونحوه في أعناق الإبل، ح: ٣٠٠٥، ومسلم، اللباس والزينة، باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير، ح: ٢١١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٣٧.

يُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ وَلَا قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ».

قَالَ مَالِكٌ: أُرَى أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ الْعَيْنِ.

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے' بدنظری سے بچاؤ کے لیے یہ ڈالتے تھے۔

فائدہ: علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ لوگ اسے نظر بد سے بچاؤ کے لیے بطور تعویذ ڈالتے تھے اور اسے ہی مؤثر سمجھتے تھے۔ کئی علماء کا خیال ہے کہ لوگ یہ ان کے گلوں میں گھنٹیاں باندھنے کے لیے ڈالتے تھے۔ کچھ نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوڑتے بھاگتے ہوئے جانور کا گلا گھٹ جائے۔ بہر حال وجہ کوئی بھی ہو' تانت ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور اسی طرح دیگر جاہلانہ تعویذ گنڈے بھی ڈالنا جائز نہیں۔

(المعجم ...) - باب إِكْرَام الْخَيْلِ وَارْتِبَاطِهَا وَالْمَسْحِ عَلَى أَكْفَالِهَا (التحفة ٥٠)

باب:-گھوڑوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے' باندھ کر رکھنے اور ان کے سرینوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

٢٥٥٣- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ شَبِيبٍ عن أبي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ قَال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَعْجَازِهَا» أَوْ قَال: «أَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوهَا وَلَا تُقَلِّدُوهَا الأَوْتَارَ».

٢٥٥٣-صحابئ رسول حضرت ابو وہب جُشمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کو باندھ کر رکھو (ان کی خوب دیکھ بھال کرو) ان کی پیشانیوں اور سرینوں پر ہاتھ پھیرا کرو۔'' راوی کو شک ہے کہ آپ نے لفظ ''أَعْجَازِها'' کہا یا ''أَكْفَالِها'' اور گردنوں میں رسیاں باندھو مگر تانت کی رسی نہ ہو۔''

فائدہ: گھوڑا محبت کرنے والا جانور ہے اور جہاد میں کام آنے کی وجہ سے محبوب ہے' اس لیے اس کی خوب خدمت کرنی چاہیے اور انس و محبت کا اظہار کرنا چاہیے' اس عمل سے جانور خوش ہوتا ہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي تَعْلِيقِ الأَجْرَاسِ (التحفة ٥١)

باب:٤٦-جانوروں کو گھنٹیاں باندھنے کا مسئلہ

٢٥٥٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٥٤٣.

٢٥٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى
ـنْ عُبَيْدِالله، عنْ نَافِعٍ، عنْ سَالِمٍ، عنْ
ـي الْجَرَّاحِ مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، عن أُمِّ حَبِيبَةَ
ـن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا تَصْحَبُ المَلَائِكَةُ
ـقَةً فِيهَا جَرَسٌ».

۲۵۵۴-ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس قافلہ اور جماعت میں گھنٹی ہو فرشتے اس کے ساتھ نہیں ہوتے۔''

٢٥٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ:
ـدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ
ـنْ أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ
ـه ﷺ: «لَا تَصْحَبُ المَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا
ـلْبٌ أَوْ جَرَسٌ».

۲۵۵۵-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی۔''

٢٥٥٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنا
ـو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حدَّثني سُلَيْمَانُ بنُ
ـلَالٍ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ،
ـن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «في
ـجَرَسِ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ».

۲۵۵۶-حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھنٹی کے متعلق فرمایا: ''یہ شیطان کا باجا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جانوروں کے گلوں میں گھنٹیاں اور گھنگرو قسم کی چیزیں باندھنا جائز نہیں ② موسیقی کے دوسرے آلات کی حرمت بھی احادیث سے ثابت ہے۔ ③ ایسے ہی کتا رکھنا' اگر محض اظہار ہیبت اور زینت کے لیے ہو تو ناجائز ہے۔ حفاظت کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ٥٢)

باب: ۴۷-گندگی خور جانور پر سوار ہونا

٢٥٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٦، ٣٢٧ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في الكبرى، ٨٨١٩، وانظر الحديث الآتي.

٢٥٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس في السفر، ح: ٢١١٣ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٢٥٥٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نُهِيَ عن رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ.

۲۵۵۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے فرمایا: ایسے جانور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے جو گندگی کھاتا ہو۔

٢٥٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنا عَمْرٌو يَعْني ابنَ أبي قَيْسٍ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنِ الْجَلَّالَةِ في الإِبِلِ أنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا.

۲۵۵۸- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے اونٹ کی سواری سے منع فرمایا جو گندگی کھاتا ہو۔

 **فوائد ومسائل:** دیگر احادیث میں ایسے جانور کا دودھ پینے اور اس کا گوشت کھانے کی بھی ممانعت وارد ہے۔ دیکھیے: (سنن أبی داود' الأطعمة' حدیث: ۳۷۸۵)



(المعجم ٤٨) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسَمِّي دَابَّتَهُ** (التحفة ٥٣)

باب: ۴۸- جانور کا نام رکھنا

٢٥٥٩- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أبي الأَحْوَصِ، عن أبي إِسْحَاقَ، عنْ عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ، عن مُعَاذٍ قال: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ: عُفَيْرٌ.

۲۵۵۹- حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گدھے پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا جسے عُفیر کہا جاتا تھا۔

 **فوائد ومسائل:** ① جانور کا نام رکھنا مباح ہے۔ ② بوقت ضرورت جانور پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔ ③ اگر کسی جانور پر دو آدمی سوار ہو جائیں تو یہ ظلم شمار نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ جانور صحت مند اور اس قدر بوجھ اٹھا سکتا ہو۔

٢٥٥٧_ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٥٤، ٩/ ٣٣٣ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد كثيرة، انظر ح: ٣٧٨٥_٣٧٨٧.

٢٥٥٨_ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٤ من حديث أحمد بن أبي سريج به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٦٩٤.

٢٥٥٩_ تخريج: [**صحيح**] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، ح: ٢٨٥٦ من حديث أبي الأحوص...

(المعجم ٤٩) - **بَابٌ: فِي النِّدَاءِ عِنْدَ النَّفِيرِ يَا خَيْلَ اللهِ ارْكَبِي** (التحفة ٥٤)

باب:۴۹-نفیر (جہاد کے لیے روانگی) کے وقت یوں آواز دینا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ

٢٥٦٠- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ: حدثني يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: أخبرنَا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبِيهِ سُلَيْمَانَ بن سَمُرَةَ، عنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أمَّا بَعْدُ، فَإنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّى خَيْلَنَا خَيْلَ الله إذَا فَزِعْنَا، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْمُرُنَا إذَا فَزِعْنَا بِالْجَمَاعَةِ وَالصَّبْرِ وَالسَّكِينَةِ وَإذَا قَاتَلْنَا.

۲۵۶۰- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' امابعد: نبی ﷺ ہمارے سواروں کو' جب ہم گھبراتے تو[خَيْلُ اللهِ] ''اللہ کے شہسوار بندو!'' کہہ کر پکارتے' اور رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب خوف اور گھبراہٹ کی کیفیت ہو تو اکٹھے ہو جایا کریں' صبر اور سکون سے کام لیں اور ایسے ہی قتال کے وقت کیا کریں۔

(المعجم ٥٠) - **بَابٌ: النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الْبَهِيمَةِ** (التحفة ٥٥)

باب:۵۰-جانور کو لعنت کرنے کی ممانعت

٢٥٦١- **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ في سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً فَقال: «مَا هٰذِهِ؟» قالُوا: هٰذِهِ فُلَانَةُ لَعَنَتْ رَاحِلَتَهَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «ضَعُوا عَنْهَا، فإنَّهَا مَلْعُونَةٌ»، فَوَضَعُوا عَنْهَا.

قال عِمْرَانُ: فَكَأنِّي أنْظُرُ إلَيْهَا نَاقَةً وَرْقَاءَ.

۲۵۶۱-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے' پس آپ نے (کسی سے) لعنت کرنے کی آواز سنی تو آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: یہ فلاں عورت ہے جس نے اپنی سواری کو لعنت کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سے (کجاوہ اور سامان) اتار دو۔ بلاشبہ یہ اب ملعونہ ہے۔'' چنانچہ صحابہ نے اس سے (سامان وغیرہ) اتار دیا۔

عمران کہتے ہیں: گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ سیاہی مائل اونٹنی تھی۔

٢٥٦٠_تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٧٥ لعلته.

٢٥٦١_تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: ٢٥٩٥ من حديث أيوب السختياني به.

فائدہ: "لعنت" کے لفظی معنی ہیں اللہ کی پھٹکار اور اس کی رحمت سے دوری۔ اور یہ انتہائی بری خصلت ہے کہ انسان ایک چیز سے فائدہ بھی اٹھائے اور پھر اس کے متعلق لعنت کا لفظ بھی استعمال کرے۔ نبی ﷺ نے غالباً بطور زجروتوبیخ کے اس جانور کو اس کے سوار سے آزاد کرادیا تھا تاکہ آئندہ کے لیے کوئی اس طرح نہ بولے۔ لوگوں کا آپس میں یہ لفظ استعمال کرنا اور بھی قبیح ہے۔

(المعجم ٥١) - **بَابٌ: فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ** (التحفة ٥٦)

باب:۵۱- جانوروں کو آپس میں لڑانا

٢٥٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ عن قُطْبَةَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ سِيَاهٍ، عن الأعمَشِ، عن أبي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.

۲۵۶۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑایا جائے۔



فائدہ: باعتبار سند کے یہ روایت ضعیف ہے مگر بلحاظ معنی بات ایسے ہی ہے کہ یہ عمل کسی طرح بھی شرفاء کے لائق نہیں ہے۔ عوام کو بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جب جانوروں کو لڑانے کی ممانعت ہے تو لوگوں کے درمیان لڑائی کروادینا تو اور بھی بدترین خصلت ہے۔

(المعجم ٥٢) - **بَابٌ: فِي وَسْمِ الدَّوَابِّ** (التحفة ٥٧)

باب:۵۲- جانوروں کو نشان لگانا

٢٥٦٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن هِشَامِ بنِ زَيْدٍ، عن أنَسٍ قال: أتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَخٍ لِي حِينَ وُلِدَ لِيُحَنِّكَهُ فإذَا هُوَ في مِرْبَدٍ يَسِمُ غَنَمًا،

۲۵۶۳- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے کہ میرے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ) کی ولادت ہوئی تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ میں نے آپ کو بکریوں کے

٢٥٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم في الوجه، ح:١٧٠٨ عن أبي كريب محمد بن العلاء به * الأعمش عنعن، وأبو يحيى القتات ضعيف إلا في رواية الثوري عنه.

٢٥٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة، ح:٥٥٤٢، ومسلم، اللباس والزينة، باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه . . . الخ، ح:٢١١٩ من حديث شعبة به.

حسبهُ قال: في آذانِها.

باڑے میں پایا' آپ بکریوں کو نشان لگا رہے تھے۔ (شعبہ نے) کہا میرا خیال ہے' شیخ نے بیان کیا: آپ ان کے کانوں پر نشان لگا رہے تھے۔

فائدہ: پہچان کے لیے جانوروں کو نشان لگانا جائز ہے۔ اس مقصد کے لیے لوہا گرم کر کے ان کے جسم کو داغا جاتا تھا لیکن چہرے پر داغ لگانا اور مارنا جائز نہیں البتہ کان پر جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کان چہرے کا حصہ نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - **باب النَّهْيِ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ** (التحفة ٥٨)

باب:...... چہرے پر مارنا یا اس پر داغ لگانا منع ہے

٢٥٦٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ في وَجْهِهِ فقال: «أمَا بَلَغَكُمْ أنِّي لَعَنْتُ مَنْ وَسَمَ الْبَهِيمَةَ في وَجْهِهَا أوْ ضَرَبَهَا في وَجْهِهَا؟»، فَنَهَى عن ذٰلِكَ.

۲۵۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا لے جایا گیا جس کے چہرے پر داغ دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جانور کو اس کے چہرے پر داغے یا اس کے منہ پر مارے؟" چنانچہ آپ نے اس کام سے منع فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① چہرہ جسم کا قابل عزت حصہ ہے' انسان کا ہو یا حیوان کا' چہرے پر مارنا ممنوع ہے۔ ② نبی ﷺ کا لعنت کرنا اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ الہام الٰہی کی بنیاد پر تھا۔

(المعجم ٥٣) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْحُمُرِ تُنْزَى عَلَى الْخَيْلِ** (التحفة ٥٩)

باب:۵۳- گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی کرانے میں کراہت

٢٥٦٥- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي

۲۵۶۵- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر ہدیہ دیا گیا تو آپ اس

٢٥٦٤- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٣ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ح: ٢١١٧ من حديث أبي الزبير به.

٢٥٦٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخيل، باب التشديد في حمل الحمير على الخيل، ح: ٣٦١٠ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٩، وله شاهد تقدم، ح: ٨٠٨.

الْخَيْرِ، عن ابنِ زُرَيْرٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا، فقال عَلِيٌّ: لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ؟ قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ».

پر سوار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم گدھوں کو گھوڑیوں پر چڑھائیں (تو ان کے اس جنسی عمل سے) ہمیں اس طرح کے خچر حاصل ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہل لوگ یہ کام کرتے ہیں۔''

فائدہ: گدھے اور گھوڑی کے جنسی ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور خچر کہلاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے انعامات میں اس کا بھی ذکر کیا ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَ زِينَةً﴾ (النحل:٨) ''اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے' تاکہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے زینت کا باعث بھی ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے بھی خچر پر سواری کی ہے۔ اگر خچر کا پیدا کرنا ناجائز ہوتا تو اسے انعاماتِ الٰہی میں شمار کیا جاتا نہ نبی ﷺ اس پر سواری فرماتے۔ اسی لیے علماء نے اس حدیث کو' جس میں گدھے گھوڑی کے ملاپ کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے' استحباب (بچنے کے پسندیدہ ہونے) پر محمول کیا ہے۔ یعنی یہ پسندیدہ عمل نہیں ہے' تاہم اس کا جواز ہے۔



(المعجم ٥٤) - بَابٌ: فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلَى دَابَّةٍ (التحفة ٦٠)

باب:٥٤-ایک سواری پر تین افراد کا سوار ہونا

٢٥٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن عَاصِمِ بنِ سُلَيْمَانَ، عن مُوَرِّقٍ يَعْني الْعِجْلِيَّ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ جَعْفَر قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اسْتُقْبِلَ بِنَا فَأَيُّنَا اسْتُقْبِلَ أَوَّلًا جَعَلَهُ أَمامَهُ فَاسْتُقْبِلَ بِي فَحَمَلَني أَمامَهُ، ثُمَّ اسْتُقْبِلَ بِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ، فَجَعَلَهُ خَلْفَهُ فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ وَإِنَّا لَكَذَلِكَ.

٢٥٦٦- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہمارے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا تو جس (بچے) کے ساتھ آپ کا پہلے استقبال کیا جاتا آپ اسے اپنے آگے بٹھا لیتے۔ چنانچہ میرے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا تو آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے یا حسین رضی اللہ عنہ تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا' پھر ہم مدینے میں داخل ہوئے تو اسی طرح تھے (کہ تینوں ایک سواری پر سوار تھے۔)

٢٥٦٦_ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، ح:٢٤٢٨ من حديث عاصم به.

فوائد ومسائل: ① اشراف اور معزز لوگوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مباح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ بچوں سے محبت کرتے تھے اور انہیں عزت بھی دیتے تھے۔ ③ جانور کی صحت اور طاقت کے لحاظ سے اس پر دو یا تین افراد کا سوار ہو جانا' ظلم نہیں' مباح ہے۔

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ (التحفة ٦١)

باب:۵۵- جانوروں پر کھڑے ہونا

٢٥٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا ابنُ عَيَّاشٍ عن يَحْيَى بنِ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عن أبي مَرْيَمَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إيَّايَ أنْ تَتَّخِذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فإنَّ الله إنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُم لِتُبَلِّغَكُم إلى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بالغِيهِ إلَّا بِشِقِّ الأنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُم الأرْضَ فَعَلَيْهَا فاقْضُوا حَاجَاتِكُم».

۲۵۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو' بلاشبہ اللہ عزوجل نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ تمہیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا دیں جہاں تم نفسوں کی مشقت کے بغیر پہنچ ہی نہیں سکتے تھے اور اس نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے تو اپنی ضرورتیں اس پر پوری کیا کرو۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی اونٹنی پر ارشاد فرمایا تھا مگر یہ ایک وقتی ضرورت تھی۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي الْجَنَائِبِ (التحفة ٦٢)

باب:۵۶- بازو میں چلنے والی سواریاں

٢٥٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ أبي يَحْيَى عن سَعِيدِ بنِ أبي هِنْدٍ قال: قال أبُو هُرَيْرَةَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «تكونُ

۲۵۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطانوں کے اونٹ ہوتے ہیں اور شیطانوں کے گھر بھی' شیطانوں کے اونٹ میں نے دیکھے ہیں' تم میں ایک اپنے ساتھ خوبصورت اونٹنیاں

٢٥٦٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند ابن خزيمة، ح: ٢٥٤٤، وابن حبان، ح: ٢٠٠٢، وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٠، ووافقه الذهبي، وسنده، حسن وانظر، ح: ٢٥٤٨.

٢٥٦٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به * رجاله ثقات، ولكن سعيد بن أبي هند "لم يلق أبا هريرة"، قاله أبوحاتم الرازي، انظر المراسيل، ص: ٧٥، فالسند منقطع.

إبِلٌ لِلشَّيَاطِينِ وَبُيُوتٌ لِلشَّيَاطِينِ فأمَّا إبِلُ الشَّيَاطِينِ فَقَدْ رَأيْتُها يَخْرُجُ أحَدُكُمْ بِجَنِيبَاتٍ مَعَهُ قَدْ أسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُو بَعِيرًا مِنْها وَيَمُرُّ بِأخِيهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ، وَأمَّا بُيُوتُ الشَّيَاطِينِ فَلَمْ أرَهَا»، كَانَ سَعِيدٌ يَقُولُ: لَا أُرَاهَا إلَّا هَذِهِ الأقْفَاصُ الَّتِي يَسْتُرُ النَّاسُ بالدِّيبَاجِ.

لے کر چلتا ہے انہیں خوب موٹا تازہ کیا ہوتا ہے خود کسی پر سوار نہیں ہوتا' اپنے کسی بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو چلنے سے عاجز ہوا تھا' اسے بھی سوار نہیں کرتا اور شیطان کے گھر میں نے نہیں دیکھے ہیں۔'' جناب سعید بن ابی ہند کہا کرتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ شیطان کے گھر یہی ہودے اور کجاوے ہیں جن کو لوگوں نے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا ہوتا ہے۔

فوائد و مسائل: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو بات بیان کی گئی ہے' وہ کافی حد تک صحیح ہے۔ اور آج کل ''شیطان کے اونٹ'' کی جگہ نئے ماڈل کی متنوع گاڑیوں نے لے لی ہے جن کے مالکان بالعموم اصحاب ضرورت کا کوئی احساس نہیں رکھتے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور شیطان کے گھر صحیح معنوں میں سینما ہال ہیں اور رنگینی و شباب فراہم کرنے والے بدقماش ہوٹل اور اقامت گاہیں۔ بلکہ اب تو ٹی وی' انٹرنیٹ' کیبل اور ڈش وغیرہ کی بدولت ہر گھر ہی شیطان کا گھر بن گیا ہے۔ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تعالىٰ - فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.



(المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي سُرْعَةِ السَّيْرِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ فِي الطَّرِيقِ (التحفة ٦٣)

باب: ۵۷- جلدی چلنے کا بیان اور گزرگاہ پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت

٢٥٦٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا سُهَيْلُ بنُ أبي صَالِحٍ عنْ أبِيهِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إذَا سَافَرْتُمْ في الخِصْبِ فَأعْطُوا الإبِلَ حَقَّهَا، وَإذَا سَافَرْتُمْ في الْجَدْبِ فَأسْرِعُوا السَّيْرَ فإذَا أرَدْتُمُ التَّعْرِيسَ فَتَنَكَّبُوا عن الطَّرِيقِ».

۲۵۶۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم شاداب علاقوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو (کہ وہ بھی کھا اور چر لیں) اور جب خشکی کے (دن یا علاقے ہوں) تو جلدی جلدی چلا کرو (تاکہ سواریوں کو اذیت نہ ہو) اور جب تم رات کو آرام کے لیے کہیں پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کیا کرو۔''

٢٥٦٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير . . . الخ، ح: ١٩٢٦ من حديث

فوائد و مسائل: ① انسان جس طرح خود اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح اپنے زیر ملکیت حیوانات کو بھی یہ حق دینا لازمی ہے۔ ② نیز دوران سفر میں رات کو کہیں پڑاؤ کرنا پڑے تو ادب یہ ہے کہ راستے سے ہٹ کر اترنا چاہیے' اس کی حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ راستے پر سانپ' بچھو اور بعض اوقات درندے بھی ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجه' الطهارة و سننها' حديث : ٣٢٩)

٢٥٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا هِشَامٌ عن الحَسَنِ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا قال بَعْدَ قَوْلِهِ: «حَقَّهَا»: «وَلَا تَعَدَّوُا المَنَازِلَ».

٢٥٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کرتے ہیں۔ اس روایت میں [حَقَّهَا] کے بعد یہ اضافہ ہے کہ "(معروف) منازل (اور مسافت) سے تجاوز مت کیا کرو۔"

فائدہ: کیونکہ اس سے سواریوں کو مشقت ہوتی ہے اور ہمراہی بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي الدُّلْجَةِ (التحفة ٦٤)

باب:- رات کے پہلے پہر سفر کرنے کا بیان

٢٥٧١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا أبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن الرَّبِيعِ بنِ أنَسٍ، عن أنَسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيْكُم بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الأرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ».

٢٥٧١- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کے پہلے پہر (یا رات کو بھی) سفر کیا کرو' بلاشبہ رات کے وقت زمین لپیٹ لی جاتی ہے۔"

فائدہ: اور تجربہ کی بات ہے کہ رات کو سفر خوب طے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں انتہائی گرم موسم میں مسافروں اور سواریوں کو رات کے وقت قدرے آرام رہتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ شام ہوتے وقت قدرے توقف کرنا چاہیے حتی کہ خوب اندھیرا ہو جائے۔ احادیث شریفہ میں اس بات کی صراحت آئی ہے۔ (دیکھیے صحيح مسلم' الأشربة' حدیث: ٢٠١٣)

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: رَبُّ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا (التحفة ٦٥)

باب: ٥٨- سواری کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ آگے بیٹھے

٢٥٧٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] * الحسن البصري لم يثبت سماعه من جابر في هذا الحديث بسند صحيح.

٢٥٧١_ تخريج: [حسن] سنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ٢٥٥٥ وغيره.

٢٥٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حدثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ: حدثني أَبِي: حدثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ أبي، بُرَيْدَةَ يَقُولُ: بَيْنَما رَسُولُ الله ﷺ يَمْشِي جاءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ، فقالَ: يارَسُولَ الله! ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي إلَّا أنْ تَجْعَلَهُ لي»، قالَ: فإنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ.

٢٥٧٢حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لیے جارہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس کے پاس گدھا تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آئیے!) سوار ہوجائیے اور وہ خود پیچھے کو ہوگیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو۔ سوائے اس کے کہ تم اپنا یہ حق مجھے دے دو۔'' اس نے کہا: بے شک میں اپنا یہ حق آپ کو دیتا ہوں' سو آپ سوار ہوگئے۔

فوائد ومسائل: ① کار۔ جیپ اور دیگر سواریوں میں فرنٹ سیٹ کا بھی یہی حکم ہے۔ ② نبی ﷺ ہر ہر موقع پر تعلیم وتربیت کو پیش نظر رکھتے اور یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔



(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي الدَّابَّةِ تُعَرْقَبُ فِي الْحَرْبِ (التحفة ٦٦)

باب: ٥٩- جنگ میں جانوروں کی کونچیں کاٹنی پڑیں تو جائز ہے

٢٥٧٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حدثني ابنُ عَبَّادٍ عن أبيهِ عَبَّادِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ يَحْيَى بنُ عَبَّادٍ - حدثني أبي الَّذِي أَرْضَعَنِي وَهُوَ أَحَدُ بَنِي مُرَّةَ بنِ عَوْفٍ، وَكَانَ في تِلْكَ الْغَزَاةِ غَزَاةِ مُؤْتَةَ

٢٥٧٣- عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے رضاعی باپ سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنی مرہ میں سے تھے اور غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے تھے۔ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! میں گویا حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سرخ گھوڑے سے اتر پڑے' اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں' پھر کافروں سے لڑتے رہے حتی کہ خود قتل ہوگئے۔

٢٥٧٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن الرجل أحق بصدر دابته، ح: ٢٧٧٣ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠١، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٤، ووافقه الذهبي.

٢٥٧٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن هشام في سيرته: ٤/ ٢٠ من حديث محمد بن إسحاق به * رجل من بني مرة بن عوف الذي سماه عباد بن عبدالله بن الزبير أبًا له من الرضاعة، لم أعرفه بالتعديل فهو علة الخبر، ولو ثبت أنه صحابي فالسند حسن.

قالَ: وَالله! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إلى جَعْفَرٍ حِينَ اقْتَحَمَ عن فَرَسٍ لَهُ شَقْرَاءَ فَعَقَرَهَا، ثُمَّ قَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

فائدہ: جنگ میں اگر اندیشہ ہو کہ مجاہد مغلوب ہو جائے گا تو اپنی سواری یا دوسرے سامان کو تلف کر دے تو جائز ہے تاکہ دشمن اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي السَّبَقِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٠- مقابلہ بازی کا بیان

فائدہ: [السبق] "ب" کی جزم کے ساتھ مصدر ہے اور معنی ہیں آگے بڑھنا۔ اور اگر "ب" پر زبر پڑھی جائی تو اس سے وہ مال اور انعام مراد ہوتا ہے جو کسی مقابلہ پر دیا جائے۔ درج ذیل روایت میں یہ کلمہ "ب" پر زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

٢٥٧٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعِ بن أَبِي نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ أَوْ نَصْلٍ».

۲۵۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مقابلہ صرف تین چیزوں میں جائز ہے اونٹ دوڑ' گھوڑ دوڑ یا تیراندازی۔"

فائدہ: جہاد اور تعلیم وتربیت کے مختلف امور میں مقابلہ کرنا کرانا اسی پر قیاس ہے مگر ایسے تمام امور جن کا کوئی حاصل نہ ہو ان میں مقابلہ بازی ناجائز اور باطل ہے۔ مثلاً کبوتر اڑانا یا مرغ اور بٹیر لڑانا' وغیرہ۔

٢٥٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ الله

۲۵۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مُضمَّر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا

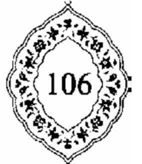
٢٥٧٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرهان والسبق، ح: ١٧٠٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٨.

٢٥٧٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب: هل يقال مسجد بني فلان؟ ح: ٤٢٠، ومسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٧.

ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ منَ الثَّنِيَّةِ إلى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

اوران کے لیے حفیاء سے ثنیۃ الوَداع تک کا فاصلہ مقرر تھا' اور غیر مضمر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا تو ان کے لیے ثنیۃ الوَداع سے مسجد بنی زُرَیق تک کا فاصلہ مقرر تھا' اور عبداللہ ان مقابلہ کرنے والوں میں شریک تھے اور کامیاب رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① گھوڑوں کو پالتے ہوئے پہلے انہیں کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا جاتا ہے پھران کی خوراک میں بتدریج کمی کی جاتی ہے اور کسی مکان میں بند رکھا جاتا ہے اوران پر کپڑا بھی ڈالتے ہیں' اس سے ان کو پسینہ آتا ہے حتی کہ ان کی زائد چربی وغیرہ ختم ہوجاتی ہے اوراس طرح وہ بہت طاقت ور ہوجاتے ہیں اوران کا سانس بہت کم پھولتا ہے۔ اس عمل کو اضمار اور ایسے گھوڑوں کو ''مضمر'' کہتے ہیں (پہلی میم پر پیش اور دوسری پر زبر کے ساتھ) ② حدیث شریف میں ہے کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع کے درمیان پانچ چھ میل کا فاصلہ تھا۔ اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کے درمیان ایک میل کا۔ (صحیح بخاری' الجهاد و السیر' حدیث : ۲۸۶۸)



۲۵۷٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يُضَمِّرُ الْخَيْلَ، يُسَابِقُ بِهَا.

۲۵۷٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ گھوڑوں کو مُضَمَّر بنایا کرتے' جن میں مقابلے کرائے جاتے تھے۔

۲۵۷۷- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ خَالِدٍ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَبَّقَ بَيْنَ الْخَيْلِ، وَفَضَّلَ الْقُرَّحَ في الْغَايَةِ.

۲۵۷۷- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا تو جو گھوڑے پانچویں سال میں داخل ہو چکے تھے' ان کے لیے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① امت میں جہاد کی روح باقی رکھنے اور جہاد کی تیاری کے لیے ان تربیتی امور کا اہتمام انتہائی ضروری اور واجب ہے۔ ② [الْقُرَّحُ] یہ قَارِحٌ کی جمع ہے' اس سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۲۵۷٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۱۸۷۰ من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق: ۲۵۷۵.

۲۵۷۷ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٨٤ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥٧، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٧٣٧.

(المعجم ٦١) - **بَابٌ: فِي السَّبَقِ عَلَى الرِّجْلِ** (التحفة ٦٨)

باب:٦١- پیدل دوڑ میں مقابلے کا بیان

٢٥٧٨- **حَدَّثَنا** أَبُو صَالِحٍ الأَنْطَاكِيُّ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ وَعن أَبي سَلَمَةَ، عن عَائشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبيِّ ﷺ في سَفَرٍ، قالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رِجْلَيَّ، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي فقال: «هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ».

٢٥٧٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھی' میں نے آپ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو میں آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئی۔ پھر جب میں بھاری ہوگئی تو آپ مجھ سے بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا: ''یہ اس (پہلی دوڑ) کا بدلہ ہے۔''

فائدہ: اس واقعہ میں یہ بیان ہے کہ گھریلو زندگی میں نبی ﷺ کا انداز انتہائی ملائمت اور الفت بھرا ہوتا تھا' نیز پیدل دوڑ کا مقابلہ بھی کیا کرایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٦٢) - **بَابٌ: فِي الْمُحَلِّلِ** (التحفة ٦٩)

باب:٦٢- گھوڑ دوڑ میں محلل کا شریک ہونا

٢٥٧٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حُصَيْنُ بنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ: أخبرنَا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ المعنى عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ»

٢٥٧٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو (مقابلہ کرنے والے) گھوڑوں میں (اپنا) گھوڑا داخل کیا اور اس کے جیت جانے کا یقین نہ ہو تو یہ جوا نہیں ہے' اور جس نے ان میں اپنا گھوڑا داخل کیا جبکہ اسے یقین ہو کہ یہ جیت جائے گا تو یہ جوا ہے۔''

٢٥٧٨- **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب حسن معاشرة النساء، ح: ١٩٧٩ من حديث هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٠.

٢٥٧٩- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب السبق والرهان، ح: ٢٨٧٦ من حديث سفيان بن حسين به، وهو ضعيف عن الزهري.

يَعْنِي وَهُوَ لا يُؤْمَنُ أَنْ يُسْبَقَ «فَلَيْسَ بِقِمَارٍ، وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ أَمِنَ أَنْ يُسْبَقَ فَهُوَ قِمَارٌ».

فائدہ: اس باب کی احادیث سمجھنے کے لیے چند امور معلوم ہونے چاہئیں۔ ① اگر امیر المجاہدین یا کوئی اور شخص دو شہسواروں میں دوڑ وغیرہ کا مقابلہ کرائے اور جیتنے والے کو انعام واکرام دے تو جائز ہے۔ ② لیکن دو افراد (یا فریق) آپس میں یہ طے کر کے مقابلہ کریں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اس قدر انعام دے گا تو یہ جوا ہے اور ناجائز ہے ③ اگر ان دو مقابلہ کرنے والوں میں کوئی تیسرا فریق داخل ہو جائے جس کے جیتنے یا ہارنے کا کوئی یقین نہ ہو' بلکہ ان کے ہم پلہ ہونے کی بنا پر کوئی بھی نتیجہ نکل سکتا ہو' کہ اس کے جیت جانے پر وہ دونوں اس کو انعام دیں اور ہار جانے پر اس پر کچھ بھی لازم نہ آتا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ چونکہ اس کا ان دو میں داخل ہو جانا ان کے انعام لینے دینے کو جائز بنا دیتا ہے' اس وجہ سے اسے محلّل کہا جاتا ہے۔ محلّل یعنی (جوئے سے) حلال کرنے والا۔

٢٥٨٠- حَدَّثَنا محمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن سَعِيدِ بنِ بَشِيرٍ، عن الزُّهْرِيِّ بِإسْنَادِ عَبَّادٍ وَمَعْنَاهُ.

۲۵۸۰- حضرت زہری رحمہ اللہ نے بہ سند عباد بن عوام بیان کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَشُعَيْبٌ وَعُقَيْلٌ عن الزُّهْرِيِّ عن رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهٰذَا أَصَحُّ عِنْدَنَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو معمر' شعیب اور عقیل نے بواسطہ زہری کئی علماء سے نقل کیا ہے اور یہ ہمارے نزدیک صحیح تر ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: فِي الْجَلَبِ عَلَى الْخَيْلِ فِي السِّبَاقِ (التحفة ٧٠)

باب:٦٣- گھوڑ دوڑ میں جَلَبُ (اور جَنَبُ) کا بیان

٢٥٨١- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ المَجِيدِ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا

۲۵۸۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ جلَب ہے اور نہ جنب۔'' یحییٰ بن خلف کی روایت میں صراحت ہے یعنی ''مقابلے میں۔''

٢٥٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٨٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٢٥٨١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب الشغار، ح: ٣٣٣٧، والترمذي، ح: ١١٢٣ من حديث بشر بن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٩٣٧ من حميد، وللحديث شواهد.

شْرُ بنُ المُفَضَّلِ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ جَمِيعًا، ن الْحَسَنِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عن نَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ». زَادَ حْيَى فِي حَدِيثِهِ: «فِي الرِّهَانِ».

فائدہ: کتاب الزکوٰۃ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے' اس کے لیے دیکھیے: حدیث ۱۵۹۱- مگر یہاں مراد یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں کوئی شخص اپنے گھوڑے کے ساتھ کسی اور شخص کو بھی دوڑائے جو اس کے گھوڑے کو ڈانٹتا جائے اور مقصد یہ ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھ کر جیت جائے اسے جلَب کہتے ہیں۔ اور جَنَب یہ ہے کہ دوڑ میں اپنے گھوڑے کے پہلو بہ پہلو ایک اور گھوڑا رکھے تا کہ جب دیکھے کہ پہلا گھوڑا تھک گیا ہے تو جلدی سے دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ جیتنے کی کوشش کرے' یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

٢٥٨٢- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا بْدُ الأعْلَى عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ قال: جلَبُ والْجَنَبُ في الرِّهَانِ.

۲۵۸۲- حضرت قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جلب اور جنب مقابلہ بازی میں ہوتا ہے۔

(المعجم ٦٤) - **بَابٌ: فِي السَّيْفِ يُحَلَّى** (التحفة ٧١)

باب: ۶۴- تلوار کو چاندی سے مزین کرنا

٢٥٨٣- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: دَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن سٍ قال: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ الله ﷺ فِضَّةً.

۲۵۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

فائدہ: مجاہد کے لیے جائز ہے کہ اپنے اسلحہ کو اس طرح سے مزین کرلے۔

٢٥٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى:

۲۵۸۴- سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ

٢٥٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢١ من حديث أبي داود به ٭ سعيد بن أبي عروبة عنعن.

٢٥٨١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب حلية السيف، ح: ٥٣٧٦، والترمذي، ح: ١٦٩١ من ديث جرير بن حازم به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شاهد عند النسائي، ح: ٥٣٧٥، وسنده صحيح، صححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ١٤٧، ح: ١٩.

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ هِشَام: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي الْحَسَنِ قال: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ الله ﷺ فِضَّةً.

رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

قال قَتَادَةُ: وَمَا عَلِمْتُ أحَدًا تابَعَهُ عَلَى ذٰلِكَ.

قتادہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے اس کی متابعت کی ہو۔

۲۵۸۵- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ كَثِيرٍ أبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ عن عُثْمَانَ بنِ سَعْدٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۵۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أقْوَى هٰذِهِ الأحَادِيثِ حَدِيثُ سَعِيدِ بنِ أبِي الْحَسَنِ، والْبَاقِيَةُ ضِعَافٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سب میں سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ کی روایت قوی ہے اور باقی ضعیف ہیں۔

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: فِي النَّبْلِ يُدْخَلُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٧٢)

باب: ۶۵- تیر لے کر مسجد میں داخل ہونا

۲۵۸٦- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ عن رَسُولِ الله ﷺ: أنَّهُ أمَرَ رَجُلًا كَانَ يَتَصَدَّقُ بالنَّبْلِ في المَسْجِدِ أنْ لَا يَمُرَّ بِهَا إلَّا وَهُوَ آخِذٌ بِنُصُولِهَا.

۲۵۸٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا جو مسجد میں تیروں کا صدقہ تقسیم کرنے جارہا تھا کہ وہ جب ان تیروں کو لے کر چلے تو ان کو پھلوں کی طرف سے پکڑے۔

۲۵۸۷- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلاءِ:

۲۵۸۷- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

النسائي، ح: ٥٣٧٧.

۲۵۸۵_ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٣ من حديث يحيى بن كثير به.

۲۵۸٦_ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما من المواضع الجامعة للناس، أن يمسك بنصالها، ح: ٢٦١٤/ ١٢٢ عن قتيبة به.

۲۵۸۷_ تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "من حمل علينا السلاح فليس منا"، ح: ٧٠٧٥،

ىدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن بُرَيْدٍ، عن أبي بُرْدَةَ، ىن أبي مُوسَى عن رَسُولِ الله ﷺ قال: إذَا مَرَّ أحَدُكُم في مَسْجِدِنَا، أوْ في سوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى ىصَالِهَا»، أوْ قال: «فَلْيَقْبِضْ كَفَّهُ»، أوْ ال: «فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أنْ تُصِيبَ أحَدًا مِنَ ىمُسْلِمِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو چاہیے کہ انہیں ان کے پھلوں کی طرف سے پکڑ کر رکھے۔'' یا فرمایا: ''انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے'' یا فرمایا: انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے کہ کہیں کسی مسلمان کو نہ لگ جائیں۔''

فوائد و مسائل: ① صدقہ صرف مال کا نہیں ہوتا بلکہ ہر مفید چیز صدقہ کی جا سکتی ہے' تیر یا جہاد میں کام آنے والا اسلحہ بھی بطور صدقہ تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ② تیز دھار دار اور دیگر اسلحہ جات کی نقل و حمل میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے' ایسا نہ ہو کہ غفلت اور غلطی سے کسی مسلمان کو لگ جائے۔

(المعجم ٦٦) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا (التحفة ٧٣)

باب: ٦٦- ننگی تلوار لینا دینا منع ہے

٢٥٨٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: ىدَّثَنا حَمَّادٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أنَّ ىنَّبِيَّ ﷺ نَهَى أنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا.

٢٥٨٨- حضرت جابر ؓ سے منقول ہے: بیشک نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ تلوار کو اس کیفیت میں لیا دیا جائے کہ وہ ننگی ہو (میان میں نہ ہو۔)

فائدہ: کیونکہ اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ کسی کو لگ سکتی ہے یا چبھ سکتی ہے' اس لیے احتیاط ضروری ہے۔

(المعجم ٦٧) - باب النَّهْيِ أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ (التحفة ٧٤)

باب: ٦٧- چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں میں رکھ کر کاٹنا منع ہے

٢٥٨٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا

٢٥٨٩- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے'

ى،ومسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق . . . ، الخ، ح: ٢٦١٥ عن أبي كريب محمد بن ىلاء به.

٢٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في النهي عن تعاطي السيف مسلولاً، ى: ٢١٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٩٠، ىوافقه الذهبي، وللحديث شواهد ضعيفة * أبوالزبير عنعن . . . .

٢٥٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٢٤، ح: ٦٩٣٥ من حديث قريش بن أنس به، وصنيع ◄◄

قُرَيْشُ بنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنا أَشْعَثُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى أنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إصْبَعَيْنِ.

بے شک رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر کاٹا جائے۔

فائدہ: اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ چمڑا کٹنے کے بعد کہیں ہاتھ نہ زخمی ہو جائے' لہٰذا چاہیے کہ کسی لکڑی یا پتھر وغیرہ پر رکھ کر احتیاط سے کاٹا جائے۔

(المعجم ٦٨) - بَابٌ: فِي لَبْسِ الدُّرُوعِ (التحفة ٧٥)

باب: ٦٨- کئی زرہیں پہننے کا بیان

٢٥٩٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: حَسِبْتُ أَنِّي سَمِعْتُ يَزِيدَ بنَ خُصَيْفَةَ يَذْكُرُ عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عن رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ظَاهَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بَيْنَ دِرْعَيْنِ أوْ لَبِسَ دِرْعَيْنِ.



٢٥٩٠- جناب سائب بن یزید ؓ نے ایک شخص سے روایت کی اور اس کا نام بھی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن اوپر تلے دو زرہیں پہنی ہوئی تھی۔

فائدہ: زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر حفاظت کی غرض سے ہتھیار لینا اور زرہ وغیرہ پہننا مشروع ہے اور یہ توکّل کے خلاف نہیں ہے۔

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: فِي الرَّايَاتِ وَالأَلْوِيَةِ (التحفة ٧٦)

باب: ٦٩- (جہاد میں) پرچم اور جھنڈیوں کا بیان

٢٥٩١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا ابنُ أبي زَائِدَةَ: أخبرنَا أَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حدثني يُونُسُ بنُ

٢٥٩١- حضرت محمد بن قاسم ؒ نے اپنے غلام کو حضرت براء بن عازب ؓ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے علَم کے متعلق پوچھ کر آئے

◀◀ الحافظ في التهذيب يدل علٰى أن سماع محمد بن بشار وابن المديني من قريش بن أنس قبل اختلاطه، وباقي السند صحيح، الحسن عن سمرة كتاب، لا يضره تدليس الحسن، والرواية عن الكتاب صحيحة ما لم يثبت الجرح فيه.

٢٥٩٠ــ تخريج: [صحيح] وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ٣٧٣٨، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٣/ ٢٥، ووافقه الذهبي.

٢٥٩١ــ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرايات، ح: ١٦٨٠ من حديث يحيى ابن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: "حسن غريب".

عُبَيْدٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بنِ الْقَاسِمِ قالَ: بَعَثَني مُحَمَّدُ بنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ يَسْأَلُهُ عنْ رَايَةِ رَسُولِ الله ﷺ مَا كَانَتْ؟ فَقالَ: كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ.

کہ وہ کیسا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ کالے لکیر دار اونی کپڑے کا اور چوکور تھا۔

فوائد و مسائل: ① [اَللِّوَاء] پرچم اعظم کو اور [اَلرَّایَة] اس کے ذیلی جھنڈوں کو کہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کے لیے محشر میں [لِوَاءُ الْحَمْد] ہوگا۔ ② شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ روایت صحیح ہے' البتہ [مُرَبَّعَةً] ''چوکور'' کا لفظ صحیح نہیں ہے۔

٢٥٩٢- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ وَهُوَ ابنُ رَاهُوَيَه: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عنْ أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ لِوَاهُ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَبْيَضَ.

۲۵۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے متعلق بتایا کہ جس دن آپ مکے میں داخل ہوئے' اس دن آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔

٢٥٩٣- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ الشَّعِيرِيُّ عنْ شُعْبَةَ، عنْ سِمَاكٍ، عن رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عنْ آخَرَ مِنْهُمْ قالَ: رَأَيْتُ رَايَةَ رَسُولِ الله ﷺ صَفْرَاءَ.

۲۵۹۳- حضرت سماک بن حرب اپنی قوم کے ایک آدمی سے' اور وہ ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کا علم دیکھا جو زرد رنگ کا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جہاد میں جھنڈے کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ ② قرون اولیٰ میں جھنڈوں کا کوئی رنگ اور سائز مخصوص نہ ہوتا تھا۔ اور یہ زرد رنگ والی روایت ضعیف ہے۔ ③ جنگ میں اور دیگر اہم مواقع پر جھنڈے کو بلند اور نمایاں رکھنا بلاشبہ مطلوب ہے مگر یہ سب ایک نظم کے لیے ہوتا ہے' اسے تقدس و احترام کا ایسا مفہوم دینا جو آج کل عام کر دیا گیا ہے غیر شرعی ہے بلکہ شرک کی حدود کو چھوتا ہے۔

٢٥٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الألوية، ح:١٦٧٩، والنسائي، ح:٢٨٦٩، وابن ماجه، ح:٢٨١٧ من حديث يحيى بن آدم به، وقال الترمذي: "غريب"، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح:٢٨١٨.

٢٥٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:٦/ ٣٦٣ من حديث أبي داود، وأبوالشيخ "في أخلاق النبي

(المعجم ٧٠) - **بَابٌ: فِي الانْتِصَارِ بِرُذُلِ الْخَيْلِ وَالضَّعَفَةِ** (التحفة ٧٧)

باب:٧٠-معمولی گھوڑوں اور بے کس لوگوں کے حوالے سے مدد کی دعا کرنا

٢٥٩٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ عنْ زَيْدِ بنِ أرْطَاةَ الْفَزَارِيِّ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أنَّهُ سَمِعَ أبا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ فَإنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُم».

٢٥٩٤-حضرت ابوالدرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: "میرے لیے ضعفاء اور کمزور لوگوں کو تلاش کرو' تم لوگ اپنے کمزور لوگوں ہی کے ذریعے سے رزق دیے جاتے اور مدد کیے جاتے ہو۔"

قَالَ أبُو دَاوُدَ: زَيْدُ بنُ أرْطَاةَ أخُو عَدِيِّ بنِ أرْطَاةَ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا کہ راوی حدیث زید بن ارطاة' عدی بن ارطاۃ کے بھائی ہیں۔



فائدہ: ضعیف و بے کس اور نادار افراد اور دیگر مخلوق کی عبادت اور دعا میں اخلاص ہوتا ہے۔ وہ ریاکاری سے بالعموم بری ہوتے ہیں تو ان کی عبادت' دعا اور بے کسی کی برکت سے اللہ عزوجل دوسروں پر بھی رحم فرما دیتا ہے۔

(المعجم ٧١) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُنَادِي بِالشِّعَارِ** (التحفة ٧٨)

باب:٧١-آدمی کسی شعار (کوڈ) کے ساتھ پکارے

٢٥٩٥- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن الْحَجَّاجِ، عنْ قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِينَ عَبْدُ الله، وَشِعَارُ الأنْصَارِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

٢٥٩٥-حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے بیان کیا کہ (ایک جنگ میں) مہاجرین کا شعار "عبداللہ" اور انصار کا "عبدالرحمٰن" تھا۔

٢٥٩٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين، ح: ١٧٠٢ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي: ٣١٨١، وصححه ابن حبان: ١٦٢٠، والحاكم: ٢/ ١٤٥.

٢٥٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٦١ من حديث أبي داود به * حجاج بن أرطاة وقتادة مدلسان وعنعنا.

فائدہ: اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا ذاتی تعارف نہ ہونے کی صورت میں اپنے افراد کو پہچاننے میں غلطی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی جاسوس وغیرہ درآئے تو اس کو پکڑنا بھی آسان رہتا ہے۔

٢٥٩٦- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابنِ المُبَارَكِ، عن عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عن إيَاسِ ابنِ سَلَمَةَ، عنْ أبِيهِ قال: غَزَوْنَا مَعَ أبي بَكْرٍ [رضي الله عنه] زَمَنَ رَسُولِ الله ﷺ، فكَانَ شِعَارُنَا: أمِتْ أمِتْ.

٢٥٩٦-حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر ؓ کی معیت میں جہاد کیا تو ہمارا شعار تھا [أمِتْ أمِتْ] (معنی ہے مار دے مار دے اور اس میں کفار کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح کا تفاؤل تھا۔)

٢٥٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عنْ أبي إسْحَاقَ، عن المُهَلَّبِ بن أبي صُفْرَةَ قال: أخبرني مَنْ سَمِعَ النَّبيَّ ﷺ يَقُولُ: «إنْ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُم حٰمٓ لَا يُنْصَرُونَ».

٢٥٩٧-حضرت مہلب بن ابی صفرہ کا کہنا ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ سے سنا تھا' آپ نے فرمایا: ''اگر تم پر رات کو حملہ ہو جائے تو تمہارا شعار [حٰمٓ لَا يُنْصَرُونَ] ہونا چاہیے۔''

(المعجم ٧٢) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إذَا سَافَرَ (التحفة ٧٩)

باب:٢-٧٢- آدمی سفر کے وقت کون سی دعا پڑھے؟

٢٥٩٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ: حدثني سَعِيدٌ المَقْبُرِيُّ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا سَافَرَ قال: «اللَّهُمَّ! أنْتَ

٢٥٩٨-حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ! إِنِّيٓ أَعُوذُبِكَ مِنَ

٢٥٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان، ح: ٢٨٤٠ من حديث عكرمة بن عمار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٠٧، ووافقه الذهبي.

٢٥٩٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الشعار، ح: ١٦٨٢ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ومسلم: ٢/ ١٠٧، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق صرح بالسماع عند عبدالرزاق: ٥/ ٢٣٣، ح: ٩٤٦٧.

٢٥٩٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٣ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة

الصَّاحِبُ في السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ في الأَهْلِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ في الأَهْلِ وَالمَالِ، اللَّهُمَّ! اطْوِ لَنَا الأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرِ».

وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْأَهْلِ وَالْمَالِ ' اَللّٰهُمَّ! اطْوِلَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَر] ''اے اللہ! سفر میں تو ہی ہمارا رفیق اوراہل میں خلیفہ ہے۔(ان کی حفاظت کرنے والا ہے) اے اللہ! سفر کی مشقت اور شدت سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے کہ غم واندوہ کے ساتھ واپس لوٹوں اور اپنے اہل اور مال میں کوئی برا منظر دیکھوں' اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرمادے۔''

فائدہ: سفر مختلف مقاصد کے لیے ہوتا ہے مگر سب سے اہم اور مبارک سفر جہاد کا ہے۔



٢٥٩٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني أبو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابنَ عُمَرَ عَلَّمَهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قال: «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَما كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ. اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ في سَفَرِنَا هٰذا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ ما تَرْضَى. اللَّهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنا سَفَرَنَا هٰذَا. اللَّهُمَّ! اطْوِ لَنَا الْبُعْدَ. اللَّهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ في السَّفَرِ والْخَلِيفَةُ في الأَهْلِ وَالمَالِ». وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ:

۲۵۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے جناب علی الازدی کو سفر کے آداب میں یہ سکھایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کی غرض سے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین دفعہ کہتے [اَللّٰهُ اَكْبَرُ] پھر کہتے [سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ' وَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّی أَسْأَلُكَ فِی سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى ' وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى' اَللّٰهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا ' اَللّٰهُمَّ! اطْوِلَنَا الْبُعْدَ' اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْأَهْلِ وَالْمَال] ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کیا' ہم (ازخود) اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے اس سفر

٢٥٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته متوجهًا لسفر حج أو غيره . . . الخ، ح:١٣٤٢ من حديث ابن جريج به، دون قوله: "وكان النبي ﷺ وجيوشه إذا علوا الثنايا . . . الخ".

آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ». وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوشُهُ إِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا، فَوُضِعَتِ الصَّلَاةُ عَلَى ذٰلِكَ.

میں نیکی اور تقوی کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتا ہوں جو تیرا پسندیدہ ہو۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارا یہ سفر آسان فرما دے اور مسافت کو ہمارے لیے لپیٹ دے' اے اللہ! سفر میں تو ہی رفیق اور اہل اور مال میں خلیفہ ہے۔'' اور جب واپس تشریف لاتے تو یہی کلمات پڑھتے اور ان میں یہ اضافہ کرتے: [آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ] ''ہم واپس آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد کرنے والے ہیں۔'' نبی ﷺ اور آپ کے لشکری جب کسی گھاٹی پر چڑھتے تو [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] اور اگر کسی پستی میں اترتے تو [سُبْحَانَ اللّٰه] کہتے اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے (کہ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہی جاتی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① توحید یہی ہے کہ انسان کسی بھی موقع پر اپنے رب تعالیٰ کو بھولنے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اسی میں ہے کہ ہر ہر عمل میں آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے۔ ② حدیث کا جملہ: [فَوُضِعَتِ الصَّلَاةُ عَلَى ذٰلِكَ] ''اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے۔'' ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ٧٣) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوَدَاعِ (التحفة ٨٠)

باب: ۷۳- مسافر کو الوداع کہنے کی دعا

٢٦٠٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ دَاوُدَ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ عُمَرَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ جَرِيرٍ، عن قَزَعَةَ قال: قال لِي ابنُ عُمَرَ: هَلُمَّ أُوَدِّعْكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، «أَسْتَوْدِعُ اللهَ

۲۶۰۰- حضرت قزعہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: ادھر آؤ! میں تمہیں الوداع کہوں' جیسے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے الوداع کہا تھا: [أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ] ''میں تیرے دین' تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ

٢٦٠٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وللحديث شواهد عند الترمذي ...

دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».

تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔"

٢٦٠١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أبي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عنْ مُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ، عنْ عَبْدِ الله الْخَطْمِيِّ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا أَرَادَ أنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قال: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكُم وَأَمَانَتَكُم وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُم».

۲۶۰۱-حضرت عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کہنا چاہتے تو یوں فرماتے: [أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ] "میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے اعمال کا اختتام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔"

فوائد ومسائل: ① قابل توجہ مسئلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ اس کے دین کو قرار دیا ہے اور اسی طرح اُن اعمال کو بھی (بالخصوص اختتامی اعمال کو) جن کے ساتھ وہ اپنے اللہ سے ملنے والا ہے۔ ② حدیث میں ہے: [إِنَّ اللّٰهَ إِذَا اسْتُوْدِعَ شَيْئاً حَفِظَهُ] (الصحيحة، حديث: ٢٥٤٧) "جب کسی چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔"



(المعجم ٧٤) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَكِبَ** (التحفة ٨١)

باب: ۷۴- آدمی سوار ہو کر کون سی دعا پڑھے؟

٢٦٠٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عن عَلِيِّ بنِ رَبِيعَةَ قال: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَأُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ في الرِّكَابِ قال: بِسْمِ الله، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قال: الْحَمْدُ لله، ثُمَّ قال: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإنَّا

۲۶۰۲-جناب علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ سوار ہونے کے لیے آپ کے سامنے سواری لائی گئی۔ آپ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو کہا: [بِسْمِ اللّٰهِ] پھر جب ٹھیک طرح سے اس پر بیٹھ گئے تو کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] پھر کہا: [سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ] "پاک ہے و

٢٦٠١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٠٧ من حديث حماد بن سلمة به وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٧١٦ (بتحقيقي).

٢٦٠٢- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول إذا ركب دابة، ح: ٣٤٤٦ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٠، ٢٣٨١، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٩٨، ٩٩، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٥/ ٢٥٢.

إلى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، ثُمَّ قالَ: الْحَمدُ لله، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قال: الله أكْبَرُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قال: سُبْحانَكَ إنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، إنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقِيلَ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَعَلَ كَما فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مِنْ أي شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قال: «إنَّ رَبَّكَ تَعَالَى يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إذَا قال: اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، يَعْلَمُ أنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي».

ذات جس نے اس کو ہمارے تابع کیا اور ہم ازخود اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔'' پھر کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ] تین بار۔ پھر کہا: [اَللّٰہُ اَکْبَرُ] تین بار۔ پھر کہا: [سُبْحَانَكَ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِی ' اِنَّہُ لَایَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا أَنْتَ] ''اے اللہ! تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے' بلاشبہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکے۔'' پھر آپ ہنسے۔ آپ سے کہا گیا: امیر المومنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے اور آپ ہنسے (بھی) تھے' تو میں نے آپ سے دریافت کیا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تیرے رب کو اپنے بندے پر تعجب آتا ہے جب وہ کہتا ہے: (الٰہی!) میرے گناہ بخش دے' بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔''

فائدہ: اسلام انسان کا مزاج ایسا بنا دینا چاہتا ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وہ اپنے خالق و مالک سے غافل ہو۔ چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اسی طرح جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے' اسے بقدر امکان اختیار کیا جائے۔

(المعجم ٧٥) - بابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ (التحفة ٨٢)

باب: ۷۵- انسان جب کسی منزل پر پڑاؤ کرے تو کیا کہے

٢٦٠٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ:

۲۶۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢٦٠٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٦٣ من حديث بقية، وأحمد: ٢/ ١٣٢ من حديث صفوان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٧٢، والحاكم: ٢/ ١٠١، ووافقه الذهبي * الزبير بن الوليد حسن الحديث على الراجح.

حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حدثني صَفْوَانُ: حدَّثني شُرَيْحُ بنُ عُبَيْدٍ عن الزُّبَيْرِ بنِ الْوَلِيدِ، عن عَبْدِ الله بنِ [عُمَرَ] قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قال: «يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكِ الله، أَعُوذُ بالله مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوذُ بالله مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ».

کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات آ جاتی تو کہتے: [يَا أَرْضُ! رَبِّي وَ رَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَ شَرِّ مَا فِيكِ وَ شَرِّمَا خُلِقَ فِيكِ مِنْ شَرِّمَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ اَسْوَدَ، وَ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَ مِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ، وَ مِن وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ] ''اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے' اور اس شر سے جو تیرے اندر ہے اور جو تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی پھرتی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے' کالے ناگ سے اور سانپ اور بچھو سے اور اس علاقے کے رہنے والوں کے شر سے' اور جننے والے کے شر سے اور جس کو وہ جنے اس کے شر سے۔''

فائدہ: ''اس علاقے کے رہنے والوں'' سے مراد جن ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ''جننے والے'' سے مراد شیطان اور اس کی اولاد ہے۔ مگر الفاظ اپنے عموم سے ہر جننے والے اور جنے گئے کو شامل ہیں۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ (التحفة ٨٣)

باب: ٧٦- شروع رات میں سفر کی ممانعت

٢٦٠٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُم إذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، فإنَّ الشَّيَاطِينَ تَعِيثُ إذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حتَّى تَذْهَبَ

۲۶۰۴- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج غروب ہوتے ہی اپنے چوپایوں کو مت چھوڑو' حتی کہ رات کا اندھیرا خوب چھا جائے' بلاشبہ جس وقت سورج غروب ہوتا ہے شیاطین فساد کرتے ہیں' حتی کہ رات کا اندھیرا چھا جائے۔''

٢٦٠٤_ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته، ح: ٢٠١٣ من حديث زهير بن معاوية أبي خيثمة به.

[ر]حْمَةُ الْعِشَاءِ».

قال أَبُو دَاوُدَ: الْفَوَاشِي ما يَفْشُو مِنْ [كُ]لِّ شَيْءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [اَلْفَوَاشِیُ] سے مراد ہر قسم کی گھومنے پھرنے والی چیزیں ہیں۔

فائدہ: مستحب ہے کہ مغرب کے وقت سفر قدرے موقوف کرلیا جائے اور پھر اندھیرا چھانے پر باقی سفر کیا جائے۔

(المعجم ٧٧) - **بَابٌ: فِي أَيِّ يَوْمٍ يُسْتَحَبُّ السَّفَرُ** (التحفة ٨٤)

باب:۷۷-کون سے دن سفر کرنا مستحب ہے؟

٢٦٠٥- **حَدَّثَنا** سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: [حَ]دَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ بنِ [يَزِ]يدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ [كَعْ]بِ بنِ مَالِكٍ، عنْ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ قال: [قَلَّ]ما كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَخْرُجُ في سَفَرٍ [إ]لا يَوْمَ الخَمِيسِ.

۲۶۰۵-حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: بہت کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ جمعرات کے علاوہ کسی اور دن سفر کے لیے نکلتے۔

فائدہ: دن سب اللہ ہی کے ہیں مگر جمعرات کو اہمیت حاصل ہے کہ اس روز اللہ کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں۔(دیکھیے حدیث:۲۵۷۱)

(المعجم ٧٨) - **بَابٌ: فِي الابْتِكَارِ فِي السَّفَرِ** (التحفة ٨٥)

باب:۷۸-سفر کے لیے صبح صبح نکلنا (مستحب ہے)

٢٦٠٦- **حَدَّثَنا** سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: [حَ]دَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ: [حَ]دَّثَنا عُمَارَةُ بنُ حَدِيدٍ عن صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ

۲۶۰۶-حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"اے اللہ! میری امت کے لیے ان کی صبحوں میں برکت ڈال دے۔" چنانچہ آپ ﷺ کو کوئی مہم یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو انہیں دن کے پہلے پہر

[٢٦٠٥]- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من أراد غزوةً فورى بغيرها ... الخ، ح:٢٩٤٨ من [حدي]ث ابن المبارك به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح:٢٣٨٠ باختلاف يسير.

[٢٦٠٦]- **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التبكير بالتجارة، ح:١٢١٢، وابن ماجه، [ح:]٢٢٣٦ من حديث هشيم به، وقال الترمذي: "حسن" وهو في سنن سعيد بن منصور، ح:٢٣٨٢، وللحديث شواهد كثيرة.

لأُمَّتي في بُكُورِهَا» وكَانَ إذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَها مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، وكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَثْرَى وكَثُرَ مالُهُ.

روانہ فرماتے۔ اور حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر صحابی تھے۔ وہ اپنے کارندوں کو دن کے پہلے پہر روانہ کیا کرتے تھے چنانچہ وہ مال دار ہو گئے تھے اور ان کا مال خوب بڑھ گیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صَخْرُ بنُ وَدَاعَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ان کا نام صخر بن وداعہ ہے۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسَافِرُ وَحْدَهُ (التحفة ٨٦)

باب: ۷۹-انسان کا اکیلے سفر کرنا (مکروہ ہے)

٢٦٠٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ حَرْمَلَةَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ».



۲۶۰۷- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اکیلا سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① انسان کا اکیلے سفر کرنا بعض اوقات انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ بالفرض کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اسے سنبھالنے والا کوئی نہ ہو گا اور نہ کوئی خبر ہی ملے گی۔ اس طرح دو افراد کا معاملہ بھی بہت کمزور ہے، البتہ تین ہوں تو سب کو مکمل سہولت ہو گی۔ باجماعت نماز پڑھیں گے، ایک دوسرے کے انیس اور معاون ہوں گے۔ ② موجودہ حالات میں بسوں، گاڑیوں اور جہازوں میں اگرچہ ایک کثیر تعداد بطور قافلہ کے سفر کرتی ہے اور مذکورہ نہی سے انسان خارج ہو جاتا ہے مگر انسان کے اپنے محب اور انیس رفیق سفر ہوں تو بہت ہی افضل ہے، کیونکہ عام ہمراہی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بالخصوص اب جبکہ شر و فساد بہت بڑھ گیا ہے اور دین و امانت میں کمی آتی جا رہی ہے۔ ③ یہ حدیث تنہا سفر کرنے کی قباحت پر صریح دلالت کرتی ہے۔ اس لیے بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط کیا ہے کہ صوفی قسم کے لوگ تن تنہا ”تہذیب نفس“ اور مزعومہ ”چلہ کشی“ کے نام پر صحراؤں اور بے آباد علاقوں کے جو سفر اختیار کرتے ہیں، وہ بھی صریحاً غلط اور مردود ہیں۔ ایسے ہی وہ چلہ کشی، جو آج کل ”بزرگ“ اور ”ولی اللہ“ بننے کے

٢٦٠٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده ح: ١٦٧٤ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٨، وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٢ ووافقه الذهبي، وحسنه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٦٧٥.

چکر میں کی جاتی ہے' یہ بھی قرآن وحدیث کے منافی ہے۔ اس لیے ایسے تمام امور سے احتراز اور اجتناب ضروری ہے کیونکہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ بدعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ جس نے بھی دین اسلام میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (صحيح البخاري' الصلح' حديث:٢٦٩٧)

(المعجم ٨٠) - بَابٌ: فِي الْقَوْمِ [يُ]سَافِرُونَ يُؤَمِّرُونَ أَحَدَهُمْ (التحفة ٨٧)

باب: ٨٠- جب ایک جماعت سفر کر رہی ہو، تو اپنے میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنالیں

٢٦٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ [بَرِّ]يٍّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا [مُحَ]مَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عن نَافِعٍ، عن أَبِي [سَ]لَمَةَ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ [اللهِ] ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ [فَلْيُ]ؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ».

٢٦٠٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین افراد سفر پر نکلیں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر مقرر کر لیں۔''

٢٦٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنَا [حَ]اتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [عَجْ]لَانَ عن نَافِعٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي [هُرَ]يْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ [ثَلَا]ثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ»، قَالَ [نَافِ]عٌ: فَقُلْنَا لِأَبِي سَلَمَةَ: فَأَنْتَ أَمِيرُنَا.

٢٦٠٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین افراد سفر میں ہوں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنالیں۔'' نافع رحمہ اللہ (مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہا: (یہ حدیث سننے کے بعد) ہم نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے کہا: آپ ہمارے امیر ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس نظم سے امور سفر مرتب اور آسان ہو جاتے ہیں اور سب کو سہولت رہتی ہے۔ نفسی نفسی کا عالم نہیں ہوتا' نیز جب اس معمولی اجتماع میں امیر مقرر کرنے کی تاکید ہے' تو امارت عظمیٰ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوئی۔ ② قوم کو کسی بھی وقت امیر اور امارت کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

123

[٢٦٠٨]ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبوعوانة: ٥/ ١١٧ من حديث علي بن بحر به * محمد بن عجلان مدلس [وعنعن].

[٢٦٠٩]ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبوعوانة: ٥/ ١١٧ من حديث علي بن بحر به، وانظر الحديث السابق لعلته.

(المعجم ٨١) - بَابٌ: فِي الْمُصْحَفِ يُسَافَرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ٨٨)

باب:٨١-دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانا

٢٦١٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ القَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عُمَرَ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَن يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ العَدُوِّ، قالَ مَالِكٌ: أُرَاهُ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ العَدُوُّ.

٢٦١٠-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ انسان قرآن مجید لے کر دشمن کے علاقے میں جائے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں' میرا خیال ہے اس نہی کی حکمت یہ ہے کہ کہیں یہ دشمن (کافر) کے ہاتھ نہ لگ جائے (اور وہ اس کی ہتک کرے۔)

فائدہ: جہاں بھی یہ اندیشہ ہو کہ قرآن کریم کی ہتک کی جائے گی اسے وہاں نہ لے جایا جائے۔ لیکن اگر کافر قرآن مجید سمجھنا چاہتا ہو اور اسے اسلام کی دعوت دینا مقصود ہو تو اس غرض سے اس کو دینا جائز ہے۔ جیسے کہ ہرقل کے نام خط لکھا گیا اور اس میں قرآن مجید کی آیت (آل عمران:٦٤) لکھی گئی تھی۔

124

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُيُوشِ وَالرُّفَقَاءِ وَالسَّرَايَا (التحفة ٨٩)

باب:......لشکروں' رفقاء اور سرایا میں مستحب تعداد کا بیان

٢٦١١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنا أَبِي قالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ

٢٦١١-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین رفقاء وہ ہیں جو چار کی تعداد میں ہوں اور بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو شہسوار ہوں اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار کی تعداد میں ہو اور بارہ ہزار قلت کی بنا پر ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔''

٢٦١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كراهية السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، ح: ٢٩٩٠ عن القعنبي، ومسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار . . . الخ، ح: ١٨٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٤٦.

٢٦١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في السرايا، ح: ١٥٥٥ من حديث وهب ابن جرير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٣٨، وابن حبان، ح: ١٦٦٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٣، ٢/ ١٠١، ووافقه الذهبي * الزهري مدلس وعنعن.

السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ الْآفٍ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ مُرْسَلٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

فائدہ: تعداد جس قدر زیادہ ہوگی برکت اور فائدہ زیادہ ہوگا۔ مسلمانوں کی بارہ ہزار کی تعداد اگر کہیں شکست کھائے گی تو اس کا سبب قلت تعداد نہیں بلکہ کوئی اور سبب ہوگا۔ مثلاً عدم تقوی، تکبر، غرور اور بزدلی وغیرہ۔ تاہم یہ روایت مرسل ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٩٠)

باب:٨٢-(قتال کے موقع پر) کفار کو اسلام کی دعوت دینا

٢٦١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى الله في خَاصَّةِ نَفْسِهِ وَبِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا وَقَالَ: «إِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ، فَأَيَّتُهَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُم وَكُفَّ عَنْهُمْ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ - ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَأَنَّ

٢٦١٢- حضرت سلیمان بن بُریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (کسی شخص کو) کسی دستے یا کسی بڑے لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرتے تو اسے خود اپنی ذات میں اللہ کا تقوی اختیار کرنے اور اپنی معیت میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتے اور فرماتے: ”جب تم اپنے مشرک دشمن کے مقابلے پر آؤ تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو۔ وہ جسے بھی اختیار کرنا چاہیں کرلیں اور پھر جو وہ اختیار کرلیں اسے قبول کر لینا اور اپنے ہاتھ کو ان سے روک لینا۔ (سب سے پہلے) انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسے قبول کرلیں تو تم بھی ان سے قبول کرلو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ پھر انہیں دعوت دو کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر دارالمہاجرین میں منتقل ہوجائیں اور انہیں بتاؤ کہ اگر انہوں نے یہ امر قبول کرلیا تو ان کو وہی حقوق حاصل

٢٦١٢- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تأمير الإمام الأمراء على البعوث . . . الخ، ح: ١٧٣١ من حديث وكيع به.

عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا وَاخْتَارُوا دَارَهُمْ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يُجْرَى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ الَّذِي يُجْرَى عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ - فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَادْعُهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا يَحْكُمُ اللهُ فِيهِم، وَلٰكِنْ أَنْزِلُوهُم عَلَى حُكْمِكُمْ ثُمَّ اقْضُوا فِيهِمْ بَعْدُ ما شِئْتُمْ».

ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور ان پر وہ سب کچھ واجب ہوگا جو ان مہاجرین پر واجب ہے' اگر وہ منتقل ہونا قبول نہ کریں اور اپنے علاقوں ہی میں رہنا چاہیں' تو انہیں بتانا کہ وہ بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے' ان پر اللہ کا حکم اسی طرح نافذ ہوگا جیسے کہ دیگر مومنین پر نافذ ہوتا ہے' (مالِ) فَے اور غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا' سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ (۲) پس اگر وہ لوگ اسلام قبول کرنے سے انکاری ہوں تو انہیں کہنا کہ جزیہ دینا قبول کریں اگر وہ اس پر راضی ہو جائیں تو اسے قبول کر لینا اور اپنا ہاتھ ان سے روک لینا- (۳) اگر وہ جزیہ دینے پر راضی نہ ہوں تو اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے قتال کرنا۔ اور جب تم کسی قلعے والوں کا محاصرہ کر لو اور پھر وہ تم سے یہ چاہیں کہ ان کو ہتھیار ڈالنے دو' اس شرط پر کہ ان پر اللہ کا حکم نافذ ہو تو یہ بات قبول نہ کرنا کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ کیا ہے' لیکن انہیں اپنی شرطوں اور فیصلے کے مطابق ہتھیار ڈالنے کی اجازت دو اور پھر جو چاہو ان کے متعلق فیصلہ کرو۔''



قَالَ سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ: قَالَ عَلْقَمَةُ: فَذَكَرْتُ هٰذَا الحَدِيثَ لِمُقَاتِلِ بنِ حَيَّانَ فَقَالَ: حَدَّثَني مُسْلِمٌ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ علقمہ نے کہا: میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھے مسلم نے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ هَيْصَم عن النُّعْمَانِ بنِ مُقَرِّنٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ.

ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس (مسلم) سے مراد مسلم بن ہیصم ہے۔ اس نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا جیسے کہ سلیمان بن بریدہ نے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور اب بھی ان قوموں سے متعلق ہے جن کو اسلام کی دعوت واضح طور سے نہ پہنچی ہو۔ (صحیح البخاری' العتق' حدیث :۲۵۴۱' وصحیح مسلم' الجهاد' حدیث:۱۷۳۰' وسنن أبی داود' حدیث:۲۶۳۳) ② دین اسلام کی دوسرے دینوں سے آویزش صرف اور صرف اللہ کی مخلوق تک اس کا کلمہ پہنچانے اور غالب کرنے کے لیے ہے' اس میں محض ملکوں کو فتح کرنا یا لوگوں کو اپنے تابع کرنا نہیں ہے۔ ③ امیر مجاہدین (اور اسی طرح دیگر مفتیان اور مجتہدین) کا فیصلہ بالعموم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے اس کے باوجود ان میں اس کے حق یا خطا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ (ان اجتہادی امور میں) عین یہ دعوی کرنا کہ یہی اللہ کا فیصلہ ہے' بالکل غلط ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صادر ہونے والے فیصلے اور احکام عین اللہ کے فیصلے ہوتے تھے اور عین شریعت تھے' کیونکہ ﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى○﴾ (النجم: ۳-۴) "آپ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے مگر جو اللہ کی وحی ہوتی ہے۔" اور اجتہادی امور میں جہاں کہیں کوئی خطا ہوتی بھی' تو فوراً اس کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ نبی ﷺ کے بعد کسی بھی امتی کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔

٢٦١٣- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الأَنْطَاكِيُّ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الفَزَارِيُّ عن سُفْيَانَ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اغْزُوا بِاسْمِ الله وفي سَبِيلِ الله، وَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بالله، اغْزُوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا».

۲۶۱۳- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں غزوہ کرو اور اللہ کا انکار کرنے والوں سے قتال کرو۔ غزوہ کرو' غدر نہ کرو' (غنیمت میں) خیانت نہ کرو' مقتولین کے اعضا نہ کاٹو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔"

٢٦١٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ وَعُبَيْدُالله بنُ مُوسَى عن حَسَنِ بنِ صَالِحٍ، عن خَالِدِ بنِ الفِزْرِ: حدَّثني أَنَسُ بنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ

۲۶۱۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چلو اللہ کے نام سے' اللہ کی مدد حاصل کرتے ہوئے اور رسول اللہ کی ملت پر قائم رہتے ہوئے (اور اس کی دعوت دیتے ہوئے)' کسی بڈھے

٢٦١٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به.
٢٦١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٢/ ٣٨٢، ٣٨٣ عن يحيى بن آدم به * خالد بن الفزر لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن معين "ليس بذاك".

الله ﷺ قال: «انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ، وَلا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلا صَغِيرًا وَلا امْرَأَةً، وَلا تَغُلُّوا، وَضُمُّوا غَنَائِمَكُم وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».

کھوسٹ کو قتل نہ کرنا' نہ کسی بچے یا نابالغ کو اور نہ کسی عورت کو۔ (غنیمت میں) خیانت سے باز رہنا' غنائم کو جمع رکھنا اور اصلاح کا معاملہ کرنا' نیکی اور احسان اپنانا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

فائدہ: لڑائی میں کسی بوڑھے شخص کو قتل نہیں کرنا، مگر ایسے بوڑھے جن کے بارے میں معلوم ہو کہ منصوبے اور پروگرام دیتے ہیں اور ایسی عورتیں جو جاسوسی وغیرہ کے معاملات میں ملوث ہوں' ان کو قتل کرنا جائز ہوگا۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِي الْحَرْقِ فِي بِلادِ الْعَدُوِّ (التحفة ٩١)

باب:٨٣- دشمن کے علاقے میں آگ لگانے کا مسئلہ

٢٦١٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّقَ نَخِيلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَّعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ﴾ [الحشر: ٥].

٢٦١٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بُویرہ مقام پر قبیلہ بنونضیر کی کھجوریں جلائی تھیں اور کاٹی بھی تھیں' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَاقَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ......﴾ ''جو کھجوریں تم نے کاٹ ڈالیں یا جڑوں پر قائم رہنے دیں سو وہ اللہ کے حکم سے تھا' اور تا کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو رسوا کر دے۔''

فائدہ: جنگی ضرورت اور مصلحت کے تحت آگ لگانا یا مکانات گرانا جائز ہے۔ محض فساد پھیلانے کی نیت سے جائز نہیں۔

٢٦١٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عن ابنِ مُبَارَكٍ، عن صَالِحِ بنِ أبي الأَخْضَرِ، عن الزُّهْرِيِّ: قال عُرْوَةُ: فَحَدَّثَني

٢٦١٦- حضرت اسامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ''اُبْنیٰ'' کے علاقے پر صبح کے وقت چڑھائی کرنا اور اسے جلا دینا۔

٢٦١٥ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة الحشر، باب قوله: ﴿ما قطعتم من لينة﴾، ح: ٤٨٨٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ١٧٤٦ عن قتيبة به.

٢٦١٦ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التحريق بأرض العدو، ح: ٢٨٤٣ من حديث صالح بن أبي الأخضر به، وهو ضعيف مشهور.

أسَامَةُ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ عَهِدَ إلَيْهِ فقال: أغِرْ عَلَى أُبْنَى صَبَاحًا وَحَرِّقْ.

٢٦١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ: سَمِعْتُ أبَا مُسْهِرٍ قِيلَ لَهُ: أُبْنَى، قال: نَحْنُ أعْلَمُ: هِيَ يُبْنَا فِلَسْطِينَ.

۲۶۱۷-عبداللہ بن عمرو غزی کہتے ہیں کہ میں نے ابومسہر سے سنا' ان سے "اُبنٰی" کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہم اس کے متعلق خوب جانتے ہیں کہ یہ فلسطین میں "یُبنا" کے نام سے معروف جگہ ہے۔

(المعجم ٨٤) - **بَابٌ: فِي بَعْثِ الْعُيُونِ** (التحفة ٩٢)

باب:۸۴- جاسوس بھیجنے کا بیان

٢٦١٨- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يعني ابنَ الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ، عن أنَسٍ قال: بَعَثَ - يَعني النَّبِيَّ ﷺ - بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أبِي سُفْيَانَ.

۲۶۱۸-حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے (واقعہ بدر سے پہلے) بُسَیسہ کو بطور جاسوس روانہ فرمایا تھا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کس مرحلے میں ہے؟

فائدہ: مسلمانوں میں ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا حرام ہے۔ اِلاّ یہ کہ امیر المومنین اصلاح احوال کے لیے ان کے بعض امور کی ٹوہ لگائے تو جائز ہے۔ تاہم دشمن کے احوال کی خبر لینے کے لیے یہ عمل سیاستاً واجب ہے۔

(المعجم ٨٥) - **بَابٌ: فِي ابْنِ السَّبِيلِ يَأْكُلُ مِنَ التَّمْرِ وَيَشْرَبُ مِنَ اللَّبَنِ إذَا مَرَّ بِهِ** (التحفة ٩٣)

باب:۸۵- مسافر کسی باغ یا غلے کے پاس سے گزرے تو (بغیر اجازت پھل' کھجور (وغیرہ) کھا سکتا ہے اور جانوروں کا دودھ پی سکتا ہے

٢٦١٩- حَدَّثَنا عَيَّاشُ بنُ الْوَلِيدِ الرَّقَّامُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ

۲۶۱۹-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی (دورانِ

٢٦١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٨٤ من حديث أبي داود به.

٢٦١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ١٩٠١ من حديث هاشم بن القاسم به.

٢٦١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في احتلاب المواشي بغير إذن الأرباب، ح: ١٢٩٦ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وقال: "حسن غريب صحيح" * سعيد بن بشير ضعيف، وسعيد ابن أبي عروبة مدلس، وقتادة عنعن إن صح السند إليه، وللحديث شاهد ضعيف.

عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُم عَلَى مَاشِيَةٍ فإنْ كَانَ فيهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ، فإنْ أَذِنَ لَهُ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فيهَا فَلْيُصَوِّتْ ثَلاثًا فإنْ أجَابَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْهُ وَإِلَّا فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلا يَحْمِلْ».

سفر میں) جانوروں کے پاس سے گزرے اور ان میں ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے، اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ دوہ لے اور پی لے، اگر مالک موجود نہ ہو تو تین بار آواز لگائے، اگر وہ جواب دے تو اس سے اجازت طلب کرے ورنہ دودھ نکال لے اور پی لے مگر ساتھ نہ لے جائے۔''

فوائد ومسائل: ① ان احادیث کے کتاب الجہاد میں بیان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین سفر میں ہوتے ہیں اور کھانا پینا ان کی لازمی ضرورت ہے اور اہل علاقہ یہ ضروریات مہیا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ② علامہ خطابی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ رخصت ایسے مسافر کیلئے ہے جو اضطراری (مجبوری کی) کیفیت میں ہو کہ اگر وہ نہ کھائے پیے تو ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ جبکہ کچھ اصحاب الحدیث کہتے ہیں یہ ایسا مال ہے کہ نبی ﷺ نے اسے اس کا مالک بنایا ہے (جان بچانے کی حد تک اسے کھانے کی اجازت دی ہے) تو اس کے لیے مباح ہے اور اس پر کوئی قیمت لازم نہیں آتی۔ مگر اکثر فقہاء کا کہنا ہے کہ اس پر قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ وہ قیمت دے سکتا ہو' کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''کسی مسلمان کی خوش دلی اور رضامندی کے بغیر اس کا مال لینا حلال نہیں ہے۔'' (مسند احمد: ۵/۷۲) تاہم اگر کسی علاقے کے عرفِ عام میں تھوڑے بہت کھانے پینے کی اجازت ہو تو وہاں اجازت کی ضرورت ہوگی' نہ قیمت دینے کی۔ عرف عام ہی اجازت کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ آج سے پیشتر عام دیہاتوں میں یہ عرف عام تھا۔



٢٦٢٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أبي بِشْرٍ، عن عَبَّادِ بنِ شُرَحْبِيلَ قال: أَصَابَتْنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَفَرَكْتُ سُنْبُلًا فأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ في ثَوْبِي، فَجَاءَ صَاحِبُهُ فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقالَ لَهُ: «مَا

۲۶۲۰- حضرت عباد بن شرحبیل کا بیان ہے کہ مجھے قحط (اور بھوک) نے ستایا' تو میں مدینہ کے ایک باغ میں چلا گیا اور وہاں سے میں نے ایک بالی لی' اسے مسلا اور کھالیا اور کچھ اپنے کپڑے میں بھی باندھ لے چلا' پس باغ کا مالک آ گیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا بھی چھین لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''تو نے اسے سمجھایا نہیں جبکہ یہ

٢٦٢٠ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟، ح:٢٢٩٨ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح:٥٤١١، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٣، ووافقه الذهبي.

عَلَّمْتَ إِذْ كَانَ جَاهِلًا، وَلا أَطْعَمْتَ إِذْ كَانَ جَائِعًا»، أَوْ قَالَ: «سَاغِبًا»، وَأَمَرَ فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسْقًا أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ.

نادان تھا اور نہ تو نے اس کو کھلایا جبکہ یہ بھوکا تھا۔'' (لفظ جائعاً بولا یا ساغباً معنی ایک ہی ہے) پھر آپ نے اس کو حکم دیا' تو اس نے میرا کپڑا واپس کر دیا اور مجھے ایک وسق یا آدھا وسق طعام بھی دیا۔

٢٦٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ رَجُلًا مِنَّا مِنْ بَنِي غُبَرَ بِمَعْنَاهُ.

۲۶۲۱-ابو بشر روایت کرتے ہیں کہ میں نے عباد بن شرحبیل سے سنا جو ہمارے قبیلہ بنی غُبر میں سے تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی۔

فوائد ومسائل: ① فی الواقع حاجت مند کو اجازت ہے کہ بغیر اجازت کے باغ اور کھیت میں سے کھا پی لے مگر ساتھ لے جانا جائز نہیں۔ ② سزا دینے سے پہلے ضروری ہے کہ نادان کو سمجھایا جائے اور جاہل ایک حد تک معذور بھی ہوتا ہے۔ ③ حسب حیثیت ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا' مسلمان کا فریضہ ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ يَأْكُلُ مِمَّا سَقَطَ (التحفة ٩٤)

باب:......درختوں سے گرا پڑا پھل کھا لینے کی رخصت کا بیان

٢٦٢٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَهٰذَا لَفْظُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي حَكَمٍ الْغِفَارِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي عَنْ عَمِّ أَبِي، رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا أَرْمِي نَخْلَ الْأَنْصَارِ فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «يَا غُلَامُ! لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟» قَالَ: آكُلُ، قَالَ: «فَلَا [تَرْمِ] النَّخْلَ وَكُلْ

۲۶۲۲-حضرت رافع بن عمرو غفاری کا بیان ہے کہ میں لڑکپن میں انصاریوں کی کھجوروں کو (پتھر وغیرہ) مارا کرتا تھا تو مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے پوچھا: ''اے لڑکے! تو کھجوروں کو کیوں مارتا ہے؟'' میں نے کہا: پھل کھانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ''مت مارا کر' جو نیچے گری پڑی ہو کھا لیا کر۔'' پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی: ''اے اللہ! اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔''

٢٦٢١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، ح: ٢٢٩٨ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق: ٢٦٢٠.

٢٦٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟ ح: ٢٢٩٩ من حديث معتمر بن سليمان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٨١، ٨٢ * ابن أبي حكم الغفاري مجهول الحال، وله طريق ضعيف عند الترمذي، ح: ١٢٨٨.

مَا يَسْقُطُ فِي أَسْفَلِهَا، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ فقال: «اللَّهُمَّ! أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

(المعجم ٨٦) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ: لَا يَحْلُبْ (التحفة ٩٥)

باب:٨٦-بغیر اجازت جانوروں کا دودھ نکالنا ممنوع ہے

٢٦٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُم أَنْ تُؤْتَى مَشْرَبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهُ، فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِم أَطْعِمَتَهُمْ، فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

٢٦٢٣-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی کسی کے جانور کا بغیر اجازت دودھ نہ نکالے‘ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی اس کی کوٹھڑی (سٹور) کو توڑ کر اس کا ذخیرۂ طعام نکال لے جائے؟ (ایسے ہی) جانوروں کے تھن اپنے مالکوں کے لیے دودھ جمع کرتے ہیں تو کوئی کسی کے جانور کا دودھ نہ نکالے مگر یہ کہ مالک کی اجازت ہو۔“

فوائد ومسائل: ① قیاس کرنا ایک معروف شرعی وفقہی قاعدہ ہے اور اشباہ ونظائر پر ایک دوسرے کا حکم لگتا ہے۔
② بغیر شرعی عذر کے اگر کسی نے جانوروں کا اس قدر دودھ نکال لیا‘ جس کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اس پر چوری کی حد لگے گی۔

(المعجم ٨٧) - بَابٌ: فِي الطَّاعَةِ (التحفة ٩٦)

باب:٨٧-اطاعت کا بیان

٢٦٢٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قال: قال ابنُ جُرَيْجٍ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ [النساء: ٥٩] [في] عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسِ بنِ

٢٦٢٤-ابن جریج ؒ بیان کرتے ہیں کہ (آیت کریمہ) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو‘ رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر

٢٦٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب لا تحتلب ماشية أحد بغير إذنه، ح: ٢٤٣٥، ومسلم، اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها، ح: ١٧٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧١.

٢٦٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٤ عن زهير بن حرب، والبخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾، ح: ٤٥٨٤ من حديث حجاج بن محمد به.

عَدِيٍّ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ في سَرِيَّةٍ. أَخْبَرَنِيهِ يَعْلَى عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ.

کی۔" حضرت عبداللہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی' نبی ﷺ نے ان کو ایک مہم میں بھیجا تھا۔ (ابن جریج کہتے ہیں) کہ مجھے یہ روایت یعلی نے بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی۔
[تفسیر درج ذیل روایت میں ہے]

٢٦٢٥- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنَا شُعْبَة عن زُبَيْدٍ، عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عن عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَيُطِيعُوا، فَأَجَّجَ نَارًا وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَقْتَحِمُوا فِيهَا، فَأَبَى قَوْمٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقالُوا: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنَ النَّارِ، وَأَرَادَ قَوْمٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: «لَوْ دَخَلُوهَا - أَوْ دَخَلُوا فيهَا - لَمْ يَزَالُوا فِيهَا»، وَقَالَ: «لا طَاعَةَ في مَعْصِيَةِ الله، إِنَّمَا الطَّاعَةُ في المَعْرُوفِ».

٢٦٢٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان پر ایک شخص (عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور ان (لشکر والوں) کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں' تو اس نے آگ بھڑکائی اور انہیں حکم دیا کہ اس میں کود جائیں تو ایک قوم نے اس کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم آگ ہی سے تو بھاگے ہیں (مسلمان ہوئے ہیں) اور کچھ دوسرے لوگوں نے آگ میں کود جانے کا ارادہ کیا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: "اگر یہ اس میں داخل ہو جاتے تو پھر ہمیشہ اسی میں رہتے۔" اور فرمایا: "اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں' اطاعت ہمیشہ نیکی کے کاموں میں ہے۔"

فائدہ: جو شخص شریعت کی مخالفت میں حکام وقت کی اطاعت کرے' وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ اور اللہ کے ہاں اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ حاکم کی اطاعت میں میں نے ایسے کیا تھا۔

٢٦٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله: حَدَّثَني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله

٢٦٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان پر واجب ہے کہ

٢٦٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، أخبار الأحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق ... الخ، ح:٧٢٥٧، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح:١٨٤٠ من حديث شعبة به.

٢٦٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصيةً، ح:٧١٤٤ عن مسدد، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح:١٨٣٩ من حديث يحيى القطان به.

عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

(تمام احکام) سنے اور مانے' خواہ اسے پسند آئیں یا ناپسند ہوں' جب تک اسے نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے' جب معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت ہے۔

٢٦٢٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابنُ هِلَالٍ عن بِشْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن عُقْبَةَ بنِ مَالِكٍ - مِنْ رَهْطِهِ - قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَسَلَحْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ سَيْفًا فَلَمَّا رَجَعَ، قَالَ: لَوْ رَأَيْتَ مَا لَامَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ: «أَعَجَزْتُمْ إِذْ بَعَثْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ فَلَمْ يَمْضِ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمْضِي لِأَمْرِي؟».

٢٦٢٧- حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... جو کہ بشر بن عاصم کی قوم سے تھے..... انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی' تو میں نے ان میں سے ایک آدمی کو تلوار دی جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: کاش کہ آپ (وہ حالات) دیکھتے جن پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ملامت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ جب میرے بھیجے ہوئے آدمی نے میرے احکام کی تنفیذ نہیں کی تو تم اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کر لیتے جو میرے احکام کی تنفیذ کرتا؟''



فائدہ: یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ جب کوئی امیر یا حاکم شریعت کی تنفیذ نہ کر رہا ہو یا اس کی مخالفت کرتا ہو اور اس کو بدلنا ممکن ہو تو اس کو بدل کر دوسرا آدمی مقرر کر لیا جائے جو انہیں شریعت کے مطابق لے کر چلے۔

(المعجم ٨٨) - بَابُ مَا يُؤْمَرُ مِنِ انْضِمَامِ الْعَسْكَرِ وَسَعَتِهِ (التحفة ٩٧)

باب:٨٨- لشکریوں کا مل کر قریب قریب رہنا اور ان کا کشادہ ہونا

٢٦٢٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ وَيَزِيدُ بْنُ قُبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ

٢٦٢٨- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تھے

٢٦٢٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٠ عن عبدالصمد به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٥٣، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١١٤، ١١٥، ووافقه الذهبي.

٢٦٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٥٦ عن عمرو بن عثمان به، ورواه أحمد: ٤/ ١٩٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٤، والحاكم: ٢/ ١١٥، ووافقه الذهبي.

ناحِلِ حِمْصَ وَهٰذَا لَفْظُ يَزِيدَ قالا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَبْدِ الله بنِ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بنَ مِشْكَمٍ أَبَا عُبَيْدِالله يَقُولُ: حَدَّثَنا أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا، قالَ عَمْرٌو: وَكَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلَ رَسُولُ الله ﷺ مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ: لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ».

......عمرو بن عثمان کے الفاظ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ کرتے تھے......تو لوگ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جاتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔'' چنانچہ اس کے بعد جب بھی آپ کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو صحابۂ کرام ایک دوسرے کے بہت ہی قریب رہتے حتی کہ کہا جاتا: اگر ان پر ایک ہی کپڑا تان دیا جائے تو سب پر آ جائے۔

فائدہ: مجاہدین اور مسافروں کو آپس میں قریب قریب رہنے میں ظاہری اور معنوی بہت فائدے ہیں مگر اتنا بھی گھسڑ کر نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کو اذیت ہو جیسے کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے۔

٢٦٢٩- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن أَسِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخَثْعَمِيِّ، عن فَرْوَةَ بنِ مُجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عن أَبِيهِ قالَ: غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ الله ﷺ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ: «أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ».

٢٦٢٩- حضرت معاذ بن انس جُہنی ؓ روایت کرتے ہیں کہ فلاں فلاں غزوے میں میں اللہ کے نبی ﷺ کے ہمرکاب تھا تو لوگوں نے منزلوں پر پڑاؤ کرنے اور خیمے وغیرہ لگانے میں بہت تنگی کا مظاہرہ کیا کہ راستہ بھی نہ چھوڑا۔ تو نبی ﷺ نے اپنا ایک منادی بھیجا جس نے لوگوں میں اعلان کیا: ''جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ کاٹے تو اس کا جہاد نہیں۔''

٢٦٢٩_تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أبي يعلى في مسنده، ح: ١٤٨٣، وفي المفاريد (وهو كتاب آخر له)، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٤٦٨.

فوائد ومسائل: ① زندگی کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں، ہمجولیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا واجب ہے۔ ② واضح بنیادی امور سے صرف نظر کرنے کے باعث نیکی کے عظیم کام بھی بے وقعت ہو جاتے ہیں بالخصوص راستے کا حق ادا نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

٢٦٣٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن أَسِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن فَرْوَةَ بنِ مُجَاهِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ، عن أَبِيهِ قالَ: غَزَوْنَا مَعَ نَبِيِّ الله ﷺ، بِمَعْنَاهُ.

٢٦٣٠- سہل بن معاذ اپنے والد (حضرت معاذ بن انس جہنی ؓ) سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا: ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ غزوے میں شرکت کی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ٨٩) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ (التحفة ٩٨)

باب:٨٩- دشمن سے دُوبدُو ہونے کی تمنا کرنا پسندیدہ نہیں



٢٦٣١- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الفَزَارِيُّ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عُبَيْدِالله يَعْنِي ابنَ مَعْمَرٍ، وكَانَ كَاتِبًا لَهُ، قالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الله بنُ أَبِي أَوْفَى حِينَ خَرَجَ إلى الْحَرُورِيَّةِ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا العَدُوَّ قالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ العَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ». ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! مُنْزِلَ الكِتَابِ مُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ

٢٦٣١- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ نے سالم ابوالنضر کو لکھا' جبکہ وہ حروری لوگوں کی طرف نکلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک غزوے میں' جب وہ دشمن سے ٹکرائے تھے' فرمایا تھا: ''لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا مت کرو' اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو' مگر جب اس سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر صبر وثبات سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔'' پھر (یہ) دعا فرمائی: ''اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! لشکروں کو پسپا کرنے والے! انہیں پسپا کردے اور ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطا فرما۔''

٢٦٣٠- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٢ من حديث أبي داود به.

٢٦٣١- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا تمنوا لقاء العدو، ح: ٣٠٢٤ من حديث الفزاري، ومسلم، الجهاد والسير، باب كراهة تمني لقاء العدو والأمر بالصبر عند اللقاء، ح: ١٧٤٢ من حديث موسى بن عقبة به.

الأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ».

فوائد ومسائل: ① جنگ کوئی عام کھیل نہیں جب اس سے واسطہ پڑتا ہے تو حقیقت کھلتی ہے کہ انسان ایمان اور بہادری کے کس معیار پر ہے اس لیے آرزو یہ ہونی چاہیے کہ یہ موقع ہی نہ آئے تو اچھا ہے مگر جب دوبدو ہونا لازمی ٹھہرے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنی قوت وبسالت کا بھرپور اظہار کرنا چاہیے۔ شہادت کی تمنا بھی اسی طرح ہے کہ موقع آنے پر انسان اپنے سردھڑ کی بازی لگانے سے دریغ نہ کرے مگر بے موقع یا بے مقصد جان دے دینا تو کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ② ''حروری'' خارجیوں کا ایک نام ہے کیونکہ یہ لوگ صفین سے واپس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الگ ہو کر کوفہ سے باہر مضافات میں ''حروراء'' نام کے ایک مقام پر جمع ہو گئے اور یہی ان کا پہلا مرکز تھا۔ اس کی طرف نسبت سے یہ لوگ حروری کہلائے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ مَا يُدْعَى عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ٩٩)

باب: ۹۰- دشمن سے آمنا سامنا ہو تو کیا دعا کی جائے؟

٢٦٣٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا غَزَا قالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ عَضُدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ وَبِكَ أَصُولُ وَبِكَ أُقَاتِلُ».

۲۶۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں دعا فرماتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِیْ وَ نَصِيرِیْ، بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ أُقَاتِلُ] ''اے اللہ! تو میرا بازو اور میرا مددگار ہے تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا اور حملہ کرتا ہوں اور لڑائی کرتا ہوں۔''

(المعجم ٩١) - بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ١٠٠)

باب: ۹۱- (قتال سے پہلے) مشرکین کو دعوت دینے کا مسئلہ

٢٦٣٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أخبرنَا ابنُ

۲۶۳۳- ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نافع کو لکھ بھیجا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ قتال کے

٢٦٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في الدعاء إذا غزا، ح: ٣٥٨٤ عن نصر بن علي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦١ * قتادة عنعن.

٢٦٣٣- تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب من ملك من العرب رقيقًا فوهب ... الخ، ح: ٢٥٤١، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز الإغارة على الكفار الذين بلغتهم دعوة الإسلام ... الخ، ح: ١٧٣٠ من حديث عبدالله بن عون به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٤٨٤.

عَوْنٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عن دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ القِتَالِ؟، فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ، وَقَدْ أَغَارَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى المَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى سَبْيَهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي بِذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ.

موقع پر مشرکین کو دعوت دینا کیا حکم رکھتا ہے؟ تو انہوں نے مجھے لکھ بھیجا: بے شک یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ (بعدازاں) نبی ﷺ نے قبیلہ بنو مصطلق پر حملہ کیا جبکہ وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے تو آپ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقیوں کو قید کر لیا۔ اسی موقع پر جویریہ بنت حارث آپ کے ہاتھ لگی تھیں۔ (بعد میں حرم نبوی میں داخل کی گئیں) نافع کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شریک تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ نَبِيلٌ رَوَاهُ ابنُ عَوْنٍ عن نَافِعٍ وَلَمْ يَشْرَكْهُ فِيهِ أَحَدٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث عمدہ ہے۔ اسے ابن عون نے نافع سے بیان کیا ہے۔ ابن عون کا اس میں اور کوئی شریک نہیں۔



فوائد و مسائل: ① جن لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کی دعوت پہنچ چکی ہو بوقت قتال ان کو دعوت دینا کوئی ضروری نہیں ہے اور جنہیں نہ پہنچی ہو تو انہیں دی جانی چاہیے۔ ② حضرت جویریہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے اپنے حرم میں شامل کر لیا تھا۔

٢٦٣٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغِيرُ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَ يَتَسَمَّعُ فَإِذَا سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِلَّا أَغَارَ.

۲۶۳۴-حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نماز فجر کے وقت شب خون مارا کرتے تھے۔ اور (اس سے پہلے) کان لگا کر سنتے' اگر اذان کی آواز سن لیتے تو باز رہتے ورنہ حملہ کر دیتے۔

فائدہ: اذان کا سنائی دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں' اس لیے ان پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اذان کی آواز کا نہ آنا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان نہیں ہیں' لہٰذا ان پر حملہ کر دیا جاتا تھا۔

٢٦٣٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ:

۲۶۳۵-حضرت عصام مزنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٢٦٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب الإمساك عن الإغارة علٰى قوم في دارالكفر إذا سمع فيهم الأذان، ح: ٣٨٢ من حديث حماد بن سلمة به.

٢٦٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب النهي عن الإغارة إذا رأى مسجدًا وسمع أذانًا،

حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ المَلِكِ بن نَوْفَلِ بنِ مُسَاحِقٍ، عن ابنِ عِصَامٍ المُزَنِيِّ، عن أَبِيهِ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقالَ: «إذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا».

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک جہادی مہم میں روانہ کیا اور فرمایا: ”جب تم کوئی مسجد دیکھو یا کسی مؤذن کو سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرنا۔“

(المعجم ٩٢) - باب الْمَكْرِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ١٠١)

باب: ۹۲-جنگ میں مکر (چال) کا بیان

٢٦٣٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

۲۶۳۶-حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنگ چال کا نام ہے۔“

٢٦٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَّى غَيْرَهَا وَكَانَ يَقُولُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

۲۶۳۷-حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی طرف غزوے کا ارادہ فرماتے تو کسی اور جانب کا اشارہ کرتے۔ اور فرمایا کرتے: ”جنگ چال کا نام ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَجِئْ بِهِ إلَّا مَعْمَرٌ يُرِيدُ قَوْلَهُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ» بِهٰذَا الإِسْنَادِ إنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بنِ دِينَارٍ عن جَابِرٍ، وَمِنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ [اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ] کا لفظ اس روایت میں صرف معمر ہی نے اس سند سے بیان کیا ہے۔ جو درحقیقت عمرو بن دینار عن جابر کی سند میں آیا ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) اور اسی طرح معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ کی سند میں بھی وارد ہے۔

ح: ١٥٤٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣٨٥ * وابن عصام "لا يعرف حاله".

٢٦٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: الحرب خدعة، ح: ٣٠٣٠، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز الخداع في الحرب، ح: ١٧٣٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٨٨٩.

٢٦٣٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٥/ ٣٩٨، ح: ٩٧٤٤ عن معمر به مطولاً * والزهري صرح بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

فائدہ: جنگ میں صرف تیر وتفنگ ہی کام نہیں آتا بلکہ حکمت، تدبیر اور چال بھی امور کام دیتے ہیں، تاہم یہ ضرور ہے کہ دشمن سے قبل از جنگ یا بعد از جنگ جو عہد معاہدہ ہو جائے اس میں دھوکہ کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِي الْبَيَاتِ (التحفة ١٠٢)

باب:٩٣-شب خون کا بیان

٢٦٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَأَبُو عَامِرٍ عن عِكْرِمَةَ ابنِ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ عن أَبِيهِ قالَ: أَمَّرَ رَسُولُ الله ﷺ عَلَيْنَا أَبَا بَكْرٍ فَغَزَوْنَا نَاسًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَبَيَّتْنَاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ: أَمِتْ أَمِتْ. قالَ سَلَمَةُ: فَقَتَلْتُ بِيَدِي تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبْعَةَ أَهْلِ أَبْيَاتٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

٢٦٣٨- جناب ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ہمارا امیر بنایا، پھر ہم مشرکین سے جہاد کے لیے نکلے۔ ہم نے ان پر شب خون مارا۔ اس رات ہمارا شعار تھا [اَمِتْ اَمِتْ] سلمہ کہتے ہیں کہ اس رات میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھروں کے مشرکین کو قتل کیا تھا۔



فائدہ: حسب ضرورت ومصلحت شب خون مارنے میں کوئی عیب نہیں اور نہ اسے معروف معنی میں دھوکہ یا بزدلی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٩٤) - باب لُزُومِ السَّاقَةِ (التحفة ١٠٣)

باب:٩٤-(امیر المجاہدین) ساقہ کے ساتھ رہے

٢٦٣٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكَرٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عن أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ الله حَدَّثَهُمْ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ.

٢٦٣٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے، ضعیفوں کی سواری ہانک لے جاتے اور انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے۔

٢٦٣٨_ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٥٩٦، أخرجه البيهقي: ٩/ ٧٩ من حديث أبي داود به.

٢٦٣٩_ تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ٢/ ١١٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

فائدہ: لشکر کا آخری اور پچھلا جتھہ جس میں بالعموم ضعیف' بیمار اور مجروح (زخمی) لوگ ہوتے ہیں "ساقہ" کہلاتا ہے۔

(المعجم ٩٥) - بَابٌ: عَلَى مَا يُقَاتَلُ الْمُشْرِكُونَ (التحفة ١٠٤)

باب:٩٥- کس بنا پر مشرکوں سے قتال کیا جائے؟

٢٦٤٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا الله، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى الله عَزَّوَجَلَّ».

۲۶۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں سے قتال کروں حتی کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں' جب وہ اس کا اقرار کرلیں' تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے' سوائے اس کے کہ اس اقرار (اسلام) کا کوئی حق ہو اور (دلی معاملات میں) ان کا حساب اللہ پر ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "اسلام" بنی نوع انسان کے لیے امن و سلامتی کا دین ہے۔ اس کی دعوت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اس دنیا میں اس کائنات کے خالق و مالک کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کرنے دی جائے۔ اسی اصل و بنیاد پر منکرین سے حسب احوال و ظروف قتال کا حکم ہے' جس کی معلوم و معروف شرطیں اور آداب ہیں' جو اس کتاب الجہاد اور کتب فقہ اسلامی میں محفوظ ہیں۔ ② اگر کوئی قوم اسلام قبول کرنے پر راضی نہ ہو تو اس کو اہل اسلام کی اطاعت قبول کرنی ہوگی اور جزیہ دینا ہوگا۔ ③ اسلام میں اقرار توحید' اقرار رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کو مستلزم ہے۔ اس کے بغیر توحید کا اقرار قابل قبول نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔

٢٦٤١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

۲۶۴۱- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں'

٢٦٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله . . . ح:٢١ من حديث الأعمش، والترمذي، ح:٢٦٠٦ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "حسن صحيح".

٢٦٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب فضل استقبال القبلة، ح:٣٩٢ من حديث ابن المبارك، والترمذي، ح:٢٦٠٨ عن سعيد بن يعقوب به، وقال: "حسن صحيح غريب".

يَشْهَدُوا أنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَأنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأنْ يَسْتَقْبِلُوا قِبْلَتَنَا، وَأنْ يَأْكُلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَأنْ يُصَلُّوا صَلَاتَنَا، فَإذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ».

اور وہ ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں لوگ جب یہ سب کچھ کریں تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہوں گے الا یہ کہ ان (کلمۂ توحید واسلام) کا کوئی حق ہو۔ ان کے حقوق وہ ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان کے فرائض بھی وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں۔''

فائدہ: ''حق اسلام'' کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے کو ناحق قتل کر دے تو قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا' شادی شدہ ہوتے ہوئے بدکاری کرلے تو رجم ہوگا' اور کسی کا مال لوٹ لے تو بدلے میں مال لیا جائے گا وغیرہ۔

٢٦٤٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ أنْ أُقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ» بِمَعْنَاهُ.

٢٦٤٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مشرکین سے قتال کا حکم دیا گیا ہے۔'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

فوائد ومسائل: مذکورہ بالا احادیث میں ''الناس'' (لوگوں) سے مراد مشرک لوگ ہیں یا مفسد یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے قائل وفاعل نہ ہوں۔ ② اہل اسلام اور اصحاب امن سے قتال کے کوئی معنی نہیں' اسے کسی طور جہاد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

٢٦٤٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا يَعْلَى بنُ عُبَيْدٍ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي ظَبْيَانَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ سَرِيَّةً إلَى الْحُرَقَاتِ فَنَذِرُوا بِنَا فَهَرَبُوا فَأَدْرَكْنَا رَجُلًا فَلَمَّا غَشِينَاهُ

٢٦٤٣- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ایک مہم میں حُرَقات (قبیلے) کی طرف روانہ فرمایا' انہوں نے ہماری خبر سن لی اور نکل بھاگے' ہم نے ایک آدمی کو جا لیا جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ ہم نے اس کو مارا حتی کہ قتل کر دیا۔ میں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے

٢٦٤٢_تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق

٢٦٤٣_تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ٩٦ من حديث الأعمش والبخاري، الديات، باب: "ومن أحياها . . . الخ"، ح: ٦٨٧٢ من حديث أبي ظبيان حصين بن جندب به".

ال: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، فَضَرَبْنَاهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ ذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لَكَ بِلَا إِلٰهَ لَّا الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! نَّمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السِّلَاحِ. قَالَ: «أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الَهَا أَمْ لَا؟. مَنْ لَكَ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا الله يَوْمَ قِيَامَةِ؟» فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي مْ أُسْلِمْ إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں تیرے لیے کون ہوگا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے یہ ہتھیار کے خوف سے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''بھلا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا حتی کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے اس وجہ سے کہا تھا یا کسی اور وجہ سے؟ قیامت کے دن تیرے لیے لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں کون ہوگا؟'' آپ یہ کلمہ دہراتے رہے حتی کہ میرا دل چاہا' کاش کہ میں آج ہی اسلام لایا ہوتا۔ (مجھ سے یہ گناہ عظیم سرزد نہ ہوا ہوتا۔)

فوائد و مسائل: ① کافر جب بھی توحید و رسالت کا اقرار کرلے مقبول ہے اور اس کی جان و مال کا محفوظ ہونا واجب ہے۔ ② احکام شریعت کا اعتبار و نفاذ ظاہر پر ہوتا ہے۔ دلوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ③ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ایک اجتہادی خطا تھی اس لیے ان پر کوئی دیت لازم نہ کی گئی۔ ④ کلمہ گو کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔ ⑤ شہادتِ توحید اللہ کے ہاں باعث نجات ہے۔

٢٦٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَن لَّيْثِ، عَن ابنِ شِهَابٍ، عَن عَطَاءِ بنِ زِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عُبَيْدِالله بنِ عَدِيِّ بنِ لخِيَارِ، عَنِ المِقْدَادِ بنِ الأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قال: يَا رَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ جُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى دَيَّ بِالسَّيْفِ ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: سْلَمْتُ لله، أَفَأَقْتُلُهُ يَارَسُولَ الله بَعْدَ أَنْ الَهَا؟ قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقْتُلْهُ»،

۲۶۴۴- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اگر کسی کافر سے ٹکراؤں' وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے' پھر (میرے وار کرنے پر) کسی درخت کی اوٹ لے لے اور کہے: میں نے اللہ کے لیے اسلام قبول کیا۔ تو اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل کروں (یا نہ) جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل مت کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ رسول اللہ

٢٦٤٤- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ٩٥ عن قتيبة، البخاري، الديات، وباب قول الله تعالى: ﴿من يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم﴾، ح: ٦٨٦٥ من حديث ابن شهاب الزهري به.

فَقُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ ! إِنَّهُ قَطَعَ يَدِي ، قال رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا تَقْتُلْهُ ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ ، وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ» .

ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل مت کرو' اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے مقام پر ہوگا جہاں کہ تو اس کو قتل کرنے سے پہلے تھا۔ (معصوم الدم اور اس کا قتل حرام تھا۔) اور تو اس کی جگہ پر ہوگا جہاں کہ وہ یہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا۔'' (حلال الدم اور اس کا قتل کرنا حلال تھا۔)

فوائد ومسائل: ① کوئی بھی ذمہ داری لینے سے پہلے اس کے فرائض' واجبات اور حقوق وآداب کا علم حاصل کرنا ضروری ہے جیسے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے تفصیلات حاصل کیں۔ ② ہر مجاہد اسلام اور ہر داعی کو اپنے میدانِ عمل میں انتہائی دانشمندی' حلم وصبر اور اطاعت شریعت کا ثبوت دینا لازمی ہے۔ ③ بلا سبب شرعی کسی مسلمان کا قتل کرنا جرم عظیم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ مَنِ اعْتَصَمَ بِالسُّجُودِ (التحفة ١٠٥)

باب:- جو شخص سجدہ کر کے پناہ چاہے اس کا قتل کرنا ممنوع ہے

٢٦٤٥- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن إِسْمَاعِيلَ، عن قَيْسٍ، عن جَرِيرِ بنِ عَبْدِ الله قال : بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً إلى خَثْعَمٍ ، فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُودِ ، فَأَسْرَعَ فِيهِم الْقَتْلَ . قال : فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ : «أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ». قَالُوا : يَارَسُولَ اللهِ! لِمَ؟ قال : «لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا» .

٢٦٤٥- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلۂ خثعم کی طرف ایک مہم روانہ فرمائی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے پناہ حاصل کرنی چاہی لیکن (مجاہدین نے ان کو) جلدی جلدی قتل کر ڈالا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو آدھی دیت دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ''میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے اندر مقیم ہو۔'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''یعنی دونوں کو ایک دوسرے کی آگ دکھائی نہ دے (آبادی اس قدر دُور دُور ہونی چاہیے۔'')

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَمَعْمَرٌ وَخَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ وَجَمَاعَةٌ لم يَذْكُرُوا

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشیم' معمر' خالد واسطی اور کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور

٢٦٤٥ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في كراهية المقام بين أظهر المشركين. ح : ١٦٠٤ عن هناد به، ورواه النسائي، ح : ٤٧٨٤ * إسماعيل بن أبي خالد مدلس وعنعن، وللحديث طرق ضعيفة كلها .

جريرًا.

انہوں نے جریر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن بعض ائمہ کے نزدیک صحیح ہے' البتہ اس میں نصف دیت والا ٹکڑا صحیح نہیں ہے۔ ② حدیث کا آخری جملہ [لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا] کا لفظی ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ "ان دونوں یعنی مسلمانوں اور کافروں کی آگیں بھی نظر نہیں آنی چاہییں۔" علامہ خطابی نے اس کی توضیح میں تین قول لکھے ہیں: (ا) مسلمان اور کافر برابر نہیں اور ان کا حکم ایک جیسا نہیں۔ (ب) مسلمانوں کو کافروں سے اس حد تک دور رہنا چاہیے کہ آگ جلائی جائے تو نظر نہ آئے۔ اس معنی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ دارالحرب میں کسی اشد ضرورت کے پیش نظر چار دن سے زیادہ اقامت نہ کی جائے۔ (ج) بعض اہل لغت یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ "ان دونوں (مسلمان اور مشرک) میں کوئی مشابہت و مماثلت نہیں ہونی چاہیے۔" یہ معنی عرب کے اس اسلوب کلام سے ماخوذ ہے جس میں وہ بولتے [مانار بعيرك؟] "تیرے اونٹ کی علامت اور اس کا حال کیسا ہے؟" [نَارُهَا نَجَارُهَا] "اس کی اونچی کوہان پر دیا گیا داغ اس کے اصیل ہونے کی علامت ہے۔" ③ جب کوئی شخص کسی طرح اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دے تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ ④ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ کفار کے ملک میں' بالخصوص دارالحرب میں' مستقل سکونت اختیار کرے۔ ⑤ واجب ہے کہ مسلمان اپنے عقیدہ و عمل کے علاوہ عادات و ثقافت میں بھی کفار سے نمایاں رہے اور ان کی مشابہت و مماثلت اختیار نہ کرے۔

(المعجم ٩٦) - بَابٌ: فِي التَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ (التحفة ١٠٦)

باب: ٩٦- کفار سے مقابلے میں بھاگ جانے کا مسئلہ

٢٦٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابنُ المُبَارَكِ عن جَرِيرِ بنِ حَازِمٍ، عن الزُّبَيْرِ بنِ خِرِّيتٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: نَزَلَتْ ﴿إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُواْ مِائَتَيْنِ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى المُسْلِمِينَ حِينَ فَرَضَ الله عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّهُ جَاءَ تَخْفِيفٌ فقال: ﴿ٱلْـَٔـٰنَ خَفَّفَ ٱللَّهُ

٢٦٤٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ "اگر تم میں بیس ہوئے صبر کرنے والے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے۔" تو مسلمانوں کو یہ امر بڑا بھاری محسوس ہوا کہ اللہ نے فرض کر دیا ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ پھر (یہ) تخفیف نازل ہوئی: ﴿اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ......﴾ "اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی

٢٦٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأنفال، باب ﴿الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفًا﴾، ح:٤٦٥٣ من حديث عبدالله بن المبارك به.

عَنكُمْ﴾ قَرَأَ أَبُو تَوْبَةَ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ [الأنفال: ٦٥، ٦٦] قال: فَلَمَّا خَفَّفَ الله عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ.

ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ تم میں کمزوری ہے' سو اگر تم میں سو افراد ہوئے صابر و ثابت قدم تو وہ دو سو پر غالب ہوں گے۔'' ابو توبہ ربیع (راویٔ حدیث) نے یہ آیت کریمہ: ﴿يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ تک پڑھی۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے گنتی میں تخفیف فرما دی تو اس اعتبار سے صبر میں بھی کمی کر دی۔

فائدہ: اگر دشمن کی تعداد مسلمانوں سے دگنی ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ جم کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد شامل حال ہوگی۔



٢٦٤٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أبي لَيْلَى حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ كَانَ في سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُولِ الله ﷺ. قال: فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَكُنْتُ فِيمَنْ حَاصَ، فَلَمَّا بَرَزْنَا قُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَقَدْ فَرَرْنَا مِنَ الزَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ!؟، فَقُلْنَا: نَدْخُلُ المَدِينَةَ فَنَثْبُتُ فِيهَا لِنَذْهَبَ وَلَا يَرَانَا أَحَدٌ. قال: فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا أَنْفُسَنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فإنْ كَانَتْ لَنَا تَوْبَةٌ أَقَمْنَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ ذَهَبْنَا. قال: فَجَلَسْنَا لِرَسُولِ الله ﷺ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَّارُونَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْنَا فقالَ: «لا،

٢٦٤٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بھیجی گئی ایک مہم میں شریک تھے۔ تو لوگ (مجاہدین) مقابلے سے بھاگ چلے اور میں بھی ان (بھاگنے والوں) میں شریک تھا۔ جب ہم علیحدہ ہوئے' تو ہم نے کہا: کیسے کریں' ہم تو جہاد سے بھاگ آئے ہیں اور (اللہ کا) غضب لے کر لوٹے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم مدینے چلتے ہیں' وہاں ٹھہریں گے اور (کسی دوسری مہم میں) شریک ہو جائیں گے اور ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا' سو جب ہم مدینے آئے تو ہم نے سوچا کیوں نہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کر دیں' اگر توبہ قبول ہوئی تو (بہتر) ٹھہرے رہیں گے ورنہ جہاد میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ نماز فجر سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپ باہر نکلے تو ہم آپ کی طرف بڑھے اور کہا: ہم لوگ بھگوڑے ہیں۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

٢٦٤٧- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٢٢٣، وأخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الفرار من الزحف، ح: ١٧١٦ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن غريب" * يزيد ضعيف كما تقدم مرارًا، انظر: ١٤٧٤.

بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ»، قال: فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهُ فقال: «أَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِينَ».

''نہیں، تم دوبارہ لڑائی میں جانے والے ہو۔'' چنانچہ ہم آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں مسلمانوں کی جائے پناہ ہوں۔''

فائدہ: امام ترمذی ؒ نے [العکّار] کا ترجمہ یہ لکھا ہے: ''جو شخص امام کی طرف بھاگ آئے تاکہ وہ اس کی مدد کرے، محض لڑائی سے بھاگ جانا مراد نہیں ہے۔'' (جامع الترمذی، الجهاد، حديث: ١٧١٦)

٢٦٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ هِشَامٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنا دَاوُدُ عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ قال: نَزَلَتْ فِي يَوْمِ بَدْرٍ: ﴿وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُۥ﴾ [الأنفال: ١٦].

٢٦٤٨- حضرت ابوسعید ؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُۥ......﴾ ''جس نے اس دن، ان (کفار) سے پیٹھ پھیری سوائے اس حال کے کہ پینترا بدلتا ہو لڑائی میں، یا کسی جماعت کی پناہ لیتا ہو۔'' (تو وہ مستثنیٰ ہے، ورنہ وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔)

بسم الله الرحمٰن الرحيم أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو بكرٍ أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْخَطِيبُ البَغْدَادِيُّ: قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِي أَبُو عَمْرٍو الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْهَاشِمِيُّ قَال: أخبرنَا أبو عَلِيٍّ مُحمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو اللُّؤْلُؤِيُّ قال: حدّثنا أبو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السِّجِسْتَانِيُّ فِي مُحَرَّمٍ سنة ٢٧٥ خَمْسٍ وسَبْعِينَ ومِائَتَيْنِ رحمه الله تعالَى قال.

بسم الله الرحمٰن الرحيم: ہمیں خبر دی الامام الحافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی نے، کہا الامام القاضی ابو عمرو قاسم بن جعفر بن عبدالواحد ہاشمی نے کہا: ہمیں خبر دی ابو علی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی نے، انہوں نے کہا: ہمیں بیان کیا ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی ؒ نے ماہ محرم سن دو سو پچھتر ہجری میں......فرمایا۔

٢٦٤٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ١١٢٠٤ من حديث بشر بن المفضل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٣٢٧، ووافقه الذهبي.

فائدہ: یہ سند سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں نہیں ہے' کیونکہ بظاہر اس کا محل کتاب کا آغاز ہے۔ بہر حال یہ امام ابوداود کی سند ہے۔ جو آغاز کے بجائے کتاب کے درمیان میں آ گئی ہے۔

(المعجم ٩٧) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْكُفْرِ (التحفة ١٠٧)

باب:٩٧-ایسا قیدی جسے کفر بولنے پر مجبور کر دیا جائے

٢٦٤٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال: أخبرنَا هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ عن إسْمَاعِيلَ، عن قَيْسِ بنِ أبي حَازِمٍ، عن خَبَّابٍ قال: أَتَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً في ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَشَكَوْنَا إلَيْهِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو الله لَنَا؟ فَجَلَسَ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ فقالَ: «قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ في الأَرْضِ ثُمَّ يُؤْتَى بالمِنْشَارِ فَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ فِرْقَتَيْنِ، ما يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عن دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ ما دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ وَعَصَبٍ ما يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عن دِينِهِ، وَالله! لَيُتِمَّنَّ اللهُ هٰذَا الأمْرَ حتى [يَسِيرَ] الرَّاكِبُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَحَضْرَمَوْتَ ما يَخَافُ إلَّا اللهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ».

٢٦٤٩-حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ایک چادر کو تکیہ بنائے کعبہ کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ سے شکایت کی اور کہا: کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں مانگتے؟ کیا آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں فرماتے؟ تو آپ اٹھ بیٹھے' آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے کسی کو پکڑا جاتا اور اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا' پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو حصے کر دیا جاتا مگر یہ (عذاب بھی) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتا تھا' اور (وہ کسی کے ساتھ یوں کرتے کہ) اس کی ہڈیوں تک گوشت اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں چلاتے' یہ کارروائی بھی اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی تھی۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل اپنا یہ دین پورا کر کے رہے گا حتی کہ ایک سوار صنعاء اور حضر موت کے درمیان سفر کرے گا' اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا یا (زیادہ سے زیادہ) بکریوں کے متعلق اندیشہ ہو گا کہ بھیڑیا نہ حملہ کر دے لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔'' (یعنی صبر و تحمل سے کام لو' اللہ مدد کرے گا۔)



٢٦٤٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الإكراه، باب من اختار الضرب والقتل والهوان على الكفر، ح:٦٩٤٣ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فائدہ: مسلمان اگر کفار کے نرغے میں ہوں اور اپنی جان بچانے کے لیے بظاہر کفریہ کلمات بول دیں تو رخصت ہے' قرآن مجید نے اس ضمن میں بیان کیا ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ﴾ (النحل:١٠٦) ''جس نے ایمان لے آنے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا (تو اس پر اللہ کا غضب ہے) سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔'' سورۂ آل عمران (آیت:٢٨) میں ہے: ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً﴾ ''اگر تم کفار سے بچاؤ کی کوئی صورت بنا لو تو (کوئی حرج نہیں۔'')

(المعجم ٩٨) - بَابٌ: فِي حُكْمِ الْجَاسُوسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا (التحفة ١٠٨)

باب:٩٨- جو کوئی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کی جاسوسی کرے

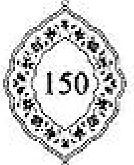
٢٦٥٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو حدَّثَهُ الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عُبَيْدُاللهِ بنُ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالمِقْدَادَ فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا، فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا: هَلُمِّي الكِتَابَ، قَالَتْ: مَا عِنْدِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْتُ: لَتُخْرِجِنَّ الكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلى نَاسٍ مِنَ المُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُم بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فقَالَ: «مَا هٰذَا يَاحَاطِبُ؟»

٢٦٥٠- عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب (سیکرٹری) تھے' انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے' زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا: ''جاؤ حتی کہ جب تم روضۂ خاخ کے مقام پر پہنچو گے تو تمہیں ایک اونٹنی سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے' وہ اس سے لے آؤ۔'' چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے حتی کہ ہم مقام روضہ پر پہنچ گئے' تو ہم نے وہاں ایک عورت پائی جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا: لاؤ خط دے دو۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ میں نے کہا: یا تو تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنی چٹیا میں سے خط نکال دیا' تو اسے لے کر ہم نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کو لکھا گیا تھا' اس میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض

٢٦٥٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجاسوس والتجسس التبحث، ح:٣٠٠٧، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم، ح:٢٤٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ فَإِنِّي كُنْتُ امْرَءًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَإِنَّ قُرَيْشًا لَهُمْ بِهَا قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي بِهَا وَاللهِ! يَارَسُولَ اللهِ! مَا كَانَ بِي مِنْ كُفْرٍ وَلَا ارْتِدَادٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَكُمْ». فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ».

معاملات کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”حاطب! یہ کیا ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھ پر جلدی (میں فیصلہ) نہ کیجیے‘ دراصل میں اہل قریش میں نوآباد تھا‘ خاص قبیلۂ قریش سے میرا تعلق نہیں تھا جبکہ (مہاجرین) قریش کے وہاں مکہ میں دیگر تعلق دار موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں لہٰذا میں نے چاہا کہ مجھے ان کے ساتھ تعلق داری کا کوئی واسطہ حاصل نہیں ہے‘ تو میں ان پر ایک احسان کردوں جس کی بنا پر وہ میرے قرابت داروں کا خیال رکھیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! مجھ میں کوئی کفر نہیں ہے اور نہ کوئی ارتداد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچ کہا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے چھوڑیے میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمھیں کیا خبر‘ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہو اور کہا ہے کہ جو چاہے کرو‘ تحقیق میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔“



فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا وحی کی بنا پر ہوتا تھا۔ ② مجاہد کو تلوار کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تدابیر سے بھی کام لینا چاہیے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھمکی سے کام نکالا۔ ③ کافر کا کوئی احترام و اکرام نہیں ہوتا‘ بالخصوص جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتا ہو۔ ④ صحابہ کی امانت قابل قدر ہے کہ انھوں نے اپنے طور پر خط پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ ⑤ بعض صحابۂ کرام تمام تر رفعتِ شان کے باوجود بشری خطاؤں سے مبرا نہ تھے اور ان سے ان کے عادل ہونے پر بھی کوئی اثر نہیں پڑا جیسے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ۔ ⑥ جب کوئی شخص کسی ناجائز کام کا مرتکب ہوا ہو اور وہ اس کے جواز میں اپنے فہم (تاویل) کا سہارا لے‘ تو اس کا عذر ایک حد تک قبول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کے فہم (تاویل) کی گنجائش نکلتی ہو۔ ⑦ کوئی مسلمان ہوتے ہوئے اپنے مسلمانوں کے راز افشا کرے اور ان کی جاسوسی کرے‘ تو یہ حرام کام ہے اور انتہائی کبیرہ گناہ‘ مگر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا لیکن تعزیر ضرور ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان باوقار ہو اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کی تہمت سے متہم نہ ہو تو اس کو معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔ ⑧ کسی واضح عمل کی بنا پر اگر کوئی شخص کسی کو کفر یا نفاق کی طرف منسوب کردے تو اس

پر کوئی سزا نہیں' جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ ⑨ اہل بدر کو دیگر صحابہ کے مقابلے میں ایک ممتاز مرتبہ حاصل تھا' حضرت حاطب رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے اور نفاق کی تہمت سے بری تھے۔ ⑩ ''جو جی چاہے کرو'' کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ شرعی پابندیوں سے آزاد قرار دیے گئے۔ بلکہ یہ ان کی مدح وثنا تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت تھی کہ یہ لوگ اللہ کی خاص حفاظت میں ہیں' ان سے کوئی ایسا کام صادر نہ ہوگا جو شریعت کے صریح منافی ہو۔ واللہ اعلم۔

٢٦٥١- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خالِدٍ، عن حُصَيْنٍ، عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن أبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عن عَلِيٍّ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قالَ: انْطَلَقَ حَاطِبٌ: فكَتَبَ إلى أهْلِ مَكَّةَ أنَّ مُحَمَّدًا قَدْ سَارَ إلَيْكُمْ وَقَالَ فِيهِ: قالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ فَأنَخْنَاهَا فَمَا وَجَدْنَا مَعَهَا كِتَابًا، فقَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لأَقْتُلَنَّكِ أوْ لَتُخْرِجِنَّ الكِتَابَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۶۵۱- حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ محمد ﷺ تمہاری طرف رخ کرنے والے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے کہا: میرے پاس خط نہیں ہے۔ تو ہم نے اس کی اونٹنی کو بٹھالیا مگر ہمیں اس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علی بولے: قسم اس ذات کی جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! میں تجھے قتل کر ڈالوں گا' نہیں تو خط نکال دے۔ اور حدیث بیان کی۔

(المعجم ٩٩) - بَابٌ: فِي الْجَاسُوسِ الذِّمِّيِّ (التحفة ١٠٩)

باب:۹۹- کوئی ذمی (کافر) مسلمانوں کی جاسوسی کرے تو؟

٢٦٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ مُحَبَّبٍ أبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ قالَ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ سَعِيدٍ عَنْ أبِي إسْحَاقَ، عن حَارِثَةَ بنِ مُضَرِّبٍ، عن فُرَاتِ بنِ حَيَّانَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أمَرَ بِقَتْلِهِ وَكَانَ عَيْنًا لأبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ

۲۶۵۲- حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ (اپنے متعلق) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ وہ ابوسفیان کی طرف سے جاسوس بن کر آیا تھا۔ یہ ایک انصاری کا حلیف بھی تھا۔ وہ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ تو ایک انصاری نے کہا:

٢٦٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ٢٤٩٤ من حديث خالد، والبخاري، الجهاد والسير، باب: إذا اضطر الرجل إلى النظر في شعور أهل الذمة . . . ح: ٣٠٨١ من حديث حصين به.

٢٦٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٦ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٥٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٣٦٦، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق السبيعي مدلس وعنعن.

مِنَ الأنْصَارِ فَمَرَّ بِحَلْقَةٍ مِنَ الأنْصَارِ فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأنْصَارِ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ يَقُولُ إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُمْ إِلَى إِيمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ».

اے اللہ کے رسول! یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کر دیتے ہیں' ان میں سے فرات بن حیان بھی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اظہارِ ایمان کو نہیں جھٹلاتے' بلکہ ان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں' اگر وہ مخلص ہوں گے تو عنداللہ معزز' اور اس کے برعکس ہوں گے تو عنداللہ مجرم۔ لیکن ہم اس کے ساتھ اس کے ظاہر کے مطابق معاملہ کریں گے۔ اس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اسلامی مملکت عوام کے ظاہری حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہے۔ کیونکہ باطن کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے اور وہی قیامت کے دن اس کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: [نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّوَاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ] ''ہم صرف ظاہری حالات پر حکم لگا سکتے ہیں، جبکہ پوشیدہ معاملات اللہ ہی کے سپرد ہیں۔'' ② کافر جاسوس کے قتل کر دینے پر اتفاق ہے مگر مسلمان کو قتل نہیں کرنا چاہیے خواہ منافق ہی ہو۔ ③ باب میں ذمی جاسوس کا ذکر ہے' جب کہ حدیث میں حضرت فرات کے ذمی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن یہی روایت ''منتقى الأخبار'' میں مسند احمد کے حوالے سے ہے' اس میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا' وَكَانَ ذِمِّيًّا' اور وہ ذمی تھے۔ ان الفاظ سے باب کے ساتھ مناسبت بھی واضح ہو جاتی ہے' اور ذمی جاسوس کے قتل کرنے کا جواز بھی۔ (عون المعبود) ④ فرات بن حیان نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور بہت عمدہ مسلمان ثابت ہوئے' ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے حین حیات آپ کی معیت میں جہاد کرتے رہے۔ بعد ازاں کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ١٠٠) - **بَابٌ: فِي الْجَاسُوسِ الْمُسْتَأْمِنِ** (التحفة ١١٠)

باب:١٠٠- جاسوس' جو پروانۂ امن لے کر آیا ہو

٢٦٥٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ

٢٦٥٣- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں مشرکین کا کوئی جاسوس نبی ﷺ کے پاس آیا اور صحابہ کے ساتھ بیٹھا رہا' پھر خاموشی سے کھسک گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے ڈھونڈو اور قتل کر

٢٦٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحربي إذا دخل دارالإسلام بغير أمان، ح: ٣٠٥١ عن أبي نعيم الفضل بن دكين به.

جَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ ثُمَّ انْسَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اطْلُبُوهُ فَاقْتُلُوهُ»، قَالَ: فَسَبَقْتُهُمْ إِلَيْهِ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ سَلَبَهُ فَنَفَّلَنِي إِيَّاهُ.

ڈالو۔" حضرت سلمہ نے کہا: میں نے دوسروں سے پہلے اس کو جالیا اور قتل کر دیا اور اس کا سامان لے آیا۔ پس آپ ﷺ نے وہ سامان مجھے ہی بطور نفل (انعام) عنایت فرما دیا۔

٢٦٥٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ وَهِشَامًا حَدَّثَاهُمْ قَالَا: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَوَازِنَ، قَالَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَتَضَحَّى وَعَامَّتُنَا مُشَاةٌ وَفِينَا ضَعْفَةٌ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَانْتَزَعَ طَلَقًا مِنْ حِقْوِ الْبَعِيرِ فَقَيَّدَ بِهِ جَمَلَهُ ثُمَّ جَاءَ يَتَغَدَّى مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَى ضَعْفَتَهُمْ وَرِقَّةَ ظَهْرِهِمْ خَرَجَ يَعْدُو إِلَى جَمَلِهِ فَأَطْلَقَهُ ثُمَّ أَنَاخَهُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُهُ وَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ عَلَى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ هِيَ أَمْثَلُ ظَهْرِ الْقَوْمِ قَالَ: فَخَرَجْتُ أَعْدُو فَأَدْرَكْتُهُ وَرَأْسُ النَّاقَةِ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ وَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَهُ بِالْأَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَيْفِي فَأَضْرِبُ رَأْسَهُ فَنَدَرَ ثُمَّ جِئْتُ بِرَاحِلَتِهِ وَمَا عَلَيْهَا أَقُودُهَا

٢٦٥٤- حضرت ایاس بن سلمہ کہتے ہیں، مجھ سے میرے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبیلۂ ہوازن پر جہاد کیا۔ اتفاق سے ہم چاشت کے وقت کھانا کھا رہے تھے اور ہم میں اکثر مجاہدین پیدل تھے اور کچھ لوگ کمزور بھی تھے، اتنے میں ایک شخص آیا جو سرخ اونٹ پر سوار تھا، اس نے اونٹ کی کمر سے رسی نکالی، اس سے اس کو باندھا اور آ کر لوگوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مجاہدین میں کمزور لوگ ہیں اور ان میں سواریوں کی بھی کمی ہے تو وہاں سے نکلا، بھاگتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور اسے کھولا، اس کو بٹھایا، خود اس پر بیٹھا اور پھر اسے دوڑاتے ہوئے چل دیا۔ (اس وقت ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ جاسوس ہے) چنانچہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص اپنی خاکستری اونٹنی پر اس کے تعاقب میں گیا، اور یہ اونٹنی ہماری سب سواریوں سے عمدہ سواری تھی۔ سلمہ کہتے ہیں: میں پیدل ہی بھاگتا ہوا اس کے پیچھے گیا اور اسے جا لیا جبکہ اونٹنی کا سر اونٹ کی ران کے پاس تھا اور میں اونٹنی کی پچھلی ٹانگوں کے ساتھ تھا۔ پھر میں آگے بڑھا حتی کہ اونٹ کی پچھلی ٹانگوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں

٢٦٥٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥٤ من حديث عكرمة بن عمار به.

فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ مُقْبِلًا، فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟» فَقَالُوا: سَلَمَةُ بنُ الأَكْوَعِ، فَقَالَ: «لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ»

اور آگے بڑھا حتی کہ اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور پھر اس کو بٹھالیا۔ جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار نکالی اور اس سوار کے سر پر دے ماری تو وہ کٹ کر دور جا گرا' چنانچہ میں اس کا اونٹ اور جو اس پر تھا سب ہانک کر لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور پوچھا: ''اس آدمی کو کس نے قتل کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: سلمہ بن اکوع نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا سارا اسباب اسی کا ہے۔''

قَالَ هَارُونُ: هٰذَا لَفْظُ هَاشِمٍ.

(امام ابو داود ؒ کے شیخ) ہارون نے کہا: اس روایت کے الفاظ ہاشم بن قاسم کے ہیں۔



فوائد ومسائل: ① کافر جاسوس خواہ مستامن ہی ہو (اجازت لے کر مسلمانوں کے پاس آیا ہو) قتل کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ حربی کافروں میں شامل ہے۔ ② کافر مقتول کا خاص سامان اس کے قاتل مجاہد کو دیا جاتا ہے اسے ''سَلَب'' کہتے ہیں۔ ③ جہاد میں کامیابی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تقوی ہے' دیگر وسائل محض ظاہری اسباب ہوتے ہیں لیکن ان سے صرف نظر کرنا جائز نہیں۔ ④ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ نوعمر جوان تھے اور تیز دوڑنے میں نہایت ممتاز تھے' اسی لیے اونٹ سوار کو جا پکڑا۔

(المعجم ١٠١) - بَابٌ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ اللِّقَاءُ (التحفة ١١١)

باب:١٠١- جنگ کے لیے کون سا وقت بہتر ہوتا ہے؟

٢٦٥٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أخبرنا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عن عَلْقَمَةَ بنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عن مَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ أَنَّ النُّعْمَانَ يَعْنِي ابنَ مُقَرِّنٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ

٢٦٥٥- حضرت نعمان بن مُقرّن ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر رہا ہوں' آپ اگر دن کے ابتدائی حصے میں قتال نہ کرتے تو اس میں اتنی تاخیر فرماتے کہ سورج ڈھل جاتا' ہوائیں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔

٢٦٥٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الساعة التي يستحب فيها القتال ح:١٦١٣ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٤٧٣٧ والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١١٦، ووافقه الذهبي.

إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَخَّرَ
تَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ
نْزِلَ النَّصْرُ.

فائدہ: سورج ڈھلنے کا وقت اللہ کی طرف سے نزول نصرت کا وقت ہوتا ہے' اس وقت میں قتال شروع کرنا مستحب ہے' اسی لیے ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنی مسنون اور راجح ہے۔ آپ ﷺ سے اس وقت چار رکعت نفل پڑھنا بھی وارد ہے۔

لمعجم ۱۰۲) - بَابٌ: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ
نَ الصَّمْتِ عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ۱۱۲)

باب: ۱۰۲- دورانِ قتال میں خاموشی کا حکم

۲۶۵۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
: حَدَّثَنَا هِشَامٌ؛ ح: وحدثنا عُبَيْدُاللهِ
عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ:
دثنا هِشَامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ،
قَيْسِ بنِ عُبَادٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ
بِيِّ ﷺ يَكْرَهُونَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ.

۲۶۵۶- حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ قتال کے دوران میں آوازیں نکالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک ضعیف ہے۔ البتہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع نہیں موقوف صحیح ہے۔ ② دورانِ قتال بے معنی تکبر آمیز ڈینگیں مارنا اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ تاہم مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے' بلند رکھنے' آگے بڑھنے کی دعوت دینے اور کفار کو دبانے کے لیے حسب احوال کچھ کہنا جائز اور مطلوب ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کا یہ رجز دوران قتال ہی کا ہے: [اَنَا النَّبِيُّ لَاكَذِبْ' اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ] (صحیح البخاری' الجهاد والسیر' حدیث:۳۰۴۲) ایسے ہی حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک بار اپنے مقابل سے کہا تھا ''یہ لو! اور میں اکوع کا فرزند ہوں۔'' (صحیح البخاری' الجهاد والسیر' حدیث :۳۰۴۱) اور سب سے افضل عمل اللہ کا ذکر ہے۔

۲۶۵۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ:
ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عن هَمَّامٍ قَالَ:

۲۶۵۷- حضرت ابوبردہ اپنے والد (حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ) سے وہ نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت

۲۶۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹/ ۱۵۳ من حديث أبي داود به ❊ قتادة والحسن البصري عنعنا.

۲۶۵- تخریج: [إسناده ضعيف] ❊ قتادة عن...

حدَّثني مَطَرٌ عن قَتَادَةَ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أبيهِ عن النَّبيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

روایت کرتے ہیں۔

(المعجم ١٠٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَرَجَّلُ عِنْدَ اللِّقَاءِ** (التحفة ١١٣)

باب:١٠٣-مجاہد کا قتال کے وقت پیدل ہو جانا

٢٦٥٨- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدَّثنا وَكِيعٌ عن إسْرائِيلَ، عن أبِي إسْحَاقَ، عن البَرَاءِ قال: لَمَّا لَقِيَ النَّبيُّ ﷺ المُشْرِكِينَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَانْكَشَفُوا، نَزَلَ عن بَغْلَتِهِ فتَرَجَّلَ.

٢٦٥٨-حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن جب نبی ﷺ کا مشرکین کے ساتھ مقابلہ ہوا اور مسلمان آپ کے پاس سے بھاگ گئے' تو آپ اپنے خچر سے نیچے اتر کر پیدل ہو گئے۔



فائدہ: مجاہد دوران جہاد میں حسب احوال کوئی انداز بھی اختیار کرے' روا ہے۔ اور نبی ﷺ سب مسلمانوں سے بڑھ کر بہادر' دلیر اور عزم وثبات کے پیکر تھے۔

(المعجم ١٠٤) - **بَابٌ: فِي الْخُيَلَاءِ فِي الْحَرْبِ** (التحفة ١١٤)

باب:١٠٤-دوران جنگ غرور وتکبر کا اظہار مباح ہے

٢٦٥٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ المَعنَى وَاحِدٌ قَالا: حدَّثنا أبَانُ قالَ: حدَّثَنا يَحْيَى عن محمَّدِ ابنِ إبْرَاهِيمَ، عن ابنِ جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ، عن جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كانَ يَقُولُ: «مِنَ الغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ ومِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَالغَيْرَةُ

٢٦٥٩-حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''غیرت کے کچھ انداز اللہ تعالیٰ کو محبوب اور کچھ ناپسند ہیں' اللہ عزوجل کی پسندیدہ غیرت وہ ہے جو شبہ کی بنا پر ہو' مگر ایسی غیرت جو بغیر کسی شبہ کے ہو' اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اسی طرح بڑائی کا اظہار بھی کچھ ایسا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اور کچھ پسندیدہ ہے۔ پسندیدہ بڑائی کا اظہار وہ ہے جو قتال کے

٢٦٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قال: خذها وأنا ابن فلان، ح:٣٠٤٢، ومسلم، ح:١٧٧٦ من حديث أبي إسحاق به مطولاً.

٢٦٥٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الاختيال في الصدقة، ح:٢٥٥٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان(موارد)، ح:١٣١٣، ١٦٦٦، والحافظ في الإصابة:١/ ٢١٥، وله شواهد عند ابن ماجه:١٩٩٦، وابن خزيمة، ح:٢٤٧٨ وغيرهما.

الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ. وَإِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللهُ، فَأَما الْخُيَلَاءُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهُ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَأَمَّاالتي يُبْغِضُ اللهُ عَزَّوَجلَّ فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ» قَالَ مُوسَىٰ: «وَالْفَخْرِ».

وقت مجاہد اپنے متعلق کرتا ہے یا صدقہ کرتے وقت ہو۔ اور بڑائی کا اظہار جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ ہے جو ظلم اور تعدی میں ہو۔'' موسیٰ بن اسمٰعیل (شیخ ابوداود رحمہ اللہ) نے (ناپسندیدہ بڑائی کے اظہار میں) ''نسب میں فخر'' کا بھی ذکر کیا۔

توضیح: ''شبہ کی بنا پر غیرت'' اس طرح کہ مثلاً انسان کسی ایسے شخص کو دیکھے جو غیر محرم ہوتے ہوئے اس کی بیوی یا بیٹی وغیرہ کے ساتھ آزادانہ میل جول بڑھاتا ہے اور ہنسی مذاق کرتا ہے۔ اس حال میں غیرت کا اظہار مطلوب اور اللہ کو محبوب ہے۔ اور ''بغیر کسی شبہ کے غیرت'' مثلاً کوئی کسی کی ماں یا بہن سے عقد شرعی کرنا چاہے تو اس پر غیرت کھانے کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ یہ عمل عین شریعت کا مطلوب ہے۔ ''بڑائی اور تکبر کا اظہار'' کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی ہیبت بڑھانے کے لیے مطلوب و محبوب ہے یوں کہ انسان انتہائی اعتماد و ثبات سے کفار پر حملہ آور ہو اور اس کی چال ڈھال سے کسی کمزوری یا مرعوبیت کا اظہار نہ ہو۔ اور صدقہ دینے میں بڑائی یہ ہے کہ خوش دلی سے دے، اس عمل کو اللہ کا انعام سمجھے اور جو دے اسے کم سمجھے اور فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ١٠٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسْتَأْسَرُ (التحفة ١١٥)

باب:١٠٥- آدمی جس سے قیدی بن جانے کا مطالبہ کیا جائے

٢٦٦٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسماعِيلَ قَالَ: حدثنا إبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابنَ سَعْدٍ قَالَ: أخبرنا ابنُ شِهَابٍ قال: أخبرني عَمْرُو بنُ جارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَشَرَةَ عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عاصِمَ بنَ ثابِتٍ، فَنَفَرُوا لَهُمْ

٢٦٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دس افراد کو بطور جاسوس روانہ کیا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت کو امیر مقرر کیا، تو قبیلہ ہذیل کے تقریباً ایک سو تیر انداز ان کے مقابلے میں آ گئے۔ جب عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو یہ سب ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئے (مگر ان کافروں نے ان کو گھیر لیا) اور بولے: ہتھیار پھینک دو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم

٢٦٦٠- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستأسر الرجل؟ ومن لم يستأسر ... الخ، ح: ٣٠٤٥ من حديث ابن شهاب الزهري به.

هُذَيْلٌ بِقَرِيبٍ من مائَةِ رجُلٍ رامٍ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ لَجَأُوا إِلَى قَرْدَدٍ فَقَالُوا لَهُم: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُم الْعَهْدُ وَالمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُم أَحَدًا، فقالَ عَاصِمٌ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ في ذِمَّةِ كَافِرٍ فَرَمَوْهُمْ بالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا في سَبْعَةِ نَفَرٍ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُم أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا . قالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهٰؤُلَاءِ لأُسْوَةً فَجَرُّوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ لِيَقْتُلُوهُ قالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ! لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا مَا بِي جَزَعًا لَزِدْتُ.

158

تم سے یہ عہد کرتے ہیں اور پختہ وعدہ ہے کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی کافر کے عہد میں نہیں آتا۔ تو انہوں نے ان مجاہدین کو تیر مارے اور عاصم سمیت سات افراد کو قتل کر دیا' اور تین افراد نے ان کافروں کا عہد و میثاق قبول کرلیا۔ یہ تھے خبیب اور زید بن دَثِنہ اور ایک اور آدمی (اس کا نام عبداللہ بن طارق بلوی آیا ہے۔) جب ان کافروں نے ان کو پکڑ لیا تو انہوں نے ان کی کمانوں کی تانتیں کھولیں اور ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرا آدمی کہنے لگا: یہ پہلا دھوکہ ہے' اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا۔ میرے لیے میرے (قتل ہو جانے والے) ساتھی ہی نمونہ ہیں۔ انہوں نے اس کو گھسیٹا مگر اس نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (اور خبیب اور زید کو انہوں نے مکہ لے جا کر بیچ دیا' حضرت خبیب کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا) چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ (ان کے) قیدی ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ (متعینہ تاریخ سے پہلے) خبیب نے ان سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف بال صاف کر سکیں' جب وہ ان کو قتل کرنے کے لیے لے چلے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے مہلت دو میں دو رکعت ادا کرلوں۔ پھر کہا: قسم اللہ کی! اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ ڈر کے مارے نماز پڑھتا ہے تو میں اور زیادہ پڑھتا۔

٢٦٦١- حَدَّثَنا ابنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا

۲۶۶۱-ابن عوف کی سند ہے کہ زہری نے کہا: مجھے

٢٦٦١ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٣٠٤٥ عن أبي اليمان به، انظر الحديث السابق.

و الْيَمَانِ: أخبرنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: خبرني عَمْرُو بنُ أبي سُفْيَانَ بنِ أَسِيدِ بنِ ارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ نْ أصْحَابِ أبي هُرَيْرَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے بیان کیا اور یہ بنی زہرہ کے حلیف اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے اور حدیث بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① کفار کی امان یا قید قبول نہ کرنا عزیمت اور قبول کر لینا رخصت ہے۔ ② جہاں تک ہو سکے نبی ﷺ کی سنت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے جیسے کہ خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے قبل از شہادت زیر ناف کی صفائی کا اہتمام کیا۔ ③ نماز ہی وہ بہترین عمل ہے جس کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور قتل کیے جانے سے پہلے نماز پڑھنا' سب سے پہلے جناب خبیب رضی اللہ عنہ ہی نے شروع کیا ہے۔ ④ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا' حارث کے بیٹوں نے حضرت خبیب کو شہید کر کے اپنی آتش انتقام کو بجھانے کا اہتمام کیا۔ حالانکہ جنگ میں مدمقابل حریف کو قتل کرنا اور چیز ہے' لیکن حالت امن میں اس کا بدلہ لینا کسی بھی لحاظ سے صحیح نہیں ہے اور کوئی بھی مذہب اس کا قائل نہیں ہے۔

(المعجم ١٠٦) - بَابٌ: فِي الْكُمَنَاءِ (التحفة ١١٦)

باب:١٠٦- کمین گاہ میں بیٹھنے والوں کا بیان

٢٦٦٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ نُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قال: حدثنا أبُو حاقَ قالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قالَ: عَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ انُوا خَمْسِينَ رَجُلًا، عَبْدَ اللهِ بنَ جُبَيْرٍ الَ: «إنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطِفُنَا الطَّيْرُ فَلَا حُوا مِنْ مَكَانِكُمْ هٰذَا حَتَّى أُرْسِلَ إلَيْكُمْ نْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا حُوا حَتَّى أُرْسِلَ إلَيْكُمْ» قالَ: فَهَزَمَهُمُ . قالَ: فَأَنَا وَاللهِ! رَأَيْتُ النِّسَاءَ يُسْنِدْنَ

٢٦٦٢- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن تیر اندازوں کے جتھے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' ان لوگوں کی تعداد پچاس تھی اور ان سے فرمایا تھا: "اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں' تب بھی تم یہ جگہ نہ چھوڑنا حتیٰ کہ میں تمہیں کوئی پیغام بھیجوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو شکست دے دی ہے اور ہم ان کو روند رہے ہیں' تب بھی تم یہیں رہنا حتیٰ کہ میں تمہیں بلواؤں۔" بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ قسم اللہ کی! میں نے دیکھا ان

٢٦٦- **تخريج:** أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب ... الخ، ٣٠٣٩ من حديث زهير بن معاوية به.

عَلَى الْجَبَلِ، فقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ!! ظَهَرَ أَصحَابُكُمْ فَمَا تَنْظُرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُم رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قالُوا: وَاللهِ! لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَأَتَوْهُمْ فَصُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ.

کی عورتیں (پناہ کے لیے) پہاڑ پر چڑھ رہی تھیں۔ تو عبداللہ بن جبیر کے (تیر انداز) ساتھیوں نے کہا: غنیمت! اے قوم غنیمت! تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں، تم کیا دیکھ رہے ہو؟ عبداللہ بن جبیر نے کہا: کیا تم بھول گئے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم تو لوگوں کے ساتھ مل کر غنیمت جمع کریں گے۔ چنانچہ وہ چلے آئے، تو ان کے منہ پھیر دیے گئے اور شکست سے دوچار ہوئے۔

فوائد و مسائل: ① دشمن پر حملہ کرنے یا اپنے دفاع کے لیے مجاہدین کو کمین گاہ میں چھپنا یا چھپانا جائز اور نظم جہاد کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پروا نہ کرنے اور مال کی حرص کا نتیجہ شکست کی صورت میں سامنے آیا جو اگرچہ عارضی تھی۔ اس لیے واجب ہے کہ انسان فرامین رسول ﷺ کو ہر حال میں اولیت اور اولویت دے تاکہ دنیا اور آخرت کی ہزیمت سے محفوظ رہے۔ ③ شرعی امیر کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اور سپہ سالار کی منصوبہ بندی کے احکام بلاچون وچرا ماننے چاہئیں۔

(المعجم ١٠٧) - بَابٌ: فِي الصُّفُوفِ (التحفة ١١٧)

باب:١٠٧- جنگ میں صف بندی کا بیان

٢٦٦٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قالَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ سُلَيْمَانَ بنِ الْغَسِيلِ عن حَمْزَةَ بنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ اصْطَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ: «إِذَا أَكْثَبُوكُم» - يَعْنِي إِذَا غَشَوْكُمْ - «فَارْمُوهُمْ بِالنَّبْلِ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ».

٢٦٦٣- حضرت حمزہ بن ابی اُسید اپنے والد (ابو اُسید مالک بن ربیعہ انصاری ؓ) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب ہم نے بدر میں صفیں بنالیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ تمہارے قریب ہوں (تمہاری زد میں آ جائیں) تو تیر مارنا اور اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا۔“ (بلاضرورت تیر نہ چلانا، تاکہ تیر محفوظ رہیں۔)

فائدہ: دشمن کے مقابلے میں صف بندی عمدہ ہونی چاہیے اور خوب تاک کر نشانہ مارا جائے تاکہ کوئی تیر، گولی یا

٢٦٦٣- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: بعد باب فضل من شهد بدرًا، ح: ٣٩٨٤، ٣٩٨٥ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

گولہ وغیرہ ضائع نہ ہو۔ اور کسی بھی موقع پر مال کا ضائع کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ١٠٨) - **بَابٌ: فِي سَلِّ السُّيُوفِ عِنْدَ اللِّقَاءِ** (التحفة ١١٨)

باب:۱۰۸-ٹکراؤ کے وقت تلوار سونتنا

٢٦٦٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ قال: حدثنا إسْحَاقُ بنُ نَجِيحٍ وَلَيْسَ بالمَلَطِيِّ عن مَالِكِ بنِ حَمْزَةَ بنِ أبي أُسَيْدِ السَّاعِدِيِّ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال النَّبيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: «إذَا أكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ بالنَّبْلِ، وَلَا تَسُلُّوا السُّيُوفَ حَتَّى يَغْشَوكُمْ».

۲۶۶۴-حضرت مالک بن حمزہ بن ابی اسید الساعدی اپنے والد سے وہ دادا (ابواسید مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ”جب وہ تمہارے قریب آ جائیں (اور تمہاری زد میں ہوں) تب ان پر تیر مارنا اور تلوار بھی اسی وقت سونتنا جب وہ تم پر چھا جائیں۔“ (اور تلوار کی مار پر ہوں۔)

(المعجم ١٠٩) - **بَابٌ: فِي الْمُبَارَزَةِ** (التحفة ١١٩)

باب:۱۰۹-جنگ میں مقابلے کے لیے للکارنا

٢٦٦٥- **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حدثنا عُثْمَانُ بنُ عُمَرَ: حدثنا إسْرَائِيلُ عَنْ أبي إسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بنِ مُضَرِّبٍ، عن عَلِيٍّ قالَ: تَقَدَّمَ - يَعْنِي عُتْبَةَ بنَ رَبِيعَةَ - وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوهُ فَنَادَىٰ: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الأنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ أنْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: لا حَاجَةَ لَنَا فِيكُمْ، إنَّمَا أرَدْنَا بَنِي عَمِّنَا، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «قُمْ يَاحَمْزَةُ! قُمْ يَاعَلِيُّ! قُمْ يَاعُبَيْدَةَ

۲۶۶۵-حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ بدر میں) عتبہ بن ربیعہ سامنے آیا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی آ گئے تو اس نے للکارا: کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ اس پر انصاری جوان سامنے آئے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے اس کو بتا دیا (کہ ہم انصاری جوان ہیں) اس نے کہا: ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ ہم اپنے چچا زاد چاہتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو اے حمزہ! ”اٹھو اے علی! اٹھو اے عبیدہ بن حارث!“ چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابل

٢٦٦٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٥ من حديث أبي داود به * إسحاق مجهول (تقريب)، مالك مستور.

٢٦٦٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١١٧ من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٩٤، وتعقبه الذهبي، وللحديث شواهد في السيرة لابن هشام: ٢/ ٢٧٧، والدلائل للبيهقي: ٩/ ١٣١ * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

ابْنَ الْحَارِثِ!» فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلَى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ إِلَى شَيْبَةَ وَاخْتُلِفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيدِ ضَرْبَتَانِ، فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ.

ہوئے اور میں (علی) شیبہ کے سامنے آیا۔عبیدہ اور ولی کے درمیان دو دو واروں کا مقابلہ ہوا اور ہر ایک کو ایک دوسرے سے چوٹیں لگیں (اور زخمی ہوئے) پھر ہ دونوں ولید پر چڑھ دوڑے اور اس کو قتل کر ڈالا اور عبید کو اٹھالائے۔

فائدہ: جنگ میں مقابلے کے لیے للکارنا جائز ہے۔اس سے دشمن پر ہیبت چھا جاتی ہے۔

(المعجم ١١٠) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ (التحفة ١٢٠)

باب:١١٠-مقتول کی ناک کان وغیرہ کاٹنا ناجائز ہے

٢٦٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَىٰ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قالا : حدثنا هُشَيْمٌ قَالَ : أخبرنَا مُغِيرَةُ عن شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عن هُنَيِّ بنِ نُوَيْرَةَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ اللهِ قال : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ الإِيمَانِ».

٢٦٦٦-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قتل کرنے کے معا میں سب سے اچھے لوگ اہل ایمان ہوتے ہیں۔“ (و مقتول کے ناک کان وغیرہ نہیں کاٹتے۔)

٢٦٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّىٰ: حدثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قال : حَدَّثَني أبي عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن الْهَيَّاجِ بنِ عِمْرَانَ أَنَّ عِمْرَانَ أَبَقَ لَهُ غُلَامٌ فَجَعَلَ لِلّٰهِ عَلَيْهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ لَيَقْطَعَنَّ يَدَهُ، فَأَرْسَلَنِي لِأَسْأَلَ لَهُ فَأَتَيْتُ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ فَسَأَلْتُهُ، فقالَ :

٢٦٦٧-حضرت ہیاج بن عمران سے مروی ہے (کہتے ہیں) کہ (میرے والد) عمران کا ایک غلام بھاگ گیا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اگر وہ میرے ہاتھ آ گ تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔پس اس نے مجھے (ہیا کو) بھیجا کہ یہ مسئلہ پوچھوں۔تو میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا‘

٢٦٦٦ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب أعف الناس قتلةً أهل الإيمان، ح: ٦٨١ من حديث هشيم به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٣ * مغيرة وإبراهيم النخعي مدلسان وعنعنا، وهني بن نوير مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، ودلسه إبراهيم في رواية أحمد : ١/ ٣٩٣.

٢٦٦٧ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٤/ ٤٢٨ من حديث قتادة به * قتادة عنعن، وحديث أحمد : ٥/ ٢٠ يغني عنه.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عنِ الْمُثْلَةِ، فَأَتَيْتُ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ فَسَأَلْتُهُ فقالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عنِ الْمُثْلَةِ.

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور (مقتول کا) مُثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ میں پھر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے بھی دریافت کیا' تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مقتول کا مُثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: مقتول کو قتل کرنے کے بعد اس کے اعضا کاٹنا یا اس کی شکل بگاڑنا ناجائز ہے اور ایسے ہی قتل سے پہلے بھی یہ عمل ناجائز ہے۔ اِلّا یہ کہ قصاص کی کوئی صورت ہو جیسے قبیلہ عُکل و عرینہ کے لوگوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

(المعجم ١١١) - بَابٌ: فِي قَتْلِ النِّسَاءِ (التحفة ١٢١)

باب:١١١-عورتوں کو قتل کرنا منع ہے

٢٦٦٨- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ وَقُتَيْبَةُ يَعْني ابنَ سَعِيدٍ قالا: حدثنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ اللهِ: أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ في بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ ﷺ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

٢٦٦٨-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی غزوے میں دیکھا گیا کہ ایک عورت کو قتل کیا گیا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو بہت برا جانا۔

٢٦٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حدثنا [عُمَرُ] بنُ الْمُرَقَّعِ بنِ صَيْفِيِّ بنِ رَبَاحٍ قال: حدَّثَني أَبِي عن جَدِّهِ رَبَاحِ بنِ رَبِيعٍ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في

٢٦٦٩-حضرت رباح بن ربیع بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ کر آئے وہ کیوں جمع ہیں؟ وہ

٢٦٦٨- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب، ح:١٧٤٤ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الصبيان في الحرب، ح:٣٠١٤ من حديث الليث بن سعد به.

٢٦٦٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٨٦٢٥ عن أبي الوليد الطيالسي به، ورواه ابن ماجه، ح:٢٨٤٢، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح:١٦٥٦ وغيره.

غَزْوَةٍ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فقال: انْظُرْ عَلَى مَا اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ، فَجَاءَ فقال: عَلَى امْرَأَةٍ قَتِيلٍ، فقال: «مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُقَاتِلَ»، قال: وَعَلَى المُقَدَّمَةِ خالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فقال: «قُلْ لِخَالِدٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلا عَسِيفًا».

وہ ہو کر آیا اور بتایا: ایک عورت قتل کی گئی ہے اور وہ اس پر جمع ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: ''یہ تو لڑنے والی نہ تھی'' بیان کیا کہ اس فوج کے مقدمہ پر خالد بن ولید تھے آپ نے ایک شخص کو بھیجا کہ خالد سے کہہ دو: ''کسی عورت یا کسی مزدور کو ہرگز قتل نہ کریں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر عورت کا قتال میں کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس کا قتل جائز نہیں۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ وہ کوئی کردار ادا کرتی ہے تو قتل کرنا جائز ہوگا۔ اور یہی حکم گھریلو قسم کے ملازمین اور بوڑھے لوگوں کا ہے۔ ② حدیث میں لفظ مقدمہ مذکور ہے' لغت میں مقدمہ کسی بھی چیز کے اگلے حصہ کو کہتے ہیں تو یہاں اس سے مراد فوج کا ہراول دستہ ہے جو آگے آگے چلتا ہے۔



۲۶۷۰- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: حدثنا حَجَّاجٌ قال: حدثنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتُلُوا شُيُوخَ المُشْرِكِينَ وَاسْتَبْقُوا شَرْخَهُمْ».

۲۶۷۰- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کرو اور نوعمروں (نابالغ بچوں) کو زندہ رہنے دو۔''

فائدہ: شیوخ سے ایسے بوڑھے مراد ہیں جن کی جوانی ڈھل چکی ہو مگر لڑنے پر قادر ہوں' یا جوانوں کو لڑنے پر ابھارتے ہوں۔

۲۶۷۱- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ قال: حدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ

۲۶۷۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (یہودیوں کے قبیلہ) بنی قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا' وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر

۲۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ۱۵۸۳ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه أحمد: ۵/ ۲۰ عن هشيم به * قتادة مدلس وعنعن.

۲۶۷۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۷۷ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في السيرة لابن هشام (بتحقيقي): ۲/ ۲۴۲.

جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: لَمْ تُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ - تَعْني بَني قُرَيْظَةَ - إلَّا امْرَأَةٌ، إنَّها لَعِنْدِي تُحَدِّثُ: تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بالسُّوقِ إذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أيْنَ فُلَانَةُ؟ قالَتْ: أنَا، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُكِ؟ قالَتْ: حَدَثٌ أحْدَثْتُهُ، قالَتْ: فَانْطُلِقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، قالَتْ: فَمَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَا إنَّهَا تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَقَدْ عَلِمَتْ أنَّهَا تُقْتَلُ.

رہی تھی اور اتنا ہنستی تھی کہ اس کے پیٹ اور کمر میں بل پڑ جاتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بازار میں اس کی قوم کے لوگوں کو قتل کیے جا رہے تھے۔ اچانک ایک پکارنے والے نے اس عورت کا نام پکارا کہ فلانی کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی: میں ہوں۔ میں نے پوچھا: تیرا کیا قصہ ہے؟ کہنے لگی: میں نے ایک سازشی کام کیا ہے۔ چنانچہ وہ پکارنے والا اسے لے گیا اور پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں اسے نہیں بھولی ہوں اور اس پر تعجب ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے مگر وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

فائدہ: علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس عورت نے نبی ﷺ کو گالی دی تھی' اس وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا۔ اور شاتم رسول کی یہی سزا ہے۔

٢٦٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِاللهِ يَعْني ابنَ عَبْدِ اللهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن الصَّعْبِ بنِ جَثَّامَةَ: أنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عن الدَّارِ مِنَ المُشْرِكِينَ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ مِنْ ذَرَارِيِّهِمْ وَنِسَائِهِمْ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هُمْ مِنْهُمْ»، وَكَانَ عَمْرٌو يَعْني ابنَ دِينَارٍ يَقُولُ: «هُمْ مِنْ آبائِهِمْ». قال الزُّهْرِيُّ: ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ عن قَتْلِ النِّسَاءِ والْوِلْدَانِ.

٢٦٧٢- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ مشرکین کے گھر والوں کا کیا حکم ہے جبکہ ان پر شب خون مارا جاتا ہے تو چھوٹے بچے اور عورتیں بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی انہی میں سے ہیں۔'' اور عمرو (بن دینار) کہا کرتے تھے: ''وہ بھی اپنے آباء میں سے ہیں۔'' زہری ؒ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔

٢٦٧٢- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أهل الدار يبيتون فيصاب الولدان والذراري، ح:٣٠١٢، ومسلم، الجهاد، باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد، ح:١٧٤٥ من حديث سفيان ابن عيينة به.

فائدہ: عورتوں اور بچوں کو عمداً قتل کرنا منع ہے اور شب خون وغیرہ میں جب تمیز کرنا مشکل ہو تو معاف ہے۔ یا جب بڑوں تک پہنچنے کے لیے ان کو قتل کرنا پڑے تو جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا'' کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

(المعجم ۱۱۲) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ** (التحفة ۱۲۲)

باب:۱۱۲- دشمن کو آگ میں جلانا ناجائز ہے

۲۶۷۳- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حدثنا مُغِيرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عن أبي الزِّنَادِ قال: حدَّثني مُحَمَّدُ بنُ حَمْزَةَ الأَسْلَمِيُّ عن أبيهِ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَّرَهُ عَلَى سَرِيَّةٍ، قال: فَخَرَجْتُ فِيهَا وَقالَ: «إنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا فَأَحْرِقُوهُ بالنَّارِ» فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِي فَرَجَعْتُ إلَيْهِ فقال: «إنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا فَاقْتُلُوهُ وَلَا تُحْرِقُوهُ فإنَّهُ لا يُعَذِّبُ بالنَّارِ إلَّا رَبُّ النَّارِ».

۲۶۷۳- محمد بن حمزہ اسلمی اپنے والد (حمزہ بن عمر اسلمی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دستے کا امیر بنایا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں فلاں شخص مل جائے تو اس کو آگ سے جلا دینا۔'' میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے مجھے بلایا میں آپ کے پاس واپس آیا' تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم فلاں کو پاؤ تو اسے قتل کر دینا' جلانا نہیں' بلاشبہ آگ سے عذاب آگ کا رب ہی دے سکتا ہے۔''

۲۶۷٤- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ وَقُتَيْبَةُ أنَّ اللَّيْثَ بنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عن بُكَيْرٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في بَعْثٍ فقال: «إنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۶۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: ''اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ.....'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: کسی قیدی یا مجرم کو آگ سے جلانا ناجائز اور حرام ہے' البتہ جنگی مصالح کے پیش نظر قلعوں اور عمارتوں وغیرہ کو جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہی حکم گولہ' بارود اور بمباری کا ہے اور اس کی زد میں اگر کوئی آ جائے تو معاف ہے۔

۲۶۷۳ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ٤٩٤ عن سعيد بن منصور به، وهو في السنن له، ح: ۲٦٤۳ باختلاف يسير، وصححه الحافظ في فتح الباري: ٦/ ١٤٩.

۲٦٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذاب الله، ح: ۳۰۱٦ عن قتيبة به.

٢٦٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَىٰ قال: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن أبي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عن ابنِ سَعْدٍ، قال غَيْرُ أبي صَالِحٍ: عن الْحَسَنِ بن سَعْدٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَبْدِ الله، عَنْ أبيهِ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «مَنْ فَجَّعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»، وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فقال: «مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قال: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

٢٦٧٥- حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی' اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے' ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو چڑیا آئی اور (بچوں کے اوپر اردگرد) منڈلانے لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔'' (ایک دوسرے موقع پر) آپ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کے بڑے بل کو ہم نے جلا ڈالا ہے؟ آپ نے پوچھا: ''اس کو کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''آگ کے رب کے سوا کسی کو روا نہیں کہ آگ سے عذاب دے۔''

فائدہ: انسان تو انسان جانوروں کو بھی' خواہ موذی ہی ہوں' آگ سے جلانا جائز نہیں۔

(المعجم ١١٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُكْرِي دَابَّتَهُ عَلَى النِّصْفِ أَوِ السَّهْمِ** (التحفة ١٢٣)

باب:١١٣- جہاد میں غنیمت سے ملنے والے نصف یا پورے حصے کے بدلے جانور کرائے پر دینا

٢٦٧٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو النَّضْرِ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قال: أخبرني أَبُو زُرْعَةَ يَحْيَى

٢٦٧٦- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اعلان جہاد فرمایا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا' واپس آیا تو

٢٦٧٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٣٩ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه، ووافقه الذهبي، وللحديث طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٨٢.

٢٦٧٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٨ من حديث أبي داود، والطبراني في الكبير: ٢٢/ ٨٠، ٨١ من حديث محمد بن شعيب به * عمرو بن عبدالله الحضرمي وثقه العجلي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن أبدًا.

ابنُ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيُّ عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله، أنَّهُ حَدَّثَهُ عن وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ قال: نَادَى رَسُولُ الله ﷺ في غَزْوَةِ تَبُوكَ فَخَرَجْتُ إلى أهْلِي فَأَقْبَلْتُ وَقَدْ خَرَجَ أوَّلُ صَحَابَةِ رَسُولِ الله ﷺ فطَفِقْتُ في المَدِينَةِ أُنَادِي: ألا مَنْ يَحْمِلُ رَجُلًا لَهُ سَهْمُهُ، فَنَادَى شَيْخٌ مِنَ الأنْصَارِ قال: لَنَا سَهْمُهُ عَلَى أنْ نَحْمِلَهُ عَقَبَةً وَطَعَامُهُ مَعَنَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قال: فَسِرْ عَلَى بَرَكَةِ الله تَعَالَىٰ، قال: فَخَرَجْتُ مَعَ خَيْرِ صَاحِبٍ حَتَّى أفَاءَ اللهُ عَلَيْنَا فأصَابَنِي قَلَائِصُ، فَسُقْتُهُنَّ حَتَّى أتَيْتُهُ فَخَرَجَ فَقَعَدَ عَلَى حَقِيبَةٍ مِنْ حَقَائِبِ إبِلِهِ، ثم قال: سُقْهُنَّ مُدْبِرَاتٍ، ثُمَّ قالَ: سُقْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ، فقالَ: مَا أرَى قَلَائِصَكَ إلَّا كِرَامًا، قالَ: إنَّمَا هِيَ غَنِيمَتُكَ الَّتي شَرَطْتُ لَكَ، قالَ: خُذْ قَلَائِصَكَ يَاابْنَ أخِي فَغَيْرَ سَهْمِكَ أرَدْنَا.

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا پہلا قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ میں مدینے میں گھومنے لگا اور اعلان کرتا تھا: کوئی ہے جو ایک آدمی کو اپنے ساتھ سوار کرالے اور اس کی غنیمت کا حصہ پائے؟ تو ایک انصاری بوڑھے نے کہا: اس کی غنیمت کا حصہ ہمارا ہوگا اور ہم اسے باری سے اپنے ساتھ سوار کرائیں گے اور وہ کھانا بھی ہمارے ساتھ کھائے گا؟ میں نے کہا: بہت بہتر۔ اس نے کہا: تو چلیے اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔ چنانچہ میں ایک بہترین ساتھی کے ساتھ روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں مال غنیمت سے بہرہ ور فرمایا اور مجھے کچھ اونٹنیاں ملیں' میں انہیں اپنے ساتھی کے پاس ہانک لایا' چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے کجاوے پر پچھلے حصے پر بیٹھا اور مجھے کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں پیچھے کی طرف سے دیکھوں۔ پھر کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں آگے کی طرف سے دیکھوں۔ وہ بولا: تمہاری اونٹنیاں بہت عمدہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: یہ تو آپ کی غنیمت ہیں جس کی میں آپ سے شرط کر چکا ہوں۔ اس نے کہا: بھتیجے! اپنی اونٹنیاں لے جاؤ' ہم نے تیرے دوسرے حصے کا ارادہ کیا ہے۔ (اجر وثواب میں حصے داری کا۔)



فوائد و مسائل: ① اگر کوئی غازی اس طرح کا معاملہ کرے تو جائز ہے۔ ② اس میں صحابۂ کرام ؓ کے اس امتیازی وصف کے ایک نمونے کا ذکر ہے جو ان میں عام تھا' وہ یہ کہ وہ دنیوی منفعت کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

(المعجم ١١٤) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُوثَقُ (التحفة ١٢٤)

باب:١١٤- قیدی کو باندھنا

٢٦٧٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ قال: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ زِيَادٍ قال: سَمِعْتُ أبا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «عجِبَ رَبُّنَا تَعالىٰ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إلى الْجَنَّةِ في السَّلَاسِلِ».

۲۶۷۷-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہمارے رب عزوجل کو ایسے لوگوں پر تعجب آتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔“

توضیح: یعنی کچھ لوگ بحالت کفر قید ہو جاتے ہیں پھر ہدایت پا کر مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ قیدی کو باندھ لینا جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مسلمان کفار کی قید میں وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں، تو وہ اسی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔

٢٦٧٨- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرِو بنِ أبي الْحَجَّاجِ أبُو مَعْمَرٍ قالَ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ، عن مُسْلِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن جُنْدُبِ بنِ مَكِيثٍ قال: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ غَالِبٍ اللَّيْثِيَّ في سَرِيَّةٍ وَكُنْتُ فِيهِمْ وَأمَرَهُمْ أنْ يَشُنُّوا الْغَارَةَ عَلَى بَنِي الْمُلَوَّحِ بالْكَدِيدِ فَخَرَجْنَا حَتَّى إذَا كُنَّا بالْكَدِيدِ لَقِينَا الْحَارِثَ بنَ الْبَرْصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأخَذْنَاهُ فقالَ: إنَّمَا جِئْتُ أُرِيدُ الإسْلَامَ، وَإنَّمَا خَرَجْتُ إلَى رَسُولِ اللهِ فَقُلْنَا: إنْ تَكُ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِباطُنَا

۲۶۷۸-حضرت جندب بن مکیث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن غالب لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر روانہ کیا، میں ان لوگوں میں شامل تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ مقام کدید میں بنی ملوح پر (ہر طرف سے) چڑھائی کرنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ مقام کدید پر پہنچ گئے۔ ہم کو حارث بن برصاء لیثی ملا، ہم نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا: میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں جانے کی نیت ہی سے نکلا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا: اگر تو فی الواقع مسلمان ہے، تو ہمارا تجھے ایک دن اور رات کے لیے باندھ لینا تیرے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور اگر تو ایسے نہ ہوا تو (تجھے باندھ کر) ہم تیری طرف سے بے فکر

٢٦٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح: ٣٠١٠ من حديث محمد بن زياد به.

٢٦٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٧ من حديث محمد بن إسحاق به مطولاً، وصرح بالسماع * مسلم بن عبدالله بن خبيب الجهني مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى * عبدالله بن غالب صوابه غالب بن عبدالله كما في السيرة لابن هشام: ٤/ ٢٥٧، ٢٥٨ وغيرها.

يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ نَسْتَوْثِقُ مِنْكَ، فَشَدَدْنَاهُ وِثَاقًا.

ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے اس کو رسی سے جکڑ لیا۔

٢٦٧٩- حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ المِصْرِيُّ وَقُتَيْبَةُ - قالَ قُتَيْبَةُ، حدثنا - اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن سَعِيدِ بنِ أبِي سَعِيدٍ أنَّهُ سَمِعَ أبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أهْلِ الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ، فَخَرَجَ إلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ فقال: «مَاذَا عِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» قالَ: عِنْدِي يامُحَمَّدُ! خَيْرٌ، إنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإنْ كُنْتَ تُرِيدُ المَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى إذَا كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قالَ لَهُ: «مَا عِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» فَأَعَادَ مِثْلَ هٰذَا الْكَلَامِ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَذَكَرَ مِثْلَ هٰذَا، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ»، فَانْطَلَقَ إلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ المَسْجِدِ فاغْتَسَلَ فيهِ ثُمَّ دَخَلَ المَسْجِدَ فقالَ: أشْهَدُ أنْ لا إلٰهَ إلَّا الله وَأشْهَدُ أنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ[ساقَ] الْحَدِيثَ.

٢٦٧٩-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک جہادی دستہ روانہ فرمایا۔ وہ قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک آدمی پکڑ لائے جس کا نام ثُمامہ بن اُثال تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) اس نے کہا: اے محمد! میرے پاس خیر ہے۔ اگر تم نے قتل کیا تو ایک خون والے کو قتل کرو گے۔ اور اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان کرو گے۔ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہو تو کہیے جتنا چاہتے ہو ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ اگلا دن ہوا تو آپ نے اس سے پھر پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) تو اس نے پہلے جیسی بات دہرائی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ حتیٰ کہ اگلا دن ہوا تو بھی یہی مکالمہ ہوا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ثمامہ کو آزاد کر دو۔‘‘ چنانچہ وہ چلا گیا اور مسجد کے قریب نخلستان میں پہنچا' وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں واپس آ گیا اور کہنے لگا: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ’’میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی د

٢٦٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب دخول المشرك المسجد، ح: ٤٦٩، ومسلم، الجهاد والسير، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه، ح: ١٧٦٤ عن قتيبة به.

ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔" اور دونوں نے پوری حدیث بیان کی۔

قالَ عِيسَىٰ : أخبرنا اللَّيْثُ وَقال : ذَا ذِمٍّ .

عیسیٰ بن حماد نے کہا: ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی تو اس میں [إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ] کی بجائے [ذَا ذِمٍّ] کے لفظ بیان کیے۔ (اگر قتل کیا تو ایک صاحب ذمہ اور احترام والے کو قتل کرو گے' (مفہوم دونوں کا یہ ہے کہ میری قوم بدلہ لے گی۔)

فوائد و مسائل: ① مصلحت کے تحت کافر کو مسجد میں آنے یا باندھنے کی رخصت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے حسن عبادات اور حسن عادات نے ایک جنگی قیدی کو بلا جبر و اکراہ اسلام کا قیدی بنالیا۔ اور یہ دلیل ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا ہے۔

٢٦٨٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ قال: حدثنا سَلَمَةُ يعني ابنَ الْفَضْلِ عن ابن إسْحَاقَ قالَ: حدثني عَبْدُ الله بنُ أبِي بَكْرٍ عنْ يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعْدِ بنِ زُرَارَةَ قالَ: قُدِمَ بالأُسَارَى حِينَ قُدِمَ بِهِمْ وَسَوْدَةُ بِنتُ زَمْعَةَ عِنْدَ آلِ عَفْرَاءَ في مَنَاخِهِمْ عَلَى عَوْفٍ وَمُعَوِّذٍ ابْنَيْ عَفْرَاءَ. قال: وَذٰلِكَ قَبْلَ أنْ يُضْرَبَ عَلَيْهِنَّ الْحِجَابُ قال: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَالله! إنِّي عِنْدَهُمْ إذْ أتَيْتُ فَقِيلَ: هٰؤُلَاءِ الأُسَارَى قَدْ أُتِيَ بِهِمْ، فَرَجَعْتُ إلَى بَيْتِي وَرَسُولُ الله ﷺ فِيهِ، وَإذَا أبو يَزِيدَ - سُهَيْلُ بنُ

٢٦٨٠- حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زُرارہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں کو جب لایا گیا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ ؓ آل عفراء کے پاس یعنی عفراء کے صاحبزادوں عوف اور معوذ کے ہاں ٹھہری ہوئی تھیں جہاں کہ ان کے اونٹوں کا باڑا تھا۔ اور یہ امہات المومنین پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سودہ ؓ بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں (آل عفراء) کے ہاں تھی جب میں (وہاں سے) آئی تو مجھے بتایا گیا کہ قیدی لائے گئے ہیں۔ میں اپنے گھر لوٹی تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور ابو یزید سہیل بن عمرو بھی حجرے کے کونے میں پڑا تھا۔ ایک رسی سے اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ ...... پھر باقی حدیث بیان کی۔

٢٦٨٠- تخريج: [إسناده حسن] * يحيى روى هذا الحديث عن سودة كما هو الأظهر.

عَمْرٍو - فِي نَاحِيَةِ الْحُجْرَةِ مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ بِحَبْلٍ» ثُمَّ ذَكَرَ الحدِيثَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُمَا قَتَلَا أَبَا جَهْلِ ابنَ هِشَامٍ وَكَانَا انْتَدَبَا لَهُ وَلَمْ يَعْرِفَاهُ وَقُتِلَا يَوْمَ بَدْرٍ.

ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے (عوف اور معوذ نے) ابوجہل بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے تھے مگر پہچانتے نہ تھے اور خود بدر کے روز شہید ہو گئے تھے۔

فائدہ: ابوجہل کے قتل میں عفراء کے دو صاحبزادوں معاذ اور معوذ کے علاوہ معاذ بن عمرو بن جموح اور عبداللہ بن مسعود ؓ بھی شریک تھے۔ امام ابوداود ؒ اور ابن سعد نے عوف بن عفراء کا نام بھی شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے ان روایات میں جمع و تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے پہلے مل کر حملہ کیا' پھر معوذ بن عفراء نے بھی اس کو گھائل کیا اور آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے اس کا سر قلم کیا۔ (فتح الباری' کتاب المغازی' باب : قتل ابی جھل' حدیث:۳۹۶۴ والرحیق المختوم) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا تذکرہ حدیث:۲۷۰۹ میں آ رہا ہے۔

(المعجم ١١٥) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ [وَيُقَرَّرُ] (التحفة ١٢٥)

باب:۱۱۵-قیدی کو مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور اقرار کرانا

٢٦٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَدَبَ أَصْحَابَهُ فَانْطَلَقُوا إِلَى بَدْرٍ فَإِذَا هُمْ بِرَوَايَا قُرَيْشٍ فِيها عَبْدٌ أَسْوَدُ لِبَنِي الْحَجَّاجِ، فَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ الله ﷺ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ أَيْنَ أَبو سُفْيَانَ؟ فَيَقُولُ: وَالله! مَا لِي بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ عِلْمٌ، وَلٰكِنْ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ جَاءَتْ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بنُ خَلَفٍ، فَإِذَا قَالَ لَهُمْ ذٰلِكَ ضَرَبُوهُ فَيَقُولُ:

۲۶۸۱-حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور پھر بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اچانک انہیں قریش کے اونٹ ملے جن پر وہ پانی ڈھوتے تھے' ان میں بنی حجاج کا کالے رنگ کا ایک غلام بھی تھا' صحابہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے تفتیش کرنے لگے کہ ابوسفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس کے معاملے کی کوئی خبر نہیں' لیکن یہ اہل قریش آئے ہیں' ان میں ابوجہل' ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ جب وہ صحابہ کو یہ بات کہتا' تو وہ اسے مارنے لگتے۔ پس وہ کہتا: مجھے چھوڑ

٢٦٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة بدر، ح: ١٧٧٩ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا.

دَعُوني ، دَعُوني أُخْبِرْكُمْ فَإِذَا تَرَكُوهُ قَالَ : وَاللهِ! مالِي بِأَبِي سُفْيَانَ من عِلْمٍ ، وَلٰكِنْ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ فِيهِمْ أَبُوجَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بنُ خَلَفٍ قَدْ أَقْبَلُوا وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَسْمَعُ ذٰلِكَ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُم لَتَضْرِبُونَهُ إِذَا صَدَقَكُم وَتَدَعُونَهُ إِذَا كَذَبَكُم ، هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ لِتَمْنَعَ أَبا سُفْيَانَ» ، قالَ أَنَسٌ : قال رَسُولُ الله ﷺ : «هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ ، «وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ ، «وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ ، فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! ما جَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ الله ﷺ فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، فَأُخِذَ بِأَرْجُلِهِمْ ، فَسُحِبُوا ، فَأُلْقُوا في قَلِيبِ بَدْرٍ .

مجھے چھوڑو' بتاتا ہوں۔ جب اسے چھوڑ دیتے' تو کہتا: اللہ کی قسم! مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں' لیکن یہ اہل قریش آئے ہیں' ان میں ابوجہل' ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ سب سن رہے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ تمہیں سچ کہتا ہے' تو تم مارنے لگتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے' تو اسے چھوڑ دیتے ہو' یہ قریش کے لوگ ابوسفیان ہی کو بچانے کے لیے آئے ہیں۔'' حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی'' اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ''کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔'' اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ''کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔'' اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ انس کہتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان نامزد لوگوں میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہوا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے ان مقتولوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ٹانگوں سے پکڑ پکڑ اور گھسیٹ گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① احوال ومصالح کے پیش نظر قیدی کو مارنا پیٹنا اور اس طریقے سے حقائق اگلوانا' ایک مطلوب اور جائز امر ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات کچھ خبریں وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کی اطلاع دی جاتی تھی۔ قرآن مقدس میں ہے: ﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى○﴾ (النجم: ۳-۴) ③ اس حدیث میں حربی کافروں کے مقتولوں کا عدم احترام بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١١٦) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الإِسْلَامِ (التحفة ١٢٦)

باب:١١٦-اسلام قبول کرنے کے لیے قیدی پر جبر کرنا مناسب نہیں

٢٦٨٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ بنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قال: حدثنا أَشْعَثُ بنُ عَبْدِ الله يَعْني السِّجِسْتَانِيَّ؛ ح: وحدثنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا ابنُ أبي عَدِيٍّ وَهٰذَا لَفْظُهُ؛ ح: وحدثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ عن شُعْبَةَ، عنْ أبي بِشْرٍ، عنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَتِ المَرْأَةُ تَكُونُ مِقْلَاتًا فَتَجْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُو النَّضِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ فقَالُوا: لَا نَدَعُ أَبْنَاءَنَا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِى ٱلدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَىِّ﴾ [البقرة: ٢٥٦].

٢٦٨٢- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: جب کوئی عورت ایسی ہوتی کہ اس کے بچے زندہ نہ رہتے' تو وہ نذر مان لیا کرتی تھی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنا ڈالے گی۔ سو جب بنو نضیر کو مدینے سے جلاوطن کیا گیا تو ان میں انصاریوں کے لڑکے بھی تھے۔ (جو اس قسم کی نذر کے تحت یہودی بنائے گئے تھے) انہوں نے کہا: ہم اپنے بچوں کو نہیں چھوڑیں گے (ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ ''دین میں کوئی جبر واکراہ نہیں۔ ہدایت' گمراہی کے مقابلے میں واضح اور نمایاں ہو چکی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: المِقْلَاةُ الَّتِي لا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: [اَلْمِقْلَاة] وہ عورت ہوتی ہے جس کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔

فائدہ: اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں جبر واکراہ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جہاد کا حکم اور عمل اشاعت اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے' نہ کہ لوگوں کو اسلام پر مجبور کرنے کے لیے۔

(المعجم ١١٧) - باب قَتْلِ الأَسِيرِ وَلَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ الإِسْلَامُ (التحفة ١٢٧)

باب:١١٧-قیدی کو اسلام کی دعوت دیے بغیر قتل کر ڈالنے کا مسئلہ

٢٦٨٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٦٨٣- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کا بیان

٢٦٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٠٤٨ من حديث شعبة به.

٢٦٨٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم في المرتد، ح: ٤٠٧٢ من حديث أحمد بن المفضل به.

حدثنا أَحْمَدُ بنُ المُفَضَّلِ: حدَّثنا أَسْباطُ ابنُ نَصْرٍ قال: زَعَمَ السُّدِّيُّ عن مُصْعَبِ ابنِ سَعْدٍ، عن سَعْدٍ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتحِ مَكَّةَ آمَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْني النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَسَمَّاهُمْ وَابنَ أَبي سَرْحٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قالَ: وَأَمَّا ابنُ أَبي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! بَايِعْ عَبْدَ اللهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَأْبَى [عليه]، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُم رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هٰذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ»، فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَارَسُولَ اللهِ! ما في نَفْسِكَ أَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ».

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی تھی۔ راوی نے ان کے نام گنوائے۔ اور ابن ابی سرح بھی تھے۔ اور حدیث بیان کی۔ ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان کے ہاں چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا' تو عثمان رضی اللہ عنہ ان (ابن ابی سرح) کو لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! عبداللہ کی بیعت قبول فرمالیجیے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا' ان کی طرف دیکھا' تین بار اس طرح ہوا' آپ نے ہر بار اس کا انکار فرمایا۔ تیسری بار کے بعد آپ نے ان سے بیعت فرمالی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہ تھا' جو اس کی طرف اٹھتا' جب دیکھا کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے تو اس کو قتل کر دیتا؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ''نبی کو لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔''



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ أَخَا عُثْمَانَ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَكَانَ الْوَلِيدُ بنُ عُقْبَةَ أَخَا عُثْمَانَ لِأُمِّهِ وَضَرَبَهُ عُثْمَانُ الْحَدَّ إِذْ شَرِبَ الْخَمْرَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ (بن ابی سرح) حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ اور ولید بن عقبہ حضرت عثمان کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ انہوں نے جب شراب پی تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو حد لگائی تھی۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ یہ لوگ جنگی مجرم تھے اور اسلام کی شہرت ہی ان کے لیے اسلام کی دعوت تھی اس لیے ان کے بارے میں حکم تھا کہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے خواہ کعبہ کے پردوں ہی کے ساتھ کیوں نہ چمٹے ہوئے ہوں۔

اور یہ کئی افراد تھے: عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ (ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ تھے۔) اور عورتوں میں ابن خطل یا مقیس بن صبابہ کی لونڈیاں قریبہ اور فرتنی (علاوہ ازیں اور بھی عورتوں کے نام آتے ہیں۔) عبداللہ بن خطل کو کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا پایا گیا اور وہیں قتل کر دیا گیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں جالیا اور قتل ہوا۔ عکرمہ بھاگ کر کشتی میں سوار ہو گئے اور قتل ہونے سے بچ گئے۔ پھر بعد میں حاضر خدمت ہوئے اور اسلام لے آئے جو قبول کر لیا گیا۔ اور بڑے مخلص مسلمان ثابت ہوئے۔ عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق آتا ہے کہ یہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے مگر مرتد ہو گئے' ان پر شدت اور سختی کی وجہ یہی تھی۔ بعد میں انہوں نے بھی دوبارہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ عورتوں میں یہ لونڈیاں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا (مذمت میں شعر پڑھا) کرتی تھیں۔ قُریبہ قتل کی گئی تھی جبکہ فرتنی بھاگ نکلی اور بعد میں اسلام قبول کیا۔ ④ آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا' آنکھ کی خیانت مجرمانہ ہے جو نبی کے لیے خصوصاً اور مومن کے لیے عموماً درست نہیں۔ (نیز دیکھیے: سنن ابی داود' الجنائز' حدیث: ۳۱۹۴)

٢٦٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا زَيْدُ بنُ حُبَابٍ: أخبرنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعِيدِ بنِ يَرْبُوعٍ المَخْزُومِيُّ قال: حدَّثني جَدِّي عنْ أبِيهِ أن رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: «أرْبَعَةٌ لا أُؤَمِّنُهُمْ في حِلٍّ وَلَا حَرَمٍ»، فَسَمَّاهُمْ. قالَ: وَقَيْنَتَيْنِ كَانَتَا لِمَقِيسٍ فَقُتِلَتْ إحْدَاهُمَا وَأُفْلِتَتِ الأُخْرَىٰ فَأَسْلَمَتْ.

۲۶۸۴-عمرو بن عثمان بن عبدالرحمٰن اپنے دادا سے' وہ اپنے والد سے (سعید بن یربوع مخزومی ؓ سے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا: ''چار اشخاص کو میں حِل یا حرم میں (حدود حرم میں یا اس سے باہر کہیں بھی) پناہ نہیں دیتا۔'' چنانچہ ان کے نام گنوائے۔ اور دو لونڈیاں تھیں جو گانے بجانے کا کام کرتی تھیں اور مقیس کی ملکیت تھیں ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری بھاگ نکلی اور بعد میں اسلام لے آئی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لم أَفْهَمْ إسْنَادَهُ من ابنِ الْعَلَاءِ كما أُحِبُّ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: میں اس حدیث کی سند (اپنے شیخ) محمد بن علاء سے کما حقہٗ نہیں سمجھ سکا تھا۔

٢٦٨٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۲۶۸۵-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٢٦٨٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٦٦، ح: ٥٥٢٩ من حديث زيد بن حباب به * عمرو بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فهو مجهول الحال.

٢٦٨٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٧ عن القعنبي، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الأسير وقتل الصبر، ح: ٣٠٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢٣.

عن ابنِ شِهَابٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأسِهِ المِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: ابنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ».

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے' تو آپ کے سر پر خود تھی۔ جب آپ نے اسے اتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر ڈالو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ ابْنِ خَطَلٍ: عَبْدُ اللهِ وَكَانَ أَبُو بَرْزَةَ الأَسْلَمِيُّ قَتَلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن خطل کا نام عبداللہ تھا اور حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہونا دلیل ہے کہ حج و عمرہ کے علاوہ حسب احوال انسان بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ ② ابن خطل پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا اور ایک انصاری کو بطور خادم اس کے ساتھ روانہ کیا' اس سے کوئی تقصیر (غلطی) ہوئی تو اس نے اس انصاری کو قتل کر ڈالا اور اس کا مال لوٹ لیا' اور مرتد ہو گیا۔ سو اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کو امان نہ دی اور قتل کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ١١٨) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الأَسِيرِ صَبْرًا (التحفة ١٢٨)

باب: ۱۱۸- قیدی کو باندھ کر قتل کرنا

٢٦٨٦- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ الرَّقِّيُّ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قال: أخبرني عُبَيْدُاللهِ بنُ عَمْرٍو عن زَيْدِ بنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن إبْرَاهِيمَ قال: أرَادَ الضَّحَّاكُ بنُ قَيْسٍ أنْ يَسْتَعْمِلَ مَسْرُوقًا، فقالَ لَهُ عُمَارَةُ بنُ عُقْبَةَ: أتَسْتَعْمِلُ رَجُلًا منْ بَقَايَا قَتَلَةِ عُثْمَانَ؟ فقالَ لَهُ مَسْرُوقٌ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْعُودٍ،

۲۶۸۶- جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا کہ مسروق کو عامل بنائے۔ تو عمارہ بن عقبہ نے کہا: کیا تم ایسے آدمی کو عامل بنانا چاہتے ہو جو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے باقی رہ گیا ہے؟ تو مسروق نے اس سے کہا: ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ ہمارے نزدیک حدیث بیان کرنے میں معتبر تھے کہ نبی ﷺ نے جب تیرے باپ (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس (عقبہ)

٢٦٨٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٣٩٧ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق كثيرة في "العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام"، ص: ٢٦٥ (يسر الله لي طبعه) * إبراهيم النخعي مدلس

وَكَانَ فِي أَنْفُسِنَا مَوْثُوقَ الْحَدِيثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ أَبِيكَ، قال: مَنْ لِلصِّبْيَةِ؟ قال: «النَّارُ»، فَقَدْ رَضِيتُ لَكَ مَا رَضِيَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

نے کہا: میرے بچوں کا کفیل کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''آگ'' سو میں بھی تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جسے تیرے لیے رسول اللہ ﷺ نے پسند کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عقبہ بن ابی معیط بڑا بدبخت انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں بہت بڑھ گیا تھا اور اسی نے رسول اللہ ﷺ پر دوران نماز میں اونٹ کی اوجھ ڈالی تھی۔ اسے بدر سے واپسی پر راستے میں قتل کیا گیا۔ اسے باندھ کر قتل کیا گیا تھا' جیسا کہ فتح الباری میں صراحت ہے۔ اور یہی بات اس باب میں محل استشہاد ہے۔ (عون المعبود) اس کے ساتھ دو اور بھی تھے' طعیمہ بن عدی اور نضر بن حارث۔ ② مجرم یا قیدی کو قتل کرنا ہو تو اس کا دور سے نشانہ لینے کی بجائے تلوار سے سر قلم کر دیا جائے یا پھانسی دے دی جائے۔

(المعجم ۱۱۹) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الأَسِيرِ بِالنَّبْلِ (التحفة ۱۲۹)

باب:۱۱۹- قیدی کو تیر مار کر قتل کرنا

۲٦٨٧- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عَنِ ابنِ تِعْلَىٰ قال: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ فَأُتِيَ بِأَرْبَعَةِ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوا صَبْرًا.

۲٦٨٧- (عبید) ابن تعلیٰ کی روایت ہے کہ ہم نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی معیت میں جہاد کیا۔ ان کے سامنے دشمن کافر کے چار افراد لائے گئے جو عجمی تھے اور بڑے طاقتور تھے۔ پس انہوں نے حکم دیا اور انہیں بندھے بندھے قتل کر دیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال لَنَا غَيْرُ سَعِيدٍ عن ابنِ وَهْبٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، قال: بِالنَّبْلِ صَبْرًا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ فقال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عن قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ ما

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ابن وہب کے شاگرد سعید کے علاوہ دوسروں نے ہمیں یوں بیان کیا کہ ''ان کو تیر سے مارا گیا جبکہ وہ بندھے ہوئے تھے۔'' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے: آپ اس طرح قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابو

۲٦٨٧- **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢٢ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ١٦٦٧ * بكير بن عبدالله بن الأشج رواه عن أبيه عن عبيد بن تعلى به، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان.

صَبَرْتُهَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، فَأَعْتَقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ.

ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایک مرغی بھی ہو تو اس کو باندھ کر نہ ماروں۔ جناب عبدالرحمٰن بن خالد کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے چار گردنیں آزاد کیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے حجت نہیں۔ حربی کافروں کو ہر طرح سے' حسب ضرورت واقتضا' قتل کیا جا سکتا ہے' صرف مُثلہ کرنا منع ہے۔

(المعجم ١٢٠) - بَابٌ: فِي الْمَنِّ عَلَى الأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۲۰- فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے قیدی کو ویسے ہی رہا کر دینا

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ إِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد:۴) ''جب کافروں سے گھمسان کا رن پڑے تو ان کی گردنوں پر وار کرو' جب ان کو خوب کاٹ چکو تو اب خوب مضبوط باندھ کر قید کر لو' پھر اختیار ہے خواہ احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ (عوض اور بدل) لے کر' یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔''

٢٦٨٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أنَسٍ: أنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ أهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأصْحَابِهِ مِنْ جِبَالِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لِيَقْتُلُوهُمْ، فَأخَذَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ سِلْمًا، فَأعْتَقَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ، فَأنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ.

۲۶۸۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (سفر حدیبیہ میں) اہل مکہ کے اَسی (۸۰) آدمی فجر کی نماز کے وقت تنعیم کے پہاڑوں سے اترے کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کو قتل کر ڈالیں مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو پکڑ لیا اور انہوں نے بھی اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں ان کو رہا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ......﴾ ''(اللہ) وہ ذات ہے جس نے وادئ مکہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روکے رکھا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکے رکھا۔''

٢٦٨٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب قول الله تعالى: ﴿وهو الذي كف أيديهم عنكم﴾، ح: ١٨٠٨ من حديث حماد بن سلمة به.

فائدہ: یہ لوگ قریش کے پر جوش اور جنگ باز نوجوان تھے جو اپنے بڑوں کی رائے کے برخلاف مسلمانوں کے ساتھ صلح کے حق میں نہ تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر یہ خطرناک پروگرام بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ملا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لیے بغیر بطور احسان کے ان کو رہا کر دیا۔

٢٦٨٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن مُحَمَّدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أَبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال لِأُسَارَى بَدْرٍ: «لَوْ كَانَ مُطْعِمُ بنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي في هٰؤُلَاءِ النَّتْنَى لأَطْلَقْتُهُمْ لَهُ».

٢٦٨٩- محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: ”اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان نجس بدبوداروں کے متعلق بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو رہا کر دیتا۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ آیت قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوا کہ حسب مصلحت قیدی کو فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے رہا کر دینا جائز ہے۔ ② مطعم بن عدی کا رسول اللہ ﷺ پر یہ احسان تھا کہ طائف سے واپسی پر آپ اس کی حمایت اور پناہ سے مکہ میں آئے تھے اور اس نے آپ کا دفاع بھی کیا تھا۔

(المعجم ١٢١) - بَابٌ: فِي فِدَاءِ الأَسِيرِ بِالْمَالِ (التحفة ١٣١)

باب:١٢١- مال لے کر قیدی کو رہا کرنا

٢٦٩٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا أَبُو نُوحٍ قال: أخبرنَا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ قال: حدثنا سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ قال: حدَّثَني ابنُ عَبَّاسٍ قال: حدَّثَني عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فأَخَذَ يَعني النَّبيَّ ﷺ الْفِدَاءَ أَنْزَلَ

٢٦٩٠- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بدر کا دن تھا اور نبی ﷺ نے قیدیوں سے فدیہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّكُونَ لَهُ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۝لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا

٢٦٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ما مَنَّ النبيُّ ﷺ على الأسارى من غير أن يُخَمِّس، ح: ٣١٣٩ من حديث عبدالرزاق به.

٢٦٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب: الإمداد بالملائكة في غزوة بدر، وإباحة الغنائم، ح: ١٧٦٣ من حديث عكرمة بن عمار به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٠، ٣٣.

لله عَزَّوَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي ٱلْأَرْضِ﴾ إلى قوله: ﴿لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [الأنفال: ٦٨] مِن الفِدَاءِ ثُمَّ أَحَلَّ اللهُ لَهُمُ الْغَنَائِمَ.

''نبی کو مناسب نہیں کہ اس کے لیے قیدی ہوں یہاں تک کہ (دشمن کو) زمین میں اچھی طرح کچل لے' تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے' اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا فیصلہ پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (فدیہ) لیا ہے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔'' پھر اللہ عزوجل نے ان کے لیے غنیمتوں کو حلال فرما دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يُسْأَلُ عن اسْمِ أبي نُوحٍ فقال: إيْشٍ تَصْنَعُ باسْمِهِ؟ اسْمُهُ اسْمٌ شَنِيعٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ان سے ابونوح کا نام پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تم اس کے نام کا کیا کرو گے؟ اس کا نام قبیح سا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُهُ قُرَادٌ، والصَّحِيحُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ غَزْوَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام ''قراد'' ہے (چیچڑی) اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن بن غزوان ہے۔

فائدہ: آیت قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کافر قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے' جو فدیہ لیا ہے' یہ فیصلہ غلط تھا۔ تمہارے لیے بہتر یہ تھا کہ تم ان کو قتل کرتے' تاکہ کفار کی قوت کم ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ کی تقدیر میں تمہارے لیے مال غنیمت کا حلال ہونا لکھا ہوا تھا' اس لیے اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اس کے بعد مسلمانوں کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا' جب کہ پہلی امتوں کے لیے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔

٢٦٩١- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ المُبَارَكِ العَيْشِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ حَبِيبٍ: حدثنا شُعْبَةُ عنْ أبي الْعَنْبَسِ، عنْ أبي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعمِائَةٍ.

۲۶۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے موقع پر اہل جاہلیت (مشرک قیدیوں) کا فدیہ چار سو (درہم فی کس) مقرر کیا تھا۔

٢٦٩١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٦١ من حديث عبدالرحمٰن بن المبارك به،
صححه الحاكم ٢/ ١٤٠، ووافقه الذهبي ...

توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ "چار سو درہم" کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

٢٦٩٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَحْيَى بنِ عَبَّادٍ، عن أبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أهْلُ مَكَّةَ في فِدَاءِ أُسَرَائِهِمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ في فِدَاءِ أبي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيجَةَ أدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أبي الْعَاصِ. قالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقال: «إنْ رَأيْتُمْ أنْ تُطْلِقُوا لَهَا أسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا». قالُوا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أخَذَ عَلَيْهِ، أوْ وَعَدَهُ أنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إلَيْهِ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدَ بنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنَ الأنْصَارِ فقال: «كُونَا بِبَطْنِ يَأْجِجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا».



٢٦٩٢-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی صاحبزادی) نے (اپنے شوہر) ابوالعاص کے فدیہ میں مال بھیجا' اور وہ ہار پیش کیا جو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ابوالعاص سے شادی کے وقت دیا تھا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوئی اور فرمایا: "اگر تم مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو اس کے لیے ویسے ہی رہا کر دو اور اس کا ہار اسے واپس کر دو۔" صحابہ نے اسے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ کی طرف بھیج دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کو بھیجا اور انہیں کہا: "تم وادی یأجج کے دامن میں رکنا حتی کہ زینب تمہارے پاس آ جائے تو پھر اسے ساتھ لے کر آ جانا۔"

فوائد و مسائل: ① حسب مصالح قیدی کو فدیہ لیے بغیر رہا کرنا بھی جائز ہے۔ ② حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ابوالعاص کے ساتھ نکاح بعثت سے پہلے ہوا تھا مگر ابوالعاص نے صلح حدیبیہ کے ایام میں اسلام قبول کیا۔ ③ وادی یأجج مکہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع تھی۔ ④ زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اشد ضرورت کی بنا پر عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے۔ جبکہ عورت کا خاوند اور محرم کوئی نہ ہو یا خاوند اور محرم کا کسی وجہ سے ساتھ جانا ممکن نہ ہو۔

٢٦٩٢- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٦ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم: ٣/ ٢٣٦، ٣٢٤و٤/ ٤٤، ٤٥ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في السيرة لابن هشام، ص: ٦٥٣.

٢٦٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبي مَرْيَمَ: حدثنا عَمِّي يعني سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ قال: أخبرنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ قال: وَذَكَرَ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالمِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قال حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ»، فَقَالُوا: نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ جَاءُوا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ»، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لَهُمْ يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ»، فَرَجَعَ النَّاسُ وَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَأَخْبَرُوا أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

٢٦٩٣-حضرت مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ ہوازن کے مسلمان لوگوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا مال واپس کر دیا جائے (جو کہ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ یہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو (مجاہدین) اور مجھے بات وہ پسند ہے جو سچی ہو' تم لوگ دو میں سے ایک چیز اختیار کر لو' قیدی یا مال۔“ انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدیوں کو اختیار کرتے ہیں' (انہیں رہا کر دیا جائے) تو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے' اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ”تمہارے یہ بھائی تائب ہو کر آئے ہیں' میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں' تو تم میں سے بھی جو خوشی خوشی یہ کام کرنا چاہے کرے' اور جو پسند کرے کہ (اس کے قیدی کے بدلے) اسے اس کا حصہ دیا جائے تو یہ ہمارے ذمے رہا اور پہلی پہلی غنیمت جو اللہ ہمیں دے گا اس میں سے ہم اس کا حق ادا کریں گے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کے لیے بخوشی یہ کام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہم پر یہ واضح نہیں ہے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی' لہٰذا تم جاؤ حتی کہ تمہارے نمائندے ہمیں آ کر تمہارا معاملہ بتائیں۔“ چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے' ان کے امیروں اور نمائندوں نے ان سے (کھل کر) بات کی' تو ان نمائندوں نے آ کر بتایا کہ ہمارے لوگ خوشی سے

٢٦٩٣_تخريج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا وهب شيئًا لوكيل أو شفيع قوم جاز، ح: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨ من حديث الليث بن سعد به.

انہیں (آزاد کرنے کی) اجازت دے رہے ہیں۔

٢٦٩٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: فقال رَسُولُ الله ﷺ: «رُدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ، فَمَنْ مَسَكَ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فإنَّ لَهُ بِهِ عَلَيْنَا سِتَّ فَرَائِضَ من أوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللهُ تَعالَى عَلَيْنَا» ثُمَّ دَنَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، مِنْ بَعِيرٍ فَأَخَذَ وَبَرَةً من سَنَامِهِ ثُمَّ قالَ: «أيُّهَا النَّاسُ! إنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذَا»، وَرَفَعَ إصْبَعَيْهِ «إلَّا الْخُمُسَ. وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُم فَأَدُّوا الْخِيَاطَ وَالمِخْيَطَ» فَقَامَ رَجُلٌ في يَدِهِ كُبَّةٌ مِنْ شَعْرٍ، فقال: أخَذْتُ هٰذِهِ لِأُصْلِحَ بِهَا بَرْذَعَةً لِي، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ»، فَقالَ: أمَّا إذَا بَلَغَتْ ما أرَى فَلَا أرَبَ لِي فِيهَا وَنَبَذَهَا.

۲۶۹۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے‘ وہ (شعیب) اپنے دادا سے اس واقعہ کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں کی عورتیں اور بچے انہیں لوٹا دو اور جو کوئی بلاعوض واپس نہ کرنا چاہے تو ہمارا اس سے وعدہ ہے کہ پہلی پہلی غنیمت جو اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے چھ اونٹ اسے دیے جائیں گے۔“ پھر آپ اپنے اونٹ کے قریب ہوئے اور اس کے کوہان سے کچھ بال لیے اور فرمایا: ”لوگو! اس غنیمت میں سے میرے لیے خمس (پانچویں حصے) کے سوا کچھ نہیں ہے‘ اس قدر (بال) بھی نہیں۔“ اور آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی بلند فرمائی۔ اور فرمایا: ”یہ خمس بھی تم لوگوں ہی میں تقسیم ہوگا لہٰذا سوئی اور دھاگے تک واپس کر دو۔“ چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوا‘ اس کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا سا تھا وہ بولا: میں نے یہ بال لیے ہیں تاکہ پالان کے نیچے کی گدی درست کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو میرا ذاتی حصہ ہے یا بنی عبدالمطلب کا‘ وہ تم لے سکتے ہو (دوسروں کا نہیں۔“) اس نے کہا: اگر اس کا اتنا گناہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور اس نے گچھا پھینک دیا۔

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمیشہ سچی اور صاف بات کیا کریں۔ ② مسلمانوں کے قائد کو بھی یہ حق نہیں کہ ان کی دلی رضامندی کے بغیر ان کے مال پر کوئی تصرف کرے۔ ③ اگر اجتماعی مصلحت کے تحت کوئی تصرف کرنا ہو تو اس کا عوض ادا کرنا لازمی ہے۔ ④ حسب مصلحت قیدیوں کو فدیہ

٢٦٩٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الهبة، باب هبة المشاع، ح: ٣٧١٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في السيرة لابن هشام (بتحقيقي)، ح: ٢٠٣ * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ١٠٨٠ وغيره.

لیے بغیر آزاد کرنا جائز ہے۔ ⑤ قومی امانت میں معمولی خیانت بھی جرم عظیم ہے لہٰذا منصب داروں کو فکر کرنی چاہیے اور خبردار رہنا چاہیے۔ ⑥ ہر قوم اور جماعت کو اجتماعی نظم قائم کرتے ہوئے اپنا امیر اور نمائندہ منتخب کرنا چاہیے جو اجتماعی امور میں ان کی نمائندگی کرے۔

(المعجم ١٢٢) - بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يُقِيمُ عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْعَدُوِّ بِعَرْصَتِهِمْ (التحفة ١٣٢)

باب:۱۲۲- دشمن پر غلبہ پا لینے کے بعد امیر کا کچھ وقت کے لیے مفتوحہ علاقے میں ٹھہرنا

٢٦٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّىٰ: حدثنا مُعَاذُ بنُ مُعاذٍ؛ ح: وَحدثنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حدثنا رَوْحٌ قالا: حدثنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ، عن أبي طَلْحَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذا غَلَبَ عَلَى قَوْمٍ أقامَ بالْعَرْصَةِ ثَلاثًا - قالَ ابْنُ الْمُثَنَّىٰ: إذَا غَلَبَ قَوْمًا - أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ بِعَرْصَتِهِمْ ثَلاثًا.

۲۶۹۵- حضرت ابوطلحہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غالب آ جاتے تو (اس کے بعد) تین دن تک ان کے علاقے میں اقامت فرماتے۔ ابن مثنیٰ نے کہا: جب آپ کسی قوم پر غالب آ جاتے تو پسند فرماتے کہ ان کے علاقے میں تین دن اقامت کریں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ يَطْعَنُ في هٰذَا الْحَدِيثِ لأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ قَدِيمِ حَدِيثِ سَعِيدٍ، لأَنَّهُ تَغَيَّرَ سَنَةَ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَلَمْ يُخْرِجْ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا بِآخِرِهِ.

(امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: محدث یحییٰ بن سعید اس حدیث پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ سعید (ابن ابی عروبہ) کی قدیم روایات میں سے نہیں ہے کیونکہ سن ۴۵ ہجری میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اور انہوں نے یہ حدیث اس عارضے کے بعد ہی بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُقَالُ إِنَّ وَكِيعًا حَمَلَ عَنْهُ في تَغَيُّرِهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: (کہا جاتا ہے کہ وکیع نے ان سے یہ حدیث حافظہ کی خرابی کے دنوں میں لی تھی۔)

فائدہ: حدیث صحیح ہے اور یہ صحیح بخاری میں بھی ہے (٣٠٦٥)۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوداود کا یہ قول جو بریکٹوں کے درمیان ہے ابوداود کے بعض نسخوں میں نہیں ہے اور اس کا نہ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے۔

٢٦٩٥- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غلب العدو، فأقام على عرصتهم ثلاثًا ح: ٣٠٦٥ من حديث روح بن عبادة به.

(المعجم ١٢٣) - **بَابٌ: فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ** (التحفة ١٣٣)

باب:١٢٣- قیدیوں کو جدا جدا کرنا

٢٦٩٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ ابنِ أبي شَبِيبٍ، عن عَلِيٍّ رضي الله عنه: أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ.

٢٦٩٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے میں جدائی کر دی (اور انہیں علیحدہ علیحدہ بیچ دیا) تو نبی ﷺ نے ان کو اس سے روک دیا اور ان کی یہ بیع واپس کرا دی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَيْمُونٌ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا قُتِلَ بِالْجَمَاجِمِ. وَالْجَمَاجِمُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میمون (بن ابی شبیب) نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ یہ سن ۸۳ھ میں جماجم میں قتل کر دیے گئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَرَّةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقُتِلَ ابنُ الزُّبَيْرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: واقعہ حرہ سن ۶۳ ہجری میں ہوا تھا اور حضرت (عبداللہ) ابن زبیر سن ۷۳ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ روایت یہاں اس سند کے ساتھ منقطع ہے جیسا کہ امام ابوداود نے تصریح کی ہے لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ روایت حسن ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ صحیح ہے کہ لونڈی اور اس کے بچے کو الگ الگ بیچنا صحیح نہیں ہے۔ اس طرح ماں کو بھی تکلیف ہوگی اور بچہ بھی پریشان ہوگا۔

(المعجم ١٢٤) - **بَابٌ: الرُّخْصَةِ فِي الْمُدْرِكِينَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمْ** (التحفة ١٣٤)

باب:١٢٤- اگر قیدی جوان ہوں تو ان میں جدائی کی جا سکتی ہے

٢٦٩٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٢٦٩٧- حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد (سلمہ بن

٢٦٩٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٢٦ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، وحديث الترمذي، ح: ١٢٨٣، ١٥٦٦ يغني عنه.

٢٦٩٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب التنفيل وفداء المسلمين بالأسارى، ح: ١٧٥٥ من حديث عكرمة بن عمار به.

ل: حدثنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حدثنا
كْرِمَةُ قال: حدَّثني إِيَاسُ بنُ سَلَمَةَ
ل: حدثني أَبِي قال: خَرَجْنَا مَعَ أَبِي
كْرٍ - وَأَمَّرَهُ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ -
زَوْنَا فَزَارَةَ، فَشَنَنَّا الْغَارَةَ، ثُمَّ نَظَرْتُ
ى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيهِ الذُّرِّيَّةُ وَالنِّسَاءُ،
مَيْتُ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ
امُوا فَجِئْتُ بِهِمْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فِيهِمُ
رَأَةٌ مِنْ فَزَارَةَ وَعَلَيْهَا قَشْعٌ مِنْ أَدَمٍ،
نَهَا بِنْتٌ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ، فَنَفَّلَنِي
و بَكْرٍ بِنْتَهَا فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَنِي
سُولُ اللهِ ﷺ فقالَ لِي: «يَاسَلَمَةُ! هَبْ
ي الْمَرْأَةَ»، فَقُلْتُ: وَاللهِ! لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي
مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، فَسَكَتَ حَتَّى إِذَا
انَ مِنَ الْغَدِ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ في
سُّوقِ، فقالَ لِي: «يَاسَلَمَةُ! هَبْ لِي
مَرْأَةَ لله أَبُوكَ»، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!
للهِ! مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا وَهِيَ لَكَ،
عَثَ بِهَا إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَفِي أَيْدِيهِمْ
سْرَى، فَفَدَاهُمْ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ.

اکوع ؓ) سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: ہم حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے بنوفزارہ کے ساتھ جہاد کیا اور ہر طرف سے ان پر چڑھائی کی۔ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، ان میں بچے تھے اور عورتیں بھی۔ میں نے ایک تیر مارا جوان کے اور پہاڑ کے درمیان جا گرا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے میں انہیں حضرت ابوبکر ؓ کے پاس لے آیا۔ ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جس نے ایک پرانی کھال اوڑھی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکیوں میں سے تھی۔ ابوبکر ؓ نے وہ لڑکی بطور نفل غنیمت مجھے دے دی۔ میں مدینے آیا اور رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ''اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دے۔'' میں نے عرض کیا: قسم اللہ کی! وہ تو مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں نے اس کا کپڑا بھی نہیں اٹھایا۔ پس آپ خاموش ہو رہے۔ جب اگلا دن ہوا، رسول اللہ ﷺ مجھے بازار میں ملے اور فرمایا: ''اے سلمہ! عورت مجھے ہبہ کر دے، تیرے باپ کی بھلائی ہو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا، مگر وہ آپ کی ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اسے اہل مکہ کی طرف بھیج دیا جبکہ کچھ مسلمان قیدی ان کے قبضے میں تھے، تو اس عورت کو بطور فدیہ کے ان کو دے دیا۔

فوائد و مسائل: ① مجاہدین کو اضافی انعامات (نفل غنیمت) خمس نکالنے سے پہلے دیے جاتے ہیں۔ ② قیدی اگر بڑی عمر کے ہوں تو قریبی رشتہ داروں میں بھی تفریق کی جاسکتی ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کسی مسلمان کا مال اس کی ولی رضامندی کے بغیر لینا پسند نہ کرتے تھے۔ ④ لونڈیوں سے مباشرت جائز ہے خواہ مشرک ہی ہوں مگر استبراء (ایک حیض آنے) کے بعد۔ ⑤ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا جائے۔

(المعجم ١٢٥) - بَابٌ: فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يُدْرِكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ (التحفة ١٣٥)

باب:۱۲۵-کفار کسی مسلمان کا مال لے اڑیں پھ اس کا مالک مال غنیمت میں اپنا مال پا لے

٢٦٩٨- حَدَّثَنا صَالِحُ بنُ سُهَيْلٍ: حدثنا يَحْيَى يَعْني ابنَ أبي زَائِدَةَ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أنَّ غُلَامًا لابْنِ عُمَرَ أَبَقَ إِلَى الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ رَسُولُ الله ﷺ إِلَى ابنِ عُمَرَ وَلَمْ يُقْسَمْ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقال غَيْرُهُ رَدَّهُ عليهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ.

۲۶۹۸-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ا کا ایک غلام بھاگ کر دشمنوں کے پاس چلا گیا۔ پھر مسلما ان لوگوں پر غالب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ غلا ابن عمر کو واپس کر دیا اور (بطور غنیمت) تقسیم نہیں فرمایا۔ ا ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (یحییٰ بن ابی زائدہ کے علاو کسی دوسرے نے کہا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ا واپس کیا تھا۔



فائدہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگلی روایت صحیح ہے' جس میں ہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد پیش آیا ہے اور حضرت خالد بن ولید نے وہ غلام یا گھوڑا واپس کیا تھا۔

٢٦٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ المَعْنى، قالا: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ الله ﷺ، وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بأَرْضِ الرُّوم فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَليهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۶۹۹-(محمد بن سلیمان الانباری کی سند سے مر ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا ا گھوڑا بھاگ گیا تو دشمن نے اسے پکڑ لیا۔ پھر مسلمان ا پر غالب آ گئے تو وہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کے زمانے م ابن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس دے دیا گیا۔ (ایک اور موقع پ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ گیا اور رومی کے علاقے میں چلا گیا۔ مسلمان ان پر غالب آ گ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ ان کو واپس کر دیا۔ اور نبی ﷺ کے بعد کا واقعہ ہے۔

٢٦٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ٢٦٤ من حديث ابن أبي زائدة به، وه شاذ، انظر الحديث الآتي

٢٦٩٩- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما أحرز العدو ثم ظهر عليه المسلمون، ح: ٤٧ من حديث ابن نمير به، وعلقه البخاري، ح: ٣٠٦٧.

(المعجم ١٢٦) - **بَابٌ: فِي عَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ يُلْحَقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ فَيُسْلِمُونَ** (التحفة ١٣٦)

باب:١٢٦- مشرکوں کے غلام اگر مسلمانوں سے آملیں اور اسلام قبول کرلیں

٢٧٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ قال: حدثني مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مَنْصُورِ بنِ الْمُعْتَمِرِ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: «خَرَجَ عِبْدَانٌ إلَى رَسُولِ الله ﷺ يَعْني يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ، فَكَتَبَ إلَيْهِ مَوَالِيهِمْ، فَقَالُوا: يَامُحَمَّدُ! وَالله! مَا خَرَجُوا إلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ، وَإنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ، فَقَالَ نَاسٌ: صَدَقُوا يَارَسُولَ الله! رُدَّهُمْ إلَيْهِمْ، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ وَقَالَ: «مَا أُرَاكُمْ تَنْتَهُونَ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! حتى يَبْعَثَ الله عَلَيْكُم مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُم عَلَى هٰذَا» وَأَبَى أنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ: «هُمْ عُتَقَاءُ الله عَزَّوَجَلَّ».

٢٧٠٠- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز صلح سے پہلے کچھ غلام بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو ان کے مالکوں نے آپ کو لکھا: اے محمد! (ﷺ) قسم اللہ کی! یہ لوگ تمہارے دین کے شوق میں تمہارے پاس نہیں آئے ہیں' بلکہ غلامی سے بھاگ کر آئے ہیں۔ صحابہ میں سے کچھ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہوں نے سچ کہا ہے' آپ انہیں ان کو واپس لوٹا دیں تو رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا: ''اے قریشیو! میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک کہ اللہ تم پر کسی ایسے کو نہ بھیج دے جو تمہاری اس (ہٹ دھرمی) پر تمہاری گردنیں مار دے۔'' اور آپ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔''

فائدہ: جب ایک آدمی دارالکفر سے نکل بھاگا تو اپنے طور پر آزاد ہو گیا۔ پھر اسلام قبول کرلیا تو اب وہ آزاد ہے۔ اس کا اسلام بھی قبول ہے۔ اسے کفار کے پاس واپس بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(المعجم ١٢٧) - **بَابٌ: فِي إبَاحَةِ الطَّعَامِ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ** (التحفة ١٣٧)

باب:١٢٧- دشمن کے علاقے سے ملنے والی کھانے پینے کی اشیا کے استعمال کا جواز

٢٧٠٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٢٥ من حديث عبدالعزيز بن يحيى به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ٣٧١٥ من حديث شريك القاضي عن منصور به، وقال: "حسن صحيح غريب" ● محمد بن إسحاق وشريك القاضي مدلسان وعنعنا.

٢٧٠١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ: حدثنا أَنَسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا في زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ.

۲۷۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک لشکر کو غلہ اور شہد بطور غنیمت ملا' تو اس میں سے خمس نہیں لیا گیا تھا۔

٢٧٠٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْقَعْنَبِيُّ قالا: حدثنا سُلَيْمَانُ عن حُمَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ قال: دُلِّيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ قال: فَأَتَيْتُهُ فَالْتَزَمْتُهُ قال: ثُمَّ قُلْتُ: لا أُعْطِي مِنْ هٰذَا أَحَدًا الْيَوْمَ شَيْئًا قالَ: فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ.

۲۷۰۲- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز چربی سے بھرا ایک تھیلا اوپر سے لڑھکا گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے جھپٹ لیا' پھر میں نے کہا: آج میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے گردن موڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میری جانب (دیکھ کر) مسکرا رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① فقہائے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مطعومات (کھانے پینے والی چیزوں) میں سے خمس نہیں نکالا جاتا۔ اور مجاہدین کو حسب حاجت کھاپی لینے کی رخصت ہے۔ البتہ بہت زیادہ مقدار میں حاصل ہونے والا غلہ بعد از استعمال بطور غنیمت تقسیم ہوگا۔ ② خمس کا مسئلہ آگے باب: ۱۵۸ میں آرہا ہے۔ ③ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی چربی بھی۔

(المعجم ١٢٨) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَى إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قِلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٣٨)

باب: ۱۲۸- دشمن کے علاقے میں طعام کی کمی ہو تو لوٹ کی ممانعت

٢٧٠٣- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ:

۲۷۰۳- ابو لبید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت

٢٧٠١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٦٩، ٣٧٠، ح: ١٣٣٧٢، والبيهقي: ٩/ ٥٩ من حديث إبراهيم بن حمزة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٧٠، ورواه البخاري، ح: ٣١٥٤ من حديث نافع به.

٢٧٠٢- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب جواز الأكل من طعام الغنيمة في دارالحرب، ح: ١٧٧٢ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ٣١٥٣ من حديث حميد بن هلال به.

٢٧٠٣- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٦٢، ٦٣ من حديث جرير بن حازم به، وللحديث شواهد.

وَأَصَابُوا غَنَمًا فَانْتَهَبُوهَا، فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْشِي عَلَى قَوْسِهِ فَأَكْفَأَ قُدُورَنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ» أَوْ «إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ» الشَّكُّ مِنْ هَنَّادٍ.

تھا) کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوس کے سہارے چلتے ہوئے تشریف لائے اور ہمارے دیگچوں کو اپنی قوس سے الٹ دیا اور گوشت کو مٹی میں لتھیڑنے لگے اور فرمایا: ''لوٹ کا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں۔'' یا یوں فرمایا: ''مردار کا گوشت لوٹ کے مال سے زیادہ حلال نہیں ہے۔'' یہ شک ہناد کو ہوا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یعنی جس طرح مردار کا گوشت حلال اور جائز نہیں' یہی حکم لوٹ کے اس مال کا ہے جو بلا استحقاق لیا جائے۔ ② نبی ﷺ نے انتہائی مشقت اور احتیاج کے حالات میں بھی دوسروں کا حق کھانے کی اجازت نہیں دی۔ ③ مالی سزا دینا (تعزیر بالمال) جائز ہے۔ ④ امام پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں عدل وانصاف کا ہر حال میں اہتمام کرے' اس سے اللہ کی رحمت اترتی اور دشمن پر غلبہ ملتا ہے۔



(المعجم ١٢٩) - بَابٌ: فِي حَمْلِ الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٣٩)

باب:١٢٩- دشمن کے علاقے سے کھانے پینے کی چیزیں اپنے ساتھ لے آنا

٢٧٠٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابنَ حَرْشَفٍ الأَزْدِيَّ حَدَّثَهُ عن الْقَاسِمِ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ الْجَزَرَ فِي الْغَزْوِ وَلَا نَقْسِمُهُ حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَرْجِعُ إِلَى رِحَالِنَا وَأَخْرِجَتُنَا مِنْهُ مُمْلأَةٌ.

٢٧٠٦- اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی کا بیان ہے' کہا: جہاد کے دوران میں ہم اونٹ ذبح کر کے کھاتے اور (باقاعدہ) تقسیم نہ کرتے حتی کہ جب ہم واپس لوٹتے تو ہمارے تھیلے اس گوشت سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔

(المعجم ١٣٠) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ إِذَا فَضَلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٤٠)

باب:١٣٠- دارالحرب میں جب کھانے پینے کی اشیا لوگوں کی ضرورت سے زائد ہوں تو انہیں بیچنے کا مسئلہ

٢٧٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٣٩ * ابن حرشف مجهول (تقريب).

٢٧٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ حَمْزَةَ: حدثنا أبُو عَبْدِ العَزِيزِ - شَيْخٌ مِنْ أهْلِ الأُرْدُنِّ - عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ غَنْمٍ قال: رَابَطْنَا مَدِينَةَ قِنَّسْرِينَ مَعَ شُرَحْبِيلَ بنِ السِّمْطِ، فَلَمَّا فَتَحَهَا أصَابَ فيهَا غَنَمًا وَبَقَرًا، فَقَسَمَ فِينَا طَائِفَةً مِنْهَا وَجَعَلَ بَقِيَّتَهَا في المَغْنَمِ، فَلَقِيتُ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ مُعَاذٌ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ فَأصَبْنَا فيهَا غَنَمًا، فَقَسَمَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ طَائِفَةً وَجَعَلَ بَقِيَّتَهَا في المَغْنَمِ.

۲۷۰۷- حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ کی معیت میں قنسرین شہر کا محاصرہ کیا۔ جب انہوں نے اس کو فتح کر لیا تو وہاں سے انہیں بکریاں اور گائیں ملیں۔ انہوں نے ان میں سے ایک حصہ ہم میں تقسیم کر دیا اور باقی کو غنیمت میں جمع کر لیا۔ پھر میں (عبدالرحمٰن بن غنم) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ سب ان کو بتایا' تو انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شرکت کی' پس ہمیں بکریاں ملیں' تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ کو ہم میں تقسیم کر دیا (کھانے کے لیے) اور باقی کو مال غنیمت میں شامل کر لیا۔

فائدہ: مطعومات میں سے جو استعمال ہو جائے اسے استعمال کر لیا جائے اور بقیہ کو بطور غنیمت جمع رکھا جائے تاکہ بعد میں خُمس (پانچواں حصہ) نکال کر حصوں کے مطابق تقسیم کیا جا سکے' اسے فروخت نہ کیا جائے۔ ہاں ہر شخص اپنا حصہ وصول کر لینے کے بعد اس میں جو تصرف کرے' اس کا حق ہے۔

(المعجم ١٣١) - بَابٌ: في الرَّجُلِ يَنْتَفِعُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بِشَيْءٍ (التحفة ١٤١)

باب:۱۳۱- (دوران جہاد) مشترکہ غنیمت میں سے استعمال کی چیزیں استعمال کرنا

٢٧٠٨- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ المعنى، - قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَأنَا لِحَدِيثِهِ أتْقَنُ - قَالا: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي مَرْزُوقٍ

۲۷۰۸- حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے' اسے روا نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر سواری کرتا رہے حتیٰ کہ جب اسے لاغر کر ڈالے تو اسے غنیمت میں واپس کر دے۔ اور

٢٧٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٦٠ من حديث أبي داود به.

٢٧٠٨ـ تخريج: [حسن] تقدم طرفه، ح:٢١٥٨، ٢١٥٩ وأخرجه أحمد: ٤/ ١٠٨، والدارمي، ح:٢٤٨٠، ٢٤٩١، من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٢٢.

دثنا جَرِيرٌ يَعْنِي ابنَ حَازِمٍ، عن يَعْلَى بنِ حَكِيمٍ، عن أبي لَبِيدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ بِكَابُلَ فَأَصَابَ النَّاسَ غَنِيمَةٌ فَانْتَهَبُوهَا، فَقَامَ خَطِيبًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عن النُّهْبَى، فَرَدُّوا مَا أَخَذُوا فَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ.

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں کابل میں تھے۔ لوگوں کو غنیمت ملی تو ہر ایک نے اسے لوٹ لیا۔ پس انہوں نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے لوٹ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیا۔ پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسے ان میں تقسیم کر دیا۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے مقررہ حقوق والی چیزوں میں بقدر حق لینا' اور عام جائز چیزوں میں ایک دوسرے کا لحاظ کرنے اور ہمدردی برتنے کا حکم دیا ہے جبکہ لوٹ اور چھینا جھپٹی میں استحقاق کی بجائے زور بازو سے کام لیا جاتا ہے اور کسی کو زیادہ اور کسی کو کم ملتا ہے اور کئی محروم رہ جاتے ہیں، اس لیے یہ طرز عمل جائز نہیں۔

٢٧٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ: حدثنا أبُو إسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عن مُحَمَّدِ بنِ أبِي مُجَالِدٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أبِي أوْفَى قال: قُلْتُ: هَلْ كُنْتُمْ تُخَمِّسُونَ يَعْنِي الطَّعَامَ، في عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقالَ: أصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ خَيْبَرَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيءُ فَيَأْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ مَا يَكْفِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ.

۲۷۰۴-محمد بن ابی مجالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھانے پینے کی اشیا میں سے خمس نکالا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہمیں خیبر کے روز غلہ ملا تو ضرورت مند آتا اور جس قدر اسے ضرورت ہوتی لے کر چلا جاتا۔

٢٧٠٥- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حدثنا أبُو الأحْوَصِ عن عَاصِمٍ يَعْنِي ابنَ كُلَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عن رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَهْدٌ

۲۷۰۵-ایک انصاری صحابی نے کہا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں کو انتہائی احتیاج اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں بکریاں مل گئیں جو انہوں نے لوٹ لیں (اور تقسیم نہ کیں) ہمارے دیگچے ابل رہے تھے۔ (گوشت پک رہا

٢٧٠٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٤ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٧٢، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ١٢٦، ووافقه الذهبي.

٢٧٠٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٦١ من حديث أبي داود به.

مَوْلَى تُجِيبٍ، عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عن رُوَيْفِعِ بنِ ثَابِتٍ الأنْصَارِيِّ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

جس کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے اسے جائز نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کپڑا پہنے اور جب اسے بوسیدہ کر دے تو وہ اسے اس میں واپس کر دے۔''

فائدہ: بلاضرورت شرعی مشترکہ غنیمت میں سے کچھ لینا ناجائز ہے۔ ہاں! اگر جہادی ضرورت کے پیش نظر اشد ضرورت ہو تو لے سکتا ہے۔ امیر سے اجازت لے اور اس کی کما حقہ حفاظت کرے اور ضرورت پوری ہونے پر بروقت واپس کر دے' ضائع کر کے واپس دینا جرم ہے۔ اور ملی امانتوں کا یہی حکم ہے۔

(المعجم ١٣٢) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي السِّلاحِ يُقَاتَلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ (التحفة ١٤٢)

باب:١٣٢- دورانِ معرکہ غیر تقسیم شدہ غنیمت کے اسلحہ سے قتال کرنا جائز ہے

٢٧٠٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: أخبرنَا إبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابنَ يُوسُفَ، قَالَ أبُو دَاوُدَ: هُوَ إبْرَاهِيمُ بنُ يُوسُفَ بنِ إسْحَاقَ بنِ أبِي إسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ عن أبِيهِ، عن أبِي إسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ قال: حدَّثني أبُو عُبَيْدَةَ عن أبِيهِ قال: مَرَرْتُ فَإذَا أبُوجَهْلٍ صَرِيعٌ قَدْ ضُرِبَتْ رِجْلُهُ فَقُلْتُ: يَاعَدُوَّ اللهِ! يَاأبَا جَهْلٍ! قَدْ أخْزَى اللهُ الأخِرَ - قَالَ: وَلَا أهَابُهُ عِنْدَ ذٰلِكَ - فقال: أبْعَدُ

٢٧٠٩- حضرت ابوعبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (غزوہ بدر میں) میں ابوجہل کے پاس سے گزرا۔ وہ گرا پڑا تھا اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے دشمن! اے ابوجہل! (بالآخر) اللہ نے (تجھ) کمینے کو ذلیل کر ہی دیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت اس سے کوئی خوف نہ تھا۔ تو اس نے کہا: تعجب (اور حسرت) ہے اس آدمی پر کہ اس کی اپنی ہی قوم نے اسے قتل کر دیا تو میں نے اس کو اپنی تلوار سے

٢٧٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٧٠ من حديث السبيعي به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٩٦١-٣٩٦٣، ومسلم، ح: ١٨٠٠ والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٠٠ وغيرهم * أبوإسحاق السبيعي عنعن وحديث البخاري يغني عنه.

مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ! فَضَرَبْتُهُ بِسَيْفٍ غَيْرِ طَائِلٍ، فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا حَتَّى سَقَطَ سَيْفُهُ مِنْ يَدِهِ فَضَرَبْتُهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَ.

مارا جو کند سی تھی اور اس نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (اسے قتل نہ کرسکی۔) لیکن اس کے ہاتھ سے اس کی تلوار گر گئی' تب میں نے اس سے اس کو مارا حتی کہ ٹھنڈا ہو گیا۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کافر ہی کی تلوار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے قتل کیا اور یہ استفادہ تقسیم سے پہلے کیا گیا جو بالکل بجا تھا۔ قتل ابوجہل کا مختصر بیان پیچھے حدیث ۲۶۸۰ میں دیکھیں۔

(المعجم ١٣٣) - بَابٌ: فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ (التحفة ١٤٣)

باب:۱۳۳- مال غنیمت میں خیانت اور چوری انتہائی گھناؤنا عمل ہے

٢٧١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ يَحْيَى بنَ سَعِيدٍ وَبِشْرَ بنَ الْمُفَضَّلِ حدَّثاهُمْ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن أبي عَمْرَةَ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فقَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ، فقال: «إِنَّ صَاحِبَكُم غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ»، فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا [فيهِ] خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

۲۷۱۰- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص وفات پا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' اس سے لوگوں کے چہرے فق ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں ہوتے ہوئے خیانت (یا چوری) کی ہے۔'' ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں ایسے مونگے ملے جو یہودی لوگ استعمال کرتے تھے (شاید ان کی عورتیں استعمال کرتی ہوں) ان کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔

٢٧١١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۲۷۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

٢٧١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوٰة على من غسل، ح: ١٩٦١، وابن ماجه، ح: ٢٨٤٨ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٨١، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٨٣٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٢٧، ووافقه الذهبي * أبوعمرة الأنصاري، لا ينزل حديثه عن درجة الحسن.

٢٧١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة؟، ح: ٦٧٠٧، ومسلم، الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، ح: ١١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٥٩.

عن ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عن أبي الْغَيْثِ - مَوْلَى ابنِ مُطِيعٍ -، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلا وَرِقًا إِلَّا الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ وَالأَمْوَالَ. قال: فَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْوَ وَادِي الْقُرَى - وَقَدْ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ عَبْدٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ - حَتَّى إِذَا كَانُوا بِوَادِي الْقُرَى، فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لم تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ»، أَوْ قال: «شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ».

خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہمیں سونے چاندی کی بجائے عام کپڑے اور دیگر مال و متاع غنیمت میں حاصل ہوا۔ پھر آپ ﷺ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کو ایک غلام ہدیہ کیا گیا تھا جس کا نام مِدعَم تھا۔ جب ہم وادی القریٰ پہنچے اور مِدعَم رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے پالان اتار رہا تھا کہ اسے ایک تیر آن لگا جس سے وہ قتل ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو (کہ اسے دوران جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے موت آئی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ چادر جو اس نے خیبر کے روز تقسیم سے پہلے غنیمت میں سے اٹھائی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔'' لوگوں نے جب یہ سنا تو کوئی ایک تسمہ لے آیا تو کوئی دو تسمے اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تسمہ آگ کا تھا'' یا فرمایا ''دو تسمے آگ کے تھے۔''



فائدہ: ملی امانتوں کا معاملہ انتہائی سخت ہے' بلا اجازت امیر یا بلا استحقاق کوئی معمولی چیز بھی اٹھا لینا' بہت بڑے عقاب کا باعث ہے۔

(المعجم ١٣٤) - بَابٌ: فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الإِمَامُ وَلَا يُحَرِّقُ رَحْلَهُ (التحفة ١٤٤)

باب:۱۳۴- جب خیانت کا مال معمولی ہو تو امام چور کو چھوڑ دے اور اس کے سامان کو نہ جلائے

٢٧١٢- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ

۲۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا بیان ہے کہ

٢٧١٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٠٢ من حديث محبوب بن موسٰى، وأحمد: ٢/ ٢١٣ من حديث عبدالله بن شوذب به.

مُوسَىٰ قال: أخبرنَا أبُو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ شَوْذَبٍ قال: حدَّثني عَامِرٌ يَعْني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا أَصَابَ غَنِيمَةً أَمَرَ بِلَالًا، فَنَادَىٰ فِي النَّاسِ، فَيَجِيئُونَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيُخَمِّسُهُ وَيُقَسِّمُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعَرٍ فقَالَ: يَارَسُولَ الله! هٰذَا فِيمَا كُنَّا أَصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَقَالَ: «أَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي؟» ثَلَاثًا قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيءَ بِهِ؟» فَاعْتَذَرَ إلَيْهِ فقَالَ: «كُنْ أَنْتَ تَجِيءُ به يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهُ عَنْكَ».

رسول اللہ ﷺ کو جب غنیمت حاصل ہوتی تو بلال کو حکم دیتے اور وہ اعلان کرتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آتے۔ پھر آپ اس میں سے خُمس (پانچواں حصہ) نکالتے اور پھر تقسیم کر دیتے۔ ایک بار ایک آدمی اس اعلان اور تقسیم کے بعد بالوں سے بنی ہوئی ایک لگام لے آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمیں غنیمت میں ملی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو نے بلال کو منادی کرتے سنا تھا؟“ آپ نے تین بار پوچھا۔ تو اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ”تو (اس وقت) تجھے یہ لے آنے سے کیا رکاوٹ تھی؟“ اس نے عذر معذرت کی مگر آپ نے فرمایا: ”اب اسے اپنے پاس رکھو قیامت کے دن لے آنا' میں اسے تجھ سے ہرگز قبول نہیں کرتا۔“



فوائد و مسائل: ① عام معاملات میں نبی ﷺ انتہائی نرم اور رقیق القلب تھے مگر حدود اللہ اور حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی سخت تھے۔ ② دنیا کی سزا جتنی بھی ہو' آخرت کے عذاب کے مقابلے میں تھوڑی' ہلکی اور ختم ہونے والی ہوتی ہے۔ اور آخرت کا عذاب ناقابل بیان حد تک سخت ہے۔ ③ نبی ﷺ کا قبول کرنے سے انکار کرنے سے مقصد اس جرم کی شناعت و قباحت کو واضح کرنا تھا' اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کی توبہ غیر مقبول تھی یا اس مال کو اس کے مستحقین میں پہنچانا ناممکن تھا۔ اور بعض نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس مال غنیمت میں تمام مجاہدین کا حصہ تھا اور وہ سب متفرق ہو چکے تھے' اس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ پہنچانا ناممکن تھا۔ اس لیے اس حصے کو اس کے پاس ہی رہنے دیا گیا تا کہ اس کا وبال اسی پر پڑے اور وہی اس کی سزا بھگتے۔ اس میں بھی گویا وعید شدید کا پہلو ہے۔ (عون)

(المعجم ١٣٥) - بَابٌ: فِي عُقُوبَةِ الْغَالِّ (التحفة ١٤٥)

باب: ۱۳۵- غنیمت میں خیانت کرنے والے کی سزا کا بیان

٢٧١٣- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَسَعِيدُ بنُ

۲۷۱۳- صالح بن محمد بن زائدہ کہتے ہیں کہ میں

٢٧١٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الغال مايصنع به، ح: ١٤٦١ من ◄◄

مَنْصُورٍ قالا : حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ - قال النُّفَيْلِيُّ : الأَنْدَرَاوَرْدِيُّ - عنْ صَالِحِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ زَائِدَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَالِحٌ هذَا أَبُو وَاقِدٍ قالَ: دَخَلْتُ مَعَ مَسْلَمَةَ أَرْضَ الرُّومِ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ غَلَّ فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ وَاضْرِبُوهُ». قالَ: فَوَجَدْنَا في مَتَاعِهِ مُصْحَفًا، فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ؟ فقالَ: بِعْهُ وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهِ.

مسلمہ بن عبدالملک کی معیت میں رومی علاقے میں گیا تو ایک آدمی لایا گیا جس نے غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے' آپ نے فرمایا: ''جب تم کسی کو پاؤ کہ اس نے غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا مال واسباب جلا ڈالو اور اسے مارو۔'' کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اس کے سامان میں قرآن مجید کا ایک نسخہ پایا۔ مسلمہ نے اس کے بارے میں جناب سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اسے فروخت کر دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

٢٧١٤- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى الأَنْطَاكِيُّ قالَ: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ عن صَالِحِ بنِ مُحَمَّدٍ قال: غَزَوْنَا مَعَ الْوَلِيدِ بنِ هِشَامٍ وَمَعَنَا سَالِمُ بنُ عَبْدِ اللهِ ابنِ عُمَرَ وَعُمَرُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ فَغَلَّ رَجُلٌ [مِنَّا] مَتَاعًا فَأَمَرَ الْوَلِيدُ بِمَتَاعِهِ فَأُحْرِقَ وَطِيفَ بِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ سَهْمَهُ.

٢٧١٤- صالح بن محمد کہتے ہیں کہ ہم نے ولید بن ہشام کی معیت میں جہاد کیا اور ہمارے ساتھ جناب سالم بن عبداللہ بن عمر اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی تھے۔ ایک شخص نے غنیمت میں کچھ خیانت کر لی۔ پس ولید نے اس کے اسباب کے متعلق حکم دیا تو اسے جلا دیا گیا' پھر اسے لشکر میں گھمایا گیا اور غنیمت کے حصے سے بھی اسے محروم کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا أَصَحُّ الْحَدِيثَيْنِ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّ الْوَلِيدَ بنَ هِشَامٍ أَحْرَقَ رَحْلَ زِيَادِ بنِ سَعْدٍ وَكَانَ قَدْ غَلَّ وَضَرَبَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ (موقوف) روایت پہلی کی نسبت زیادہ صحیح ہے۔ کئی ایک نے روایت کیا ہے کہ ولید بن ہشام نے زیاد بن سعد کا اسباب جلا دیا تھا

◄◄ حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٢٩ * صالح بن محمد ضعيف، والحديث ضعفه البيهقي: ٩/١٠٣ وغيره.

٢٧١٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/١٠٣ من حديث أبي داود به.

کیونکہ اس نے غنیمت میں خیانت کی تھی اور اسے مارا بھی تھا۔

٢٧١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حدثنا مُوسَى بنُ أَيُّوبَ قال: حدثنا الْوَلِيدُ ابنُ مُسْلِمٍ: حدثنا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ حَرَّقُوا مَتَاعَ الْغَالِّ وَضَرَبُوهُ.

۲۷۱۵-عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کرنے والے کا مال جلایا اور اسے مارا پیٹا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فيهِ عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ عن الْوَلِيدِ - وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ - وَمَنَعُوهُ سَهْمَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: علی بن بحر نے بواسطہ ولید مزید کہا ہے: انہوں نے اسے اس کے غنیمت کے حصے سے محروم رکھا مگر میں (ابوداود) نے اس سے یہ نہیں سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثنا بِهِ الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ وَعَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ قَالَا: حدثنا الْوَلِيدُ عن زُهَيْرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: مَنْعَ سَهْمِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اور ہمیں یہ روایت ولید بن عتبہ اور عبدالوہاب بن نجدہ نے بسند ولید' زہیر بن محمد' عمرو بن شعیب کا اپنا قول بتایا۔ اور عبدالوہاب بن نجدہ حوطی نے غنیمت کا حصہ نہ دینے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ جناب سالم بن عبداللہ بن عمر کا قول بھی سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے یہ معاملہ امیر المجاہدین کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ غنیمت میں خیانت کرنے والے کو جسمانی سزا دے' یا اس کو اس کے مال سے محروم کر دے یا کوئی اور سزا تجویز کرے' لیکن سامان جلانے سے گریز کرے' کیونکہ اس کی بابت مرفوع اور موقوف کوئی بھی روایت صحیح نہیں۔

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنِ السَّتْرِ عَلَى مَنْ غَلَّ (التحفة ١٤٦)

باب:-(مال غنیمت کے) خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا ممنوع ہے

٢٧١٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠٢/٩ من حديث الوليد بن مسلم به * زهير بن محمد صدوق، روى عنه أهل الشام مناكير، والوليد بن مسلم شامي.

٢٧١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حدَّثنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حدثنا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أبُو دَاوُدَ: حدثنا جَعْفَرُ ابنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبيهِ سُلَيْمَانَ ابنِ سَمُرَةَ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَتَمَ غالًّا فإنَّهُ مِثْلُهُ».

٢٧١٦- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے (خطبے میں بیان کیا) امابعد! اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جس نے غنیمت میں کسی خائن کی خیانت پر پردہ ڈالا تو وہ بھی اسی خائن کی طرح ہے۔“

فائدہ: یہ حدیث گو ضعیف ہے، لیکن معناً صحیح ہے۔ یعنی یہ بات، جو اس میں کہی گئی ہے، وہ دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے۔

(المعجم ١٣٦) - بَابٌ: فِي السَّلَبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ (التحفة ١٤٧)

باب:١٣٦- کافر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے

٢٧١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عنْ عُمَرَ بنِ كَثِيرِ بنِ أَفْلَحَ، عن أبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أبِي قَتَادَةَ، عنْ أبِي قَتَادَةَ أنَّهُ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في عَامِ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قالَ: فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قالَ: فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ منْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً

٢٧١٧- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم کفار کے مقابلے میں آئے، تو مسلمانوں میں بہت گڑبڑ مچی۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر چڑھائی کر رہا تھا۔ میں گھوم کر اس کے پیچھے سے آیا اور اس کی گردن کے پاس تلوار ماری، تو وہ میری طرف آیا اور مجھے (پکڑ کر) اس قدر بھینچا کہ میں نے اس سے موت کی بو پائی۔ پھر اسے موت آ گئی اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ (کہ بھاگ

٢٧١٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٧٥ لعلته.

٢٧١٧_ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ح: ٢١٠٠ عن القعنبي، ومسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٥٤، ٤٥٥.

وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»، قال: فَقُمْتُ: ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ [ذٰلك] الثَّانِيَةَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ». قالَ: فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ، فَقُمْتُ فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا لَكَ يَاأَبا قَتَادَةَ!» فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فقالَ رَجُلٌ منَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَارَسُولَ اللهِ! وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ مِنْهُ، فقال أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: لَا هَا اللهِ إِذًا، يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عن اللهِ وَعَنْ رَسُولِهِ، فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ»، فقال أَبُو قَتَادَةَ: فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلَامِ.

کھڑے ہوئے ہیں) انھوں نے کہا: بس یہ اللہ کا کرنا ہے۔ پھر لوگ لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور فرمایا: ''جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس مقتول کا اسباب اسی کا ہے۔'' (ابوقتادہ) کہتے ہیں: میں کھڑا ہوا اور کہا: کوئی ہے جو میری گواہی دے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار یہی بات فرمائی کہ ''جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس کا اسباب اسی کا ہے۔'' کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھا اور کہا: میرے متعلق گواہی کون دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ نے تیسری بار فرمایا، تو میں کھڑا ہوا، پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ابوقتادہ! کیا بات ہے؟'' میں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ تو جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سچ کہتا ہے اور اس مقتول کا اسباب میرے پاس ہے۔ آپ اسے اس کے بارے میں راضی فرما دیجیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! (یہ نہیں ہوسکتا) کہ وہ (کافر) اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کا قصد کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑ رہا ہو اور آپ اس کا سلب (اسباب) تجھے دے دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ابوبکر نے) سچ کہا۔ وہ اسباب اسے دے دو'' ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ وہ اس نے مجھے دے دیا۔ پھر میں نے زرہ بیچی تو اس سے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ اور وہ میری پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کی۔

فائدہ: جو مال مقتول کے پاس ہو اس کا قاتل ہی اس کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔ اور اسے اصطلاحاً ''سلب'' کہتے ہیں۔ یعنی لباس، سواری اور اسلحہ۔ پیچھے اس کے ٹھکانے پر جو کچھ ہو وہ اس میں شامل اور شمار نہیں ہوتا۔ اس کی نقدی اور زیورات جو مخفی ہوتے ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ (نیل الاوطار: ۳۰۵/۷)

٢٧١٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أبِي طَلْحَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ حُنَيْنٍ: «مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ». فَقَتَلَ أبُو طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِينَ رَجُلًا وَأخَذَ أسْلَابَهُمْ، وَلَقِيَ أبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ وَمَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقالَ: يَاأُمَّ سُلَيْمٍ! مَا هٰذَا مَعَكِ؟ قالَتْ: أرَدْتُ وَاللهِ! إنْ دَنَا مِنِّي بَعْضُهُمْ أبْعَجُ بِهِ بَطْنَهُ فَأخْبَرَ بِذٰلِكَ أبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ» قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا حديثٌ حَسَنٌ.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: أرَدْنَا بِهٰذَا الْخَنْجَرَ، فَكَانَ سِلَاحَ الْعَجَمِ يَوْمَئِذٍ الْخَنْجَرُ.

۲۷۱۸- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین والے دن فرمایا تھا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو تو اس کا سلب (اسباب) اسی قاتل کا ہے۔'' چنانچہ ابوطلحہ ؓ نے اسی دن بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا سلب بھی حاصل کیا۔ ابوطلحہ ؓ (اپنی بیوی) ام سُلیم سے ملے جبکہ ان (ام سلیم) کے پاس ایک خنجر تھا، تو پوچھا: اے ام سُلیم! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میرا ارادہ یہ ہے کہ ان کافروں میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ چیر دوں گی۔ پھر ابوطلحہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتائی۔ امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور اس حدیث کے بیان سے ہمارا مقصد خنجر کے متعلق بتانا ہے (کہ بطور اسلحہ اس کا استعمال جائز ہے) کہ ان دنوں عجمی لوگ ہی اسے استعمال کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① غزوۂ حنین میں ابتدائی طور پر مسلمانوں کو کچھ ہزیمت ہوئی تھی مگر بعد میں انہوں نے اپنی قوت جمع کر لی اور اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی۔ سورۂ توبہ میں اس کا ذکر موجود ہے: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِينَ﴾ (التوبہ: ۲۵) ''بلاشبہ اللہ عزوجل بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور (یاد کرو) حنین کے روز کو جب تم اپنی کثرت پر نازاں ہوئے مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر

٢٧١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ١٨٠٩ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا.

تنگ ہوگئی تھی اورتم پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔'' ② مقتول کے پاس جو ذاتی استعمال کا مال ہو وہ اس کے قاتل مجاہد کا حق ہوتا ہے خواہ کسی قدر ہو' نیز اس میں سے خمس بھی نہیں لیا جاتا۔ ③ ہر دور میں رائج الوقت اسلحہ استعمال کرنا چاہیے۔ ④ مسلمان عورتوں کو بھی دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے تاکہ حسب ضرورت وہ اپنا دفاع کرسکیں۔

(المعجم ١٣٧) - **بَابٌ: فِي الإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلَبَ إِنْ رَأَى وَالْفَرَسُ وَالسِّلَاحُ مِنَ السَّلَبِ** (التحفة ١٤٨)

باب:١٣٧-امام اگر مناسب سمجھے تو قاتل کو مقتول کے کچھ (سَلَب) سے محروم کرسکتا ہے۔اور یہ بیان کہ گھوڑا اور اسلحہ ''سلب'' میں شمار ہوگا

٢٧١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حدثنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ قالَ: حدثني صَفْوَانُ بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبِيهِ، عنْ عَوْفِ بن مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بنِ حَارِثَةَ في غَزْوَةِ مُؤْتَةَ وَرَافَقَنِي مَدَدِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ سَيْفِهِ، فَنَحَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ جَزُورًا فَسَأَلَهُ الْمَدَدِيُّ طَائِفَةً مِنْ جِلْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَاتَّخَذَهُ كَهَيْئَةِ الدَّرَقِ وَمَضَيْنَا فَلَقِينَا جُمُوعَ الرُّومِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ لَهُ أَشْقَرَ عَلَيْهِ سَرْجٌ مُذْهَبٌ وَسِلَاحٌ مُذْهَبٌ فَجَعَلَ الرُّومِيُّ يَفْرِي بالْمُسْلِمِينَ فَقَعَدَ لَهُ الْمَدَدِيُّ خَلْفَ صَخْرَةٍ فَمَرَّ بِهِ الرُّومِيُّ فَعَرْقَبَ فَرَسَهُ فَخَرَّ وَعَلَاهُ فَقَتَلَهُ وَحَازَ فَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُسْلِمِينَ بَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَأَخَذَ

٢٧١٩- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ مُوتہ میں روانہ ہوا۔اہل یمن سے جو کمک ہمیں ملی ان میں سے ایک شخص میرے ساتھ ہولیا' اس کے پاس سوائے ایک تلوار کے اور کچھ نہ تھا۔مسلمانوں کے ایک آدمی نے اونٹ ذبح کیا' تو اس آدمی نے ذبح کرنے والے سے کھال کا ایک حصہ مانگا جو اس نے اس کو دے دیا۔پس اس نے اس کو ڈھال کی طرح بنالیا اور پھر ہم چلتے رہے۔ہمیں رومی جماعتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ان میں ایک آدمی اپنے سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین اور ہتھیار سنہری تھے۔وہ رومی مسلمانوں پر بڑے سخت حملے کررہا تھا۔تو یمن کی کمک والا یہ آدمی ایک چٹان کی اوٹ میں اس رومی کی تاک میں بیٹھ گیا۔جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس یمنی نے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تو وہ (رومی) گر پڑا اور یہ (یمنی) خود اس آدمی پر چڑھ بیٹھا اور اسے قتل کردیا اور اس کا گھوڑا اور اسلحہ لے لیا۔جب اللہ عزوجل نے

٢٧١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥٣ من حديث الوليد ابن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٢٧، ٢٨.

مِنَ السَّلَبِ. قَالَ عَوْفٌ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَاخَالِدُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلَى وَلٰكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ. قُلْتُ: لَتَرُدَّنَّهُ إِلَيْهِ أَوْ لأُعَرِّفَنَّكَهَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ عَوْفٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمَدَدِيِّ وَمَا فَعَلَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاخَالِدُ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! اسْتَكْثَرْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاخَالِدُ! رُدَّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ». قَالَ عَوْفٌ: فَقُلْتُ لَهُ: دُونَكَ يَاخَالِدُ! أَلَمْ أَفِ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ. قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «يَاخَالِدُ! لَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي أُمَرَائِي لَكُم صِفْوَةُ أَمْرِهِمْ وَعَلَيْهِمْ كَدَرُهُ».

مسلمانوں کو فتح دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس یمنی کو بلوایا اور اس کے اسباب میں سے کچھ لے لیا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے خالد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ لیکن میں اسے بہت زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا: یا تو آپ اسے واپس کر دیں ورنہ میں آپ کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا' مگر انہوں نے اس کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں جمع ہوئے' تو میں نے آپ سے اس یمنی کا قصہ بیان کیا اور وہ بھی جو خالد رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خالد! اس کی کیا وجہ تھی جو تم نے کیا؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس سلب کو بہت زیادہ سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ اس کو واپس کر دو۔'' عوف کہتے ہیں: میں نے خالد سے کہا: خالد! لو اب میں نے جو بات کہی تھی پوری کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا بات ہے؟'' میں نے انہیں بتا دی' تو رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے اور فرمایا: ''خالد! وہ مت واپس کرو' کیا تم لوگ میری خاطر میرے امراء سے کوئی رعایت نہیں کر سکتے؟ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) ان کے معاملات کی عمدگی اور بھلائی تو تمہارے لیے ہو اور اس کی خرابی کے وہ ہی ذمہ دار ہوں۔''

٢٧٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حدثنا الْوَلِيدُ قالَ: سَأَلْتُ ثَوْرًا عنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحدَّثَني عنْ خالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عنْ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عنْ عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأشْجَعِيِّ نَحْوَهُ.

۲۷۲۰-عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے' وہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: انتظامی معاملات میں امیر مجتہد کو کسی قدر تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کو مناسب نہیں کہ حکام و امراء کو ہر معاملے میں تنقید کی سان پر چڑھائے رکھیں۔

(المعجم ١٣٨) - **بَابٌ: فِي السَّلَبِ لَا يُخَمَّسُ** (التحفة ١٤٩)

باب:۱۳۸-سلب میں سے خمس نہیں لیا جاتا

٢٧٢١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا إسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عنْ صَفْوَانَ بنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ وَخَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ يُخَمِّسِ السَّلَبَ.

۲۷۲۱-حضرت عوف بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلب کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ یہ قاتل کا حق ہے اور اس میں سے خُمس نہیں نکالا۔

(المعجم ١٣٩) - **بَابُ مَنْ أَجَازَ عَلَى جَرِيحٍ مُثْخَنٍ يُنَفَّلُ مِنْ سَلَبِهِ** (التحفة ١٥٠)

باب:۱۳۹-جو شدید زخمی کو قتل کرے اُسے اس کے سلب میں سے کچھ دینا

٢٧٢٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ: حدَّثنا وَكِيعٌ عن أبِيهِ، عن أبي

۲۷۲۲-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز مجھے ابوجہل کی

٢٧٢٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

٢٧٢١ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٠ من طريق آخر عن صفوان بن عمرو به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٦٩٨.

٢٧٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٤ * أبوإسحاق عنعن، وأبوعبيدة عن أبيه منقطع كما تقدم، ح: ٩٩٥.

إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُودٍ قالَ: نَفَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ أَبِي جَهْلٍ كَانَ قَتَلَهُ.

تلوار عنایت فرمائی۔ اس کا کام انہوں نے ہی تمام کیا تھا۔

فائدہ: ابوجہل کو عفراء کے بیٹوں معاذ اور معوذ اور معاذ بن عمرو بن جموح نے زخمی کیا تھا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹی تھی۔ (دیکھیے سابقہ حدیث: ٢٦٨٠)

(المعجم ١٤٠) - بَابٌ: فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ (التحفة ١٥١)

باب: ١٤٠- جو شخص غنیمت کی تقسیم کے بعد پہنچے، اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں

٢٧٢٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن مُحَمَّدِ بنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَنْبَسَةَ بنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بنَ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَانَ بنَ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ، فَقَدِمَ أَبَانُ بنُ سَعِيدٍ وَأَصْحَابُهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِخَيْبَرَ بَعْدَ أَنْ فَتَحَهَا. وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لِيفٌ، فقال أَبَانُ: اقْسِمْ لَنَا يَارَسُولَ اللهِ! فقال أَبُوهُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: لا تَقْسِمْ لَهُمْ يَارَسُولَ اللهِ! فقال أَبَانُ: أَنْتَ بِهَا يَاوَبْرُ تَحَدَّرَ عَلَيْنَا مِنْ رَأْسِ ضَالٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ يَاأَبَانُ!» وَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢٧٢٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان بن سعید بن عاص کو مدینہ منورہ سے نجد کی جانب ایک جہادی مہم پر روانہ کیا۔ پس ابان بن سعید اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں پہنچے جبکہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ ابان بن سعید اور ان کے ساتھیوں کے گھوڑوں کے تنگ (زین کسنے کے چوڑے تسمے یا لگام) کھجور کی چھال کے تھے۔ تو ابان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی عنایت فرمائیے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں مت دیجیے۔ ابان بولے: او بلے نما جانور! تم یہ کہہ رہے ہو اور (کہاں سے) ہمارے پاس ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے اتر آئے ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابان بیٹھ جاؤ۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔

٢٧٢٤- حَدَّثَنَا حَامِدُ بنُ يَحْيَى

٢٧٢٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٧٢٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٤ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٩٣، وعلقه البخاري، ح: ٤٢٣٨ * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع وتابعه عبدالله بن سالم.

٢٧٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٣٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

الْبَلْخِيُّ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ فَحَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْبَسَةَ بنَ سَعِيدِ الْقُرَشِيَّ يُحَدِّثُ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قَدِمْتُ المَدِينَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بِخَيْبَرَ حِينَ افْتَتَحَهَا، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسْهِمَ لِي، فَتَكَلَّمَ بَعْضُ وَلَدِ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ، فقالَ: لا تُسْهِمْ لَهُ يَارَسُولَ اللهِ! قال: فَقُلْتُ: هٰذَا قَاتِلُ ابن قَوْقَلٍ، فقال سَعِيدُ بنُ الْعَاصِ: يَا عَجَبًا لِوَبْرٍ، قَدْ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَالٍ يُعَيِّرُنِي بِقَتْلِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ.

مدینے پہنچا جب کہ رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے' جس وقت کہ آپ نے اسے فتح کیا تھا۔ میں نے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ تو سعید بن عاص کے بچوں میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے مت دیجیے۔ میں نے کہا: یہ ابن قوقل ؓ کا قاتل ہے۔ تو سعید بن عاص ؓ نے کہا: اس بلے نما جانور پر تعجب ہے کہ ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے ہمارے پاس اتر آیا ہے اور مجھے ایک مسلمان کے قتل پر عار دلاتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے میرے ہاتھوں عزت بخشی (اسے شہادت نصیب ہوئی) اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔

[قال أبو داود: هٰؤلاءِ كَانُوا نَحْو عَشْرَةٍ فَقُتِلَ مِنْهُم سِتَّةٌ وَرَجَعَ مَنْ بَقِيَ].

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ لوگ تقریباً دس آدمی تھے۔ ان میں سے چھ شہید ہوگئے اور باقی واپس لوٹ آئے۔

فوائد ومسائل: ① جولوگ معرکہ میں کسی طرح شریک نہ ہوں' ان کا غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ جولوگ غنیمت جمع کر لیے جانے کے بعد لشکر اسلام سے جاملیں اور غنیمت تقسیم نہ ہوئی ہو تو انہیں بھی اس میں سے حصہ ملے گا۔ ② ابن قوقل (نعمان بن قوقل ؓ) انصاری صحابی تھے جو غزوۂ احد میں ابان بن سعید کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے جبکہ ابان ؓ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں اور غزوۂ خیبر' حدیبیہ کے بعد ہوا ہے۔ ③ پہلی روایت میں ہے کہ ابان بن سعید نے غنیمت کا مطالبہ کیا تھا تو ابوہریرہ ؓ نے انکار کیا تھا اور دوسری میں ہے کہ ابوہریرہ ؓ نے سوال کیا تو ابان نے انکار کیا۔ حافظ منذری نے بحوالہ ابوبکر الخطیب ؒ دوسری روایت کو راجح کہا ہے۔

٢٧٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ:

۲۷۲۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے

٢٧٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢٣٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من ◄◄

حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ: حدثنا بُرَيْدٌ عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسٰى قال: قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قال: فَأَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عن فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا، جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، فَأَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

ہیں کہ ہم لوگ (حبشہ سے) واپس آئے (اور خیبر پہنچے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا تو آپ نے ہم لوگوں کو بھی حصہ دیا...... یا کہا کہ آپ نے ہمیں بھی اس میں سے کچھ دیا...... حالانکہ آپ نے فتح خیبر سے غائب رہنے والوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہ دیا تھا۔ صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ حاضر تھے مگر ہم لوگ جو کشتی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ حضرت جعفر ؓ اور ان کے ساتھیوں کو دیگر مجاہدین کے ساتھ حصہ دیا۔

فائدہ: یہ عطیہ یا تو خمس میں سے دیا گیا تھا جس کے نبی ﷺ خود متصرف تھے یا دیگر مجاہدین کی رضامندی سے غنیمت میں سے دیا گیا تھا تاکہ ان مہاجرین کی دلجوئی ہو۔ واللہ اعلم. (خطابی)

٢٧٢٦- حَدَّثَنا مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى أبُو صَالِحٍ قال: حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن كُلَيْبِ بنِ وَائِلٍ، عن هَانِىءِ بنِ قَيْسٍ، عن حَبِيبِ بنِ أبِي مُلَيْكَةَ، عن ابنِ عُمَرَ قال: إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ يَعني يَوْمَ بَدْرٍ فقال: «إنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ في حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ وَإِنِّي أُبَايِعُ لَهُ» فَضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَهْمٍ وَلَم يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَابَ غَيْرُهُ.

٢٧٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”عثمان ؓ اللہ کے کام سے اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور میں ان کی بیعت لے رہا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا' اور ان کے سوا غائب رہنے والوں میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

فائدہ: بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت عثمان ؓ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ ؓ بیمار تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے از خود انہیں حضرت رقیہ کی خدمت و تیمارداری کے لیے پابند فرمایا تھا۔ اور پھر وہ اس بیماری میں وفات پا گئی تھیں۔ اسی بنیاد پر انہیں غنیمت میں سے حصہ دیا گیا تھا۔ البتہ اس میں بیعت والی بات راوی کا وہم ہے۔

◀◀ فضائل جعفر بن أبي طالب وأسماء بنت عميس وأهل سفينتهم رضي الله عنهم، ح: ٢٥٠٢ من حديث بريد به.

٢٧٢٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٤/ ١٣٥ من حديث الفزاري به مطولاً، وهو في كتاب السير للفزاري، ح: ٢٦٥، وله طريق آخر، صححه الحاكم: ٣/ ٩٨، ووافقه الذهبي، وسنده حسن.

کیونکہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت حدیبیہ کے موقع پر لی تھی۔ یہاں راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے اسے بدر کے واقعہ میں بیان کر دیا ہے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص مجاہدین کی کوئی ذمہ داری ادا کرنے کی وجہ سے قتال میں شریک نہ ہوا سے بھی غنیمت میں سے حصہ دیا جائے گا۔

(المعجم ١٤١) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ (التحفة ١٥٢)

باب:١٤١-عورت اور غلام کو غنیمت میں سے انعام واکرام دیا جائے

٢٧٢٧- حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى أبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن زَائِدَةَ، عن الأَعمَشِ، عن الْمُخْتَارِ بنِ صَيْفِيٍّ، عن يَزِيدَ بنِ هُرْمُزَ قال: كَتَبَ نَجْدَةُ إلى ابنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عن كَذَا وَكَذَا ذَكَرَ أَشْيَاءَ وَعن الْمَمْلُوكِ أَلَهُ في الْفَيْءِ شَيْءٌ وَعن النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَهَلْ لَهُنَّ نَصِيبٌ؟ فقال ابنُ عَبَّاسٍ: لَوْلَا أنْ يَأْتِيَ أُحْمُوقَةً ما كَتَبْتُ إِلَيْهِ، أَمَّا الْمَمْلُوكُ فَكَانَ يُحْذَى، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَكُنَّ يُدَاوِينَ الْجَرْحَى وَيَسْقِينَ الْمَاءَ.

٢٧٢٧- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ (حروری، جو کہ خوارج کا سردار تھا) نے حضرت ابن عباس ؓ کو کئی سوالات لکھ کر بھیجے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ کیا غلام کا غنیمت میں کوئی حصہ ہوتا ہے؟ اور عورتوں کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ نبی ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا غنیمت میں ان کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کوئی حماقت کرے گا تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ (آپ نے لکھا کہ) غلام کو انعام دیا جاتا تھا، اور عورتیں زخمیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں اور پانی پلایا کرتی تھیں۔

٢٧٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ [قال]: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ خَالِدٍ يَعني الْوَهْبِيَّ قال: حَدَّثَنَا ابنُ إِسْحَاقَ عن أبي جَعْفَرٍ وَالزُّهْرِيِّ، عن يَزِيدَ بنِ هُرْمُزَ قال: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ إلى ابنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عن النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ

٢٧٢٨- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس ؓ کو لکھا اور پوچھا کہ کیا عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا آپ انہیں غنیمت میں سے کوئی حصہ عنایت فرماتے تھے؟ یزید بن ہرمز کہتے ہیں: حضرت ابن عباس ؓ کا جواب نجدہ کی طرف میں نے تحریر کیا تھا کہ عورتیں رسول

٢٧٢٧- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم ... الخ، ح: ١٨١٢ من حديث زائدة به.

٢٧٢٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَهَلْ كَانَ يُضْرَبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. قال: فَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابنِ عَبَّاسٍ إِلى نَجْدَةَ: قَدْ كُنَّ يَحْضُرْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَمَّا أَنْ يُضْرَبَ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَلَا، وَقَدْ كَانَ يُرْضَخُ لَهُنَّ.

اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور یہ کہ انہیں غنیمت میں کوئی حصہ دیا جائے...... یہ نہیں ہوتا تھا' تاہم انہیں عطیہ وانعام ضرور دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عورتوں اور دیگر خدمت گاروں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہے مگر ان کی خدمت کی مناسبت سے معقول انعام واکرام ضرور دیا جائے۔ ② اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ عورتوں نے ایک فوجی اور مجاہد کی حیثیت سے شرکت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو انہیں غنیمت میں سے پورا حصہ دیا جاتا۔ ان کی حیثیت خدمت گار کی سی تھی اور وہ بھی پس پردہ رہ کر۔ ③ اس سے زندگی کے ہر شعبے میں مرد وزن کی مغربی مساوات کا ہرگز اثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بعض مغرب زدہ حضرات کرتے ہیں۔



٢٧٢٩- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ، قالَا: أخبرنَا زَيْدٌ يَعني ابنَ الْحُبَابِ: حَدَّثَنا رَافِعُ بنُ سَلَمَةَ بنِ زِيَادٍ قال: حدَّثني حَشْرَجُ بنُ زِيَادٍ عن جَدَّتِهِ، أُمِّ أَبِيهِ: أَنَّها خَرَجَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَجِئْنَا، فَرَأَيْنَا فِيهِ الْغَضَبَ، فَقَالَ: «مَعَ مَنْ خَرَجْتُنَّ وَبِإِذْنِ مَنْ خَرَجْتُنَّ؟» فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعْرَ وَنُعِينُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَعَنَا دَوَاءٌ لِلْجَرْحَى وَنُنَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِي السَّوِيقَ، فقال: «قُمْنَ». حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ أَسْهَمَ لَنَا كما أَسْهَمَ

٢٧٢٩- حضرت حشرج بن زیاد اپنی دادی (ام زیاد اشجعیہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی تھیں اور وہ چھ میں سے چھٹی عورت تھی' کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ہمیں بلوا بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئیں تو ہم نے آپ کو غصے میں دیکھا۔ فرمایا: ''تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آئی ہیں بال بٹتی ہیں' اور اس سے جہاد میں مدد کرتی ہیں' ہمارے پاس زخمیوں کے لیے دوا دارو بھی ہے' ہم تیر اکٹھے کر کے دیتی ہیں اور ستو پلاتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ۔'' (کوئی بات نہیں) حتیٰ کہ جب اللہ نے آپ کے لیے خیبر فتح کر دیا تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسے کہ مردوں کو دیا تھا۔

٢٧٢٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٧٩ من حديث رافع بن سلمة به * حشرج بن زياد لا يعرف، لم يوثقه غير ابن حبان.

لِلرِّجَالِ. قال: فَقُلْتُ لَهَا: يَاجَدَّةُ وَمَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قالَتْ: تَمْرًا.

میں نے پوچھا دادی اماں! وہ کیا تھا؟ کہا: کھجور۔

٢٧٣٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ عن مُحَمَّدِ ابنِ زَيْدٍ قال: حدثني عُمَيْرٌ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قال: شَهِدْتُ خَيْبَرَ مع سَادَاتِي فَكَلَّمُوا فِيَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِي فَقُلِّدْتُ سَيْفًا فإذَا أنَا أَجُرُّهُ فَأُخْبِرَ أَنِّي مَمْلُوكٌ فأمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرْثِيِّ المَتَاعِ.

۲۷۳۰- حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوۂ خیبر میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بات کی' تو آپ نے میرے متعلق حکم دیا' میری گردن میں ایک تلوار لٹکا دی گئی' میں اسے گھسیٹنے لگا۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ غلام ہے تو آپ نے میرے متعلق فرمایا اور مجھے گھر کے اسباب میں سے کچھ بطور انعام دیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ أَنَّهُ لم يُسْهِمْ لَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال أَبُو عُبَيْدٍ: كَانَ حَرَّمَ اللَّحْمَ عَلَى نَفْسِهِ فَسُمِّيَ آبِي اللَّحْمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا ہے: ابوعبید نے بیان کیا کہ راویٔ حدیث ''آبی اللحم'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے گوشت کو اپنے لیے حرام کرلیا تھا اس لیے انہیں ''آبی اللحم'' کہا جاتا تھا (گوشت سے انکار کرنے والا۔)

فائدہ: ان کا اصل نام عبداللہ بن عبدالملک بن عبداللہ بن غفار ہے۔ (الاصابہ)

٢٧٣١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قالَ: كُنْتُ أَمِيحُ أَصْحَابِي المَاءَ يَوْمَ بَدْرٍ.

۲۷۳۱- حضرت جابر (بن عبداللہ رضی اللہ عنہما) کا بیان ہے کہ میں بدر کے روز اپنے اصحاب کے لیے کنویں سے پانی بھرتا رہا تھا۔ (کنویں میں اتر کر ہاتھوں سے ڈول بھرتا تھا کیونکہ نیچے پانی کم تھا۔)

٢٧٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب هل يسهم للعبد، ح: ١٥٥٧ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٩، والحاكم: ٢/ ١٣١، ووافقه الذهبي، وهو في مسند الإمام أحمد: ٥/ ٢٢٣.

٢٧٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١ "بلفظ: أمنح" من حديث أبي داود به * أبومعاوية الضرير والأعمش مدلسان وعنعنا.

فائدہ: غالباً انہیں اس خدمت پر انعام دیا گیا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٤٢) - **بَابٌ: فِي الْمُشْرِكِ يُسْهَمُ لَهُ** (التحفة ١٥٣)

باب:۱۴۲- کیا مشرک کا غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟

٢٧٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَيَحْيَى بنُ مَعِينٍ قالا: حَدَّثَنا يَحْيَى عن مَالِكٍ، عن الْفُضَيْلِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ نِيَارٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ، - قالَ يَحْيَى -: إنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ لَحِقَ بالنَّبيِّ ﷺ يُقَاتِلُ مَعَهُ فقَالَ: «ارْجِعْ» ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالا -: «إنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ».

۲۷۳۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نبی ﷺ سے ملا' تاکہ آپ کے ساتھ مل کر (مشرکین سے) قتال کرے۔ آپ نے فرمایا: ''واپس چلے جاؤ۔'' (یہ الفاظ یحییٰ بن معین کے ہیں۔ اس کے بعد مسدد اور یحییٰ دونوں باتفاق کہتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔''

فائدہ: جب مشرکین سے مدد نہیں لی جاتی تو غنیمت میں ان کا حصہ ہونے کے بھی کوئی معنی نہیں۔ اور اسلامی سیاست کا بنیادی اصول وقاعدہ یہی ہے کہ مشرکین سے مدد نہ لی جائے۔ مگر حسب احوال ومصالح اگر کہیں اضطراری کیفیت ہو تو بمقابلہ' کفار مدد لی جاسکتی ہے' مسلمانوں کے خلاف نہیں۔ جیسے کہ سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عبداللہ بن اریقط لیثی کی رہنمائی میں اپنا سفر مکمل فرمایا تھا۔ یہ مشرک تھا مگر قابل اعتماد تھا۔ ایسی کوئی صورت ہو تو کچھ انعام وغیرہ دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم' دیکھیے: (نیل الاوطار' باب ماجاء فی الاستعانة بالمشرکین: ۲۵۴/۷)

(المعجم ١٤٣) - **بَابٌ: فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ** (التحفة ١٥٤)

باب:۱۴۳- گھوڑوں کے حصوں کا بیان

٢٧٣٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر فرمائے تھے۔ ایک حصہ مجاہد کا اور دو

٢٧٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر إلا لحاجة أو كونه حسن الرأي في المسلمين، ح: ١٨١٧ من حديث الإمام مالك به.

٢٧٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب سهام الفرس، ح: ٢٨٦٣، ومسلم، ح: ١٧٦٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٢/ ٤١.

أَسْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ.

حصے اس کے گھوڑے کے۔

فائدہ: جہاد میں پیدل جہاد کرنے والے کے مقابلے میں گھوڑ سوار کی کارکردگی عموماً بہت زیادہ ہوتی ہے' اس لیے غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ رکھا گیا ہے۔ فی زمانہ ٹینکوں' لڑاکا طیاروں اور دیگر سواریوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

٢٧٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ: حدثني أبو عَمْرَةَ عن أبيهِ قالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَمَعَنَا فَرَسٌ، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ مِنَّا سَهْمًا وَأَعْطَى الْفَرَسَ سَهْمَيْنِ.

۲۷۳۴- حضرت ابو عمرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم چار آدمی تھے اور ہمارے پاس گھوڑا تھا تو آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصے عنایت فرمائے۔

٢٧٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أُمَيَّةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ عن رَجُلٍ مِنْ آلِ أَبِي عَمْرَةَ، عن أَبِي عَمْرَةَ بِمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قالَ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ زَادَ: فَكَانَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ.

۲۷۳۵- (جناب مسدد کی سند سے ہے کہ) ابو عمرہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا مگر اس روایت میں ہے کہ ہم تین اشخاص آئے اور آپ نے گھوڑ سوار کو تین حصے عنایت فرمائے۔

(المعجم ١٤٣، ١٤٤) - بَابٌ: فِيمَنْ أُسْهِمَ لَهُ سَهْمًا (التحفة ١٥٥)

باب: ۱۴۳'۱۴۴- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ گھوڑے کا بھی ایک ہی حصہ ہے

٢٧٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ: حَدَّثَنا مُجَمِّعُ بنُ يَعْقُوبَ بنِ مُجَمِّعِ بنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيُّ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ ابنَ المُجَمِّعِ يَذْكُرُ عن عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۲۷۳۶- حضرت مُجمّع بن جاریہ انصاری ؓ سے روایت ہے...... اور یہ ایسے قاری تھے جنہوں نے پورا قرآن پڑھا تھا' (حفظ کیا تھا)...... وہ بیان کرتے ہیں: ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔

٢٧٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ٤/ ١٣٨، سنده ضعيف، وللحديث شواهد * أبوعمرة مجهول الحال، والخبر معلل.

٢٧٣٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٢٧٣٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٠ من حديث مجمع بن يعقوب به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣١، ووافقه الذهبي، والتطبيق ممكن، والحمدلله.

ابنِ يَزِيدَ الأنْصَارِيِّ، عن عَمِّهِ مُجَمِّعِ بنِ جَارِيَةَ الأنْصَارِيِّ - قالَ: وَكَانَ أحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَءُوا الْقُرْآنَ - قالَ: شَهِدْنَا الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إذَا النَّاسُ يَهُزُّونَ الأبَاعِرَ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوا: أُوحِيَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوجِفُ فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا عَلَى رَاحِلَتِهِ عِنْدَ كُرَاعِ الْغَمِيمِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ قَرَأَ عَلَيْهِمْ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾. فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله! أفَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إنَّهُ لَفَتْحٌ»، فَقُسِّمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَسَّمَهَا رَسُولُ الله ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ ألْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ، فِيهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ، فَأعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا.

جب ہم وہاں سے واپس ہونے لگے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو تیز بھگا رہے ہیں' لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے' تو ہم بھی لوگوں کے ساتھ اونٹ دوڑاتے ہوئے نکلے۔ ہم نے کراع الغمیم مقام پر دیکھا کہ نبی ﷺ اپنی سواری پر رکے ہوئے ہیں۔ جب لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ نے سورۂ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ ''بلاشبہ ہم نے آپ کو واضح فتح دی ہے۔'' ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ''ہاں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔'' چنانچہ (بعد میں) خیبر کی غنیمتیں اہل حدیبیہ ہی پر تقسیم کی گئیں۔ آپ نے ان کے اٹھارہ حصے بنائے اور لشکر والوں کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو گھوڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھوڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔



قَالَ أبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ أبِي مُعَاوِيَةَ أصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ وَأرَى الْوَهْمَ فِي حَدِيثِ مُجَمِّعٍ أنَّهُ قَالَ: ثَلَاثَ مِائَةِ فَارِسٍ وَكَانُوا مِائَتَيْ فَارِسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابومعاویہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (حدیث: ۲۷۳۳) اور مجمع کی روایت میں وہم ہے کہ یہ گھوڑ سوار تین سو بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو سو تھے۔

توضیح: غنائم خیبر کے اٹھارہ حصے یوں بنتے ہیں کہ اگر مجاہدین کی تعداد پندرہ سو اور ان میں گھوڑ سوار تین سو ہوں اور ہر گھوڑے کا ایک حصہ شمار کیا جائے تو یہ کل تعداد اٹھارہ سو ہوئی' چنانچہ ہر حصہ ایک سو کے لیے ہوا اور گھوڑے کے لیے بھی ایک ہی حصہ دیا گیا۔ مگر یہ بات صحیح تر روایات کے خلاف ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے' جیسے کہ امام

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مجاہدین کی تعداد چودہ سو اوران میں گھوڑ سوار دو سو تھے۔ گھوڑے کے لیے دو حصے تھے۔ اس طرح کل حصے جن میں یہ غنیمتیں تقسیم ہوئیں' اٹھارہ سو بنے ہر ایک سو کے لیے ایک حصہ تھا اور کل حصے اٹھارہ بنائے گئے۔

(المعجم ١٤٤، ١٤٥) - **بَابٌ: فِي النَّفْلِ** (التحفة ١٥٦)

باب:۱۴۴'۱۴۵-(غنیمت کے علاوہ) اضافی انعام دینے کا بیان

٢٧٣٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ قالَ: أخبرنَا خَالِدٌ عن دَاوُدَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَلَهُ مِنَ النَّفْلِ كَذَا وَكَذَا». قالَ: فَتَقَدَّمَ الْفِتْيَانُ وَلَزِمَ الْمَشْيَخَةُ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوهَا . فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ قالَتِ المَشْيَخَةُ: كُنَّا رِدْءًا لَكُم لَو انْهَزَمْتُمْ فِئْتُمْ إِلَيْنَا فَلَا تَذْهَبُونَ بِالْمَغْنَم وَنَبْقَى، فَأَبَى الْفِتْيَانُ وَقَالُوا: جَعَلَهُ رَسُولُ الله ﷺ لَنَا، فَأَنْزَلَ الله تَعالَى: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِۖ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِۖ﴾ إلَى قَوْلِهِ: ﴿كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِٱلْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ لَكَـٰرِهُونَ﴾ [الأنفال: ١-٥] يَقُولُ: فَكَانَ ذٰلِكَ خَيْرًا لَهُمْ، فَكَذٰلِكَ أَيْضًا: فَأَطِيعُونِي فَإِنِّي أَعْلَمُ بِعَاقِبَةِ هٰذَا مِنْكُم.

۲۷۳۷-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ''جس نے ایسے ایسے کیا اسے اتنا اتنا انعام (نفل) ملے گا۔'' چنانچہ نوجوان آگے بڑھے اور بڑی عمر کے لوگ نشانات (یا جھنڈوں) کے پاس رکے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا: ہم تمہارا سہارا تھے اگر تمہیں شکست ہوتی تو تم لوگ ہمارے ہی پاس لوٹ کے آتے' ساری غنیمت تم ہی نہ سمیٹ لے جاؤ کہ ہمیں کچھ نہ ملے مگر جوانوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: یہ تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مخصوص فرمائی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال کی آیات نازل فرمائیں: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ سے لے کر: ﴿وَ إِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ﴾ چنانچہ یہ سب ان کے لیے بہتر ہوا اور ایسے فرمایا کہ میری اطاعت کرو' بے شک اس کے انجام کو میں تم سے بہتر جانتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① سورۂ انفال کی ابتدائی پانچ آیتوں کا ترجمہ یہ ہے: ''یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ غنائم کا مالک اللہ ہے اور اس کا رسول' سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں صلح سے رہو۔

٢٧٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٩٧ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣١، ١٣٢، ٣٢٦، ٣٢٧، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں' ان کے لیے اپنے رب کے پاس درجات ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ جیسے کہ آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت راضی نہ تھی۔'' ② جہاد اور دیگر اعمال خیر میں لوگوں کو شوق دلانے' ان کی حوصلہ افزائی اور مزید سبقت کے لیے انعامات دینا مسنون و مستحب ہے مگر ان پر واجب ہے کہ اپنی نیتوں کو محض دنیا کے مال و متاع تک محدود نہ رکھیں۔

٢٧٣٨- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أبي هِنْدٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، وَمَنْ أَسَرَ أَسيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا» ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَتَمُّ.

۲۷۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ''جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے اتنا اتنا انعام ہے اور جو کسی کو پکڑ کر قید کرلے تو اس کیلئے اتنا اتنا ہے۔'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا اور خالد کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

٢٧٣٩- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ بَكَّارِ بنِ بِلَالٍ قال: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ ابنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا بنِ أَبِي زَائِدَةَ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قالَ: قَسَّمَهَا رَسُولُ الله ﷺ بالسَّوَاءِ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَتَمُّ.

۲۷۳۹- (ہارون بن محمد بن بکار کی سند سے مروی ہے) اور داود بن ابی ہند نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کو برابر برابر تقسیم کیا۔ اور خالد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ (مذکورہ بالا حدیث: ۲۷۳۷)

٢٧٤٠- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أَبِي بَكْرٍ، عن عَاصِمٍ، عن مُصْعَبِ بنِ

۲۷۴۰- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں

٢٧٣٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٥، ٣١٦ من حديث أبي داود به.

٢٧٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ١٣٦ من حديث أبي داود به.

٢٧٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ١٧٤٨ من طريق آخر عن مصعب بن سعد، والترمذي، ح: ٣٠٧٩ من حديث أبي بكر بن عياش به * عاصم هو ابن بهدلة.

سَعْدٍ، عن أبيهِ قالَ: جِئْتُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إنَّ اللهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي الْيَوْمَ مِنَ الْعَدُوِّ فَهَبْ لِي هٰذَا السَّيْفَ. قالَ: «إنَّ هٰذَا السَّيْفَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ» فَذَهَبْتُ، وَأنَا أقُولُ يُعْطَاهُ الْيَوْمَ مَنْ لَم يُبْلَ بَلَائِي، فَبَيْنَا أنَا إذْ جَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ: أجِبْ فَظَنَنْتُ أنَّهُ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ بِكَلَامِي، فَجِئْتُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إنَّكَ سَألْتَنِي هٰذَا السَّيْفَ وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ وَإنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ»، ثُمَّ قَرَأ: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ إلَى آخِرِ الآيَةِ.

نے بیان کیا کہ بدر کے روز میں ایک تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آج دشمن کے مقابلے میں میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا ہے' تو آپ یہ تلوار مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تلوار نہ میری ہے اور نہ تیری۔'' چنانچہ میں چلا اور میں کہہ رہا تھا: یہ آج اس آدمی کو دے دی جائے گی جس نے میرے جیسی بہادری نہیں دکھائی ہوگی۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ ایک بلانے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ کے ہاں) پہنچو۔ میں نے گمان کیا کہ میں نے جو بول بولے ہیں ان کی بنا پر میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہوگی۔ چنانچہ میں آیا تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''تو نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی' حالانکہ یہ نہ میری ہے نہ تیری اور (اب) اللہ عزوجل نے اسے مجھے دے دیا ہے' سو (اب) یہ تیری ہے۔'' پھر آپ نے سورۂ انفال کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ آخر آیت تک۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قِرَاءَةُ ابنِ مَسْعُودٍ: (يَسْألُونَكَ النَّفْلَ).

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود ؓ کی قراءت میں ہے: ''يَسْألُونَكَ النَّفْلَ'' (بغیر عَنْ کے اور مفرد صیغہ کے ساتھ)

فائدہ: معروف قراءت میں ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ کے معنی ہیں ''لوگ آپ سے غنیموں کا حکم پوچھتے ہیں۔'' اور حضرت ابن مسعود ؓ کی قراءت: ''يسألونك النفل'' کا ترجمہ ہے ''لوگ آپ سے ''نفل'' کا سوال کرتے ہیں'' (مزید اضافی انعام کا۔)

(المعجم ١٤٥) - بَابٌ: فِي النَّفْلِ لِلسَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ (التحفة ١٥٧)

باب:۱۴۵-لشکر کے ایک دستے کو اضافی انعام دینا جس نے بڑے لشکر سے علیحدہ کوئی مہم سر کی ہو

٢٧٤١- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَنْطَاكِيُّ قالَ: حَدَّثَنا مُبَشِّرٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوفٍ الطَّائِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ الْمَعْنَىٰ، كُلُّهُمْ عن شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ في جَيْشٍ قِبَلَ نَجْدٍ، [وَانْبَعَثَتْ] سَرِيَّةٌ مِنَ الْجَيْشِ، فَكَانَ سُهمَانُ الْجَيْشِ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَّلَ أَهْلَ السَّرِيَّةِ بَعِيرًا بَعِيرًا، فَكَانَتْ سُهْمَانُهُم ثَلاثَةَ عَشَرَ ثَلاثَةَ عَشَرَ.

٢٧٤١-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں نجد کی طرف روانہ کیا اور اس میں سے ایک دستہ دشمن کے مقابلے میں گیا۔ چنانچہ لشکر والوں کو بارہ بارہ اونٹ ملے لیکن اس دستے میں شریک مجاہدوں کو ایک ایک اونٹ مزید دیا گیا‘ اس طرح ان کا حصہ تیرہ تیرہ اونٹ ہو گیا۔



فائدہ: لشکر میں سے کوئی دستہ جب کوئی خاص کارروائی کرے تو اس کی مناسبت سے اسے اضافی انعام دینا مستحب ہے۔ جبکہ عام غنیمت میں بھی شریک ہوں گے۔

٢٧٤٢- حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ قالَ: قالَ الْوَلِيدُ يَعْني ابنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثْتُ ابنَ الْمُبَارَكِ بِهٰذَا الحديثِ قُلْتُ: وَكَذَا حَدَّثَنا ابنُ أبي فَرْوَةَ عن نَافِعٍ قالَ: لَا يَعْدِلُ مَنْ سَمَّيْتَ بِمَالِكٍ هٰكَذَا أَوْ نَحْوَهُ يَعْني مَالِكَ بنَ أَنَسٍ.

٢٧٤٢-ولید بن عتبہ دمشقی کہتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے کہا: میں نے ابن مبارک سے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: ہمیں ابن ابی فروہ نے بھی نافع سے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابن مبارک نے کہا: یہ لوگ‘ جن کا تم نے نام لیا ہے‘ مالک بن انس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (امام مالک رحمہ اللہ کی روایت راجح ہے)

٢٧٤٣- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ

٢٧٤٣-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

٢٧٤١ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي: ٢٧٤٤، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٣٨، ٣٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٧٤ عن محمد بن عوف.

٢٧٤٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٢٧٤٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٣٥٦ من حديث أبي داود ◀◀

يَعْني ابنَ سُلَيْمَانَ الْكِلَابِيَّ عن مُحَمَّدٍ يَعني ابنَ إسْحَاقَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ سَرِيَّةً إلَى نَجْدٍ، فَخَرَجْتُ مَعَهَا، فَأَصَبْنَا نَعَمًا كَثِيرًا، فَنَفَّلَنَا أَمِيرُنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لِكُلِّ إنْسَانٍ، ثُمَّ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَسَّمَ بَيْنَنَا غَنِيمَتَنَا فَأَصَابَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا بَعْدَ الْخُمُسِ، وَمَا حَاسَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ بِالَّذِي أَعْطَانَا صَاحِبُنَا وَلَا عَابَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَكَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا ثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا بِنَفْلِهِ.

اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی جانب روانہ کیا' میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہمیں بہت سے جانور ہاتھ آئے تو ہمارے امیر نے ہم میں سے ہر ہر شخص کو ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ نے ہم میں ہماری غنیمتیں تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر ہر شخص کو خمس نکالنے کے بعد بارہ بارہ اونٹ ملے اور ہمارے امیر نے جو ہمیں دیا تھا اس کا رسول اللہ ﷺ نے کوئی محاسبہ نہ فرمایا اور نہ اس کی کارروائی پر کوئی عیب لگایا' اس طرح ہمیں نفل سمیت تیرہ تیرہ اونٹ ملے۔

٢٧٤٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ مَسْلَمَةَ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ قَالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ، المَعْنَىٰ عنْ نَافِعٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا. زَادَ ابنُ مَوْهَبٍ فَلَمْ يُغَيِّرْهُ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۷۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی طرف روانہ فرمایا جس میں عبداللہ بن عمر بھی شامل تھے۔ تو ان لوگوں کو بہت بڑی تعداد میں اونٹ حاصل ہوئے۔ چنانچہ لشکر کے مجاہدین کا حصہ بارہ بارہ اونٹ ہوا اور ایک ایک اونٹ بطور نفل مزید دیے گئے۔ ابن موہب نے مزید کہا کہ (امیر کی تقسیم میں) رسول اللہ ﷺ نے کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔

٢٧٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۲۷۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

◄◄ به، وللحديث شواهد.

٢٧٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين . . . الخ، ح:٣١٣٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح:١٧٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٤٥٠، ح:١٠٠٠ (بتحقيقي).

٢٧٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٧٤٩/ ٣٧ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

عنْ عُبَيْدِالله: حدَّثني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ في سَرِيَّةٍ فَبَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَّلَنَا رَسُولُ الله ﷺ بَعِيرًا بَعِيرًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دستے میں روانہ کیا تو ہمارے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایک اونٹ مزید بطور نفل عنایت فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بُرْدُ بنُ سِنَانٍ مِثْلَهُ عنْ نَافِعٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِالله، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ، إلَّا أَنَّهُ قالَ: وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لَمْ يَذْكُرِ النَّبيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو بُرد بن سنان نے بواسطہ نافع' عبیداللہ کی حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اور ایوب نے بھی نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس روایت میں ہے کہ ''ہمیں ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا گیا۔'' اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔



فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں جمع وتطبیق یہی ہے کہ امیر نے جو انعام دیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی توثیق فرمائی جس کو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا' جو صحیح ہے۔

٢٧٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ قالَ: حدَّثني أَبِي عن جَدِّي؛ ح: وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ قالَ: حدَّثني حُجَيْنٌ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً النَّفْلَ سِوَى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ، وَالخُمُسُ وَاجِبٌ في ذٰلِكَ كُلِّهِ.

٢٧٤٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بڑے لشکر میں سے) جب چھوٹے دستوں کو بھیجتے تو ان لوگوں کو عام لشکر میں تقسیم ہونے والی غنیمت کے علاوہ خاص نفل (اضافی انعام) بھی دیا کرتے تھے۔ اور خُمس مجموعی غنیمت میں سے نکالنا واجب ہے۔

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ:

٢٧٤٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٧٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ٤٠/١٧٥٠ عن عبدالملك بن شعيب، والبخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين . . . الخ، ح: ٣١٣٥ من حديث الليث بن سعد به.

٢٧٤٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٣٢، ١٣٣ من حديث أحمد بن صالح به.

حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا حُيَيٌّ عن أبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِمائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اللّٰهُمَّ إنَّهُمْ حُفَاةٌ فاحْمِلْهُمْ، اللّٰهُمَّ إنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ، اللّٰهُمَّ إنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ»، فَفَتَحَ الله لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْقَلَبُوا حِينَ انْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے روز تین سو پندرہ اشخاص کو لے کر روانہ ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں' انہیں سواریاں دے' اے اللہ! یہ لوگ بے لباس ہیں' انہیں لباس عنایت فرما' اے اللہ! بھوکے ہیں انہیں سیر فرما۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدر میں فتح عنایت فرمائی۔ پس جب یہ لوگ واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک یا دو دو اونٹ تھے' انہیں کپڑے بھی ملے اور طعام سے بھی سیر ہوئے۔

(المعجم ١٤٦) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ الْخُمُسُ قَبْلَ النَّفْلِ (التحفة ١٥٨)

باب:١٤٦-اس مسئلے کی دلیل کہ خمس پہلے نکالا جائے اور اضافی انعام بعد میں دیے جائیں

٢٧٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ بنِ يَزِيدَ بن جَابِرٍ الشَّامِيِّ، عن مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بنِ جَارِيَةَ التَّمِيمِيِّ، عن حَبِيبِ بنِ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيِّ أنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُنَفِّلُ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ.

٢٧٤٨- حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (غنیمت میں سے) پانچواں حصہ نکالنے کے بعد تیسرا حصہ نفل یعنی اضافی انعام کے طور پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: کفار سے مقابلے میں حاصل ہونے والے مال واسباب کو ”غنیمت“ کہا جاتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے نام کا ہوتا ہے جسے عربی میں ”خمس“ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ حصہ اپنی صوابدید پر پانچ جگہ خرچ کرسکتے تھے۔ اس مسئلے کا ذکر دسویں پارے کی ابتدا میں ہوا ہے: ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ (الانفال:٤١) ”یہ جان لو کہ تمہیں جو کچھ بھی غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے' اور رسول کا ہے' اور قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں اور

٢٧٤٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب النفل، ح: ٢٨٥١ من حديث سفيان به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣٣، ووافقه الذهبي * مكحول صرح بالسماع، وهو بريء من التدليس في القول الراجح، والحمد لله.

مسافروں کا ہے۔" بقیہ غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو مزید دو حصے ملتے ہیں۔ اور کافروں سے بغیر لڑے بھڑے حاصل ہونے والے مال کو "فے" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مصرف بھی تقریباً یہی ہے۔ (دیکھیے سورۃ الحشر آیات: ۶ ومابعد)

٢٧٤٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ قال: أخبرنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ مَهْدِيٍّ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن مَكْحُولٍ، عن ابنِ جَارِيَةَ، عن حَبِيبِ بنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ الرُّبُعَ بَعْدَ الْخُمُسِ وَالثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ إِذَا قَفَلَ.

۲۷۴۹- حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس نکالنے کے بعد شروع میں (پہلی مرتبہ) چوتھا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) دیا کرتے تھے۔ اور غزوے سے لوٹتے وقت (دوبارہ لشکر کشی میں) تیسرا حصہ دیا کرتے تھے خمس نکال لینے کے بعد۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں [إِذَا قَفَلَ] اور اگلی روایت میں [فِي الرَّجْعَة] (لوٹتے وقت) کے معنی یہ ہیں کہ جب لشکر ایک بار دشمن پر حملہ کر چکا ہوتا...... بعدازاں دوبارہ اس پر حملہ کرتا...... اس کا مطلب امام خطابی کے نزدیک یہ ہے کہ جب لشکر کسی علاقے میں جہاد کے لیے جاتا تو اس میں سے کوئی ایک گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی محدود جنگ کے لیے جاتا تو نبی ﷺ اس گروہ میں شامل افراد کو چوتھا حصہ بطور نفل دیتے' جب کہ بڑے لشکر کے لوگوں کو اس کے تین چوتھائی میں سے حصہ دیتے اور اگر واپسی میں اس طرح کوئی چھوٹا گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی جگہ معرکہ آرائی کے لیے جاتا تو واپسی پر' جب کہ گھر کا شوق دید بے قراری میں بدل چکا ہوتا ہے' علاوہ ازیں دشمن بھی زیادہ چوکس اور مستعد ہو جاتا ہے' چونکہ زیادہ پُر مشقت اور زیادہ صبر آزما ہوتا' تو نبی ﷺ اس گروہ کو تیسرا حصہ دیتے۔ واللہ اعلم. (خطابی' نیل الاوطار)

٢٧٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ أَحْمَدَ بنِ بَشِيرِ بنِ ذَكْوَانَ وَمَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيَّانِ، المَعْنَىٰ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابنُ مُحَمَّدٍ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ

۲۷۵۰- حضرت مکحول (شامی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں مصر میں بنی ہذیل کی ایک عورت کا غلام تھا۔ اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ پھر میں وہاں (مصر) سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے

٢٧٤٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٤ من حديث أبي داود به.

٢٧٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٣٣ من حديث عبدالله بن أحمد ومحمود بن خالد به، وله شاهد عند الترمذي، ح: ١٥٦١.

قالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَهْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ مَكْحُولًا يَقُولُ: كُنْتُ عَبْدًا بِمِصْرَ لامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ فَأَعْتَقَتْنِي فَمَا خَرَجْتُ مِنْ مِصْرَ وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى ثُمَّ أَتَيْتُ الحِجَازَ فَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُم أَتَيْتُ الْعِرَاقَ وَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُم أَتَيْتُ الشَّامَ فَغَرْبَلْتُهَا كُلَّ ذٰلِكَ أَسْأَلُ عَنِ النَّفْلِ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي فِيهِ بِشَيْءٍ حَتَّى لَقِيتُ شَيْخًا يُقَالُ لَهُ: زِيَادُ بنُ جَارِيَةَ التَّمِيمِيُّ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي النَّفْلِ شَيْئًا؟ قال: نَعَمْ سَمِعْتُ حَبِيبَ بنَ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيَّ يَقُول: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ الرُّبُعَ فِي الْبَدْأَةِ وَالثُّلُثَ فِي الرَّجْعَةِ.

مطابق وہاں کے علماء سے تمام کا تمام علم حاصل نہیں کرلیا۔ پھر میں حجاز آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کرلیا۔ پھر عراق آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کرلیا۔ پھر میں شام آیا اور اس (کے علماء) کو خوب کریدا اور ہر ایک سے میں غنیمت میں نفل (اضافی انعام) کے متعلق سوال کرتا رہا تو مجھے کوئی نہ ملا جو مجھے اس بارے میں کچھ بتاتا۔ بالآخر میں ایک شیخ سے ملا جس کا نام زیاد بن جاریہ تمیمی تھا' میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے نفل کے متعلق کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے' فرمارہے تھے: میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ آپ نے شروع جہاد میں چوتھا حصہ اور لوٹتے وقت (دوسری بار حملہ کرنے کی صورت میں) تیسرا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) عنایت فرمایا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ احادیث اسی امر پر محمول ہیں کہ غنیمت میں سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ (خمس) نکال لیا گیا تھا' تب غنیمت تقسیم ہوئی اور اضافی انعامات بھی دیے گئے۔ ② جناب مکحول شامی رحمہ اللہ معروف اور ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ علم دین کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں غلامی کی پستی سے نکال کر امت مسلمہ کی امامت کا بلند مقام عطا فرمایا۔

(المعجم ١٤٧) - بَابٌ: فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ (التحفة ١٥٩)

باب:١٤٧- چھوٹے دستے کی حاصل کردہ غنیمت بڑے لشکر میں بھی تقسیم ہوگی

٢٧٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۵۱- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٢٧٥١- تخريج: [حسن] يأتي، ح: ٤٥٣١، أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٩ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي، وتابعه يحيى بن سعيد وعبدالرحمٰن بن الحارث وغيرهما.

ابنُ أبي عَدِيٍّ عن ابنِ إسْحَاقَ، هُوَ مُحَمَّدٌ بِبَعْضِ هٰذَا؛ ح: وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ ابنِ مَيْسَرَةَ قالَ: حدَّثني هُشَيْمٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ جَمِيعًا، عن عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «المُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ في عَهْدِهِ».

(شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔ (حدود کے نفاذ میں معزز اور غیر معزز کا کوئی فرق نہیں) ان میں سے جو بھی کسی کافر کو امان دے دے تو ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کا پاس رکھے (جیسے کہ اعلیٰ رکھتے ہیں) اور ان میں کا دور والا بھی امان دے سکتا ہے (جیسے کہ مرکز میں رہنے والا) تمام مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں' ان کا تنومند اور قوی رفتار اپنے ضعیف اور سست رفتار کو بھی ساتھ ملائے اور چھوٹے دستے میں جانے والا بڑے لشکر میں رہ جانے والوں کو بھی شریک سمجھے' کسی مومن کو کافر کے بدلے میں یا کسی عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو قتل کرنا روا نہیں۔''

وَلَمْ يَذْكُرِ ابنُ إسْحَاقَ الْقَوَدَ وَالتَّكَافِيَ.

ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں قصاص اور خون برابر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے کہ جہاد میں نکلتے ہوئے بڑے لشکر میں سے کسی دستے کو علیحدہ کر کے کسی خاص مہم پر بھیجا جائے۔ لیکن اگر مرکز ہی سے کسی چھوٹے دستے کو روانہ کیا گیا ہو اور بڑے لشکر سے علیحدہ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دوسروں کا حصہ نہ ہوگا۔

٢٧٥٢- حَدَّثَنَا هَارونُ بن عَبْدِ اللهِ قال: أخبرنَا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَني إيَاسُ بنُ سَلَمَةَ عن أبِيهِ قال: أغَارَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عُيَيْنَةَ عَلَى إبِلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَتَلَ رَاعِيهَا وَخَرَجَ يَطْرُدُهَا

٢٧٥٢- ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عیینہ (فزاری) نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے' ان کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور پھر وہ اور اس کے گھوڑ سوار ساتھی انہیں ہانکتے ہوئے چل نکلے۔ (مجھے خبر ہوئی) تو

٢٧٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة ذي قرد وغيرها، ح:١٨٠٧ من حديث هاشم بن القاسم به، ورواه أحمد: ٤/ ٥١، ٥٢ عن هاشم به.

هُوَ وَأُنَاسٌ مَعَهُ فِي خَيْلٍ، فَجَعَلْتُ وَجْهِي قِبَلَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَاصَبَاحَاهُ! ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ فَجَعَلْتُ أَرْمِي وَأَعْقِرُهُمْ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ جَلَسْتُ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى مَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا جَعَلْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي وَحَتَّى أَلْقَوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ رُمْحًا وَثَلَاثِينَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا ثُمَّ أَتَاهُمْ عُيَيْنَةُ مَدَدًا، فَقَالَ: لِيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ، فَقَامَ إِلَيَّ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ وَصَعِدُوا الْجَبَلَ، فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمْ قُلْتُ: أَتَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ! لَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُم فَيُدْرِكَنِي وَلَا أَطْلُبُهُ فَيَفُوتَنِي فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ أَوَّلُهُمْ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عُيَيْنَةَ وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ، فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ، فَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ فَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ ذُو قَرَدٍ فَإِذَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي خَمْسِمِائَةٍ، فَأَعْطَانِي

میں نے اپنا منہ مدینہ کی طرف کیا اور تین بار یہ ہانک لگائی: یَاصَبَا حَاہ! (لوگو! مدد کو پہنچو، ہم کو دشمن نے لوٹ لیا ہے) پھر میں (دوڑتے ہوئے) ان لوگوں کے پیچھے ہولیا، تیر مارتا جاتا تھا اور ان کی سواریوں کو زخمی کرتا جارہا تھا، اگر ان میں سے کوئی گھوڑسوار میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں ہوجاتا حتیٰ کہ نبی ﷺ کی تمام سواریاں جو اللہ نے پیدا فرمائی تھیں میں نے ان کو اپنے پیچھے (اپنے قبضے میں) کرلیا۔ اور ان لوگوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ بھالے اور تیس چادریں پھینک دیں۔ پھر عیینہ بھی ان کی مدد کو آن پہنچا تو اس نے کہا: تم میں سے کچھ آدمی اس (سلمہ بن اکوع) کی طرف ہوجاؤ۔ تو ان میں سے چار آدمی میری طرف آئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں نے بلند آواز سے انہیں کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اکوع کا فرزند ہوں، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے! یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی مجھے پکڑنا چاہے تو میں اس کے ہاتھ آجاؤں اور اگر میں پکڑنا چاہوں تو وہ بھاگ نکلے۔ پھر تھوڑی دیر گزری تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے (دوڑے) آرہے ہیں۔ ان میں سب سے آگے حضرت اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ کے مقابلے میں ہوگئے، عبدالرحمٰن ان پر پلٹا اور پھر دونوں نے ایک دوسرے پر نیزے چلائے۔ چنانچہ اخرم اسدی رضی اللہ عنہ نے اس (عبدالرحمٰن) کا گھوڑا زخمی کردیا اور عبدالرحمٰن نے اخرم رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا اور

سَهْمَ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ .

ان کو شہید کر دیا۔ پھر عبدالرحمٰن، اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کے مابین بھی نیزے کے حملوں کا تبادلہ ہوا۔ اس نے ابوقتادہ کا گھوڑا زخمی کر دیا لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اخرم رضی اللہ عنہ والے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ اس چشمے پر تشریف لے آئے تھے جہاں سے میں نے ان کو بھگایا تھا۔ اس کا نام ذو قَرد تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو سوار لیے ہوئے تھے۔ پس آپ نے مجھے ایک شہسوار اور ایک پیدل کا حصہ عنایت فرمایا۔

فائدہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ انتہائی تیز رفتار بہادر جوان تھے انہیں ان کی اسی جرأت و بہادری کا اضافی انعام دیا گیا اور باقی دوسرے مجاہدین میں تقسیم ہوا۔

(المعجم ١٤٨) - **بَابٌ: فِي النَّفْلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمٍ** (التحفة ١٦٠)

باب:١٤٨- اضافی انعام (نفل) سونے چاندی کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اس غنیمت سے بھی جو سب سے پہلے حاصل ہو

٢٧٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَىٰ قال: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمِ بن كُلَيْبٍ، عن أبي الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ: أَصَبْتُ بِأَرْضِ الرُّومِ جَرَّةً حَمْرَاءَ فِيهَا دَنَانِيرُ فِي إِمْرَةِ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ: مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَسَمَهَا

٢٧٥٣- حضرت ابوجویریہ جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مجھے رومی علاقے میں سرخ رنگ کا ایک گھڑا ملا' اس میں دینار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بنی سُلیم کے ایک فرد حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے' وہ گھڑا میں ان کے پاس لے آیا۔ پس انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مجھے بھی اتنا ہی دیا جتنا کہ

٢٧٥٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٠ من حديث عاصم بن كليب به.

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَانِي مِنْهَا مِثْلَ ما أَعْطَى رَجُلًا مِنْهُمْ ثُمَّ قالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا نَفْلَ إلَّا بَعْدَ الخُمُسِ» لأَعْطَيْتُكَ ثُمَّ أَخَذَ يَعْرِضُ عَلَيَّ مِنْ نَصِيبِهِ فَأَبَيْتُ.

دوسروں میں سے ہر ایک کو دیا۔ پھر کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''اضافی انعام (نفل) خمس نکالنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔'' تو میں تمہیں بھی دیتا' پھر وہ اپنا حصہ مجھے دینے کی کوشش کرتے رہے مگر میں نے انکار کردیا۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ یہ مال دارالحرب سے بغیر کسی آویزش کے حاصل ہوا تھا اور ایسے مال میں خمس ہوتا ہے نہ نفل' کیونکہ خمس اور نفل (اضافی انعام) دونوں ہی قتال سے حاصل ہونے والے مال میں ہوتے ہیں۔ اور یہ گھڑا ویسے ہی ملا تھا' اس لیے اس میں سبھی مجاہدین کو برابر کے حصے دیے۔ ② اس میں مسئلۃ الباب کا اثبات ''تو میں تمہیں بھی دیتا'' سے ہوتا ہے' یعنی ان دیناروں میں سے تجھے نفل دیتا' اور دینار سونے کا ہوتا تھا۔

٢٧٥٤- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابنِ المُبَارَكِ، عنْ أَبِي عَوَانَةَ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۲۷۵۴- (بسند ہناد) عاصم بن کلیب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ١٤٩) - بَابٌ: فِي الإِمَامِ يَسْتَأْثِرُ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ لِنَفْسِهِ (التحفة ١٦١)

باب:۱۴۹- کافروں سے حاصل ہونے والے مال میں سے امام کا اپنے لیے کوئی چیز خاص کر لینا

٢٧٥٥- حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بن عُتْبَةَ قال: حَدَّثَنا الوَلِيدُ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبا سَلَّامٍ الأَسْوَدَ قالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بنَ عَبَسَةَ قالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ إلَى بَعيرٍ مِنَ المَغْنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ البَعِيرِ ثُمَّ قالَ: «وَلَا يَحِلُّ لِي مِنْ غَنَائِمِكُم مِثْلُ هٰذَا إلَّا الْخُمُسَ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُم».

۲۷۵۵- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' غنیمت کا ایک اونٹ (بطور سترہ) آگے تھا' جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے اس اونٹ کے پہلو سے کچھ بال لیے پھر فرمایا: ''اور تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لیے اس قدر بھی حلال نہیں سوائے پانچویں حصے کے' اور وہ پانچواں حصہ بھی پھر تم ہی میں واپس ہوجاتا ہے۔''

٢٧٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٠ من حديث أبي عوانة به، انظر الحديث السابق.

٢٧٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ غنیمت میں سے صرف خمس لیا کرتے تھے۔ اسی طرح امام المسلمین بھی اس مسئلے میں نبی علیہ السلام کی اقتدا کرے اور کوئی خاص چیز اپنے لیے خاص نہ کرے الا یہ کہ کوئی خاص مصلحت ہو۔ (نیل الاوطار، الجهاد، باب : ان اربعة اخماس الغنيمة للغانمين ...... ۲۹۲/۷ وباب بيان الصفى...... ۳۱۶/۷)

(المعجم ١٥٠) - بَابٌ: فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ (التحفة ١٦٢)

باب:۱۵۰-عہد و پیمان کا پورا کرنا

٢٧٥٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «إنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بنِ فُلَانٍ».

۲۷۵۶-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(عہد و پیمان میں) دھوکہ کرنے والے کے لیے قیامت کے روز ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔''

فائدہ: یعنی ایسے شخص کو رسوا کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ اس دھوکے باز کا انجام ہے۔ عہد و پیمان دو افراد کے درمیان ہو یا دو قوموں کے درمیان' مسلمانوں کے ساتھ ہو یا کافروں کے ساتھ' بدعہدی دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

(المعجم ١٥١) - بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يُسْتَجَنُّ بِهِ فِي الْعُهُودِ (التحفة ١٦٣)

باب:۱۵۱-لوگوں پر لازم ہے کہ امام کے طے کردہ عہد و پیمان کی پابندی کریں

٢٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي الزِّنَادِ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّمَا الإمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ بِهِ».

۲۷۵۷-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ڈھال ہے کہ اس کے ساتھ قتال کیا جاتا ہے۔''

فائدہ: ''امام'' یعنی رئیس اور قائد' اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت کی ایک علامت ہوتا ہے۔ دشمنوں سے انہیں

٢٧٥٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يدعى الناس بآبائهم، ح: ٦١٧٨ من حديث مالك به، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ١٧٣٥.

٢٧٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٢٣ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٢٩٥٧، ومسلم، ح: ١٨٤١ من حديث أبي الزناد به.

محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا اور خود ان کے مابین بھی امن وامان قائم رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کفار سے جو عہد و پیمان کیے گئے ہوں تمام لوگ اس کا پاس کریں۔

٢٧٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرَني عَمْرٌو عن بُكَيْرِ بنِ الْأَشَجِّ، عن الْحَسَنِ بنِ عَلِيِّ بنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قال: بَعَثَني قُرَيْشٌ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَلمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أُلْقِيَ في قَلْبِيَ الإسلَامُ فَقُلْتُ: يَارسُولَ الله! إِنِّي والله! لا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أبدًا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنِّي لا أَخِيسُ بالْعَهْدِ وَلا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلكِنِ ارْجِعْ فإنْ كانَ في نَفْسِكَ الَّذِي في نَفْسِكَ الآنَ فارْجِعْ». قَالَ: فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبيَّ ﷺ فأَسْلَمْتُ. قال بُكَيْرٌ: وأخبرني أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كانَ قِبْطِيًّا.

۲۷۵۸- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) قریشیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کیا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈال دی گئی' پس میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اللہ کی قسم کبھی بھی اب ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ''میں عہد کو نہیں توڑتا اور نہ قاصدوں کو قید کرتا ہوں' تمہیں چاہیے کہ واپس جاؤ' اگر تمہارے دل میں وہی بات رہے جو اب ہے تو واپس آ جانا۔'' کہتے ہیں: میں واپس گیا' پھر نبی ﷺ کی خدمت میں لوٹ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ بکیر کہتے ہیں: مجھے (حسن بن علی نے) بتایا کہ (اس کا دادا) ابو رافع قبطی غلام تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا كانَ في ذٰلِكَ الزَّمَانِ، وَالْيَوْمَ لا يَصْلُحُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس زمانے میں تھا (کہ قاصد مسلمان ہونا چاہ رہا تھا تو اسے واپس کر دیا) آج درست نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو رافع کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کافروں سے مسلمانوں کا یہ معاہدہ طے ہوا تھا کہ کافروں کے پاس سے آنے والے شخص کو واپس لوٹا دیا جائے گا' چاہے وہ مسلمان ہی ہو۔ اسی معاہدے کی وجہ سے نبی ﷺ نے حضرت ابو رافع کو لوٹایا' اب اس طرح کرنے کی ضرورت نہیں۔ الا یہ کہ اب بھی کسی جگہ اس قسم کا معاہدہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہو جائے۔

٢٧٥٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٧٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٣٠.

(المعجم ۱۵۲) - **بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَيَسِيرُ نَحْوَهُ** (التحفة ١٦٤)

باب:۱۵۲-معاہدہ کے دنوں میں امام اگر دشمن کی جانب کوچ کرے تو (روانہیں)

۲۷۵۹- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أبي الْفَيْضِ، عن سُلَيْمِ بنِ عَامِرٍ - رَجُلٍ مِنْ حِمْيَرَ - قال: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ وكانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ، حتَّى إذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ أو بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُولُ: اللهُ أكْبَرُ اللهُ أكْبَرُ، وَفَاءٌ لا غَدْرٌ، فَنَظَرُوا فإذَا عَمْرُو ابنُ عَبَسَةَ، فأَرْسَلَ إلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسأَلَهُ فقال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلا يَشُدَّ عُقْدَةً وَلا يَحُلَّهَا حتَّى يَنْقَضِيَ أمَدُهَا، أوْ يَنْبِذَ إلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ»، فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.



۲۷۵۹-حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے اور یہ قبیلۂ حمیر سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدۂ (صلح وامن) ہو چکا تھا اور (معاویہ رضی اللہ عنہ ان ایام معاہدہ میں) ان کے علاقوں کی طرف کوچ کر رہے تھے تاکہ جونہی معاہدے کی مدت ختم ہو (اچانک) ان پر چڑھائی کر دیں تو عربی گھوڑے یا ترکی گھوڑے پر سوار ایک شخص ان کی طرف آیا۔ وہ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وفاداری ہو غدر نہیں پکارتا آ رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابیٔ رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس کا دوسری قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس وقت تک کوئی نیا معاہدہ نہ کرے اور نہ اسے ختم کرے جب تک کہ پہلے معاہدے کی مدت باقی ہو یا برابری کی سطح پر اسے توڑنے کا اعلان کر دے۔'' چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔

فائدہ: اختتام معاہدے کے فوراً بعد اچانک چڑھائی کرنا دھوکے میں شمار کیا گیا ہے۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اسلام اور مسلمانوں کے لیے اندھی عصبیت میں مبتلا نہ تھے بلکہ اس کے تمام اصول وضوابط کو ہر حال میں پیش نظر رکھتے تھے۔

(المعجم ۱۵۳) - **بَابٌ: فِي الْوَفَاءِ لِلْمُعَاهَدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ** (التحفة ١٦٥)

باب:۱۵۳-ذمی سے کیے گئے عہد کی وفا کرنے اور اس کے ذمہ کی حرمت کا بیان

۲۷۵۹ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الغدر، ح: ۱۵۸۰ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱٦۸۱ .

٢٧٦٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن عُيَيْنَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبي بَكْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَتَلَ مُعاهِدًا في غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ الله عَلَيْهِ الْجَنَّةَ».

۲۷۶۰-حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی عہد والے کو بغیر کسی وجہِ جواز کے قتل کیا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔''

فوائد ومسائل: ① [مُعَاهَد] (''ھا'' پر زبر) یعنی ایسا شخص جو کافر ہوتے ہوئے حکومت اسلامیہ میں رہ رہا ہو اور ٹیکس وغیرہ ادا کرتا ہو تو اسے ''ذمی'' اور ''مُعَاهَد'' کہتے ہیں۔ ② گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے بارے میں جو احادیث میں آتا ہے کہ ''اس پر جنت حرام ہے' یا جنت میں داخل نہیں ہوگا'' ان کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان جنت میں جانے والے اولین لوگوں میں شامل نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا' اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ. یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا ہی نہیں' کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اہل توحید جنت میں داخل ہوں گے۔

(المعجم ١٥٤) - بَابٌ: فِي الرُّسُلِ (التحفة ١٦٦)

باب:۱۵۴-سفیر اور قاصدوں (کی حرمت) کا بیان

٢٧٦١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: كَانَ مُسَيْلِمَةُ كَتَبَ إلى رَسُولِ الله ﷺ، قال: وَقَدْ حَدَّثني مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن شَيْخٍ مِنْ أَشْجَعَ يُقَالُ لَهُ: سَعْدُ بنُ طَارِقٍ، عن سَلَمَةَ بنِ نُعَيْمِ بنِ مَسْعُودٍ الأَشْجَعِيِّ، عن أَبِيهِ نُعَيْمٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ لَهُمَا حِينَ قَرَآ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ: «مَا تَقُولَانِ أَنْتُمَا؟» قالا: نَقُولُ كَمَا قالَ،

۲۷۶۱-محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ مسیلمہ (کذاب) نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط بھیجا۔ (دوسری سند میں ہے) نُعیم بن مسعود اشجعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے مسیلمہ کے دو ایلچیوں سے پوچھا جبکہ آپ نے (اس کذاب کا) خط پڑھا کہ ''تم دونوں (اس کے بارے میں) کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سفیر اور قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا' تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔''

٢٧٦٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ح: ٤٧٥١ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن به.

٢٧٦١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٧ من حديث سلمة بن الفضل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٤٣ و٣/ ٥٢، ووافقه الذهبي.

قالَ: «أَمَا وَاللهِ! لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُما».

فائدہ: سفیر یا قاصد امام المسلمین کے سامنے بھی کفر کا اظہار کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

۲۷۶۲- حَدَّثَنا مُحَمدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفيَانُ عن أَبي إسْحَاقَ، عن حَارِثَةَ بنِ مُضَرِّبٍ أَنَّهُ أَتى عَبْدَ الله فقال: مَا بَيْني وَبينَ أَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ حِنَةٌ وَإِنِّي مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَني حَنِيفَةَ فإذَا هُمْ يُؤْمِنُونَ بِمُسَيْلِمةَ، فأَرْسَلَ إلَيْهِمْ عَبْدُ الله، فَجِيءَ بِهِمْ فاسْتَتَابَهُمْ غيرَ ابنِ النَّوَّاحَةِ قالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَوْلا أَنَّكَ رَسُولٌ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ» فأَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُولٍ، فأَمَرَ قَرَظَةَ بنَ كَعْبٍ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ في السُّوقِ، ثُمَّ قال: مَنْ أَرادَ أَنْ يَنْظُرَ إلى ابنِ النَّوَّاحَةِ قَتِيلًا بالسُّوقِ.



۲۷۶۲- حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (جبکہ وہ کوفہ میں والی تھے) اور کہا: مجھے کسی عرب سے کوئی عداوت نہیں اور میں قبیلہ بنو حنیفہ کی مسجد سے گزرا ہوں تو میں نے انہیں پایا ہے کہ وہ لوگ مسیلمہ پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مسجد کوفہ ہی میں تھی۔) پس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوالیا' انہیں لایا گیا تو انہوں نے (عبداللہ بن مسعود نے) ان سے توبہ کروائی' سوائے ابن نواحہ کے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے (تجھ سے) کہا تھا: ''اگر تو سفیر نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔'' اور آج تو سفیر یا قاصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو بازار میں (سرعام) قتل کر دیا۔ پھر فرمایا: جو ابن نواحہ کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے بازار میں دیکھ لے۔

فائدہ: دارالاسلام میں کفر اور ارتداد کا کھلے عام اظہار نا قابل معافی جرم ہے بالخصوص سرغنے قسم کے لوگوں سے تو کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جا سکتی۔ بعض لوگ اسے ''حریتِ فکر'' کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بات موجودہ دور کی ''حریتِ فکر'' کے خلاف ہے' لیکن اسلام ایسی ''حریتِ فکر'' کا قائل نہیں جس کا نتیجہ الحاد' لادینیت اور ارتداد ہو۔ اور اسلام ہی نہیں' کوئی بھی نظریاتی ملک اپنے اساسی نظریات کے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اس

۲۷۶۲ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹/ ۲۱۱ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۱/ ۳۸٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ۸٦۷٥، وصححه ابن حبان، ح: ۱٦۲۹، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ۱/ ۳۹٦، والحاكم: ۳/ ٥۳ وغيرهما * أبواسحاق عنعن.

کا نتیجہ فکری انتشار اور نظریاتی انارکی کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ آزادیٔ افکار وہی ہے جس کی بابت اقبال نے کہا تھا:

آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی ... رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار ... انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

اسی کی بابت مزید فرمایا:

اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک ... جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ ... آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

(المعجم ١٥٥) - بَابٌ: فِي أَمَانِ الْمَرْأَةِ (التحفة ١٦٧)

باب:۱۵۵-مسلمان خاتون کی دی ہوئی امان

٢٧٦٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بنُ عَبْدِ الله عن مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمانَ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: حدَّثَتْني أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهَا أَجَارَتْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، قال: فقالَ: «قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ وَآمَنَّا مَنْ آمَنْتِ».

۲۷۶۳-حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ اسے ام ہانیٔ بنت ابی طالب ؓ نے بیان کیا کہ اس نے فتح مکہ کے روز ایک مشرک کو پناہ دی تھی۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”ہم نے پناہ دی اسے جس کو تو نے پناہ دی۔ ہم نے امان دی اسے جس کو تو نے امان دی۔“

٢٧٦٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: أخبرنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: إنْ كَانَتِ المَرْأَةُ لَتُجِيرُ عَلَى المُؤْمِنِينَ فَيَجُوزُ.

۲۷۶۴-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ (دور رسالت میں) عورت کسی کو مومنوں سے پناہ دے دیتی تو وہ جائز اور قبول ہوا کرتی تھی (مسلمان اسے قتل نہ کر سکتے تھے۔)

٢٧٦٣ـ تخريج: [حسن] تقدم بعضه، ح: ١٢٩٠، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٦٨٥ من حديث عبدالله بن وهب به.

٢٧٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٦٨٣ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو مدلس وعنعن، وللحديث شواهد.

فائدہ: مسلمانوں میں سے کوئی ادنیٰ آدمی بھی اگر کسی کافر کو امان دے دے تو سب پر لازم ہے کہ اس کی امان کا لحاظ کریں۔

(المعجم ١٥٦) - **بَابٌ: فِي صُلْحِ الْعَدُوِّ** (التحفة ١٦٨)

باب:١٥٦- دشمن سے صلح کر لینے کا بیان

فائدہ: کفار سے ایسا پیمان کہ ایک مدت تک کے لیے ہم آپس میں قتال نہیں کریں گے جائز ہے مگر چاہیے کہ اس کی ابتدا اور مطالبہ کفار کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں کا ابتدائی طور پر انہیں یہ پیش کش کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں' کیونکہ اس میں کمزوری اور ہتک کا اظہار ہے۔ اور لازمی ہے کہ صلح کے ساتھ ساتھ مسلمان اپنی تیاری سے غافل نہ رہیں' ممکن ہے کہ دشمن دھوکہ دے جائے۔ سورۂ انفال میں اس امر کی مشروعیت کا بیان مذکور ہے: ﴿وَ إِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ـ وَ إِنْ يُّرِيْدُوْا أَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ...... الخ﴾ (الانفال:٦١-٦٢) ''اگر وہ کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کے لیے جھک جائیں اور اللہ پر توکل کریں بلاشبہ وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اور اگر انہوں نے آپ کو دھوکا دینے کا ارادہ کیا ہو تو پھر اللہ آپ کے لیے کافی ہے......'' درج ذیل حدیث میں صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے جو یہاں مختصر ہے۔ چاہیے کہ دیگر کتب حدیث و سیرت میں تفصیل سے اس کا مطالعہ کیا جائے' انتہائی جامع حدیث ہے اور بے شمار مسائل کی حامل ہے۔



٢٧٦٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ. قَالَ: وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ! خَلَأَتِ

٢٧٦٥- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر چودہ' پندرہ سو صحابہ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ (١) جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا اور اس کے کوہان پر چیر لگایا (اِشعار کیا) اور عمرے کا احرام باندھا۔ (٢) اور حدیث بیان کی۔ نبی ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب اس گھاٹی پر پہنچے جہاں سے اہل مکہ کی طرف اترتے ہیں تو آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: حَلُ حَلُ (اونٹ کو اٹھانے کی آواز ہے) قصواء بگڑ گئی ہے (یا اڑ گئی ہے) دو بار کہا (٣) نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہ بگڑی ہے

٢٧٦٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، ح: ٢٧٣١، ٢٧٣٢ من حديث معمر به مطولاً.

الْقَصْوَى - مَرَّتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا خَلأَتْ وَمَا ذٰلِكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ خُطَّةً يُعَظِّمُونَ بِهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا»، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حتى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ فَجَاءَهُ بُدَيْلُ بنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ ثُمَّ أَتَاهُ يَعْنِي عُرْوَةَ بنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُلَّمَا كَلَّمَهُ [بِكَلِمةٍ] أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ قَائمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ المِغْفَرُ، فَضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ: أَخِّرْ يَدَكَ عنْ لِحْيَتِهِ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ، قَالَ: أَيْ غُدَرُ! أَوَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ - وكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا في الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا الإِسْلامُ فَقَدْ قَبِلْنَا وَأَمَّا المَالُ فَإِنَّهُ مَالُ غَدْرٍ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ». فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ» وَقَصَّ الْخَبَرَ، فقَالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ

اور نہ اس کی یہ عادت ہے' اسے ہاتھی کو روکنے والے نے روکا ہے۔'' (۴) پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ آج مجھے جو بھی کوئی ایسی تجویز پیش کریں گے جس سے وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم بجالائیں تو میں اسے قبول کرلوں گا۔'' (۵) پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے راستہ تبدیل کرلیا حتیٰ کہ حدیبیہ کے پار ایک کنویں پر جا اترے' اس میں پانی بہت تھوڑا تھا۔ پھر آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی آیا۔ (۶) اس کے بعد عروہ بن مسعود آیا اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بھی آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرتا (۷) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہی کھڑے تھے (۸) ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھی' (عروہ آپ ﷺ سے بات کرتے ہوئے آپ کی داڑھی پر ہاتھ لگاتا تو) وہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور کہتے: دور کر اپنا ہاتھ ان کی داڑھی سے۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا: یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں تو وہ بولا: اے دھوکے باز! کیا میں تیرے دھوکے اور فساد میں صلح صفائی نہیں کراتا رہا ہوں؟ (دراصل) مغیرہ رضی اللہ عنہ قبل از اسلام کچھ لوگوں کے ساتھ تھے تو ان کو قتل کر دیا' ان کے مال لوٹ لیے' پھر جا کر اسلام قبول کرلیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام تو ہم نے قبول کرلیا مگر مال چونکہ دھوکے کا ہے اس لیے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (۹) اور حدیث بیان کی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لکھو یہ وہ

النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا» ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ مُهَاجِرَاتٌ الآيَة، فَنَهَاهُمُ اللهُ أَنْ يَرُدُّوهُنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ - يَعْنِي فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ - فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللهِ! إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ! جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ: أَجَلْ قَدْ جَرَّبْتُ بِهِ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ رَأَى هٰذَا ذُعْرًا» فَقَالَ: قُتِلَ وَاللهِ! صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ: قَدْ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ فَقَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ نَجَّانِي اللهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَيْلُ أُمِّهِ مُسْعِرُ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ» فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ وَيَنْفَلِتُ أَبُو جَنْدَلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ».

(عہد نامہ) ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اتفاق کیا ہے۔'' اور پورا قصہ بیان کیا۔ (۱۰) سہیل نے کہا......اور ہم میں سے جو کوئی بھی آپ کے پاس آئے خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو وہ آپ کو ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ پھر جب عہد نامے کی تحریر سے فارغ ہو گئے تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''اٹھو! قربانیاں کرو اور اپنے سر مونڈ لو۔'' پھر مومن اور مہاجر عورتیں آئیں (تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں...... الممتحنة: ۶۰/۱۰) تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انہیں واپس نہیں لوٹانا' البتہ یہ حکم دیا کہ ان کے حق مہر واپس کر دیے جائیں۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ قریش کا ایک آدمی ابوبصیر' آپ کے پاس آ گیا۔ تو ان لوگوں نے اس کو لینے کے لیے اپنے دو آدمی بھیج دیے۔ نبی ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے لے کر چلے گئے حتیٰ کہ جب ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو کہا: ارے! تیری یہ تلوار تو بہت عمدہ دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اسے میان سے نکالا اور کہا: ہاں ہاں میں نے اس کو بہت آزمایا ہے۔ ابوبصیر نے کہا: دکھانا ذرا میں اسے دیکھوں تو سہی۔ اور وہ اس نے اس کو پکڑا دی۔ پس ابوبصیر نے وہ اسے دے ماری حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ والا دوسرا آدمی بھاگ کر مدینے آ گیا اور بھاگتے بھاگتے مسجد میں چلا آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(یہ خوف زدہ

ہے۔) اس نے کوئی خوفناک چیز دیکھی ہے۔'' وہ بولا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی مارا جانے والا ہوں۔ پھر ابوبصیر بھی آ گیا تو اس نے کہا: اللہ نے آپ کی ذمہ داری پوری کرا دی کہ آپ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا تھا' پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ماں کا افسوس! یہ تو جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اسے مل جائے۔'' جب اس نے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اسے ان لوگوں کی طرف لوٹا دیں گے۔ سو وہ وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور ساحل سمندر پر آ گیا۔ پھر ابوجندل بھی نکل بھاگا اور ابوبصیر کے ساتھ جا ملا حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔

فوائد و مسائل: یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ ہر ذمہ دار شخص کو اس پر خوب غور کرنا چاہیے۔
① مسلمان حکمران کی کافروں کے ساتھ صلح کے وقت سب سے پہلی ترجیح اللہ تعالیٰ کی تعظیم و عظمت ہونی چاہیے۔
② مسنون یہ ہے کہ بیت اللہ کو روانہ کی جانے والی قربانی کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال دیا جائے اور اونٹ یا اونٹنی ہو تو اس کے کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیر لگا کر خون اس پر چپڑ دیا جائے اس چیر لگانے کو ''اِشْعَار'' کہتے ہیں۔
③ قصواء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام و لقب تھا۔ لفظی معنی ہیں ''کان کٹی۔'' ④ ابرہہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ ایک عظیم لاؤ لشکر اور ہاتھی لے کر آیا تھا کہ بیت اللہ کو منہدم کر دے' مگر اللہ کی تدبیر سے پرندوں کی سنگریزوں کی بارش سے سارا لشکر ہلاک ہو گیا اور کعبہ اور مکہ دونوں محفوظ و مامون رہے۔ ⑤ یعنی اللہ کے حرم میں قتل و غارت نہ ہو اور دونوں قوموں کے مابین صلح ہو جائے۔ ⑥ بُدَیل بن ورقاء نے رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کو بطور خیر خواہی کے یہ خبر دی کہ کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ حدیبیہ کے پار مکہ کی جانب جنگ کے لیے تیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بتایا کہ ہم درحقیقت لڑنے کے لیے آئے ہی نہیں ہیں۔ لیکن اگر مجبور کر دیا گیا تو اس وقت تک لڑوں گا جب تک اللہ اپنے اس دین اسلام کو غالب نہ فرما دے یا میری گردن کٹ جائے اور جان چلی جائے۔ ⑦ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ دو برابر کے ساتھی آپس میں گفتگو کے دوران میں دوسرے کو نرمی اور ملائمت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ انداز اختیار کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت مغیرہ ؓ نے واضح کر دیا کہ تم ان کے برابر کے نہیں ہو یہ تو افضل البشر ہیں۔ ⑧ خطرے اور اظہار وجاہت کے مواقع پر حفاظت وغیرہ کے لیے محافظوں کو کھڑا کرنا جائز اور مطلوب ہے۔ مگر جہاں کوئی معقول سبب نہ ہو وہاں لوگوں کو کھڑا کرنا تکبر میں شمار ہوتا

ہے اور ایک ناجائز عمل ہے ⑨ دھوکے فریب سے حاصل کردہ مال کسی صورت جائز نہیں۔ مگر دارالحرب سے اور قتال کی صورت میں حاصل ہونے والا مال غنیمت کہلاتا ہے۔ ⑩ سہیل نے معاہدہ لکھتے وقت "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پر اعتراض کیا کہ ہم "الرحمٰن" کو نہیں جانتے اور نبی ﷺ کے متعلق "محمد رسول الله" لکھنا بھی قبول نہیں کیا۔ مگر آپ نے شرعی مصلحت کے تحت اس کی یہ باتیں باوجود غلط ہونے کے گوارا کر لیں اور بِاسۡمِكَ اللّٰهُمَّ اور محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔ اس نرم روی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعدازاں یہی لوگ اسلام لے آئے اور اسلام کے فداکار سپاہی ثابت ہوئے۔ ⑪ ساحل سمندر پر جمع ہونے والی یہ جماعت قریش کے قافلوں پر حملے کرتی اور ان کے تجارتی قافلوں کے لیے ایک بڑا خطرہ ثابت ہوئی۔ بالآخر قریش نے درخواست کی کہ ہم اپنی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے مسلمان ہونے والے کو واپس کیا جائے۔ اس طرح ان لوگوں کو مدینے بلا لیا گیا۔

٢٧٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابنُ إدْرِيسَ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ إسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ أَنَّهُمُ اصْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَعَلَى أَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوفَةً وَأَنَّهُ لَا إسْلَالَ وَلَا إغْلَالَ.

۲۷۶۶- حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے کہ قریش نے اس بات پر صلح کی کہ دس سال تک کوئی جنگ نہیں ہوگی لوگ اس مدت میں ہر طرح امن سے رہیں گے (اس معاہدے کے متعلق) ہم دونوں فریقوں کے دل صاف رہیں گے چوری چھپے یا خیانت سے اس کی مخالفت نہ ہوگی۔



توضیح: "عيبة" وہ گٹھڑی ہوتی ہے جس میں خاص مال اور کپڑے سنبھال کر رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ دل بھی عہد و پیمان کا مخزن ہوتا ہے اس لیے اس کو "عيبة" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ "مکفوفة" بندھی ہوئی تھیلی۔ "اسلال" کا ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ ''تلواریں نہیں نکالی جائیں گی۔'' اور "اغلال" سے مراد ہے کہ ''زرہیں نہیں پہنی جائیں گی۔'' مقصد یہ کہ کسی طرح جنگ نہیں کی جائے گی۔

٢٧٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا

۲۷۶۷- خالد بن معدان نے بیان کیا کہ جبیر بن نفیر نے کہا کہ آیئے ہم جناب ذی مخبر ؓ کے پاس چلتے

٢٧٦٦ـ تخريج: [حسن] * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ١٤٥، وانظر الحديث السابق.

٢٧٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ٤٠٨٩ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢١، ووافقه الذهبي.

الأَوْزَاعِيُّ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ قال: مَالَ مَكْحُولٌ وَابنُ أبي زَكَرِيَّا إلَى خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ فَحَدَّثَنَا عنْ جُبَيْرِ بن نُفَيْرٍ قال: قالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إلَى ذِي مِخْبَرٍ - رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عن الْهُدْنَةِ فَقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا وَتَغْزُونَ أنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ».

ہیں وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے۔ تو ہم ان کے پاس گئے۔ جبیر نے ان سے صلح کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''تم لوگ رومیوں سے ایک پرامن صلح کرو گے اور پھر تم اور وہ اپنے پیچھے (کسی) ایک دشمن سے قتال کرو گے۔''

فائدہ: حسب مصلحت دشمن سے صلح کی جا سکتی ہے۔ یہ حدیث کتاب الملاحم میں تفصیل سے آئے گی۔ (سنن ابی داود' الملاحم' حدیث: ۴۲۹۲)

(المعجم ۱۵۷) - بَابٌ: فِي الْعَدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غِرَّةٍ وَيَتَشَبَّهُ بِهِمْ (التحفة ۱٦۹)

باب: ۱۵۷- غفلت اور بے خبری میں دشمن کے پاس جانا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا

۲۷٦۸- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لِكَعْبِ بنِ الأَشْرَفِ فَإنَّهُ قَدْ آذَى الله وَرَسُولَهُ»، فقامَ مُحَمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فقالَ: أنَا يَارَسُولَ الله! أتُحِبُّ أنْ أقْتُلَهُ؟ قالَ: «نَعَمْ» قالَ: فَأْذَنْ لِي أنْ أقُولَ شَيْئًا؟ قالَ: «نَعَمْ، قُلْ» فَأَتَاهُ فقالَ: إنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا الصَّدَقَةَ، وَقَدْ عَنَّانَا، قَالَ: وَأَيْضًا لَتَمَلُّنَّهُ؟ قالَ: اتَّبَعْنَاهُ فَنَحْنُ نَكْرَهُ أنْ نَدَعَهُ

۲۷٦۸- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے؟ بلاشبہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔'' پس محمد بن مسلمہ ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر ڈالوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' انہوں نے کہا: مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کے سامنے کوئی بات بنا سکوں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم کہہ سکتے ہو۔'' چنانچہ محمد بن مسلمہ ؓ اس کے پاس گئے اور کہا: اس آدمی نے ہم سے صدقات طلب کیے ہیں اور ہمیں بہت

۲۷٦۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الكذب في الحرب، ح: ۳۰۳۱، ومسلم، الجهاد والسير، باب قتل كعب بن الأشرف طاغوت اليهود، ح: ۱۸۰۱ من حديث سفيان بن عيينة به.

حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ. قَالَ كَعْبٌ: أَيَّ شَيْءٍ تَرْهَنُونِي؟ قَالَ: وَمَا تُرِيدُ مِنَّا؟ فقال: نِسَاءَكُم. قالُوا: سُبْحَانَ اللهِ! أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا فَيَكُونُ ذٰلِكَ عَارًا عَلَيْنَا، قَالَ: فَتَرْهَنُونِي أَوْلَادَكُمْ، قالُوا: سُبْحَانَ اللهِ! يُسَبُّ ابْنُ أَحَدِنَا فَيُقَالُ: رُهِنْتَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ؟ قالُوا: نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ - يُرِيدُ السِّلَاحَ - قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا أَتَاهُ نَادَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُتَطَيِّبٌ يَنْضَخُ رَأْسُهُ، فَلَمَّا أَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ - وَقَدْ كَانَ جَاءَ مَعَهُ بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ - فَذَكَرُوا لَهُ، قَالَ: عِنْدِي فُلَانَةُ، وَهِيَ أَعْطَرُ نِسَاءِ النَّاسِ، قَالَ: تَأْذَنُ لِي فَأَشُمَّ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَشَمَّهُ، قَالَ: أَعُودُ قَالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ: دُونَكُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ».

تنگ کر رکھا ہے۔ اُس نے کہا: ابھی تم اس شخص سے اور بھی اکتا جاؤ گے۔ ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اس لیے فوراً اسے چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے حتیٰ کہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں ایک دو وسق (غلہ وغیرہ) دے دو۔ کعب نے کہا: بطور رہن کیا چیز دو گے؟ انہوں نے کہا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اپنی عورتیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تم عرب کے حسین ترین شخص ہو، ہم تمہیں اپنی عورتیں بطور رہن دے دیں، تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی عار ہو گی۔ وہ بولا: چلو اپنی اولادیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! (ساری زندگی) ہمارے بچے کو یہ گالی دی جاتی رہے گی کہ تمہیں تو ایک یا دو وسق کے بدلے میں رہن رکھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں ہم اپنا اسلحہ بطور رہن دے سکتے ہیں۔ تو وہ بولا: ہاں ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جب اس کے پاس آئے تو ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دی، وہ باہر آیا، اس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور اس کا سر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ پس جب وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور محمد بن مسلمہ اپنے ساتھ تین یا چار ساتھیوں کو بھی لائے تھے۔ سب نے اس سے خوشبو کا تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگا: میرے ہاں فلاں عورت ہے جو بہترین خوشبو والی عورت ہے۔ ابن مسلمہ نے کہا: اگر اجازت دو تو میں سونگھ لوں۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ پس انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں کیا اور اسے سونگھا۔ انہوں نے کہا: ذرا ایک بار پھر۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں

ڈالا اور اس کے بالوں کو خوب جکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: لو اپنا کام کرو' تو انہوں نے اس کو مار احتیٰ کہ قتل کر ڈالا۔

فوائد و مسائل: ① کعب بن اشرف یہودی کا تعلق بنو نضیر سے تھا' وہ بڑا مال دار اور شاعر تھا۔ اسے مسلمانوں سے سخت عداوت تھی اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرتا رہتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کا دفاع کرنے کی بجائے مکہ جا کر قریش کو جنگ کے لیے آمادہ کیا اور عہد شکنی بھی کی۔ ② دشمن پر وار کرنے کیلئے بناوٹی طور پر کچھ ایسی باتیں بنانا' جو بظاہر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہوں' وقتی طور پر جائز ہے۔ اور جنگ دھوکے (چال بازی) ہی کا نام ہے۔

٢٧٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حُزَابَةَ: حَدَّثَنا إسْحَاقُ يَعْنِي ابنَ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «الإيمَانُ قَيَّدَ الْفَتْكَ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ».

۲۷۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایمان نے دھوکے سے قتل کرنے کو بند کر دیا ہے' کوئی صاحب ایمان دھوکے سے قتل نہیں کر سکتا۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی کسی غیرت و حمیت کے معاملے میں مسلمان کسی مسلمان کو دھوکے اور غفلت سے قتل نہ کرے۔ ② ایسا شخص جس سے کوئی عہد و پیمان ہو' اس کو بھی قتل کرنا ناجائز ہے۔ مگر جن دشمنوں کے ساتھ اعلان جنگ ہو اور دونوں فریق جنگ کی کیفیت میں ہوں' اس میں یہ عمل جائز ہے۔

(المعجم ١٥٨) - بَابٌ: فِي التَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فِي الْمَسِيرِ (التحفة ١٧٠)

باب:۱۵۸- دوران سفر میں بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا

٢٧٧٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أوْ

۲۷۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے' حج یا عمرے (کے سفر) سے واپس آتے ہوئے زمین کی کسی بھی بلندی پر

٢٧٦٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٤٠٣ من حديث إسحاق بن منصور به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٥٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

٢٧٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمرة، باب ما يقول إذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو، ح: ١٧٩٧، ومسلم، الحج، باب ما يقول إذا رجع من سفر الحج وغيره، ح: ١٣٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٢١.

حَجٍّ أوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ وَيَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ».

چڑھتے' تو تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور یہ دعا پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ' صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی حکومت ہے' تمام طرح کی تعریفیں اسی کی ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں' اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا' اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسپا کر دیا۔''



فائدہ: مسنون یہی ہے کہ بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اور پستی کی طرف اترتے ہوئے تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہ) کہا جائے۔

(المعجم ١٥٩) - **بَابٌ: فِي الإِذْنِ فِي الْقُفُولِ بَعْدَ النَّهْيِ** (التحفة ١٧١)

باب:١٥٩- جہاد سے واپس آ جانے کی رخصت جبکہ یہ عمل پہلے ممنوع تھا

٢٧٧١- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حدَّثَني عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: ﴿لَا يَسْتَئْذِنُكَ ٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ﴾ [التوبة: ٤٤] الآيَة نَسَخَتْهَا الَّتِي في النُّورِ: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾ إلَى

٢٧٧١- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سورۂ توبہ کی آیت کریمہ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ......﴾ کو سورۂ نور کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

٢٧٧١- تخريج: [إسناده [illegible]] أخرجه البيهقي: ٩/١٧٣ [illegible]

قَوْلِهِ: ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور: ٦٢].

فائدہ: ابتدائے اسلام میں منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں نہیں نکلا کرتے تھے' اگر جاتے بھی تو مختلف حیلے بہانوں سے واپس آ جاتے تھے۔ سورۂ توبہ میں ان کے متعلق بیان ہوا ہے: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ۝ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ﴾ (التوبة: ۴۴-۴۵) ''جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں وہ آپ سے کوئی اجازت نہیں مانگتے کہ انہیں اپنے مالوں یا جانوں کے ساتھ جہاد نہ کرنا پڑے اور اللہ متقین کو خوب جانتا ہے' آپ سے وہی لوگ اجازتیں مانگتے ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے انہی شکوک میں بھٹک رہے ہیں۔'' ان آیات کے نازل ہونے پر جہاد سے لوٹ آنا ممنوع ہو گیا تھا' خواہ نبی علیہ السلام کی اجازت ہی سے ہوتا' مگر جب اسلام اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہو گئی اور مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ گئی' تو اجازت لے کر واپس آ جانے کی رخصت ہو گئی اور سورۂ نور کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَ إِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (النور: ۶۲) ''ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور وہ جب کسی اجتماعی کام میں ہوتے ہیں تو اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں' سو جب یہ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگیں' بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔''

(المعجم ١٦٠) - **بَابٌ: فِي بِعْثَةِ الْبُشَرَاءِ** (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۶۰- خوشخبری دینے والے بھیجنا

٢٧٧٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَىٰ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟»

۲۷۷۲- حضرت جریر (بن عبداللہ البجلی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تم مجھے ذی خلصہ سے راحت نہیں پہنچا سکتے؟'' چنانچہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کو جلا ڈالا'

٢٧٧٢_ **تخريج**: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب البشارة في الفتوح، ح: ٣٠٧٦، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل جرير بن عبدالله رضي الله تعالىٰ عنه، ح: ٢٤٧٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ.

پھر قبیلۂ احمس کا ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف بھیجا' جو آپ کے پاس خوش خبری لے کر گیا۔ اس کی کنیت ابوارطاۃ تھی۔

فوائد و مسائل: ① بنوخثعم نے اپنا ایک معبد بنا رکھا تھا جسے وہ [اَلْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَة] کہتے تھے۔ اس گھر کا نام [خَلَصَة] اور بت کا نام [ذو الخلصه] رکھا ہوا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور یہ مہم سر کی۔ ② کسی اہم واقعہ کی خوشخبری بھیجنا جائز ہے' بشرطیکہ اس میں اپنے کردار کا لوگوں کو سنانا اور دکھلانا مقصود نہ ہو بلکہ اسلام کی سربلندی کی اطلاع دینا مقصود ہو یا مسلمانوں کا بڑھاوا اور ان کی حوصلہ افزائی مقصود ہو۔

(المعجم ١٦١) - بَابٌ: فِي إِعْطَاءِ الْبَشِيرِ (التحفة ١٧٣)

باب:١٦١- خوشخبری دینے والے کو کوئی انعام دینا



٢٧٧٣- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله ابنِ كَعْبِ بن مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ كَعْبٍ قال: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بالمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ وَقَصَّ ابنُ السَّرْحِ الْحَدِيثَ قالَ: وَنَهَى رَسُولُ الله ﷺ المُسْلِمِينَ عنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبي قَتَادَةَ - وَهُوَ ابنُ عَمِّي - فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَالله! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، ثُمَّ صَلَّيْتُ الصُّبْحَ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ

٢٧٧٣- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی کسی سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے' وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے۔ (امام ابو داود کے شیخ) ابن السرح نے پوری حدیث بیان کی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو منع فرما دیا تھا کہ ہم تینوں سے کوئی بات چیت کرے۔ حتیٰ کہ جب یہ کیفیت بہت طویل ہوگئی تو میں اپنے چچا زاد ابوقتادہ کی دیوار پر چڑھا اور میں نے اس کو سلام کہا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھے جواب نہیں دیا۔ پھر جب پچاس راتیں پوری ہوگئیں اور اس صبح فجر کی نماز میں نے اپنے ایک مکان کی چھت پر پڑھی' تو میں نے ایک بلند آواز سے پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک!

٢٧٧٣- تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ٢٧٦٩ عن ابن السرح، والبخاري، التفسير، سورة البراءة، باب قوله:﴿لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والأنصار﴾، ح: ٤٦٧٦ مختصرًا جدًا من حديث ابن وهب به.

مِنْ بُيُوتِنَا، فَسَمِعْتُ صَارِخًا: يَاكَعْبُ بْنَ مَالِكٍ! أَبْشِرْ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ، فقامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ ابنُ عُبَيْدِاللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي.

خوشخبری ہو۔ پھر جب وہ میرے پاس پہنچا' جس کی آواز میں نے سنی تھی' تو میں نے اس کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس کو پہنا دیے۔ پھر میں چلا حتیٰ کہ جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے میری طرف لپکے' حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد پیش کی۔

 **فوائد و مسائل:** ① یہ غزوۂ تبوک میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری پر ان کے بائیکاٹ سے متعلق واقعہ ہے جو فتح مکہ کے بعد سن ۹ ہجری میں پیش آیا تھا۔ اور یہی وہ غزوہ ہے جو اس دور کے تمام مسلمانوں پر بالعموم فرض عین ہوا تھا۔ مگر مخلص مسلمانوں میں سے تین افراد بغیر کسی معقول عذر کے پیچھے رہ گئے یعنی کعب بن مالک' مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے بصراحت اقرار کیا کہ ہمارے پیچھے رہ جانے میں کوئی شرعی عذر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے مقاطعہ کر لیں۔ چالیس دن کے بعد حکم آیا کہ یہ اپنی عورتوں سے بھی الگ رہیں۔ پچاس دن پورے ہونے پر توبہ قبول کی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (التوبة:١١٨) ''اور اللہ نے ان تین آدمیوں کی توبہ بھی قبول فرمالی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا' یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی کشادگی کے ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی جان بھی ان پر تنگ ہوگئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں ہے' پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کر لیں' بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔'' ② جو شخص خوشخبری پہنچائے اسے ہدیہ دینا مستحب ہے۔



(المعجم ١٦٢) - بَابٌ: فِي سُجُودِ الشُّكْرِ (التحفة ١٧٤)

باب:۱۶۲-سجدۂ شکر کا بیان

٢٧٧٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عنْ أبي بَكْرَةَ بَكَّارِ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ قال: أَخْبَرَني أَبِي عَبْدُ العَزِيزِ عنْ أبي بَكْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا

۲۷۷۴-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپ کو بشارت دی جاتی تو آپ اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

٢٧٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في سجدة الشكر، ح:١٥٧٨، وابن ماجه، ح:١٣٩٤ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

جَاءَهُ أَمْرُ سُرُورٍ أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا للهِ.

فائدہ: انسان کو جب کوئی خوشی کی خبر ملے تو سجدہ کرنا مسنون و مستحب ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سجدۂ شکر کیا (بخاری: ۴۴۱۸) اور خود رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔

٢٧٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ عن ابنِ عُثْمَانَ - قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ بنِ عُثْمَانَ - عن أَشْعَثَ بنِ إِسْحَاقَ بنِ سَعْدٍ، عن عَامِرِ ابنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ المَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْوَرَا نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَدَعَا اللهَ تَعَالَى سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - ذَكَرَهُ أَحْمَدُ ثَلَاثًا - قَالَ: «إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي».



۲۷۷۵- حضرت عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ سے روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ مدینے جانے کا تھا۔ جب ہم مقام عَزْوَرا کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے۔ پھر سجدے میں گر گئے اور دیر تک سجدے میں پڑے رہے۔ پھر اٹھے' اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے' پھر سجدے میں گر گئے اور بڑی دیر تک سجدے میں پڑے رہے' پھر اٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور ایک گھڑی تک بلند کیے رکھے' پھر سجدے میں گر گئے...... احمد بن صالح نے یہ عمل تین بار کا بیان کیا...... فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے اور اپنی امت کے لیے شفاعت کی ہے۔ پس اللہ نے مجھے میری امت کا تہائی حصہ دے دیا (اسے بخش دوں گا)' تو میں اپنے رب کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا' اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی تو اس نے مجھے میری امت کا (مزید) تہائی حصہ عنایت فرما دیا تو میں اپنے رب کا شکر

٢٧٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٧٠ من حديث أبي داود به * يحيى بن الحسن مجهول الحال (تقريب)، وأشعث بن إسحاق مستور، ولسجود الشكر شواهد عند مسلم، ح: ٢٨٩٠ وغيره.

کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا' اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا تو اس نے مجھے میری امت کا مزید تہائی حصہ بھی دے دیا تو میں اپنے رب کے لیے سجدے میں گر گیا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَشْعَثُ بنُ إِسْحَاقَ أَسْقَطَهُ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ حِينَ حَدَّثَنا بِهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْهُ مُوسَى بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے شیخ احمد بن صالح نے جب یہ سند بیان کی تو اس میں سے اشعث بن اسحٰق کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس کا ذکر موسیٰ بن سہل رملی نے کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے' تاہم سجدۂ شکر والی بات صحیح ہے' کیونکہ مذکورہ حدیث سے وہ ثابت ہے۔

(المعجم ١٦٣) - بَابٌ: فِي الطُّرُوقِ (التحفة ١٧٥)

باب:۱۶۳-(بغیر اطلاع) رات کو گھر آنا (مناسب نہیں)

٢٧٧٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا.

۲۷۷۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ انسان رات کے وقت اپنے گھر پہنچے۔

توضیح: مقصد یہ ہے کہ انسان طویل غیر حاضری کے بعد بغیر پیشگی اطلاع کے بے وقت اچانک بالخصوص عشا کے بعد گھر میں نہ آئے۔ اس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ممکن ہے گھر والے صاحب خانہ کی طرف سے مطمئن ہو کر کہیں باہر جانے کا پروگرام بنالیں یا آنے والے کی بیوی اپنی اور گھر کی صفائی ستھرائی کی جانب سے غفلت کرلے یا کوئی ایسا مہمان بھی گھر میں آسکتا ہے جس کا آنا گھر والے کو ناگوار ہو' اس طرح دونوں میاں بیوی کے درمیان کئی طرح کی انہونی الجھنیں راہ پاسکتی ہیں۔ ہاں اگر اطلاع دے دی گئی ہو تو کسی بھی وقت آنا چاہے تو آسکتا ہے' اس کا اپنا گھر ہے۔

٢٧٧٧- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۷۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ

٢٧٧٦_ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يطرق أهله ليلاً إذا أطال الغيبة أن يخونهم أو يلتمس عثراتهم، ح: ٥٢٤٣، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق... الخ، حديث: ٧١٥ بعد حديث: ١٩٢٨ من حديث شعبة به.

٢٧٧٧_ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٥٢٤٤، ومسلم، ح: ٧١٥ بعد حديث: ١٩٢٨ من حديث الشعبي به، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مُغِيرَةَ، عن الشَّعْبِيِّ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إنَّ أحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ عَلَى أهْلِهِ إذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أوَّلَ اللَّيْلِ».

نے فرمایا: ''سفر سے واپسی کے موقع پر گھر والوں کے پاس آنے کا بہترین وقت رات کا پہلا حصہ ہوتا ہے۔''

فائدہ: اس وقت لوگ بالعموم جاگ رہے ہوتے ہیں اور آنے والا اور گھر والے بھی شبہات سے محفوظ رہتے ہیں۔

۲۷۷۸- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنَا سَيَّارٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قال: «أمْهِلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ المُغِيبَةُ».

۲۷۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب (ہم مدینے کے قریب آخری پڑاؤ پر تھے) ہم نے چاہا کہ گھروں کو جائیں' تو آپ نے فرمایا: ''ذرا ٹھہرو' رات ہو لے تو جائیں تاکہ پراگندہ حال خاتون کنگھی چوٹی کر لے اور جس کا شوہر غائب تھا وہ اپنے (زیر ناف) بالوں کی صفائی کر لے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: الطَّرْقُ بَعْدَ الْعِشَاءِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ امام زہری ؒ نے کہا: ''الطَّرق'' عشاء کے بعد آنے کو کہتے ہیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَبَعْدَ المَغْرِبِ لَا بَأْسَ بِهِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: مغرب کے بعد آنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے لوٹتے اور منزل قریب ہوتی تو پیغام بر بھیج دیا کرتے تھے جو شہر میں اطلاع کر دیتا تھا کہ مجاہدین واپس آ رہے ہیں اور فلاں وقت تک پہنچ جائیں گے۔

(المعجم ١٦٤) - بَابٌ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ١٧٦)

باب: ۱۶۴- سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا

۲۷۷۹- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا

۲۷۷۹- حضرت سائب بن یزید ؓ بیان کرتے

٢٧٧٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب تستحد المغيبة وتمتشط الشعثة، ح:٥٢٤٧، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق . . . الخ، ح:٧١٥ بعد حديث:١٩٢٨ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد:٣/ ٣٠٣.

٢٧٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقيصر، ح:٤٤٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ قال: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوۂ تبوک سے مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ میں نے بھی ثنیۃ الوداع کے مقام پر آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا۔

فائدہ: یہ ایک مستحب عمل ہے بالخصوص مسافر جب جہاد سے واپس آ رہا ہو یا حج سے۔ لیکن اس میں دکھلاوا اور شہرت کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ علماء و محدثین کے متعلق بھی آتا ہے کہ جب ان کی کسی شہر میں آمد متوقع ہوتی تو لوگ ان کا نہایت عمدہ انداز میں استقبال کرتے تھے۔

(المعجم ١٦٥) - بَابٌ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْفَادِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ إِذَا قَفَلَ (التحفة ١٧٧)

باب: ١٦٥- غزوے سے واپسی پر دوران سفر ہی میں توشے کو ختم کر دینے کا استحباب

٢٧٨٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قال: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَتَجَهَّزُ بِهِ، قال: «اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الأَنْصَارِيِّ فإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: ادْفَعْ إِلَيَّ مَا تَجَهَّزْتَ بِهِ» فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لامْرَأَتِهِ: يَا فُلَانَةُ! ادْفَعِي إِلَيْهِ مَا جَهَّزْتِنِي بِهِ وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوَالله! لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارِكَ اللهُ فِيهِ.

٢٧٨٠- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ اسلم کا ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں مگر تیاری کے لیے میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''فلاں انصاری کے ہاں چلے جاؤ' اس نے تیاری کر رکھی تھی مگر بیمار ہو گیا ہے۔ تو اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: جو سامان سفر تم نے تیار کر رکھا تھا وہ مجھے دے دو۔'' چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام دیا۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: اے فلانی! جو سامان تو نے میرے لیے تیار کیا تھا وہ اس شخص کے حوالے کر دے اور اس میں سے کچھ بھی نہ رکھنا' اللہ کی قسم! اگر تو نے اس میں سے کوئی چیز رکھ لی تو اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔

٢٧٨٠- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله ... الخ، ح: ١٨٩٤ من حديث حماد بن سلمة به.

فائدہ: ① چاہیے کہ جو چیز' سامان یا مال اللہ کے لیے خاص کر دیا گیا ہو اور انسان اگر اسے خود خرچ نہ کر سکے تو کسی اور کے حوالے کر دے بالخصوص جہاد کا سامان۔ اس کے خرچ کر دینے میں برکت اور روک لینے میں بے برکتی ہے۔ ایسے مال میں اگر نذر اور وقف کی نیت کی گئی ہو تو خود خرچ کرنا یا کسی کو دے دینا واجب ہے' ورنہ مستحب۔

(المعجم ١٦٦) - بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ (التحفة ١٧٨)

باب:١٦٦-سفر سے واپس آنے پر نماز پڑھنا

٢٧٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ قال: أخبرني ابنُ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ عن أَبِيهِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ وَعَمِّهِ عُبَيْدِالله بنِ كَعْبٍ، عن أَبِيهِمَا كَعْبِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا - قال الحَسَنُ: في الضُّحَى - فَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ.

٢٧٨١- حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو (بالعموم) دن ہی میں آیا کرتے تھے۔ (راویٔ حدیث) حسن بن علی نے کہا کہ چاشت کے وقت آیا کرتے تھے۔ اور جب سفر سے (واپس) آتے تو مسجد میں تشریف لے جاتے' وہاں دو رکعتیں پڑھتے پھر وہاں بیٹھ جاتے (تاکہ لوگوں سے ملاقات کرلیں۔)

٢٧٨٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ قال: حدَّثني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَأَنَاخَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ ثُمَّ

٢٧٨٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے واپس تشریف لائے اور مدینے میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھایا اور مسجد میں چلے گئے اور دو رکعتیں ادا کیں پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ نافع

٢٧٨١ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٧٣، وأخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الصلُوة إذا قدم من سفر، ح: ٣٠٨٨ من حديث ابن جريج، ومسلم، ح: ٢٧٦٩ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٤٨٦٤.

٢٧٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٢٩ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به.

دَخَلَهُ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ. قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ يَصْنَعُ.

بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: مستحب ہے کہ انسان سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں دو رکعت پڑھے پھر گھر جائے بالخصوص جہاد اور حج وعمرہ سے واپسی پر۔

(المعجم ١٦٧) - **بَابٌ: فِي كِرَاءِ الْمَقَاسِمِ** (التحفة ١٧٩)

باب:١٦٧-مشترک مال تقسیم کرنے کی اجرت لینا

٢٧٨٣- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنا الزَّمْعِيُّ عن الزُّبَيْرِ بنِ عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سُرَاقَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِيَّاكُم وَالْقُسَامَةَ»، قال: فَقُلْنَا: وَمَا الْقُسَامَةُ؟ قال: «الشَّيْءُ يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنْتَقَصُ مِنْهُ».

٢٧٨٣- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قُسامہ (تقسیم کرنے کی اجرت) سے بچو۔“ ہم نے عرض کیا: ”قُسامہ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کوئی چیز لوگوں میں مشترک ہو اور کوئی آئے اور اس میں سے (اپنے لیے) کچھ نکال لے۔“

٢٧٨٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحَمَّدٍ عن شَرِيكٍ يَعْني ابنَ أبي نَمِرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: «الرَّجُلُ يَكُونُ عَلَى الْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَظِّ هٰذَا وَحَظِّ هٰذَا».

٢٧٨٤- حضرت عطاء بن یسار ؒ نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ کوئی لوگوں پر امیر ہو تو (تقسیم کرتے ہوئے) کچھ اس کے حصے میں سے لے لے اور کچھ دوسرے کے حصے میں سے۔

فائدہ: بلحاظ اسناد یہ روایات ضعیف ہیں، مگر باعتبار معنی ومفہوم واضح ہے کہ امیر اور رئیس کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ لوگوں کے حقوق تقسیم کرتے ہوئے ان سے کوئی چیز وصول کرے۔ البتہ کسی اور کو جو اس عمل کا ذمہ دار نہ ہو اگر

٢٧٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٦ من حديث أبي داود به * الزبير بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فيما أعلم.

٢٧٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٦ من حديث أبي داود به، وهو مرسل.

اس سے اس کام کے لیے کہا جائے تو اسے حق حاصل ہے کہ کوئی مقدار معین کر کے لے لے۔

(المعجم ١٦٨) - **بَابٌ: فِي التِّجَارَةِ فِي الْغَزْوِ** (التحفة ١٨٠)

باب:۱۶۸-دوران جہاد میں تجارت کرنا جائز ہے

٢٧٨٥- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعني ابنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْني ابنَ سَلَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ: حدَّثني عُبَيْدُالله بنُ سَلْمَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ قالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنَ المَتاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ غَنائِمَهُمْ فَجاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ، فقَالَ: يَارَسُولَ الله! لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا ما رَبحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هٰذَا الْوَادِي قالَ: «وَيْحَكَ وَمَا رَبِحْتَ؟» قالَ: مَا زِلْتُ أَبِيعُ وَأَبْتَاعُ حَتَّى رَبِحْتُ ثَلَاثَمِائَةِ أُوقِيَّةٍ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا أُنَبِّئُكَ بِخَيْرِ رَجُلٍ رَبِحَ». قالَ: مَا هُوَ يَارَسُولَ الله؟ قالَ: «رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

۲۷۸۵- نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے عبیداللہ بن سلمان سے بیان کیا کہ جب ہم نے خیبر فتح کیا تو لوگوں نے اپنی اپنی غنیمتیں نکالیں۔ (یعنی) سامان اور قیدی اور انہیں بیچنے لگے۔ نبی ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج اتنا نفع حاصل کیا ہے کہ اس وادی والوں میں سے کسی کو کیا ملا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے کیا کمالیا ہے؟“ اس نے کہا: میں بیچتا رہا اور خریدتا رہا حتی کہ تین سو اوقیہ کا نفع حاصل کر لیا ہے۔ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں بتاتا ہوں کہ نفع کمانے میں سب سے افضل کون ہے؟“ اس نے پوچھا: وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”دو رکعتیں (فرض) نماز کے بعد۔“

فائدہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دورانِ سفرِ جہاد میں تجارت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے تاجر کو جہاد میں اپنا پورا اجر اور غنیمت کا حصہ ملے گا۔ جیسے کہ سفرِ حج میں تجارت کرنا مباح اور جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (البقرۃ:۱۹۸) ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ ہاں اگر ان مبارک سفروں میں کسی کا مقصد ہی صرف تجارت کرنا ہو، جہاد یا حج محض دکھلاوا ہو تو ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(المعجم ١٦٩) - **بَابٌ: فِي حَمْلِ السِّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ** (التحفة ١٨١)

باب:۱۶۹-دشمن کے علاقے میں ہتھیاروں کو لے جانے دینا

٢٧٨٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٢ من حديث أبي داود به.

٢٧٨٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أَبي عن أَبي إِسْحَاقَ عنْ ذِي الْجَوْشَنِ - رَجُلٍ منَ الضِّبَابِ - قالَ: أَتَيْتُ النَّبيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ منْ أَهْلِ بَدْرٍ بابنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لهَا: الْقَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَامُحَمَّدُ! إنِّي قَدْ جِئْتُكَ بابنِ الْقَرْحَاءِ لِتَتَّخِذَهُ. قالَ: «لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِيضَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَدْرٍ فَعَلْتُ» قُلْتُ: مَا كُنْتُ أُقِيضُهُ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ قالَ: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ».

٢٧٨٦- بنوضباب کے ایک شخص ذی الجوشن سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اہل بدر سے فارغ ہو گئے تو میں آپ کی خدمت میں گھوڑے کا ایک بچھیرا لے کر حاضر ہوا اور کہا: اے محمد! میں آپ کے پاس ابن قرحاء (ایک بچھیرا) لے کر آیا ہوں یہ آپ اپنے لیے لے لیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں' لیکن اگر تم چاہو تو تمہیں اس کے بدلے بدر کی منتخب زرہوں میں سے کوئی دے دوں' تو کر سکتا ہوں۔'' میں نے کہا: آج تو میں اس کے بدلے میں کوئی گھوڑی بھی نہیں لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

فائدہ: امام صاحب کا اس باب کے تحت یہ روایت لانے کا مقصد اس مسئلے کا اثبات ہے کہ کسی کافر کو اسلحہ وغیرہ دینا جائز ہے جو وہ دارالحرب لے جائے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ ذوالجوشن اس وقت کافر تھے' ان کو رسول اللہ ﷺ نے زرہوں کی پیش کش کی تھی' جو انہوں نے قبول نہیں کی۔ زرہ بھی ایک جنگی اسلحہ ہے اور وہ اسے دارالحرب میں لے جاتے۔ لیکن یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ دوسرا مسئلہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ہدیہ دیتا' تو آپ بھی اس کو ضرور کوئی ہدیہ دیتے' جیسے کہ اس روایت میں ہے کہ جب اس نے ہدیے کے بدلے میں ہدیہ لینا پسند نہیں کیا' تو آپ نے بھی اس کا ہدیہ نامنظور فرما دیا۔ نبی ﷺ کا یہ طرز عمل صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٧٠) - بَابٌ: فِي الْإِقَامَةِ بِأَرْضِ الشِّرْكِ (التحفة ١٨٢)

باب: ١٧٠- اہل شرک کے علاقے میں اقامت اختیار کر لینا

٢٧٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بن سُفْيَانَ: حدَّثَني يَحْيَى بنُ حَسَّانَ قال: أخبرنَا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قالَ:

٢٧٨٧- حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے (اپنے ایک خطبے میں) بیان کیا: اما بعد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مشرک کی صحبت اختیار کرے اور اس

٢٧٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٠٨، ١٠٩ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٣/ ٤٨٤
* أبو إسحاق عنعن.

٢٧٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٧١٦.

حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ سَعْدِ بن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قالَ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبِيهِ سُلَيْمَانَ بنِ سَمُرَةَ، عنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أمَّا بَعْدُ، قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ جَامَعَ المُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإنَّهُ مِثْلُهُ».

کے ساتھ رہائش رکھے تو وہ بھی اسی کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ظاہری امور میں کسی کی موافقت ومطابقت لازمی طور پر اس کے ساتھ قلبی' ذہنی اور فکری لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ اور جس کسی نے کسی کی ظاہری مشابہت اختیار کی ہوئی ہو یقیناً وہ اس سے دلی رغبت رکھتا ہے' اگرچہ ان دونوں میں زمان ومکان کا کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔ باہمی صحبت اور ہم وطن ہونا خواہ کسی قدر ہو' اس سے صرف اخلاق و اعمال ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اعتقادات میں بھی خرابی آنی شروع ہو جاتی ہے خواہ اس کی اثر پذیری دھیمی ہی ہو۔ اس لیے شریعت نے کفار کی صحبت اور ان کے علاقے میں مستقل رہنے یا ان کی مشابہت اختیار کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (افادات امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ایک حدیث میں ہے: [مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] ''جو کسی قوم کی جمعیت کو بڑھائے وہ بھی انہی میں سے ہے۔'' یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ مسند الفردوس دیلمی کے محقق نے صراحت کی ہے۔ مسند الفردوس' حدیث: ۵۶۲۱' لیکن اس مفہوم کی بعض دوسری احادیث صحیح طور پر ثابت ہیں۔ جیسے (سنن ابی داود کی مسئلۃ الباب والی حدیث ہے' یا جیسے [مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] (سنن أبی داود' اللباس' حدیث: ۴۰۳۱) ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں آیت قرآنی ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ (النساء: ۹۷) کے شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کی وعید میں نازل ہوئی' جنہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود ہجرت نہیں کی اور اپنے علاقوں میں مشرکین ہی کے ساتھ مقیم رہے اور ان کی کثرت کا باعث بنے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری مع فتح الباری' الفتن' باب من کرہ أن یکثر سواد الفتن و الظلم' حدیث: ۷۰۸۵) لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اہل کفر وشرک کے ملکوں میں رہائش اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ الا یہ کہ اشد ضرورت ہو یا مقصود دعوت الی اللہ ہو تو پھر یہ صورت مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں خیر عظیم کا پہلو ہے کہ آدمی مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے' انہیں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تعلیم دے' تو ایسا شخص محسن ہوگا اور علم وبصیرت کے باعث خطرات سے دور بھی ہوگا۔

قربانی کی اہمیت وفضیلت اور احکام ومسائل

[الضَّحَايَا] ضَحِيَّةٌ کی جمع، [اَلْاَضَاحِی] اُضْحِیَّة کی جمع اور [اَلْاَضْحٰی] اَضْحَاةٌ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہے جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ یا ایام تشریق میں عید کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ اس عمل کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے، فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: ۲) ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔'' ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ﴾ (الحج: ۳۶) ''قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے ہیں، ان میں تمہارا نفع ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور ابتدا ہی سے مسلمان اس پر کاربند اور اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ اس مقصد کے لیے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ نر و مادہ کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔ کوئی دوسرا جانور اس میں کار آمد نہیں ہوتا۔ فرمایا: ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (الحج: ۳۴) ''تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔'' قربانی کا حکم یکم ہجری کو ہوا۔ لہٰذا

نبی ﷺ نے خود بھی قربانی کی اور امت کو بھی اس کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے ذبح کیے۔ (صحیح البخاری' الاضاحی' حدیث:۵۵۵۴)

✸ **حکمت قربانی:** قربانی میں متعدد حکمتیں پنہاں ہیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

❁ اللہ تعالیٰ کے قرب اور خوشنودی کا حصول' مومنوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام:۱۶۲) ''کہہ دیجیے! بے شک میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

❁ جدالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے بے شمار جانور ہمارے فائدے کے لیے پیدا فرمائے ہیں' انھی جانوروں میں سے چند ایک کی قربانی کر کے اس نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

✸ **قربانی کے آداب:** قربانی کرنے والے کیلئے درج ذیل آداب ومسائل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے:



① قربانی کا جانور مسنہ (دو دانتا) ہونا ضروری ہے' تاہم بعض کے نزدیک افضل ہے۔

② جانور کو خصی کروانا تاکہ وہ خوب صحت مند ہو جائے' جائز ہے۔ اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

③ قربانی قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے لہٰذا قربانی میں ردی' نہایت کمزور لاغر' بیمار' لنگڑا لولا' کانا یا کوئی اور عیب زدہ جانور ذبح کرنا درست نہیں۔

④ عید کے روز قربانی نماز کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی ورنہ قربانی نہیں ہوگی' البتہ ایام تشریق میں رات اور دن کے کسی بھی حصے میں قربانی کی جاسکتی ہے۔

⑤ پورے گھر والوں کی جانب سے ایک ہی قربانی کافی ہے۔ البتہ حسب استطاعت زائد قربانیاں کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

⑥ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہوسکتے ہیں۔

⑦ قربانی کے جانور کو خود اور تیز دھار چھری سے ذبح کرنا افضل ہے۔

⑧ ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا' بسم اللہ اور تکبیر پڑھنا ضروری ہے۔

⑨ قربانی کا گوشت خود کھانا' غرباء ومساکین میں تقسیم کرنا اور عزیز واقارب کو تحفتاً دینا درست ہے۔

⑩ قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ اتارے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٦) - كِتَابُ الضَّحَايَا (التحفة ١٠)

قربانی کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الأَضَاحِي (التحفة ١)

باب:١-قربانی کا وجوب

٢٧٨٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ؛ ح: وَحدثنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ قالَ: حَدَّثَنا بِشْرٌ عنْ عَبْدِ الله بن عَوْنٍ، عنْ عَامِرٍ أبي رَمْلَةَ قالَ: أنبأنَا مِخْنَفُ بنُ سُلَيْمٍ قالَ: وَنَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِعَرَفَاتٍ قالَ: قالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ عَلٰى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً، أَتَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ؟ هٰذِهِ الَّتِي يَقُولُ النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ».

٢٧٨٨-حضرت مخنف بن سُلَیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ”لوگو! بے شک ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ۔کیا جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہی جسے لوگ رَجَبِیَّہ کہتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَتِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ، هٰذَا خَبَرٌ مَنْسُوخٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عتیرہ (یعنی رَجَبِیَّہ) منسوخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے [عَتِیرَہ] کا جواز معلوم ہوتا ہے جب کہ آگے حدیث (٢٨٣١) سے اس کے جواز کی نفی ہوتی ہے۔اور یہی بات راجح ہے۔ ② اس حدیث سے بظاہر قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن

٢٧٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الأضحية في كل عام، ح:١٥١٨، والنسائي، ح:٤٢٢٩، وابن ماجه، ح:٣١٢٥ من حديث عبدالله بن عون به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح:٤٢٣٠ وغيره * أبورملة مجهول الحال، جهله ابن القطان وغيره، والحديث الآتي: ٢٨٣٠ يغني عنه.

دوسرے دلائل سے اس کا استحباب واستنان معلوم ہوتا ہے' اس لیے محدثین نے ان سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ یعنی ایک اہم اور مؤکد حکم ہے' لیکن فرض نہیں۔ تاہم استطاعت کے باوجود اس سنت مؤکدہ سے گریز کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

٢٧٨٩- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ قال: حدثني سَعِيدُ بنُ أبي أيُّوبَ قال: حدثني عَيَّاشُ بنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانيُّ عن عِيسَى بنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «أُمِرْتُ بِيَوْمِ الأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللهُ لِهٰذِهِ الأُمَّةِ». قال الرَّجُلُ: أرَأَيْتَ إنْ لَمْ أجِدْ إلَّا مَنِيحَةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قال: «لَا وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ الله».

٢٧٨٩- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اضحیٰ کے دن کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ اسے بطور عید مناؤں جسے کہ اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے خاص کیا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: فرمائیے کہ اگر مجھے دودھ کے جانور کے سوا کوئی جانور نہ ملے تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ اپنے بال کاٹ لو' ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیر ناف کی صفائی کر لو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی کامل قربانی ہوگی۔''



فائدہ: فی الواقع جس کسی کے پاس وسعت نہ ہو کہ وہ قربانی کر سکے تو نہ صرف یہ کہ اسے قربانی معاف ہے' بلکہ اگر وہ عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد مذکورہ کام کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر ہی قربانی کا اجر عطا فرما دے گا۔

(المعجم ١، ٢) - باب الأُضْحِيَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٢)

باب: ۱'۲- میت کی طرف سے قربانی

٢٧٩٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن أبي الْحَسْنَاءِ، عن الْحَكَمِ، عن حَنَشٍ قال: رَأيْتُ عَلِيًّا

٢٧٩٠- جناب حنش (الکنانی' الصنعانی) سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے

٢٧٨٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٩٩، وأخرجه النسائي، ح: ٤٣٧٠ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٤٣، والحاكم: ٤/ ٢٢٣، ووافقه الذهبي.

٢٧٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في الأضحية عن الميت، ح: ١٤٩٥ من حديث شريك القاضي به، وقال: "غريب" * شريك والحكم بن عتيبة عنعنا، وأبوالحسناء مجهول، وهو غير الحسن بن الحكم النخعي، ووقع الوهم عند الحاكم: ٤/ ٢٢٩، ٢٣٠، وصححه، ووافقه الذهبي.

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ.

پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتا ہوں۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم امام ابن تیمیہ ؒ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے قائل ہیں جیسے کہ حج اور صدقہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اپنے کسی فوت شدہ قریبی کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہوگی۔ ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے' تو قربانی بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہی ہے' اسی لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے' اس کا سارا گوشت تقسیم کر دیا جائے' خود اس میں سے نہ کھائے۔ (تحفۃ الاحوذی) دوسرے علماء کہتے ہیں' چونکہ نبی ﷺ سے واضح طور پر میت کی طرف سے قربانی کرنے کا ثبوت نہیں ملتا' حالانکہ آپ کی زندگی میں حضرت خدیجہ ؓ' آپ کی تین صاحبزادیاں' آپ کے چچا حضرت حمزہ ؓ وغیرہ دنیا سے جا چکے تھے' لیکن آپ نے ان میں سے کسی کے لیے بھی خصوصی طور پر قربانی نہیں کی۔ البتہ آپ نے اپنی قربانی میں یہ الفاظ ضرور کہے: ''اے اللہ! اس کو محمد' آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔'' (صحیح مسلم' الاضاحی' حدیث:١٩٦٧) اس میں امت محمد کے زندہ اور فوت شدہ سارے ہی افراد آ جاتے ہیں۔ اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اپنی قربانی میں قربانی کرنے والا جن جن کو چاہے' شریک کر سکتا ہے حتی کہ فوت شدگان کو بھی۔ لیکن ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی پر اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ بنابریں صرف فوت شدگان کی طرف سے الگ مستقل قربانی کا جواز محل نظر ہوگا۔ غالباً اسی لیے شیخ البانی ؒ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ امت کی طرف سے قربانی کرنے والا عمل' نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے' جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (ارواء الغلیل:٣٥٤/٤) اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سلف (صحابہ وتابعین) کے دور میں اس عمل (میت کی طرف سے قربانی کرنے) کا ثبوت نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٢، ٣) - بَابُ الرَّجُلِ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ (التحفة ٣)

باب:٢'٣- جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ عشرۂ ذوالحج میں اپنے بال کاٹتا ہو

٢٧٩١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

٢٧٩١- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس کوئی

٢٧٩١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة . . . الخ، ح: ١٩٧٧ عن عبيدالله بن معاذ به.

قال: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُسْلِمِ اللَّيْثِيُّ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ المُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهَلَّ هِلَالُ ذِي الحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حتى يُضَحِّيَ».

جانور ہو جسے وہ (قربانی کے لیے) ذبح کرنا چاہتا ہو تو ذوالحجہ کا چاند نظر آ جانے کے بعد اپنے بال اور ناخن ہرگز نہ کاٹے حتیٰ کہ قربانی کر لے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ وَعَلَى مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو في عَمْرِو بن مُسْلِمٍ، فقالَ بَعْضُهُمْ: عُمَرَ، وَأَكْثَرُهُمْ قالَ: عَمْرو.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک اور محمد بن عمرو کے تلامذہ کا "عَمرو بن مسلم اللیثی" کے نام میں اختلاف ہے۔ کچھ اسے عُمر بن مسلم کہتے ہیں جبکہ اکثر نے عَمرو کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عَمْرُو بنُ مُسْلِمِ ابن أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيُّ الْجُنْدَعِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ عَمرو بن مسلم بن اُکیمہ اللیثی الجندعی ہے۔

فائدہ: قربانی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحج کے ابتدائی نو دنوں میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ لیکن جس نے قربانی نہ کرنی ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ عیدالاضحیٰ کے دن حجامت وغیرہ کرا لے تو قربانی کی فضیلت سے محروم نہ رہے گا جیسے کہ سابقہ روایت عبداللہ بن عمرو بن العاص میں گزرا ہے۔

(المعجم ٣، ٤) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا (التحفة ٤)

باب: ۳، ۴- کس قسم کا جانور قربانی کے لیے مستحب ہے؟

٢٧٩٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قال: أَخبرني حَيْوَةُ قالَ: حدثني أبو صَخْرٍ عن ابنِ قُسَيْطٍ، عنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي

۲۷۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا' ایک مینڈھا لایا جائے جو سینگوں والا ہو' پاؤں کالے ہوں' آنکھیں کالی ہوں' سینہ اور پیٹ بھی کالا ہو' چنانچہ وہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے قربان کیا۔ آپ نے فرمایا: "عائشہ! چھری لاؤ۔"

٢٧٩٢- تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة ... الخ، ح: ١٩٦٧ من حديث ابن وهب به.

سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ فَضَحَّى بِهِ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! هَلُمِّي الْمُدْيَةَ»، ثُمَّ قَالَ: «اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ» فَفَعَلَتْ، فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعَهُ فَذَبَحَهُ، وَقَالَ: «بِسْمِ اللهِ، اللَّهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ»، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ ﷺ.

پھر فرمایا: ''اسے پتھر پر تیز کرو۔'' میں نے ایسے ہی کیا' پھر آپ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا' اسے لٹایا اور ذبح کیا اور دعا کی: [بِاسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ] ''اے اللہ محمد' آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔'' پھر اسے قربان (ذبح) کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا جانور صحت منداور خوش نظر ہونا چاہیے' مذکورہ بالا صفات پائی جائیں تو بہت ہی عمدہ ہے۔ ② چھری خوب تیز ہونی چاہیے۔ ③ امت محمد کی طرف سے قربانی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے قربانی کرنی چاہیے' یا اس کی طرف سے جس نے اسے وصیت کی ہو۔ ④ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی تو اس میں وہ لوگ بھی تھے جو وفات پا چکے تھے اور ایک کثیر تعداد وہ تھی جو آپ کی رحلت کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن اس سے استدلال صحیح نہیں' کیونکہ امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی ﷺ کی خصوصیت تھی' جس پر دوسروں کے لیے عمل کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل (حدیث: ۲۷۹۱ کے فوائد میں) وضاحت کی گئی ہے۔

٢٧٩٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا [وُهَيْبٌ] عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحَرَ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَضَحَّى بِالْمَدِينَةِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ.

۲۷۹۳- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سات اونٹنیاں اپنے ہاتھ سے کھڑی حالت میں نحر کیں۔ اور مدینہ منورہ میں آپ نے دو مینڈھے قربانی کیے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی معیشت بقدر گزران اور قناعت کی تھی' جو کچھ بھی ہوتا بالعموم صدقہ کر دیا کرتے تھے مگر اس کے باوجود آپ قربانی کا اہتمام کرتے اور اسی طرح جہاد کے لیے بھی اسلحہ حاضر رکھا کرتے تھے۔ ② قربانی کے موقع پر روپیہ پیسہ صدقہ کرنے کے بجائے جانور قربان کرنا ہی مشروع ومطلوب ہے' جانور کی قیمت صدقہ کرنا' قربانی کا بدل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ③ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے۔ یعنی حلق کے آخر میں ہنسلی کی ہڈی کے ساتھ نرم

٢٧٩٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من نحر هديه بيده، ح: ١٧١٢ من حديث وهيب به، وانظر، ح: ١٧٩٦.

حصے میں چھرا گھونپا جاتا ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ (الحج:٣٦) ''اور قربانی کے اونٹ بھی جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کے شعائر بنایا ہے تمھارے لیے ان میں بھلائی ہے لہٰذا (نحر کے وقت) جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تو تم ان پر اللہ کا نام لو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''صَوَآفَّ'' کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنی [قِيَاماً] کے ہیں یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحيح البخاري الحج باب نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح نحر کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کو اسی حالت میں نحر کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن ابی داود' المناسك' باب كيف تنحر البدن' حديث:١٧٦٧) حضرت زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھڑا کر کے باندھ لو' یہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔'' (صحيح البخاري' الحج' باب نحر الابل مقيدة' حديث:١٧١٣) اونٹ کے علاوہ دیگر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی ان کا حلق اور ساتھ کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔



٢٧٩٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ يَذْبَحُ وَيُكَبِّرُ وَيُسَمِّي وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتِهَا.

۲۷۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے۔ ذبح کرتے ہوئے آپ نے تکبیر پڑھی اور بسم اللہ کہا (بسم الله والله اكبر)' اور اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔

٢٧٩٥ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قال: حَدَّثَنَا عِيسَى قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عن يَزِيدَ بْنِ أَبِي

۲۷۹۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے' چتکبرے اور خصی تھے۔ جب آپ نے

٢٧٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، ح: ٧٣٩٩ من حديث هشام الدستوائي به.

٢٧٩٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب أضاحي رسول الله ﷺ، ح: ٣١٢١ من حديث محمد ابن إسحاق به، وصرح بالسماع * يزيد بن أبي حبيب رواه عن خالد بن أبي عمران عن أبي عياش به، أحمد: ٣/ ٣٧٥، ح: ١٥٠٨٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٩، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٥٢١ وغيره.

حَبِيبٍ، عن أبي عَيَّاشٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أقْرَنَيْنِ أمْلَحَيْنِ مُوجَئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قال: «إنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أنَا مِنَ المُشْرِكِينَ، إنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لله رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَه وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأنَا مِنَ المُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ الله وَالله أكْبَرُ»، ثُمَّ ذَبَحَ.

انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی: [اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ' اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ' وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ' اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ] ''میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' میں ملت ابراہیم پر ہوں اور یک سو ہوں' اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں' بلاشبہ میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں' اے اللہ! یہ (قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے' اسے محمد اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما' اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' پھر آپ نے اسے ذبح کر دیا۔

٢٧٩٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ قال: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أقْرَنَ فَحِيلٍ يَنْظُرُ في سَوَادٍ وَيَأْكُلُ في سَوَادٍ وَيَمْشِي في سَوَادٍ.

٢٧٩٦- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسا مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے جو سینگوں والا اور نر (غیر خصی) ہوتا' جو سیاہی میں دیکھتا (آنکھیں سیاہ ہوتیں)' سیاہی میں کھاتا (منہ کالا ہوتا) اور سیاہی میں چلتا تھا (پاؤں بھی کالے ہوتے۔)

٢٧٩٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في ما يستحب من الأضاحي، ح: ١٤٩٦، والنسائي، ح: ٤٣٩٥، وابن ماجه، ح: ٣١٢٨ من حديث حفص بن غياث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٩٦٧.

فائدہ: نبی ﷺ نے خصی اور غیر خصی دونوں طرح کے جانوروں کی قربانی کی ہے اس لیے قربانی میں دونوں قسم کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں۔

(المعجم ٤، ٥) - **باب مَا يَجُوزُ فِي الضَّحَايَا مِنَ السِّنِّ** (التحفة ٥)

باب:۴، ۵- قربانی کے لیے کس عمر کا جانور جائز ہے؟

٢٧٩٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قال: أخبرنَا زُهَيْرُ بنُ مُعَاوِيَةَ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُم فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

۲۷۹۷- حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو دانتا جانور ہی ذبح کرو سوائے اس کے کہ تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذع ذبح کر سکتے ہو۔“

فوائد ومسائل: مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے امت کو مسنہ دو دانتا جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا اور وقت اور دشواری کی صورت میں جذع قربانی کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں بھی جبکہ [مسنہ] دو دانتا جانور ملنا مشکل اور دشوار نہ ہو تو جذع بطور قربانی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کا جذع قربانی کیا۔ (سنن النسائی، الضحایا، باب المسنة والجذعة، حدیث:۴۳۸۷) اور سنن ابی داود میں عاصم بن کلیب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا قربانی کے لیے بکریاں تقسیم کی گئیں تو کم ہو گئیں پس انھوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ثنی (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔ (سنن ابی داود، الضحایا، باب مایجوز فی الضحایا من السن، حدیث:۲۷۹۹) اور اسی طرح حضرت ام بلال ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھیڑ کے جذع کی قربانی کرو اس لیے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔“ (مسند احمد:۶/۳۶۸) مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں بھی بھیڑ کا جذع قربانی کیا جاسکتا ہے البتہ حضرت جابر ؓ کی روایت کی رو سے مسنہ (دو دانتا) جانور قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر ؒ اس کی بابت فتح الباری میں فرماتے ہیں: امام نووی ؒ نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ انھوں نے اس حدیث کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۰)

٢٧٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٣ من حديث زهير بن معاوية به، وجاء تصريح سماع أبي الزبير في صحيح أبي عوانة: ٥/ ٢٢٨.

[جذع] یہ صرف بھیڑ (دنبہ' چھترا) میں جائز ہے' دیگر جانوروں کے بچوں کو اس عمر میں قربانی کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے چند ایک صحابہ کو مجبوری کی صورت میں رخصت اور اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ ارشاد فرمایا: تیرے بعد کسی اور کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔'' (صحیح البخاري' الاضاحي' حدیث:۵۵۵٦) اور یہ بھی احتمال ہے کہ شروع میں دونوں قسم کا جذع جائز ہو بعد میں بکری کے جذع کی قربانی کرنے سے منع کر دیا ہو۔ بھیڑ (دنبہ' چھترا) کا جذع بطور قربانی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے۔ لیکن اس کی عمر کتنی ہو اس کی بابت اختلاف ہے' بعض نے ایک سال مدت بتلائی ہے' بعض نے چھ ماہ' بعض نے سات ماہ۔ امام نووی اس کی بابت فرماتے ہیں: ''جذع کی عمر کے بارے میں سب سے راجح قول یہ ہے کہ اس کی عمر مکمل ایک سال ہو۔'' (کتاب المجموع:۳٦۵/۸) حافظ ابن حجر ؒ اس کی بابت یوں فرماتے ہیں: جمہور کے قول کے مطابق بھیڑ (دنبہ- چھترا) کا جذع وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۲۱) لہٰذا جو حضرات بھیڑ (دنبہ- چھترا) کی قربانی کرنا چاہتے ہوں وہ اس بات کو ضرور مدنظر رکھیں کہ اس کی عمر کم از کم ایک سال ہو۔

٢٧٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ صُدْرَانَ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ عَبْدِ الأَعْلَى قال: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بنُ عَبْدِ الله بنِ طُعْمَةَ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قال: قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ في أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَأَعْطَانِي عَتُودًا جَذَعًا، قال: فَرَجَعْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ جَذَعٌ، فقال: «ضَحِّ بِهِ»، فَضَحَّيْتُ بِهِ.

۲۷۹۸- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانیاں تقسیم فرمائیں تو مجھے بکری کا ایک بچہ عنایت فرمایا جو جذع تھا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یہ تو جذع ہے' آپ نے فرمایا: ''اسے ہی قربان کر دو۔'' چنانچہ میں نے اس کی قربانی کر دی۔

٢٧٩٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال: أخبرنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا الثَّوْرِيُّ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أَبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ

۲۷۹۹- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا جو کہ قبیلہ بنی سلیم میں سے تھے۔

٢٧٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٤ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٤٩، وللحديث شواهد.

٢٧٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب ما يجزئ من الأضاحي، ح: ٣١٤٠ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٦ *الثوري لم ينفرد به، وللحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ٤٣٨٨ وغيره.

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: مُجَاشِعٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَعَزَّتِ الْغَنَمُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّي مِمَّا يُوَفِّي مِنْهُ الثَّنِيُّ».

(قربانی کے لیے) بکریاں (تقسیم کی گئیں تو) کم ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ثَنِیّ (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُودٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس (صحابی) کا نام مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: صحیح احادیث کے مطابق ایک سالہ بکری (جذع) کا جواز غالباً تین صحابہ کیلئے ثابت ہوا ہے۔ ایک حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ جن کا بیان درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے اور دوسرے مذکورہ بالا حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

٢٨٠٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قال: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن الْبَرَاءِ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فقال: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فقال: يَارَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فقال: إِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَهَلْ

٢٨٠٠- حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے روز نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: ''جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے۔'' ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے نماز کے لیے آنے سے پہلے ہی قربانی کر دی' میں نے سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے جلدی کی' خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔'' پھر اس نے کہا: میرے پاس بکری کا بچہ ہے جو جذع ہے اور یہ گوشت کی دو بکریوں سے بھی بڑھ کر ہے تو کیا یہ میری طرف سے

٢٨٠٠ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، العيدين، باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد ... الخ، ح: ٩٨٣ عن مسدد، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦١ من حديث أبي الأحوص به.

تُجْزِئُ عَنِّي، قال: «نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' لیکن تیرے بعد کسی کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوگی۔''

٢٨٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: ضَحَّى خَالٌ لِي - يُقَالُ لَهُ: أَبُو بُرْدَةَ - قَبْلَ الصَّلَاةِ، فقالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فقال: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ عِنْدِي [دَاجِنًا] جَذَعَةً مِنَ المَعْزِ، فقال: «اذْبَحْهَا وَلا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ».

۲۸۰۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں نے جن کا نام ابوبردہ تھا' نماز سے پہلے ہی قربانی کرڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تیری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس گھر کی پلی ہوئی ایک جذع بکری ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے ذبح کردو' لیکن تیرے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگی۔''

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث: ۲۷۹۸ اور ۲۷۹۹ کو اسی پر محمول کرنا راجح ہے کہ بھیڑ کا ایک سالہ جانور جو دو دانتا نہ ہو جائز ہے' مگر بکری کی قسم سے جائز نہیں۔ جیسا کہ تفصیل میں گزر چکا ہے' دیکھیے فوائد ومسائل' حدیث: ۲۷۹۷۔

(المعجم ٥، ٦) - **باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا** (التحفة ٦)

باب: ۵'۶- قربانی میں عیب دار جانوروں کا بیان

٢٨٠٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عُبَيْدِ بنِ فَيْرُوزَ قال: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بنَ عَازِبٍ ما لا يَجُوزُ في الأَضَاحِي، فقال: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَامِلِي

۲۸۰۲- جناب عبید بن فیروز کہتے ہیں' میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قربانی میں کونسا جانور جائز نہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے...... اور میری انگلیاں اور پورے آپ کی انگلیوں اور پوروں سے بہت چھوٹے ہیں...... آپ ﷺ نے (چار انگلیوں کے اشارہ سے) فرمایا: ''چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں'

٢٨٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة . . . الخ، ح: ٥٥٥٦ عن مسدد، ومسلم، انظر الحديث السابق: ٢٨٠٠ من حديث خالد بن عبدالله به.

٢٨٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما لا يجوز من الأضاحي، ح: ١٤٩٧، والنسائي، ح: ٤٣٧٤، وابن ماجه، ح: ٣١٤٤ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩١٢، وابن حبان، ح: ١٠٤٦، ١٠٤٧، وابن الجارود، ح: ٤٨١، ٩٠٧، والحاكم: ١/ ٤٦٧، ٤٦٨، ووافقه الذهبي.

أَقْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ - فقال: «أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الأَضَاحِي: الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ضَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لا تُنْقِي». قال: قُلْتُ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ فقال: ما كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ.

کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو' بیمار جس کی بیماری واضح ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور انتہائی کمزور کہ اس کی ہڈی میں گودا نہ ہو۔'' میں (عبید بن فیروز) نے کہا: مجھے ایسا جانور بھی ناپسند ہے جس کے دانت میں عیب ہو' حضرت براء نے کہا: جو تمہیں ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دو مگر دوسروں کے لیے حرام نہ ٹھہراؤ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ لَهَا مُخٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: [لَا تُنْقِي] کے معنی ہیں جس (کی ہڈیوں) میں گودا نہ ہو۔ (بالکل لاغر' ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔)

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا عیوب والے جانور یا جو اس سے بڑھ کر ہوں' قربانی میں قطعاً جائز نہیں۔ اور بقول علامہ خطابی رحمہ اللہ معمولی عیب قابل برداشت ہے' کیونکہ حدیث میں واضح عیب کی ممانعت کا ذکر ہے

٢٨٠٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قال: أخبرنا؛ ح: وحدثنا عَلِيُّ ابنُ بَحْرِ بنِ برِيٍّ: حَدَّثَنَا عِيسَىٰ، المَعنىٰ عن ثَوْرٍ قال: حدَّثني أبُو حُمَيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ قال: أخبرني يَزِيدُ ذُو مِصْرٍ قال: أَتَيْتُ عُتْبَةَ بنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ فَقُلْتُ: يَاأَبَا الْوَلِيدِ! إِنِّي خَرَجْتُ أَلْتَمِسُ الضَّحَايَا فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرْمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَاتَقُولُ؟ فقالَ: أفَلَا جِئْتَنِي بِهَا. قُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ! تَجُوزُ عَنْكَ وَلَا تَجُوزُ عَنِّي؟ قال: نَعَمْ إِنَّكَ تَشُكُّ وَلا أَشُكُّ، إِنَّمَا نَهَى

٢٨٠٣- یزید ذو مصر بیان کرتے ہیں کہ میں عتبہ بن عبد سُلَمی کے پاس آیا اور (اس سے) کہا: اے ابوالولید! میں قربانی لینے کے لیے نکلا ہوں مگر کوئی جانور پسند نہیں آیا سوائے ایک کے کہ اس کے دانت گر گئے ہیں۔ مگر وہ بھی مجھے پسند نہیں ہے تو آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ تم نے مجھے کیوں نہیں لا دیا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تمہاری طرف سے جائز ہوگا تو کیا میری طرف سے جائز نہ ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں (اس لیے کہ) تم شک کرتے ہو اور مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان جانوروں سے منع کیا ہے جو مُصْفَرَّہ' مُسْتَأْصَلَہ' بَخْقَاء' مُشَیَّعَہ یا

٢٨٠٣ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٥ عن علي بن بحر به * أبوحميد الرعيني مجهول(تقريب)، ويزيد لم يوثقه غير ابن حبان.

رَسُولُ الله ﷺ عَنِ الْمُصْفَرَةِ وَالْمُسْتَأْصَلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ، فَالْمُصْفَرَةُ الَّتِي تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتَّى يَبْدُوَ سِمَاخُهَا وَالْمُسْتَأْصَلَةُ الَّتِي اسْتُؤْصِلَ قَرْنُهَا مِنْ أَصْلِهِ، وَالْبَخْقَاءُ الَّتِي تَبْخَقُ عَيْنُهَا، وَالْمُشَيَّعَةُ الَّتِي لَا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجَفًا وَضَعْفًا، وَالْكَسْرَاءُ الْكَسِيرَةُ.

کَسراء ہوں۔ "مُصفَرّہ" وہ ہے جس کا کان جڑ سے کٹ گیا ہو کہ اس کا سوراخ نظر آنے لگے مُستَاصَلَه: وہ ہے جس کا سینگ جڑ سے نکل گیا ہو بَخقَاء: وہ ہے جس کی بینائی جاتی رہے مگر آنکھ قائم ہو مُشیَّعه: وہ ہے جو ناتوانی وکمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ نہ چل سکے اور کَسراء: وہ ہے جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ واضح قسم کے عیوب اور نقائص قربانی کے جانوروں میں نہیں ہونے چاہییں۔

٢٨٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بنِ نُعْمَانَ - وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالأُذُنَ وَلَا نُضَحِّي بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ. قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ لأَبِي إِسْحَاقَ: أَذَكَرَ عَضْبَاءَ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابَلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَرَفُ الأُذُنِ، فَقُلْتُ: فَما الْمُدَابَرَةُ؟ قَال: يُقْطَعُ منْ مُؤَخَّرِ الأُذُنِ. قُلْتُ: فما الشَّرْقَاءُ؟ قال: تُشَقُّ الأُذُنُ. قُلْتُ: فَما الْخَرْقَاءُ؟ قالَ: تُخْرَقُ أُذُنُهَا لِلسِّمَةِ.

۲۸۰۴- حضرت علی ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھیں اور کان غور سے دیکھ لیا کریں اور کوئی ایسی قربانی نہ کریں جو کانی ہو یا اس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا کان چیرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔ زہیر کہتے ہیں: میں نے ابو اسحٰق سے پوچھا: کیا عَضبَاء (سینگ ٹوٹی) کا بھی ذکر کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: مُقَابَلَه سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جس کے کان کا کنارا کٹا ہوا ہو۔ میں نے کہا: مدابرہ کیا ہے: کہا: جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔ میں نے پوچھا کہ شَرقَاء کسے کہتے ہیں؟ کہا: جس کا کان چیرا ہوا ہو۔ میں نے کہا خَرقَاء کسے کہتے ہیں: کہا کہ جس کے کان میں علامت کے طور پر سوراخ

٢٨٠٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يكره من الأضاحي، ح:١٤٩٨، والنسائي، ح:٤٣٧٧ـ٤٣٨٠، وابن ماجه، ح:٣١٤٢ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٤، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق سمعه من ابن أشوع (وهو ثقة) عن شريح به في رواية قيس بن الربيع (وهو ضعيف) عند الحاكم، وللحديث شاهد حسن عند الترمذي، ح:١٥٠٣.

کر دیا گیا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ وغیرہ کو بغور دیکھ لینا چاہیے۔

٢٨٠٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ أبي عَبْدِ الله الدَّسْتَوائِيُّ وَيُقَالُ لَهُ: هِشَامُ بنُ سَنْبَرٍ عنْ قَتَادَةَ، عنْ جُرَيِّ بنِ كُلَيْبٍ، عنْ عَلِيٍّ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى أنْ يُضَحَّى بِعَضْبَاءِ الأُذُنِ وَالْقَرْنِ.

٢٨٠٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو یا ٹوٹ گیا ہو۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: جُرَيٌّ سَدُوسِيٌّ بَصْرِيٌّ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْهُ إلَّا قَتَادَةُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جُرَی بن کلیب، سدوسی ہے' بصرہ کا رہنے والا ہے اس سے قتادہ کے سوا اور کسی نے حدیث نہیں لی۔

فائدہ: عَضبَاء یا عَضَب کے ایک معنی یہی ہیں کہ سینگ کا اندرونی حصہ ٹوٹ گیا ہو۔ اور دوسرے معنی وہ ہیں جو درج ذیل روایت میں ہیں' یعنی آدھا سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا زیادہ۔

٢٨٠٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ قالَ: قُلْتُ، يَعْني لِسَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ: مَا الأَعْضَبُ؟ قالَ: النِّصْفُ فما فَوْقَهُ.

٢٨٠٦- جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اَعْضَب کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ایسا جانور جس کا سینگ آدھا یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

(المعجم ٦، ٧) - بابُ الْبَقَرِ وَالْجَزُورِ عَنْ كَمْ تُجْزِىءُ؟ (التحفة ٧)

باب: ٦، ٧- گائے اور اونٹ کتنے افراد سے کفایت کرتے ہیں؟

٢٨٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ [بْنُ محمّدِ] بنِ

٢٨٠٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے

٢٨٠٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ١٥٠٤، والنسائي، ح: ٤٣٨٢، وابن ماجه، ح: ٣١٤٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه شعبة عن قتادة به * جري بن كليب حسن الحديث.

٢٨٠٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] رواه شعبة عن قتادة به (النسائي، ح: ٤٣٨٢).

٢٨٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي . . . الخ، ح: ١٣١٨/ ٣٥٥ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٤.

حَنْبَلٍ قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ عنْ عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ نَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا.

ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (حج) تمتع کرتے تھے' سات افراد کی طرف سے ایک گائے ذبح کرتے تھے اور ہم سب اس میں شریک ہو جاتے تھے۔

٢٨٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: أخبرنَا حَمَّادٌ عنْ قَيْسٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «الْبَقَرَةُ عنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عنْ سَبْعَةٍ».

٢٨٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''گائے سات افراد کی طرف سے ہے اور اونٹ بھی سات افراد کی طرف سے ہے۔''

٢٨٠٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّه قال: نَحَرْنا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِالْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

٢٨٠٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حدیبیہ میں اونٹ سات افراد کی طرف سے نحر کیا اور گائے سات افراد کی طرف سے ذبح کی۔

فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گائے' بیل' اونٹ اور اونٹنی کی قربانی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے تو ان کا گوشت بھی حلال اور طیب ہے۔ لہٰذا ان جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔ ② اونٹنی اور گائے کا دودھ بھی طیب اور حلال ہے اس لیے ان جانوروں کا دودھ پینا بھی درست ہے۔ ③ مذکورا حادیث میں قربانی کے موقع پر گائے اور اونٹ میں سات سات افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے' جبکہ جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایات میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہونے کا ذکر موجود ہے۔ لیکن دونوں قسم کی روایات میں باہم کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ میں دس افراد کی شرکت کا واقعہ قربانی کے موقع کا ہے' جبکہ سات افراد کی شرکت کا تعلق حج وعمرہ سے ہے۔ بنابریں حج وعمرہ میں گائے اور اونٹ میں صرف سات سات افراد ہی شریک ہوں گے' جبکہ عام قربانی میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں یہ فرق احادیث سے ثابت ہے۔ بعض لوگ عقیقوں کے حصے بنا کر ایک گائے میں کئی کئی عقیقے کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ایسا کرنا نص کے بھی خلاف ہے۔

٢٨٠٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٦/ ٤٢٧، ح: ٥٩١٣ من حديث موسى بن إسماعيل به، وقال: "لم يرو هذا الحديث عن قيس بن سعد إلا حماد بن سلمة"، وانظر الحديث السابق.

٢٨٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي ... الخ، ح: ١٣١٨/ ٣٥٠ من حديث مالك بن أنس به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٨٦.

(المعجم ٨، ٧) - **بَابٌ: فِي الشَّاةِ يُضَحَّى بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ** (التحفة ٨)

باب:۸-۷-ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری قربانی کرنا

٢٨١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قَالَ: حدثنا يَعْقُوبُ يَعْنِي الإسْكَنْدَرَانِيَّ عن عَمْرٍو، عن المُطَّلِبِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِالله قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ الأَضْحَى في المُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهِ وَقَال: «بِسْمِ الله وَ الله أَكْبَرُ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي».

۲۸۱۰-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک عیدالاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر تھا۔جب آپ ﷺ نے اپنا خطبہ مکمل کر لیا اور منبر سے اترے تو آپ کو ایک مینڈھا پیش کیا گیا۔آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور یہ دعا پڑھی:[بِسمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أكبَرُ هٰذا عَنِّی وَ عَمَّنْ لَّم يُضَحّ مِنْ أُمَّتِی] ’’اللہ کے نام سے‘ اور اللہ سب سے بڑا ہے‘ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکے۔‘‘



فوائد ومسائل: ① ایک بکری کا اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے کفایت کرنا تو بالکل صحیح ثابت ہے‘ مگر لوگوں کی ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔② عیدگاہ میں بعض اوقات منبر استعمال کر لیا جائے تو جائز ہے۔جیسے کہ اس حدیث میں بیان ہے۔علاوہ ازیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔کہ’’نبی ﷺ جب خطبے سے فارغ ہوئے تو نیچے اترے اور عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔‘‘(صحیح البخاری‘ العیدین‘ حدیث:۹۶۱ وصحیح مسلم‘ العیدین‘ حدیث:۸۸۴)

(المعجم ٩، ٨) - **باب الإِمَامِ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى** (التحفة ٩)

باب:۹-۸-امام عیدگاہ ہی میں قربانی کرے

٢٨١١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ حَدَّثَهُمْ عن أُسَامَةَ، عن نَافِعٍ،

۲۸۱۱-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ اپنی قربانی عیدگاہ ہی میں ذبح کیا کرتے تھے اور

٢٨١٠ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يقول إذا ذبح، ح: ١٥٢١ عن قتيبة به * المطلب بن عبدالله صرح بالسماع عند الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٧٧، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٤/ ٢٢٩ وغيره، وعمرو هو ابن أبي عمرو.

٢٨١١ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب الذبح بالمصلى، ح: ٣١٦١ من حديث أسامة بن زيد به، وسنده حسن، وأصله عند البخاري، ح: ٩٨٢ من حديث نافع به.

عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ أُضْحِيَّتَهُ بالمُصَلَّى، وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

حضرت ابن عمر ؓ کا بھی یہی عمل تھا۔

فائدہ: مستحب یہی ہے کہ امام بالخصوص عیدگاہ میں قربانی کرے تا کہ دوسرے لوگوں کو ترغیب ہو۔

(المعجم ١٠، ٩) - باب حَبْسِ لُحُومِ الأَضَاحِي (التحفة ١٠)

باب:٩، ١٠-قربانی کا گوشت رکھ لینا جائز ہے

٢٨١٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: دَفَّ نَاسٌ مِنْ أهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الأَضْحَى في زَمَانِ رَسُولِ الله ﷺ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ادَّخِرُوا لِثَلَاثٍ وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ»، قالَتْ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيلَ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَارَسُولَ الله! لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمُلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الأَسْقِيَةَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَمَا ذَاكَ» - أوْ كَمَا قالَ - قالُوا: يَارَسُولَ الله! نَهَيْتَ عَنْ إمْسَاكِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّمَا نَهَيْتُكُم مِنْ أجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ، فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا».

٢٨١٢- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) عیدالاضحیٰ کے موقع پر دیہاتوں کے لوگ بہت زیادہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی قربانیوں میں سے تین رات کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔“ بیان کرتی ہیں کہ پھر اس کے بعد کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! لوگ (پہلے) اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے تھے‘ ان کی چربی جمع کر لیتے تھے اور ان (کی کھالوں) سے مشکیزے بنا لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو (اب) کیا ہوا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے قربانی کا گوشت تین رات سے زیادہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں اس وجہ سے روکا تھا کہ تمہارے پاس دیہاتی لوگ بہت زیادہ آ گئے تھے۔ سو تم کھاؤ‘ صدقہ کرو اور رکھ بھی لو۔“

٢٨١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ

٢٨١٣- حضرت نبیشہ ہذلی ؓ بیان کرتے ہیں

٢٨١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد الثلاث . . . الخ، ح: ١٩٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٨٤، ٤٨٥ .

٢٨١٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب تفسير الفرع، ح: ٤٢٣٦ من حديث يزيد بن زريع، وابن ماجه، ح: ٣١٦٠ من حديث خالد الحذاء به، وأصله عند مسلم، ح: ١١٤١ .

زُرَيْع : حدثنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عنْ أبي المَلِيح، عن نُبَيْشَةَ قالَ : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «إنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُم فَقَدْ جَاءَ اللهُ بالسَّعَةِ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَأْتَجِرُوا ألَا وَإنَّ هٰذِهِ الأيَّامَ أيَّامُ أكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے تم لوگوں کو قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ تم سب کو گوشت پہنچ جائے اور (اب) اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دے دی ہے (اور غنی کر دیا ہے) پس کھاؤ' ذخیرہ کرو اور اجر کماؤ' خبردار! یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہاں فقراء ومساکین کی کثرت ہو وہاں قربانی کا گوشت ان میں تقسیم کرنے کی بجائے ذخیرہ کر لینا صحیح نہیں ہے۔ البتہ جہاں معاملہ اس کے برعکس ہو تو وہاں اس کی کچھ گنجائش ہے۔

(المعجم ١٠، ١١) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ وَالرِّفْقِ بِالذَّبِيحَةِ** (التحفة ١١)

باب:۱۰'۱۱- جانوروں کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے اور ذبیحہ کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

٢٨١٤- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي الأشْعَثِ، عن شَدَّادِ ابنِ أوْسٍ قال: خَصْلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ : «إنَّ اللهَ كَتَبَ الإحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإذَا قَتَلْتُمْ فَأحْسِنُوا»، قال غَيْرُ مُسْلِمٍ : يَقُولُ : «فَأحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإذَا ذَبَحْتُمْ فَأحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۲۸۱۴- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو واجب کیا ہے' سو جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کرو۔'' مسلم بن ابراہیم کے سوا کسی دوسرے راوی کے الفاظ ہیں: [فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ] ''پس اچھائی کے ساتھ قتل کرو۔ اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو راحت پہنچائے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حکم عام ہے کہ کافر یا مجرم کو بھی اذیت دے کر قتل کرنا ناجائز ہے' البتہ کچھ صورتیں مخصوص ہیں' مثلاً سولی چڑھانا' قصاص لینا یا شادی شدہ زانی کو پتھر مار مار کر قتل کرنا۔ لیکن بعد از قتل نعش کا مُثلہ کرنا (اس کے اعضاء کاٹنا) جائز نہیں۔ ② قابل قتل جانوروں کو قتل کرتے ہوئے تاک کر نشانہ مارنا چاہیے' تھوڑی تھوڑی چوٹ لگا کر ان

٢٨١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة، ح: ١٩٥٥ من حديث شعبة به.

کے تڑپنے پھڑکنے سے لطف اندوز ہونا حرام ہے۔ اسی طرح ذبیحہ جانوروں کے لیے چھری کو خوب تیز کیا جائے اور مطلوبہ مقام پر چھری رکھی جائے اور جانور کو اچھی طرح سے پکڑا جائے یا باندھا جائے تا کہ ذبح کرنا آسان رہے۔

٢٨١٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ عن هِشَامِ بنِ زَيْدٍ قال: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بنِ أَيُّوبَ فَرَأَى فِتْيَانًا - أَوْ غِلْمَانًا - قَدْ نَصَبُوا دُجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

٢٨١٥- ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا' انہوں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان یا لڑکے ایک مرغی کو کھڑا کر کے اس پر نشانے مار رہے ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھا جائے (اور قتل کیا جائے۔)

فوائد و مسائل: ① یعنی پالتو جانوروں کو باندھ کر نشانہ لے کر مارا جائے اور قتل کیا جائے یا ذبح کیا جائے' تو حرام ہے۔ البتہ کوئی جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو دور سے نشانہ لے کر ذبح کرنا جائز ہو گا جیسے کہ شکاری جانوروں میں ہوتا ہے۔ ② ذبح کرنے کی خاطر جانور کو مضبوطی سے پکڑنا یا اس کی ٹانگیں وغیرہ باندھ لینا کہ بھاگ نہ جائے' اس کے ساتھ احسان ہے جو کہ مطلوب ہے۔

(المعجم ١١، ١٢) - بَابٌ: فِي الْمُسَافِرِ يُضَحِّي (التحفة ١٢)

باب: ١١' ١٢- مسافر بھی قربانی کرے

٢٨١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ: حدثنا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن ثَوْبَانَ قال: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قال: «يَاثَوْبَانُ! أَصْلِحْ لَنَا لَحْمَ هٰذِهِ الشَّاةِ». قال: فَمَا زِلْتُ أُطْعِمُهُ مِنْهَا حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ.

٢٨١٦- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی پھر فرمایا: ''اے ثوبان! ہمارے لیے اس بکری کا گوشت بناؤ۔'' کہتے ہیں: پھر میں آپ کو اس سے کھلاتا رہا حتیٰ کہ ہم مدینے آ گئے۔

٢٨١٥- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٣ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٦ من حديث شعبة به.

٢٨١٦- تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام . . . الخ، ح: ١٩٧٥ من حديث معاوية بن صالح به.

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے کے لیے سفر کوئی عذر نہیں ہے اور مقیم ہونا کوئی شرط نہیں۔

(المعجم ١٢، ١٣) - **بَابٌ: فِي ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ** (التحفة ١٣)

باب: ۱۲، ۱۳- اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

٢٨١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١١٨] ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١٢١] فَنُسِخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ فقال: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ [المائدة: ٥].

۲۸۱۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ ''کھاؤ وہ چیزیں جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔'' اور اگلی آیت میں ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ ''وہ چیزیں مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔'' اسے منسوخ کر کے (اہل کتاب کے طعام کو ہمارے لیے حلال کر دیا گیا اور) فرمایا: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ ''جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا طعام تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لیے حلال ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ان آیات میں ''طعام'' اور ''چیزوں'' سے مراد بالخصوص حلال ذبح شدہ جانور ہی ہیں۔ ② جو اپنی موت مرے یا ذبح کے وقت عمداً نام نہ لیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہے' (مچھلی اور ٹڈی کا استثناء معلوم ومعروف ہے) ③ اہل کتاب جب اپنے شرعی انداز میں ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے' بخلاف مجوسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے' الا یہ کہ واضح ہو جائے کہ اہل کتاب نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہے یا ذبح ہی نہیں کیا۔ جیسے آج کل یورپ وغیرہ میں ذبح کرنے کی بجائے مشینی جھٹکے سے جانور کو مارا جاتا ہے۔ یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے' جس سے جانور مردار کے حکم میں ہو جاتا ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔

٢٨١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنَا إِسْرَائِيلُ: حدثنا سِمَاكٌ عن عِكْرِمَةَ،

۲۸۱۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ﴾

٢٨١٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٨٢ من حديث أبي داود به.

٢٨١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب التسمية عند الذبح، ح: ٣١٧٣ من حديث إسرائيل به، سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، وله شاهد ضعيف في المعجم الكبير للطبراني: ١١/ ٢٤١، ح: ١١٦١٤.

عن ابنِ عَبَّاسٍ في قَوْلِهِ: ﴿وَإِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوۡلِيَآئِهِمۡ﴾ [الأنعام: ١٢١] يَقُولُونَ: مَا ذَبَحَ اللهُ فَلَا تَأْكُلُوهُ، وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ فَكُلُوهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَلَا تَأۡكُلُواْ مِمَّا لَمۡ يُذۡكَرِ ٱسۡمُ ٱللَّهِ عَلَيۡهِ﴾ [الأنعام: ١٢١].

اور "شیطان اپنے دوستوں کو الہام کرتے ہیں۔" (کی تفسیر) میں مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: جسے اللہ نے ذبح کیا (مارا) ہو اسے مت کھاؤ اور جسے تم خود ذبح کرو وہ کھالو۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ "وہ چیز مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔"

فائدہ: سورۂ مائدہ کی آیت نمبر۵ میں اہل کتاب کے ذبیحہ کی رخصت دے دی گئی ہے جیسے کہ اوپر ذکر ہوا۔

٢٨١٩ - حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا عِمْرَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَتِ الْيَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلْنَا، وَلَا نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلَ اللهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَأۡكُلُواْ مِمَّا لَمۡ يُذۡكَرِ ٱسۡمُ ٱللَّهِ عَلَيۡهِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

۲۸۱۹- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ یہودی لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہم وہ تو کھا لیتے ہیں جو خود قتل کرتے ہیں اور جسے اللہ نے قتل کیا (مارا) ہو اسے نہیں کھاتے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ...الآيه﴾ "اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ..."

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک اس میں صرف یہودیوں کا ذکر صحیح نہیں بلکہ مشرکوں نے یہ اعتراض کیا تھا اور مذکورہ جواب نازل ہوا۔

(المعجم ١٣، ١٤) - باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقَرَةِ الأَعْرَابِ (التحفة ١٤)

باب:۱۳، ۱۴- ایسے جانوروں کا کھانا جن کو بدوی لوگ فخر ومباہات کے طور پر ذبح کریں

فائدہ: بعض عربوں میں یہ رواج تھا کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں آکر اونٹوں کو ذبح کرنا شروع کر دیتے تھے اور ان کا یہ مقابلہ ہوتا رہتا حتیٰ کہ آخر میں ایک عاجز آجاتا اور اس مقابلے میں ان کی اپنی بڑائی، غنا اور بڑے دل والا ہونے کا اظہار ہوتا تھا۔ حالانکہ واقعتاً جانور ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ تو ایسے جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا گیا ہے اگرچہ تکبیر پڑھ کر ہی ذبح کیے گئے ہوں، کیونکہ اس میں اسراف وتبذیر اور بے مقصد مال ضائع کرنا ہے۔ کچھ علماء نے اس کیفیت کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے معنی میں بھی لیا ہے کیونکہ یہ اتباع ہوئی

٢٨١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأنعام، ح: ٣٠٦٩ من حديث عطاء بن السائب به، وهو ممن اختلط، ولم يثبت تحديثه به قبل اختلاطه ومع ذلك قال الترمذي: "حسن غريب".

(خواہش نفس) کی وجہ سے ذبح کیے جاتے تھے نہ کہ اللہ کیلئے اور نہ اس کے بتائے ہوئے مشروع مقاصد کے لیے۔

٢٨٢٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ مَسْعَدَةَ عن عَوْفٍ، عن أبِي رَيْحَانَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ مُعَاقَرَةِ الأَعْرَابِ.

٢٨٢٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے عرب کے بدووں کے اس عمل سے منع فرمایا ہے جس میں وہ مقابلے بازی میں اونٹ ذبح کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غُنْدَرٌ أَوْقَفَهُ عَلَى ابنِ عَبَّاس.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غندر نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي رَيْحَانَةَ عَبْدُ الله بنُ مَطَرٍ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: (راوی حدیث) ابوریحانہ کا نام عبداللہ بن مطر ہے۔

فائدہ: اس روایت کی صحت مختلف فیہ ہے۔ لیکن اس میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے' وہ دوسرے دلائل کی رُو سے ممنوع ہی ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - باب الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ (التحفة ١٥)

باب: ١٤، ١٥- پتھر سے ذبح کرنے کا مسئلہ

٢٨٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا أبُو الأَحْوَصِ قال: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَسْرُوقٍ عن عَبَايَةَ بنِ رِفَاعَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بالمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقَال رَسُولُ الله ﷺ: «أَرِنْ أَوْ

٢٨٢١- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہم دشمن سے ملیں گے لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں' تو کیا ہم پتھر سے یا لاٹھی کے تیز پھٹے سے ذبح کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھرتی دکھا' یا جلدی کر' جو چیز بھی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ' لیکن

٢٨٢٠ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١٣، ٣١٤ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة: ١١/ ١٣١، ح: ١٢٤ * أبوريحانة اختلط، ولا يعلم سماع عوف منه قبل اختلاطه.

٢٨٢١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمدًا، ح: ٥٤٩٨ من حديث سعيد بن مسروق، ومسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم . . . الخ، ح: ١٩٦٨ من حديث عباية بن رفاعة به.

اعْجِلْ، ما أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ أَوْ ظُفُرٌ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عن ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ»، وَتَقَدَّمَ بِهِ سَرْعَانٌ مِنَ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قُدُورًا، فَمَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْقُدُورِ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ، وَنَدَّ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ وَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوا بِهِ مِثْلَ هٰذَا».

دانت یا ناخن نہ ہو‘ میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشی لوگوں کی چھری ہے۔‘‘ اور کچھ جلد باز لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے جلدی کی‘ انہیں کچھ غنیمتیں مل گئی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پیچھے تھے‘ انہوں نے دیگچے آگ پر رکھ دیے‘ رسول اللہ ﷺ ان دیگچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے حکم دیا اور انہیں الٹ دیا گیا اور ان میں (غنیمتیں) تقسیم کیں‘ تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا۔ اور جماعت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا‘ ان کے پاس گھوڑے نہیں تھے‘ تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور اللہ نے اس کو روک لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’ان جانوروں میں بھی بدک کر بھاگنے والے ہوتے ہیں جیسے کہ دیگر وحشی (جنگلی جانور)‘ تو جو ان میں سے اس طرح سے کرے‘ اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔‘‘



فوائد ومسائل: ① بوقت ضرورت تیز دھاری دار پتھر اور لکڑی کے تیز چھلکے یا پھٹے وغیرہ سے ذبح کرنا جائز ہے مگر دانت‘ ہڈی اور ناخن سے ذبح کرنا جائز نہیں‘ کیونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہے۔ ② ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا اور خون نکلنا لازمی ہے۔ ③ جو جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آرہا ہو تو اسے شکار کی مانند نشانہ مار کر ذبح کرنا یا زخمی کرنا حتیٰ کہ قابو میں آجائے جائز ہے۔ جب وہ زخمی ہو کر گر جائے‘ تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر اسے ذبح کر لیا جائے۔ ④ امام کو حق حاصل ہے کہ حسب مصلحت مالی تعزیر لگائے (جرمانہ کرنا مباح ہے۔) ⑤ اسلامی معاشرے میں عدل کا نفاذ ازحد ضروری ہے‘ بالخصوص جہاد میں اور کفار کے مقابلے میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ عمل کفار پر نصرت اور غلبے کا ایک اہم عنصر ہے۔ ⑥ اس حدیث میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دینا‘ اس موقع پر قیمت کی بنیاد پر تھا۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ ایک اونٹ میں دس افراد حصہ دار ہو سکتے ہیں محل نظر ہے۔ لیکن قربانی کے موقع پر ایک اونٹ میں دس افراد کے شریک ہونے کا ذکر دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فوائد ومسائل حدیث نمبر: ۴۳۸۱)

٢٨٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ أنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابنَ زِيَادٍ وَحَمَّادًا المَعْنَى وَاحِدٌ حَدَّثَاهُمْ عن عَاصِمٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن مُحَمَّدِ بنِ صَفْوَانَ - أوْ صَفْوَانَ بنِ مُحَمَّدٍ - قال: اصَّدْتُ أرْنَبَيْنِ فَذَبَحْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عَنْهُمَا، فَأَمَرَنِي بِأكْلِهِمَا.

٢٨٢٢- محمد بن صفوان یا صفوان بن محمد ﷛ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں: میں نے دو خرگوش شکار کیے تو میں نے ان کو پتھر سے ذبح کیا۔ پھر میں نے ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کا حکم دیا۔

فائدہ: خرگوش حلال جانور ہے۔ اور جب چھری موجود نہ ہو تو تیز دھاری دار پتھر سے ذبح کرنا جائز ہے۔

٢٨٢٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ عن زَيْدِ بنِ أسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ: أنَّهُ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةً بِشِعْبٍ مِنْ شِعَابِ أُحُدٍ فَأخَذَهَا المَوْتُ وَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَنْحَرُهَا بِهِ فَأخَذَ وَتَدًا فَوَجَأَ بِهِ فِي لَبَّتِهَا حَتَّى أُهْرِيقَ دَمُهَا، ثُمَّ جَاءَ إلى النَّبِيِّ ﷺ فَأخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، فَأمَرَهُ بِأكْلِهَا.

٢٨٢٣- بنو حارثہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ وہ اُحد کی ایک گھاٹی میں دودھ دینے والی اونٹنی چرایا کرتا تھا۔ تو اس اونٹنی کو موت نے آ لیا اور اسے کوئی چیز نہ ملی جس سے وہ اسے نحر کرتا۔ پھر اس نے ایک میخ لی اور اسے اس کے لَبہ (نرخرا' سینے کے پاس نحر کرنے کی جگہ) میں گھونپ دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہہ گیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کے متعلق سب کچھ بتایا' تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔



٢٨٢٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن مُرَيِّ بنِ قَطَرِيٍّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أرَأيْتَ إنْ أَحَدُنَا أصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ

٢٨٢٤- حضرت عدی بن حاتم ﷛ بیان کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمایئے کہ ہم میں سے کوئی شکار کرتا ہے اور اس کے پاس چھری نہیں ہوتی تو کیا وہ اسے پتھر سے یا لکڑی کے تیز پھٹے سے ذبح کر لے؟ آپ نے فرمایا: ''خون بہاؤ' جس سے بھی

٢٨٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الأرنب، ح:٤٣١٨ و٤٤٠٤، وابن ماجه، ح:٣١٧٥ـ٣٢٤٤ من حديث عامر الشعبي به، وصححه ابن حبان، ح:١٠٦٩، والحاكم: ٤/ ٢٣٥، ووافقه الذهبي.

٢٨٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٥٠، ٢٨١ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٥/ ٤٣٠.

٢٨٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الصيد إذا أنتن، ح:٤٣٠٩ من حديث سماك بن

أَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فقال: «أَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ».

تم چاہو اور اللہ کا نام ذکر کرو۔"

فائدہ: سابقہ احادیث کی روشنی میں دانت اور ناخن سے ذبح نہیں کیا جا سکتا' اس کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح کیا جا سکتا ہے' بشرطیکہ اللہ کا نام لیا گیا ہو' تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(المعجم ١٥، ١٦) - **بَابٌ: فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّيَةِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۵'۱۶- جو جانور کہیں گر گیا ہو' تو اس کو ذبح کرنے کا طریقہ

٢٨٢٥- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن أَبي الْعُشَرَاءِ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ اللهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا مِنَ اللَّبَّةِ أَوِ الْحَلْقِ؟ قالَ: فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ».

۲۸۲۵- جناب ابوالعشراء اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول: کیا جانور کا ذبح کرنا لَبّہ (نرخرے) سے یا حلق ہی سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اگر تو اس کی ران میں بھی کوئی تیر وغیرہ مار دے تو کافی ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا يَصْلُحُ هٰذَا إِلَّا فِي الْمُتَرَدِّيَةِ وَالْمُتَوَحِّشِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صورت صرف اس جانور میں ہے جو کہیں نیچے جا گرا ہو یا وحشی بن گیا ہو۔

فائدہ: روایت سنداً اگرچہ ضعیف ہے' تاہم اضطراری کیفیت میں جب ذبح کی مہلت نہ ملے اور کہیں سے بھی خون بہہ جائے تو وہ ذبح کے معنی میں ہوگا جیسے کہ شکار میں ہوتا ہے۔

(المعجم ١٦، ١٧) - **بَابٌ: فِي الْمُبَالَغَةِ فِي الذَّبْحِ** (التحفة ١٧)

باب:۱۶'۱۷- ذبح خوب اچھی طرح سے کرنا چاہیے

٢٨٢٦- **حَدَّثَنا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ

۲۸۲۶- حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم

٢٨٢٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في الزكٰوة في الحلق واللبة، ح: ١٤٨١، والنسائي، ح: ٤٤١٣، وابن ماجه، ح: ٣١٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٠٧، وقال البخاري، في أبي العشراء: "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي في مجمع الزوائد: ٤/ ٣٤.

٢٨٢٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٨٩ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٤، والحاكم: ٤/ ١١٣، ووافقه الذهبي * عمرو بن عبدالله ضعيف على الراجح، ضعفه الجمهور.

وَالحَسَنُ بنُ عِيسَى مَوْلَى ابنِ المُبَارَكِ عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عن مَعْمَرٍ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ - زَادَ ابنُ عِيسَىٰ: وَأَبي هُرَيْرَةَ - قالَا: نَهى رَسُولُ الله ﷺ عنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ.

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔

زَادَ ابنُ عِيسَى في حَدِيثِهِ: وَهِيَ الَّتِي تُذْبَحُ فَيُقْطَعُ الْجِلْدُ، وَلَا تُفْرَى الأَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتَّى تَمُوتَ.

امام ابن عیسیٰ نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے (شیطان کے ذبیحہ سے مراد یہ ہے کہ) ذبیحہ کی کھال کاٹ دی جائے مگر رگیں نہ کاٹی جائیں اور پھر اسے یونہی چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ مر جائے۔



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بَرْقٍ، نَزَلَ عِكْرِمَةُ عَلَى أَبِيهِ بِالْيَمَنِ، كَانَ مَعْمَرٌ إِذَا حَدَّثَ عَنْهُ قال: عَمْرُو ابنُ عَبْدِ الله، وَإِذَا حَدَّثَ عَنْهُ أَهْلُ الْيَمَنِ كَانَ لَا يُسَمِّيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: عمرو بن عبداللہ کو عمرو برق کہا جاتا ہے، عکرمہ اس کے والد کے ہاں یمن میں مہمان ٹھہرے تھے۔ اور معمر جب اس سے روایت کرتے ہیں تو وہ عمرو بن عبداللہ کہتے ہیں اور جب اہل یمن روایت کرتے ہیں تو اس کا نام ذکر نہیں کرتے۔

فوائد ومسائل: ① سنداً روایت ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ اسی طرح ہے کہ اس طرح کا جانور حلال نہ ہوگا۔ ② حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد کیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے والے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔ (صحیح مسلم' الصید و الذبائح' باب الأمر بإحسان الذبح و القتل و تحدید الشفرۃ' حدیث: ۱۹۵۵) علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ خود بھی ذبح کرنے سے قبل چھری کو تیز کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ [نَهى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَان] ''رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔'' میں مذکور ''ذبیحہ جانور'' سے مراد ایسا جانور ہے جس کا ذبح کرتے وقت ذرا سا حلق کاٹ دیا، پوری رگیں نہ کاٹیں اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک ایسا ہی کرتے، چونکہ شیطان نے ان کو بھڑکایا تھا اس لیے ایسے ذبیحہ کو شیطان کا ذبیحہ فرمایا۔ اور اس کے ایک معنی ابن عیسیٰ نے بھی بیان فرمائے ہیں جو کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

(المعجم ١٧، ١٨) - باب مَا جَاءَ فِي ذَكَاةِ الْجَنِينِ (التحفة ١٨)

باب: ١٧، ١٨- پیٹ کے بچے کے ذبح کا مسئلہ

٢٨٢٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: أخبرنا ابنُ المُبَارَكِ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن مُجَالِدٍ، عن أبي الْوَدَّاكِ، عن أَبِي سَعِيدٍ قال: سَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عن الْجَنِينِ، فقالَ: «كُلُوهُ إنْ شِئْتُمْ»، وَقالَ مُسَدَّدٌ قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِي بَطْنِهَا الْجَنِينَ أَنُلْقِيهِ أَمْ نَأْكُلُهُ؟ قال: «كُلُوهُ إنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ».

٢٨٢٧- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کھالو۔“ مسدد کے الفاظ میں یوں ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کوئی اونٹنی گائے یا بکری ذبح کرتے ہیں تو اس کے پیٹ سے بچہ نکل آتا ہے کیا ہم اسے کھالیں یا پھینک دیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو کھالو۔ بلاشبہ اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی اس کیلئے ذبح ہے۔“

٢٨٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حَدَّثَنِي إسْحَاقُ بنُ إبْرَاهِيمَ ابنِ رَاهُوَيه قال: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بنُ بَشِيرٍ قالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله بنُ أبي زِيَادٍ الْقَدَّاحُ المَكِّيُّ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِالله عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ».

٢٨٢٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کا ذبح کرنا اس کی ماں کے ذبح کرنے میں ہے۔“

فائدہ: اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو ذبح کرنا لازم ہوگا ورنہ وہ ماں کی طرح ذبیحہ کا حصہ ہے اور حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

٢٨٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في زكٰوة الجنين، ح: ١٤٧٦ من حديث مجالد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣١٩٩ * مجالد تابعه يونس بن أبي إسحاق (موارد الظمآن، ح: ١٠٧٧)، وللحديث طرق أخرى.

٢٨٢٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١٩٨٥ عن إسحاق بن راهويه به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١١٤، ووافقه الذهبي * أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ١٨، ١٩) - **باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُدْرَى أَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا** (التحفة ١٩)

باب:۱۸، ۱۹- جس گوشت کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اس کے ذبح کرنے والے نے ''بسم اللہ'' پڑھی ہے یا نہیں

٢٨٢٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحدثنا يُوسُفُ بنُ مُوسَىٰ قال: حدثنا سُلَيْمَانُ بنُ حَبَّانَ وَمُحَاضِرٌ المعنى عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ - وَلَمْ يَذْكُرَا عن حَمَّادٍ وَمَالِكٍ: عن عَائِشَةَ - أَنَّهُمْ قالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّ قَوْمًا حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ يَأْتُونَ بِلُحْمَانٍ، لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ الله عَلَيْهَا أَمْ لَمْ يَذْكُرُوا، أَنأْكُلُ مِنْهَا؟ فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَمُّوا اللهَ وَكُلُوا».

۲۸۲۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ' جو جاہلیت سے نئے نئے نکلے ہیں' ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ان جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے ''بسم اللہ'' پڑھی یا نہیں' تو کیا ہم یہ کھالیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کا نام لو اور کھالو۔''

فائدہ: مسلمان کے احوال بنیادی طور پر خیر اور صلاح ہی پر محمول ہوتے ہیں۔ الا یہ کہ کوئی واضح اور صریح بات سامنے آئے۔ اس لیے محض وہم وگمان کی بناء پر کسی شبہے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جانور ذبح کرتے ہوئے جان بوجھ کر ''بسم اللہ'' چھوڑ دینا ناجائز ہے' لیکن بھول معاف ہے اور ایسی صورت میں ذبیحہ کے حلال ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - **بَابٌ: فِي الْعَتِيرَةِ** (التحفة ٢٠)

باب:۱۹، ۲۰- عتیرہ کا مسئلہ

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ؛ ح: وحدثنا

۲۸۳۰- حضرت نبیشہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک

٢٨٢٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٣٩ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٢٠٥٧، ٥٥٠٧، ٧٣٩٨ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٨٨ مرسل.

٢٨٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب تفسير العتيرة، ح: ٤٢٣٤ من حديث بشر ابن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣١٦٧.

نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عن بِشْرِ بنِ المُفَضَّلِ، المعنَى قال: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عن أبي قِلَابَةَ، عن أَبِي الْمَلِيحِ قال: قال نُبَيْشَةُ: نَادَى رَجُلٌ رَسُولَ الله ﷺ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً في الْجَاهِلِيَّةِ في رَجَبٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قال: «اذْبَحُوا للهِ في أَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوا الله وَأَطْعِمُوا»، قال: إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا في الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قال: «في كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتَّى إِذَا اسْتَحْمَلَ»، قال نَصْرٌ: «اسْتَحْمَلَ لِلْحَجِيجِ، ذَبَحْتَهُ فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ»، قال خَالِدٌ: أَحْسِبُهُ قال: «عَلَى ابنِ السَّبِيلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ»، قال خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَمِ السَّائِمَةُ، قال: مِائَةٌ.

شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کر کہا: ہم جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے۔ (عتیرہ) تو آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے ذبح کرو جس مہینے میں بھی ہو' اللہ عزوجل کے لیے نیکی کرو اور کھلایا کرو۔'' اس آدمی نے کہا کہ ہم جاہلیت میں فَرَع بھی کرتے تھے' تو آپ ہمیں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''تمام چرنے والے جانوروں میں ایک فرع ہے (ذبیحہ ہے) یہ نومولود بچہ جسے کہ تیرے دوسرے جانور غذا دیتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائے۔'' نصر بن علی نے کہا: ''جب وہ حاجیوں کو اٹھانے کے قابل ہو جائے تو تو اسے ذبح کر اور اس کا گوشت صدقہ کر۔ خالد حذّاء کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ (استاذ ابوقلابہ نے) یوں کہا: ''مسافروں پر صدقہ کر بلاشبہ یہ خیر کا عمل ہے۔'' خالد حذاء کہتے ہیں: میں نے استاذ ابوقلابہ سے پوچھا کہ سائمہ (چرنے والے) جانوروں کی تعداد کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک سو۔

٢٨٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ».

۲۸۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہ فرع (واجب) ہے اور نہ عتیرہ۔''

٢٨٣٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال:

۲۸۳۲- جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

٢٨٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح: ٥٤٧٤، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ١٩٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٨٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٩٩٨ * سنده ضعيف من أجل عنعنة الزهري، ومعناه صحيح بالاتفاق.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ قال: الْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ، كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ.

''فرع'' اس بچے کو کہتے تھے جو ان کے جانوروں میں سب سے پہلے پیدا ہوتا' پھر وہ اسے ذبح کر دیتے تھے۔

٢٨٣٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الله بنِ عُثْمَانَ ابنِ خُثَيْمٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْ كُلِّ خَمْسِينَ شَاةً شَاةٌ.

٢٨٣٣- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہر پچاس بکریوں میں ایک بکری (صدقہ) ہے۔



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ بَعْضُهُمْ: الْفَرَعُ أَوَّلُ مَا تُنْتِجُ الإِبِلُ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ، ثُمَّ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي جِلْدَهُ عَلَى الشَّجَرِ. وَالْعَتِيرَةُ فِي الْعَشْرِ الأَوَّلِ مِنْ رَجَبٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ''فرع'' سے مراد اونٹوں میں پیدا ہونے والا پہلا بچہ ہوتا تھا جسے وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے' گوشت کھا لیتے اور اس کا چمڑا کسی درخت پر ڈال دیتے تھے۔ اور ''عتیرہ'' اسے کہتے تھے جسے وہ رجب کے پہلے دس دنوں میں ذبح کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ابتدائے اسلام میں ''فرع اور عتیرہ'' پر عمل ہوتا تھا کہ کفار غیر اللہ کے نام پر کرتے تھے اور مسلمان اللہ کے نام پر' مگر بعد میں جب قربانی کا حکم ہوا تو انہیں منسوخ کر دیا گیا' یعنی ان کا وجوب۔ ② مجموعی طور پر احادیث سے عمومی صدقہ کے طور پر ان کا استحباب باقی ہے مگر خیال رہے کہ کفار اور جاہلی لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ وہ لوگ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہیں جو سراسر شرک ہے۔ کچھ لوگ خون بہانا لازمی سمجھتے اور اسے ہی تقرب کا ذریعہ جانتے ہیں تو یہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ (نیل الاوطار' باب ماجاء فی الفرع والعتیرۃ ونسخھما:۵/۱۵۷ مزید دیکھیے' حدیث:۲۷۸۸ کے فوائد)

(المعجم ٢٠، ٢١) - بَابٌ: فِي الْعَقِيقَةِ (التحفة ٢١)

باب:۲۰'۲۱- عقیقے کے احکام ومسائل

٢٨٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقيقة، ح: ٣١٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه الترمذي، ح: ١٥١٣.

٢٨٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن عَطَاءٍ، عن حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عن أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «عن الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

۲۸۳۴- حضرت ام کرز کعبیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قال: مُكَافِئَتَانِ مُسْتَوِيَتَانِ أَوْ مُتَقَارِبَتَانِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ سے سنا، کہتے تھے کہ [مُكَافِئَتَان] کے معنی ہیں کہ دونوں بکریاں برابر برابر ہوں یا قریب قریب ہوں۔

فوائد ومسائل: ① وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ”عقیقہ“ کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنی ہیں ”کاٹنا اور شق کرنا“ یہ لفظ بچے کے سر کے بالوں پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ فقہی طور پر اس کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ ② [مكافئتان] کا تقاضا ہے کہ دونوں جانوروں کی نوع بھی ایک ہو یعنی دونوں بکریاں ہوں یا بھیڑیں یا مینڈھے۔ یہ نہیں کہ ایک بکری ہو اور دوسری بھیڑ۔

٢٨٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي يَزِيدَ، عن أَبِيهِ، عن سِبَاعِ بنِ ثَابِتٍ، عن أُمِّ كُرْزٍ قالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلَى مَكِنَاتِهَا» قالَتْ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «عن الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعن الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ أَذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا».

۲۸۳۵- حضرت ام کرز ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (انہیں اچھا یا برا شگون لینے کے لیے نہ اڑاؤ) کہتی ہیں: اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے، فرماتے تھے: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری، اور کوئی حرج نہیں کہ وہ دونوں مذکر ہوں یا دونوں مؤنث۔“

٢٨٣٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا

۲۸۳۶- حضرت ام کرز ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول

٢٨٣٤- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، العقيقة، باب العقيقة عن الجارية، ح: ٤٢٢١ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٠.

٢٨٣٥- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، العقيقة، باب كم يعق عن الجارية، ح: ٤٢٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٩، والحاكم: ٤/ ٢٣٧، ووافقه الذهبي.

٢٨٣٦- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ٣٠١ من حديث أبي داود به.

حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي يَزِيدَ، عن سِبَاعِ بنِ ثَابِتٍ، عن أُمِّ كُرْزٍ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عن الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں ہم مثل (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا هُوَ الْحَدِيثُ، وَحَدِيثُ سُفْيَانَ وَهْمٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح حدیث یہی ہے جبکہ سفیان کی حدیث وہم ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سابقہ حدیث سفیان کی سند میں عبیداللہ بن ابی یزید کے بعد ''عن ابیہ'' کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی سند ہے جس میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ (عون المعبود، بذل المجهود)

٢٨٣٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قال: حَدَّثَنا هَمَّامٌ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدَمَّى»، فَكَانَ قَتَادَةُ إذَا سُئِلَ عن الدَّمِ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ، قالَ: إذَا ذَبَحْتَ الْعَقِيقَةَ أَخَذْتَ مِنْهَا صُوفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهِ أَوْدَاجَهَا، ثُمَّ تُوضَعُ عَلٰى يَافُوخِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَسِيلَ عَلٰى رَأْسِهِ مِثْلُ الْخَيْطِ، ثُمَّ يُغْسَلُ رَأْسُهُ بَعْدُ وَيُحْلَقُ.

٢٨٣٧- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہوتا ہے۔ (لہٰذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے' سر منڈایا جائے اور اس پر خون لگایا جائے۔'' قتادہ رحمہ اللہ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ خون کس طرح لگایا جائے تو کہتے: جب جانور ذبح کیا جا رہا ہو تو اس کے چند بال لے کر اس کی (کٹنے والی) رگوں کے آگے کر دو اور بچے کی چندیا پر رکھ دیے جائیں حتی کہ وہ (تازہ تازہ خون) اس کے سر پر دھاگے کی مانند بہنے لگے۔ پھر اس کا سر دھویا جائے اور بال مونڈ دیے جائیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا وَهْمٌ مِنْ هَمَّامٍ: وَيُدَمَّى.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [وَيُدَمَّى] خون لگانے والی بات ہمام کا وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خُولِفَ هَمَّامٌ في هٰذَا

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جملے میں ہمام کی

٢٨٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه الترمذي، الأضاحي، باب: من العقيقة، ح: ١٥٢٢، والنسائي، ح: ٤٢٢٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * قوله: "يدمّى" شاذ، ومعناه تذبح الشاة عنه، والله أعلم * قتادة عنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

الْكَلَام، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ هَمَّامٍ وَإِنَّمَا قَالُوا يُسَمَّى، فقالَ هَمَّام: يُدَمَّى.

مخالفت کی گئی ہے۔ دیگر لوگ [وَ یُسَمّٰی] روایت کرتے ہیں (بچے کا نام رکھا جائے) مگر ہمام نے اس لفظ کو [یُدَمّٰی] کہہ دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ يُؤْخَذُ بِهٰذَا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: یہ قابل عمل بھی نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح اور حق بات یہی ہے کہ ساتویں دن بچے کا نام رکھ دینا سنت ہے اور [یُدَمّٰی] (خون لگانے کا مسئلہ) صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں ہے۔ ② اسی طرح بعض لوگ جو اپنے مکان کی بنیاد رکھتے ہوئے جانور کا خون بنیادوں میں گراتے ہیں یا نئی گاڑی خرید کر اس کے ٹائروں وغیرہ کو خون لگاتے ہیں تو یہ بھی زمانہ جاہلیت کی باتوں میں سے ہے جن کی اسلام نے نفی کی ہے۔

٢٨٣٨- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى قال: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى».

٢٨٣٨- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے (لہٰذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اس کا سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَيُسَمَّى أَصَحُّ. كَذَا قال سَلَّامُ بنُ أبِي مُطِيعٍ عن قَتَادَةَ. وَإِيَاسُ بنُ دَغْفَلٍ وَأَشْعَثُ عن الْحَسَنِ قال: وَيُسَمَّى، وَرَوَاهُ أَشْعَثُ عن الْحَسَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: وَيُسَمَّى.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: لفظ [یُسَمّٰی] صحیح تر ہے۔ سلام بن ابی مطیع نے قتادہ سے اور ایاس بن دغفل اور اشعث نے بواسطہ حسن لفظ: [وَیُسَمّٰی] روایت کیا ہے اور اشعث نے حسن سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی لفظ: [وَیُسَمّٰی] بیان کیا ہے۔

فائدہ: ”بچے کے گروی“ ہونے کا مفہوم بقول امام احمد ؒ یہ ہے کہ بچے کا اگر عقیقہ نہ کیا جائے تو وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عقیقہ کے واجب ہونے کے مفہوم میں ہے جیسے کہ قرض وغیرہ کی صورت میں ادائیگی کیے بغیر گروی چیز واپس نہیں ہو سکتی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچہ ”اپنے بالوں اور میل کچیل“ کے ساتھ گروی ہوتا ہے یعنی ان کا ازالہ کرنا چاہیے۔ (عون المعبود)

٢٨٣٨- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقيقة، ح: ٣١٦٥، والنسائي، ح: ٤٢٢٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٠، والحاكم: ٤/ ٢٣٧، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة عن قتادة به عند ابن الجارود.

٢٨٣٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عن الرَّبابِ، عن سَلْمَانَ بنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَعَ الْغُلَام عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَىٰ».

۲۸۳۹-حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کے لیے عقیقہ لازمی ہے' لہٰذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی میل کچیل دور کرو۔''

٢٨٤٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إماطَةُ الأَذَى حَلْقُ الرَّأْسِ.

۲۸۴۰-جناب حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ [إمَاطَةُ الْأَذٰی] (میل کچیل دور کرنے) سے مراد بچے کا سر مونڈنا ہے۔

٢٨٤١- حَدَّثَنا أبو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ قالَ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَقَّ عن الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا كَبْشًا كَبْشًا.

۲۸۴۱-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھا ذبح کیا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث بھی سنداً صحیح ہے جب کہ سنن نسائی (حدیث:۴۲۲۴) میں دو دو مینڈھوں کا ذکر آیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے زیادہ صحیح (اصح) قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ''ارواء الغلیل'' (۴/۳۷۹-۳۸۴) میں اس روایت کے تمام طرق پر بحث کر کے آخر میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ روایات دونوں ہی قسم کی ہیں۔ ایک ایک مینڈھے کی بھی اور دو دو مینڈھے کی۔ لیکن دو دو مینڈھے والی روایات دو وجہ سے راجح اور زیادہ قابل عمل ہیں۔ ایک تو اس میں ''زیادت'' ہے اور ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ قولی روایات میں دو جانوروں کا ذکر ہے' تو یہ دوسری روایات قولی روایت کے موافق ہو جاتی ہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قواعد شریعت کا اقتضاء بھی

٢٨٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ٥٤٧١، ٥٤٧٢ من حديث هشام بن حسان به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٩٥٨.

٢٨٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٩٨ من حديث أبي داود به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

٢٨٤١ـ تخريج: [إسناده صحيح] وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٢ من حديث أبي معمر به، ورواه حجاج بن حجاج عن قتادة عن عكرمة به "بكبشين كبشين"، رواه النسائي، ح: ٤٢٢٤.

یہی ہے کہ لڑکے کے لیے دو جانور ذبح کیے جائیں اس لیے کہ شریعت نے کئی احکام میں مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی ہے۔ (تحفۃ المودود، ص۷۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی)

٢٨٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بن قَيْسٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ يَعْني ابنَ عَمْرٍو، عن دَاوُدَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ: أُرَاهُ عن جَدِّهِ قالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عنِ الْعَقِيقَةِ؟ فقالَ: «لَا يُحِبُّ اللهُ الْعُقُوقَ» كَأَنَّهُ كَرِهَ الاسْمَ وَقالَ: «مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعن الْجَارِيَةِ شَاةٌ». وَسُئِلَ عنِ الْفَرَعِ؟ قالَ: «وَالْفَرَعُ حَقٌّ، وَإِنْ تَتْرُكُوهُ حَتَّى يَكُونَ بَكْرًا شُغْزُبًّا ابنَ مَخَاضٍ أَوِ ابنَ لَبُونٍ فَتُعْطِيَهُ أَرْمَلَةً أَوْ تَحْمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْزَقَ لَحْمُهُ بِوَبَرِهِ، وَتُكْفِئَ إِنَاءَكَ، وَتُوَلِّهَ نَاقَتَكَ».

٢٨٤٢- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ ذوالجلال ''عُقُوق'' کو پسند نہیں فرماتا' گویا آپ نے (عقیقہ کا) نام پسند نہیں فرمایا۔ (کیونکہ عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے) آپ نے فرمایا: ''جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس کی طرف سے صدقہ اور قربانی کرنا چاہتا ہو تو کرے' لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔'' آپ ﷺ سے ''فَرَع'' کے متعلق پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: ''فرع بھی حق ہے اور چاہیے کہ اس (نوزائیدہ) جانور کو چھوڑ دو' حتیٰ کہ جب وہ ایک سال کا یا دو سال کا خوب تنومند ہو جائے تو کسی بیوہ کو دے دو یا جہاد فی سبیل اللہ میں (سواری کے لیے) دے دو' یہ بہتر ہے اس سے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو جبکہ اس کا گوشت اس کے بالوں ہی سے لگا ہوا ہو' اور اپنے برتن کو تم اوندھا کر ڈالو اور اپنی اونٹنی کو بے قرار اور بے چین کر چھوڑو۔''

فوائد ومسائل: ① نام ہمیشہ ایسے ہونے چاہئیں جن میں ظاہری اور معنوی حسن ہو۔ اور لفظ عقیقہ بھی پسندیدہ نہیں اگرچہ زبان زد عام ہے۔ اس لیے کہ اس کا مادہ عقوق ہے' جس کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ تاہم اشتراک مادہ کے باوجود بہت سے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے لفظ عقیقہ میں ایک گونہ معنوی کراہت ضرور پائی جاتی ہے' اس کے باوجود اس کے استعمال سے روکا نہیں گیا ہے' اس لیے اس کا استعمال بھی صحیح ہے۔ ② فَرَع' ابتدائے اسلام میں اس پر عمل کیا جاتا تھا' مگر بعد میں مستحب قرار دیا گیا جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

٢٨٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العقيقة، باب: عن الغلام شاتان . . . الخ، ح: ٤٢١٧ من حديث داود بن قيس به.

③ صدقہ دینے میں لوگوں کو کھلانے کے علاوہ اور بھی کئی بہتر انداز ہیں جو صاحب صدقہ کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہیں۔ ④ جانوروں کے نوزائیدہ بچوں کو ذبح کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں' اس سے ماں کو بے قراری ہوتی ہے اور دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

٢٨٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بن ثَابِتٍ قال: حَدَّثَنا عَلِيُّ بن الْحُسَيْنِ قال: حَدَّثَنا أَبِي قالَ: حدثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللهُ بالإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

۲۸۴۳- جناب عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ دور جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچے کے سر پر چپڑ دیتا تھا اور جب سے اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت سے نوازا ہے تو ہم ایک بکری ذبح کرتے ہیں' بچے کا سر مونڈتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران مل دیتے ہیں۔



فوائد ومسائل: ① مسند بزار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا: ''بچے کے سر پر خون کے بجائے خوشبو (زعفران) لگاؤ۔'' (مختصر زوائد مسند بزار: ۴۹۹/۱' حدیث: ۸۶۰) ② مذکورہ احادیث عقیقے کی مشروعیت اور سنت ہونے پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ لاریب! عقیقہ سنت مؤکدہ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا اپنا ذاتی عمل بھی ہے۔ عقیقے کی احادیث کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن مسعود' ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن' لہٰذا منکرین کا قول ناقابل توجہ ہے۔



٢٨٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٠٢، ٣٠٣ من حديث أبي داود به.

شکار کے احکام ومسائل

✹ شکار کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں شکار کو ''الصید'' کہتے ہیں اور یہ صَادَ یَصِیدُ سے مصدر ہے، جس کے معنی پکڑنے اور حاصل کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں ''الصید'' کی تعریف یوں کی گئی ہے۔[أَخذُ مُبَاحٍ أُکُلُه، غَیرَ مَقدُورٍ عَلَیهِ مِن وَحشٍ أَوطَیرٍأَوحَیوَانٍ بَرٍّ أَو بَحرٍ بِقَصدٍ] ''ایسے وحشی جانور یا پرندے کو ارادتاً پکڑنا یا شکار کرنا، جو انسانوں کی دسترس میں نہ ہوں اور جن کا کھانا حلال ہو۔''

✹ شکار کی مشروعیت: شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یَسْئَلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾(المائدۃ:۴) ''آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ تمام پاک چیزیں تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ اور جن

شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے۔ یعنی جنھیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے رکھی ہے، پس جس شکار کو وہ تمھارے لیے پکڑ کر روک رکھیں، تو تم اس سے کھالو۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرلیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔"

شکار کی بابت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَمَاصِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ﴾ (صحيح البخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التصيد، حديث:٥٤٨٨) "اور جو تم سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو، تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھالو۔"

٭ **شکار کے متعلق چند ضروری آداب و احکام:** ① سمندری شکار مُحْرِم اور غیر مُحْرِم دونوں شخص کر سکتے ہیں۔ جبکہ محرم کے لیے بَرّی (خشکی کا) شکار کرنا ناجائز ہے۔ ② شکار کے لیے کتا چھوڑتے یا فائر کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ③ شکار کے لیے آلہ تیز دھار ہونا چاہیے جیسے تیر، گولی یا نیزا وغیرہ۔ اگر شکار چوٹ لگنے سے مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں۔ ④ اگر کتے کے ذریعے سے شکار کیا جائے تو یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے ساتھ غیر سدھائے ہوئے کتے شریک نہ ہوئے ہوں۔ ⑤ اگر کتے نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو اسے کھانا درست نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم . . .) كِتَابُ الصَّيْدِ (التحفة ١١)

شکار کے احکام ومسائل

(المعجم ٢١، ٢٢) - بَابُ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ (التحفة ١)

باب:۲۱'۲۲-شکار وغیرہ کے لیے کتا رکھنے کا بیان

٢٨٤٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۲۸۴۴-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا:''جس نے کتا پالا' سوائے اس کے کہ وہ جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو' یا شکار کے لیے' یا کھیتی کے لیے تو ایسے شخص کے اجر میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔''

فائدہ: ان مقاصد کے علاوہ کتا رکھنا گناہ اور خسارے کا سودا ہے کہ ہر روز اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے اور اللہ معلوم' یہ وزن کس قدر ہوگا۔ جبکہ اوزان میں قیراط ۲۱۲۵ گرام چاندی کے وزن پر بولا جاتا ہے۔

٢٨٤٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ قال: حَدَّثَنَا يُونُسُ عن الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ:

۲۸۴۵-حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی (اللہ کی مخلوق اور) امتوں میں سے ایک امت

٢٨٤٤_ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٩٦١٢، ورواه الترمذي، ح: ١٤٩٠ عن الحسن بن علي به.

٢٨٤٥_ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب صفة الكلاب التي أمر بقتلها، ح: ٤٢٨٥ من حديث يزيد ابن زريع به، ورواه الترمذي، ح: ١٤٨٦، ١٤٨٩، وابن ماجه، ح: ٣٢٠٥.

«لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا الأَسْوَدَ الْبَهِيمَ».

ہیں' تو میں ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیتا' (بہر حال) ان میں سے جو کالا سیاہ ہو' اسے مار ڈالا کرو۔"

فائدہ: کالا کتا شکل وصورت میں بھی بہت وحشت ناک ہوتا ہے اور غالباً طبعاً بھی اس میں خبث زیادہ ہوتا ہے اس لیے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور گذشتہ حدیث: ۷۰۲ کتاب الصلاۃ میں گزرا ہے کہ "کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔"

٢٨٤٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أبو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أخبرني أبو الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرٍ قالَ: أَمَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى إِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ يَعْنِي بِالْكَلْبِ فَنَقْتُلُهُ، ثُمَّ نَهَانَا عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ: «عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ».

۲۸۴۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (ابتدائی ایام میں) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا حتی کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اسے بھی قتل کر ڈالتے تھے' اس کے بعد آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: "صرف کالے کتوں کو مارو۔"

فائدہ: کالا کتا اور بالخصوص وہ جس کی آنکھوں پر دو نقطے سے ہوں' اسے شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے اس کو مارنے کا حکم ہے۔ اگر کسی آبادی میں عام کتے بڑھ جائیں اور لوگوں کے لیے اذیت کا باعث ہوں تو ان کو قتل کرنا اور کم کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن بالکل فنا کر دینا جائز نہیں۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي الصَّيْدِ (التحفة ٢)

باب: ۲۲' ۲۳- شکار کرنے کا بیان

٢٨٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عنْ هَمَّامٍ، عنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: إنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتُمْسِكُ عَلَيَّ أَفَآكُلُ؟ قال: «إِذَا أَرْسَلْتَ

۲۸۴۷- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میں اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتا ہوں تو وہ میرے لیے شکار پکڑ رکھتے ہیں' تو کیا میں (اسے) کھالوں؟ آپ نے فرمایا: "جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام لو' تو جو وہ

٢٨٤٦_ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٢ من حديث ابن جريج به.

٢٨٤٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح . . . الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩ من حديث جرير بن عبدالحميد، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح: ٥٤٧٧ من حديث منصور به.

الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ». قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلْنَ، مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا». قُلْتُ: أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَأُصِيبُ أَفَآكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَأَصَابَ فَخَزَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

تمہارے لیے پکڑ رکھیں اسے کھالو۔'' میں نے کہا: اگر چہ وہ اسے مار ہی ڈالیں؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ مار ہی ڈالیں' بشرطیکہ کوئی اور کتا ان میں شامل نہ ہو گیا ہو جو ان میں سے نہ ہو۔'' میں نے کہا: میں بھالا پھینکتا ہوں اور اس سے شکار کرتا ہوں' تو کیا (اسے) کھالیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم بھالا پھینکو اور ''بسم اللہ'' کہو اور وہ شکار کو لگے اور اس کو پھاڑ دے تو کھا سکتے ہو' لیکن اگر وہ چوڑائی کی طرف سے لگے (بغیر دھار کے محض چوٹ سے اس کو مار ڈالے) تو مت کھاؤ۔''

٢٨٤٨- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: أخبرنا ابنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّا نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ لِي: «إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ».

۲۸۴۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (اور) کہا: ہم ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑ و اور ان پر ''بسم اللہ'' کہو تو جو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اسے کھالو' خواہ وہ اسے مار ہی ڈالیں' سوائے اس کے کہ کتا خود اس میں سے کچھ کھالے' اگر وہ اس میں سے کھالے تو تم مت کھاؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اسے اس نے اپنے لیے پکڑا ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① کتے سے شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ ② شرط یہ ہے کہ کتا سدھایا ہوا ہو اور اپنے مالک کی ہدایات پر کماحقہ عمل کرتا ہو' یعنی اگر چھوڑے اور دوڑائے تو دوڑ جائے اور اگر واپس بلائے تو واپس آ جائے۔ ③ اور پھر یہ بھی ہے کہ مالک کے چھوڑنے پر شکار کرے' اگر از خود شکار مار لایا تو حلال نہ ہوگا۔ ④ کتا چھوڑتے ہوئے ''بسم اللہ واللہ اکبر'' پڑھے۔ اگر بھول جائے تو معاف ہے اور شکار حلال ہے۔ کیونکہ اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ البتہ عمداً چھوڑ دینے سے شکار حلال نہ ہوگا۔ ⑤ کتا اس شکار میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مالک کے لیے روک رکھے' اور

٢٨٤٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، ح:١٩٢٩/٢ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان، انظر الحديث السابق، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٤ من حديث عامر الشعبي به.

اگر کھایا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ⑥ اگر شکار زندہ ہو تو ''بسم اللہ واللہ اکبر'' پڑھ کر اسے ذبح کرے۔ ⑦ اگر کوئی اور کتا ان کتوں کے ساتھ مل گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کس نے مارا ہے یا نہ معلوم دوسرے کتے پر بھی ''بسم اللہ'' پڑھی گئی ہے یا نہیں' تو حلال نہ ہوگا۔ اگر معلوم ہو جائے کہ دوسرے پر بھی ''بسم اللہ'' پڑھی گئی ہے تو بلاشبہ حلال ہوگا۔ ⑧ بھالے سے بھی شکار حلال اور جائز ہے' بشرطیکہ ''بسم اللہ'' پڑھ کر پھینکے اور دھار کی جانب سے شکار کو لگے اور اسے زخمی کر دے۔ اگر چوڑائی کی طرف سے لگا ہو اور شکار مر گیا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ⑨ بندوق کی گولی اور چھرہ بھی بعض علماء (امام شوکانی' سید سابق اور علامہ یوسف قرضاوی وغیرہ) کے نزدیک اسی حکم میں ہے یعنی ان کا شکار بھی حلال ہے' کیونکہ ان کے خیال میں بندوق کی گولی بھی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور خون نکال دیتی ہے۔ ⑩ لیکن غلیل کا مارا ہوا شکار اس کی چوٹ سے مر جائے تو حلال نہیں کیونکہ وہ چیرتی ہے' نہ خون بہاتی ہے بلکہ وہ واضح طور پر غلیلے کی چوٹ سے مرتا ہے۔

٢٨٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عنِ الشَّعْبِيِّ، عنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ الله فَوَجَدْتَهُ مِنَ الْغَدِ وَلَمْ تَجِدْهُ في مَاءٍ وَلَا فِيهِ أَثَرٌ غير سَهْمِكَ فَكُلْ وَإذَا اخْتَلَطَ بِكِلَابِكَ كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ لَا تَدْرِي لَعَلَّهُ قَتَلَهُ الَّذِي لَيْسَ مِنْهَا».

۲۸۴۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے اپنا تیر مارا ہو اور اللہ کا نام لیا ہو پھر اپنے شکار کو اگلے دن پاؤ لیکن پانی میں نہ پاؤ (ایسا نہ ہو کہ ڈوب کر مرا ہو) اور کسی اور کے تیر کا بھی اس میں نشان نہ ہو' تو اس شکار کو کھا لو۔ اور جب تمہارے کتوں کے ساتھ کوئی اور کتا مل گیا ہو تو مت کھاؤ' نہ معلوم اس کو اس کتے نے مارا ہو جو تمہارے کتوں میں سے نہ تھا۔''



فائدہ: مشکوک شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔

٢٨٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا بنِ أبي زَائِدَةَ قال: أخبرني عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عنِ الشَّعْبِيِّ، عن عَدِيِّ بن حَاتِمٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إذَا وَقَعَتْ رَمِيَّتُكَ في مَاءٍ فَغَرِقَتْ فَمَاتَتْ فَلَا تَأْكُلْ».

۲۸۵۰- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا شکار پانی میں ڈوب گیا ہو اور پھر مر گیا ہو تو مت کھاؤ۔''

٢٨٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٥٤٨٤، ومسلم، ح: ١٩٢٩/٧ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديثين السابقين.

٢٨٥٠ـ تخريج: [صحيح] من حديث عاصم به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ٣٧٨/٤.

٢٨٥١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ قالَ: حَدَّثَنا مُجَالِدٌ عن الشَّعْبِيِّ، عنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ أوْ بَازٍ ثُمَّ أرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ الله فَكُلْ مِمَّا أمْسَكَ عَلَيْكَ». قُلْتُ: وَإنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «إذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإنَّمَا أمْسَكَهُ عَلَيْكَ». قَالَ أبو داود: البازُ إذَا أكَلَ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَالْكَلْبُ إذَا أكَلَ كُرِهَ وَإنْ شَرِبَ الدَّمَ فَلَا بَأْسَ.

٢٨٥١-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا:"جس کتے یا باز کو تو نے سدھایا ہو پھر تو اسے چھوڑے اور اللہ کا نام لے' تو جو وہ تیرے لیے روک رکھے اسے کھالے۔" میں نے عرض کیا: خواہ وہ اسے قتل ہی کر ڈالے؟ آپ نے فرمایا:"جب وہ اسے مار ڈالے مگر اس میں سے اس نے کھایا نہ ہو تو وہ اس نے تیرے ہی لیے روک رکھا ہے۔"

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باز اگر کھا بھی لے تو کوئی حرج نہیں' لیکن کتا اگر کھائے تو مکروہ ہے (حرام ہے) لیکن اگر خون پی لے تو کوئی حرج نہیں۔

ملحوظ: یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ لیکن معناً صحیح ہے کیونکہ دوسری صحیح روایات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے اس روایت کی بھی تصحیح کی ہے۔ البتہ "باز" کا ذکر اس میں ان کے نزدیک منکر ہے۔ یعنی صحیح روایات کے خلاف ہے۔

٢٨٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ قال: أخبرنا دَاوُدُ بنُ عَمْرٍو عنْ بُسْرِ بنِ عُبَيْدِ الله، عنْ أبي إدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عنْ أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قالَ: قالَ النَّبيُّ ﷺ في صَيْدِ الْكَلْبِ: «إذَا أرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ الله تَعَالَى فَكُلْ، وَإنْ أكَلَ مِنْهُ، وَكُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ يَدُكَ».

٢٨٥٢-حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا: "جب تم اپنا کتا چھوڑ و اور اللہ کا نام ذکر کیا ہو تو اسے کھالو اگرچہ کتے نے اس سے کھا بھی لیا ہو' اور ہر وہ چیز کھاؤ جس کو تمہارے ہاتھ نے تم پر لوٹایا ہو (جسے تم نے اپنے ہاتھ سے شکار کیا ہو۔")

٢٨٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في صيد البزاة، ح: ١٤٦٧ من حديث مجالد به، وقال: "لا نعرفه إلا من حديث مجالد"، ومجالد ضعيف من أجل سوء حفظه، ولحديثه شواهد موقوفة عند البيهقي: ٩/ ٢٣٥، ٢٣٨.

٢٨٥٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد حسن يأتي، ح: ٢٨٥٧ * داود بن عمرو حسن الحديث، وانظر، ح: ٢٨٥٥.

توضیح: اصل مسئلہ وہی ہے جو پیچھے کی صحیح احادیث میں گزرا ہے کہ اگر کتے نے شکار میں سے کھایا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اسی لیے بعض علماء نے اس حدیث کو منکر (صحیح احادیث کے خلاف) قرار دیا ہے' اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور بعض حضرات اس حدیث کی وجہ سے شکار کے کتے کے کھانے کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ شکاری کتے نے پہلے شکار کو پکڑ کر مار ڈالا' پھر اسے مالک کے لیے رکھ چھوڑا اور وہاں سے دور چلا گیا' پھر دوبارہ واپس آ کر اس سے کچھ کھا لے تو اس طرح اس کا کھا لینا مضر نہیں' مالک کے لیے اس شکار کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے تو مالک ہی کے لیے شکار کیا' اور اسی کے لیے اسے روکے رکھا۔ اور کھایا اس نے بعد میں ہے' اس لیے اس کھانے کا اعتبار نہیں ہوگا۔

٢٨٥٣- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ خُلَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَحَدُنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ أَيَأْكُلُ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شَاءَ» أَوْ قَالَ: «يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ».

۲۸۵۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی شکار کو تیر مارتا ہے پھر وہ اس کے پیچھے دو تین دن پھرتا رہتا ہے' حتی کہ اسے پا لیتا ہے اور وہ مر چکا ہوتا ہے اور اس میں اس کا تیر بھی ہوتا ہے' تو کیا اسے کھا لے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اگر چاہے تو۔'' یا آپ نے فرمایا: ''کھا لے' اگر چاہے تو۔''

فائدہ: جب یقین ہے کہ وہ شکار اس کے اپنے تیر سے مرا ہے' تو حلال ہے' بشرطیکہ گوشت خراب نہ ہوا ہو۔

٢٨٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أخبرنا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَال عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ»، فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ: «إِذَا سَمَّيْتَ فَكُلْ، وَإِلَّا

۲۸۵۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بھالے سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر وہ دھار کی طرف سے لگا ہو تو کھا لو اور اگر موٹائی کی طرف سے لگا ہو تو مت کھاؤ' بلاشبہ وہ چوٹ زدہ ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نے اللہ کا نام لیا ہو تو کھا لو ورنہ مت کھاؤ' اور اگر کتے نے اس میں

٢٨٥٣۔ تخريج: [صحيح] وعلقه البخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٥ عن عبدالأعلى به، وانظر الحديث الآتي.

٢٨٥٤۔ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، ح: ١٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح ... الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي ح: ١٩٢٩/٣ من حديث شعبة به.

فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ لِنَفْسِهِ»، فَقَالَ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ عَلَيْهِ كَلْبًا آخَرَ، فَقَالَ: «لَا تَأْكُلْ لِأَنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ».

سے کچھ کھایا ہو تو بھی مت کھاؤ' وہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہے۔'' عرض کیا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور پھر شکار پر ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''مت کھاؤ' کیونکہ تم نے تو اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے۔''

٢٨٥٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عنِ ابنِ المُبَارَكِ، عنْ حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ قالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ يَقُولُ: أخبرني أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَائِذُ اللهِ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ؟ قالَ: «مَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ المُعَلَّمِ فاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَكُلْ، وَمَا اصَّدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ».

٢٨٥٥- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے کے ساتھ بھی جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ''جو شکار تم اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اور جو بغیر سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھا لو۔''

فائدہ: بن سدھائے کتے کا مارا ہوا حلال نہیں' خواہ کتے کو ''بسم اللہ'' پڑھ کر چھوڑا گیا ہو۔ ہاں اگر اس کو ذبح کرنے کا موقع مل گیا' تو ذبح کے بعد اس کا کھانا جائز ہوگا۔

٢٨٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى قالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى قالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عنِ الزُّبَيْدِيِّ قالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ سَيْفٍ قالَ: حَدَّثَنَا أَبو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قالَ: حدثني

٢٨٥٦- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابو ثعلبہ! تیری قوس (کمان) اور تیرا کتا جو تجھ پر لوٹائے وہ کھا لے۔'' ابن حرب نے مزید کہا: (کتا) سدھایا ہوا ہو اور تیرا ہاتھ جو تجھ پر لوٹائے (تیر وغیرہ سے شکار کرے۔) تو اسے

٢٨٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٣٠ عن هناد بن السري، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التصيد، ح: ٥٤٨٨ من حديث ابن المبارك به.

٢٨٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٤ من حديث محمد بن حرب عن الزبيدي به * بقية صرح بالسماع المسلسل، وانظر الحديث السابق.

أبو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قالَ: قالَ لي رَسُولُ الله ﷺ: «يَاأَبَا ثَعْلَبَةَ! كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ وَكَلْبُكَ». زَادَ عنِ ابنِ حَرْبٍ: الْمُعَلَّمُ وَيَدُكَ، فَكُلْ ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ.

ذبح کرسکو یا نہ کرسکو کھالو۔

فائدہ: چونکہ کتا چھوڑتے ہوئے یا تیر کمان سے پھینکتے ہوئے ''بسم اللہ'' پڑھی جاتی ہے' تو جو اس طرح سے مر بھی جائے وہ حلال ہے۔ زندہ ملے تو ''بسم اللہ'' پڑھ کر ذبح کرلے۔

٢٨٥٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ الضَّرِيرُ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ قالَ: حَدَّثَنا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ أعْرَابِيًّا يُقَالُ لَهُ: أَبُو ثَعْلَبَةَ قالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً، فَأَفْتِنِي في صَيْدِهَا، فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنْ كَانَ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أمْسَكْنَ عَلَيْكَ». قالَ: ذَكِيًّا أوْ غَيْرَ ذَكِيٍّ؟ قالَ: «نَعَمْ». قالَ: فإنْ أَكَلَ مِنْهُ؟ قالَ: «وَإنْ أَكَلَ مِنْهُ». قالَ: يَارَسُولَ الله! أَفْتِنِي في قَوْسِي، قالَ: «كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ»، قالَ: ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ قالَ: وَإنْ تَغَيَّبَ عَنِّي؟ قالَ: «وَإنْ تَغَيَّبَ عَنْكَ، مَا لَمْ يَصُلَّ أوْ تَجِدْ فِيهِ أثَرًا غَيْرَ سَهْمِكَ». قالَ: أَفْتِنِي في آنِيَةِ المَجُوسِ إذَا اضْطَرَرْنَا إلَيْهَا قالَ: «اغْسِلْهَا وَكُلْ فِيهَا».



٢٨٥٧- ایک بدوی جس کا نام ابو ثعلبہ (رضی اللہ عنہ) تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں سدھائے ہوئے (شکاری) کتے ہیں۔ آپ مجھے ان کے ساتھ شکار کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرے پاس سدھائے ہوئے کتے ہیں' تو جو وہ تیرے لیے پکڑ رکھیں اس سے کھالے۔'' اس نے کہا: ذبح کرکے یا بغیر ذبح کیے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (دونوں صورتوں میں اس کا کھانا جائز ہے۔'') اس نے کہا: اگر کتا اس سے کھالے تو؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ کھا بھی لے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری کمان کے (شکار کے) بارے میں ارشاد فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری کمان جو تجھ پر لوٹائے اسے کھالے۔'' کہا: ذبح کرکے یا بغیر ذبح کیے۔ اس نے کہا: اگر وہ شکار مجھ سے غائب ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ تجھ سے غائب ہی ہو جائے' لیکن جب تک کہ خراب نہ ہو' یا تو اس میں اپنے سوا کسی اور کے تیر کا نشان نہ پائے۔'' اس نے کہا: مجھے مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں ارشاد

٢٨٥٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٤ من حديث حسين المعلم، والنسائي، الصيد، باب الرخصة في ثمن كلب الصيد، ح: ٤٣٠١ من حديث عمرو بن شعيب به.

فرمائیں کہ ہم ان کے استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں تو؟

آپ نے فرمایا: ''انہیں دھولو اور پھر ان میں کھالو۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں یہ بیان کہ ''خواہ کتا شکار سے کھا بھی لے'' منکر ہے۔ اور اس کی توضیح پیچھے گزر چکی ہے۔ ② شکار شدہ جانور اگر زندہ ملے تو ذبح کیا جائے اور اگر قتل ہو جائے تو حلال ہے۔ ③ مجوسیوں کے برتن استعمال کرنے پڑیں تو انہیں پہلے دھولیا جائے' یہی حکم ہندوؤں کا ہے۔ یہودی اور عیسائی طہارت کا اہتمام کرتے ہوں تو بہتر' لیکن اگر شبہ ہو کہ خنزیر اور شراب وغیرہ سے احتیاط نہیں کرتے' تو ان کے برتن بھی استعمال کرنے سے پہلے دھونے ضروری ہیں۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - بَابٌ: إِذَا قُطِعَ مِنَ الصَّيْدِ قِطْعَةٌ (التحفة ٣)

باب: ۲۳، ۲۴- زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت حرام ہے

٢٨٥٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ عنْ زَيْدِ ابنِ أسْلَمَ، عنْ عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عنْ أبي وَاقِدٍ قالَ: قال النَّبيُّ ﷺ: «مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ».

۲۸۵۸- حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جانور سے جو گوشت کاٹا جائے' جبکہ وہ جانور زندہ ہو تو وہ گوشت مردار (حرام) ہے۔''

فائدہ: بعض عرب کے متعلق آتا ہے کہ وہ دنبے کی چکتی کاٹ لیتے اور زخم پر دوا لگا دیتے' اس طرح جانور بھی زندہ رہتا اور گوشت بھی کھا لیتے۔ تو شریعت نے اس کو مردار فرمایا ہے یعنی حرام ہے۔ اور کتاب الصید میں اس حدیث کا تعلق یوں ہے کہ اگر شکاری کتے نے یا تیر اور گولی وغیرہ نے جانور کا کوئی حصہ علیحدہ کر دیا ہو اگر اسی حالت میں جان نکل گئی ہو تو دونوں ٹکڑے حلال ہیں' لیکن اگر روح نہیں نکلی اور کوئی حصہ الگ ہو چکا ہو اور پھر اسے ذبح کیا جا رہا ہو تو ذبح سے پہلے علیحدہ ہو جانے والا حصہ کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے' ورنہ نشانہ مارتے ہوئے ''بسم اللہ'' تو پڑھی جا چکی ہے۔ اسے بھی کھایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ (التحفة ٤)

باب: ۲۴، ۲۵- شکار کے پیچھے پڑے رہنا کیسا ہے؟

٢٨٥٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء ما قطع من الحي فهو ميت، ح: ١٤٨٠ من حديث عبدالرحمٰن بن عبدالله بن دينار به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٧٦، والحاكم: ٢٣٩/٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الحاكم.

٢٨٥٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حدثنا يَحْيَى عنْ سُفْيَانَ قالَ: حدَّثني أبو مُوسَى عنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ - وَقالَ مَرَّةً سُفْيَانُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إلَّا عن النَّبيِّ ﷺ - قالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتَتَنَ».

۲۸۵۹۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بادیہ (جنگل) کی سکونت اختیار کی' وہ سخت دل ہوا' اور جو شکار کے پیچھے پڑا' وہ غافل ہوا اور جو حاکم کے پاس آتا جاتا رہا' آزمائش میں پڑا۔''

فائدہ: جنگل اور شکار میں انسان آزاد ہوتا ہے۔ اختلاط اور اجتماعیت نہ ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کی فضیلت سے محرومی کے علاوہ علماء اور صالحین کی مجالس بھی میسر نہیں ہوتیں اور نہ کوئی معروف ومنکر ہی کی تنبیہ کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا اثر طبیعت کی سختی اور غفلت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو واضح ہے کہ خسارے کا سودا ہے۔ اور اسی طرح بادشاہ کی مجلس میں بالعموم یا تو اس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے یا مخالفت مول لینی پڑتی ہے اور دونوں صورتوں میں امتحان وآزمائش ہے۔ الا ماشاء اللہ. اس لیے چاہیے کہ انسان ایسی جگہ سکونت اختیار کرے جہاں دونوں سہولتیں میسر ہوں' شہری بھی اور دیہاتی بھی۔ جیسے کہ شہر کی مضافاتی بستیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ استدلال ہے اس مومن سے جس کا ذکر سورۂ یٰسٓ میں ہے: ﴿وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ﴾ (یٰسٓ: ۲۰) ''اور شہر کی ایک جانب سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا' کہنے لگا: اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرلو۔'' اور مقصد صالح کے بغیر بادشاہوں کی صحبت سے بھی احتراز کرنا چاہیے' اور اس سے مراد دنیادار بے دین قسم کے بادشاہ ہیں۔ مومن بادشاہ کی صحبت میں بلاشبہ کوئی فتنہ نہیں۔ الا ماشاء اللہ.

٢٨٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حدثنا الْحَسَنُ بنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن شَيْخٍ مِنَ الأَنْصَارِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَى مُسَدَّدٍ قال: «وَمَنْ لَزِمَ

۲۸۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جس نے بادشاہ کی صحبت اختیار کی' فتنے میں پڑا۔'' اور مزید کہا: ''جو بندہ کسی بادشاہ کے جس قدر قریب ہوگا' اللہ تعالیٰ سے اسی قدر بعید ہوجائے گا۔''

٢٨٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، ح:٢٢٥٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٨٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٠ عن محمد بن عبيد به * شيخ من الأنصار لم أعرفه.

السُّلْطَانَ افْتَتَنَ». زَادَ: «وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللهِ بُعْدًا».

ملحوظہ: سنداً حدیث ضعیف ہے۔ اور اس کا مفہوم اوپر کی حدیث میں گزرا ہے۔

٢٨٦١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بن خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عن مُعَاوِيَةَ ابنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ]: «إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَدْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَهْمُكَ فِيهِ فكلْ مَا لَمْ يُنْتِنْ».

٢٨٦١- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم شکار کو (تیر) مارو اور پھر تین رات کے بعد اسے پاؤ جبکہ تمہارا تیر اس میں ہو تو اسے کھالو۔ جب تک کہ بو نہ دینے لگے۔''

فوائد ومسائل: ① حسب طلب وضرورت شکار کرنا اور اس کی تلاش میں جانا کوئی معیوب نہیں ہے۔ معیوب یہ ہے کہ انسان اپنے دیگر دینی ودنیاوی فرائض سے غافل ہو جائے۔ ② کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ اور بو اس انداز سے بگڑ جائے کہ نقصان دہ ہو سکتی ہوں تو استعمال نہیں کرنی چاہییں۔ ہاں! اگر کوئی ضرر واضح نہ ہو تو جائز ہے۔

٢٨٦١- تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب: إذا غاب عنه الصيد ثم وجده، ح: ١٩٣١ من حديث حماد بن خالد به.

وصیت کے احکام ومسائل

[وصیّت] کے لغوی معنی ہیں ''تاکیدی حکم کرنا'' جیسے کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ (البقرۃ:۱۳۲) ''حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنی اپنی اولاد کو اس بات کی وصیت کی۔'' (اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔) اور اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ خاص عہد ہوتا ہے جو کوئی شخص اپنے عزیزوں کو کرتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے' خواہ وہ کسی مال کی بابت ہو یا کسی قول وقرار کے متعلق۔

✱ **وصیت کا حکم:** وصیت کرنا مشروع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرۃ:۱۸۰) ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے' اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے' پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی وصیت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اسے تہائی مال تک محدود رکھنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ وارث کے حق میں وصیت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ] ''اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے' لہٰذا وارث کیلئے وصیت نہیں ہے۔'' (سنن ابن ماجه' الوصایا' باب لاوصیة لوارث' حدیث: ۲۷۱۳)

اس لیے وصیت کرنا غرباء' فقراء اور رشتہ داروں کے لیے جہاں باعثِ تقویت ہے وہاں وصیت کرنے والے کے لیے باعث اجر وثواب بھی ہے۔ لیکن اگر ورثاء کو نقصان پہنچانے کی غرض سے وصیت کی گئی تو یہ حرام ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی ناجائز کام کے لیے مال خرچ کرنے کی وصیت کی تو یہ بھی ناجائز اور منع ہو گی۔ البتہ حقوق کی ادائیگی مثلاً قرض کی ادائیگی' امانت کی سپردگی' کفارہ کی ادائیگی وغیرہ ضروری ہوگی۔

✸ وصیت کے چند آداب: ۞ وصیت کرتے وقت شرعی احکام کو مدنظر رکھنا لازمی ہے' مثلاً ایک تہائی سے زائد یا وارث کے حق میں وصیت نہیں کرسکتا۔



۞ وصیت کرنے والا اپنی وصیت میں تبدیلی کرسکتا ہے۔

۞ وصیت کا اطلاق قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔

۞ اگر کسی خاص چیز کی وصیت کی گئی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو وصیت باطل ہوجائے گی۔

۞ ورثاء کی طرف سے وصیت میں ردوبدل کرنا حرام ہے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(المعجم ١٧) - كِتَابُ الْوَصَايَا (التحفة ١٢)

وصیت کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَاب مَا جَاءَ فِيمَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ (التحفة ١)

باب:١- وصیت کرنے کی تاکید

٢٨٦٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بن سَعِيدٍ عن عُبَيْدِ الله قال: حدثني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله يَعْني ابنَ عُمَرَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

٢٨٦٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بھی مسلمان کو لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں بھی نہ گزارے مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔''

فائدہ: ① حدیث میں [يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ] سے مراد یہ ہے کہ اسے وصیت لکھنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے' تحدید مراد نہیں ہے کیونکہ مسند أبي عوانه اور السنن الكبرى للبيهقي میں [لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ] ایک رات یا دو راتوں کا ذکر ہے اور صحیح مسلم اور سنن النسائی میں [ثَلَاثَ لَيَالٍ] تین راتوں کا بھی ذکر ملتا ہے' بہرحال انسان کو اپنی موت سے کبھی بھی غافل نہیں رہنا چاہیے' نہ معلوم کس وقت بلاوا آ جائے' لہٰذا اگر کوئی قرض ہو یا امانت یا کوئی اور اہم معاملہ' تو چاہیے کہ اسے اپنے ہاں لکھ رکھے تاکہ وارثوں کو اس کی تنفیذ میں آسانی رہے اور حقوق کے معاملے میں' مرنے والے پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے۔ اس صورت میں یہ امر واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی حق واجب نہ ہو تو وصیت کرنا مستحب ہے' واجب نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

٢٨٦٢ــ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب: وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ١٦٢٧ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٣٨ من حديث نافع به.

٢٨٦٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بن الْعَلَاءِ قالَا: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ الله ﷺ دِينارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

۲۸۶۳- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ کوئی دینار' درہم یا اونٹ' بکری نہیں چھوڑ گئے اور نہ کسی چیز کے متعلق وصیت ہی فرمائی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی وصیت امور شریعت سے متعلق ثابت شدہ ہے بالخصوص ''نماز کی پابندی' غلاموں کے ساتھ حسن سلوک' مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنا اور وفود کے ساتھ حسن معاملہ وغیرہ۔'' لیکن مالی امور میں آپ ﷺ کی کوئی وصیت نہ تھی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے مال چھوڑا ہی نہیں تھا۔(سنن أبي داود' الخراج' حديث: ٣٠٢٩ و الأدب' حديث:٥١٥٦' وصحيح البخاري 'الجزية' حديث:٣١٦٨)

(المعجم ٢) - **باب مَا جَاءَ فِيمَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ (التحفة ٢)**

باب:۲-مال میں کس قدر وصیت جائز ہے؟

٢٨٦٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ أَبِي خَلَفٍ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ قالَ: مَرِضَ مَرَضًا - قالَ ابنُ أبي خَلَفٍ: بمكَّةَ ثُمَّ اتَّفَقَا - أُشْفِيَ فِيهِ، فَعادَهُ رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بالثُّلُثَيْنِ؟ قالَ: «لَا»، قالَ: فَبِالشَّطْرِ؟ قالَ: «لَا»، قالَ: فالثُّلُثُ

۲۸۶۴- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گئے حتی کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال بہت ہے اور ایک بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں' تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے

٢٨٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٥ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٢٨٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الدعوات، باب الوباء برفع الدعاء والوجع، ح: ٦٣٧٣ من حديث الزهري به.

قَالَ: «الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا حَتَّى اللُّقْمَةُ تَدْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ». قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَخَلَّفُ عن هِجْرَتِي؟ قَالَ: «إِنَّكَ إِنْ تُخَلَّفْ بَعْدِي فَتَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ لَا تَزْدَادُ بِهِ إِلَّا رِفْعَةً وَدَرَجَةً، لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ» يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

کہا: تو ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی (کر سکتے ہو) اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جانا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ انہیں فقیر چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو تو اس پر تمہیں اجر وثواب ملتا ہے' حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ کی طرف اٹھاتے ہو (اس پر بھی تمہیں ثواب ملتا ہے۔'') میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ فرمایا: ''اگر تم میرے بعد پیچھے رہ بھی گئے تو اللہ کی رضا کے لیے جو بھی عمل صالح کرو گے اس سے تمہارا مقام اور درجہ بلند ہوگا۔ اور شاید تم میرے بعد زندہ رہو گے حتی کہ تم سے ایک قوم فائدہ اٹھائے گی اور دوسری نقصان۔'' پھر فرمایا: ''اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت مکمل فرما دے اور انہیں ان کی ایڑیوں پر لوٹا نہ دے (مکہ میں ان کی وفات نہ ہو) لیکن حسرت ہے سعد بن خولہ پر!'' رسول اللہ ﷺ ان پر افسوس کر رہے تھے کہ وہ مکہ میں وفات پا گئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مال اللہ تعالیٰ کا ''فضل'' ہے اس لیے اسے حلال ذرائع سے کمانا اور پھر جمع رکھنا کوئی معیوب نہیں' بشرطیکہ شرعی واجبات ادا کرتا رہے۔ مال جمع ہونے کی صورت ہی میں ایک مسلمان زکوٰۃ' حج' جہاد' قربانی' صدقہ' ورثہ اور وصیت جیسے احکام پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ ورنہ ان مدّات پر عمل محال ہوگا اور جن آیات واحادیث میں مال جمع کرنے کی مذمت ہے وہاں حرام مال کمانے' شریعت کے تقاضے پورے نہ کرنے اور اس کا حریص محض بننے کی مذمت ہے۔ ② تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔ ③ فقیروں کی بہ نسبت وارثوں کا حق اولیٰ ہے اور انہیں غنی چھوڑ جانا مستحب اور فقیر چھوڑ جانا ناپسندیدہ ہے سوائے اس کے کہ وہ توکل کے اعلیٰ مراتب پر ہوں۔ ④ واجب اخراجات اور تمام اعمال صالحہ جو للہ فی اللہ کیے جائیں ان سب میں انسان کو اجر وثواب ملتا ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ⑤ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق آپ کی رحلت کے بعد تقریباً چوالیس برس حیات رہے۔ اور عراق انہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ مشہور اور فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے کمانڈر آپ ہی

تھے۔⑥ اس وقت واجب تھا کہ جس علاقے کے مسلمانوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی ہو وہاں قیام نہیں کر سکتے' اس لیے یہ بھی کوشش ہوتی تھی کہ سفر میں بھی وہاں موت نہ آئے۔ اور حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مہاجر صحابی تھے' پہلے ہجرت حبشہ ثانیہ میں حبشہ گئے' وہاں سے لوٹے اور غزوۂ بدر وغیرہ میں شریک ہوئے' بالآخر حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں فوت ہوئے۔

(المعجم ٣) - باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:۳- وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا ناجائز ہے

٢٨٦٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ قال: حَدَّثَنا عُمَارَةُ بنُ الْقَعْقَاعِ عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَجُلٌ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَارَسُولَ الله! أيُّ الصَّدَقَةِ أفْضَلُ؟ قال: «أنْ تَصَدَّقَ وَأنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ».

۲۸۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو صدقہ کرے اس حالت میں جبکہ تو صحت مند ہو' مال کا حریص ہو' زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقیر ہو جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہو۔ جو کچھ دینے کا ارادہ ہو تو اس میں ڈھیل نہ کرتی کہ جب جان حلق میں آن اٹکے تو کہنے لگے: فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اتنا' حالانکہ وہ فلاں کا ہو چکا ہے۔'' (وراثت کی بنا پر)

فائدہ: تندرستی کے ایام میں اور اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر جو صدقہ کیا جائے وہ افضل ہے۔ اور موت کے وقت صدقہ کرنا اپنے وارثوں کے حق میں دخل اندازی اور ان کے حق کو کم کرنا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ اسی لیے شریعت نے جانکنی کے وقت ثلث مال سے زیادہ صدقہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

٢٨٦٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ قال: أخبرني ابنُ أبي ذِئْبٍ عن شُرَحْبِيلَ، عن أبي سَعِيدٍ

۲۸۶۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا' موت کے وقت سو (درہم) صدقہ کرنے

٢٨٦٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، ح:١٤١٩، ومسلم، الزكوة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح:١٠٣٢ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

٢٨٦٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٤/ ٣٠٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح:٨٢١ * شرحبيل بن سعد ضعفه الجمهور، واختلط أيضًا.

الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ في حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهِ».

کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مذکورہ حدیث اس معنی کی تائید کرتی ہے۔

٢٨٦٧- حَدَّثَنا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ الله قال: أخبرنا عَبْدُ الصَّمَدِ قال: حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ الْحُدَّانِيُّ قال: حَدَّثَنا الأَشْعَثُ بنُ جَابِرٍ قال: حدَّثني شَهْرُ بنُ حَوْشَبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ أَوِ الْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللهِ سِتِّينَ سَنَةً، ثُمَّ يَحْضُرُهما الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ في الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. قال: وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَاهُنَا ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرّٖۚ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ﴾ [النساء: ١٢، ١٣].

٢٨٦٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک انسان مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کے عمل کرتے رہتے ہیں، پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں (وارثوں کو) نقصان دے جاتے ہیں تو ان کے لیے آگ واجب ہو جاتی ہے۔“ (شہر بن حوشب نے) کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرّٖ﴾ .... ﴿ذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ﴾ تک آیات تلاوت کیں۔ ”وصیت یا قرض کی ادائیگی کے بعد جبکہ وصیت کرنے والے نے نقصان نہ پہنچایا ہو (ورثے کی تقسیم کی جائے۔) یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ خوب علم والا حوصلے والا ہے۔ یہ حدیں ہیں اللہ کی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہے گا اور یہی عظیم کامیابی ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا يَعْنِي الأَشْعَثَ ابنَ جَابِرٍ جَدُّ نَصْرِ بنِ عَلِيٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس سند میں) اشعث بن جابر، نصر بن علی کا دادا ہے۔

٢٨٦٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء في الضرار في الوصية، ح: ٢١١٧ من حديث عبدالصمد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٧٠٤ * شهر بن حوشب مختلف فيه، وثقه الجمهور فيما أرى، وقال الذهبي في ديوان الضعفاء، (ص: ١٤٥) "وحديثه حسن"، وقال ابن حجر: "وشهر حسن الحديث وإن كان فيه بعض الضعف" (فتح الباري: ٣/ ٦٥).

فائدہ: معنی واضح ہیں کہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ اور اللہ کی حدود سے تجاوز ہے اور ایسی وصیت جائز نہیں۔

(المعجم ٤) - **باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا** (التحفة ٤)

باب:٤-وصیت کا ذمہ دار بننا کیسا ہے؟

٢٨٦٨- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِىءُ قال: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عن عُبَيْدِ الله بنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عن سَالِمِ بنِ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَبَا ذَرٍّ! إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ ما أُحِبُّ لِنَفْسِي فَلَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ».

٢٨٦٨-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: "اے ابوذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور بلاشبہ میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو مجھے اپنے لیے پسند ہے تو کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال کا ولی بننا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ مِصْرَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل مصر اس روایت میں منفرد ہیں۔

فائدہ: بلاشبہ کسی قوم کا ولی قاضی اور سربراہ بننا اور ایسے ہی یتیم کا سرپرست اور ذمہ دار ہونا لوگوں کے ہاں اور پھر اللہ کے ہاں بھی سخت باز پرس کا مقام ہے۔ جو شخص ان ذمہ داریوں کو اٹھائے تو چاہیے کہ لوگوں کا اور اللہ کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور جو اپنے آپ کو کمزور پائے تو وہ ابتدائی طور پر ہی ایسی ذمہ داری سے معذرت کر لے تا کہ دنیا اور آخرت میں رسوائی نہ ہو۔

(المعجم ٥) - **باب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ** (التحفة ٥)

باب:٥-ماں باپ اور دوسرے (وارث) قرابت داروں کے لیے وصیت کرنا منسوخ ہے

٢٨٦٩- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ

٢٨٦٩-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٢٨٦٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، ح:١٨٢٦ من حديث أبي عبدالرحمٰن المقرىء به.

٢٨٦٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٥ من حديث أبي داود به.

الْمَرْوَزِيُّ: حدثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ ﴿إِن تَرَكَ خَيْرًا ٱلْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ﴾ [البقرة:١٨٠] فَكَانَت الْوَصِيَّةُ كَذٰلِكَ حَتَّى نَسَخَتْهَا آيَةُ المِيرَاثِ.

آیت: ﴿ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ...... ﴾ "اگر مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کیلئے وصیت کرے۔" کا حکم ابتدا میں ایسے ہی تھا حتی کہ اسے آیت میراث نے منسوخ کر دیا۔

فائدہ: درج ذیل حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(المعجم ٦) - باب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ (التحفة ٦)

باب:٦- وارث کے لیے وصیت

٢٨٧٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ قال: حَدَّثَنا ابنُ عَيَّاشٍ عن شُرَحْبِيلَ بنِ مُسْلِمٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

٢٨٧٠- حضرت ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔"

فائدہ: تاہم وارث اپنی طرف سے کسی کو ایک ثلث ($\frac{1}{3}$) تک دے دیں تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

(المعجم ٧) - باب مُخَالَطَةِ الْيَتِيمِ فِي الطَّعَامِ (التحفة ٧)

باب:٧- کھانے پینے میں یتیم کو اپنے ساتھ شریک رکھنا کیسا ہے؟

٢٨٧١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن عَطَاءٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا أَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا۟ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ

٢٨٧١- حضرت ابن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے یہ آیات اتاریں: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ "یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھے انداز سے۔" اور ﴿اِنَّ

٢٨٧٠- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء لا وصية لوارث، ح:٢١٢٠ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢٦٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٢٧١٣ * شرحبيل شامي، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٨٧١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح:٣٦٩٩ من حديث عطاء بن السائب به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧٨، ٢٧٩، ووافقه الذهبي * عطاء اختلط.

أَحْسَنُ﴾ [الأنعام:١٥٢] وَ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا﴾ [النساء:١٠] الآية، انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضُلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيَحْبِسُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ﴾ [البقرة:٢٢٠] فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِ.

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا......﴾ ''جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں' وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی آگ میں جائیں گے۔'' تو جن لوگوں کے ہاں کوئی یتیم تھا انہوں نے اس کے کھانے پینے کو اپنے سے جدا کر دیا۔ اس طرح جو کھانا اس کا بچ رہتا وہ اس کے لیے رکھ چھوڑتے حتی کہ وہ یتیم ہی اسے کھاتا یا خراب (اور ضائع) ہو جاتا۔ اور یہ کیفیت ان کے لیے گراں ہوئی اور انہوں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا' تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾ ''یہ لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے' اگر تم ان کا مال اپنے مالوں میں ملا بھی لو تو یہ تمہارے بھائی ہیں۔'' (اللہ تعالیٰ بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو خوب جانتا ہے۔) چنانچہ ان لوگوں نے ان کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔

فوائد ومسائل: ① یتیم کی سرپرستی' تربیت اور دلداری کا لازمی تقاضا ہے کہ اسے گھر کے باوقار معتبر فرد کا مقام دیا جائے۔ اس کے لیے دوئی کا اظہار نہ ہو۔ ② شرعی آداب کے تحت گھر کے اندر پردے وغیرہ کا حکم اپنی جگہ پر ہے' اس کا لحاظ بھی واجب ہے۔ اور نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اہم قیمتی اموال کو علیحدہ رکھا جائے تا کہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو۔

(المعجم ٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا لِوَلِيِّ الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ** (التحفة ٨)

باب:٨- یتیم کا سرپرست اس کے مال سے کس قدر لینے کا مجاز ہے؟

٢٨٧٢- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ

٢٨٧٢- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٢٨٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح:٣٦٩٨ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن الجارود، ح:٩٥٢، وقواه الحافظ في الفتح:٨/٢٤١.

خَالِدَ بنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ يَعْني الْمُعَلِّمَ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أنَّ رَجُلًا أتَى النَّبيَّ ﷺ فَقالَ: إنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، قالَ: فَقالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَادِرٍ وَلَا مُتَأثِّلٍ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فقیر ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میرے ہاں ایک یتیم بھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے' لیکن اسراف اور فضول خرچی ہو' نہ جلدی کرنے والا ہو (کہ اس کے بڑے ہونے سے پہلے پہلے اس کے مال کو خرچ کر ڈالے) اور نہ اس کے مال سے تو کوئی جمع پونجی بنانے والا ہو۔''

(المعجم ٩) - باب مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ الْيُتْمُ (التحفة ٩)

باب:٩-یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟

٢٨٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صالِحٍ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ خَالِدِ بنِ سَعِيدِ بنِ أبي مَرْيَمَ عن أبِيهِ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رُقَيْشٍ أنَّهُ سَمِعَ شُيُوخًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بنِ عَوْفٍ وَمِنْ خَالِهِ عَبْدِ الله بنِ أبي أَحْمَدَ قالَ: قالَ عَلِيُّ بنُ أبي طَالِبٍ: حَفِظْتُ عن رَسُولِ الله ﷺ: «لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ إلَى اللَّيْلِ».

٢٨٧٣-حضرت علی بن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد رکھی ہے: ''بلوغت کے بعد یتیمی نہیں اور صبح سے رات تک خاموش رہنا نہیں۔''

فائدہ: یتیم بچہ بالغ ہونے کے بعد اپنے امور کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے اور اس سے یتیمی کے احکام اٹھ جاتے ہیں۔ اگر وہ فی الواقع دانا اور سمجھدار ہو تو خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ کے معاملات میں اس کا اپنا فیصلہ راجح ہوگا۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ ان معاملات میں وہ دانا نہیں ہے تو ولی ہی اس کا نگران رہے گا۔ جیسے کہ سورۃ النساء میں ہے: ﴿وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ (النساء:٤/٦)

٢٨٧٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ١/ ٩٦ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد في التلخيص الحبير: ٣/ ١٠١، ح: ١٣٨٨ وغيره * خالد بن سعيد لم يوثقه غير ابن حبان، وباقي السند حسن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث الطبراني: ٤/ ١٤، ح: ٣٥٠٢ يغني عنه.

"اور یتیموں کو آزماتے رہو پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔" اور دوسرا مسئلہ "چپ کا روزہ" قبل از اسلام لوگوں کا معمول تھا۔ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا ہے اور اللہ کا ذکر کرنے اور خیر کے ساتھ بولنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(المعجم ١٠) - باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ١٠)

باب:۱۰- یتیم کا مال ہڑپ کر جانے کی مذمت

٢٨٧٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ عن ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ، عن أبي الْغَيْثِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ»، قِيلَ: يَارَسُولَ الله! وَمَا هُنَّ؟ قال: «الشِّرْكُ بالله، والسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتي حَرَّمَ اللهُ إلَّا بالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».

۲۸۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات مہلک کاموں سے بچو۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کا شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، جس جان کو اللہ نے محترم بنایا ہے اسے قتل کر ڈالنا سوائے اس کے کہ حق کے ساتھ ہو، سود کھانا، یتیم کا مال ہڑپ کر جانا، جہاد کے دن (کافروں کا سامنا کرنے سے) پشت پھیر کر چلے جانا اور پاک دامن گناہ سے ناواقف مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغَيْثِ سَالِمٌ مَوْلَى ابنِ مُطِيعٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوالغیث کا نام سالم ہے جو کہ ابن مطیع کا مولیٰ ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا امور گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں اور ان کی تعداد دیگر احادیث کی روشنی میں اس سے زیادہ ہے۔ بہر حال یہ امور انسان کو دنیا اور آخرت میں ہلاک کر ڈالنے والے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان سے از حد پرہیز کرنا واجب ہے۔

٢٨٧٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ يَعْقُوبَ

۲۸۷۵- جناب عبید بن عمیر اپنے والد سے بیان

٢٨٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٨٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، الوصايا، باب قول الله تعالى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلمًا . . . الخ﴾ ح: ٢٧٦٦ من حديث سليمان بن بلال به.

٢٨٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر الكبائر، ح: ٤٠١٧ من حديث معاذ بن ◀◀

الْجُوزجَانِيُّ قال: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هَانِیءٍ قال: حَدَّثَنا حَرْبُ بنُ شَدَّادٍ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ سِنَانٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ بنُ عُمَيْرٍ عن أبِيهِ أنَّهُ حَدَّثَهُ - وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ - أنَّ رَجُلًا سَألَهُ فقال: يَارَسُولَ الله! ما الْكَبَائِرُ؟ قال: «هُنَّ تِسْعٌ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. زَادَ: «وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ أحْيَاءً وَأمْوَاتًا».

کرتے ہیں جو کہ صحابی تھے' انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ نو ہیں۔'' اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ''مسلمان ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ الحرام کی بے حرمتی کرنا جو جیتے مرتے تمہارا قبلہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کبیرہ گناہ کی معروف تعریفات میں سے یہ ہے کہ ''ہر وہ عمل جس سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہو' کبیرہ ہوتا ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''ہر وہ گناہ جس پر دوزخ کی وعید' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت یا دنیا میں کوئی حد لازم کی گئی ہو' کبیرہ ہوتا ہے۔'' اسی طرح کسی چھوٹے گناہ پر ہمیشگی اختیار کرنے سے بھی وہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس قسم کے گناہ خاص توبہ واستغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ جبکہ دیگر چھوٹے گناہ عام فرائض ونوافل اور اذکار سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ ② بیت اللہ مرنے پر بھی مسلمانوں کا قبلہ ہے یعنی موت کے وقت اور قبر میں میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا مسنون ہے۔ (نيل الأوطار' باب من كان آخر قوله: لا إله إلا الله :۴/۲۳'۲۴)

(المعجم ۱۱) - باب مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أنَّ الْكَفَنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- کفن بھی منجملہ میت کے مال میں سے ہوتا ہے

۲۸۷۶- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن خَبَّابٍ قال: مُصْعَبُ بنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ

۲۸۷۶- حضرت خباب ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر ؓ اُحد کے روز شہید ہو گئے اور ان کے پاس صرف ایک دھاری دار چادر تھی۔ ہم جب

◄ هانيءٍ به، وصححه الحاكم: ۲۵۹/٤، ووافقه الذهبي مرةً وخالفه مرةً أخرى: ۱/ ۵۹، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۲۸۷٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب:في كفن الميت، ح: ۹٤۰ من حديث سفيان، والبخاري، الجنائز، باب:إذا لم يجد كفنًا إلا ما يواري رأسه . . . الخ، ح: ۱۲۷٦ من حديث الأعمش به.

أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمِرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ».

اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہوجاتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر کچھ اِذخر (گھاس) ڈال دو۔''

فوائد ومسائل: ① میت کے قرض کی ادائیگی اور وصیت پر عمل سے پیشتر کفن دفن کا اہتمام لازمی ہے۔ اگر وارث یا کوئی دوسرا شخص اس کا اہتمام نہ کرے تو یہ خرچ خود اس کے مال سے لیا جائے گا۔ اگر مرنے والے کا کل مال اس کے کفن دفن پر خرچ ہوجائے تو دیگر وارث وغیرہ محروم ہوں گے۔ ② ابتدائے اسلام میں صحابۂ کرام ؓ کی معاشی حالت بہت تنگ تھی۔ ③ حضرت مصعب ؓ کو ان کی اپنی چادر ہی میں کفن دیا گیا' مزید کا اہتمام نہیں کیا جاسکا تھا۔ ④ حضرت مصعب ؓ کا کل مال یہی تھا اس لیے اسی میں سے ان کا کفن تیار کیا گیا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهَبُ الْهِبَةَ ثُمَّ يُوصِي لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا (التحفة ١٢)

باب: ١٢- انسان کوئی چیز ہبہ کرے پھر اس چیز کی اسی کے لیے وصیت کردے یا دینے والا ہی اس کا وارث بن جائے؟

فائدہ: یعنی کیا اس طرح سے واپس آجانے والے صدقہ یا ہبہ کا مالک بننا جائز ہے یا نہیں؟ کہیں یہ اس حدیث کے ضمن میں تو نہیں آتا جس میں صدقہ کرکے یا ہدیہ دے کر واپس لینا منع کیا گیا ہے؟

٢٨٧٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ عَطَاءٍ عن عَبْدِاللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قال: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي المِيرَاثِ». قَالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَيُجْزِىءُ - أَوْ يَقْضِي - عَنْهَا أَنْ أَصُومَ

٢٨٧٧- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے ایک لونڈی اپنی والدہ کو صدقہ دی تھی' والدہ فوت ہوگئی ہے اور وہ لونڈی ورثے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے واپس آگئی۔'' اس نے کہا: والدہ فوت ہوئی ہے تو اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں' اگر میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہوجائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!''

٢٨٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ١١٤٩ من حديث عبدالله بن عطاء به، وتقدم، ح: ١٦٥٦.

عَنْهَا؟ قال: «نَعَمْ»، قالَتْ: وَإِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ أَفَيُجْزِئُ - أَوْ يَقْضِي - عَنْهَا أَنْ أَحُجَّ عَنْهَا؟ قال: «نَعَمْ».

عورت نے کہا: والدہ نے حج نہیں کیا تھا‘ اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“

فوائد ومسائل: ① والدین کی مادی ومعنوی خدمت اور مدد کرنا اہم ترین فضائل میں سے ہے اور بڑے اجر کا کام ہے۔ ② صدقہ اور ہدیہ اگر بطور ورثہ واپس مل جائے تو اس کا مالک بننا جائز ہے‘ اس طرح لینا اس ذیل میں نہیں آتا جس میں صدقہ اور ہبہ واپس لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ③ میت کے ذمے اگر روزے باقی ہوں تو وارث کو ان کی قضا کرنی چاہیے۔ ④ اسی طرح میت کی طرف سے حج بھی ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٣) - **باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ** (التحفة ١٣)

باب: ١٣- آدمی کوئی چیز وقف کر دے

٢٨٧٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ قال: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قال: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا»، فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ، أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، لِلْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ الله وَابنِ السَّبِيلِ - وَزَادَ عن بِشْرٍ: وَالضَّيْفِ - ثُمَّ اتَّفَقُوا، لا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ

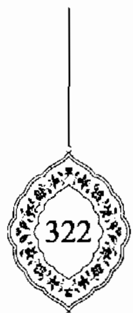
٢٨٧٨- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عمر ؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ وہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور کہا: مجھے زمین ملی ہے اور اس جیسا نفیس مال مجھے کبھی نہیں ملا‘ تو اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو اس کے اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس (کی آمدنی) کو صدقہ کر دو۔“ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے اس کو صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اس کے اصل کو بیچا نہیں جائے گا‘ ہبہ نہیں کیا جائے گا اور نہ وراثت ہی میں وہ تقسیم ہو گی اور اس کی آمدنی فقراء‘ قرابت داروں‘ گردنوں کے چھڑانے‘ جہاد اور مسافروں کے لیے خرچ ہو گی۔ (جناب مسدد کے استاد) بشر نے ”مہمانوں کے لیے“ بھی بیان کیا۔ اور اس کے متولی پر کوئی گناہ نہیں کہ اس (آمدنی) میں سے دستور کے مطابق خود کھائے اور

٢٨٧٨- **تخريج:** أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوقف كيف يكتب؟ ح: ٢٧٧٢ عن مسدد، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٣ من حديث عبدالله بن عون به.

فِيهِ. زَادَ عن بِشْرٍ قالَ: وَقالَ مُحَمَّدٌ: غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مالًا.

دوست کو کھلائے' لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ (جناب مسدد کے استاد) بشر نے کہا: محمد (بن عون) کے الفاظ ہیں [غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا] (یعنی ''مال جمع کرنے والا نہ ہو۔'')

٢٨٧٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قال: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني اللَّيْثُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن صَدَقَةِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قال: نَسَخَهَا لِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا كَتَبَ عَبْدُ اللهِ عُمَرُ فِي ثَمْغٍ فَقَصَّ مِنْ خَبَرِهِ نَحْوَ حَدِيثِ نَافِعٍ قالَ: غَيرَ مُتَأَثِّلٍ مالًا، فَمَا عَفَا عَنْهُ مِنْ ثَمَرِهِ، فَهُوَ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ. قال: وَسَاقَ الْقِصَّةَ، قالَ: وَإِنْ شَاءَ وَلِيُّ ثَمْغٍ اشْتَرَى مِنْ ثَمَرِهِ رَقِيقًا لِعَمَلِهِ، وَكَتَبَ مُعَيْقِيبٌ، وَشَهِدَ عَبْدُ اللهِ بنُ الأَرْقَمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا أَوْصَى بِهِ عَبْدُ اللهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، إنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ أَنَّ ثَمْغًا وَصِرْمَةَ بنَ الأَكْوَعِ وَالْعَبْدَ الَّذِي فِيهِ وَالمِائَةَ سَهْمِ الَّذِي بِخَيْبَرَ وَرَقِيقَهُ الَّذِي فِيهِ وَالمِائَةَ الَّتِي أَطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْوَادِي تَلِيهِ حَفْصَةُ ما عَاشَتْ، ثُمَّ يَلِيهِ ذُو الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا



٢٨٧٩- جناب یحییٰ بن سعید نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کے صدقہ (وقف) کے متعلق بیان کیا اور کہا: مجھے یہ تحریر ان کے پڑپوتے عبدالحمید بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے نقل کر کے دی: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ یہ تحریر اللہ کے بندے عمر نے ثمغ والی جائیداد کے بارے میں لکھی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت نافع کی مانند بیان کی' اس میں تھا کہ ''متولی مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ اس کے لفظ تھے [غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا] اور جو پھل زائد رہے تو وہ سوالیوں اور ناداروں کا حق ہے اور پورا قصہ بیان کیا' کہا: اور اگر ثمغ کا متولی چاہے تو اس کے پھل (آمدنی) سے کام کاج کے لیے غلام بھی خرید سکتا ہے۔ اور (ایک دوسری تحریر اس کو) معیقیب ؓ نے قلم بند کیا اور جناب عبداللہ بن ارقم ؓ نے گواہی دی: ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم﴾ یہ وصیت نامہ ہے جو اللہ کے بندے' امیر المومنین عمر کی طرف سے ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے (وفات پا جاؤں) تو ثمغ اور صرمہ بن اکوع والی جائیداد اور وہ غلام جو وہاں ہیں اور خیبر (کی غنیمت سے حاصل ہونے) والے سو حصے اور اس میں جو غلام ہیں اور وہ سو حصے جو

٢٨٧٩- تخريج: [حسن] سنده ضعيف لأن عبدالحميد لم يدرك جده عمر (تحفة الأشراف: ٨/ ٨٠) لكنه وجادة، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

أَنْ لَا يُبَاعَ وَلَا يُشْتَرَى، يُنْفِقُهُ حَيْثُ رَأَى مِنَ السَّائِلِ وَالمَحْرُومِ وَذِي الْقُرْبَى وَلَا حَرَجَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ آكَلَ أَو اشْتَرَى رَقِيقًا مِنْهُ.

حضرت محمد ﷺ نے وادیٔ (قر) میں (اپنے اہل کے) خرچ اخراجات کے لیے چھوڑے ہیں ان کی متولی (ام المومنین) حفصہ ؓ ہوں گی جب تک یہ حیات رہیں۔ ان کے بعد ان کے اہل میں سے صاحب رائے اس کے متولی ہوں گے اور شرط یہ ہے کہ اس جائیداد کو بیچا نہیں جائے گا' خریدا نہیں جائے گا۔ متولی اپنی سمجھ کے مطابق سوالیوں' ناداروں اور قرابت داروں میں خرچ کرے گا۔ اور اس کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ خود کھائے اور (آنے جانے والے مہمانوں کو) کھلائے یا غلام خریدے۔

فوائد ومسائل: ① دینی اور دنیاوی امور میں مشورہ کرنا ایک پسندیدہ اور مستحب عمل ہے اور اس کے لیے اصحاب علم وتقو سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ② وقف کی تعریف یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی کہ ''اصل مال کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی آمدنی کو صدقہ کر دیا جائے۔'' اصل مال اور اس کے متولی کے متعلق واضح شرطوں کا تعین کر دینا بھی لازمی ہے۔ ③ قیمتی مال کا وقف کرنا اور صدقہ کرنا از حد افضل عمل ہے تا کہ موت کے بعد دیر تک عمل خیر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲/۳) ''تم جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہیں کرو گے نیکی (کا اعلیٰ مقام) نہیں پاسکو گے۔'' ④ متولی کے لیے ضروری ہے کہ دیانتدار' متقی اور محنتی ہو۔ حیلے بہانے سے مال ضائع کرنے اور کھانے کھلانے والا نہ ہو۔ اس کا اپنی ذات اور آنے جانے والے مہمانوں پر دستور کے موافق خرچ کرنا اس کا بنیادی حق ہے۔ ⑤ وصیت اور وقف نامہ تحریر ہونا چاہیے جس پر گواہ بھی ہوں تا کہ بے جا تصرف اور ضیاع سے حتی الامکان حفاظت رہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- میت کی طرف سے صدقے کا بیان

٢٨٨٠- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ

۲۸۸۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے سب عمل منقطع ہو

٢٨٨٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١٦٣١ من حديث العلاء به من غير شك.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : أُرَاهُ عن أبيهِ ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال : «إذَا مَاتَ الإنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ : مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» .

جاتے ہیں (اور وہ یہ ہیں:) جاری رہنے والا صدقہ' وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔"

فائدہ: تادیر جاری اور باقی رہنے والی اشیاء بطور صدقہ وقف کر جانا جو لوگوں کے لیے خیر کا باعث بنی رہیں' صدقہ جاریہ کہلاتی ہیں۔ جب تک یہ موجود رہیں میت کو ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا باب اور حدیث میں گزرا ہے۔ اس طرح مسجد' مدرسہ' سرائے کی تعمیر اور رفاہِ عام کے کام کر جانا' علم پھیلانا' شاگرد بنا جانا اور کتاب تصنیف و تالیف کرنا یا اس کی اشاعت کرنا' وقف کرنا از حد عمدہ کار خیر ہیں۔ اور اولاد کی شرعی بنیادوں پر تربیت سب سے بڑھ کر شاندار صدقہ جاریہ ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔



(المعجم ١٥) - باب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ (التحفة ١٥)

باب:١٥-میت کی وصیت کے بغیر ہی اس کی طرف سے صدقہ کرنا

٢٨٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال : حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامٍ ، عن أبيهِ ، عن عَائِشَةَ : أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ : يَارَسُولَ الله ! إنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُها وَلوْلَا ذٰلِكَ لَتَصَدَّقَتْ وَأَعْطَتْ ، أفَتُجْزِىءُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فقالَ النَّبيُّ ﷺ : «نَعَمْ ، فَتَصَدَّقِي عَنْهَا» .

٢٨٨١-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی (اور اسے موقع ملتا) تو وہ ضرور کوئی صدقہ کر جاتی اور کوئی عطیہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں! تم اس کی طرف سے صدقہ کرو۔"

٢٨٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ : حَدَّثَنا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ قال : حَدَّثَنا زَكَرِيَّا بنُ إسْحَاقَ

٢٨٨٢-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص (حضرت سعد بن عبادہ ؓ) نے کہا: اے

٢٨٨١ـ تخريج : [صحيح] * حماد هو ابن سلمة ، وأصله عند البخاري ، ح :١٣٨٨ ، ومسلم ، ح :١٠٠٤ بعد حديث :١٦٣٠ من حديث هشام عن أبيه "أن رجلاً قال . . . الخ" .

٢٨٨٢ـ تخريج : أخرجه البخاري ، الوصايا ، باب : إذا وقف أرضًا ولم يبين الحدود فهو جائز وكذلك الصدقة ، ح :٢٧٧٠ من حديث روح بن عبادة به .

قال: أخبرنا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قال: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا، وَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

اللہ کے رسول! میری والدہ وفات پا گئی ہے' اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تو اس نے کہا: ''میرا ایک کھجوروں کا باغ ہے' تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا ہے۔''

فائدہ: ''ایصال ثواب'' کی یہی صورتیں جائز اور مشروع ہیں کہ اولاد اپنے مرحوم والدین کے لیے دعائیں کرتی رہے اور اس کی طرف سے مال خرچ کرے' خواہ انہوں نے وصیت نہ بھی کی ہو۔ حج کرنا بھی انہی اعمال میں شامل ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث: ۲۸۷۷ میں گزرا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کا کتابچہ ''ایصالِ ثواب اور قرآن خوانی'' شائع کردہ دارالسلام)

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصِيَّةِ الْحَرْبِيِّ يُسْلِمُ وَلِيُّهُ أَيَلْزَمُهُ أَنْ يُنَفِّذَهَا (التحفة ١٦)

باب:۱۶- کافروں کی وصیت پر عمل کیا جائے یا نہ؟ جبکہ وارث مسلمان ہو گیا ہو

٢٨٨٣- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَد قالَ: أخبرني أبي قالَ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ قال: حدثني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ الْعَاصَ بنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً، فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ، فقالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ الله ﷺ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً،

۲۸۸۳- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو گردنیں (غلام) آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے ہشام ؓ نے اس کی طرف سے پچاس غلاموں کو آزاد کیا۔ پھر اس کے بیٹے عمرو ؓ نے اس کی طرف سے باقی پچاس غلاموں کو آزاد کرنا چاہا تو کہا: میں (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرلوں' تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے سو گردنیں آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اور (میرے بھائی) ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس اس

٢٨٨٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٧٩ من حديث العباس بن الوليد، وأحمد: ٢/ ١٨١ من حديث عمرو بن شعيب به.

أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ، بَلَغَهُ ذٰلِكَ».

کے ذمے باقی ہیں۔ تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو پہنچ جاتا۔“

فائدہ: ایصال ثواب یا وصیت کا فائدہ صرف مسلمان کو ہوتا ہے' کافر کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی وصیت پر عمل کرنا مسلمان کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کی دعائیں اور خیرات و ثواب اسے پہنچتا رہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی ایمان والی بنائے۔

(المعجم ١٧) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غُرَمَاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- کوئی شخص مقروض فوت ہوا اور مال چھوڑ گیا تو وارث قرض خواہوں سے مہلت مانگے اور نرمی چاہے



٢٨٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ أَنَّ شُعَيْبَ بنَ إِسْحَاقَ حَدَّثَهُمْ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن وَهْبِ بنِ كَيْسَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى، فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ الله ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ، فَأَبَى عَلَيْهِ، وَكَلَّمَهُ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُنْظِرَهُ فأَبَى، وَسَاقَ الْحدِيثَ.

٢٨٨٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ اس کے والد (حضرت عبداللہ ؓ) فوت ہو گئے اور ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا۔ حضرت جابر ؓ نے اس سے مہلت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ یہودی کے ہاں اس کی سفارش فرما دیں' پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے بات کی کہ اس قرض کے بدلے کھجور کا پھل لے لو مگر وہ نہ مانا' رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ مہلت دے دو تو بھی اس نے انکار کیا۔ اور حدیث بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① میت کا قرضہ اولین فرصت میں ادا کرنا چاہیے مگر حسب احوال مہلت لینے میں کوئی حرج نہیں اور مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حتی الامکان نرمی کا معاملہ کرے۔ اور اس قسم کے معاملات میں سفارش کرنا بھی مستحب ہے۔ ② صحیح بخاری میں اس حدیث کا مضمون کچھ اس طرح ہے: ”حضرت جابر بن

٢٨٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا قاص أو جازفه في الدين تمرًا بتمر أو غيره، ح: ٢٣٩٦ من حديث هشام بن عروة به.

عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد احد میں شہید ہو گئے اور چھ بیٹیوں کے ساتھ ساتھ بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں آپ تشریف لائیں تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور مطالبے میں سختی نہ کریں۔) آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا تمام پھل ایک جانب ڈھیر کر دو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور پھر آپ کو بلا لایا۔ جب ان لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو مجھے غضبناک تیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جب آپ نے ان کے تیور دیکھے تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔'' چنانچہ میں ان کے لیے کھجوریں بھرتا اور ناپتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (قرض) ادا کر دی۔ اور اللہ کی قسم! میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت (قرض) پوری کرا دے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیے ایک دانہ بھی نہ لے جاؤں۔ چنانچہ اللہ کی قسم! وہ سب ڈھیر اسی طرح محفوظ رہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ڈھیر جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے اس میں سے ایک دانہ بھی کم نہیں ہوا تھا۔'' (صحیح البخاری' الوصایا' حدیث:۲۷۸۱)

اس حدیث میں بیان ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی حساس تھے۔ اور پھر اللہ عزوجل بھی اپنے بندوں کی عزتوں کو کس پراسرار انداز میں محفوظ فرماتا ہے اور ان کے رزق میں واضح برکت ڈال دیتا ہے بشرطیکہ ایمان وعمل میں اخلاص ہو اور ایک اللہ ہی پر توکل ہو۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنۡهُمۡ۔ آمین. ③ وسق کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے' اس حساب سے ایک وسق تقریباً 3 من اور 30 کلو ہوا اور 30 وسق کا وزن تقریباً 112 من اور 20 کلو ہوا۔ واللہ اعلم



وراثت کے احکام ومسائل

* ''فرائض'' کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: [فرائض، فریضة] کی جمع ہے جس کے معنی ہیں، مقرر کیا ہوا، اندازہ لگایا ہوا، حساب کیا ہوا۔ اصطلاح میں ''فرائض'' کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

«عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ مَنْ يَّرِثُ وَمَنْ لَّا يَرِثُ وَمِقْدَارُ مَا لِكُلِّ وَارِثٍ» ''فرائض سے مراد وہ علم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون وارث ہے، کون وارث نہیں اور ہر وارث کا کیا حق ہے۔''

وراثت کی تقسیم کو ''فرائض'' کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے اسے فرائض کہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ (۴/۱۲) اور ارشاد نبوی ہے: [تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ] یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج یا زکوٰۃ وغیرہ کے برعکس وراثت کے احکام میں تفصیلات خود بیان فرمائی ہیں، ہر حقدار کا حصہ مقرر فرما دیا ہے اس لیے اسے فرائض یعنی مقدر اور مقرر کیے ہوئے حقوق کہا جاتا ہے۔

* وراثت کی مشروعیت: اسلام کے انسانیت پر بے شمار احسانات میں سے ایک وراثت کی تقسیم کے

عادلانہ قواعد وضوابط بھی ہیں' اسلام سے قبل طاقت اور قوت ہی سکہ رائج الوقت تھا۔ لہٰذا طاقتور تمام آبائی جائیداد کے وارث بنتے جبکہ کمزور وناتواں افراد خصوصاً عورتیں اس سے بالکل محروم رکھے جاتے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے۔ پھر پروردگار عالم نے انسانیت پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے وراثت کی تقسیم کے قوانین نازل فرما کر اس قدیم ظلم کا خاتمہ فرما دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النساء: ۴/۷) ''جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں' وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی' یہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔'' نیز ضعیف وکمزور بچوں کے بارے میں فرمایا: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ (النساء: ۴/۱۱) ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔''



٭ **وراثت کی شرائط' اسباب اور موانع:** اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے' اپنے حق کے حصول کیلئے چند شرائط ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے' چند اسباب ہیں جن کے بغیر حقدار بننے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور چند رکاوٹیں ہیں جو کسی حقدار کو اس کے حق کی وصولی میں مانع ہیں' ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

شرائط: ① میت (مورث) کی موت کا یقینی علم ہونا۔ ② وارث کا اپنے مورث کی موت کے وقت زندہ ہونا۔ ③ وراثت کے موانع کا نہ پایا جانا۔

اسباب: وراثت کے حصول کے لیے درج ذیل تین اسباب ہیں:

٭ **نسبی قرابت:** جیسے باپ' دادا' بیٹا' پوتا وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (النساء: ۴/۳۳) ''ہر مال میں جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں' ہم نے حقدار مقرر کر دیے ہیں۔''

٭ **مسنون نکاح:** کسی عورت اور مرد کا مسنون نکاح بھی ان کے ایک دوسرے کے وارث بننے کا سبب ہے' خواہ اس نکاح کے بعد عورت کی رخصتی اور مرد سے خلوت صحیحہ ہو یا نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ---- تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء: ۴/۱۲)

❋ **ولاء:** غلام کو آزاد کرنے والا اپنے غلام کا وارث بنتا ہے اور اگر آزاد کرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد ہونے والا غلام اس کا وارث بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ] ''یقیناً ولاء (وراثت کا حق) اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا۔'' (صحیح بخاری' الفرائض' باب الولاء لمن أعتق' ومیراث اللقیط' حدیث:۶۷۵۲)

❋ **موانع:** درج ذیل امور وارث کو اس کے حق سے محروم کر دیتے ہیں:

- **قتل:** اگر وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کر دے تو وہ وارث نہیں رہتا۔
- **کفر:** کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر رشتہ دار کا وارث نہیں بنتا۔
- **غلامی:** غلام وارث نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود کسی کی ملکیت ہوتا ہے۔
- **زنا:** حرامی اولاد اپنے زانی باپ کی وارث نہیں بنتی۔
- **لعان:** لعان کی صورت میں جدائی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔
- وہ بچہ جو پیدائش کے وقت چیخ وغیرہ نہ مارے یعنی اس میں زندگی کے آثار نہ ہوں تو وہ بھی وارث نہیں بنتا۔

٢٨٨٧- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ هِشَامٍ قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ يَعني الدَّسْتَوَائِيَّ عن أبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أخَوَاتٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ فَنَفَخَ فِي وَجْهِي فَأفَقْتُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ألا أُوصِي لِأخَوَاتِي بالثُّلُثِ؟ قال: «أحْسِنْ»، قُلْتُ: الشَّطْرَ؟ قال: «أحْسِنْ»، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي فقال: «يَاجَابِرُ! لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هٰذَا؟ وَإنَّ الله قَدْ أنْزَلَ فَبَيَّنَ الَّذِي لِأخَوَاتِكَ، فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ». قال: فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ: أُنْزِلَتْ فِيَّ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ١٧٦].

٢٨٨٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوگیا اور میری سات بہنیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' آپ نے میرے چہرے پر پھونک ماری (دم کیا) تو مجھے افاقہ ہوگیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت نہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''احسان کر۔'' میں نے کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ''احسان کر۔'' پھر آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا: ''اے جابر! میں نہیں سمجھتا کہ تم اس بیماری سے وفات پاؤ گے' اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے اور تیری بہنوں کا حق بیان فرمادیا ہے' ان کیلئے دوتہائی خاص کیا ہے۔'' تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آیت کریمہ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ......﴾ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٢٨٨٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن أبي إسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْكَلَالَةِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ١٧٦].

٢٨٨٨- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں: آخری آیت جو نازل ہوئی کلالہ کے بارے میں ہے ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ......﴾۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آخری آیت جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کے متعلق تھی' جبکہ اس حدیث میں کلالہ کی آیت کا ذکر ہے۔ تو ان میں کوئی تعارض نہیں اس طرح کہ دونوں آیتیں اپنے اپنے موضوع میں آخری ہیں۔

٢٨٨٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٢ عن كثير بن هشام به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٢ من حديث هشام الدستوائي به * أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٢٨٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة ...﴾ الخ، ح: ٤٦٠٥، ومسلم، الفرائض، باب آخر آية أنزلت آية الكلالة، ح: ١٦١٨ من حديث شعبة به.

۲۸۸۹- حَدَّثَنا مَنْصُورُ بنُ أبي مُزَاحِمٍ قال: حَدَّثَنا أبُو بَكْرٍ عن أبي إسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! يَسْتَفْتُونَكَ فِي الكَلَالَةِ فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قال: «تُجْزِئُكَ آيَةُ الصَّيْفِ». قُلْتُ لِأَبِي إسْحَاقَ: هُوَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلا وَالِدًا. قالَ: كَذٰلِكَ، ظَنُّوا أنَّهُ كَذٰلِكَ.

۲۸۸۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ آپ سے ''کلالہ'' کے بارے میں فتو چاہتے ہیں، تو اس ''کلالہ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے (اس کی توضیح میں) فرمایا: ''تجھے وہ آیت کافی ہے جو گرمی کے موسم میں نازل ہوئی ہے۔'' (راوی ابوبکر کہتے ہیں) میں نے ابواسحق سے کہا: (کیا کلالہ وہ نہیں کہ) جو فوت ہو جائے اور نہ اولاد چھوڑ جائے اور نہ والد؟ انہوں نے کہا: علماء ایسے ہی کہتے ہیں۔

فائدہ: [کَلَالَه] کا ذکر سورۂ نساء میں دو جگہ ہے۔ ایک آیت نمبر ۱۲ میں: ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلٰلَةً اَوِامْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (النساء: ۱۲/۴) یہ آیت سردیوں میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ سورۂ نساء کی آخری آیت جس کا ذکر اوپر کی احادیث میں ہوا ہے گرمیوں میں نازل ہوئی۔ سورۂ نساء کی آیت کریمہ (۱۷۶) میں ''کلالہ'' اسے کہا گیا ہے کہ جس کی اولاد نہ ہو اور بہن بھائی موجود ہوں۔ جبکہ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو اور والد بھی نہ ہو۔ تو یہ اضافہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے کہ ان کے بارے میں جب یہ آیت اتری تو نہ ان کی اولاد تھی اور نہ والد۔ اور یہ مثال ہے کہ احادیث قرآن مجید کی توضیح وتبیین کرتی اور بعض اوقات اس پر اضافہ بھی بیان کرتی ہیں۔ (خطابی)

(المعجم ٤) - باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ (التحفة ٤)

باب:۴- صلبی اولاد کی وراثت کا بیان

۲۸۹۰- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ عَامِرِ بنِ زُرَارَةَ قال: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن الأعْمَشِ، عن أبي قَيْسٍ الأوْدِيِّ، عن هُزَيْلِ ابنِ شُرَحْبِيلَ الأوْدِيِّ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى

۲۸۹۰- ہزیل بن شرحبیل اودی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوموسیٰ اشعری اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص فوت ہوا، ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن چھوڑ گیا۔ (اس

۲۸۸۹- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة النساء، ح: ۳۰۴۲ من حديث أبي بكر ابن عياش به، وهو ضعيف، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱٦۱۷ وغيره.

۲۸۹۰- تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ٦۷۳٦ من حديث أبي قيس الأودي به.

أبي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ وَسَلْمَانَ بنِ رَبِيعَةَ، فَسَأَلَهُمَا عن ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابنٍ وَأُخْتٍ لأَبٍ وَأُمٍّ، فقالَا: لابْنَتِهِ النِّصْفُ وَلِلأُخْتِ مِنَ الأَبِ وَالأُمِّ النِّصْفُ - وَلَمْ يُوَرِّثَا بِنْتَ الابْنِ شَيْئًا - وَائْتِ ابنَ مَسْعُودٍ فإِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا، فَأَتَاهُ الرَّجُلُ، فَسَأَلَهُ، وَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِمَا. فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَلٰكِنِّي سَأَقْضِي فيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ: لابْنَتِهِ النِّصْفُ، وَلابْنَةِ الابْنِ سَهْمٌ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَمَا بَقِيَ فَلِلأُخْتِ مِنَ الأَبِ وَالأُمِّ.

کی میراث کیونکر تقسیم ہو؟) ان دونوں نے کہا: بیٹی کے لیے آدھا ہے اور حقیقی بہن کے لیے بھی آدھا۔ پوتی کو انہوں نے محروم ٹھہرایا۔ اور (کہا کہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ (اور ان سے بھی پوچھ لو) وہ ہماری تصدیق وتائید کریں گے۔ چنانچہ وہ آدمی ان کے پاس گیا اور مذکورہ مسئلہ پوچھا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کا جواب بھی بتایا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: (اگر میں بھی یہی جواب دوں) تب تو میں گمراہ ہوگیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوا' میں وہ فیصلہ دیتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا کہ اس کی بیٹی کے لیے آدھا اور پوتی کے لیے ایک حصہ (چھٹا حصہ) ہے دوتہائی کی تکمیل کے لیے اور باقی ماندہ (ایک تہائی) وہ حقیقی بہن کے لیے ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب آیت میراث میں مذکور ہے: ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ......﴾ (النساء:۱۱) ''اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکہ سے دوتہائی ملے گا۔'' لہٰذا ایک لڑکی کو نصف دینے کے بعد پوتی کو صرف چھٹا حصہ ملے گا۔ یوں دونوں مل کر دو لڑکیوں کی جگہ پر کردیں گی۔ ② صلبی اولاد سے مراد بیٹا' بیٹی' پوتا اور پوتی ہیں۔

۲۸۹۱- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَقِيلٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى جِئْنَا امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ في الأَسْوَافِ فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ

۲۸۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتی کہ ایک انصاری عورت کے ہاں پہنچے جو مقام اسواف (حدودِ حرم مدینہ) میں رہائش پذیر تھی' تو یہ عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول!

۲۸۹۱ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث البنات، ح: ۲۰۹۲، وابن ماجه، ح: ۲۷۲۰ من حديث ابن عقيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ۳۳۳، ۳۳٤، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ۱۲٦.

بِابْنَتَيْنِ لَهَا فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! هَاتَانِ بِنْتَا ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدِ اسْتَفَاءَ عَمُّهُمَا مَالَهُمَا وَمِيرَاثَهُمَا كُلَّهُ وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا إِلَّا أَخَذَهُ، فَمَا تَرَى يَارَسُولَ اللهِ؟ فَوَاللهِ! لَا تُنْكَحَانِ أَبَدًا إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ. فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقْضِي اللهُ فِي ذٰلِكَ». قال وَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِىٓ أَوْلَٰدِكُمْ﴾ الآية [النساء: ١١]. فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ادْعُوا لِي الْمَرْأَةَ وَصَاحِبَهَا»، فَقَالَ لِعَمِّهِمَا: أَعْطِهِمَا الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَلَكَ».

یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو آپ کی معیت میں تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور ساری وراثت لے لی ہے اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا حتی کہ سب پر قبضہ کرلیا ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اللہ کی قسم! (اس طرح تو) ان کا کبھی نکاح نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس میں فیصلہ فرما دے گا۔“ اور پھر سورۃ النساء کی آیت: ﴿یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم......﴾ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو اور اس کے دیور کو میرے پاس بلاؤ۔“ تو آپ نے لڑکیوں کے چچا سے کہا: ان دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور باقی تمہارا ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ بِشْرٌ فِيهِ، إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں بشر (بن مفضل) نے غلطی کی ہے۔ یہ لڑکیاں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔ جبکہ ثابت بن قیس کی شہادت یمامہ کے موقع پر ہوئی ہے۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ اور مزید فرمایا ہے کہ یہ لڑکیاں ثابت بن قیس کی نہیں ہیں بلکہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تھیں جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں بھی یہی ہے کہ مذکورہ لڑکیاں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور اس تقسیم میں اصل مسئلہ ۲۴ سے بنے گا کہ ۱۶ حصے (دو تہائی) بیٹیوں کے ۳ حصے (آٹھواں حصہ) بیوی کا اور باقی ۵ حصے چچا کو ملیں گے۔

٢٨٩٢- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۸۹۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! سعد شہید ہو گئے ہیں اور دو بیٹیاں چھوڑ گئے

٢٨٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢٢٩ من حديث أبي داود به.

مُحَمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ امْرَأَةَ سَعْدِ بنِ الرَّبِيعِ قالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ سَعْدًا هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَتَيْنِ وَسَاقَ نَحْوَهُ.

ہیں۔اور مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا هُوَ أَصَحُّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: سورۃ النساء کی آیت:۱۱-۱۲ میں یہی ہے کہ ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَاتَرَكَ﴾ ”اگر لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو انہیں ترکہ میں سے دوتہائی ملے گا۔“ اور بیوی کے بارے میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم﴾ ”اگر تمہاری اولاد ہو تو بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔“

٢٨٩٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا أبانٌ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ قال: حدَّثني أبُو حَسَّانَ عن الأسْوَدِ بنِ يَزِيدَ: أنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ وَرَّثَ أُخْتًا وَابْنَةً، فَجَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا النِّصْفَ وَهُوَ بالْيَمَنِ وَنَبِيُّ الله ﷺ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ.

۲۸۹۳- حضرت معاذ بن جبل ؓ نے ایک بہن اور ایک بیٹی کو میت کا وارث بنایا اور ہر ایک کو آدھا آدھا دیا جبکہ حضرت معاذ ان دنوں یمن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ باحیات تھے۔

فائدہ: بہنیں بیٹیوں کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر (ہر وہ مؤنث جو کسی دوسری مؤنث کی وجہ سے عصبہ بنے‘ اس میں صرف حقیقی بہن اور پدری بہن آتی ہے جب بیٹی یا پوتی ساتھ مل کر آئے۔) ہو جاتی ہیں۔ بیٹی اور بہن ایک ایک ہوں تو نصف نصف ملے گا۔ بیٹی کو وراثت سے نصف ملے گا اور بہن کو عصبہ ہونے کی بنا پر نصف مل جائے گا۔ اور اگر بیٹیاں دو یا زائد ہوں تو دو تہائی کے بعد باقی بہن یا بہنوں کو ملے گا۔

(المعجم ٥) - بَابٌ فِي الْجَدَّةِ (التحفة ٥)

باب:۵- دادی نانی کی وراثت کا بیان

٢٨٩٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۲۸۹۴- حضرت قبیصہ بن ذؤیب ؓ بیان کرتے

٢٨٩٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ٦٧٣٤ من طريق آخر عن الأسود بن يزيد به.

٢٨٩٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الجدة، ح: ٢٧٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥١٣، ورواه الترمذي، ح: ٢١٠١ من طريق آخر عن قبيصة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٥٩، وابن حبان، ح: ١٢٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٣٣٨، ووافقه الذهبي،

عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُثْمَانَ بنِ إسْحَاقَ ابنِ خَرَشَةَ، عن قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ قال: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إلَى أبي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ الله عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَها، فقال: مَا لَكِ في كِتَابِ الله شَيْءٌ، وَما عَلِمْتُ لَكِ في سُنَّةِ نَبِيِّ الله ﷺ شَيْئًا، فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ النَّاسَ، فقال المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ، فقال أبُو بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فقامَ مُحَمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فقالَ مِثْلَ مَا قَالَ المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ، فَأَنْفَذَهُ لَهَا أبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ. ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الأُخْرَى إلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ: مَا لَكِ في كِتَابِ الله شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إلَّا لِغَيْرِكِ وما أنا بِزَائِدٍ في الْفَرَائِضِ وَلٰكِنْ هُوَ ذٰلِكِ السُّدُسُ، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فيه فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا ما خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

ہیں کہ ایک (میت کی) ''نانی'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی' وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ (مذکور) نہیں ہے اور نہ مجھے نبی ﷺ کی سنت سے کچھ معلوم ہے۔ تم لوٹ جاؤ حتی کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں (صحابہ) سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا تو آپ نے اسے (نانی کو) چھٹا حصہ دیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اس خبر کے سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے اسی طرح کہا جیسے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نانی کو یہ حصہ دیا۔ پھر ایک اور ''دادی'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی' وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حق (مذکور) نہیں۔ اور جو فیصلہ اس سے پہلے ہوا ہے وہ دوسری (نانی) کے لیے تھا اور میں حقوق وراثت میں کچھ نہیں بڑھا سکتا لیکن وہ چھٹا حصہ ہی ہے۔ اگر تم دونوں (نانی اور دادی) جمع ہو جاؤ تو یہ حصہ تم دونوں کے مابین ہوگا۔ اور جو تم میں سے کوئی اکیلی ہو (دادی ہو' نانی نہ ہو' یا نانی ہو' دادی نہ ہو) تو یہ چھٹا حصہ پورے کا پورا لے گی۔

فائدہ: اس روایت کی بعض حضرات نے تضعیف کی ہے۔ لیکن مسئلہ یوں ہی ہے کہ جدہ کا لفظ نانی اور دادی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور ان کا حصہ چھٹا ہی ہوتا ہے۔

◀ انظر التلخيص الحبير: ۳/ ۸۲، والحديث الآتي * قبيصة صحابي، ومراسيل الصحابة مقبولة على الراجح.

٢٨٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابن أَبِي رِزْمَةَ قال: أخبرني أَبِي قال: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ أَبُو المُنِيبِ الْعَتَكِيُّ عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ تَكُنْ دُونَها أُمٌّ.

٢٨٩٥- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جدہ (دادی' نانی) کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا تھا۔لیکن جب اس سے پہلے (ورے) ماں نہ ہو۔

فائدہ: سند ضعیف ہے۔اور مسئلہ یہی ہے کہ ماں' دادی اور نانی کے لیے حاجب ہے (ان کو وراثت کے حق سے محروم کر دیتی ہے۔)

(المعجم ٦) - **باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ** (التحفة ٦)

باب:٦- دادا کی وراثت کا بیان

٢٨٩٦ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتى النَّبِيَّ ﷺ فقال: إِنَّ ابنَ ابْنِي مَاتَ فَما لِيَ مِنْ مِيرَاثِهِ؟ قال: «لَكَ السُّدُسُ»، فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فقال: «لَكَ سُدُسٌ آخَرُ»، فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فقال: «إِنَّ السُّدُسَ الآخَرَ طُعْمَةٌ».

٢٨٩٦- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میرا پوتا فوت ہو گیا ہے' تو میرے لیے اس کی وراثت میں سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے چھٹا حصہ ہے۔'' جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''تیرے لیے ایک اور چھٹا حصہ بھی ہے۔'' جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''یہ دوسرا چھٹا حصہ تحفہ ہے۔''

قال قَتَادَةُ: فَلَا يَدْرُونَ مَعَ أَيِّ شَيْءٍ وَرَّثَهُ، قال قَتَادَةُ: أَقَلُّ شَيْءٍ وَرِثَ الْجَدُّ السُّدُسَ.

قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: لوگ نہیں جان سکے کہ کس چیز کے ساتھ اسے وارث بنایا۔قتادہ نے (یہ بھی) کہا: دادا کا کم از کم حصہ' وراثت چھٹا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ بالفرض اگر مرنے والے کے وارث دادا اور دو

٢٨٩٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٦٣٣٨ من حديث أبي المنيب به، وصححه ابن الجارود، ح:٩٦٠.

٢٨٩٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الجد، ح:٢٠٩٩ من حديث همام به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٩٦١ * قتادة والحسن عنعنا، وللحديث طرق ضعيفة، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح:٨٣٥، ٨٣٦.

بیٹیاں ہوں تو دادا کو چھٹا حصہ، بیٹیوں کو دو تہائی ۴/۶ اور بقیہ ۱/۶ بھی دادے کو ملے گا۔

٢٨٩٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن يُونُسَ، عن الْحَسَنِ أنَّ عُمَرَ قال: أيُّكُم يَعْلَمُ مَا وَرَّثَ رَسُولُ الله ﷺ الْجَدَّ؟ قالَ مَعْقِلُ بنُ يَسَارٍ: أنَا، وَرَّثَهُ رَسُولُ الله ﷺ السُّدُسَ، قال: مَعَ مَنْ؟ قال: لَا أدْرِي، قال: لَا دَرَيْتَ فَمَا تُغْنِي إذًا.

۲۸۹۷- حضرت عمر ؓ نے پوچھا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادا کو کیا وراثت دی تھی؟ تو حضرت معقل بن یسار ؓ نے کہا: میں جانتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کس کے ساتھ؟ کہا: مجھے نہیں معلوم۔ تو عمر ؓ نے کہا: تم نے نہیں جانا (تمہارا ادھوری بات بتانے کا) کیا فائدہ؟

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ (التحفة ٧)

باب: ۷- عصبات کی وراثت کا بیان

فائدہ: عصبہ کے لغوی معنی، مضبوط کرنے اور جوڑنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی ہیں، میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں، اوران کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں، ① عصبہ نسبی: جو خونی رشتے کی وجہ سے عصبہ بنتے ہیں۔ ② عصبہ سببی: یعنی آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا مالک اس کا وارث ہوگا۔

٢٨٩٨- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ - وَهٰذَا حَدِيثُ مَخْلَدٍ وَهُوَ أشْبَعُ - قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْسِمِ الْمَالَ بَيْنَ أهْلِ الْفَرَائِضِ عَلٰى كِتَابِ الله فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى ذَكَرٍ».

۲۸۹۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن لوگوں کے حصے مقرر ہیں، ان کے درمیان مال کو اسی طرح تقسیم کرو جیسے کتاب اللہ میں ہے، اور ان سے جو بچ رہے تو وہ قریب ترین مرد کا حق ہے۔''

٢٨٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب فرائض الجد، ح: ٢٧٢٣ من حديث يونس به، وسنده ضعيف، وقال المنذري: "حديث الحسن عن عمر منقطع"، والحديث السابق، ح: ٢٨٩٥ يغني عنه.

٢٨٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر، ح: ١٦١٥ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ٦٧٣٢ من حديث ابن طاوس به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٩٠٠٤.

فائدہ: شریعت نے جن کے حصے مقرر کر دیے ہیں انہیں ''اصحاب الفروض اوراہل الفرض'' کہتے ہیں۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي مِيرَاثِ ذَوِي الأَرْحَامِ (التحفة ٨)

باب:٨-ذوی الارحام کی وراثت کا بیان

فائدہ: میت کے وہ تمام تعلق دار جو اصحاب الفروض یا عصبہ نہیں ہوتے' انہیں ''ذوی الارحام'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی اولاد' پوتیوں' بہنوں' نانا' نانی اور مادری بھائیوں کی اولاد وغیرہ۔

٢٨٩٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن بُدَيْلٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَلْحَةَ، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن أبي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ عَبْدِ الله بنِ لُحَيٍّ، عن المِقْدَامِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَرَكَ كَلًّا فإلَيَّ» - وَرُبَّمَا قَالَ: «إلَى الله وَإلَى رَسُولِهِ» - «وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أعْقِلُ لَهُ وَأرِثُهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۸۹۹- حضرت مقدام (بن معدیکرب) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی قرضہ یا عیال واطفال چھوڑ گیا تو وہ میرے ذمے ہیں ...... اور کبھی یوں بھی فرمایا...... کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہیں۔ اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں' اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور اس کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی اور وارث نہ ہو' وہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی بنے گا۔''

٢٩٠٠- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ في آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن بُدَيْلٍ يَعْني ابنَ مَيْسَرَةَ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَلْحَةَ، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن أبي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عن المِقْدَامِ الْكِنْدِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أنَا أوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ

۲۹۰۰- حضرت مقدام (بن معدیکرب) کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کی اپنی ذات سے بھی قریب تر ہوں' جو شخص قرض یا چھوٹی اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے' میں اس کا ولی ہوں جس کا کوئی ولی نہ ہو' میں اس کے مال

٢٨٩٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ذوي الأرحام، ح:٢٧٣٨ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح:١٢٢٥، وابن الجارود، ح:٩٦٥، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٣٤٤، وتعقبه الذهبي، وله شاهد عند ابن حبان، ح:١٢٢٦، وسنده حسن.

٢٩٠٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢١٤ من حديث أبي داود به.

دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَإِلَيَّ، وَمَنْ تَرَكَ مالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، أَرِثُ مَالَهُ وَأَفُكُّ عَانَهُ، وَالْخَالُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، يَرِثُ مَالَهُ وَيَفُكُّ عَانَهُ».

کا وارث بنوں گا اور اس کے قیدی چھڑاؤں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو' وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور اس کا قیدی چھڑائے گا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الضَّيْعَةُ مَعْنَاهُ عِيَالٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الضَيعَةُ] کے معنی ہیں عیال۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عن رَاشِدِ ابنِ سَعْدٍ، عن ابنِ عَائِذٍ، عن المِقْدَامِ. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن رَاشِدٍ قال: سَمِعْتُ المِقْدَامَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو زبیدی نے عن راشد بن سعد عن ابن عائذ عن مقدام کی سند سے روایت کیا۔ اور معاویہ بن صالح نے بواسطہ راشد اسے روایت کیا تو (عن کے بجائے) سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ یعنی میں نے مقدام سے سنا ہے' کہا۔

٢٩٠١- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ عَتِيقٍ الدِّمَشْقِيُّ قال: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُبَارَكِ قال: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن يَزِيدَ ابنِ حُجْرٍ، عن صَالِحِ بنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَفُكُّ عُنِيَّهُ وَأَرِثُ مَالَهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَفُكُّ عُنِيَّهُ وَيَرِثُ مَالَهُ».

٢٩٠١- صالح بن یحییٰ بن مقدام اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: "میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو' میں اس کا قیدی چھڑاؤں گا اور اس کے مال کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو' وہ اس کا قیدی چھڑائے گا اور اس کے مال کا وارث بنے گا۔"

فوائد و مسائل: ① ان احادیث میں حکومت اسلامیہ کی اقتصادی پالیسی کا ایک پہلو بیان ہوا ہے کہ وہ اپنی رعیت کی معاشی فلاح و بہبود کی ہر طرح سے ذمہ دار ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مقروض مرجائے تو وہ اس کا قرضہ ادا کرے گی۔ بے سہارا چھوٹے بچوں اور بیواؤں کی کفالت کرے گی۔ جبکہ وراثت رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی۔ ② ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔ دوسرے وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں وہی وارث ہے اور اسی طرح اگر بھانجے کے ذمے کوئی مالی حقوق آتے ہوں تو وہ ان کی ادائیگی کا بھی پابند ہے۔ اس میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بحیثیت

٢٩٠١- تخريج: [حسن] انظر، ح: ٢٨٩٩، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢١٤ من حديث أبي داود به.

مسلمان انسان کو اپنے قریبی' بعیدی سبھی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا معاملہ مضبوط رکھنا چاہیے۔ جیتے جی یہی لوگ اس کے معاون و مددگار اور اس کے پیچھے اس کی اولاد کے کفیل بنتے ہیں۔ ③ اگر کوئی شخص لاوارث ہو تو حکومت اسلامیہ (بیت المال) اس کی وارث ہوگی۔ اور ایسے شخص پر لازم آنے والے مالی حقوق بھی حکومت ادا کرے گی۔ ④ یہ رفاہی اصول مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہیں جو بلا جواز حکومت سے صدقات لینے کے روادار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان انسان کے اندر تقوی اور طہارت پیدا کرتا ہے۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان رعایتوں کی وجہ سے لوگ محنت نہیں کریں گے اور حکومت ہی پر بوجھ بن کر رہ جائیں گے۔

۲۹۰۲- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، المعنى؛ ح: وحدثنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ عن سُفْيَانَ جَمِيعًا، عن ابنِ الأَصْبَهَانِيِّ، عن مُجَاهِدِ بنِ وَرْدَانَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلَا حَمِيمًا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ».

۲۹۰۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک غلام فوت ہو گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا' اس کی کوئی اولاد اور کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی وراثت اس کی بستی والوں میں سے کسی کو دے دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ أَرْضِهِ؟ قالُوا: نَعَمْ، قال: فَأَعْطُوهُ مِيرَاثَهُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: سفیان ؒ کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے کہا: نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا یہاں کوئی اس کے علاقے کا رہنے والا ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی وراثت اسی کو دے دو۔''

فائدہ: چونکہ غلام کا مال بیت المال میں جاتا تھا اور بیت المال میں سے مسلمان رعیت کی مصالح میں خرچ کیا جاتا ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اس کی بستی والوں میں سے کسی کو دے دینے کا فرمایا۔ کیونکہ اہل بستی کا آپس میں ایک طرح تعلق ہوتا ہی ہے۔ مگر نئی روشنی اور مادی ترقی کی چکا چوند نے بڑے شہروں میں بالخصوص یہ تعلقات معدوم کر دیے ہیں۔ العیاذ باللہ.

۲۹۰۲۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ۲۷۳۳ من حديث وكيع به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۱۰۵.

٢٩٠٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ قال: حَدَّثَنا الْمُحَارِبِيُّ عن جِبْرِيل بنِ أحْمَرَ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: أتَى رَسُولَ الله ﷺ رَجُلٌ فقال: إنَّ عِنْدِي مِيرَاثَ رَجُلٍ مِنَ الأزْدِ وَلَسْتُ أجِدُ أزْدِيًّا أدْفَعُهُ إلَيْهِ، قال: «فَاذْهَبْ فَالْتَمِسْ أزْدِيًّا حَوْلًا». قال: فَأتَاهُ بَعْدَ الْحَوْلِ فقال: يَارَسُولَ الله! لَمْ أجِدْ أزْدِيًّا أدْفَعُهُ إلَيْهِ. قال: «فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ أوَّلَ خُزَاعِيٍّ تَلْقَاهُ فَادْفَعْهُ إلَيْهِ»، فَلَمَّا وَلَّى قال: «عَلَيَّ الرَّجُلَ»، فَلَمَّا جَاءَهُ قال: «انْظُرْ كُبْرَ خُزَاعَةَ فَادْفَعْهُ إلَيْهِ».

۲۹۰۳- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میرے پاس قبیلہ ازد کے ایک آدمی کی میراث ہے اور مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اسے دے دوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ ایک سال تک تلاش کرتے رہو کہ کوئی قبیلہ ازد سے مل جائے۔“ چنانچہ وہ ایک سال کے بعد آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اس کے حوالے کردوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور بنوخزاعہ کا جو آدمی تمہیں سب سے پہلے ملے یہ اس کے حوالے کردو۔“ جب اس نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا: ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔“ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ”خزاعہ کا بڑا آدمی دیکھو یعنی جو جد اعلیٰ سے قریب تر ہو۔ تو یہ میراث اس کے حوالے کردو۔“

٢٩٠٤- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بنُ أسْوَدَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعْني ابن آدَمَ قال: حدثنا شَرِيكٌ عن جِبْرِيلَ بنِ أحْمَرَ أبِي بَكْرٍ، عن ابْنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِيرَاثِهِ، فقالَ: «الْتَمِسُوا لَهُ وَارِثًا أوْ ذَا رَحِمٍ»، فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ وَارِثًا ولا ذَا رَحِمٍ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أعْطُوهُ الْكَبِيرَ مِنْ خُزَاعَةَ».

۲۹۰۴۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی فوت ہوگیا تو اس کی میراث نبی ﷺ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار تلاش کرو۔“ مگر کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار نہ ملا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مال بنوخزاعہ کے بڑے کو دے دو یعنی جو قبیلہ کے جد اعلیٰ سے قریب تر ہو۔“

٢٩٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٩٦ من حديث المحاربي به، ولم يذكر فيه سماعًا، وقال النسائي: "جبريل بن أحمر ليس بالقوي، والحديث منكر"، والعلة فيه عنعنة المحاربي فقط، وانظر الحديث الآتي.

٢٩٠٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٩٤ من حديث شريك القاضي به، ولم يذكر سماعًا، وهو معدود في المدلسين.

قال يَحْيَى: قَدْ سَمِعْتُهُ مَرَّةً يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: «انْظُرُوا أَكْبَرَ رَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ».

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں: میں نے شریک سے اس حدیث میں ایک بار یوں سنا: ''بنوخزاعہ کے سب سے بڑی عمر والے کو دیکھو۔''

۲۹۰۵- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن عَوْسَجَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ لَهُ أَحَدٌ؟» قالُوا: لَا، إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ مِيرَاثَهُ لَهُ.

۲۹۰۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص فوت ہوگیا۔ اس کا کوئی وارث نہ تھا سوائے ایک غلام کے جس کو اس نے آزاد کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا اس کا کوئی وارث ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں' سوائے ایک آزاد کردہ غلام کے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی وراثت اسی کو دے دی۔

(المعجم ٩) - باب مِيرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ (التحفة ٩)

باب:۹-لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کا بیان

۲۹۰٦- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَني عُمَرُ بنُ رُوبَةَ التَّغْلِبِيُّ عن عَبْدِ الوَاحِدِ بن عَبْدِ الله النَّصْرِيِّ، عن وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «المَرْأَةُ تُحْرِزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ: عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ».

۲۹۰٦- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورت تین طرح کی وراثت جمع کر لیتی ہے: اپنے غلام کی' اس بچے کی جو اسے کہیں سے گرا پڑا مل گیا ہو اور اس بچے کی جس کے بارے میں اس نے (اپنے شوہر سے) لعان کیا ہو۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لقیط (گرے پڑے بچے) کے بارے میں اختلاف ہے تاہم غلام اور لعان کردہ

۲۹۰۵ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب: في ميراث المولى الأسفل، ح: ۲۱۰٦، وابن ماجه، ح: ۲۷٤۱ من حديث عمرو بن دينار به، وقال الترمذي: "حسن" * عوسجة حسن الحديث على الراجح.

۲۹۰٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء ما يرث النساء من الولاء، ح: ۲۱۱۵، وابن ماجه، ح: ۲۷٤۲ من حديث محمد بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وقال البيهقي: ٦/ ۲٤۰ "هذا غير ثابت"، وقال ابن عدي في عمر بن روبة: "إنما أنكروا عليه أحاديثه عن عبدالواحد النصري"، وضعفه الجمهور.

بچے کی وہ خود ہی وارث ہوتی ہے۔ لعان کردہ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جسے منکوحہ عورت نے جنم دیا ہو لیکن اس کا خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کردے۔ اور قاضی کے سامنے گواہوں اور قسموں کے بعد ایک دوسرے پر لعان کریں۔

٢٩٠٧- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ وَمُوسَى بنُ عَامِرٍ قالَا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنا مَكْحُولٌ قال: جَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ مِيرَاثَ ابنِ المُلَاعِنَةِ لِأُمِّهِ وَلِوَرَثَتِهَا مِنْ بَعْدِهَا.

۲۹۰۷- جناب مکحول ؒ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لعان والی عورت کے بچے کی میراث اس کی ماں کیلئے مخصوص کی تھی اور بعدازاں اس عورت کے وارثوں کے لیے ہوگی۔

٢٩٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: أخبرني عِيسَى أَبُو مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۲۹۰۸- عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے' انہوں نے اپنے دادا سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کی۔

فائدہ: چونکہ ایسے بچے کا نسب باپ سے منقطع ہونے کے بعد ماں سے لاحق ہو جاتا ہے' اس لیے وہی اس کی وارث ہوگی۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ؟ (التحفة ١٠)

باب:۱۰- کیا مسلمان کسی کافر کا وارث ہوسکتا ہے؟

٢٩٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عن عَمْرِو بنِ عُثْمَانَ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ عن

۲۹۰۹- حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کسی کافر کا یا کوئی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔''

٢٩٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٥٩ من حديث أبي داود به، وقال: "حديث مكحول منقطع" فالسند ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي وغيره، وكلها ضعيفة.

٢٩٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٣١١٩ من حديث العلاء بن الحارث به، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

٢٩٠٩- تخريج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، ح: ١٦١٤ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، المغازي، باب: أين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح؟ ح: ٤٢٨٢، ٤٢٨٣ من حديث الزهري به.

النَّبِيُّ ﷺ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

٢٩١٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عن عَمْرِو ابنِ عُثْمَانَ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ - في حَجَّتِهِ - قال: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قال: «نَحْنُ نَازِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» يَعْنِي الْمُحَصَّبَ وَذَاكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ وَلا يُؤْوُهُمْ.

قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

۲۹۱۰-حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں اتریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے؟'' پھر فرمایا: ''ہم خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ کریں گے جہاں قریش نے کفر پر قسمیں اٹھائی تھیں۔'' آپ کی مراد وادئ مُحَصَّب تھی اور قریشیوں نے اس جگہ بنو ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے رشتہ ناتا کریں گے نہ کچھ خریدیں بیچیں گے اور نہ انہیں پناہ دیں گے۔

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''خَيف'' وادی کا نام ہے۔

فائدہ: ابوطالب کی وفات کے موقع پر عقیل اسلام نہ لائے تھے اس وجہ سے وہی اس کے وارث ہوئے۔ جبکہ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو چکے تھے اس لیے وہ اختلاف دین کی وجہ سے اپنے باپ کے وارث نہ بنے۔ اور عقیل جوں ہی عبدالمطلب کی جائیداد کے مالک بنے' انہوں نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔

٢٩١١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عَبْدِ الله بنِ

۲۹۱۱-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو مختلف ملتوں (اور دینوں) والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔''

٢٩١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: إذا أسلم قوم في دارالحرب . . . الخ، ح: ٣٠٥٨، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح: ١٣٥١/ ٤٤٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٩٨٥١، ومسند أحمد: ٥/ ٢٠٢، ٢٠٣.

٢٩١١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث أهل الإسلام من أهل الشرك، ح: ٢٧٣١ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٧.

عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى».

فائدہ: اس سے مراد مسلمان اور کافر ہیں۔ جبکہ کفار اپنے مختلف دینوں پر ہوتے ہوئے بھی ایک ملت ہیں اس لیے ان کی آپس میں وراثت چلتی ہے۔ جبکہ امام زہری، ابن ابی لیلیٰ اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اقوال ہیں کہ یہودی نصرانی کا وارث نہیں۔ مجوسی یہودی کا نہیں، وغیرہ۔

٢٩١٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَمْرِو بنِ أبي حَكِيمٍ الْوَاسِطِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ بُرَيْدَةَ: أَنَّ أَخَوَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى يَحْيَى بنِ يَعْمَرَ، يَهُودِيٌّ وَمُسْلِمٌ فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ مِنْهُمَا، وَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الإِسْلَامُ يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ»، فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ.

۲۹۱۲- حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان دو بھائی تھے۔ وہ اپنا جھگڑا یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ کے ہاں لے کر آئے تو انہوں نے مسلمان کو وارث قرار دیا اور کہا کہ مجھے ابوالاسود رحمہ اللہ نے بیان کیا، اس کو ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”اسلام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔“ اور مسلمان کو وارث قرار دیا۔

٢٩١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن شُعْبَةَ، عن عَمْرِو بنِ أبي حَكِيمٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى ابنِ يَعْمَرَ، عَنْ أبي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ أَنَّ مُعَاذًا أُتِيَ بِمِيرَاثِ يَهُودِيٍّ وَارِثُهُ مُسْلِمٌ، بِمَعْنَاهُ عن النَّبِيِّ ﷺ.

۲۹۱۳- ابوالاسود دیلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی کی میراث لائی گئی جس کا وارث مسلمان تھا۔ اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی نبی ﷺ سے روایت کیا۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِيمَنْ أَسْلَمَ عَلَى مِيرَاثٍ (التحفة ١١)

باب:۱۱- جو کوئی کسی میراث پر مسلمان ہوا

٢٩١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٥، ٢٥٤، ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وقال: "هذا رجل مجهول، فهو منقطع"، فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

٢٩١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٦ عن يحيى القطان به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٤٥، ووافقه الذهبي * أبو الأسود سمعه من رجل مجهول، انظر الحديث السابق.

٢٩١٤- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن أبي الشَّعْثَاءِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: قال النَّبيُّ ﷺ: «كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ في الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى ما قُسِمَ، وَكُلُّ قَسْمٍ أَدْرَكَهُ الإسْلَامُ فَإِنَّهُ عَلَى قَسْمِ الإسْلَامِ».

۲۹۱۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو تقسیم (قبل از اسلام) جاہلیت میں ہو چکی سو ہو چکی (وہ اسی کے مطابق رہے گی) اور جو اسلام قبول کرنے تک نہیں ہوئی' وہ اب اسلام کے دستور کے مطابق ہوگی۔“

فائدہ: اسلام لے آنے کے بعد جاہلیت کے اعمال کے کوئی معنی نہیں۔ ایسا آدمی جو جاہلیت کے اعمال پر کاربند ہو اس نے یا تو اسلام قبول ہی نہیں کیا' یا کیا ہے تو پھر اسلام کو ”دین“ نہیں سمجھا۔ اس لیے واجب ہے کہ عقائد و عبادات کے بعد مالی اور غیر مالی سب معاملات اصول اسلام کے مطابق عمل میں لائے جائیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الْوَلَاءِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- ولاء کا بیان

٢٩١٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: قُرِيءَ عَلَى مَالِكٍ وَأَنَا حَاضِرٌ قال مَالِكٌ: عَرَضَ عَلَيَّ نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا، فقال أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذَاكَ لِرَسُولِ الله ﷺ فقالَ: «لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ».

۲۹۱۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے ارادہ کیا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کر دیں' تو لونڈی کے مالکوں نے کہا: ہم یہ آپ کو فروخت کر دیتے ہیں' لیکن اس کا ولاء ہمارے لیے رہے گا' (اس کی وفات پر اس کا مال ہم لیں گے یا نسبت ولاء ہم سے متعلق رہے گی۔) حضرت عائشہ ؓ نے ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی' تو آپ نے فرمایا: ”(ان کی یہ بات) تیرے لیے کوئی مانع نہیں ہے' کیونکہ ولاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔“

٢٩١٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب قسمة الماء، ح: ٢٤٨٥ من حديث موسى بن داود به، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٩١٥_ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا اشترط في البيع شروطًا لا تحل، ح: ٢١٦٩، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٧٨١.

فوائد ومسائل: ① آقا اور اس کی زیر ملکیت غلام کے مابین تعلق [ولاء] کہلاتا ہے۔ غلام کو آزاد کر دینے کے بعد بھی یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ آزاد کرنے والے کو مولیٰ [مُعْتِق] (ت کے نیچے زیر یعنی آزاد کرنے والا) اور آزاد شدہ کو مولیٰ [مُعْتَق] (ت پر زبر یعنی آزاد کیا ہوا) کہتے ہیں اور ان کے مابین نسبت وقرابت کو ولاء کہتے ہیں۔ اور اس تعلق کو کسی طور تبدیل، فروخت یا ہبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ② غیر شرعی شرطیں لغو محض ہوتی ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

۲۹۱۶- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ عن سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْوَلَاءُ لِمَنْ أعْطَى الثَّمَنَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ».

۲۹۱۶- حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولاء اسی کا حق ہے جو قیمت ادا کرے اور احسان کرے۔“ (آزادی دلائے۔)

۲۹۱۷(أ) - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو ابنِ أبي الْحَجَّاجِ أبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أنَّ رِئَابَ بنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ فَمَاتَتْ أُمُّهُمْ فَوَرِثُوهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بنُ الْعَاصِ عَصَبَةَ بَنِيهَا، فَأَخْرَجَهُمْ إلَى الشَّامِ فَمَاتُوا، فَقَدِمَ عَمْرُو بنُ الْعَاصِ وَمَاتَ مَوْلًى لَهَا وَتَرَكَ مَالًا لَهُ فَخَاصَمَهُ إخْوَتُهَا إلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ، فقالَ عُمَرُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أحْرَزَ الْوَلَدُ أوِ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ» قالَ: فَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ

۲۹۱۷(أ)- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رئاب بن حذیفہ نے ایک عورت سے شادی کی' تو اس سے ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے' پھر ان کی ماں فوت ہوگئی تو وہ بچے اپنی ماں کے گھروں اور غلاموں کے وَلاء کے وارث ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص ؓ ان بچوں کے عصبہ تھے۔ (یعنی وارث تھے) وہ انہیں شام لے گئے جو وہاں جا کر فوت ہوگئے۔ (یہ بچے طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے) حضرت عمرو بن العاص ؓ واپس آئے جبکہ اس عورت کا ایک غلام بھی وفات پا گیا اور مال چھوڑ گیا تھا۔ تو عورت کے بھائیوں نے حضرت عمرو بن العاص ؓ سے (اپنی بہن کے وَلاء کے سلسلے میں) جھگڑا کیا اور معاملہ حضرت عمر بن خطاب ؓ کے سامنے پیش کیا۔

۲۹۱٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث السائبة، ح: ٦٧٥٤ من حديث منصور به.

۲۹۱۷ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ٢٧٣٢ من حديث حسين المعلم به * حميد الطويل مدلس، ولم يذكر الناس الذين كانوا يتهمون عمرو بن شعيب رحمه الله، وبأي شيء كانوا يتهمونه؟.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَزَيْدِ بنِ ثَابِتٍ وَرَجُلٍ آخَرَ، فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عَبْدُ الْمَلِكِ اخْتَصَمُوا إلٰى هِشَامِ بنِ إسْمَاعِيلَ - أوْ إلٰى إسْمَاعِيلَ بنِ هِشَامٍ - فَرَفَعَهُمْ إلٰى عَبْدِ المَلِكِ فقال: هٰذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي ما كُنْتُ أُرَاهُ. قال: فَقَضَى لَنَا بِكِتَابِ عُمَرَ ابنِ الْخَطَّابِ فَنَحْنُ فِيهِ إلَى السَّاعَةِ.

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بیٹے نے یا باپ نے جو بھی جمع کیا ہو وہ اس کے عَصَبَہ کا ہوتا ہے جو بھی ہوں۔'' چنانچہ انہوں نے (اس فیصلے کی) ایک تحریر لکھی جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی کی گواہی ثبت کی۔ پھر جب عبدالملک خلیفہ ہوئے تو عورت کے بھائیوں نے یہ مقدمہ ہشام بن اسمٰعیل یا اسمٰعیل بن ہشام کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان کو عبدالملک کے ہاں بھیج دیا۔ تو عبدالملک نے کہا: یہ وہی فیصلہ ہے جو میرا خیال ہے کہ میں پہلے دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تحریر کے مطابق ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا اور اب تک ہم اسی میں ہیں۔



فوائد ومسائل: ① غلاموں کا وَلَاء میت کے وارث عَصَبات کو منتقل ہوگا جیسے کہ دیگر اموال۔ ② عصبہ کے ہوتے ہوئے ماموں وارث نہیں بن سکتا۔

٢٩١٧(ب) - [حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حدثنا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حدثنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ قال: النَّاسُ يَتَّهِمُونَ عَمْرَو بنَ شُعَيْبٍ في هٰذَا الْحَدِيثِ.

٢٩١٧ (ب)- حمید نے کہا: اس حدیث کی بابت لوگ عمرو بن شعیب کو متہم کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عن أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ خِلَافَ هٰذَا الْحَدِيثِ إلَّا أنَّهُ رَوَى عن عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ بِمِثْلِ هٰذَا]. (١)

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے اس (مذکورہ) حدیث کے خلاف روایت ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَي الرَّجُلِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو ان کے مابین بھی تعلق وَلَاء سمجھا جاتا ہے

(١) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر: 351 پر گزر چکی ہے۔

فائدہ: اس تعلق کو ''ولاء الإسلام'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی اور وارث نہ ہوں تو یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

۲۹۱۸- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيُّ وَهِشَامُ بنُ عَمَّارٍ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى - قَالَ أبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ حَمْزَةَ - عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ عُمَرَ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ مَوْهَبٍ يُحَدِّثُ عُمَرَ بنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عن قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ قالَ هِشَامٌ: عن تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ الله! - وَقَال يَزِيدُ: أَنَّ تَمِيمًا قال: يَارَسُولَ الله! - مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدِي الرَّجُلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قال: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ».

۲۹۱۸- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی شخص کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو اس بارے میں مشروع سنت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''زندگی اور موت میں وہی سب سے بڑھ کر اس کا ولی ہے۔'' (اس کے ساتھ نیکی، ایثار اور احسان کا معاملہ کرتا رہے۔)

(المعجم ١٤) - باب: فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- ولاء کا بیچنا کیسا ہے؟

۲۹۱۹- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۲۹۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نسبت ولاء کو بیچنے یا کسی کو ہبہ کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: صحیح ابن حبان میں ہے کہ ''ولاء کی قرابت ایسے ہی ہے جیسے کہ نسب کی قرابت، اسے بیچا یا ہبہ نہیں کیا جاسکتا۔'' (صحيح ابن حبان (ابن بلبان)، البيع المنهي عنه، حديث:۴۹۵۰- نیز دیکھیے، گزشتہ باب:۱۲)

۲۹۱۸ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الرجل الذي يسلم على يدي الرجل، ح: ٢١١٢، وابن ماجه، ح: ٢٧٥٢ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وعلقه البخاري بصيغة التمريض قبل، ح: ٦٧٥٧، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

۲۹۱۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ٢٥٣٥، ومسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ١٥٠٦ من حديث شعبة به.

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْمَوْلُودِ يَسْتَهِلُّ ثُمَّ يَمُوتُ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- بچہ جو زندہ پیدا ہو کر روئے اور پھر فوت ہو جائے

٢٩٢٠- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ إسْحَاقَ عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذَا اسْتَهَلَّ المَوْلُودُ وُرِّثَ».

۲۹۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(نومولود) بچہ جب آواز بلند کرے تو وارث ہوگا۔''


فائدہ: نومولود میں سانس لینے، حرکت کرنے، چھینک مارنے یا رونے وغیرہ سے جب ثابت ہو جائے کہ وہ زندہ تھا تو اسے شرعاً وراثت کا حق ملے گا۔

(المعجم ١٦) - باب نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ بِمِيرَاثِ الرَّحِمِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- نسب کی میراث نے مواخات اور حلف کی وراثت کو منسوخ کر دیا ہے

فائدہ: ابتدائے ایام ہجرت میں جب مملکتِ اسلام مدینہ منورہ میں اپنا وجود پکڑ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات (بھائی چارے) کا نظام قائم فرمایا تھا، یعنی ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ تاریخی اعتبار سے یہ ایک منفرد اور فقید المثال تجربہ تھا جو نہ اس سے پہلے کبھی سننے میں آیا اور نہ شاید آئندہ کبھی ہو۔ اس مواخات کی بناء پر یہ منہ بولے بھائی، دوسرے نسبی قرابت داروں کی بجائے ایک دوسرے کے وارث بننے لگے۔ سورۂ نساء میں اس کا ذکر اس طرح ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ (النساء:۳۳) ''ماں باپ یا قرابت دار جو کچھ چھوڑ جائیں اس سے ہر ایک کے ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے پس ان سب کو ان کا حصہ دو۔'' مگر وراثت کا یہ حکم تھوڑے عرصے کے بعد منسوخ کر دیا گیا۔ اور سورۃ الانفال میں فرمایا گیا: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (الانفال:۷۵) ''اور رشتے ناتے والے اللہ کی کتاب کے اندر ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہیں۔'' اسی طرح حلف کی وراثت کا ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ اسلام سے قبل دو اشخاص یا دو قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کے لیے معاہدہ اور حلف ہوتا تھا اور اسلام کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح چلا آ رہا تھا۔ اسی آیت سے یہ طریقہ بھی منسوخ کر دیا گیا، مگر عمومی نصرت و اخوت اسلامی اور وصیت

٢٩٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٥٧ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنعن، ولحديثه شواهد ضعيفة عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٢٢٣، والحاكم: ٤/ ٣٤٨، ٣٤٩ وغيرهما.

کے ذریعے سے مدد کرنا باقی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جب اور کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو حلیف وارث ہوگا۔ بعض نے کہا کہ حلیف نہیں بلکہ ایسے آدمی کی وراثت بیت المال میں جائے گی۔

۲۹۲۱- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: (والذين عاقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم) كَانَ الرَّجُلُ يُحَالِفُ الرَّجُلَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نَسَبٌ فَيَرِثُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَنَسَخَ ذٰلِكَ الأَنْفَالُ فقال: ﴿وَأُوْلُوا۟ ٱلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ [الأنفال: ۷۵].

۲۹۲۱- حضرت ابن عباس ؓ نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ اَيمَانُكُمْ فَاٰتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ...﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ایک آدمی دوسرے کا حلیف بن جاتا تھا جبکہ ان میں کوئی نسبی قرابت نہ ہوتی تھی پھر ہر ایک دوسرے کا وارث بھی ہوتا تھا‘ تو اس حکم کو سورۂ انفال نے منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ......﴾ ’’رشتے ناتے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں۔‘‘

فائدہ: قراءت حفص میں‘ جس کے مطابق اس وقت قرآن پڑھا جاتا ہے‘ [عَقَدَتْ] ہے۔ لیکن بعض روایات میں یہ [عَاقَدَتْ] پڑھا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ [عَاقَدَتْ] ہے۔

۲۹۲۲- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حدَّثني إِدْرِيسُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا طَلْحَةُ بنُ مُصَرِّفٍ عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في قَوْلِهِ: (والذين عاقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم) قال: كَانَ المُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ تُوَرِّثُ الأَنْصَارَ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلأُخُوَّةِ الَّتي آخَى رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلِكُلٍّ

۲۹۲۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ اَيمَانُكُمْ فَاٰتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ......﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار کے وارث وہی (مہاجرین) بنتے تھے نہ کہ دیگر رشتہ دار۔ یہ اس بنا پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے آپس میں بھائی چارہ قائم فرما دیا تھا۔ پھر جب یہ آیت اتری: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ......﴾ تو اس نے ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ اَيمَانُكُمْ فَاٰتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا۔ مگر عام نصرت‘

۲۹۲۱ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٢ من حديث أبي داود به.

۲۹۲۲ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿ولكل جعلنا موالي مما ترك الوالدان . . .﴾ الخ"، ح: ٤٥٨٠ من حديث أبي أسامة به.

جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ﴾ [النساء: ٣٣] قال: نَسَخَتْهَا (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ) مِنَ النَّصْرِ وَالنَّصِيحَةِ وَالرِّفَادَةِ، وَيُوصِي لَهُ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ.

خیر خواہی اور تعاون کو قائم رکھا۔ وہ ایک دوسرے کو وصیت بھی کر سکتے تھے جب کہ وراثت ختم کر دی گئی۔

فائدہ: قال: نَسَخَتْهَا' کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ آیت: ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ نے ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا...... الآية﴾ کو منسوخ کر دیا' حالانکہ اس کے برعکس ہے۔ ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا﴾ نے میراث کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس پر ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ دلالت کرتی ہے۔ اب اس قسم کے عہد و پیمان سے ایک دوسرے کا وارث کوئی نہیں ہوگا' البتہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون' ہمدردی' نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ (عون المعبود)

٢٩٢٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وعَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْمَعْنَى قال أَحْمَدُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن ابنِ إسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ قال: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أُمِّ سَعْدٍ بِنْتِ الرَّبِيعِ، وَكَانَتْ يَتِيمَةً في حِجْرِ أَبي بَكْرٍ فَقَرَأْتُ (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُم) فَقَالَتْ: لَا تَقْرَأْ: (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُم) إِنَّمَا نَزَلَتْ في أَبي بَكْرٍ وَابْنِهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حِينَ أَبَى الإِسْلَامَ، فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لا يُوَرِّثَهُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ أَمَرَهُ نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِيَهُ نَصِيبَهُ. زَادَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَمَا أَسْلَمَ حَتَّى حُمِلَ عَلَى الإِسْلَامِ بِالسَّيْفِ.

۲۹۲۳- جناب داود بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں ام سعد بنت ربیع کے ہاں پڑھا کرتا تھا جب کہ وہ یتیم تھیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت تھیں' تو میں نے یوں قراءت کی ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ اس نے کہا: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مت پڑھو۔ (بلکہ بات یہ ہے کہ) یہ آیت حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی' جبکہ اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اسے اپنی وراثت نہیں دوں گا۔ پھر جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کا حصہ دیں۔ عبدالعزیز (بن یحیٰی) نے مزید کہا: عبدالرحمٰن نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا جب تک کہ اسے تلوار کے زور پر مجبور نہیں کر دیا گیا۔ (جب اسلام بزور تلوار غالب آ گیا اور بہت سے لوگ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔)

٢٩٢٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٤ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنعن.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ: عَقَدَتْ جَعَلَهُ حِلْفًا، وَمَنْ قَالَ: عَاقَدَتْ جَعَلَهُ حَالِفًا. قَالَ: وَالصَّوَابُ حَدِيثُ طَلْحَةَ عَاقَدَتْ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿عَقَدَتْ﴾ کا مفہوم حلف یعنی قسم کھانے کے معنی میں ہوگا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اپنے غیر مسلم بیٹے کو وراثت نہیں دیں گے۔) اور جو ﴿عَاقَدَتْ﴾ پڑھتے ہیں ان کے نزدیک معنی "باہمی عہد و پیمان" ہیں۔ اور سابقہ حدیث طلحہ بن مصرف زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: مذکورہ قراءت شاذ ہے۔ علاوہ ازیں امام ابوداود رحمہ اللہ کے حدیث طلحہ (حدیث: ۲۹۲۲) کو زیادہ صحیح قرار دینے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عَاقَدَتْ (الف کے ساتھ) قراءت زیادہ صحیح ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس سے اختلاف کیا ہے اور "عَقَدَتْ" ہی کو زیادہ صحیح کہا ہے۔ (عون المعبود)

٢٩٢٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا: ﴿وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا﴾ [الأنفال: ٧٢] فَكَانَ الأَعْرَابِيُّ لا يَرِثُ المُهَاجِرَ وَلَا يَرِثُهُ المُهَاجِرُ فَنَسَخَتْهَا فقال: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ [الأنفال: ٧٥].

۲۹۲۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ امَنُوا وَهَاجَرُوا...﴾ اور ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يُهَاجِرُوا......﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ دیہاتی (مسلمان جس نے ہجرت نہ کی ہوتی) مہاجر کا وارث نہ بنتا تھا۔ پھر اس حکم کو آیت کریمہ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ...﴾ نے منسوخ کر دیا۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الْحِلْفِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- حِلف کا بیان

فائدہ: [حِلْف] (ح کے نیچے زیر اور لام ساکن) قوم کا آپس میں یا کسی دوسرے کے ساتھ دوستی اور تعاون کا مضبوط عہد و پیمان حِلف کہلاتا ہے۔ اور فریقین کو ایک دوسرے کا حلیف کہتے ہیں۔ ایام جاہلیت میں لوگ اپنے حلیف کی تائید و نصرت میں جان تک دے دیتے تھے خواہ وہ حق پر ہوتا یا ناحق پر۔

٢٩٢٥ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۹۲۵- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ

٢٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٢ من حديث أبي داود به * أحمد هو ابن محمد بن ثابت.

٢٩٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح: ٢٥٣٠ من حديث ابن نمير به.

حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ وَابنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عن زَكَرِيَّا، عن سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن أبِيهِ، عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا حِلْفَ في الإِسْلَامِ، وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ في الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الإِسْلَامُ إلَّا شِدَّةً».

ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں کوئی (نیا) حِلف نہیں ہے اور قبل از اسلام (ایام جاہلیت میں) جو عہد معاہدے ہو چکے ان کو اسلام نے اور مضبوط کیا ہے۔"

فائدہ: اسلام نے اپنے معتقدین کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:١٠) "مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" چنانچہ واجب ہے کہ یہ ایک جان اور ایک جسم بن کر رہیں۔ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں کہ قبل از اسلام کے انداز میں مصنوعی معاہدے کرتے پھریں۔ بلکہ یہ چیز ان کے عقیدے اور عمل کا بنیادی عنصر ہے۔ بہر حال جو معاہدات اس سے پہلے ہو چکے ہوں اسلام انہیں خیر وصلاح کی بنیاد پر اور مضبوط بناتا ہے۔



٢٩٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَالَفَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ في دَارِنَا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا حِلْفَ في الإِسْلَامِ»، فقال: حَالَفَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ في دَارِنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

٢٩٢٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ ان سے کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: "اسلام میں کوئی حلف نہیں۔" تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان حِلف قائم کیا تھا۔ انہوں نے اپنی یہ بات دو یا تین بار دوہرائی۔

فائدہ: اہل اسلام وایمان ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ کی بنیاد پر جو عہد معاہدہ کر لیں جائز ہے۔ مگر جاہلیت کی طرح معاہدے جو محض عصبیت پر طے ہوتے تھے' ان کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان: "اسلام میں حلف نہیں" کا مطلب بھی یہی ہے۔

٢٩٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم ... الخ، ح:٧٣٤٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح:٢٥٢٩ من حديث عاصم الأحول به.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا (التحفة ١٨)

باب:۱۸-عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ پائے گی

٢٩٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ قال: كَانَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلا تَرِثُ المَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى قال لَهُ الضَّحَّاكُ بنُ سُفْيَانَ: كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ وَرِّثِ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ.

۲۹۲۷- جناب سعید بن میب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: دیت کنبے والوں کا حق ہے (جو باپ کی طرف سے قرابت دار ہوتے ہیں۔) اور عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ نہ پائے گی حتی کہ ضحاک بن سفیان نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا۔

قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، وَقال فِيهِ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الأَعْرَابِ.

احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں یہ حدیث عبدالرزاق نے بواسطہ زہری اور انہوں نے سعید سے روایت کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ضحاک کو دیہاتیوں پر عامل بنایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① مقتول کے سلسلے میں ملنے والی دیت اس کی ملکیت شمار ہو کر اس کے شرعی وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ جن میں سے ایک وارث بیوی بھی ہے۔ ② کسی بھی مسلمان کو روا نہیں کہ صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ائمہ مجتہدین کے فتویٰ، رائے یا اجتہاد کو ترجیح دے۔ ③ اشیم ضبابی کو ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور ضبابی کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ضباب کی طرف نسبت ہے جو کوفہ میں ایک قلعہ ہے۔ (عون المعبود)

٢٩٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث المرأة من دية زوجها، ح: ٢١١٠، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٣/ ٤٥٢، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٦، وللحديث شواهد عند الطبراني: ٥/ ٢٧٦، ح: ٥٣١٥ وغيره.

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام ومسائل

[خراج کے معنی] لغت میں اس کے لیے [دخل] ''آمدنی'' اور [خرج] '' وہ حصہ جو کوئی شخص اپنی کمائی سے نکال کر دوسرے کو دیتا ہے۔'' دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ حصہ دینے والے کے حوالے سے خرج اور وہی حصہ لینے والے کے حوالے سے دخل ہوگا۔ خرج اور خراج دونوں لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ ۖ وَّهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ﴾ (المؤمنون:٧٢) ''کیا آپ ان سے اپنی آمدنیوں میں سے کچھ حصہ نکال کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں' وہ حصہ جو آپ کے رب نے (آپ کیلئے) مقرر کر رکھا ہے' بہتر ہے' وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔'' مبرد نحوی کے نزدیک خرج مصدر ہے اور خراج اسم ہے۔ دیکھیے: (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: المؤمنون:٧٢) امام بخاری رحمہ اللہ نے خراج کا لفظ اجرت کے لیے اور اس حصے کے لیے جو آقا کسی غلام کی آمدنی سے اپنے لیے مقرر کرتا ہے' دونوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ (كتاب الإجارة' باب:١٨' ١٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری کی یہ روایت: [كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ'

وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ] ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کے لیے اپنی آمدنی سے ایک حصہ نکالتا تھا اور ابوبکر اس حصے میں سے کھاتے تھے۔'' (صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب أيام الجاهلية، حدیث: ۳۸۴۲) خراج کے مفہوم کی وضاحت کر دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر حاصل ہونے والی فَےْ کی زمین اور باغات یہود کو اس شرط پر دیے کہ وہ ان کی آمدنی کا نصف حصہ بیت المال میں جمع کرائیں گے۔ یہاں سے لفظ خراج زمین وغیرہ سے حاصل ہونے والے محصولات کے لیے رائج ہو گیا۔ بعدازاں اس میں وسعت آ گئی اور خراج سے مراد تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی حکومت کی آمدنی لی جانے لگی۔

''فَےْ'' ان زمینوں یا اموال کو کہتے ہیں جو غیر مسلم دشمن خوفزدہ ہو کر چھوڑ جاتے ہیں اور وہ مسلمان حکومت کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت خود قرآن مجید میں ان الفاظ میں آتی ہے: ﴿وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الحشر: ۶) ''اور اللہ نے ان سے اپنے رسول کی طرف جو مال لوٹایا تو اس کے لیے تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے۔'' بعد میں جب ایسی زمینوں کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے تو ان سے حاصل ہونے والے محصولات بھی خراج کہلاتے ہیں۔

[الإمارة] امر سے ہے۔ معاملات کا انچارج 'ولی الامر' یا امیر کہلاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا طریق کار اس طرح مقرر فرمایا ہے: ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ ان کے معاملات کا چلانا' ان کے باہم مشورے سے ہے۔ ان ''اہل شوریٰ'' سے مراد کون لوگ ہیں؟ ظاہر ہے جن کا امیر چنا جا رہا ہے یا جن کے معاملات چلائے جا رہے ہیں انہی کے درمیان مشاورت ہو گی۔ اگر قرآن مجید کی ان آیات کو سامنے رکھا جائے تو مسلمانوں کے اندر شوریٰ ان سب کے درمیان ہو گی جن کی صفات قرآن مجید نے بیان فرما دی ہیں۔ وہ قرآنی آیات یہ ہیں: ﴿لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾ (الشوریٰ: ۳۶-۳۹) ''جو لوگ ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں اور جو

کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا۔ نماز قائم کی' ان کے تمام معاملات باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو اس کے ازالے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔''

ان آیات کی روشنی میں شوریٰ میں وہ تمام لوگ شریک ہوں گے جو ① مومن ہوں۔ ② اپنے رب پر بھروسا کرتے ہوں۔ (دنیاوی معاملات کی آسانیوں کے لیے کسی غیر سے مدد یا تعاون حاصل کرنے کے قائل نہ ہوں۔) ③ کبائر اور فواحش سے بچتے ہوں اور بردبار غیر منتقم مزاج ہوں۔ ④ اپنے رب کی طرف سے عائد ذمہ داریاں پوری کریں۔ اللہ کے ساتھ عبادت کے ذریعے سے قریبی رابطہ ہو' ہر دائرہ کار میں تمام معاملات شوریٰ کے ذریعے سے طے کرنا ان کا طریق کار ہو اور مال اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مندوں پر خرچ کریں۔ ⑤ کسی بھی قسم کے ظلم کو سہنے کی بجائے اس کے خاتمے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ عام لوگوں کی تعداد چاہے کروڑوں میں ہو' لیکن ان میں سے اہل شوریٰ وہی ہوں گے جو مذکورہ صفات کے حامل ہوں گے اور ان سب کا حق ہے کہ حکومت کا انتخاب اور انتظام و انصرام ان کے مشورے سے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے بعد یہ شوریٰ ہی اصل اختیارات کی مالک اور تمام فیصلے کرنے کی مجاز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ولی الامر تھے۔ اُنہیں خلیفۃ رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ولی الامر ہوئے تو انہوں نے خلیفۃ رسول اللہ کی بجائے اس منصب کو امیر المومنین کا عنوان دیا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امارت کی ذمہ داریوں' لوگوں کے حقوق' منصب کی طلب گاری' اس کی اہلیت' اس کی معاونت' اس کی ہیئت' عمال حکومت اور ان کی تنخواہوں' ان کی امانت داری وغیرہ کے حوالے سے مختلف احادیث درج کی ہیں جن سے سرکاری انتظامیہ (ایڈمنسٹریشن) کا بنیادی ڈھانچہ سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خراج اور فے کے مسائل سے متعلق احادیث بھی اس حصے میں جمع کر دی ہیں۔ یہ دونوں سرکاری ایڈمنسٹریشن کے بنیادی اور اہم شعبے ہیں جو عموماً براہِ راست ولی الامر کے تحت ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٩) - كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْفَيْءِ وَالإِمَارَةِ (التحفة ١٤)

محصولات اراضی' غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل



(المعجم ١) - باب مَا يَلْزَمُ الإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ (التحفة ١)

٢٩٢٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «ألَا كُلُّكُم رَاعٍ وكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، فَكُلُّكُم رَاعٍ وكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ».

باب:۱-عوام اور رعیت کے حقوق جو حاکم پر واجب ہیں

۲۹۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! تم میں سے ہر شخص محافظ اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت (جو کوئی اور جو کچھ اس کی ذمہ داری میں ہے) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس امیر' جو لوگوں کا محافظ ہے' اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا محافظ ہے' اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا' غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے' اس سے اس مال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ الغرض! تم سب کے سب راعی اور حاکم ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ہر فرد اپنے دائرۂ اختیار میں اپنی حدود تک ان سب کا محافظ و ذمہ دار ہے' لہٰذا کوئی بھی اپنے

٢٩٢٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾، ح: ٧١٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب): ٢/ ١٨٢، ١٨٣، ح: ٢١٢١، ورواه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر . . . الخ، ح: ١٨٢٩ من حديث عبدالله بن دينار به.

دینی ودنیاوی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہی احساس ذمہ داری ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ ④ بچوں کی تعلیم وتربیت میں ماں باپ دونوں شریک ہوتے ہیں' مگر ماں کی ذمہ داری ایک اعتبار سے زیادہ ہے کہ بچے فطرتاً اسی کی طرف مائل ہوتے ہیں' اور زیادہ تر اسی کی رعیت اور نگرانی میں رہتے ہیں' اس لیے شریعت نے اس کو بچوں پر راعی (نگران) بنایا ہے۔

(المعجم ٢) - باب مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الإِمَارَةِ (التحفة ٢)

باب:۲-حکومت طلب کرنے کا مسئلہ

٢٩٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنَا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَمُرَةَ! لا تَسأَلِ الإمَارَةَ فَإِنَّكَ إِذَا أُعْطِيتَهَا عنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ فِيهَا إِلٰى نَفْسِكَ، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا».

۲۹۲۹-حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! حکومت کا سوال نہ کرنا' کیونکہ یہ اگر تمہیں مانگنے پر دی گئی تو تم اس سلسلے میں اپنے آپ کے سپرد کر دیے جاؤ گے' (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ ہوگی) لیکن اگر بغیر مانگنے کے دی گئی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① انسان کا کوئی معاملہ ایسا نہیں جو اللہ عزوجل کی خاص رحمت اور مدد کے بغیر درست ہو سکے جبکہ حکومت تو بہت بڑی اور کٹھن ذمہ داری ہے۔ اس لیے مانگ کر حکومت لینا' اللہ کی رحمت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔ ② حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ﴿اِجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ (یوسف:۵۵) ''مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے۔'' کسی منصب کے طلب کے لیے نہیں' بلکہ ایک عمومی پیش کش پر نوعیت کی تعیین کے لیے تھا کیونکہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی جب عزیز مصر نے ذمہ داری کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ ﴿اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ﴾ (یوسف:۵۴) ''آپ آج سے ہمارے ہاں ذی مرتبہ اور امانت دار ہیں۔'' اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ملک وقوم کے حالات دگرگوں ہوں اور کوئی باصلاحیت فرد نیک نیتی سے یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے تو اس کو آگے آنا چاہیے۔ ایسا شخص اگر ''امام عادل'' کے جیسے وصف سے موصوف ہو تو اس کے متعلق بشارتوں کا بھی اعلان ہے۔

٢٩٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا، فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٥٢ من حديث هشيم، والبخاري، الأحكام، باب: من سأل الإمارة وكل إليها، ح: ٧١٤٧ من حديث يونس به.

٢٩٣٠- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أبي خَالِدٍ، عن أخِيهِ، عن بِشْرِ بنِ قُرَّةَ الْكَلْبِيِّ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى رَضِيَ الله عَنْهُ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَيْنِ إلى النَّبِيِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ أحَدُهُمَا ثُمَّ قال: جِئْنَا لِتَسْتَعِينَ بِنَا عَلٰى عَمَلِكَ، فقالَ الآخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهِ، فقالَ: «إنَّ أخْوَنَكُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهُ»، فَاعْتَذَرَ أبُو مُوسَى إلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقال: لَمْ أعْلَمْ لِمَا جَاءَا لَهُ، فَلَمْ يَسْتَعِنْ بِهِمَا عَلٰى شَيْءٍ حَتَّى مَاتَ.

۲۹۳۰- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دو آدمیوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس ان میں سے ایک نے (بات کرنے کے لیے) کلمات تشہد پڑھے اور پھر کہا: ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم سے اپنے کام میں کوئی مدد لیں (یعنی عامل اور حاکم بنا دیں) اور دوسرے نے بھی اپنے ساتھی کی سی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ ذمہ داری طلب کرتا ہے وہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ خائن ہوتا ہے۔“ چنانچہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے معذرت چاہی اور کہا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کس مقصد سے آئے ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنی وفات تک ان سے کسی کام میں مدد نہیں لی۔



فائدہ: یہ حدیث ضعیف منکر ہے۔ لیکن اس سے پہلی صحیح روایت اور دیگر صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حکومت، منصب اور عہدہ طلب کرنا شرعاً محبوب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ حکومتی مناصب چونکہ طلب کر کے اور ہر طرح کے جتن کر کے لیتے ہیں، تو توفیق ربانی ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي الضَّرِيرِ يُوَلَّى (التحفة ٣)

باب:۳- نابینے کو عامل بنانا جائز ہے

٢٩٣١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْمُخَرِّمِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى المَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ.

۲۹۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دوبار مدینے کا والی بنایا تھا۔

٢٩٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٩٣١ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو مدلس وعنعن، ولم أجد تصريح سماعه عن أخيه سعيد، وانظر، ح: ٤٣٥٤.

٢٩٣١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٥٩٥


فائدہ: اسلام کے سوا باقی معاشرے بہت عرصہ تک نابیناؤں اور دیگر خصوصی افراد کے ساتھ امتیازی برتاؤ کرتے رہے۔ ان کو اہم ذمہ داریوں پر فائز کرنے کا تو تصور تک نہیں تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان کے حقوق باقی انسانوں کے برابر کیے بلکہ ان کو انتہائی ذمہ داریاں دینے کا بھی آغاز کیا۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری یعنی اذان دینا تو ہمہ وقت حاصل تھی' حالانکہ وہ اذان کے صحیح وقت کے تعین کے لیے دوسروں کی مدد کے محتاج تھے۔ اذان صبح کے وقت لوگ انہیں بتاتے تھے کہ [أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ] ''آپ نے صبح کر دی ہے صبح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دو بار مدینے کا قائم مقام گورنر بھی بنایا۔ اس معاملے میں بھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے یقیناً انہیں بروقت دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ اور دیکھا جائے تو ہر حاکم کو کسی نہ کسی صورت میں دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے' کسی کو ایک صورت میں کسی کو دوسری صورت میں۔ نابینا آدمی اگر علم' عمل' تقویٰ اور دانائی کے اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہو تو اسے حکومتی منصب دے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ ایسا آدمی فیصلے کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا' کہ وہ افراد کے پہچاننے اور شخصیات کی تعیین وغیرہ کرنے سے قاصر ہوتا ہے' رسول اللہ ﷺ کی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اگر نابینا صحیح اور بروقت فیصلے کرنے اور دوسروں سے کام لینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے مناسب ذمہ داری دینے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اس قسم کے خصوصی افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان سے ان کی اہلیت وصلاحیت کے مطابق کام لینا' معاشرے کے لیے بہتر ہی ہے۔ مسلمان معاشروں میں ایسے افراد علم کی خدمت میں ہمیشہ ممتاز رہے' البتہ غیر اسلامی معاشروں کے ساتھ اختلاط کے سبب ایسے افراد کے بارے میں نامناسب رویہ شروع ہوا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ (التحفة ٤)

باب: ۴-وزیر بنانا جائز ہے

٢٩٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَامِرٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَرَادَ الله بِالأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ، إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ الله بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ

۲۹۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی امیر (حاکم) کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کوئی مخلص وزیر عنایت فرما دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد دلاتا ہے اور یاد ہونے پر اس کی مدد کرتا ہے' اور اللہ جب اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کوئی برا وزیر بنا دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد نہیں دلاتا اور یاد آنے پر

٢٩٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١١٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٥١، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البزار (كشف الأستار): ٢/ ٢٣٤ وغيره.

جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوءٍ، إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ».

اس کی مدد نہیں کرتا۔''

فائدہ: اسلام نے امورِ مملکت کو چلانے کے لیے تدریجاً ایک ایسا نظام بنایا جو انتظام و انصرام کے حوالے سے ایک مثالی نمونہ تھا۔ بڑی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مناسب افراد کو' جو صلاحیت اور اخلاص میں بہترین ہوں' باقاعدہ شامل کر کے ہی انتظامی معاملات صحیح طور پر چلائے جا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سرکاری مشینری کے لیے اخلاص اور خیر خواہی اور ذمہ داری کو بنیادی خصوصیت قرار دیا ہے۔ جبکہ غیر ذمہ داری' فرائض منصبی سے غفلت اور عدم خیر خواہی کو تباہی کا سبب بتایا ہے۔ اس لیے حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لیے وزیر منتخب کرے مگر ایسے جو ایمان و عمل اور دیانت و تقویٰ میں معتبر ہوں' اور ان کے حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے اور برے مصاحبوں سے بچنا اور اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حکومتیں وہی کامیاب و کامران رہی ہیں جن میں وزیر و مشیر دانا و بینا اور امین تھے۔ اور جن حکومتوں میں وزیر و مشیر غبی اور خائن ہوئے' وہ عبرت کا نشان بنیں۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي الْعِرَافَةِ (التحفة ٥)

باب:۵-قوم کی نمائندگی

فائدہ: قوم قبیلے کی سطح کے سردار اور نمائندے کو عربی میں ''عریف'' کہا جاتا ہے۔ جو ان کے احوال سے باخبر رہتا ہے اور لوگ بھی اسے حاکم اعلیٰ کے سامنے اپنا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے ذریعے سے برے بھلے کی خبر ملتی رہتی اور اس طرح نظم و انتظام کو سنبھالنا اور چلانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہ عُرَفاء لوگوں کی مرضی سے قبائلی رسم و رواج کے مطابق مقرر ہوتے تھے۔

٢٩٣٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عن أبي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن يَحْيَى بنِ جَابِرٍ، عن صَالِحِ بنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ، عن جَدِّهِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ضَرَبَ عَلَى مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قال: «أَفْلَحْتَ يَاقُدَيْمُ! إِنْ مُتَّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيفًا».

۲۹۳۳- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا' پھر فرمایا: ''اے قُدَیم! (قاف کی پیش اور دال پر زبر کے ساتھ) تو کامیاب ہوا اگر اس حال میں فوت ہوا کہ نہ امیر بنا' نہ اس کا سیکرٹری اور نہ عریف (اپنی قوم کا سردار۔'')

٢٩٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٣، والبيهقي: ٦/ ٣٦١ من حديث صالح بن يحيى به، وهو لين (تقريب) * وحديث: "فلا يكونن عريفًا ولا شرطيًا ولا جابيًا ولا خازنًا، حسن، رواه أبويعلى، ح: ١١١٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٥٨.

ملحوظہ: اس باب کی دونوں حدیثیں سنداً ضعیف ہیں' لیکن اس حدیث سے اور اس سے اگلی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عریف یا گاؤں کے چودھری' مَلک اور وڈیرے کا دستور قدیم سے موجود تھا۔ اور یہ لوگ ماضی کی روایات کے تحت معاشرے کی ایک اہم ضرورت پوری کرتے تھے لیکن بہت سی ناروا باتیں' نمائندگی میں عدم توازن' لوگوں کے بعض حقوق سے اغماض جیسی غلطیاں بھی ان سے سرزد ہوتی تھیں۔ اس قدیم طریق کے مطابق چل کر ذمہ داریاں نبھانا اسلام کے تصورِ عدل کے مطابق تو نہ تھا لیکن جب تک ایمان دار تربیت یافتہ عملہ حاصل نہ ہو جاتا اور ان کو ہر جگہ متعین نہ کر دیا جاتا' انہیں لوگوں سے کام لینا ناگزیر تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء نے مختلف آبادیوں کی نمائندگی اور انتظام و انصرام کے لیے متعدد طریق اختیار فرمائے۔ بعض اوقات قبائل میں سے مسلمان ہونے والے لوگوں کی دینی تربیت کر کے یہ ذمہ داریاں ان کے سپرد کر دیں۔ بعض اوقات سابقہ عریفوں ہی کو نئی ہدایات کے ساتھ اپنے منصب پر برقرار رکھا' بعض اوقات اپنی تربیت یافتہ ٹیم سے لوگ بھیج دیے۔ بعض اوقات تربیت دینے والے بھیجے جو مقامی افراد کو تیار کر کے وہاں کے معاملات ان کے سپرد کر کے واپس آ جاتے۔ یہ تمام طریقے صحیح احادیث میں مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں حکومتی مناصب کی ذمہ داریاں دنیا اور آخرت کے حوالے سے بڑی سخت ہیں' لیکن اگر ایمان و دیانت سے یہ فرائض نبھائے جائیں تو اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

٢٩٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عن رَجُلٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّهُمْ كَانُوا عَلٰى مَنْهَلٍ مِنَ المَنَاهِلِ، فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الإسْلَامُ جَعَلَ صَاحِبُ الْمَاءِ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإبِلِ عَلٰى أنْ يُسْلِمُوا، فَأسْلَمُوا وَقَسَمَ الإبِلَ بَيْنَهُمْ، وَبَدَا لَهُ أنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ، فَأرْسَلَ ابْنَهُ إلى النَّبِيِّ ﷺ، فقالَ لَهُ: ائْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إنَّ أبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَإنَّهُ جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإبِلِ عَلٰى أنْ يُسْلِمُوا

۲۹۳۴-غالب قطان' ایک شخص سے روایت کرتے ہیں' وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے لوگ ایک چشمے پر مقیم تھے۔ جب ان کو اسلام کی دعوت پہنچی' تو پانی کے اس منتظم نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام لے آ ؤ تو میں تمہیں ایک سو اونٹ دوں گا' چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر اس نے ان میں اونٹ تقسیم کر دیے۔ پھر اسے خیال آیا کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ تو اس نے اپنے بیٹے کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور اسے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس جائے اور انہیں کہے کہ میرا والد آپ کو

٢٩٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/٣٦٦، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح:٣٧٣، من حديث غالب القطان به مختصرًا، وفيه غير واحد من المجهولين، انظر، ح:٥٢٣١، ورواه البيهقي: ٦/٣٦١ من حديث أبي داود به.

فَأَسْلَمُوا وَقَسَمَ الإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَا لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفَهُوَ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فإنْ قالَ لَكَ: نَعَمْ أوْ لَا، فَقُلْ لَهُ: إنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فَأَتَاهُ فقال: إنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، فقال: «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ»، فقال: إنَّ أَبِي جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا فَأَسْلَمُوا وَحَسُنَ إسْلَامُهُمْ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفَهُوَ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَقالَ: «إنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُسْلِمَهَا لَهُمْ فَلْيُسْلِمْهَا، وَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فإِنْ أَسْلَمُوا فَلَهُمْ إسْلَامُهُمْ، وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا قُوتِلُوا عَلَى الإِسْلَامِ». وَقال: إنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِيَ الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فقال: «إنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنَ الْعُرَفَاءِ وَلٰكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ».



سلام کہتا ہے اور بتانا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ انہیں ایک سو اونٹ دے گا' چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے' تو اس نے وہ اونٹ ان میں بانٹ دیے۔ اور اب اسے خیال آیا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے تو کیا میرا والد ان اونٹوں کا زیادہ حقدار ہے یا وہ لوگ؟ تو اگر آپ ﷺ ہاں کہیں' یا نہیں' تو انہیں عرض کرنا کہ میرا والد بہت بوڑھا ہے اور وہ اپنی قوم کے پانی کا عریف (ان کا سردار) ہے۔ تو آپ ﷺ اس کے بعد یہ منصب میرے لیے مقرر فرما دیں۔ چنانچہ اس کا بیٹا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: میرے والد آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: [وَعَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ] ''اور تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔'' پھر اس نے کہا: میرے والد نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ انہیں سو اونٹ دیں گے' چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور بڑے اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ (جس پر انہیں اونٹ دے دیے گئے) پھر اس کا (والد کا) خیال ہوا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ کیا وہ (میرا والد) ان کا زیادہ حق دار ہے یا وہ لوگ؟ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ انہی کو دے دینا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر واپس لینا چاہتا ہے تو وہ ان اونٹوں کا ان کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ پس اگر وہ اسلام لائے ہیں تو اس کا فائدہ خود انہی کو ہے اور اگر اسلام قبول نہیں کریں گے تو ان سے اسلام کے لیے قتال کیا جائے گا۔'' لڑکے نے پھر کہا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور وہ پانی کا منتظم ہے (اپنی قوم کا سردار ہے) اس کی

(یعنی میرے والد کی) درخواست یہ ہے کہ یہ منصب (عریف) اس کے بعد آپ ﷺ میرے لیے مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''عریف ہونا (قوم کا سردار بننا) حق ہے اور لوگوں کو عرفاء سے کوئی چارہ بھی نہیں' لیکن یہ عرفاء (سردار) لوگ جہنم میں جانے والے ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی رُو سے ثابت ہے کہ ہدیہ یا عطیہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے' البتہ باپ کو اپنی اولاد سے عطیہ واپس لے لینے کا حق حاصل ہے' لیکن اولاد کو اپنے والدین سے واپس لینے کا حق حاصل نہیں۔ (سنن أبي داود' البيوع' الرجوع في الهبة' حديث: ۳۵۳۸' ۳۵۳۹)

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ الْكَاتِبِ (التحفة ٦)

باب: ٦- کاتب (سیکرٹری) رکھنے کا بیان

٢٩٣٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا نُوحُ بنُ قَيْسٍ عن يَزِيدَ بنِ كَعْبٍ، عن عَمْرِو ابنِ مَالِكٍ، عن أبي الْجَوْزَاءِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: السِّجِلُّ كَاتِبٌ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ.

۲۹۳۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ''السجل'' نامی ایک شخص نبی ﷺ کا کاتب تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جن کے ذمے اہم ذمہ داریاں ہوں انہیں اپنے تعاون کے لیے مختلف افراد کو متعین کر لینا مناسب ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۹۳۲) یہی وہ بنیاد ہے جس پر پوری انتظامی سروس قائم کی گئی۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي السِّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٧)

باب: ۷- صدقات وصول کرنے والے کا ثواب

٢٩٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إبْرَاهِيمَ الأَسْبَاطِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ

۲۹۳۶- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ

٢٩٣٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٣٣٥ عن قتيبة به ✽ يزيد بن كعب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث طريق آخر ضعيف عند الخطيب في تاريخه: ٨/ ١٧٥.

٢٩٣٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوٰة، باب ماجاء في العامل على الصدقة بالحق: ٦٤٥، وابن ماجه، ح: ١٨٠٩ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ١٤٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٠٦، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

سُلَيْمَانَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بنِ عُمَرَ بنِ قَتَادَةَ، عن مَحْمُودِ بنِ لَبِيدٍ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ الله حَتَّى يَرْجِعَ إلى بَيْتِهِ».

فرماتے تھے: ''حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ مجاہد فی سبیل اللہ حتی کہ وہ گھر لوٹ آئے۔''

فائدہ: جہاں صدقات وزکوۃ ادا کرنے کی فضیلت اور اجر ہے وہاں انہیں مسلمانوں سے اکٹھا کر کے امانت اور دیانت سے بیت المال میں جمع کرانے والا بھی صاحب فضیلت ہے۔ جلیل القدر صحابۂ کرام اور دیگر صالحین امت یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اگر کوئی عامل واجب شرعی سے مزید طلب کرے تو حرام ہے۔ ہمارے موجودہ احوال میں جب سے حکومت نے اس مد سے دستبرداری اختیار کی ہے تو مسلمان اپنے طور پر یہ فریضہ ادا کرتے ہیں اور اسلامی علوم کی اشاعت کرنے والے ادارے اسی مد سے اپنا خرچ پورا کرتے ہیں اس طرح یہ رقومات حاصل کرنا اور جمع کرنا بھی ایک اہم ذمہ داری ہے' جب کہ بعض نادان مسلمان ایسے افراد کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو یکسر غلط اور داعیانِ حق کی حوصلہ شکنی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرعی ذمہ داری سے یہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں باعث اجر ہے۔ ان شاء اللہ۔ البتہ جو لوگ اس میں خیانت کر کے غلول (بد دیانتی) جیسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ قابل نفرین ہیں۔ اور آج کے دور میں ان کی کثرت ہے۔ یہ صحیح لوگوں کے لیے بھی باعث بدنامی ہیں۔

٢٩٣٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ شَمَاسَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ».

۲۹۳۷- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چنگی اور بھتہ لینے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

ملحوظہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ شرعی اور حکومتی ضابطہ کے بغیر کسی قسم کا بھتہ لینا حرام' ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔

٢٩٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٣ عن محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٣، وابن الجارود، ح: ٣٣٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٠٤، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق بن يسار عنعن.

٢٩٣٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْقَطَّانُ عن ابنِ مَغْرَاءَ، عن ابنِ إسْحَاقَ قال: الَّذِي يَعْشُرُ النَّاسَ يَعْني صَاحِبَ المَكْسِ.

۲۹۳۸- جناب ابن اسحٰق نے ”صاحب مکس“ کی وضاحت میں کہا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو (اس کی راہ میں آنے جانے والے تاجروں اور دوسرے لوگوں سے ان کے مال کا) دسواں حصہ لیتا ہو۔

فائدہ: اس بھتے کی شرح خواہ کچھ ہی ہو'ناجائز ہے۔اس میں آج کل کی حکومتوں کے عائد کردہ ناجائز ٹیکس بھی آ جاتے ہیں' جو وصول کرنے کے بعد حکمرانوں کے اللوں تللوں پر خرچ ہوتے ہیں۔حکومتیں اپنے ناجائز اخراجات کم نہیں کرتیں' لیکن عوام پر آئے دن اس قسم کے ٹیکس عائد کرتی رہتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج کل ٹیکسوں کے بغیر حکومت اور ملک کا چلنا ناممکن ہے' اسی لیے حکومتوں کے لیے ٹیکسوں کا جواز رکھا گیا ہے۔لیکن اس جواز کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے ناجائز اخراجات کو تو ختم نہ کریں اور عوام پر اندھا دھند ٹیکس عائد کرتی چلی جائیں۔ٹیکسوں کا یہ انداز اور طریقہ صریحاً ظلم ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْخَلِيفَةِ يُسْتَخْلَفُ (التحفة ٨)

باب:۸-خلیفہ اپنے جانشین کا نام دے

٢٩٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ وَسَلَمَةُ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ عُمَرُ: إنِّي إنْ لَا أَسْتَخْلِفْ، فإنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَسْتَخْلِفْ، وَإنْ أَسْتَخْلِفْ فَإنَّ أبَا بَكْرٍ قَدِ اسْتَخْلَفَ، قال: فَوَ الله! مَا هُوَ إلَّا أنْ ذَكَرَ رَسُولَ الله ﷺ وَأبَا بَكْرٍ، فَعَلِمْتُ أنَّهُ لا يَعْدِلُ بِرَسُولِ الله ﷺ أحَدًا وَإنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ.

۲۹۳۹-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے (جب وہ زخمی کیے گئے تو انہیں اپنا جانشین بنا جانے کے متعلق کہا گیا' تو انہوں نے) کہا: اگر میں (اپنا) جانشین نہ بناؤں تو (صحیح ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جانشین نہیں بنایا تھا اور اگر بنا جاؤں تو بھی (درست ہے) کیونکہ حضرت ابوبکر ؓ جانشین بنا گئے تھے۔حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ ہی کا نام لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھیں گے اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر کرنے والے نہیں۔

فائدہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے برابر اور ہم پلہ بنو آدم میں سے کوئی نہیں۔اور حضرت عمر ؓ نے جلیل القدر چھ

٢٩٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٢٩٣٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب الاستخلاف وتركه، ح: ١٨٢٣ من حديث عبدالرزاق به.

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم متعین فرما دیے کہ انہی میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے۔ اور وہ تھے: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد ازاں مزید وضاحت بھی فرمائی کہ انہوں نے اپنے بعد کسی کا نام کیوں تجویز نہیں کیا؟ جب لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنے جانشین کا نام تجویز کریں تو آپ نے جواب دیا: میں اس کام کے لیے ان لوگوں سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ جب رخصت ہوئے تو ان سے راضی تھے۔ پھر امارت کا فیصلہ کرنے کے لیے ان حضرات کے نام گنوائے: حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم - اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ ہوں گے، لیکن وہ امارت کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتے۔ (صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة، حديث: ٣٧٠٠) اس موقع پر ایک شخص نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا جانشین نامزد کرا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم اس بات پر تیرا مقصود اللہ کی رضا نہیں۔'' ایک اور صحیح روایت کے مطابق آپ نے اس کو جواب دیا: ''اللہ تجھے ہلاک کرے، تو نے اللہ کی رضا کے لیے ایسا نہیں کہا، کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنا دوں جو صحیح طریق سے بیوی کو طلاق بھی نہیں دے سکتا؟''



آپ کو اندازہ تھا کہ شوریٰ حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہما کو نامزد کرے گی اس لیے آپ نے دونوں کو بلا کر نصیحت کی۔ پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا: ''آپ تین دن لوگوں کو نماز پڑھائیں اور یہ لوگ ایک گھر میں اپنا اجتماع کریں۔ جب سب ایک شخص پر اتفاق کر لیں تو جو کوئی مخالفت کرے اسے قتل کر دیں۔'' یہ بات سن کر یہ حضرات باہر آئے تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ اجلح (حضرت علی مراد ہیں) کو ولی الامر بنا دیں تو وہ انہیں لے کر جادۂ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔ بیٹے نے کہا: آپ ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو نامزد کیوں نہیں کر دیتے۔ (کیونکہ جس طرح اوپر بیان ہوا کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفویض کرنے کی پیش کش کر چکے تھے۔) فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں زندگی میں بھی یہ بوجھ اٹھاؤں اور مرنے کے بعد بھی۔ (فتح الباري، كتاب فضائل الصحابة، باب قصة البَيْعة ٨٧/٧)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ یہ لوگ (جن پر مشتمل کمیشن آپ نے بنایا تھا) آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''میں نے لوگوں کے معاملے کا مشاہدہ کیا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہو سکتا ہے تو تم لوگوں ہی میں ہو گا، یہ معاملہ اب تمہارے سپرد ہے۔ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے مویشیوں کے پاس (مدینہ سے) باہر تھے۔) اس کے بعد فرمایا: جب تمہاری قوم تین اشخاص حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے سوا کسی کو امیر نہیں بنائے گی تو جو تم میں سے امیر بنے وہ اپنے اقرباء کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرے، اٹھو اور مشورہ کرو۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابھی توقف کرو، اگر میرا وقت آ جائے تو تین دن تک حضرت صہیب رضی اللہ عنہ امامت کروائیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر امارت پر مسلط ہو اس کی گردن اڑا دو۔'' (فتح الباري، حوالہ سابقہ) اس تمام واقع سے جو نتائج سامنے

آتے ہیں۔وہ درج ذیل ہیں:

① حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کیا اور اپنی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تلقین کردہ جانشین کے تعین کا حق استعمال کرنے کی بجائے مکمل طور پر آزاد شوریٰ کے ذریعے سے امیر کے تعین کا راستہ دکھایا۔

② آپ نے شوریٰ کے لیے جو کمیشن تجویز کیا وہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جن کا کردار ایسا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی تھے۔

③ یہ لوگ ایسے تھے کہ ان کے متفقہ فیصلے پر پوری امت کا اتفاق تھا اور ان کے اختلاف سے امت میں تفرقہ پڑ سکتا تھا۔ یعنی یہی پوری امت کے معتمد ترین نمائندے تھے۔

④ آپ نے اپنے بیٹے کو خلافت دیے جانے کے امکان کو بھی ختم کر دیا۔

⑤ آپ کو جس نے یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے کو جانشین بنا دیں آپ اس پر سخت ناراض ہوئے' اسے اللہ کے غضب سے ہلاک ہونے کی بدعادی اور اس بات کو اللہ کی ناراضی کا سبب گردانا۔

⑥ آپ کو لوگوں کے انتخاب کا صحیح اندازہ تھا۔ اس لیے آپ نے حضرات عثمان' علی اور بعد ازاں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کو امارت پر فائز ہو جانے کے بعد معاملات چلانے کے معاملے میں ضروری نصیحت فرمائی اور وہ یہ تھی کہ جس طرح میں نے بیٹے کو خلافت سے دور رکھا ہے اسی طرح امورِ خلافت چلانے میں بھی اقرباء کو شامل نہ کیا جائے۔

⑦ آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ امت میں اختلاف کا ایک اہم سبب قیادت کے درمیان اختلاف ہوتا ہے۔ گویا آپ نے ان زعماء کو بھی اتفاق و اختلاف کا ذمہ دار قرار دیا۔

⑧ آپ نے وسیع تر دائرے تک مشاورت کی غرض سے اس کمیشن کو کافی وقت دیا اور یہ کہا کہ جاؤ اور فوراً مشاورت کرو' اس کمیشن کو واضح طور پر امیر کے تعین کا طریق کار یاد کرا دیا۔

⑨ یہ بھی واضح ہدایت دی کہ معتمد نمائندے فیصلہ کر لیں تو انتشار پھیلانے والا باغی متصور ہوگا اور اس کی سزا موت ہوگی۔

⑩ یہ بھی واضح کر دیا کہ لوگوں کی مشاورت کے بغیر حکومت پر قبضہ کرنے والا بھی باغی ہوتا ہے اور اس کی سزا بھی موت ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ (التحفة ٩)

باب:۹-بیعت کے احکام ومسائل

٢٩٤٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

۲۹۴۰-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٢٩٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟ ح:٧٢٠٢، ومسلم، الإمارة، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، ح:١٨٦٧ من حديث عبدالله بن دينار به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَار، عن ابنِ عُمَرَ قال: كُنَّا نُبَايِعُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَيُلَقِّنُنَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ».

کہ ہم نبی ﷺ سے سمع اور اطاعت پر بیعت کرتے تھے۔ (آپ کے احکام سنیں گے اور بخوشی عمل کریں گے) اور آپ ہمیں تلقین فرماتے: ''اُن میں جن میں تم طاقت رکھو۔''

فائدہ: اسلام اور جہادی بیعت کے بعد شوریٰ کے ذریعے سے منتخب حکمران کی بیعت ''بیعت حکومت'' کہلاتی ہیں۔اس بیعت سے دو مقاصد حاصل ہوتے تھے: ① یہ بیعت اس بات کی علامت تھی کہ لوگوں نے تجویز ہونے والے نام کو قبول کرلیا ہے۔اس بیعت کے بعد خلافت کا انعقاد ہو جاتا تھا۔ ② تمام مسلمان شوریٰ کے ذریعے سے منتخب حکمران کے ساتھ تعاون کریں گے۔ یہ ایک طرح کا عمرانی معاہدہ ہے۔ خلفائے راشدین نے ان الفاظ کا اضافہ کرایا کہ سمع وطاعت ان کاموں میں ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور سابقہ خلفائے راشدین کے اقدامات کے مطابق ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے الفاظ میں ''انسانی استطاعت کے مطابق'' کے الفاظ شامل کرنے کی تلقین اس لیے فرمائی کہ بیعت کرنے والے خود کو ایسی صورت حال میں نہ پائیں جس کی انسان استطاعت ہی نہیں رکھتا۔



۲۹٤۱- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثَني مَالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عنْ بَيْعَةِ رَسُولِ الله ﷺ النِّسَاءَ قالَتْ: مَا مَسَّ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ امْرَأَةً قَطُّ إلَّا أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا، فَإِذَا أَخَذَ عَلَيْهَا فَأَعْطَتْهُ قال: «اذْهَبِي فَقَدْ بَايَعْتُكِ».

۲۹۴۱-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے عورتوں سے بیعت لینے کے بارے میں کہا: نبی ﷺ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا' البتہ عہد لیا کرتے تھے' اور جب وہ عہد کرتی تو آپ اسے فرماتے: ''جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ افراد امت کے لیے بمنزلہ باپ ہوتے ہوئے بیعت جیسے اہم شرعی معاملے میں اجنبی عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے' دوسروں کو اور زیادہ احتیاط اور پرہیز کرنا چاہیے۔ایسے ہی عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اجانب (غیر محرم مردوں) سے مصافحہ اور اختلاط سے بچیں۔ ② شرعی آداب کو ملحوظ رکھ کر' اجنبی عورتوں سے حسب ضرورت جائز معاملات کے بارے میں بات چیت کرلینی جائز ہے۔

۲۹٤۱ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كيفية بيعة النساء، ح: ۱۸٦٦ من حديث ابن وهب، والبخاري، الأحكام، باب بيعة النساء، ح: ۷۲۱٤ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٢٩٤٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ قال: حدثنا سَعِيدُ بنُ أبي أيُّوبَ: حَدَّثَنا أبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ ابنُ مَعْبَدٍ عن جَدِّهِ عَبْدِ الله بنِ هِشَامٍ، قال: وَكَانَ قَدْ أدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إلى رَسُولِ الله ﷺ فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! بَايِعْهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هُوَ صَغِيرٌ»، فَمَسَحَ رَأْسَهُ.

۲۹۴۲-حضرت عبداللہ بن ہشام ؓ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے بیعت فرمالیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چھوٹا ہے۔'' اور آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا۔

فائدہ: بیعت کوئی رسمی اور تبرکاتی عمل نہیں' بلکہ فریقین کے درمیان ایک باقاعدہ معاہدہ ہوتا ہے' اس لیے انسان کو سوچ سمجھ کر بیعت کرنی چاہیے۔ وہ بیعت جہاد کی ہو یا ہجرت کی یا اعمال صالحہ پر پابندی کی۔ تاہم تیسری قسم کی بیعت (اعمالِ صالحہ کی پابندی کی بیعت) کا رواج سلف (صحابہ وتابعین) کے عہد میں نہیں تھا۔ اس کا سلسلہ خیر القرون کے بعد قائم ہوا۔

(المعجم ٩، ١٠) - بَابٌ: فِي أرْزَاقِ الْعُمَّالِ (التحفة ١٠)

باب:۹'۱۰-عُمّال حکومت کی تنخواہوں کا بیان

٢٩٤٣- حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ أخْزَمَ أبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ عن عَبْدِ الْوَارِثِ ابنِ سَعِيدٍ، عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ».

۲۹۴۳-حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے ہم کسی کام پر متعین کریں اور اسے اس پر تنخواہ بھی دیں' تو جو وہ اس سے مزید لے گا وہ خیانت ہوگی۔''

فائدہ: حکومتی اور دیگر پرائیویٹ اداروں میں ملازم لوگوں کے لیے اس حدیث میں انتہائی تنبیہ ہے کہ تنخواہ اور

٢٩٤٢_ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الصغير، ح: ٧٢١٠ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به وزاد: "ودعا له".

٢٩٤٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٦٩ عن زيد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٠٦، ووافقه الذهبي.

معروف تعاون‘ جو ادارہ اپنے کارکنان کے ساتھ کرتا ہو‘ اس کے علاوہ غلط انداز سے مزید مال یا فوائد حاصل کرنا بہت بڑی اور بری خیانت ہے۔ خواہ عوام انہیں دیں (اس منصبی ذمہ داری کے عوض میں) یا وہ عوام سے مطالبہ کریں یا حیلے بہانے سے یا چوری چھپے اپنی تحویل میں دیے گئے فنڈز سے سمیٹنے کی کوشش کریں۔

٢٩٤٤- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ الله بنِ الأشَجِّ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن ابنِ السَّاعِدِيِّ قال: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ أمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ: إنَّمَا عَمِلْتُ لله، قالَ: خُذْ ما أُعْطِيتَ فإنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فعَمَّلَنِي.

۲۹۴۴- حضرت ابن ساعدی ؓ کہتے ہیں‘ حضرت عمر ؓ نے مجھے صدقات کا عامل (تحصیلدار مال) بنایا‘ جب میں فارغ ہو کر آیا تو آپ نے میرے لیے حق الخدمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا: یہ کام میں نے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے‘ آپ نے فرمایا: جو ملتا ہے لے لو‘ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ کام کیا تھا‘ تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا بدل عنایت فرمایا تھا۔

فوائد ومسائل: ① واجب ہے کہ جس کسی سے کوئی کام لیا جائے تو اس کا حق الخدمت بھی ادا کیا جائے۔ اس طرح کام کرنے والے پر فی الواقع ایک ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور تقصیر کی صورت میں جواب طلبی کا حق بھی موجود رہتا ہے۔ ورنہ غفلت کر جانے کا پہلو غالب رہے گا۔ ② راوی حدیث کو ’’ابن السعدی‘‘ بھی کہا گیا ہے اور اس کا اصل نام عبداللہ یا عمرو یا قدامہ روایت ہوا ہے۔

٢٩٤٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا المُعَافَى: حَدَّثَنا الأوْزَاعِيُّ عن الْحَارِث بنِ يَزِيدَ، عَنْ [عَبدِ الرَّحمَنِ ابنِ] جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن المُسْتَوْرِدِ بنِ شَدَّادٍ قال: سَمِعْتُ النَّبيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَإنْ لَمْ

۲۹۴۵- حضرت مستورد بن شداد ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ’’جو ہمارا عامل ہو وہ بیوی حاصل کر لے‘ اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم لے لے اور اگر اس کے پاس رہائش نہ ہو تو وہ رہائش حاصل کر لے۔‘‘ مستورد ؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

٢٩٤٤- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥ من حديث ليث بن سعد به، وتقدم، ح: ١٦٤٧.

٢٩٤٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٥ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ٢٢٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٧٠، والحاكم علٰى شرط البخاري: ١/ ٤٠٦، ووافقه الذهبي، وقالوا: عبدالرحمٰن بن جبير، بدل جبير بن نفير، وهو أشبه بالصواب.

يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا». قَال: قَال أَبُو بَكْرٍ: أُخْبِرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَال: «مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ أَوْ سَارِقٌ».

”جوکوئی اس کے علاوہ لے تو وہ خائن ہے یا چور۔“

فائدہ: نکاح کرنا، خادم اور رہائش (گھریلو اخراجات سمیت) حاصل کرنا، عمال حکومت کے لازمی بنیادی حقوق میں سے ہیں۔ آج کل ملازمین کا بری طرح استحصال کیا جاتا ہے اور مجبوری کے عالم میں ان کو اتنا کم معاوضہ قبول کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی مذکورہ بالا بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے جس کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے، بالخصوص جب کہ افسران بالا اور حکمران طبقہ اپنے لیے قومی خزانے سے اتنی سہولتیں اور مراعات حاصل کرلیں کہ اللہ کی پناہ۔

(المعجم ١٠، ١١) - بَابٌ: فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ (التحفة ١١)

باب: ۱۰، ۱۱- عمال کا لوگوں سے ہدیے وصول کرنا

٢٩٤٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَ ابنُ أَبي خَلَفٍ لَفْظُهُ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن أَبي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابنُ اللُّتْبِيَّةِ - قال ابنُ السَّرْحِ: ابنُ الأُتْبِيَّةِ - عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَاءَ فَقَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَجِيءُ فَيَقُولُ: هٰذَا لَكُم وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، أَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا، لَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ

۲۹۴۶- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ازد قبیلے کے ایک شخص کو صدقات پر عامل بنایا جس کا نام ابن اللُّتبية تھا..... ابن سرح نے اس کا نام ابن الأُتبيّة ذکر کیا ہے..... جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ”عامل کو کیا ہوا ہے کہ ہم اسے بھیجتے ہیں پھر وہ آکر کہتا ہے: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا، پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں؟ تم میں سے جو کوئی بھی اس قسم کی چیز لے گا وہ اسے قیامت کے دن لے کر حاضر ہوگا، اگر وہ اونٹ ہوا تو بلبلاتا آئے گا، اگر گائے ہوئی تو

٢٩٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب هدايا العمال، ح: ٧١٧٤، ومسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح: ١٨٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

إلّا جاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيامَةِ، إن كَانَ بَعِيرًا فَلَهُ رُغَاءٌ أوْ بَقَرَةً فَلَها خُوارٌ أوْ شَاةً تَيْعَرُ»، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّى رَأيْنَا عُفْرَةَ إبْطَيْهِ ثُمَّ قال: «اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ».

ڈکارتی ہوئی آئے گی یا بکری ہوئی تو ممیاتی ہوئی آئے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔ اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔''

فائدہ: حکومت کا منصب دار ہوتے ہوئے متعینہ حق سے زیادہ لینا' خواہ لوگ اپنی مرضی ہی سے کیوں نہ دیں اور اسے ہدیہ بتائیں' تو وہ بیت المال کا حق ہے اور قومی امانت ہے' اسے اپنے ذاتی تصرف میں لانا ناجائز ہے۔

(المعجم ١١، ١٢) - بَابٌ: فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ (التحفة ١٢)

باب:۱۱' ۱۲-صدقات میں خیانت کرنا

٢٩٤٧- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مُطَرِّفٍ، عن أبي الْجَهْمِ، عن أبي مَسْعُودٍ الأنْصَارِيِّ قالَ: بَعَثَنِي النَّبيُّ ﷺ سَاعِيًا ثُمَّ قال: «انْطَلِقْ أبَا مَسْعُودٍ لَا أُلْفِيَنَّكَ يَوْمَ الْقِيامَةِ تَجِيءُ وَعَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرٌ مِن إبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ». قالَ: إذًا لَا أنْطَلِقَ قال: «إذًا لَا أُكْرِهكَ».

۲۹۴۷- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے بطور عامل بھیجا اور فرمایا: ''اے ابو مسعود! جاؤ اور خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن میں تمہیں پاؤں کہ تم آؤ اور تمہاری پیٹھ پر صدقے کا کوئی اونٹ بلبلاتا ہوا آئے' جسے تم نے خیانت سے لیا ہو۔'' کہتے ہیں کہ (میں نے عرض کیا: اگر معاملہ اتنا سخت ہے) تب میں نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا: ''تو میں بھی تجھے مجبور نہیں کرتا۔''

فائدہ: ہر مسلمان کو اپنی عاقبت پیش نظر رکھنی چاہیے اور حاکم کو بھی لازم ہے کہ اپنے عمال کو تنبیہ کرتا رہے کہ امانت میں خیانت سے باز رہیں۔ اگر عاقبت کی جوابدہی کے ڈر سے کوئی انسان حکومت کی طرف سے مجوزہ ذمہ داری قبول نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ١٢، ١٣) - بَابٌ: فِيمَا يَلْزَمُ الإمَامَ مِنْ أمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحَجَبَةِ عَنْهُمْ (التحفة ١٣)

باب:۱۲' ۱۳-رعیت کے تعلق سے حاکم کے فرائض کا بیان اور یہ کہ وہ عوام کو ملنے سے گریز نہ کرے

٢٩٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] وله شاهد عند مسلم، ح: ١٨٣١.

٢٩٤٨- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ قالَ: حدَّثني ابنُ أبي مَرْيَمَ أنَّ الْقَاسِمَ بنَ مُخَيْمِرَةَ أخْبَرَهُ أنَّ أبَا مَرْيَمَ الأزْدِيَّ أخبَرَهُ قالَ: دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فقالَ: مَا أنْعَمَنَا بِكَ أبَا فُلَانٍ - وَهِيَ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ - فَقُلْتُ: حَدِيثًا سَمِعْتُهُ أُخْبِرُكَ بِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ وَلَّاهُ الله عَزَّوَجلَّ شَيْئًا مِنْ أمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ احْتَجَبَ الله عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ»، قالَ: فَجَعَلَ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ.

۲۹۴۸- جناب ابومریم ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ ؓ سے ملنے گیا (جب کہ وہ شام میں حکمران تھے) تو انہوں نے کہا: اے ابوفلاں! کیا خوب آئے ہو (یعنی ہمیں تمہارے آنے سے خوشی ہوئی ہے) اور یہ جملہ [مَا أنْعَمَنَا بِكَ] عرب لوگ بطور استقبال و خوش آمدید بولا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ایک حدیث ہے جو میں آپ کو بتانے آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی اور ذمہ دار بنادیا ہو' پھر وہ ان کی ضروریات' حاجت مندی اور فقیری میں ان سے ملنے سے گریز کرے (حجاب میں رہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے حجاب فرمالے گا' جب کہ وہ ضرورت مند ہوگا' محتاج ہوگا اور فقیر ہوگا۔'' چنانچہ انہوں نے ایک آدمی مقرر کردیا جو لوگوں کی ضروریات اور حاجات ان تک پہنچاتا تھا۔

فائدہ: غیر شرعی اور غیر اسلامی سیاست میں یہ ہوتا ہے کہ حاکم اور رعیت میں فاصلہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان کا وہم ہے کہ عوام سے بہت زیادہ میل جول ہیبت اور رعب داب کو کم کردیتا ہے' جبکہ اسلامی سیاست اس کے برخلاف ہے۔ حاکم ان کا راعی اور خدمت گار ہے' اس کا عوام سے ملنے سے گریز کرنا اور ان کی ضروریات پوری نہ کرنا دنیا اور آخرت کا نقصان ہے۔ حضرت عمر ؓ اپنے گورنروں کی سخت سرزنش کرتے اگر یہ معلوم ہوتا کہ عام لوگ بلا روک ٹوک ان سے نہیں مل سکتے۔

٢٩٤٩- حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن

۲۹۴۹- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں جو چیز بھی دیتا

٢٩٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في إمام الرعية، ح: ١٣٣٣ من حديث يحيى بن حمزة به، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم: ٤/ ٩٣، ٩٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٣٣٢، وأحمد: ٥/ ٢٣٨ وغيرهما.

٢٩٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣١٤ عن عبدالرزاق به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ٤٣.

هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ قالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أُوتِيكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمْنَعُكُمُوهُ إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ».

ہوں یا نہیں دیتا' تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک خزانچی کی طرح ہوں' چیزوں کو وہیں رکھتا ہوں جہاں مجھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

فائدہ: نبی ﷺ پوری امت اسلامیہ بلکہ بنی نوع انسان کے سید اور سردار ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے ''خزانچی'' باور کرار ہے ہیں' تو اس کا مطلب ہے کہ ریاست کے وسائل حکمرانوں کی ملکیت نہیں ہوتے۔ ان کے خرچ کرنے میں وہ خود مختار نہیں ہوتے بلکہ تمام شرکاء یعنی تمام باشندوں کا ان میں حق ہوتا ہے اور سب کو اس کے مطابق ان سے مستفید ہونے کا برابر موقع ملنا چاہیے بلکہ جو نادار اور محتاج ہوں ان کو زیادہ ملنا چاہیے لیکن خلافت راشدہ کے بعد بادشاہت میں مسلمانوں کے وسائل کے استعمال میں حکمران زیادہ سے زیادہ خود مختار ہوتے گئے اور خزانے کو اپنے لیے شیر مادر سمجھنے لگے اور جس کسی کو کچھ دیتے تو استحقاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے ساتھ وفاداری وغیرہ کی وجہ سے دیتے۔ یہ خیانت کے مترادف ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔



٢٩٥٠- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ ابنِ عَمْرِو بن عَطَاءٍ، عن مَالِكِ بنِ أَوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ قالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فقالَ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهٰذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا أَحَدٌ مِنَّا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَنَّا عَلَى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ الله عَزَّوَجَلَّ وَقَسْمِ رَسُولِهِ ﷺ فَالرَّجُلُ وَقِدَمُهُ وَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهُ وَالرَّجُلُ وَعِيَالُهُ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهُ.

٢٩٥٠- جناب مالک بن اَوس بن حدثان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مال فے کا ذکر کیا اور کہا: اس مال کا میں تم سے زیادہ حقدار نہیں ہوں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک کسی دوسرے پر زیادہ حق رکھتا ہے' سوائے اس کے کہ ہم اللہ کی کتاب کی رو سے اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق اپنے اپنے مرتبہ پر ہیں' یا تو کوئی اسلام قبول کرنے میں سبقت کر چکا ہے یا کوئی اسلام کے لیے اپنی بہادری کے جوہر دکھانے والا ہے یا کوئی عیالدار ہے یا کوئی حاجت مند (لہٰذا ان ہی اعتبارات سے یہ مال تقسیم کیا جاتا ہے۔)

فائدہ: دنیا میں اولیت' اسلام کو دل وجان سے قبول کر لینے کی اولیت میں ہے یا اس کے لیے جان کی بازی لڑانے میں ہے۔ آخرت میں بھی درجات اسی اعتبار سے ملیں گے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب سے اولین ہوں گے۔ وسائل کی

٢٩٥٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٢ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه في هذا السياق.

تقسیم کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پالیسی دنیا کے لیے ماڈل ہے۔ آپ اس پالیسی کے حوالے سے اپنے احتساب کو خندہ پیشانی سے قبول فرماتے تھے بلکہ احتساب کی حوصلہ افزائی کرتے۔

(المعجم ١٣، ١٤) - بَابٌ: فِي قَسْمِ الْفَيْءِ (التحفة ١٤)

باب:۱۳'۱۴- مال فے کی تقسیم کے احکام ومسائل

فائدہ: جو مال کفار اور دارالحرب سے بغیر جنگ وقتال کے حاصل ہو''فے'' کہلاتا ہے۔ اور جو جنگی مقابلے کی صورت میں ملے اسے ''غنیمت'' کہتے ہیں۔ بعض اوقات اس فرق کے بغیر تمام ذرائع سے حاصل ہونے والے مال کو جس میں خمس بھی شامل ہو فے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

٢٩٥١- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بْنِ أبي الزَّرْقَاءِ: أخبرني أبي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بن أسْلَمَ: أنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فقالَ: حَاجَتَكَ يَاأبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فقالَ: عَطَاءُ المُحَرَّرِينَ فَإنِّي رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أوَّلَ ما جَاءَهُ شَيْءٌ بَدَأَ بالمُحَرَّرِينَ.

۲۹۵۱- جناب زید بن اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے' انہوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) آپ کس ضرورت سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ آزاد شدہ غلاموں (اور لونڈیوں) کا حصہ ادا کریں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس جب بھی کوئی مال آتا تو آپ (اس میں سے) آزاد شدہ غلاموں (اور لونڈیوں) کو پہلے دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مُحَرَّرُون سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے غلام تھے' پھر آزاد ہو گئے' دیوان عطا میں ان کا مستقل اندراج نہ ہوتا تھا بلکہ اپنے آقاؤں کے ساتھ ہی ان کا اندراج ہوتا۔ اب آزاد ہونے کے بعد ان کی مستقل حیثیت کو تسلیم کرنا اور ان کا باقاعدہ حصہ دینا ضروری تھا' کیونکہ اب ان کی ضرورتوں کی ذمہ داری ان کے سابق آقاؤں پر نہ تھی۔ بعض علماء مُحَرَّرُون سے وہ غلام مراد لیتے ہیں جنہوں نے مالکوں سے یہ معاہدہ کر لیا ہو کہ وہ اپنی متفق علیہ قیمت مالکوں کو ادا کر کے آزاد ہوں گے۔ اس ادائیگی میں ان کی مدد بیت المال سے کی جائے گی۔

٢٩٥٢- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى: حَدَّثَنا ابنُ أبي

۲۹۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ کے پاس ایک تھیلی آئی اس میں نگینے تھے'

٢٩٥١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود، ح: ١١١٤ من حديث هشام بن سعد به.

٢٩٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٨ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

ذِئْبٍ عن الْقَاسِمِ بنِ عَبَّاسٍ، عن عَبْدِالله ابنِ دِينَارٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِظَبْيَةٍ فِيهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالأَمَةِ قالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ أَبِي رَضِيَ الله عنهُ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

آپ نے انہیں آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: میرے والد آزاد اور غلام سب میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: گویا رسول اللہ ﷺ غلاموں اور کنیزوں کا آزاد لوگوں کی طرح باقاعدہ حصہ مقرر فرما کر ان کو ادا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ کی پالیسی بھی بالکل یہی تھی۔

٢٩٥٣- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ ؛ ح: وَحدثنا ابنُ الْمُصَفَّى قالَ: حدثنا أَبُو الْمُغِيرَةِ جَمِيعًا عنْ صَفْوَانَ بنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن عَوْفِ بن مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا أَتَاهُ الْفَيْءُ قَسَمَهُ فِي يَومِهِ فَأَعْطَى الآهِلَ حَظَّيْنِ وَأَعْطَى الْعَزَبَ حَظًّا. زَادَ ابنُ الْمُصَفَّى: فَدُعِينَا وَكُنْتُ أُدْعَى قَبْلَ عَمَّارٍ فَدُعِيتُ فَأَعْطَانِي حَظَّيْنِ وَكانَ لِي أَهْلٌ ثُمَّ دُعِيَ بَعْدِي عَمَّارُ ابنُ يَاسِرٍ فَأُعْطِيَ حَظًّا وَاحِدًا.



٢٩٥٣- حضرت عوف بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال فے آجاتا تو آپ اسے اسی دن تقسیم فرما دیتے۔ آپ بیوی والے کو دو حصے اور مجرد کو ایک حصہ دیتے۔ ابن مصفٰی کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ہمیں بھی بلایا گیا اور مجھے (عوف بن مالک کو) عمار سے پہلے بلایا جاتا تھا' مجھے بلایا اور دو حصے عنایت فرمائے' کیونکہ میرے ہاں بیوی تھی' پھر میرے بعد حضرت عمار بن یاسر ؓ کو بلایا گیا اور انہیں ایک حصہ عنایت فرمایا۔

فائدہ: بیت المال میں سے اسلام کے لیے خدمات کے ساتھ ساتھ ذاتی احوال کے حوالے سے بھی ایک مسلمان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتیں اس کا حصہ بھی زیادہ ہوتا۔ جبکہ دیگر نظامہائے معیشت میں بالعموم اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ نیز حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - بَابٌ: فِي أَرْزَاقِ الذُّرِّيَّةِ (التحفة ١٥)

باب:١٤، ١٥- مسلمانوں کی اولادوں کے حصے کا بیان

٢٩٥٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن الجارود، ح: ١١١٢.

٢٩٥٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «أنَا أوْلَى بالمُؤْمِنِينَ مِنْ أنْفُسِهِمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلأهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أوْ ضَيَاعًا فَإلَيَّ وَعَلَيَّ».

۲۹۵۴-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "میں مومنوں کے لیے ان کی جانوں سے بھی نزدیک تر ہوں (کہ میرا مقام پہچانیں اور بے چوں وچرا اطاعت کریں) چنانچہ جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے گھر والوں کا حق ہے اور جو کوئی قرضہ چھوڑ جائے یا چھوٹے بچے' تو وہ میری طرف ہیں اور میرے ذمے ہیں۔"

٢٩٥٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإلَيْنَا».

۲۹۵۵-حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو عیال واطفال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہیں۔" (ہم ان کے ذمہ دار ہیں اور ہم ان کی کفالت کریں گے۔)

٢٩٥٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله عن النَّبيِّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «أنَا أوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِن نَفْسِهِ فَأيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ دَيْنًا فَإلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

۲۹۵۶-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے بھی قریب تر ہوں' جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو وہ میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔"

فائدہ: اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے میں ہر چھوٹے بڑے فرد کی پوری طرح کفالت کی جاتی ہے۔ انسان کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی۔ جبکہ فرد بھی اسلام کے لیے جان سپاری سے دریغ کرنے والا نہیں ہوتا اور

٢٩٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من ترك دينًا أو ضياعًا فعلى الله وعلى رسوله، ح:٢٤١٦ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم من حديث جعفر الصادق به، انظر، ح:٣٣٤٣.

٢٩٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الأسير، ح:٦٧٦٣، ومسلم، الفرائض، باب من ترك مالاً فلورثته، ح:١٦١٩/ ١٧ من حديث شعبة به.

٢٩٥٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح:١٩٦٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:١٥٢٥٧، ومسند أحمد:٣/ ٢٩٦، وانظر، ح:٣٣٤٣.

نہ وہ بلاوجہ سوال کرنے والا ہی ہوتا ہے اور نہ بدمحنت کہ کسب محنت سے دل چراتا ہو۔ چھوٹے بچوں کے لیے بیت المال سے باقاعدہ وظائف کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے طریق اور ارشادات کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک منضبط انداز میں رائج تھا۔ موجودہ دور میں یورپ وغیرہ کی مذہبی ریاستوں میں یہی انتظام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اخذ کردہ ہے۔ (نیز دیکھیے فوائد حدیث: ۲۹۰۱)

(المعجم ١٥، ١٦) - **بَابٌ: مَتَى يُفْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتِلَةِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۵، ۱۶- جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟

٢٩٥٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عُرِضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعُرِضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.



۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو غزوۂ احد کے دن نبی ﷺ پر پیش کیا گیا جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی تو آپ نے اجازت نہ دی۔ اور پھر (اگلے سال) خندق کے موقع پر پیش کیا گیا جبکہ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی تو آپ نے اجازت دے دی۔

فوائد و مسائل: ① بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے اور شرعی امور کا مکلف ہو جاتا ہے لہٰذا اسے جنگ وقتال میں بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے اسے جنگ میں لے جانا درست نہیں۔ ② اور جب جنگ میں شریک ہوگا تو غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ پائے گا۔ ③ پندرہ سال یا علامات بلوغت سے پہلے اگر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر شرعی حد لاگو نہیں ہوگی تعزیر و تادیب ہوگی۔ اسی طرح اس کی دی ہوئی طلاق بھی نافذ العمل نہیں ہوگی فیصلے میں اس کے ولی کی شمولیت ضروری ہوگی اور اسے اپنے مال سے باقاعدہ اور آزادانہ تصرف کا اختیار بھی اس کے بعد حاصل ہوگا۔

(المعجم ١٦، ١٧) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الافْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ** (التحفة ١٧)

باب:۱۶، ۱۷- زمانۂ آخر میں بادشاہوں سے کچھ لینا مکروہ ہے

٢٩٥٨- **حَدَّثَنا** ابنُ أبي الحَوَارِيِّ:

۲۹۵۸- جناب سلیم بن مطیر نے کہا: مجھ سے میرے

٢٩٥٧_ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الخندق، ح: ٤٠٩٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٧.

٢٩٥٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٣٨ من حديث سليم بن مطير به، وهو لين الحديث، وأبوه مجهول الحال (تقريب)، ورواه البيهقي: ٦/ ٣٥٩ من حديث أبي داود به.

حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ مُطَيْرٍ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرَى قالَ: حَدَّثني أبي مُطَيْرٌ أَنَّهُ خَرَجَ حاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بالسُّوَيْدَاءِ إِذَا أنَا بِرَجُلٍ قَدْ جاءَ كَأَنَّهُ يَطْلُبُ دَوَاءً أَوْ حُضَضًا وَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَعِظُ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ، فَقالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً، فَإِذَا تَجاحَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى المُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِينِ أَحَدِكُمْ فَدَعُوهُ».

والد ابومطیر نے بیان کیا کہ وہ حج کے لیے روانہ ہوا حتی کہ جب مقام سویداء میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جو گویا کسی دوا کی تلاش میں ہے یا رسوت ڈھونڈ رہا ہے' اس نے کہا: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا تھا جبکہ آپ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے' کچھ باتوں کا حکم دے رہے تھے اور کچھ سے منع کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: ''لوگو! (بادشاہوں کے) عطیے اور ہدایا جب تک عطیے ہوں قبول کر سکتے ہو لیکن جب قریشی لوگ حکومت کے لیے لڑنے لگیں اور یہ ہدیے تمہارے دین کا عوض بن جائیں تو چھوڑ دینا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ المُبَارَكِ عنْ مُحَمَّدِ بنِ يَسَارٍ عن سُلَيْمِ بن مُطَيْرٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابن مبارک نے بواسطہ محمد بن یسار' سلیم بن مطیر سے روایت کیا ہے۔

٢٩٥٩- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ مُطَيْرٍ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرَى عن أبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قال: سَمِعْتُ رجلًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَمَرَ النَّاسَ وَنَهَاهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟» قالُوا: اللَّهُمَّ! نَعَمْ، ثُمَّ قال: «إِذَا تَجاحَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْمُلْكِ فِيمَا بَيْنَهَا وَعَادَ الْعَطَاءُ - أَوْ كَانَ - رُشًا فَدَعُوهُ» فَقِيلَ: مَنْ هذَا؟ قَالُوا: هٰذَا ذُو الزَّوَائِدِ صَاحِبُ رَسُولِ الله ﷺ.

٢٩٥٩-سلیم بن مطیر نے اپنے والد سے بیان کیا اور یہ وادی القریٰ کا رہنے والا تھا۔ اس کے والد نے کہا: میں نے ایک صاحب سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا' آپ نے لوگوں کو کچھ احکام بیان کیے اور کچھ سے منع فرمایا' پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں نے پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا: ہاں' اے اللہ! (ہم گواہ ہیں) پھر آپ نے فرمایا: ''جب اہل قریش آپس میں حکومت کے لیے جھگڑنے لگیں اور عطیے رشوت بن جائیں تو پھر انہیں چھوڑ دینا۔'' پوچھا گیا کہ یہ بیان کرنے والا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ

٢٩٥٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٩ من حديث أبي داود به.

ﷺ کے صحابی ذوالزوائد ہیں۔

(المعجم ١٧، ١٨) - **بَابٌ: فِي تَدْوِينِ الْعَطَاءِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۷، ۱۸-غنیمت اور فے لینے والوں کے نام ضبط تحریر میں لانا

٢٩٦٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ: أخبرنا ابنُ شِهَابٍ عن عَبْدِ الله بن كَعْبِ بن مَالِكٍ الأنْصَارِيِّ أنَّ جَيْشًا مِنَ الأنْصَارِ كَانُوا بِأرْضِ فَارِسَ مَعَ أمِيرِهِمْ، وَكَانَ عُمَرُ يُعْقِبُ الْجُيُوشَ في كُلِّ عام، فَشُغِلَ عَنْهُمْ عُمَرُ، فَلَمَّا مَرَّ الأجَلُ قَفَلَ أهْلُ ذٰلِكَ الثَّغْرِ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ وَتَوَاعَدَهُم وَهُمْ أصْحَابُ رَسُولِ الله ﷺ فقالُوا: يَاعُمَرُ! إنَّكَ غَفَلْتَ عَنَّا وَتَرَكْتَ فِينَا الَّذِي أمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ إعْقَابِ بَعْضِ الْغَزِيَّةِ بَعْضًا.



۲۹۶۰- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے روایت ہے کہ انصاریوں کا ایک لشکر اپنے امیر کی معیت میں ایران کے علاقے میں گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال لشکروں کو باری باری بھیجا کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (دیگر مصروفیات کی وجہ سے) ان سے مشغول ہوگئے (اور بھول گئے) سو جب مقررہ وقت گزر گیا تو اس جانب کی سرحدوں والے واپس چلے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور دھمکی بھی دی' حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے۔ انہوں نے کہا: عمر! تم ہم سے غافل رہے ہو اور ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو حکم فرمایا تھا وہ تم نے چھوڑ دیا ہے کہ مجاہدین ایک دوسرے کے بعد باری باری سے بھیجے جائیں گے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مجاہدین اور دیگر لوگوں کی' جنہیں غنیمتوں میں سے حصہ ملا کرتا تھا' باقاعدہ فہرستیں اور درجہ بندی کی گئی تھی تاکہ کوئی آدمی محروم نہ رہ جائے اور ہر ایک کو اس کے مرتبے کے مطابق حصہ مل جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تاخیر کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ فہرستیں بنا رہے تھے۔ (بذل المجهود) رسول اللہ ﷺ کے دور میں چونکہ تعداد اتنی زیادہ نہ تھی کہ ان کا انتظام تحریری فہرستوں کے بغیر ممکن نہ ہوتا' اس لیے اس کام کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب تعداد زیادہ ہوگئی تو اس وقت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ باری باری بھیجتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کی فہرستیں موجود تھیں جن کی وجہ سے باری کا تعین ہوتا تھا۔

٢٩٦١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ:

۲۹۶۱- جناب عدی بن عدی کندی کے صاحبزادے

٢٩٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٩٥ * ابن شهاب الزهري صرح بالسماع، وعبدالله بن كعب سمعه من الصحابة وعن عمر كما هو الظاهر.

٢٩٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٩٥ من حديث أبي داود به * ابن عدي بن عدي ...

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَائِذٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنِي فِيمَا حَدَّثَهُ ابْنٌ لِعَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ: أَنَّ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفَيْءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيهِ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَرَآهُ الْمُؤْمِنُونَ عَدْلًا مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَعَلَ اللهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ»، فَرَضَ الْأَعْطِيَةَ لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَقَدَ لِأَهْلِ الْأَدْيَانِ ذِمَّةً بِمَا فُرِضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجِزْيَةِ لَمْ يَضْرِبْ فِيهَا بِخُمُسٍ وَلَا مَغْنَمٍ.

کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا: جو شخص یہ پوچھے کہ مالِ فے کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا مصرف وہی ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا اور اہل ایمان نے بھی اسے نبی ﷺ کے فرمان کی روشنی میں عدل پر مبنی پایا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال فے کے عطایا کو مسلمانوں کے لیے خاص کیا ہوا تھا اور دیگر مذاہب والوں کے لیے امن و امان کا عہد دیا تھا بعوض اس جزیہ کے جو ان سے لیا جاتا تھا اور ان کا خمس یا غنیمت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن امر واقع یہی تھا۔ چونکہ غیر مسلم کا جہادی امور اور ملک کے دفاع میں کوئی حصہ نہیں تھا، لہٰذا ان کے لیے حق الخدمت بھی نہیں تھا۔

٢٩٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ».

٢٩٦٢- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق جاری فرما دیا ہے اور وہ حق ہی کہتے ہیں۔''

◀◀ ولا يعرف حاله (تقريب)، ورواية عمر بن عبدالعزيز عن عمر بن الخطاب منقطعة، وحديث: إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه، صحيح، رواه الترمذي، ح: ٣٦٨٢، وابن حبان، ح: ٢١٨٤ وغيرهما.

٢٩٦٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، فضل عمر رضي الله عنه، ح: ١٠٨ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند يعقوب الفارسي في كتاب المعرفة والتاريخ: ١/ ٤٦١، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٨٧، ووافقه الذهبي، ورواه عبادة بن نسي عن غضيف به: أحمد: ٥/ ١٤٥، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر الحديث السابق.

فائدہ: اس عظیم ترین مدح اور ثنا کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔ جہاں کہیں محسوس ہوا کہ ان کا قول وفعل قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے اختلاف کیا۔ غیر مشروط اتفاق اور اطاعت کے لائق صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(المعجم ١٨، ١٩) - **بَابٌ: فِي صَفَايَا رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الأَمْوَالِ** (التحفة ١٩)

باب:۱۸، ۱۹- وہ خاص اموال جو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے مخصوص کر لیا کرتے تھے

٢٩٦٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قال: حدَّثني مَالِكُ بنُ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن مَالِكِ ابنِ أَوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ قال: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلَى رِمَالِهِ، فقالَ حِينَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَامَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فاقْسِمْ فِيهِمْ. قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ غَيْرِي بِذٰلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ، فَجاءَهُ يَرْفَأُ، فقال: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ في عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ؟ قال: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفَأُ فقال: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ في الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ؟ قال: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ

۲۹۶۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا' جبکہ دن چڑھ آیا تھا' میں ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ کھری چارپائی پر بیٹھے ہیں (اس پر کوئی بچھونا نہیں تھا) انہوں نے میرے داخل ہوتے ہی کہا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال سمیت آہستہ آہستہ چلے میرے پاس پہنچے ہیں۔ میں نے ان کے لیے کسی قدر مال کا کہہ دیا ہے تو وہ ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے کہا: اگر آپ یہ کام میرے سوا کسی اور سے کہہ دیں (تو بہتر رہے۔) انہوں نے کہا: تم ہی اسے لو۔ اتنے میں (ان کا خادم) یرفأ آ گیا' اس نے کہا: امیر المومنین! عثمان بن عفان' عبدالرحمٰن بن عوف' زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ہاں' اور ان کے لیے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے۔ یرفأ پھر ان کے پاس آیا اور کہا: امیر المومنین! عباس اور علی رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ آپ نے کہا: ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی تو وہ بھی اندر آ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

٢٩٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح:١٧٥٧ من حديث مالك، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم . . . الخ، ح:٧٣٠٥ وغيره من حديث ابن شهاب الزهري به.

فَدَخَلُوا. قال الْعَبَّاسُ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا يَعْنِي عَلِيًّا فقال بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْهُمَا - قال مَالِكُ بنُ أَوْسٍ: خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدَّمَا أُولَئِكَ النَّفَرَ لِذٰلِكَ - فقال عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: اتَّئِدَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ فقال: أَنْشُدُكُم بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ؟» قالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فقال: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ والأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، فقالَا: نَعَمْ. قال: فَإِنَّ الله خَصَّ رَسُولَ الله ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخُصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقالَ الله تَعَالَى: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُۥ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦] فَكَانَ الله تَعَالَى أَفَاءَ عَلَى رَسُولِهِ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَالله! ماَاسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُم وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُم، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَةٍ أَوْ نَفَقَتَهُ وَنَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ المَالِ. ثُمَّ أَقْبَلَ

نے کہا: امیر المومنین میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کر دیں' اہل مجلس میں سے کچھ نے کہا: ہاں اے امیر المومنین! ان کا فیصلہ کر دیں اور انہیں راحت دیں۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ ان دونوں ہی نے دیگر حضرات کو اس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہرو! اور اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم لوگوں (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو بھی چھوڑ جائیں' صدقہ ہوتا ہے؟'' ان سب نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے۔) پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے؟'' ان دونوں نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے ایک خصوصیت عطا فرمائی تھی جو عام لوگوں میں سے کسی اور کو عطا نہیں کی گئی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ' لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے' اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بنو نضیر کے اموال دیے تھے' تو اللہ کی قسم! وہ

عَلَى أُولَئِكَ الرَّهْطِ فقال: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟ قالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فقال: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قالَا: نَعَمْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قال أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فقال أَبُو بَكْرٍ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَوَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَوَلِيتُهَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَلِيَهَا فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَسَأَلْتُمَانِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمَا، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ أَنْ تَلِيَاهَا بِالَّذِي كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلِيهَا فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّي عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ وَاللهِ! لَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ.

آپ نے لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے مختص نہیں کر لیے' نہ تمہارے بغیر خود ہی رکھ لیے تھے کہ تمہیں اس میں سے کچھ نہ دیا ہو۔ آپ ان میں سے اپنا ایک سال کا خرچ اور اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو دیگر اموال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ پھر وہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں' کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں' کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ تو پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی (ان کی طرف سے معاملے کا ذمہ دار) ہوں تو تم (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) اور یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' تم اپنے بھتیجے کی وراثت سے اپنا حصہ اور میراث مانگتے تھے اور یہ اپنی بیوی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ان کے والد کی میراث سے حصہ طلب کر رہے تھے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم کوئی وراثت نہیں چھوڑتے' جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔'' اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سچے تھے' صالح تھے' ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال کے نگران بنے رہے' جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں'

سو جب تک اللہ نے چاہا اس کا نگران و منتظم رہا ہوں۔ پھر تم اور یہ آئے اور تم دونوں متفق تھے اور تمہاری بات بھی ایک تھی کہ اس کا مجھ سے مطالبہ کر رہے تھے۔ تو میں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ اموال تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں، مگر تمہیں اللہ کے نام سے یہ عہد دینا ہو گا کہ اس کا انتظام اسی طرح کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اس عہد پر تم نے مجھ سے اسے لے لیا۔ اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے ہو کہ میں تم دونوں میں دوسرا فیصلہ کر دوں۔ اللہ کی قسم! اس کے سوا میں تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا خواہ قیامت آ جائے۔ اگر تم اس کا انتظام سنبھالنے سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا سَأَلَاهُ أَنْ يَكُونَ يُصَيِّرُهُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ لَا أَنَّهُمَا جَهِلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فقالَ عُمَرُ: لَا أُوقِعُ عَلَيْهِ اسْمَ الْقَسْمِ أَدَعُهُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات کا سوال یہ تھا کہ اس کا انتظام باقاعدہ طور پر ان دونوں کے مابین آدھا آدھا کر دیا جائے۔ یہ بات نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے فرمان سے لاعلم تھے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔'' وہ دونوں بھی حق و صواب ہی چاہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مال پر تقسیم کا نام نہیں آنے دوں گا۔ میں اسے ایسے ہی رہنے دوں گا جیسے کہ یہ ہے۔

٢٩٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ قالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن مَالِكِ بنِ أَوْس بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: وَهُمَا يَعْنِي عَلِيًّا وَالْعَبَّاسَ،

۲۹۶۴- مالک بن اوس (بن حدثان) رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے کہا: حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا اس مال کے بارے میں تنازعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو بنونضیر سے بطور فے حاصل ہوا تھا۔

٢٩٦٤۔ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُوقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ قَسْمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اس کے بارے میں کسی بھی طرح تقسیم کا نام نہ آئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اموال بنونضیر کے تھے جو بوجہ مالِ فے ہونے کے رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنا اور اہل بیت کے لیے سال کا خرچ لے کر باقی دیگر مصالح جہاد اور ضرورت مند مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں' وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔'' حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے علم میں تو تھا مگر شاید وہ سمجھتے تھے کہ اس عموم میں ان کے لیے کوئی خصوصیت بھی ہے۔ ③ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واضح دلائل کے ساتھ قائل کیا اور وہ مطمئن ہو گئیں' کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ اس مال کا انتظام اور خرچ بالکل اسی طریقے سے ہو گا اور انہیں لوگوں پر ہو گا جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس کے بعد دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہ کبھی اس فیصلے سے اختلاف کیا نہ کبھی یہ مسئلہ اٹھایا۔ پھر حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طے شدہ مدوں پر خرچ کرنے کے لیے اس مال کا انتظام ان کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے طریق پر چلتے رہنے کا عہد لے کر انہیں اس جائیداد کا منتظم بنا دیا۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ کچھ اس طرح آیا کہ حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ الجھن پیدا ہو گئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب تھے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ زیر انتظام جائیداد کو ان دونوں کے درمیان واضح طور سے آدھا آدھا کر دیا جائے۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تمام فریقوں کی طرف سے قبول کرنے اور اس کی اصابت وصحت کا دوبارہ حوالہ دے کر اور اس بات کا حوالہ دے کر کہ یہ انتظام رسول ﷺ کے طریق سے مختلف نہ ہو گا' یہ فرمایا کہ یہ بغیر کسی تقسیم کے آپ دونوں کے مشترک انتظام ہی میں رہے گی۔ اور اس میں تقسیم کا نام تک نہیں آئے گا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات کے بعد آنے والوں کے لیے اس جائیداد کو بطور وراثت لے لینے کا کوئی امکان بھی نہ ہو۔ ⑥ فتح الباری میں کچھ تاریخی شواہد پیش کیے گئے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس سے دستبردار ہو گئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے منتظم ہو گئے تھے۔ ان کے بعد حضرت حسن پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہما پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن پھر زید بن حسن رحمہم اللہ اس کے منتظم رہے۔ سن دو سو ہجری تک معاملہ اسی طرح چلتا رہا' بعد ازاں احوال بدل گئے۔ (فتح الباری' کتاب فرض الخمس' شرح حدیث: ۳۰۹۴) ⑦ فدک اور خیبر کا انتظام' سورۂ حشر کی آیت: ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (الحشر:۷) ''بستیوں

والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگا دے وہ اللہ رسول قرابت داروں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔'' کے مطابق خلیفہ کی تولیت میں رہا۔ غنیمت میں سے پانچویں حصے (خمس) کا انتظام بھی اسی طرح ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفۃ المسلمین بیت المال کا متصرف اور مذکورہ مدات میں خرچ کرنے کا پابند ہے۔ ⑧ ذوی القربیٰ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ ⑨ مذکورہ بالا حدیث (۲۹۶۳) سے یہ مسائل بھی ثابت ہوتے ہیں کہ ہر قبیلے کا رئیس ہونا چاہیے جوان کے امور سے بہتر طور پر واقف ہو۔ ⑩ باوقار آدمی کو اس کے نام سے یا اس کے نام کو مخفف (مرخم) کر کے بھی پکارا جا سکتا ہے جس طرح حضرت عمر ؓ نے مالک کو مَالُ کہہ کر پکارا' مگر شرط یہ ہے کہ تحقیر مقصود نہ ہو۔ ⑪ آدمی منصب داری سے معذرت بھی کر سکتا ہے۔ ⑫ حاکم نرمی سے منصب سنبھالنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ ⑬ حاکم حاضر ہونے والوں کا نظم و نسق قائم رکھنے کے لیے کسی کو مقرر کر دے تو جائز ہے۔ ⑭ حسب احوال امام اور حاکم کے روبرو بیٹھ جانا کوئی عیب کی بات نہیں۔ ⑮ خیر کے کاموں میں سفارش کرنا عمدہ خصلت ہے۔ ⑯ قاضی دلیل کی بنا پر اپنا فیصلہ دے اور پھر فیصلہ دیتے ہوئے حسب ضرورت وجہ بتائے تو مناسب ہے۔ ⑰ جائیداد حاصل کرنا' اس سے فائدہ اٹھانا اور سال بھر کا خرچ وغیرہ پہلے جمع رکھنا جائز ہے اور یہ خلاف توکل بھی نہیں۔ ⑱ رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت سے زائد کچھ چیز جمع نہ رکھا کرتے تھے بلکہ سال بھر کے کم از کم خرچ میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے' اس لیے سال گزرنے سے پہلے نوبت فاقوں تک پہنچ جاتی اور کئی کئی ماہ گھر میں چولہا نہ جلتا۔ شدید ضرورت میں قرض لینا پڑ جاتا۔ اسی طرح آپ کے اہل بیت بھی اپنا حصہ تک صدقات میں خرچ کر دیتے اور خود اختیاری فقر کی زندگی گزارتے تھے۔

٢٩٦٥- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ، المَعْنَى، أنَّ سُفْيَانَ بنَ عُيَيْنَةَ أخْبَرَهُمْ عنْ عَمْرِو بن دِينَارٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن مَالِكِ بنِ أوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ، عن عُمَرَ قال: كَانَتْ أمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أفَاءَ الله عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ المُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، كَانَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ خَالِصًا يُنْفِقُ عَلَى أهْلِ بَيْتِهِ - قالَ ابنُ عَبْدَةَ: يُنْفِقُ

۲۹۶۵- حضرت مالک بن اوس بن حدثان ؓ حضرت عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنو نضیر کے اموال وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر کسی لڑائی کے (بطور فے) دیے تھے۔ مسلمانوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنے اہل بیت پر خرچ کرتے تھے۔ (امام ابوداود ؒ کے شیخ) احمد بن عبدہ نے کہا: آپ اپنے اہل کا ایک سال کا خرچ لے لیتے اور جو باقی بچتا اس کو گھوڑوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے سامان میں لگا

٢٩٦٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ٢٩٠٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

عَلٰى أَهْلِهِ - قُوتَ سَنَةٍ فَمَا بَقِيَ جَعَلَ فِي الْكُرَاعِ وَعُدَّةً فِي سَبِيلِ اللهِ. قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ.

دیتے۔ ابن عبدہ کے الفاظ تھے: [فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ] (معنی وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اموال مخصوص کیے وہ تین طرح کے تھے۔ (ا) وہ اراضی جو انصار نے اپنی زمینوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کی تھیں' ان اراضی پر پانی نہیں پہنچتا تھا۔ (ب) مخیریق یہودی نے احد کے موقع پر اسلام لاتے ہوئے بنونضیر کے علاقے میں اپنے سات باغات کی وصیت رسول اللہ ﷺ کے لیے کی۔ (ج) بنونضیر نے جب لڑے بغیر ہتھیار ڈال کر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ قبول کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اسلحہ کے علاوہ جو کچھ اونٹوں وغیرہ پر اٹھا کر لے جاسکتے تھے، لے جانے کی اجازت دی۔ باقی سب کچھ فے تھا جس پر رسول اللہ ﷺ کا اختیار تھا۔ آپ ﷺ نے بنونضیر کی باقی ماندہ تمام منقولہ جائیداد مسلمانوں میں تقسیم کردی' زمین وغیرہ کی آمدنی سے آپ اپنے اخراجات بھی پورے کرتے تھے' لیکن زیادہ آمدنی مسلمانوں کے ولیِ امر کی حیثیت سے جہاد اور دیگر فوری نوعیت کی ضرورتوں پر خرچ کرتے۔ بعدازاں خیبر کی فتح کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے وسیع اور زرخیز علاقے مسلمانوں کو عطا کردیے۔ خیبر کا آدھا حصہ فتح ہوا تھا جو مجاہدین میں تقسیم ہوا اور باقی آدھا' جس میں فدک اور وادی القریٰ کے حصے تھے' بغیر جنگ کے حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بطور فے آپ کی تحویل میں آ گیا۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے وطیح اور سلالم بھی بصورت فے حاصل ہوئے۔ خیبر کا جو حصہ جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوا اس کا خمس بھی رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں تھا۔ (عون المعبود' باب في صفايا رسول الله ﷺ من الأموال' شرح حديث: ٢٩٦٩)

② خیبر کے اموال جب تحویل میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے سال کے کم از کم مقدار میں کھانے کے اخراجات کے بعد باقی سب آمدنی مصیبت زدہ افراد' انسانی اور خاندانی حقوق کی ادائیگی کے لیے مختص کر دی۔ (ان میں بچوں کی خبر گیری' نوجوانوں یا بیوہ عورتوں کی شادی جیسی مدات شامل تھیں۔) (ابو داود' حدیث: ٢٩٧٠' ٣٠١٢)

③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ان اموال کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا کر کہ رسول اللہ ﷺ کا مال بطور وراثت تقسیم نہیں ہوگا' البتہ آل محمد یا نساء رسول اللہ ﷺ کے کھانے کا خرچ اس میں سے ادا ہوگا، باقی صدقہ ہوگا۔ (ابو داود' حدیث: ٢٩٦٨' ٢٩٧٤) اور یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ ان سب اموال کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کے جانشین کے پاس رہے گی اور ان کی آمدنی بعینہٖ انہی مصارف پر خرچ ہوگی جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس فیصلے پر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سمیت پوری امت کا اجماع ہوا۔ (ابو داود' حدیث: ٢٩٦٣' ٢٩٧٠) چونکہ ان ''صفایا'' (خاص اموال) کو آپ نے صدقہ قرار دیا تھا اس لیے اب ان اموال کو صفایا کی بجائے صدقۃ الرسول کہا جانے لگا۔ (ابو داود' حدیث: ٢٩٦٨' ٢٩٧٠)

٢٩٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: أخبرنَا أَيُّوبُ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: قَالَ عُمَرُ: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر:٦]. قالَ الزُّهْرِيُّ: قال عُمَرُ: هٰذِهِ لِرَسُولِ الله ﷺ خاصَّةً، قُرَى عُرَيْنَةَ فَدَكَ وَكَذَا وَكَذَا ﴿مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ [الحشر: ٧] وَلِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، وَالذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ. فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنَ المُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِيهَا حَقٌّ - قال أَيُّوبُ: أَوْ قال حَظٌّ - إِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُونَ مِنْ أَرِقَّائِكُم.

٢٩٦٦- جناب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورۂ حشر کی آیت: "اوران (لوگوں) کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے اس کے لیے تم نے کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے" کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہے۔ اس میں عرینہ کی بستیاں، فدک وغیرہ وغیرہ ہیں۔ (اس کے بعد ساتویں آیت میں ہے:) "لڑے بھڑے بغیر بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے تصرف میں دیا ہے وہ اللہ، رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔" (اور آگے آٹھویں آیت میں ہے کہ یہ مال فے) "ان فقراء مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال باہر کیے گئے......" (اور اس کے بعد یہ بیان ہوا ہے کہ اس مال فے میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جنہوں نے ان (مہاجرین کی آمد) سے پہلے (مدینے میں) ٹھکانا بنا لیا تھا اور ایمان قبول کر لیا تھا۔ (انصار مدینہ) اور (پھر دسویں آیت میں ہے۔) "اور (وہ لوگ) جو ان کے بعد آئے......" یہ (آخری) آیت تمام لوگوں سے متعلق ہے۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں بچتا مگر اس کا اس فے میں حصہ ہے...... ایوب نے لفظ "حق" کی بجائے "حظ" کہا...... سوائے تمہارے کچھ ایسے لوگوں کے جن کی گردنوں کے تم مالک ہو۔ (غلام جو آزاد نہیں ہوئے اور ان کی پوری ذمہ داری ان کے آقاؤں پر ہے۔)

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ مال فے میں تمام مسلمانوں کا حق اور حصہ ہے۔ ② مال فے میں

٢٩٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يسمع من عمر".

سے پانچواں حصہ (خمس) نہیں نکالا جاتا بلکہ خمس غنائم میں سے نکالا جاتا ہے اور نکال کر حکومت کے سپرد کیا جاتا ہے۔

٢٩٦٧- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ؛ ح: وَحَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ قال: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ قال: أخبرنَا صَفْوَانُ بنُ عِيسَى - وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ - كُلُّهُمْ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن مَالِكِ بنِ أوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ قال: كَانَ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ عُمَرُ أنَّهُ قال: كَانَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ ثَلاثُ صَفَايَا: بَنُو النَّضِيرِ وَخَيْبَرُ وَفَدَكُ، فَأمَّا بَنُو النَّضِيرِ فَكَانَتْ حُبُسًا لِنَوَائِبِهِ وَأمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ حُبُسًا لأَبْنَاءِ السَّبِيلِ وَأمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّأَهَا رَسُولُ الله ﷺ ثَلاثَةَ أجْزَاءٍ: جُزْأيْنِ بَيْنَ المُسْلِمِينَ وَجُزْءًا نَفَقَةَ أهْلِهِ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ أهْلِهِ جَعَلَهُ بَيْنَ فُقَرَاءِ المُهَاجِرِينَ.

٢٩٦٧- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے مابین فیصلہ کرتے ہوئے) بطور حجت کہا تھا: بنو نضیر' خیبر اور فدک کی زمینیں (اللہ کے حکم کے مطابق) رسول اللہ ﷺ کے لیے مختص تھیں۔ بنو نضیر والی جائیداد المناک حوادث پر خرچ کرنے کے لیے ہوتی تھی' فدک مسافروں کے لیے اور خیبر کے رسول اللہ ﷺ نے تین حصے کر رکھے تھے' دو حصے مسلمانوں میں اور ایک حصہ آپ کے اہل کے اخراجات کے لیے تھا۔ آپ کے اہل کے خرچ سے جو بچ جاتا آپ اسے مہاجرین کے فقراء میں بانٹ دیا کرتے تھے۔



٢٩٦٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُقَيْلِ بنِ خَالِدٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

٢٩٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دختر رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں کہلا بھیجا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ورثے سے حصہ دیا جائے جو آپ بطور فے مدینہ منورہ' فدک

٢٩٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٥٩ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق * الزهري صرح بالسماع في أصل الحديث ولكنه عنعن في هذا اللفظ.

٢٩٦٨- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٤٠، ٤٢٤١، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح: ١٧٥٩ من حديث الليث بن سعد به.

ﷺ أنَّها أخْبَرَتْهُ أنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أرْسَلَتْ إلى أبي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْألُهُ مِيراثَها مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّا أفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فقالَ أبُو بَكْرٍ: إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ»، وَإنِّي وَاللهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عن حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا في عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَأعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأبَى أبُو بَكْرٍ أنْ يَدْفَعَ إلى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا.

اور خیبر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا‘ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے‘ البتہ آل محمد کا خرچہ (حسب سابق) اس مال سے پورا کیا جائے گا۔“ اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کو اس حالت سے‘ جس پر آپ اسے اپنی زندگی میں چھوڑ گئے ہیں‘ تبدیل نہیں کر سکتا‘ میں اس میں اس طرح عمل کروں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور کوئی حکمران کسی کی خاطر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سن کر مکمل طور پر مطمئن ہو گئے۔ ان کی طرف سے عدم اطمینان کا گمان بھی ان کی شان میں گستاخی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد جب ان اموال کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کی اولاد کو تفویض ہوا تو انہوں نے بھی بعینہٖ اسی طرح اس کا انتظام اور خرچ کیا جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور کچھ عرصہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کرتے رہے۔

٢٩٦٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ عن الزُّهْرِيِّ قال: حدَّثَني عُرْوَةُ ابنُ الزُّبَيْرِ أنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبيِّ ﷺ أخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قال: وَفَاطِمَةُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي بالمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. قالَتْ عَائِشَةُ:

٢٩٦٩- عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ زوجۂ نبی ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ اس روایت میں عروہ کہتے ہیں کہ ان دنوں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اس صدقے کا مطالبہ کیا‘ جو آپ مدینہ‘ فدک اور خیبر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب

٢٩٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ... الخ، ح:٣٧١١، ٣٧١٢ من حديث شعيب به، وانظر الحديث السابق.

فقالَ أبُو بَكْرٍ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، وَإنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ في هٰذَا المَالِ» يَعْني مالَ الله لَيْسَ لَهُمْ أنْ يَزِيدُوا عَلَى المَآكِلِ.

دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد اسی مال میں سے کھائیں گے۔'' یعنی اللہ کے مال میں سے اور انہیں حق نہیں کہ کھانے پینے کے اخراجات سے زیادہ لیں۔

٢٩٧٠- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حدَّثَني يَعْقُوبُ يَعْني ابنَ إبْرَاهِيمَ ابنِ سَعْدٍ: حدَّثني أبِي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ أنَّ عَائِشَةَ أخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الحَدِيثِ قال فِيهِ: فَأَبَى أبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقال: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إلَّا عَمِلْتُ بِهِ إنِّي أخْشَى إنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أمْرِهِ أنْ أزِيغَ، فَأمَّا صَدَقَتُهُ بالمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إلى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَغَلَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهَا. وَأمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقال: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ الله ﷺ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوائِبِهِ وَأمْرُهُمَا إلى مَنْ وَلِيَ الأمْرَ. قال: فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ إلى الْيَوْمِ.



٢٩٧٠- جناب عروہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ ؓ نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ عروہ نے اس روایت میں بیان کیا کہ حضرت ابوبکر ؓ نے (سیدہ فاطمہ ؓ کو کچھ دینے سے) انکار کر دیا اور کہا: جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں' میں اس میں سے کچھ ترک نہیں کروں گا' اگر میں نے آپ کے طریقے میں سے کچھ بھی ترک کر دیا' تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں۔ البتہ آپ کا وہ صدقہ جو مدینے میں تھا حضرت عمر ؓ نے اسے حضرت علی اور حضرت عباس ؓ کی تولیت میں دے دیا' بعد ازاں اس معاملے میں علی ؓ حضرت عباس ؓ پر غالب آ گئے تھے۔ خیبر اور فدک کو حضرت عمر ؓ نے اپنی نگرانی میں رکھا اور کہا: یہ دونوں آپ کا وہ صدقہ ہیں جو آپ کے اتفاقی حقوق و اخراجات کے لیے تھے' ان کی تولیت خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوگی۔ چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث میں مالِ فے اور خُمس کو ''صدقہ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو دیا تھا' نہ کہ وہ معروف صدقہ جو لوگ اپنے مالوں میں سے نکالا کرتے ہیں۔ ② [فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ إلَى الْيَوْم] ''چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت تک تو اس پر عمل ہوتا رہا مگر بعد کے زمانوں میں اس کی تقسیم ہوگئی اور اس کی وہ حیثیت برقرار نہ رہ سکی جو نبی ﷺ کے زمانے میں تھی۔

٢٩٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ٣٠٩٢ من حديث إبراهيم بن سعد به، انظر، ح: ٢٩٦٨.

٢٩٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ في قَوْلِهِ: ﴿فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] قال: صَالَحَ النَّبيُّ ﷺ أهْلَ فَدَكَ - وَقُرًى قَدْ سَمَّاهَا لَا أَحْفَظُهَا - وَهُوَ مُحَاصِرٌ قَوْمًا آخَرِينَ فَأرْسَلُوا إلَيْهِ بالصُّلْحِ، قال: ﴿فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ يَقُولُ: بِغَيْرِ قِتَالٍ. قال الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ بَنُو النَّضِيرِ لِلنَّبيِّ ﷺ خَالِصًا لَمْ يَفْتَحُوهَا عَنْوَةً افْتَتَحُوهَا عَلَى صُلْحٍ فَقَسَمَهَا النَّبيُّ ﷺ بَيْنَ المُهَاجِرِينَ لَمْ يُعْطِ الأنْصَارَ مِنْهَا شَيْئًا إلَّا رَجُلَيْنِ كَانَتْ بِهِمَا حَاجَةٌ.

۲۹۷۱- جناب زہری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ﴿فَمَآ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ ''ان پر تم نے کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔'' کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اہل فدک اور کئی بستیوں والوں کے ساتھ مصالحت فرمائی تھی' جبکہ آپ دوسری بستیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' تو ان لوگوں نے اس اثنا میں صلح کا پیغام بھیجا تھا اور یہ اسی سلسلے کا بیان ہے کہ ﴿فَمَآ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ یعنی بغیر کسی جنگ و جدال کے یہ حاصل ہوئی تھی۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بنونضیر کے اموال نبی ﷺ کے لیے مخصوص تھے (کیونکہ) وہ بطور صلح کے فتح ہوئے تھے' اس کو قوت کے زور پر حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور سوائے دو کے کسی انصاری کو ان میں سے کچھ نہیں دیا' یہ دو افراد بھی ضرورت مند تھے۔

فائدہ: دوسروں کے محاصرے کے دوران میں صلح کے پیغام کے ذریعے سے خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم مسلمانوں کے قبضے میں آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے اموال کا کچھ حصہ اپنی خاندانی اور ہنگامی انسانی ضروریات کیلئے مختص کرنے کے بعد باقی مہاجرین میں تقسیم فرما دیا جس طرح سابقہ صحیح احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔

٢٩٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن المُغِيرَةِ قال: جَمَعَ عُمَرُ ابنُ عَبْدِ العَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ فقالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ وَإنَّ فَاطِمَةَ

۲۹۷۲- جناب مغیرہ (بن حکیم صنعانی) سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنومروان کو جمع کیا اور کہا: اراضی فدک رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھیں' آپ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے' بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے سے احسان فرماتے اور

٢٩٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٩٦ من حديث أبي داود به * السند مرسل.

٢٩٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠١ من حديث أبي داود به * السند منقطع.

سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وُلِّيَ أَبُو بَكْرٍ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وُلِّيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ قَالَ عُمَرُ: يَعْنِي ابنَ عَبْدِ العَزِيزِ، فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

بیواؤں کی شادی کراتے تھے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ اسے دے دیا جائے‘ تو آپ نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ معاملہ ایسے ہی رہا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہ وہی کچھ کرتے رہے جیسے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی راہ چلے گئے (وفات پا گئے۔) پھر حضرت عمر ؓ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہی کیا جو وہ دونوں کرتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ (بھی) اپنی راہ چلے گئے (ان کی بھی وفات ہوگئی۔) پھر یہ زمین مروان نے اپنے لیے خاص کر لی‘ پھر عمر بن عبدالعزیز ؒ کے قبضے میں آ گئی۔ عمر بن عبدالعزیز ؒ نے کہا: میں نے سوچا ہے کہ جو چیز نبی ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت فاطمہ ؓ کو نہیں دی ہے‘ تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ اراضی اسی حال پر واپس کر دی ہیں جیسے کہ تھیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وُلِّيَ عُمَرُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ الْخِلَافَةَ وَغَلَّتُهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَتُوُفِّيَ وَغَلَّتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ أَقَلَّ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز ؒ خلیفہ بنے تو ان کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی اور جب وہ فوت ہوئے تو چار سو دینار رہ گئی تھی اگر وہ حیات رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

٢٩٧٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْوَلِيدِ بنِ جُمَيْعٍ، عن أبي الطُّفَيْلِ قَالَ: جَاءَتْ

٢٩٧٣- حضرت ابوالطفیل (عامر بن واثلہ لیثی ؓ) سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ نبی ﷺ کے ورثے کا مطالبہ لے کر حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئیں‘ تو انہوں

٢٩٧٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وزاد: "قالت فاطمة رضي الله عنها: فأنت وما سمعت من رسول الله ﷺ".

فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فقالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الله إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ».

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے:''اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو کوئی رزق عنایت فرما دیتا ہے' تو اس کا سرپرست وہی ہوتا ہے جو اس کے بعد (بطور خلیفہ) آئے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ اور علامہ خطابی کہتے ہیں کہ وہ حضرات جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد خمس میں سے ۴/۵ خلیفہ کا ہوتا ہے ان کا استدلال اسی روایت سے ہے۔ ② نبی ﷺ کے مال میں وراثت نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بابت لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ اس شخص کے دعوائے رسالت سے اصل مقصود تو اس کا مال و دولت کا جمع کرنا ہے۔

۲۹۷٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قَالَ: «لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا، ما تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمؤُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۹۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میرا ورثہ دیناروں کی صورت میں تقسیم نہیں ہوگا۔ جو کچھ بھی چھوڑ جاؤں تو وہ زوجات کے اخراجات اور عمال کی محنت کے بعد سب صدقہ ہوگا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مؤُونَةُ عَامِلِي يَعْني أَكَرَةَ الأَرْضِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [مؤنة عاملي] کے معنی ہیں کہ وہ افراد جو زمین پر محنت مزدوری کریں۔

۲۹۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عَنْ أبي الْبَخْتَرِيِّ قال: سَمِعْتُ حَدِيثًا مِنْ رَجُلٍ فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ: اكْتُبْهُ لِي، فَأَتَى بِهِ مَكْتُوبًا مُذَبَّرًا: دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلَى عُمَرَ

۲۹۷۵- ابوالبختری کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے حدیث سنی جو مجھے پسند آئی' میں نے کہا کہ یہ مجھے لکھ دو' تو اس نے یہ مجھے صاف صاف لکھ دی۔ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن اور سعد رضی اللہ عنہم ان کے پاس بیٹھے

۲۹۷٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح:۳۰۹٦، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح:۱۷٦۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ۲/ ۹۹۳.

۲۹۷۵ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ۲۹۹، ۳۰۰ من حديث أبي داود به * فيه رجل مجهول، وحديث: ۲۹٦۳ يغني عنه.

وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدٍ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ ﷺ صَدَقَةٌ إِلَّا ما أَطْعَمَهُ أَهْلَهُ وَكَسَاهُمْ، إِنَّا لَانُورَثُ؟» قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ عَلٰى أَهْلِهِ وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بنِ أَوْسٍ.

ہوئے تھے اور ان دونوں کا آپس میں جھگڑا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ زبیر عبدالرحمن اور سعد رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نبی ﷺ کا سب مال صدقہ ہوتا ہے سوائے اس کے جو وہ اپنے گھر والوں کو کھلا دیں یا پہنا دیں۔ ہم لوگ اپنا کوئی وارث نہیں بناتے؟“ ان سب نے کہا کہ ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے اور بقیہ صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال تک اس جائیداد کے متولی رہے اور وہی کچھ کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ پھر (ابوالبختری نے) مالک بن اوس کی حدیث سے کچھ بیان کیا۔



٢٩٧٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ ابنَ عَفَّانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ».

٢٩٧٦- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو ازواج محترمات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی وراثت سے آٹھواں حصہ عنایت فرما دیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ”کیا رسول اللہ ﷺ فرما نہیں گئے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

٢٩٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

٢٩٧٧- جناب ابن شہاب (زہری) رحمہ اللہ نے اپنی

٢٩٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ومخرج رسول الله ﷺ إليهم ... الخ، ح:٤٠٣٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح:١٧٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٣.

٢٩٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٥، والترمذي في الشمائل، ح:٤٠٢ من حديث حاتم بن إسماعيل به، انظر، ح:٢٩٦٧.

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ: قُلْتُ: أَلَا تَتَّقِينَ اللهَ؟ أَلَمْ تَسْمَعْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّمَا هٰذَا الْمَالُ لِآلِ مُحَمَّدٍ لِنَائِبَتِهِمْ وَلِضَيْفِهِمْ فَإِذَا مُتُّ فَهُوَ إِلَى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِي».

سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ اس میں ہے: میں نے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتی ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ آپ فرماتے تھے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ مال آل محمد کا ہے جو ان کے حوادثات اور مصیبت زدہ افراد کے اخراجات اور ان کے مہمانوں کے لیے ہے' جب میں فوت ہو جاؤں تو اس کا سرپرست وہی ہوگا جو میرے بعد خلیفہ ہوگا۔''

مسئلہ وراثت انبیاء



توضیح: اس باب کی احادیث اور اس موضوع کی آیات کریمہ سے واضح ہے کہ اموال فے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ان کو حسب ارشادات ربانی اپنے ذاتی اخراجات اور مصارف جہاد کے علاوہ دیگر مستحق مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اپنے اور اہل وعیال کے اخراجات کے لیے محفوظ جائیداد کے بارے میں نبی ﷺ نے بصراحت فرما دیا تھا کہ اسے بطور وراثت تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ گو کہ ابتدا میں اہل بیت کے چند بزرگ اس مسئلے میں اپنے لیے شاید کوئی خصوصیت سمجھتے رہے ہوں مگر حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر ؓ نے انہیں اصحاب حل وعقد کے روبرو صریح دلائل سے مطمئن فرما دیا کہ ان کا عندیہ راجح نہیں ہے' جس پر وہ بالآخر مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر تعجب ہے کہ رافضیوں میں یہ بات شروع سے اب تک بالعموم کہی جاتی ہے کہ شیخین نے نعوذ باللہ اہل بیت کا حق مار لیا تھا۔ اور وہ اس موقف کو اپنے سادہ لوح عوام کے سامنے کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ انبیاء کی وراثت ہوتی ہے اور دلیل دیتے ہیں کہ ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ......﴾ (النساء:۱۱) ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اولادوں کو ورثہ دینے کا حکم دیتا ہے......'' اور حضرت سلیمان ؑ اپنے والد کے وارث قرار پائے تھے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾ (النمل:۱۶) ''اور داود کا وارث سلیمان بنا۔'' اور حضرت زکریا ؑ دعائیں کرتے رہے کہ انہیں بچہ ملے جو ان کا وارث ہو' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ۝ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ (مریم:۵' ۶) ''مجھے تو اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر' وہ وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا۔'' وغیرہ' مگر عصبیت سے بالاتر ہو کر علم وتقویٰ اور دیانت سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کا مذکورہ بالا استدلال ایک ادھوری بات ہے۔ اولاد کو ورثہ دینے کا عام حکم مطلقاً عموم پر ہرگز نہیں ہے جیسے کہ کافر' قاتل عمداً اور غلام اولاد اپنے ماں باپ کی وارث نہیں ہو سکتی اسی طرح نبی ﷺ کا معاملہ عام مخصوص منہ البعض (عام حکم کا اطلاق

بعض خاص صورتوں پر نہیں ہوتا) کی صورت سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داود علیہ السلام کے بلاشبہ وارث ہوئے ہیں' مگر مال و دولت کے نہیں بلکہ علم و کتاب اور اس جیسی دیگر ذمہ داریوں کے وارث ہوئے۔ اور اس مفہوم کے لیے لفظ وراثت ہی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ مال و دولت کے لیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا﴾ (فاطر:٣٢) ''پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو اس کتاب کا وارث بنایا۔'' اور اگر یہاں مال کی وراثت مراد لی جائے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ داود علیہ السلام کی اولاد میں سے صرف سلیمان علیہ السلام ہی کو وارث بنایا جائے اور دوسروں کو محروم کر دیا جائے؟ اور پھر صرف مال یا حکومت کا وارث ہونا تو کوئی خاص مدح کی بات نہیں' کیونکہ یہ دنیا کے معروف معمولات میں سے ہے۔ حضرت سلیمان اگر مال کے وارث بنے تو یہ کون سی بڑی بات ہے کہ قرآن بطور خاص اس کا تذکرہ کرے! اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ اپنے علم کا وارث طلب کر رہے تھے نہ کہ مال کا۔ اگر ﴿يَرِثُنِيۡ وَ يَرِثُ مِنۡ اٰلِ يَعۡقُوۡبَ﴾ سے مراد مال کی وراثت لی جائے تو دعا کا مطلب یہ ہوگا کہ پوری آل یعقوب کے مال کا وارث وہ بنے جو حضرت زکریا علیہ السلام کو بطور ولی عطا کیا جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو وارث عطا کیا۔ وہ اموال دنیا سے مطلقاً بے رغبت رہا' یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام۔



رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیائے سابقین علیہم السلام نے علم و کتاب کے علاوہ اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑی اور نہ کسی کو اپنا وارث بنایا۔ حضرات شیخین نے بقول ان لوگوں کے اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مال کی وراثت نہیں بھی دی تو رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی محروم رہے ہیں۔ خود ان کی اپنی صاحبزادیاں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما جو کہ اللہ کے نبی ﷺ کے حرم میں تھیں انہیں بھی محروم کیا گیا۔ اگر یہ مسئلہ وراثت ایسے ہی تھا جیسے کہ یہ رافضی لوگ باور کراتے ہیں' تو کیوں نہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں جب کہ وہ کلی طور پر بااختیار تھے رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں جو اموال رہے تھے انہیں وراثت کے طور پر تقسیم کر کے تمام اہل حقوق کو ان کے حقوق دے دیتے؟ لیکن حق یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرات شیخین حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو (جو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تھا) برقرار رہنے دیا جیسا کہ شروع میں تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُمۡ وَاَرۡضَاهُمۡ.

(المعجم ١٩، ٢٠) - **بَابٌ: فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسْمِ الْخُمُسِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى** (التحفة ٢٠)

باب:١٩، ٢٠-خُمس (غنیمت کا پانچواں حصہ جو رسول اللہ ﷺ لیا کرتے تھے) کہاں خرچ ہوتا تھا اور قرابت داروں کے حصے کا بیان

فائدہ: درج ذیل احادیث پڑھتے ہوئے خاندان قریش کے متعلق معلوم رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چوتھے دادا عبد مناف کی چار اولادیں تھیں: ہاشم' مطلب' نوفل اور عبد شمس۔ ایام جاہلیت کی خاندانی آویزشوں میں بنونوفل اور بنوعبد شمس ایک دوسرے کے حمایتی اور حلیف بن گئے تھے' جبکہ بنومطلب نے بنوہاشم کی تائید و نصرت کی تھی۔ حتیٰ

کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد جب قریش نے بنو ہاشم کے ساتھ مقاطعے کا فیصلہ کیا اور انہیں شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو بنومطلب نے بنو ہاشم کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اس کے بعد تو یہ دونوں خاندان معاشرتی اور معاشی طور پر پہلے سے بھی زیادہ باہم مربوط ہو گئے بلکہ دونوں مل کر ایک معاشی اکائی بن گئے۔ اس اکائی کا ہر فرد خود کو باقی سب کی طرف سے ذمہ دار سمجھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بدرجۂ اولیٰ اس اکائی کے باقی ممبروں کی بہبود کے ذمہ دار تھے لہٰذا آپ نے انہیں اپنے مال میں شریک کر کے اسی کے تقاضے پورے فرمائے۔ یعنی جو کچھ خالصتاً آپ کا تھا اس میں کسی اور کا کوئی حق نہ تھا کہ جو آپ نے کسی سے روک لیا ہو' آپ نے اس میں توسیع کر کے دوسروں کو شریک کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور حفاظت کا یہ عمل ان خاندانوں کے لیے ہمیشہ بابرکت ثابت ہوا' جس کے نتیجے میں انہیں ''ذوی القربیٰ'' (رسول اللہ ﷺ کے خاص قرابت دار) قرار دیا گیا۔ دوسرے دو خاندان اسلام قبول کر لینے کے بعد' باوجود خاندانی تعلق داریوں کے اس خصوصی حیثیت اور شرف سے محروم رہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ .

۲۹۷۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عنْ عَبْدِ اللهِ بنِ المُبَارَكِ، عنْ يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عن الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ قال: أخبرني جُبَيْرُ بنُ مُطْعِمٍ: أَنَّهُ جاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بنُ عَفَّانَ يُكَلِّمَانِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمُسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ. فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». قال جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. قالَ:

۲۹۷۸- جناب سعید بن مسیب ؒ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت جبیر بن مطعم ؓ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان ؓ خمس کی تقسیم کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کے لیے گئے جو آپ نے بنو ہاشم اور بنومطلب کو حصہ عنایت فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنومطلب کو عنایت فرمایا ہے مگر ہمیں نہیں دیا' حالانکہ ہماری اور ان کی آپ کے ساتھ قرابت داری ایک سی ہے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بنو ہاشم اور بنومطلب ایک شے ہیں۔'' (وجہ اوپر درج ہوئی) جبیر ؓ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے خمس میں سے بنوعبد شمس اور بنونوفل کا حصہ نہ نکالا جس طرح کہ بنو ہاشم اور بنومطلب کا نکالا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ خمس اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ

۲۹۷۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس الأيلي، وأحمد: ٨٥/٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به.

وكَانَ أبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحْوَ قَسْمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرَ أنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيهِمْ. قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ يُعْطِيهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ.

کرتے تھے لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے ان قرابت داروں کو اتنا نہ دیتے تھے جتنا رسول اللہ ﷺ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (بھی) انہیں دیتے رہے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت کا آخری حصہ [وَكَانَ أبُو بَكْرٍ ......] ''ابوبکر خمس اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے......'') حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حصہ ہے' لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ امام زہری رحمہ اللہ کا قول ہے جو غلطی سے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ درج ہو گیا ہے۔ غالباً اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ حصہ ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباري' كتاب فرض الخمس' باب ومن الدليل علىٰ أن الخمس للامام) فتح الباری کی عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ابوداود کا جو نسخہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے سامنے تھا اس میں اس حصے کے درمیان کے الفاظ [مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ] ''جتنا نبی ﷺ ان کو عطا کرتے تھے'' موجود نہ تھے' البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ذہلی نے اس آخری حصے کے ''مدرج'' ہونے کی وضاحت کی ہے اور یونس عن لیث ہی کی سند سے اس کو زیادہ تفصیل سے روایت کیا ہے۔ (فتح الباری' ایضاً)



[مَا كَانَ النَّبِيُّ...... الخ] کے الفاظ کے بغیر امام زہری کے قول کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ ذوی القربیٰ کو خمس کا حصہ نہیں دیتے تھے۔ اس حصے کے ساتھ اصل مفہوم یہ بنتا ہے کہ ذوی القربیٰ کو مجموعی طور پر اتنا نہ دیتے جتنا رسول اللہ ﷺ عطا فرماتے تھے۔ (اگلی حدیث سے یہ بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔)

دوسری احادیث سے اس کی وجہ بھی سامنے آ جاتی ہے۔ سنن نسائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ وضاحت آتی ہے کہ ان کے (اور ان سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خود رسالت مآب ﷺ کے) نزدیک خمس کے اس حصے کے اخراجات کی مدیں ''بیوگان کی شادی' بڑے خاندان والے کی خبر گیری' ذوی القربیٰ میں سے مقروضوں کے قرض کی ادائیگی'' تھیں۔ (فتح الباري' ايضاً' سنن نسائي : اوّل كتاب قسم الفيء) رسول اللہ ﷺ کے بعد نسبتاً زیادہ خوش حالی کی وجہ سے غالباً مجموعی طور پر ذوی القربیٰ کی ان مدات کے لیے خرچ ہونے والی رقم کی مقدار کم ہو گئی تھی اس لیے اب خمس میں سے ذوی القربیٰ پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت کم اور عام بیوگان' یتامیٰ اور مستحقین پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت زیادہ ہو گئی تھی۔ اگلی احادیث میں اسی بات کی طرف اشارہ موجود ہے اور امام زہری نے اپنے قول میں اسی بات کی وضاحت کی ہے۔ ② آیت کریمہ میں مذکور ''ذوی القربیٰ'' کے لفظ کی تشریح از روئے سنت ان دو خاندانوں سے کی گئی جو اقتصادی معاشرتی معاملات میں ہر طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ تھے۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو عبد شمس سے ہے اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بنو نوفل سے' یہ دونوں خاندان بنو ہاشم کے ساتھ اس طرح کا عملی اشتراک نہیں رکھتے تھے جیسا بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تھا۔

٢٩٧٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حدثنا عُثْمَانُ بنُ عُمَرَ قالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ قالَ: حَدَّثَنا جُبَيْرُ بن مُطْعِمٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنَ الخُمُسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي المُطَّلِبِ. قالَ: وَكَانَ أبو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحْوَ قَسْمِ رَسُولِ الله ﷺ غَيرَ أنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ الله ﷺ كَمَا كَانَ يُعْطِيهِمْ رَسُولُ الله ﷺ وَكَانَ عُمَرُ يُعْطِيهِمْ وَمَنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنه.

۲۹۷۹- جناب سعید بن میسب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا' رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس یا بنو نوفل کو خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عنایت فرمایا۔ راوی نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی طرح خمس تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' مگر وہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کو اس طرح نہ دیتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ دیتے تھے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اس میں سے حصہ دیا کرتے تھے۔

٢٩٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ قال: أخبرني جُبَيْرُ بنُ مُطْعِمٍ قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَضَعَ رَسُولُ الله ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبَى في بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي المُطَّلِبِ وَتَرَكَ بَنِي نَوْفَلٍ وَبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَانْطَلَقْتُ أنَا وَعُثْمَانُ بنُ عَفَّانَ حَتَّى أتَيْنَا النَّبيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِلْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَكَ الله بِهِ مِنْهُمْ، فَمَا بَالُ إخْوَانِنَا بَنِي المُطَّلِبِ أعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا وَقَرَابَتُنَا وَاحِدَةٌ؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ:

۲۹۸۰- جناب سعید بن میسب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا' جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے "قرابت داروں کے حصے" میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا مگر بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا ہمیں انکار نہیں ہے کہ جو تعلق اور مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ دیا ہے سو دیا ہے۔ مگر ہمارے بھائی بنو مطلب' کیا وجہ ہے کہ آپ نے انہیں دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے' حالانکہ ہماری (آپ کے ساتھ) قرابت داری ایک سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم (بنو ہاشم) اور بنو مطلب

٢٩٧٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٤/ ٨٣ عن عثمان بن عمر به.

٢٩٨٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وعلقه ابن حزم في المحلّى: ٧/ ٣٢٧.

«أَنَا وَبَنُو الْمُطَّلِبِ لَا نَفْتَرِقُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ وَاحِدٌ»، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ﷺ.

جاہلیت اور اسلام میں جدا جدا نہیں ہوئے ہیں' ہم اور وہ ایک شے ہیں۔'' اور آپ نے (یہ بتاتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری کے اندر ڈالیں۔

٢٩٨١- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن الْحَسَنِ بنِ صَالِحٍ، عن السُّدِّيِّ في ذِي الْقُرْبَى قال: هُمْ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

۲۹۸۱- حسن بن صالح' سدی (الکبیر-اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ''ذی القربیٰ'' سے مراد بنو عبدالمطلب ہیں۔

٢٩٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: أخبرنَا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بنُ هُرْمُزَ: أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ حِينَ حَجَّ فِي فِتْنَةِ ابنِ الزُّبَيْرِ أَرْسَلَ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى وَيَقُولُ: لِمَنْ تَرَاهُ؟ قال ابنُ عَبَّاسٍ: لِقُرْبَى رَسُولِ الله ﷺ قَسَمَهُ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا مِنْ ذٰلِكَ عَرْضًا، رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا فَرَدَدْنَاهُ عَلَيْهِ وَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ.

۲۹۸۲- یزید بن ہرمز کی روایت ہے کہ جن دنوں میں حضرت ابن زبیر ؓ کو شہید کیا گیا نجدہ حروری (یہ خارجیوں کا سردار تھا) حج کے لیے آیا تو اس نے حضرت ابن عباس ؓ سے ذی القربیٰ کے حصے کے بارے میں پچھوایا کہ آپ اسے کس کا حق سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کے لیے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا تھا۔ اور حضرت عمر ؓ نے بھی اس میں سے ہمیں کچھ پیش کیا جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا' تو ہم نے اسے ان کو واپس کر دیا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

فائدہ: حضرت عمر ؓ نے بھی ذوی القربیٰ کو سابقہ طریق کی مدات کے مطابق پیش کش فرمائی لیکن ان حضرات نے اسے کم سمجھتے ہوئے قبول نہ کیا۔ نیز غالباً یہ لوگ غنی بھی ہوں گے' جیسے کہ پہلے فوائد اور درج ذیل روایت میں اشارہ ہے۔

٢٩٨٣- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ

۲۹۸۳- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؒ کہتے

٢٩٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٢٩٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب:١، ح:٤١٣٨ من حديث يونس به، وانظر، ح:٢٧٢٧، وأصله عند مسلم.

٢٩٨٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي:٦/٣٤٣ من حديث أبي داود به، وللحديث طريق◀◀

عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن مُطَرِّفٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: وَلَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ خُمُسَ الْخُمُسِ فَوَضَعْتُهُ مَوَاضِعَهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَحَيَاةَ أَبِي بَكْرٍ وَحَيَاةَ عُمَرَ، فَأُتِيَ بِمَالٍ فَدَعَانِي فقالَ: خُذْهُ، فَقُلْتُ: لَا أُرِيدُهُ، فقالَ: خُذْهُ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ، قُلْتُ: قد اسْتَغْنَيْنَا عَنْهُ، فَجَعَلَهُ في بَيْتِ الْمَالِ.

ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خمس کے پانچویں حصے پر والی بنایا' پس میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے خاص مقامات پر خرچ کیا' اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی میں بھی اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر کچھ مال آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور فرمایا: لے لو۔ میں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: لے لو' تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔ میں نے کہا: ہم اس سے مستغنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بیت المال میں جمع کر لیا۔

٢٩٨٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بنُ الْبَرِيدِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ مَيْمُونٍ عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: اجْتَمَعْتُ أَنَا وَالْعَبَّاسُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْدُ بنُ حَارِثَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إنْ رَأَيْتَ أَنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هٰذَا الْخُمُسِ في كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَقْسِمَهُ حَيَاتَكَ كَيْلَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ، فَافْعَلْ، قالَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ. قال: فَقَسَمْتُهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ أَبُو بَكْرٍ، حَتَّى إذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ

۲۹۸۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں' عباس' فاطمہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ہاں اکٹھے ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مناسب سمجھیں تو کتاب اللہ کے مطابق جو خمس میں ہمارا حق ہے' آپ اپنی زندگی میں مجھے اس کا والی بنا دیں تاکہ آپ کے بعد کوئی مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔ چنانچہ آپ نے ایسے ہی کر دیا۔ پھر میں آپ کی حیات مبارکہ میں اسے تقسیم کرتا رہا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا والی بنایا۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری سال تھا تو ان کے پاس بہت سا مال آیا' تو انہوں نے مجھے اس سے معزول کر دیا۔ پھر انہوں

◀ آخر، انظر الحديث الآتي ❋ أبوجعفر الرازي حسن الحديث في غير ما يروي عن الربيع بن أنس، وثقه الجمهور.

٢٩٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٨٤ من حديث هاشم بن البريد به ❋ حسين بن ميمون لين الحديث(تقريب).

مِنْ سِنِي عُمَرَ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنًى وَبالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ، فَارْدُدْهُ عَلَيْهِمْ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ لَمْ يَدْعُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ بَعْدَ عُمَرَ، فَلَقِيتُ الْعَبَّاسَ بَعْدَ ما خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ فقالَ: يَاعَلِيُّ! حَرَّمْتَنَا الْغَدَاةَ شَيْئًا لَا يُرَدُّ عَلَيْنَا أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا دَاهِيًا.

نے مجھے بلا بھیجا' تو میں نے عرض کیا: اب کے برس ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جبکہ دیگر مسلمان اس کے حاجت مند ہیں' آپ یہ انہیں دے دیں۔ تو انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے کسی نے اس کے لیے نہیں بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے آنے کے بعد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا: اے علی! آج تم نے ہمیں ایک حق سے محروم کر دیا ہے جو آئندہ کبھی ہمیں نہیں دیا جائے گا۔ اور وہ بڑے دانا آدمی تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور سابقہ صحیح روایات کے برعکس بھی۔



٢٩٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ. حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ الْحَارِثِ بنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بنَ رَبِيعَةَ ابنِ الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بنَ الْحَارِثِ وَعَبَّاسَ بنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بنِ عَبَّاسٍ: ائْتِيَا رَسُولَ الله ﷺ فَقُولَا لَهُ: يَارَسُولَ الله! قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السِّنِّ ما تَرَى وَأَحْبَبْنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ وَأَنْتَ يَارَسُولَ الله! أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُهُمْ وَلَيْسَ عِنْدَ أَبَوَيْنَا ما يُصْدِقَانِ عَنَّا، فَاسْتَعْمِلْنَا يَارَسُولَ الله! عَلَى الصَّدَقَاتِ فَلْنُؤَدِّ إِلَيْكَ مَا يُؤَدِّي

٢٩٨٥- جناب عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اس کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب نے عبدالمطلب بن ربیعہ (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر درخواست کرو کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں (بھرپور جوان ہیں) اور ہم شادیاں کرنا چاہتے ہیں اور آپ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑھ کر حسن سلوک اور سب سے عمدہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں' ہمارے والدین کے پاس ہمارے حق مہر کے لیے کچھ نہیں ہے' تو آپ اے اللہ کے رسول! ہمیں صدقات کا عامل بنا دیجیے' ہم وہی کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور ہمیں ہمارا حق خدمت جو ہوگا مل جائے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہم

٢٩٨٥- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح:١٠٧٢ من حديث يونس بن يزيد به.

الْعُمَّالُ وَلْنُصِبْ ما كَانَ فِيهَا مِنْ مِرْفَقٍ. فَأَتَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فقالَ لَنَا: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَا، وَالله! لَا يَسْتَعْمِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَبِيعَةُ: هٰذَا مِنْ أَمْرِكَ، قَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمْ نَحْسُدْكَ عَلَيْهِ، فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ فقالَ: أنا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَالله! لَا أَرِيمُ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا [ابْنَاكُمَا] بِحَوْرِ ما بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قال عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فانْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حتَّى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قامَتْ، فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ أَسْرَعْتُ أنا وَالْفَضْلُ إلى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُمْنا بالْبَابِ حتَّى أتى رَسُولُ الله ﷺ فأَخَذَ بِأُذُنِي وَأُذُنِ الْفَضْلِ ثُمَّ قالَ: «أَخْرِجَا ما تُصَرِّرَانِ»، ثُمَّ دَخَلَ فأَذِنَ لِي وَلِلْفَضْلِ فَدَخَلْنا فَتَواكَلْنا الْكَلَامَ قَلِيلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ أو كَلَّمَهُ الْفَضْلُ - قَدْ شَكَّ في ذٰلِكَ عَبْدُ الله - قال: كَلَّمَهُ بالَّذِي أَمَرَنا بِهِ أَبَوَانا، فَسَكَتَ رَسُولُ الله ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ بَصَرَهُ قِبَلَ سَقْفِ الْبَيْتِ حتَّى طَالَ عَلَيْنا أنَّه لا يَرجِعُ إِلَيْنا شَيْئًا حتَّى رأَيْنا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ بِيَدِهَا، تُرِيدُ أَنْ لا تَعْجَلَا وأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ في أَمْرِنَا، ثمَّ خَفَّضَ رَسُولُ

یہی گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آ گئے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقے پر عامل نہیں بنائیں گے تو ربیعہ نے ان سے کہا: یہ تمہاری بات ہے کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی دامادی مل گئی ہے، ہمیں تو اس پر تم سے کوئی حسد نہیں ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر لیٹ گئے اور کہنے لگے: میں ابوالحسن ہوں اور معاملہ فہم بھی! (جیسے کہ بڑا اونٹ ہوتا ہے۔) اللہ کی قسم! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تمہارے صاحبزادے جواب لے کر نہیں آ جاتے، جس مقصد کے لیے آپ نے انہیں نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: چنانچہ میں اور فضل (نبی ﷺ کے دروازے کی طرف) گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور جماعت کھڑی ہوگئی ہے تو ہم نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ پھر جلدی سے نبی ﷺ کے حجرے کے دروازے کے پاس آ گئے۔ آپ اس دن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ پس آپ ﷺ نے (پیار سے) میرے اور فضل کے کان پکڑ لیے اور فرمایا: ''نکالو جو تمہارے جی میں ہے۔'' پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی تو ہم اندر چلے گئے۔ اور ہم تھوڑی دیر تک بات کرنے کو ایک دوسرے پر ٹالتے رہے (میں کہتا کہ تم بات کرو وہ کہتا کہ تم کرو) بالآخر آپ ﷺ سے میں نے بات کی یا فضل نے...... عبداللہ

الله ﷺ رَأْسَهُ فقالَ لَنَا: «إنَّ هذِهِ الصَّدَقَةَ إنَّمَا هيَ أوْسَاخُ النَّاسِ وَإنَّها لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لآلِ مُحَمَّدٍ، ادْعُوا لِي نَوْفَلَ بنَ الْحَارِثِ» فَدُعِيَ لَهُ نَوْفَلُ بنُ الْحَارِثِ، فَقالَ: «يَا نوْفَلُ! أَنْكِحْ عَبْدَ المُطَّلِبِ» فَأَنْكَحَني نَوْفَلُ ثُمَّ قالَ النَّبيُّ ﷺ: «ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بنَ جَزْءٍ» وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَني زُبَيْدٍ، كَانَ رَسُولُ الله ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الأَخْمَاسِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِمَحْمِيَةَ: «أَنْكِحِ الْفَضْلَ» فَأَنْكَحَهُ، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قُمْ فَأَصْدِقْ عَنْهُما مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وكَذَا» لَمْ يُسَمِّهِ لِي عَبْدُ الله بن الْحَارِثِ.

بن حارث کو شک ہے..... اور ہمارے باپوں نے جو کہا تھا ہم نے آپ کے گوش گزار کر دیا' تو رسول اللہ ﷺ ایک گھڑی کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بہت وقت گزر گیا اور آپ ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ ام المومنین زینب ؓ نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا یعنی جلدی مت کرو' رسول اللہ ﷺ تمہارے ہی بارے میں فکر کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا: ''یہ صدقہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے اور یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔ نوفل بن حارث کو میرے پاس بلا لاؤ۔'' چنانچہ انہیں بلایا گیا۔ آپ نے ان سے کہا: ''نوفل! عبدالمطلب سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔'' چنانچہ نوفل نے میرے ساتھ (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ۔'' وہ بنو زبید میں سے تھے۔ اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے خمس کا نگران بنایا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے کہا: ''محمیہ! فضل سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔'' چنانچہ اس نے بھی کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اٹھو اور انہیں خمس میں سے اتنا اتنا حق مہر ادا کر دو۔'' زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث نے مجھے اس کی مقدار بیان نہیں کی تھی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقات کا عامل نہ بنایا' البتہ خمس میں سے ان کی شادیوں کے لیے خرچ فرمایا۔ اسی طریقے پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں عمل رہا۔ ② اور اس مقصد کے لیے بیت المال سے مادی تعاون لینا دینا جائز ہے جیسے کہ اہل بیت کے لیے خمس سے لینا جائز تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب مصلحت اسے خرچ فرمایا کرتے تھے۔

٢٩٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا يونُسُ عن ابْنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ قالَ: كَانَ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ المَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ الله ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ أَقْبَلْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا بِشَارِفَيَّ قَدِ اجْتُبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُما وَأُخِذ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ قالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ ابن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ غَنَّتْهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابَهُ، فَقالَتْ فِي غِنَائِهَا:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ

٢٩٨٦- حضرت حسین بن علی ؓ نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے بتایا کہ میرے پاس ایک اچھی اونٹنی تھی جو مجھے بدر کے موقع پر غنیمت میں ملی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس موقع پر اپنے خمس سے بھی ایک اونٹنی عنایت فرمائی تھی۔ جب میں نے ارادہ کیا کہ (اپنی زوجہ) فاطمہ ؓ دختر رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لاؤں' تو میں نے بنوقینقاع کے ایک آدمی سے' جو کہ سنار تھا وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اِذخر گھاس لائیں گے جسے میں سناروں کو بیچ کر اپنے ولیمے کا خرچ بنا سکوں گا۔ پس اس خیال سے میں اپنی اونٹنیوں کے لیے پالان' بورے اور رسیاں وغیرہ اکٹھے کر رہا تھا' جبکہ میری اونٹنیاں ایک انصاری کے حجرے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب میں نے یہ سامان اکٹھا کر لیا اور آیا تو دیکھا کہ میری اونٹنیوں کے کوہان کٹے پڑے ہیں' ان کے پہلو چیر دیے گئے ہیں اور جگر بھی نکال لیے گئے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ضبط نہ رکھ سکا (یعنی رونے لگا) اور پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ (تمہارے چچا) حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں انصاریوں کے ساتھ شراب کی ایک مجلس میں ہیں۔ ایک گانے والی نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے یوں کہا: [أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ] ''اے حمزہ! صحن میں بیٹھی ان موٹی موٹی اونٹنیوں کے درپے ہو۔''

٢٩٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح:٣٠٩١، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر . . . الخ، ح:١٩٧٩ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

فَوَثَبَ إِلَى السَّيْفِ فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ، فَأَخَذ مِنْ أَكْبَادِهِمَا . قَالَ عَلِيٌّ : فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بنُ حَارِثَةَ ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الَّذِي لَقِيتُ ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا لَكَ؟» قالَ : قُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ! ما رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَاهُوَ ذَا في بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَاهُ ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بن حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ ، فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ ، فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ، ثُمَّ قالَ حَمْزَةُ : وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لأَبِي؟ فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ .



چنانچہ وہ فوراً اٹھے' اپنی تلوار لی اور ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور پہلو چیر دیے اور جگر نکال لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں چلا آیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر جو گزری تھی اسے میری صورت سے بھانپ لیا' تو فرمایا: ''کیا ہوا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے ہیں اور پہلو چیر دیے ہیں۔ اور وہ اس گھر میں موجود ہے اور اس کے ساتھ دوسرے شراب پینے والے بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر طلب کی' اسے اوڑھا اور چل پڑے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے تھے حتیٰ کہ آپ اس گھر کے پاس آ گئے جس میں حمزہ تھے۔ آپ نے اندر جانے کی اجازت طلب کی' تو آپ کو بلا لیا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ شراب نوشوں کی مجلس بپا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حمزہ کو اس کی کارروائی پر برا بھلا کہنے لگے اور وہ نشے میں تھے۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ حمزہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا پھر نظر اٹھا کر' آپ کے گھٹنوں تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی تو ناف تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی اور آپ کے چہرے کو دیکھا۔ پھر بولے: تم میرے باپ کے غلام ہونے کے سوا کیا ہو؟!' تب رسول اللہ ﷺ نے پہچانا کہ یہ نشے میں دھت ہیں' تو آپ الٹے پاؤں پیچھے پلٹ آئے۔ آپ نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور اس گانے والی کے شعر یوں تھے:

اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ ۔۔۔ وَهُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ

ضَعِ السِّكِّيْنَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا ۔۔۔ وَ ضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ

وَعَجِّلْ مِنْ اَطَايِبِهَا لِشَرْبٍ ۔۔۔ قَدِيْدًا مِنْ طَبِيْخٍ اَوْ شِوَاءِ

''اے حمزہ! اٹھو اور یہ موٹی موٹی اونٹنیاں جو میدان میں بندھی ہیں' ان کے حلقوں پر چھری رکھو اور انہیں خونم خون کر دو۔ اور ان کا عمدہ عمدہ گوشت پکا ہوا یا بھنا ہوا اپنے شراب پینے والے ساتھیوں کو پیش کرو۔''

ان اشعار کا مقصد حمزہ کے جذبۂ سخاوت کو غلط طریق پر ابھارنا تھا۔ حضرت حمزہ نے ان کے اکسانے پر اپنے بھتیجے کی پونجی جو اونٹوں پر مشتمل تھی برباد کر ڈالی۔ ② اہل بیت کے افراد کو جہاد میں سے غنیمت کا حصہ ملتا تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب ضرورت خمس سے مزید بھی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد محنت' مزدوری اور مشقت سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ ④ انسان کسی وجہ سے عقل وشعور سے عاری ہو جائے تو خاص اس حالت میں تادیب مفید نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے دور ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔

٢٩٨٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: حدَّثَني عَيَّاشُ ابنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عن الْفَضْلِ بنِ الْحَسَنِ الضَّمْرِيِّ أَنَّ أُمَّ الْحَكَمِ - أَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيْ الزُّبَيْرِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - حَدَّثَتْهُ عَنْ إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبْيًا فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ، وَلٰكِنْ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ تُكَبِّرْنَ اللهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ

۲۹۸۷- حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادیوں ام حکم یا ضباعہ ؓ میں سے کسی ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں' میری بہن اور حضرت فاطمہ ؓ دختر رسول ﷺ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جس حال میں ہم تھیں آپ کے سامنے اس کا شکوہ کیا (کہ سب کام اپنے ہاتھ سے کرنے پڑتے ہیں۔) ہم نے درخواست کی کہ ان قیدیوں میں سے ہمارے لیے بھی کسی کا حکم دے دیا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدر کے یتیم (جن کے والد بدر میں شہید ہوئے) تم سے پہلے لے چکے ہیں' لیکن میں تمہیں اس سے بہتر عمل بتاتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ' تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰه' تینتیس بار

٢٩٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ٢٩٩ من حديث ابن وهب به * الفضل بن الحسن "حسن الحديث".

صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور (ایک بار) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں، حکومت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔) پڑھا کرو۔

قَالَ عَيَّاشٌ: وَهُمَا ابْنَتَا عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ.

عیاش (بن عقبہ) نے کہا: یہ دونوں خواتین نبی ﷺ کی چچازاد تھیں۔

فوائد ومسائل: ① ان سیدات کو اگر کچھ ملتا تو خمس میں سے ملتا، مگر شاید غنائم وغیرہ کے ساتھ وہ سب بھی شہدائے بدر کے یتیم بچوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ② نبی ﷺ مادی تعاون کے معاملے میں زیادہ ضرورت مندوں خصوصاً شہداء کے اہل وعیال کو اولیت دیا کرتے تھے اور اپنے عزیز واقارب کے متعلق آپ ﷺ کی ترجیح یہی تھی کہ وہ بقدرِ گزران اور قناعت کی زندگی گزاریں۔ ③ سیداتِ اہل بیت، عام مسلمانوں کی خواتین حتیٰ کہ امہات المومنین بھی اپنے اپنے گھروں میں گھرداری کے تمام کام سرانجام دیتی تھیں۔ بعض فقہاء کا یہ کہنا کہ بیوی پر اپنے شوہر کی دلداری کے علاوہ اور کچھ واجب نہیں، (خیر القرون کے اس تعامل کے اور آئندہ حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے۔ ④ اللہ کا ذکر اور اس کی پابندی دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں خیر وبرکات کا باعث ہے جبکہ خادم کا فائدہ صرف دنیا تک ہی محدود ہے اور آخرت میں جوابدہی کا معاملہ اس پر مستزاد ہے۔ ⑤ اس روایت میں یہ نکتہ بھی ہے کہ دن بھر کی محنت سے جو تکان لاحق ہوتی ہے اس کا ازالہ اور خادم ہونے کی صورت میں اس سے جو راحت مل سکتی ہے ویسی ہی راحت ان تسبیحات سے بھی مل سکتی ہے۔

٢٩٨٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى عن سَعِيدٍ يَعْنِي الْجُرَيْرِيَّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عن ابن أَعْبُدَ قالَ: قالَ لِي عَلِيٌّ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَتْ مِنْ أَحَبِّ

٢٩٨٨-ابن اعبد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ کی بات نہ بتاؤں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیار تھا۔ میں نے کہا: ہاں بتائیے۔ تو انہوں نے کہا: حضرت

٢٩٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٠٦٣، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٥٣ من حديث سعيد الجريري به * أبو الورد مستور، وابن أعبد مجهول (تقريب).

أَهْلِهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: إِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَ فِي نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَدَمٌ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا، فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ فَأَتَاهَا مِنَ الْغَدِ فقالَ: «مَا كَانَ حَاجَتُكِ؟» فَسَكَتَتْ، فَقُلْتُ: أَنَا أُحَدِّثُكَ يَارَسُولَ اللهِ! جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا، وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا، فَلَمَّا أَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتُهَا أَنْ تَأْتِيَكَ فَتَسْتَخْدِمَكَ خَادِمًا يَقِيهَا حَرَّ مَا هِيَ فِيهِ. قَالَ: «اتَّقِي اللهَ يَافَاطِمَةُ! وَأَدِّي فَرِيضَةَ رَبِّكِ وَاعْمَلِي عَمَلَ أَهْلِكِ، فَإِذَا أَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ»، قَالَتْ: رَضِيتُ عَنِ اللهِ وَعَنْ رَسُولِهِ.

فاطمہ ؓ چکی چلاتی تھیں حتیٰ کہ ہاتھوں پر نشان پڑ گئے‘ پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں حتیٰ کہ ان کے سینے پر نشان پڑ گئے‘ گھر میں جھاڑو دیتیں تو کپڑے خراب ہو جاتے۔ پھر نبی ﷺ کے پاس لونڈیاں اور غلام آئے۔ میں نے ان سے کہا: اگر آپ اپنے والد کے پاس جا کر کسی خادم کے متعلق کہیں (تو آپ کو سہولت مل جائے گی۔) چنانچہ وہ آئیں اور دیکھا کہ کئی باتیں کرنے والے آپ کے پاس بیٹھے ہیں‘ اس پر آپ واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اگلے دن ان کے پاس آئے اور دریافت فرمایا: ”کیا کام تھا؟“ تو وہ خاموش رہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بتائے دیتا ہوں۔ یہ چکی چلاتی ہیں تو ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں۔ پانی کی مشک اٹھا کر لاتی ہیں تو اس سے سینے پر نشان پڑ گئے ہیں۔ اور اب آپ کے پاس لونڈیاں غلام آئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کی خدمت میں جائیں اور کوئی خادم طلب کر لیں جس سے انہیں ان کاموں کی مشقت میں آسانی ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! اللہ سے ڈرو‘ اپنے رب کا فریضہ ادا کرو اور اپنے گھر والوں کا کام کاج کیا کرو۔ اور رات کو جب سونے لگو تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ‘ تینتیس بار اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور چونتیس بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ لیا کرو‘ یہ سو بار ہوا۔ اور یہ عمل تمہارے لیے خادم سے بڑھ کر ہے۔“ حضرت فاطمہ ؓ نے کہا: میں اللہ عزوجل سے اور اس کے رسول ﷺ سے (بہ دل وجان) راضی ہوں۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ اس سند سے ضعیف ہے‘ مگر بالا اختصار یہ دوسری سند سے

صحیح ثابت ہے جیسے کہ آئندہ حدیث نمبر: ۵۰۶۲ میں موجود ہے۔ اور مذکورہ بالا تسبیحات انتہائی فضیلت رکھتی ہیں۔
④ اور اس میں ایک بیٹی اور بیوی کو ''گھر والوں'' کا کام کرنے کی تلقین بھی ہے۔

۲۹۸۹- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بن حُسَيْنٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: وَلَمْ يُخْدِمْهَا.

۲۹۸۹- امام زہری رشاللہ نے بواسطہ علی بن حسین رشاللہ یہ قصہ بیان کیا ہے۔ اور کہا کہ نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ ﷞ کو کوئی خادم نہیں دیا تھا۔

۲۹۹۰- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْقُرَشِيُّ - قالَ أبو جَعْفَرٍ يَعْنِي ابنَ عِيسَى: كُنَّا نَقُولُ إنَّهُ مِنَ الأبْدَالِ قَبْلَ أنْ نَسْمَعَ أنَّ الأبْدَالَ مِنَ الْمَوَالِي - قالَ: حدَّثني الدَّخِيلُ بنُ إيَاسِ بنِ نُوحِ بنِ مُجَّاعَةَ عَنْ هِلَالِ بنِ سِرَاجِ بنِ مُجَّاعَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ مُجَّاعَةَ: أنَّهُ أتَى النَّبِيَّ ﷺ يَطْلُبُ دِيَةَ أخِيهِ، قَتَلَتْهُ بَنُو سَدُوسٍ مِنْ بَنِي ذُهْلٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ جَاعِلًا لِمُشْرِكٍ دِيَةً جَعَلْتُ لأخِيكَ، وَلٰكِنْ سَأُعْطِيكَ مِنْهُ عُقْبَى»، فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمِائَةٍ مِنَ الإبِلِ مِنْ أوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذُهْلٍ فَأخَذَ طَائِفَةً مِنْهَا وَأسْلَمَتْ بَنُو ذُهْلٍ فَطَلَبَهَا بَعْدُ مُجَّاعَةُ إلَى أبي بَكْرٍ وَأتَاهُ بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَتَبَ لَهُ أبو بَكْرٍ بِاثْنَيْ



۲۹۹۰- مُجاعہ (بن مرارہ حنفی یمامی ﷛- مجاعہ کی میم پر پیش اور جیم مشدد ہے) سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنے بھائی کی دیت طلب کی جسے بنوذہل کی شاخ بنوسدوس کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی مشرک کی دیت دیتا ہوتا تو تیرے بھائی کی بھی دے دیتا۔ تاہم میں تجھے اس کا عوض دوں گا۔'' پس نبی ﷺ نے اسے لکھ دیا کہ سب سے پہلا خمس جو بنوذہل کے مشرکوں سے حاصل ہوگا اس میں سے اس کو ایک سو اونٹ دیے جائیں گے۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ اس نے حاصل کر لیا اس کے بعد پھر بنو ذہل مسلمان ہو گئے۔ تو مجاعہ نے باقی ماندہ کا مطالبہ حضرت ابوبکر ﷛ سے کیا اور ان کو نبی ﷺ کی تحریر پیش کر دی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر ﷛ نے اس کے لیے یمامہ کے صدقہ سے بارہ ہزار صاع لکھ دیئے چار ہزار صاع گندم، چار ہزار صاع جو اور چار ہزار صاع کھجور۔ نبی ﷺ کی وہ تحریر جو آپ نے مجاعہ کو لکھ کر دی تھی اس کا

۲۹۸۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۵۰۶۲ * السند مرسل.

۲۹۹۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۸/ ٤٤، وأبو نعيم في معرفة الصحابة: ۲۶۲۲/۵، ح: ۶۳۱۰ من حديث عنبسة به * الدخيل مستور، وهلال مجهول الحال، فالسند مظلم.

عَشَرَ أَلْفِ صَاعٍ مِنْ صَدَقَةِ الْيَمَامَةِ: أَرْبَعَةِ آلافِ بُرٍّ، وَأَرْبَعَةِ آلافِ شَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةِ آلافِ تَمْرٍ وَكَانَ فِي كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَّاعَةَ: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَّاعَةَ بنِ مُرَارَةَ مِنْ بَنِي سُلْمَىٰ، إِنِّي أَعْطَيْتُهُ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذُهْلٍ عُقْبَةً مِنْ أَخِيهِ».

مضمون یہ تھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یہ تحریر محمد نبی ﷺ کی جانب سے بنوسُلمیٰ کے مجاعہ بن مرارہ کے لیے لکھی گئی ہے کہ میں نے اسے اس کے (مقتول) بھائی کے عوض میں ایک سو اونٹ عطا کیے ہیں' جو کہ بنوذہل کے مشرکین سے حاصل ہونے والے پہلے خمس میں سے ادا کر دیے جائیں گے۔''

(المعجم ٢٠، ٢١) - **باب** مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ (التحفة ٢١)

باب: ۲۰'۲۱-صَفِیّ کے احکام ومسائل

٢٩٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قال: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ سَهْمٌ يُدْعَى الصَّفِيَّ إِنْ شَاءَ عَبْدًا وَإِنْ شَاءَ أَمَةً، وَإِنْ شَاءَ فَرَسًا يَخْتَارُهُ قَبْلَ الْخُمُسِ.

۲۹۹۱-عامر شعبی ؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا غنیمت میں ایک خاص حصہ ہوا کرتا تھا جسے صَفِی کہا جاتا تھا۔ (آپ ﷺ) چاہتے تو غلام لے لیتے یا لونڈی یا گھوڑا (اور یہ) خمس نکالنے سے پہلے لے سکتے تھے۔

فائدہ: نبی ﷺ غنیمت میں سے کوئی خاص چیز پسند کرتے تو خُمس سے پہلے اسے لے سکتے تھے' مثلاً لونڈی' غلام' تلوار یا کوئی بھی چیز' اسے صَفِی کہا جاتا ہے۔

٢٩٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَزْهَرُ قَالَا: حَدَّثَنَا ابنُ عَوْنٍ قال: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عن سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِيِّ، قال: كَانَ يُضْرَبُ لَهُ بِسَهْمٍ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ لَمْ يَشْهَدْ، وَالصَّفِيُّ

۲۹۹۲-ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین ؒ سے نبی ﷺ کے حصے اور صفی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ خواہ کسی جہاد میں شریک نہ بھی ہوتے آپ کا حصہ نکالا جاتا تھا اور خمس میں سے سب سے پہلے آپ کے لیے کوئی خاص چیز نکال لی جاتی

٢٩٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ١، ح: ٤١٥٠ من حديث مطرف به، السند مرسل.

٢٩٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠٤ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

يُؤْخَذُ لَهُ رَأْسٌ مِنَ الْخُمُسِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ.

تھی اور اسے صفی کہا جاتا تھا۔

٢٩٩٣- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ يَعني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ عن سَعِيدٍ يَعْني ابنَ بَشِيرٍ، عن قَتَادَةَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا غَزَا كَانَ لَهُ سَهْمٌ صَافٍ يَأْخُذُهُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَتْ صَفِيَّةُ مِنْ ذٰلِكَ السَّهْمِ، وَكَانَ إذَا لَمْ يَغْزُ بِنَفْسِهِ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَلَمْ يُخَيَّرْ.

۲۹۹۳- جناب قتادہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے میں شریک ہوتے تو آپ کا ایک خاص حصہ (صفی) ہوتا تھا آپ جو چاہتے لے سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ ؓ (ام المومنین) اسی حصے میں سے تھیں' اور جب آپ خود شریک نہ ہوتے تو آپ کا حصہ رکھا جاتا تھا' مگر وہ آپ سے منتخب نہ کرایا جاتا۔

٢٩٩٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتْ صَفِيَّةُ مِنَ الصَّفِيِّ.

۲۹۹۴- حضرت عائشہ ؓ (ام المومنین) کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ ؓ (ام المومنین) آپ ﷺ کے حصہ صفی میں آئی تھیں۔



٢٩٩٥- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عن عَمْرِو بنِ أَبِي عَمْرٍو، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ الله تَعَالٰى الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا، فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ الله ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سُدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا.

۲۹۹۵- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر آئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرا دیا تو آپ ﷺ کے سامنے صفیہ بنت حُیَیّ کے حسن و جمال کا تذکرہ ہوا' ان کا شوہر قتل ہو گیا تھا جبکہ وہ ابھی دلہن تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں (ان کے صدمے کے ازالے اور معاشرے میں اونچا مقام دینے کے لیے) اپنے لیے منتخب فرما لیا۔ آپ اسے لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم سد صہباء کے مقام پر پہنچے تو وہ حلال (حیض سے پاک) ہو گئیں تو آپ نے ان کے ساتھ شب زفاف گزاری۔

٢٩٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠٤ من حديث أبي داود به، السند مرسل وضعيف.

٢٩٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * سفيان الثوري مدلس وعنعن.

٢٩٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يسافر بالجارية قبل أن يستبرئها، ح: ٢٢٣٥ من حديث

فوائد ومسائل: ① جنگ میں ہاتھ آنے والی لونڈیوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک حمل نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے ان سے صحبت جائز نہیں اور یہی ان کی عدت ہے اسے استبراء رحم (رحم کے صاف ہونے کا پتہ چل جانا) کہتے ہیں۔ ② ''سَدُّ الصهباء'' خیبر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔ ''سد'' کی سین پر پیش اور زبر دونوں منقول ہیں۔

٢٩٩٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ.

٢٩٩٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے چنا تھا مگر بعد میں (ان کے پورے حالات گوش گزار کیے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آ گئیں۔

٢٩٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنا بَهْزُ بنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ قال: وَقَعَ في سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ الله ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَصْنَعُهَا وَتُهَيِّئُهَا. قال حَمَّادٌ: وَأَحْسِبُهُ قال: وَتَعْتَدُّ في بَيْتِهَا صَفِيَّةُ ابْنَةُ حُيَيٍّ.

٢٩٩٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں ایک بہت ہی خوبصورت لونڈی آئی' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو سات غلام دے کر خرید لیا۔ پھر آپ نے اسے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تاکہ اسے بنائیں سنواریں اور بطور دلہن تیار کریں۔ حماد کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ ام سلیم کے ہاں عدت پوری کرلے اور یہ صفیہ بنت حُیی تھیں۔

٢٩٩٨- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا عَبْدُالْوَارِثِ؛ ح: وحدثنا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيمَ المعنى قالَ: حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسٍ قال: جُمِعَ السَّبْيُ يَعْني بِخَيْبَرَ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَال: يَارَسُولَ الله! أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ،

٢٩٩٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں قیدیوں کو جمع کیا گیا' تو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عنایت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور ایک لونڈی لے لو۔'' تو انہوں نے صفیہ بنت حیي کو چن لیا۔ پھر ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے

٢٩٩٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يعتق أمته ثم يتزوجها، ح: ١٩٥٧ من حديث حماد بن زيد به.

٢٩٩٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] * حماد هو ابن زيد.

٢٩٩٨_ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غزا بصبي للخدمة، ح: ٢٨٩٣ من حديث يعقوب بن إبراهيم، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ بعد، حديث: ١٤٢٧ من حديث إسماعيل ابن علية به.

قال: «اذْهَبْ فخُذْ جارِيَةً»، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ ابْنَةَ حُيَيٍّ فَجاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يا رَسُولَ الله! أعْطَيْتَ دِحْيَةَ - قال يَعْقُوبُ: صَفِيَّةَ ابْنَةَ حُيَيٍّ - سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ ثُمَّ اتَّفَقَا ما تَصْلُحُ إلَّا لَكَ، قال: «ادْعُوهُ بِهَا»، فَلَمَّا نَظَرَ إلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قالَ لَهُ: «خُذْ جارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا»، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.

اللہ کے نبی! آپ نے صفیہ بنت حیی کو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ قریظہ اور نضیر (یہودی قبیلوں) کی سردار ہے (سردار کی بیٹی ہے) یہ صرف آپ ہی کے زیبا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دحیہ کو بلاؤ۔'' اسے لے کر آئے۔ جب نبی ﷺ نے صفیہ کو دیکھا تو دحیہ سے فرمایا: ''قیدیوں میں سے اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔'' چنانچہ نبی ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا۔

 **فوائد ومسائل:** ① اہل خیبر کو جنگ میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کے مال پر قبضہ کر لیا گیا اور قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنا لیا گیا اور یہ اس وقت جنگ کا معروف طریقہ تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے باوجود ایک سردار زادی کو اس کا مقام ومنصب دیا، وہ ایک صحابی کے حصے میں آ چکی تھیں آپ نے اسے واپس لے کر آزاد کر دیا اور پھر ان کی مرضی سے انہیں اپنے حرم میں داخل کر کے انہیں مسلمان سوسائٹی میں اعلیٰ ترین مقام عطا کیا۔ ② اسلام جہاں حق کی ترویج اور دفاع کے لیے طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے وہاں انسانوں کو عزت بھی دیتا ہے۔ اس اقدام سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ان قبائل کی نفرت وعداوت کو الفت وقربت میں بدل کر انہیں اسلام کے قریب لایا جائے۔ اور یہی رسول اللہ ﷺ کے کثرت ازدواج کی ایک اہم حکمت تھی۔ مستشرقین نے تعصب برتتے ہوئے جو الزام تراشی کی وہ ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے۔ ③ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی نہیں لیا گیا تھا بلکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدلے سات لونڈی غلام عنایت فرما کر اچھی طرح راضی کیا۔ بلکہ یہ بدلہ اتنا زیادہ تھا کہ تھوڑی دیر کیلئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو ان کے حصے میں رہیں اس کی برکت سے ان کو اپنے وہم وگمان سے زیادہ مل گیا۔



٢٩٩٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا قُرَّةُ قال: سَمِعْتُ يَزِيدَ بنَ عَبْدِ الله قال: كُنَّا بالمِرْبَدِ فَجاءَ رَجُلٌ أشْعَثُ الرَّأْسِ بِيَدِهِ قِطْعَةُ أدِيمٍ، أحْمَرَ، فَقُلْنَا: كَأنَّكَ مِنْ أهْلِ الْبَادِيَةِ؟ قال: أجَلْ. قُلْنَا:

٢٩٩٩- جناب یزید بن عبداللہ (بن الشخیر) بیان کرتے ہیں کہ ہم (بصرہ کے محلہ) مربد میں تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے تھا۔ ہم نے کہا: تم گویا دیہات کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا:

٢٩٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ١، ح: ٤١٥١ من حديث يزيد بن عبدالله بن الشخير به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٩٩، وابن حبان، ح: ٩٤٩ * الصحابي اسمه النمر بن تولب الشاعر.

نَاوِلْنَا هٰذِهِ الْقِطْعَةَ الأَدِيمَ الَّتِي فِي يَدِكَ، فَنَاوَلْنَاهَا، فَقَرَأْنَا مَا فِيهَا فَإِذَا فِيهَا: «مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى بَنِي زُهَيْرِ بنِ أُقَيْشٍ، إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أن لَا إِلٰه إِلَّا الله وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُم الزَّكَاةَ وَأَدَّيْتُم الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَهْمَ الصَّفِيِّ أَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمانِ الله وَرَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: مَنْ كَتَبَ لَكَ هٰذَا الْكِتَابَ؟ قال: رَسُولُ الله ﷺ.

ہاں۔ہم نے کہا: یہ تیرے ہاتھ میں چمڑے کا ٹکڑا کیسا ہے' ذرا ہمیں دکھاؤ؟ وہ اس نے ہمیں دے دیا۔ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: ''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنی زہیر بن اُقیش کے لیے۔تم لوگ اگر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) اور نبی ﷺ کا حصہ خاص (صفی) ادا کرو' تو اللہ اور اس کے رسول کی امان سے امن میں ہو۔'' ہم نے پوچھا: تمہیں یہ تحریر کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔

(المعجم ٢١، ٢٢) - **بَابٌ: كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟** (التحفة ٢٢)

باب:۲۱'۲۲-یہودی مدینہ منورہ سے کیسے نکالے گئے؟

٣٠٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ أَنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قال: أخبرنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ: وَكَانَ كَعْبُ بنُ الأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ ﷺ وَيُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ قَدِمَ المَدِينَةَ وَأَهْلُهَا أَخْلَاطٌ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الأَوْثَانَ وَالْيَهُودُ، وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَأَمَرَ

۳۰۰۰-عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک (بعض نسخوں میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی بجائے عبدالرحمٰن بن کعب ہے اور یہی صحیح ہے۔کیونکہ عبدالرحمٰن) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں یعنی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔اور وہ ان تین افراد میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ بیان کیا کہ (یہودیوں کا سردار) کعب بن اشرف نبی ﷺ کی بہت بدگوئی کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو ان پر حملہ آور ہونے کی ترغیب بھی دیتا رہتا تھا۔نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل شہر میں تین طرح کے لوگ بستے تھے' یعنی مسلمان' مشرک بت پرست اور یہود۔اور یہ یہودی' نبی ﷺ اور آپ کے

٣٠٠٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ١٩٨ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * الزهري مدلس وعنعن.

اللهِ عَزَّوَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ فَفِيهِمْ أَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ [آل عمران: ١٨٦] الآيَة فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بنُ الأَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ عن أَذَى النَّبِيِّ ﷺ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بنَ مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ، فَبَعَثَ مُحَمَّدَ ابنَ مَسْلَمَةَ، وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ، فَلَمَّا قَتَلُوهُ فَزِعَتِ الْيَهُودُ وَالْمُشْرِكُونَ، فَغَدَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: طُرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي كَانَ يَقُولُ وَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ كِتَابًا يَنْتَهُونَ إِلَى مَا فِيهِ. فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَامَّةً صَحِيفَةً.

اصحاب کو بہت اذیت دیا کرتے تھے۔ تو اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو صبر اور درگزر کا حکم دیا۔ اور انہی کے سلسلے میں یہ آیت اتری: ﴿وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اَذًی کَثِیۡرًا ؕ وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ﴾ ''اور یہ بھی یقینی ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی طرف سے' جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور مشرکوں کی طرف سے' بہت سی دکھ دینے والی باتیں سننی پڑیں گی' اور اگر تم صبر کرلو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔'' اور جب کعب بن اشرف (یہودی) نبی ﷺ کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو نبی ﷺ نے (رئیس اوس) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کوئی جماعت بھیج دو جو اس کا کام تمام کردے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ اور پھر اس کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ جب ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا تو یہودی اور مشرک گھبرا گئے اور صبح کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے صاحب کو رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان کو جو جو وہ کہا کرتا تھا' سب بتایا اور انہیں دعوت دی کہ آؤ ہمارے تمہارے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے جس پر سب کا اتفاق ہو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے اور یہودیوں اور تمام مسلمانوں کے مابین ایک تحریر لکھ لی (یعنی معاہدہ ہو گیا۔)

فوائد و مسائل: ① یہودی مدینہ سے کیوں نکالے گئے اس کی بابت یہ ہے کہ یہ عبرانی لوگ تھے جو اشوری اور رومی ظلم و جبر سے بھاگ کر حجاز میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اور طویل اقامت کے باعث ان کی وضع قطع' زبان اور تہذیب

بالکل عربی ہوگئی تھی۔ یثرب (مدینہ منورہ) میں ان کے تین مشہور قبیلے تھے بنوقینقاع' بنونضیر اور بنوقریظہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی مہاجرین اور انصار کے مابین مؤاخات کرائی اور دوسری جانب اس شہر کے رہنے والے یہودیوں اور بت پرستوں سے ایک سیاسی معاہدہ کیا کہ ہم سب مل کر اس شہر کے اندر امن وامان قائم رکھیں گے اور بیرونی حملے کی صورت میں ایک دوسرے کی بھرپور مدد کریں گے۔ مگر یہودیوں نے خفیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف عداوت کا سلسلہ اپنائے رکھا۔ قریش مکہ کے ساتھ بھی ان کے رابطے تھے اور عرب کے دیگر قبائل کو بھی وہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینا ان کے لیے معمولی بات ہوتی تھی۔ عمومی معاہدے کو بری طرح توڑنے بلکہ مدینہ کے دفاع کے معاہدے میں غداری کے واضح ثبوتوں کے بعد اس دور کی سخت ترین سزا کی بجائے محض مدینہ کو ان کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں سے محفوظ کرنے کے لیے انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا گیا۔ تفصیل کے لیے سیرت کی کتابیں دیکھیے' بالخصوص "الرحيق المختوم" از جناب مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ۔ ② اسلامی معاشرے میں اللہ کے کسی نبی خصوصاً آخری رسول ﷺ کے بارے میں گستاخی کرنے والے کو کوئی امان نہیں اور اس کی سزا قتل ہے۔ ③ کعب بن اشرف کا قتل غزوۂ بدر کے بعد ہجرت کے تیسرے سال کی ابتدا میں ہوا تھا۔ اس کا بیان گزشتہ حدیث: ۲۷۶۸ میں ہوا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مدینے سے نکالے جانے کی ابتدا تھی۔ ④ اس حدیث میں جس معاہدے کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نیا ہو اور ممکن ہے کہ اس معاہدے کی تجدید ہو جو ابتدائے ہجرت میں ان کے ساتھ طے پایا تھا۔

٣٠٠١- حَدَّثَنا مُصَرِّفُ بنُ عَمْرٍو [اليَامِيُّ]: حَدَّثَنا يُونُسُ يَعْني ابنَ بُكَيْرٍ قال: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن إسْحَاقَ: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ أبي مُحَمَّدٍ مَوْلَى زَيْدِ بن ثَابِتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: لَمَّا أصَابَ رَسُولُ الله ﷺ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدِمَ المَدِينَةَ جَمَعَ الْيَهُودَ في سُوقِ بَني قَيْنُقَاعَ فقالَ: «يَامَعْشَرَ يَهُودَ! أَسْلِمُوا قَبْلَ أنْ يُصِيبَكُم مِثْلُ مَا أصَابَ قُرَيْشًا»، قالُوا: يَامُحَمَّدُ! لَا يَغُرَّنَّكَ مِنْ

۳۰۰۱-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ قریش پر غالب آ گئے اور فتح کے بعد مدینہ پہنچے تو یہودیوں کو بنوقینقاع کے بازار میں جمع کیا اور فرمایا: "اے جماعتِ یہود! اسلام قبول کرلو' قبل اس کے کہ تمہیں ان حالات سے دوچار ہونا پڑے جن سے قریشی دوچار ہوئے ہیں۔" تو ان لوگوں نے کہا: اے محمد! آپ دھوکے میں نہ رہیں کہ قریش کے اناڑی لوگوں کو قتل کر آئے ہیں' وہ جنگ کرنا جانتے ہی نہیں تھے۔ اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو پتا چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں' تمہارا ہم جیسوں سے سامنا نہیں

٣٠٠١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٣/ ١٢٨ من حديث يونس بن بكير به *
محمد بن أبي محمد مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

نَفْسِكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ وَأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ مِثْلَنَا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ﴾ قَرَأَ مُصَرِّفٌ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ بِبَدْرٍ ﴿وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ﴾ [آل عمران: ١٢، ١٣].

ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ﴾ ''کافروں سے کہہ دیجیے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے۔'' راویٔ حدیث مصرّف (بن عمرو) نے آگے تک پڑھا: ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ أُخْرٰى كَافِرَةٌ﴾ ''ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی (بدر میں) اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔''

فائدہ: روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مشرکین مکہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اسی طرح یہودی مسلمانوں کے ساتھ بقائے باہمی کا معاہدہ کرنے کے باوجود نہ صرف قریش کی سازشوں میں شریک تھے بلکہ اپنے طور پر بھی اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کارروائیوں میں مشغول رہتے تھے۔ اگلی روایت بھی سنداً ضعیف ہے۔ اگر اس میں مذکور واقعہ درست ہو تو اس سے پتہ چلے گا کہ یہود جب غداری پر اتر آئے تھے تو مسلمانوں کے پاس مقابلے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا یہود کی غداری کی تفصیل حدیث نمبر: ۳۰۰۴ کے ذیلی فوائد میں دیکھیں۔

٣٠٠٢- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مَوْلًى لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي بِنْتُ مُحَيِّصَةَ عَنْ أَبِيهَا مُحَيِّصَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودَ فَاقْتُلُوهُ» فَوَثَبَ مُحَيِّصَةُ عَلَى شُبَيْبَةَ - رَجُلٍ مِنْ تُجَّارِ يَهُودَ - كَانَ يُلَابِسُهُمْ فَقَتَلَهُ وَكَانَ حُوَيِّصَةُ إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمْ وَكَانَ أَسَنَّ مِنْ مُحَيِّصَةَ فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حُوَيِّصَةُ يَضْرِبُهُ وَيَقُولُ: أَيْ عَدُوَّ اللهِ! أَمَا وَاللهِ! لَرُبَّ

۳۰۰۲- حضرت محیصہ (ابن مسعود بن کعب انصاری خزرجی) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس یہودی پر بھی تمہارا بس چلے اسے قتل کر ڈالو۔'' چنانچہ محیصہ نے ایک یہودی تاجر پر' جس کا نام شُبیبہ تھا' حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا جو ان کے ساتھ رہتا تھا اور (محیصہ کا بھائی) حویصہ ابھی ان دنوں مسلمان نہیں ہوا تھا اور عمر میں محیصہ سے بڑا تھا۔ جب اس نے قتل کر دیا تو حویصہ' محیصہ کو مارنے لگا اور کہتا تھا: اے اللہ کے دشمن! قسم اللہ کی! تیرے پیٹ کی بہت سی چربی اسی کے مال کی وجہ سے ہے (یعنی وہ تیرا محسن ہے اور تو نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔)

٣٠٠٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الدلائل: ٣/ ٢٠٠ من حديث ابن إسحاق به، وهو في العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام: ٢/ ٥٨ * مولى زيد مستور، انظر الحديث السابق، وبنت محيصة لا تعرف.

شَحْمٍ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ.

٣٠٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن سَعِيدِ بن أبي سَعِيدٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّهُ قالَ: بَيْنَا نَحْنُ في المَسْجِدِ إذْ خَرَجَ إلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فَقالَ: «انْطَلِقُوا إلَى يَهُودَ» فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتى جِئْنَاهُمْ فَقَامَ رَسُولُ الله ﷺ فَنَادَاهُمْ فقالَ: «يَامَعْشَرَ يَهُودَ! أسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَاأبَا الْقَاسِمِ! فقالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «أسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَاأبَا الْقَاسِمِ! فَقالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «ذٰلِكَ أُرِيدُ»، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ: «اعْلَموا أنَّمَا الأرْضُ لله وَرَسُولِهِ وَإنِّي أُرِيدُ أنْ أُجْلِيَكُم مِنْ هٰذِهِ الأرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإلَّا فَاعْلَمُوا أنَّمَا الأرْضُ لله وَرَسُولِهِ».

٣٠٠٣-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”چلو اٹھو یہودیوں کی طرف چلو۔“ چنانچہ ہم آپ کی معیت میں چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچے۔ پھر رسول اللہ ﷺ رک گئے اور انہیں پکارا اور فرمایا: ”اے جماعتِ یہود! اسلام قبول کرلو! امن میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچادیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ”اسلام قبول کرلو! سلامتی میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچادیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں یہی چاہتا ہوں (کہ تم اقرار کرلو کہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔)“ آپ نے تیسری بار فرمایا: ”یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے‘ اور اس کے رسول کی اور میں تمہیں اس زمین سے جلاوطن کرنے والا ہوں۔ جسے اپنے مال میں سے کچھ ملتا ہو تو وہ اسے بیچ لے‘ ورنہ یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہود کی ریشہ دوانیاں ظاہر اور ثابت ہونے کے بعد جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ فرمایا‘ کسی سزا کے اعلان سے پہلے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی۔ پھر جلاوطنی کی سزا سے پہلے ان کو بتادیا کہ وہ اپنی جائیدادیں وغیرہ فروخت کرلیں عنقریب سزا نافذ ہو جائے گی۔ گویا آپ کی پوری کوشش تھی کہ یہود کی زیادتیوں کے باوجود مسلمانوں کی طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ اسلام قبول کر لینے ہی میں سلامتی ہے یعنی اسلام قبول کرنے سے غداری کے ارتکاب جیسے جرم پر بھی سزا ختم ہو جاتی ہے۔ اس دنیا میں جان و مال اور آبرو کی اور آخرت میں اللہ کی پکڑ اور عذاب جہنم سے سلامتی ہے۔ ② ”زمین اللہ کی ہے۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ زمین اسی نے پیدا کی ہے‘ اسی کا نافذ کردہ قانون فطرت نافذ ہے‘ اس کا حقیقی مالک وہی ہے اور اللہ کے رسول‘ اللہ کی طرف سے خلیفہ ہیں

٣٠٠٣_تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إجلاء اليهود من الحجاز، ح: ١٧٦٥ عن قتيبة، والبخاري، الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، ح: ٣١٦٧ من حديث الليث بن سعد به.

کہ اس میں اس کی شریعت نافذ کریں۔ ④ شرعی حق کے نفاذ کی غرض سے کسی کو اپنا مال فروخت کرنے پر آمادہ کرنا جائز اور اس کی خرید وفروخت صحیح ہے۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي خَبَرِ النَّضِيرِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۲'۲۳- یہود بنونضیر کا واقعہ

٣٠٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ ابن مَالِكٍ عنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ: أَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ كَتَبُوا إِلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مَعَهُ الأَوْثَانَ مِنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَرَسُولُ الله ﷺ يَوْمَئِذٍ بالمَدِينَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ: إِنَّكُمْ آوَيْتُمْ صَاحِبَنَا وَإِنَّا نُقْسِمُ بِاللهِ لَتُقَاتِلُنَّهُ أَوْ لَتُخْرِجُنَّهُ أَوْ لَنَسِيرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ وَنَسْتَبِيحَ نِسَاءَكُم، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الله بنَ أُبَيٍّ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ اجْتَمَعُوا لِقِتَالِ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُمْ فَقالَ: «لَقَدْ بَلَغَ وَعِيدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمُ المَبَالِغَ مَا كَانَتْ تَكِيدُكُمْ بِأَكْثَرَ مِمَّا تُرِيدُونَ أَنْ تَكِيدُوا بِهِ أَنْفُسَكُم تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا أَبْنَاءَكُم وَإِخْوَانَكُم»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَفَرَّقُوا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَكَتَبَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِلَى



۳۰۰۴- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نبی ﷺ کے ایک صحابی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے عبداللہ بن اُبی (منافق) اور اس کے ہم نوا اوس وخزرج کے دوسرے بت پرست لوگوں کو خط لکھا' جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے اور یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو پناہ دے رکھی ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ اس سے جنگ کرو یا اسے (اپنے ہاں سے) نکال باہر کرو' ورنہ ہم سب مل کر تم پر دھاوا بولیں گے یہاں تک کہ تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے قبضے میں لے آئیں گے۔ یہ خط جب عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی بت پرستوں کو پہنچا تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ نبی ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا: ''قریش کی دھمکی سے تم لوگ بہت زیادہ متاثر ہو گئے ہو اور وہ تمہارا اس سے زیادہ نقصان نہیں کر سکتے جتنا کہ تم اپنے ہاتھوں خود کر بیٹھنا چاہتے ہو۔ کیا تم اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں سے قتال کرنا چاہتے ہو؟'' جب انہوں نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی

٣٠٠٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٣٢، وفي الدلائل: ٣/ ١٧٨ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٩٧٣٣ * الزهري مدلس وعنعن.

الْيَهُودِ: إِنَّكُم أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُونِ، وَإِنَّكُمْ لَتُقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا أَوْ لَنَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا وَلَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُم شَيْءٌ - وَهِيَ الْخَلَاخِيلُ - فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ ﷺ أَجْمَعَتْ بَنُو النَّضِيرِ بِالْغَدْرِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ وَلْيَخْرُجْ مِنَّا ثَلَاثُونَ حَبْرًا حَتَّى نَلْتَقِي بِمَكَانِ الْمَنْصَفِ فَيَسْمَعُوا مِنْكَ فَإِنْ صَدَّقُوكَ وَآمَنُوا بِكَ آمَنَّا بِكَ فَقَصَّ خَبَرَهُمْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ غَدَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ: «إِنَّكُمْ وَاللهِ! لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تُعَاهِدُونِي عَلَيْهِ»، فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا، فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ غَدَا الْغَدَ عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوهُ فَعَاهَدُوهُ فَانْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ، فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى الْجَلَاءِ فَجَلَتْ بَنُو النَّضِيرِ وَاحْتَمَلُوا مَا أَقَلَّتِ الْإِبِلُ مِنْ أَمْتِعَتِهِمْ وَأَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَخَشَبِهَا، فَكَانَ نَخْلُ بَنِي النَّضِيرِ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهَا وَخَصَّهُ بِهَا فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنۡهُمۡ فَمَآ أَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٖ وَلَا رِكَابٖ﴾ [الحشر: ٦] يَقُولُ بِغَيْرِ قِتَالٍ فَأَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَهَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ

(اور اس کی حقیقت کو سمجھ گئے) تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ کفار قریش کو یہ خبر ملی تو انہوں نے واقعۂ بدر کے بعد یہودیوں کو لکھا کہ تم لوگ اسلحہ اور قلعوں کے مالک ہو۔ تم لوگ یا تو لازماً ہمارے آدمی سے جنگ کرو ورنہ ہم ایسے اور ایسے کریں گے اور پھر ہمارے اور تمہاری عورتوں کی پازیبوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سکے گا (یعنی ہم مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔) جب ان کے لکھے کی خبر نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو اس اثنا میں بنونضیر نے بھی (رسول اللہ ﷺ سے) دھوکہ کرنے کا قصد کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے تیس اصحاب کے ساتھ ہماری طرف آئیں اور ہم میں سے تیس عالم آئیں اور ایک درمیانی جگہ میں ملیں۔ یہ لوگ آپ کی بات سنیں' اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ پس نبی ﷺ نے (لوگوں کو) ان کی خبر بتا دی۔ جب اگلا دن ہوا' تو رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر گئے اور ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان سے کہا: ''اللہ کی قسم! تم لوگوں پر مجھے کوئی اعتماد نہیں الا یہ کہ ایک (نئے) عہد کے ذریعے سے جو تم (نئے سرے سے) میرے ساتھ کرو۔'' ان لوگوں نے عہد و پیمان دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے اس دن ان سے قتال کیا۔ پھر اگلے دن لشکر لے کر ان بنو قریظہ پر چڑھائی کی اور بنونضیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان (بنو قریظہ) سے مطالبہ کیا کہ وہ (نئے سرے سے) عہد و پیمان کریں' انہوں نے معاہدہ کر لیا۔ اور آپ نے ان سے توجہ ہٹائی۔ اور (اگلے دن دوبارہ)

وَقَسَمَ مِنْهَا لِرَجُلَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ كَانَا ذَوَيْ حَاجَةٍ لَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ مِنَ الأَنْصَارِ غَيْرِهِمَا، وَبَقِيَ مِنْهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي فِي أَيْدِي بَنِي فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

بنو نضیر پر لشکر لے کر چڑھائی کی اور ان سے قتال کیا حتی کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ بنو نضیر جلاوطن ہو گئے' اور جو وہ اٹھا سکتے تھے گھر کا اسباب' گھروں کے دروازے' شہتیر اور کڑیاں وغیرہ اونٹوں پر لادلیں۔ چنانچہ بنو نضیر کی کھجوریں بطور خاص رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں آ گئیں۔ اللہ نے وہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور آپ کے لیے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ مَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ﴾ ''اور اللہ نے ان میں سے جو کچھ اپنے رسول کو دلوایا ہے تم نے اس پر کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے (بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔'') نبی ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور انصاریوں میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو حاجت مند تھے' ان کے علاوہ کسی انصاری کو کچھ نہیں دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں سے یہی باقی ہے جو بنو فاطمہ ؓ کے قبضے میں ہے۔



فوائد ومسائل: ① قریش مکہ کی دھمکی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ بیرونی دشمن کے حملہ آور ہونے سے بھی خونریزی ہوا کرتی ہے مگر اس کے بالمقابل قوم آپس ہی میں گتھم گتھا ہو جائے اور اپنے ہاتھوں اپنے عزیزوں کو قتل یا بے آبرو کرنے لگے تو اس میں رسوائی زیادہ ہے۔ اگر قریش نے حملہ کیا بھی تو مسلمان ان کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش ہوں گے' اس لیے انہیں گھبرانا یا مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ اور اپنے مسلمان عزیزوں کے درپے آزار ہو جانا کسی طرح دانشمندی نہیں۔ ② یہودیوں کی پیشکش' پھر ملاقات اور بعد از اں قتال کے سلسلے میں علامہ سیوطی ؒ نے لکھا ہے اور یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تیس صحابہ کو لے کر چلے اور ان کے بھی تیس عالم آئے مگر وہ بہت مرعوب ہوئے اور ان میں سے کچھ نے کہا کہ مسلمانوں سے یوں کہا جائے کہ ساٹھ (باسٹھ) افراد کے اس جمگھٹے میں بات سمجھنی سمجھانی مشکل ہو گی اس لیے آپ اپنے تین صحابہ کو لے کر آئیں اور ہم بھی تین علماء کو لاتے ہیں۔ اگر یہ مان گئے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ کو ساتھ لے کر چلے اور وہ بھی تین کو لے کر چلے مگر وہ اسلحہ بند تھے اور ان کا خفیہ پروگرام یہ تھا کہ یوں دھوکے سے آپ کو

قتل کر دیں گے۔ بنونضیر میں سے ایک خیر خواہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کا پروگرام ایسے ہے۔ تو وہ انصاری جلدی سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' قبل اس کے کہ آپ ﷺ ان کی مجلس میں پہنچیں۔ تو آپ نے اس ملاقات سے انکار کر دیا۔ اور اس غداری کا پردہ کھلنے کے بعد اگلے دن ان کا محاصرہ فرما لیا۔ (بذل المجهود) ③ شروع ایامِ ہجرت میں یہود سے میثاق مدینہ کا معاہدہ ہو چکا تھا مگر وہ اس کے پابند نہیں رہے تھے' اس لیے موقع بہ موقع نئے عہد و پیمان کی ضرورت پیش آتی رہی۔ یہ قوم غداری میں معروف تھی بلکہ اب بھی ہے اور پھر بالآخر اسی غداری کی وجہ سے انہیں مدینہ بدر ہونا پڑا اور یہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد جنگ احد سے پہلے کا ہے۔ ④ ذمی اور معاہد جب اپنے عہد کی پاسداری نہ کرے تو وہ حربی بن جاتا ہے اور پھر اس سے قتال جائز ہوتا ہے۔ ⑤ بنونضیر سے چونکہ باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی تھی صرف محاصرہ ہوا تھا کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر جانے پر راضی ہو گئے' چنانچہ ان سے حاصل شدہ اموال منقولہ و غیر منقولہ سب اموال فے کہلائے جن کا خرچ مکمل طور پر آپ کی صوابدید پر تھا اور آپ نے ان اموال سے شہدائے بدر کے یتیموں اور بعض مفلس مہاجرین و انصار کی خبر گیری فرمائی۔

٣٠٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بن فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ عنْ مُوسَى بن عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أنَّ يَهُودَ النَّضِيرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ الله ﷺ فَأَجْلَى رَسُولُ الله ﷺ بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ الله ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى رَسُولُ الله ﷺ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ الله بن سَلَامٍ وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ.

۳۰۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ بنونضیر اور قریظہ کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی (رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کیں) تو رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو مدینہ سے نکال باہر کیا اور قریظہ کو ان کے گھروں میں رہنے دیا اور ان پر احسان فرمایا۔ حتیٰ کہ قریظہ نے بعد میں جنگ کی (غزوۂ احزاب کے موقع پر کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور دھوکہ دیا) تو ان کے جنگجو مرد قتل کر دیے گئے اور ان کی عورتوں' بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا' سوائے ان بعض لوگوں کے جو (کارروائی سے پہلے) رسول اللہ ﷺ سے آملے تھے تو آپ نے ان کو امان دی اور وہ اسلام لے آئے (اور قتل سے بچ گئے۔) رسول اللہ ﷺ نے بنوقینقاع اور بنوحارثہ کے سب یہودیوں کو جو مدینہ میں رہ رہے تھے باہر نکال دیا۔ بنوقینقاع

٣٠٠٥_ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير . . . الخ، ح:٤٠٢٨، ومسلم، الجهاد والسير، باب إجلاء اليهود من الحجاز، ح:١٧٦٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح:٩٩٨٨.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی۔

فوائد و مسائل: ① ایمان و اسلام انسان کو دنیا میں جان' مال اور آبرو کی امان دیتا ہے اور آخرت میں ابدی امان کا باعث ہوگا۔ ② حضرت عبداللہ بن سلام کی سیرت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان جب دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو دنیا کی عارضی لذتیں اور قوم قبیلے کی عصبیت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہیں اور پھر اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی محبوب نہیں رہتا۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۳' ۲۴- خیبر کی زمین کا حکم

٣٠٠٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بن أبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا حَمَّادُ بن سَلَمَةَ عن عُبَيْدِ الله بن عُمَرَ، قالَ: أَحْسِبُهُ عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاتَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ فَغَلَبَ عَلَى الأَرْضِ وَالنَّخْلِ وَأَلْجَأَهُمْ إِلٰى قَصْرِهِمْ فَصَالَحُوهُ عَلٰى أَنَّ لِرَسُولِ الله ﷺ الصَّفْرَاءَ وَالْبَيْضَاءَ وَالْحَلْقَةَ وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِكَابُهُمْ عَلٰى أَنْ لَا يَكْتُمُوا وَلَا يُغَيِّبُوا شَيْئًا فَإِنْ فَعَلُوا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمْ وَلَا عَهْدَ، فَغَيَّبُوا مَسْكًا لِحُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ كَانَ قُتِلَ قَبْلَ خَيْبَرَ كَانَ احْتَمَلَهُ مَعَهُ يَوْمَ بَنِي النَّضِيرِ حِينَ أُجْلِيَتِ النَّضِيرُ فِيهِ حُلِيُّهُمْ. وقالَ: فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَعْيَةَ: «أَيْنَ مَسْكُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ؟» قالَ: أَذْهَبَتْهُ الْحُرُوبُ وَالنَّفَقَاتُ، فَوَجَدُوا الْمَسْكَ فَقُتِلَ ابن أبي الْحُقَيْقِ،



۳۰۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل خیبر سے جنگ کی' ان کی کھجوریں اور زمینیں آپ کے قبضے میں آ گئیں اور انہیں اپنے قلعے میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ تو انہوں نے آپ سے مصالحت کر لی کہ تمام زرد و سفید (سونا چاندی) اور اسلحہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوگا اور دیگر اسباب جو ان کے اونٹ اٹھا سکیں اٹھا لے جائیں گے اور کوئی چیز چھپائیں گے نہیں اور نہ غائب کریں گے۔ اگر ایسا کیا تو ان کے لیے کوئی ذمہ اور عہد نہ رہے گا۔ مگر انہوں نے چمڑے کا ایک بورا غائب کر دیا جو حُیَیّ بن اخطب کا تھا اور وہ خود خیبر سے پہلے قتل ہو گیا تھا۔ وہ یہ بورا بنونضیر کے مدینہ سے جلاوطن کیے جانے کے موقع پر اٹھا کر لایا تھا' اس بورے میں ان لوگوں کے زیورات تھے۔ نبی ﷺ نے سَعْیہ (یہودی) سے کہا: ''حُیَیّ بن اخطب کا بورا کہاں ہے؟'' اس نے کہا: وہ جنگوں میں اور دوسرے اخراجات میں خرچ ہو گیا ہے۔ مگر صحابہ نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ تب

٣٠٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] علقه البخاري، ح: ٢٧٣٠ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث شواهد * حماد بن سلمة شك في اتصاله، وحديث البخاري، ح: ٢٧٣٠ يغني عنه

وَسُبِيَ نِسَاؤُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ وَأَرَادَ أَنْ يُجْلِيَهُمْ فَقَالُوا: يَامُحَمَّدُ! دَعْنَا نَعْمَلْ فِي هٰذِهِ الأَرْضِ، وَلَنَا الشَّطْرُ - مَا بَدَا لَكَ - وَلَكُمُ الشَّطْرُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِي كُلَّ امْرَأَةٍ مِن نِسَائِهِ ثَمَانِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا من شَعِيرٍ.

ابن ابی الحقیق کو قتل کیا گیا' ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا گیا اور انہیں وہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کرلیا' تو انہوں نے کہا: اے محمد! ہمیں یہاں رہنے دیں ہم اس زمین میں محنت کریں گے اور جب تک آپ (ہمیں رکھنا) چاہیں گے اس کی آمدنی کا آدھا ہم لیں گے اور آدھا آپ کو دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ (اس پیداوار میں سے) اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کو اَسّی (۸۰) وسق کھجور اور بیس (۲۰) وسق جَو دیا کرتے تھے۔

٣٠٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بن إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أَبِي عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حدَّثَني نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ عن عَبْدِ اللهِ بن عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنْ نُخْرِجَهُمْ إِذَا شِئْنَا، وَمَن كَانَ لَهُ مَالٌ فَلْيَلْحَقْ بِهِ فَإِنِّي مُخْرِجٌ يَهُودَ فَأَخْرَجَهُمْ.

٣٠٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے کہا: لوگو! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ طے کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں نکال باہر کریں گے۔ تو جس نے ان سے کچھ لینا ہو وہ وصول کرلے' میں یہودیوں کو نکالنے لگا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ان کو نکال دیا۔

٣٠٠٨- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بن دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِي عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا افْتُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُودُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى النِّصْفِ مِمَّا خَرَجَ مِنْهَا، فَقَالَ

٣٠٠٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوگیا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے۔ ہم محنت کریں گے اور جو آمدنی ہوگی اس سے آدھی آپ کو ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیتا ہوں کہ جب تک ہم چاہیں

٣٠٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/٥٦ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ١/ ١٥، ورواه البخاري، ح: ٢٧٣٠ من حديث نافع به.

٣٠٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١ من حديث ابن وهب به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُقِرُّكُم فِيهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا» فَكَانُوا عَلٰى ذٰلِكَ، وَكَانَ التَّمْرُ يُقْسَمُ عَلَى السُّهْمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ وَيَأْخُذُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْخُمُسَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَطْعَمَ كُلَّ امْرَأَةٍ مِن أَزْوَاجِهِ مِنَ الْخُمُسِ مِائَةَ وَسْقٍ تَمْرًا وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ، فَلَمَّا أَرَادَ عُمَرُ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ أَرْسَلَ إِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُنَّ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُنَّ أَنْ أَقْسِمَ لَهَا نَخْلًا بِخَرْصِهَا مِائَةَ وَسْقٍ، فَيَكُونُ لَهَا أَصْلُهَا وَأَرْضُهَا وَمَاؤُهَا، وَمِنَ الزَّرْعِ مَزْرَعَةَ خَرْصِ عِشْرِينَ وَسْقًا فَعَلْنَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ نَعْزِلَ الَّذِي لَهَا فِي الْخُمُسِ كَمَا هُوَ فَعَلْنَا.

گے۔'' چنانچہ وہ اسی کے مطابق وہاں رہے۔ اور خیبر سے حاصل ہونے والی آدھی کھجور کئی حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی اور رسول اللہ ﷺ پانچواں حصہ لیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے ہر بیوی کو سو وسق کھجور اور بیس وسق جَو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر ؓ نے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ازواج نبی ﷺ سے کہلا بھیجا کہ آپ میں سے جس کا جی چاہے میں اسے اتنے درخت دیئے دیتا ہوں جس سے سو وسق کھجور حاصل ہو اور وہ درخت' زمین اور پانی اسی کا ہوگا۔ اور ایسے ہی اس قدر زمین دیئے دیتا ہوں جس سے بیس وسق جَو حاصل ہوں۔ اور جو پسند کرے ہم خمس میں سے اس کا حصہ حسب سابق ادا کرتے رہیں گے۔



فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ نے زمین اور پانی کا انتخاب کیا اور بعض دیگر ازواجِ مطہرات ؓ نے حسب سابق متعین حصہ چنا۔ صحیح مسلم کی یہ روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے حوالے سے ہے اور زیادہ مفصل اور واضح ہے۔ اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فے کی زمینوں کی آمدنی میں سے سالانہ خرچ کے طور پر اپنی ہر زوجۂ محترمہ کو کل سو وسق' اسی (۸۰) وسق کھجور اور بیس (۲۰) وسق جَو مقرر فرمائے تھے۔ (صحیح مسلم' المساقاة: حدیث:۱۵۵۱)۔ ابوداود کی حدیث: ۳۰۰۶ میں بھی یہی مقدار مذکور ہے۔ البتہ موجودہ روایت میں کل سو وسق کی بجائے کھجور سو وسق اور اس کے علاوہ جَو بیس وسق کی مقدار بیان کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کرنے والے راویوں میں سے کوئی راوی ظن و تخمین سے مقدار بیان کرتے ہوئے التباس کا شکار ہو گیا اور کل سو کی بجائے کھجور سو وسق اور جَو بیس وسق کا ذکر کر گیا۔ (فتح الودود بحوالہ عون المعبود: باب ماجاء فی حکم ارض خیبر) ② خیبر کے طریق کے مطابق بٹائی پر زمین لینا اور دینا جائز ہے۔

۳۰۰۹- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا

۳۰۰۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے

۳۰۰۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب ما يذكر في الفخذ، ح:۳۷۱، ومسلم، النكاح، باب فضيلة ◀◀

عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ أَنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ إبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ عنْ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی۔ پس ہم نے اسے قہر وقوت سے حاصل کیا اور قیدی اکٹھے کیے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کر کے واضح کرنا چاہتے ہیں کہ خیبر کا کچھ حصہ قتال سے اور کچھ حصہ صلح سے حاصل ہوا تھا۔

۳۰۱۰- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ المُؤَذِّنُ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عن يَحْيَى ابنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ، عن سَهْلِ ابنِ أبي حَثْمَةَ قالَ: قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ خَيْبَرَ نِصْفَيْنِ: نِصْفًا لِنَوَائِبِهِ وَحَاجَتِهِ، وَنِصْفًا بَيْنَ المُسْلِمِينَ، قَسَمَهَا بَيْنَهُمْ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا».

۳۰۱۰- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ آپ کے اتفاقی اخراجات اور ذاتی ضروریات کے لیے خاص تھا اور آدھا مسلمانوں کے لیے۔ آپ نے اسے ان میں اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

فائدہ: تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ نبی ﷺ نے خیبر کی زمینوں کو اسی طرح دو حصوں میں تقسیم فرمایا جس طرح وہ حاصل ہوئیں' جو جنگ کے نتیجے میں ملیں وہ آپ نے تقسیم فرما دیں اور تقریباً اتنی ہی زمینیں بغیر لڑے معاہدۂ صلح کے نتیجے میں حاصل ہوئیں۔ ان کی آمدنی قرآن کے حکم کے مطابق آپ کے لیے تھی۔ آپ نے اسے مسلمانوں کے اتفاقی اخراجات کے لیے اور تھوڑا سا حصہ ذاتی اور خاندانی ضروریات کے لیے مختص فرما دیا۔ حکومتوں اور رفاہی جمعیتوں اور انجمنوں کے پاس خاص محفوظ فنڈ جمع رہے تو بہت عمدہ ہے تاکہ اتفاقی اخراجات پورے کرنے میں آسانی رہے۔

۳۰۱۱- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ عَلِيِّ بنِ الأَسْوَدِ أَنَّ يَحْيَى بنَ آدَمَ حَدَّثَهُمْ عن أبي

۳۰۱۱- جناب بُشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سے

◀◀ إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ بعد حديث: ١٤٢٧ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به.

٣٠١٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٧ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

٣٠١١ـ تخريج: [إسناده حسن] ٭ أبو شهاب هو عبد ربه بن نافع.

شِهَابٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا، فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ قال: فَكَانَ النِّصْفُ سِهَامَ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَزَلَ النِّصْفَ لِلْمُسْلِمِينَ لِمَا يَنُوبُهُ مِنَ الأُمُورِ وَالنَّوَائِبِ.

سنا' انہوں نے بیان کیا' اور یہی حدیث ذکر کی: چنانچہ آدھے حصے مسلمانوں کے تھے ان میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی تھا اور باقی آدھے مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات اور حوادث کے لیے علیحدہ کر لیے۔

۳۰۱۲- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ مَوْلَى الأَنْصَارِ، عن رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذٰلِكَ وَعَزَلَ النِّصْفَ الْبَاقِي لِمَنْ نَزَلَ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ وَالأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ.

۳۰۱۲- جناب بشیر بن یسار رحمہ اللہ جو کہ انصار کے مولیٰ تھے' کئی اصحاب نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو اس کو کل چھتیس حصوں پر تقسیم کیا' اور ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ اس میں سے آدھے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے تھے۔ اور باقی آدھے اتفاقی اخراجات کے لیے محفوظ رکھے گئے کہ آپ کے پاس وفود آتے تھے یا کوئی ہنگامی خرچ ہوتا یا مسلمانوں پر کوئی مشکل آ پڑتی (تو اس مد میں سے لیا جاتا تھا۔)

۳۰۱۳- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ قال: لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَعَزَلَ نِصْفَهَا لِنَوَائِبِهِ، وَمَا يَنْزِلُ بِهِ الْوَطِيحَةَ وَالْكُتَيْبَةَ وَمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا، وَعَزَلَ

۳۰۱۳- جناب بُشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے چھتیس حصوں پر تقسیم کیا۔ ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ ان میں سے آدھے آپ کے اتفاقی اخراجات اور آپ کے پاس آنے والے مہمانوں اور وفود کے لیے تھے یعنی قلعہ وطیحہ' کتیبہ اور ان کے ساتھ ملحق اراضی وغیرہ اور باقی آدھے مسلمانوں

۳۰۱۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦ عن محمد بن فضيل بن غزوان به.

۳۰۱۳- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٧ من حديث أبي داود به.

نِصْفَ الآخَرَ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الشَّقَّ وَالنَّطَاةَ وَمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا، وَكَانَ سَهْمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا.

میں تقسیم کر دیئے' یعنی قلعۂ شق اور نَطاۃ اور ان کے مضافات۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی انہی کے ملحقات ومضافات میں تھا۔

فائدہ: قلعوں کے آخری مجموعے جو مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کیے وہ حصون النطاۃ اور حصون الشق تھے۔ یہاں سے جو یہودی جان بچا کر بھاگ نکلے انہوں نے "حصون الکتیبۃ" کے مجموع میں پناہ لی۔ اس میں تین قلعے تھے سب سے بڑا قموص پھر وطیح اور سلالم تھا۔ جب ان کا محاصرہ ہوا تو یہ قلعے ان کے مالکوں نے لڑنے والوں کی جان بخشی اور ان کے بچوں کی آزادی کی شرائط پر خود رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیے۔ (عون المعبود' باب ماجاء فی حکم أرض خیبر' بحوالہ زرقانی) ان کے بعد فدک والوں نے اپنے علاقے حوالے کیے۔ (فتح الباری کتاب فرض الخمس' باب فرض الخمس) رسول اللہ ﷺ کے لیے یہی علاقے مخصوص تھے' کیونکہ یہی بغیر لڑے آپ کی تحویل میں آئے تھے' ان کو مضافات وملحقات کہا گیا۔



۳۰۱٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مِسْكِينٍ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ بِلَالٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ قَسَمَهَا سِتَّةً وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمْعًا فَعَزَلَ لِلْمُسْلِمِينَ الشَّطْرَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، يَجْمَعُ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةً النَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ لَهُ سَهْمٌ كَسَهْمِ أَحَدِهِمْ وَعَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا - وَهُوَ الشَّطْرُ - لِنَوَائِبِهِ وَمَا يَنْزِلُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْوَطِيحَ وَالْكُتَيْبَةَ وَالسَّلَالِمَ وَتَوَابِعَهَا، فَلَمَّا صَارَتِ الأَمْوَالُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عُمَّالٌ يَكْفُونَهُمْ عَمَلَهَا، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْيَهُودَ فَعَامَلَهُمْ.

۳۰۱۴- جناب بُشیر بن یسار ؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے کل چھتیس حصوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ نے آدھے یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے لیے خاص کر دیے۔ ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ آپ کا حصہ بھی اسی طرح تھا جیسے کہ ایک عام مسلمان کا۔ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ حصے اپنے آڑے وقتوں اور مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت کے لیے علیحدہ کر دیئے تھے اور یہ تھے قلعۂ وطیح اور کُتیبہ (ایک بستی) اور سلالم اور ان کے مضافات۔ جب یہ اراضی نبی ﷺ اور مسلمانوں کے قبضے میں آگئیں تو آپ کے پاس کوئی ایسے محنت کش نہ تھے جو ان کے بجائے کام کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو دعوت دی اور ان سے معاملہ طے کر لیا۔

۳۰۱٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في الدلائل: ٤/ ٢٣٥ من حديث أبي داود به.

فائدہ: ① خیبر کا آدھا حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کا حصہ تھا۔ آپ اپنا یہ حصہ بقیہ فَیْ کے ساتھ ملا کر سارا صدقہ کر دیا کرتے تھے' البتہ اس میں سے بقدر کفاف اپنی ازواج کو دیتے تھے جس طرح پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو حصہ داری پر کاشت کرانا جسے مزارعت اور بٹائی کہا جاتا ہے' ایک جائز معاملہ ہے۔

٣٠١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بنُ يَعْقُوبَ بنِ مُجَمِّعِ بنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيُّ قال: سَمِعْتُ أبي يَعْقُوبَ بنَ مُجَمِّعٍ يَذْكُرُ لِي عن عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ، عن عَمِّهِ مُجَمِّعِ بنِ جَارِيَةَ الأَنْصَارِيِّ - وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ - قال: قُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَسَمَهَا رَسُولُ الله ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ، فِيهِم ثَلَاثُمِائَةِ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا.

٣٠١٥- حضرت مجمع بن جاریہ انصاری ؓ سے روایت ہے...... اور یہ ان حفاظ میں سے تھے جنہیں پورا قرآن یاد تھا...... بیان کرتے ہیں کہ خیبر کو ان مجاہدین میں تقسیم کیا گیا جو حدیبیہ میں شریک تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ اس لشکر کی تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے' چنانچہ آپ ﷺ نے گھڑ سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ۔



فائدہ: مجاہدین کی یہ تعداد اندازے سے بتائی گئی جبکہ صحیح تعداد چودہ سو تھی۔ اور گھوڑوں کی تعداد دو سو۔ گھوڑوں کے مستقل حصے چار سو ہوئے۔ اور مجاہدین کے چودہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔ یا یوں سمجھ لیں کہ دو سو گھڑ سواروں کے حصے چھ سو ہوئے۔ اور باقی بارہ سو مجاہدین کے بارہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔

٣٠١٦- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابنَ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي زَائِدَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ وَعَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ وَبَعْضِ وَلَدِ مُحَمَّدِ بنِ مَسْلَمَةَ قالُوا: بَقِيَتْ

٣٠١٦- جناب زہری' اور عبداللہ بن ابی بکر سے اور محمد بن مسلمہ کے بعض صاحبزادگان سے روایت ہے کہ اہل خیبر کے کچھ لوگ بچ گئے تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے خون معاف کر دیے جائیں (یعنی قتل نہ کیا جائے) اور

٣٠١٥ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٣٦، وأخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٠ من حديث مجمع بن يعقوب به.

٣٠١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنعن، والخبر مرسل.

بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَتَحَصَّنُوا فَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَحْقِنَ دِمَاءَهُمْ وَيُسَيِّرَهُمْ فَفَعَلَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ أَهْلُ فَدَكَ فَنَزَلُوا عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً، لِأَنَّهُ لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهَا بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ.

ہمیں یہاں سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ اہل فدک نے یہ معاملہ سنا تو وہ بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ یہ قلعے اور زمینیں رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص رہیں' کیونکہ ان پر کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے (جنگ نہیں ہوئی تھی۔)

٣٠١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عن جُوَيْرِيَةَ، عن مَالِكٍ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ افْتَتَحَ بَعْضَ خَيْبَرَ عَنْوَةً.

٣٠١٧- جناب سعید بن میسب ؒ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا کچھ حصہ قوت سے (جنگ کرکے) فتح کیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقُرِىءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ: أَخْبَرَكُم ابنُ وَهْبٍ قال: حدَّثني مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ: أَنَّ خَيْبَرَ كَانَ بَعْضُهَا عَنْوَةً وَبَعْضُهَا صُلْحًا، وَالْكُتَيْبَةُ أَكْثَرُهَا عَنْوَةً وَفِيهَا صُلْحٌ. قُلْتُ لِمَالِكٍ: وَمَا الْكُتَيْبَةُ؟ قَالَ: أَرْضُ خَيْبَرَ وَهِيَ أَرْبَعُونَ أَلْفَ عَذْقٍ.

امام ابوداود ؒ نے بہ سند حارث بن مسکین' ابن شہاب زہری سے روایت کیا کہ خیبر کا کچھ حصہ جنگ سے اور کچھ صلح سے حاصل ہوا تھا۔ کُتَیبَہ (کی بستی اور زمین) کا اکثر حصہ قوت (جنگ) سے حاصل ہوا تھا اور اس میں کچھ حصہ مصالحت کا بھی تھا۔ (ابن وہب کہتے ہیں) میں نے امام مالک ؒ سے پوچھا: کُتَیبَہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ خیبر کی زمین ہے اس میں کھجوروں کے چالیس ہزار درخت تھے۔

٣٠١٨- حَدَّثَنَا ابن السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابن وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ افْتَتَحَ خَيْبَرَ

٣٠١٨- ابن شہاب زہری ؒ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو قتال کر کے بزور قوت فتح کیا تھا۔ اور قتال کے بعد اس کے کچھ لوگوں

٣٠١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٣٨ من حديث أبي داود به، السند مرسل * و قول الزهري، سنده صحيح، أخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٧ من حديث أبي داود به.

٣٠١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل، والحديث السابق: ٣٠٠٥ يغني عنه.

عَنْوَةً بَعْدَ الْقِتَالِ وَنَزَلَ من نَزَلَ مِنْ أَهْلِهَا عَلَى الْجَلَاءِ بَعْدَ الْقِتَالِ.

نے یہ علاقہ چھوڑ دینے کی شرط پر اپنی قلعہ بندی کو ختم کیا (اور صلح کر لی۔)

فائدہ: اس کی پوری تفصیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نمبر: ۳۰۰۶ میں گزر چکی ہے۔ مگر بعد میں انہی کے ساتھ معاہدہ ہو گیا کہ وہ بٹائی پر یہ زمینیں کاشت کریں گے اور جب تک مسلمان چاہیں گے وہ یہاں رہ سکیں گے۔

٣٠١٩- حَدَّثَنا ابن السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: خَمَّسَ رَسُولُ الله ﷺ خَيْبَرَ، ثُمَّ قَسَّمَ سَائِرَهَا عَلَى مَنْ شَهِدَهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا مِن أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ.

٣٠١٩- جناب ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا خمس نکالا پھر اس سب کو اہل حدیبیہ پر بانٹ دیا' خواہ کوئی حاضر تھا یا غیر حاضر۔

فائدہ: ظاہر ہے وہ زمین جو جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوئی' اس کا خمس نکالا گیا۔

٣٠٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بن حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عنْ مَالِكٍ، عنْ زَيْدِ ابنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ، عنْ عُمَرَ قال: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ خَيْبَرَ.

٣٠٢٠- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہو' تو جو بستی بھی فتح ہو میں اسے تقسیم کر دوں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

فائدہ: خیبر کا تقریباً نصف حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا' خمس نکالنے کے بعد تقسیم کر دیا گیا۔ یہ بہت بڑا حصہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے' علاوہ ازیں مملکت اسلامیہ میں حسب احوال ایک ایسا فنڈ اور وقف محفوظ رہنا چاہیے جو مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات میں کام آ سکے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - باب مَا جَاءَ فِي خَبَرِ مَكَّةَ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴' ۲۵- فتح مکہ کا بیان

٣٠٢١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ:

٣٠٢١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ فتح

٣٠١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٠٢٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب أوقاف أصحاب النبي ﷺ وأرض الخراج ومزارعتهم ومعاملتهم، ح: ٢٣٣٤ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به.

٣٠٢١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ٤٩٦/١٤ عن يحيى بن آدم به ٭ ابن إسحاق صرح ◄◄

حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابنُ إِدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بنِ حَرْبٍ فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فقالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ، فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا؟ قال: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ».

مکہ کے موقع پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ' ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے' چنانچہ انہوں نے مرّالظہران کے مقام پر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو سفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے' اگر آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرمادیں تو (مناسب ہوگا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اسے امان ہے اور جو اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے وہ امان میں ہے۔''



فائدہ: ذوالقعدہ ۶ ھ میں حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ''دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے۔ اس عرصے میں لوگ ہر طرح امن سے رہیں گے اور کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔'' مگر بنوبکر (حلیف قریش) نے بنوخزاعہ (حلیف رسول اللہ ﷺ) پر حملہ کیا جس میں قریشیوں نے در پردہ اپنے حلیفوں کی بھرپور مدد کی اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ کو قتل کیا گیا اور کئی آدمی تو حرم کے اندر قتل کیے گئے۔ اس طرح یہ معاہدہ ٹوٹ گیا۔ تب مسلمانوں نے بہت اچھی حکمت عملی اپنا کر مکہ فتح کر لیا اور پھر پورے جزیرۃ العرب پر اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ یہ واقعہ ۸ ھ کا ہے۔ (جس کی تفصیل ''الرحیق المختوم'' علامہ صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ اور سیرت کی دیگر کتب میں دقت نظر سے مطالعہ کے لائق ہے۔)

۳۰۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابنَ الْفَضْلِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ مَعْبَدٍ، عن بَعْضِ أَهْلِهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَرِّ

۳۰۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب مرّالظہران کے مقام پر پڑاؤ ڈالا' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ اپنی قوت کے زور پر مکہ میں داخل ہوگئے اور اس سے پہلے اہل مکہ آپ کے پاس نہ آئے اور امان نہ مانگی تو اس

◄◄ بالسماع عند الطبراني في الكبير: ۸/ ۱۰-۱۵، ح: ۷۲٦٤، وللحديث شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ۱۷۸۰.

۳۰۲۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹/ ۱۱۸، ۱۱۹ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، والحديث السابق: ۳۰۲۱ يغني عنه.

الظَّهْرَانِ قالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: وَاللهِ! لَئِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ، فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَجِدُ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي أَهْلَ مَكَّةَ فَيُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِيَخْرُجُوا إِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوهُ فَإِنِّي لأَسِيرُ إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بنِ وَرْقَاءَ، فَقُلْتُ: يَاأَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي، فقالَ: أَبُو الْفَضْلِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قال: مَالَكَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟ قُلْتُ: هٰذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ، قال: فَمَا الْحِيلَةُ؟ قال: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ. قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا، قال: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ». قال: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ.



میں قریش کی بہت بڑی ہلاکت ہے‘ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا‘ میں نے سوچا شاید مجھے کوئی شخص مل جائے جو کسی کام سے نکلا ہو تو وہ اہل مکہ کے پاس جائے‘ انہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے متعلق خبردار کردے اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور امان طلب کرلیں۔ چنانچہ میں چلا جا رہا تھا کہ ابوسفیان اور بُدیل بن ورقاء کو گفتگو کرتے سنا۔ میں نے کہا: اے ابوحنظلہ! (یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا: ابوالفضل؟ (یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا ہوا؟ میرے ماں باپ تجھ پر فدا۔ میں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا: تو اب کیا حیلہ ہے؟ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے خچر پر بیٹھ گیا اور اس کا دوسرا ساتھی واپس چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے تو آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں‘ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے‘ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اسے امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر لوگ اپنے گھروں اور مسجد میں بکھر گئے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرف‘ بلند نگاہی اور اشاعتِ اسلام کے عظیم مقصد کے پیش

نظرابوسفیان کی گذشتہ تمام زیادتیاں فراموش کردیں' ان کا اسلام قبول فرمایا بلکہ اعزاز بھی دیا۔ قائد وہی کامیاب ہے جو اپنے لوگوں سے ان کے مزاج کے مطابق مشن کی تکمیل کے لیے کام لے۔ ④ اسلامی تعلیمات میں عمومی طور پر تواضع' انکساری اور گمنامی کی مدح اور ترغیب ہے' مگر کچھ طبیعتیں اس کے بالمقابل دوسری صفات کی حامل ہوتی ہیں جو اگر اسلام اور مسلمانوں کے لیے استعمال ہوں تو بہت خوب ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی یہ صفات اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئیں۔

٣٠٢٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ عَقِيلِ بنِ مَعْقِلٍ عن أَبِيهِ، عن وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ قال: سَأَلْتُ جَابِرًا: هَلْ غَنِمُوا يَوْمَ الْفَتْحِ شَيْئًا؟ قال: لَا.

٣٠٢٣- جناب وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں نے کوئی غنیمت حاصل کی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بعض علماء کا استدلال ہے کہ مکہ کی فتح بطور صلح ہوئی تھی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا ان پر احسان تھا اور یہی بات صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ارض مقدس کو غنیمت یا فے قرار دینا گوارا نہ فرمایا۔ یہ ابتدا ہی سے اللہ کے دین کا مرکز تھا اور یہیں سے وحی کا آغاز ہوا' یہیں وہ اوّلین جماعت بنی جو امت کا مرکز تھی' اسلام اور مسلمانوں کی یہاں واپسی کو اپنے ہی گھر کی طرف واپسی کے طور پر لیا گیا۔ یہاں کے باشندے جب اسلام میں داخل ہوگئے تو پورے اخلاص کے ساتھ داخل ہوئے۔

٣٠٢٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ رَبَاحٍ الأنْصَارِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ سَرَّحَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بنَ الْجَرَّاحِ وَخَالِدَ بنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْخَيْلِ، وَقَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! اهْتِفْ بِالأَنْصَارِ»، قال: اسْلُكُوا هٰذَا الطَّرِيقَ فَلَا يُشْرِفَنَّ لَكُم أَحَدٌ إِلَّا

٣٠٢٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو حضرات زبیر بن عوام' ابوعبیدہ بن جراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کو گھڑ سواروں کا امیر بنایا۔ آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''انصار کو بلاؤ۔'' (وہ جمع ہو گئے تو) ان سے فرمایا: ''تم لوگ یہ راستہ لو اور جو بھی تمہارے سامنے سر اٹھانے کی کوشش کرے اسے سلا دو (جو بھی اسلحہ سے مقابلہ کرے اس کو قتل کر دو۔'') چنانچہ ایک منادی نے اعلان کیا: آج

٣٠٢٣ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

٣٠٢٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٧٢، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١١٨ من حديث أبي داود به.

أَنْمْتُمُوهُ، فَنَادَى مُنَادِي: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ دَخَلَ دَارًا فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ»، وَعَمَدَ صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَدَخَلُوا الْكَعْبَةَ فَغَصَّ بِهِمْ، وَطَافَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَخَذَ بِجَنْبَتَي الْبَابِ، فَخَرَجُوا فَبَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الإِسْلَامِ.

کے بعد قریش نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو ہتھیار پھینک دے اسے امان ہے۔'' قریش کے بڑوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس میں جا داخل ہوئے اور وہ ان سے کھچا کھچ بھر گیا۔ نبی ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے تو وہ لوگ نکل آئے اور نبی ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ سَأَلَهُ رَجُلٌ قال: مَكَّةُ عَنْوَةٌ هِيَ؟ قال: أيش يَضُرُّكَ ما كَانَتْ، قال: فَصُلْحٌ، قال: لَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا تھا کہ آیا مکہ بزور قوت (جنگ سے) فتح ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا: جو بھی ہو تمہیں اس کا کیا نقصان ہے؟ اس نے کہا: کیا صلح ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: صلح پر نہ کوئی گفتگو ہوئی اور نہ شرائط طے ہوئیں۔ آپ نے مکہ آمد کو خفیہ رکھا تھا تا کہ مقابلہ اور حرمت والی اس سرزمین میں خونریزی نہ ہو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو اقدام کیا اس سے بڑی خونریزی کا امکان یکسر ختم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال یا جائیداد لینے کی بجائے فتح مکہ کے بعد حاصل ہونے والے سارے غنائم انہی میں تقسیم کر دیے اور کمال رحمت اور حکمت سے ان کو بدل وجان اسلام میں داخل کر دیا۔ ان کے علاوہ سارے عرب میں جس قبیلے نے خود آ کر اسلام قبول کیا ان میں سے کسی کے مال کو فے قرار نہیں دیا گیا' اہل مکہ سمیت ان سب پر زکوۃ و عشر ہی فرض کیا گیا۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - باب مَا جَاءَ فِي خَبَرِ الطَّائِفِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۵، ۲۶- طائف کا بیان

٣٠٢٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ:

۳۰۲۵- حضرت وہب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا حال پوچھا تو انہوں

٣٠٢٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٢١ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد عند أحمد: ٣/ ٣٤١.

حدثني إِبْرَاهِيمُ يَعْني ابنَ عَقِيلِ بنِ مُنَبِّهٍ عن أَبِيهِ، عن وَهْبٍ قالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إِذْ بَايَعَتْ؟ قال: اشْتَرَطَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ، وَأَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقُولُ: «سَيَتَصَدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا».

نے کہا: ان لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ شرط کی تھی کہ وہ صدقہ دیں گے نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بعد میں سنا' آپ فرماتے تھے: ''یہ لوگ جب مسلمان ہوجائیں گے تو صدقہ دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ (جب اسلام کے بارے میں انہیں شرح صدر ہوجائے گا تو سب کام کریں گے۔'')

فوائد ومسائل: ① غزوۂ حنین سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شوال ۸ ھ میں طائف کا رخ کیا۔ وہ لوگ قلعہ بند ہوگئے' تو ان کا محاصرہ کیا گیا جو کہ اٹھارہ بیس دن یا بعض روایات کے مطابق چالیس دن تک رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ مگر اس کی قوم نے رمضان ۹ ھ میں اپنا باقاعدہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا۔ ② یہ قبیلہ بھی بذریعہ جنگ مغلوب نہیں ہوا تھا بلکہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ تو بہر حال اللہ کے رسول تھے۔ آپ کے فیصلے وحی اور الہام پر مبنی ہوتے تھے۔ تاہم داعیٔ اسلام کا یہ فیصلہ حکمت و دانائی پر مبنی تھا۔ ④ تالیف قلوب کے لیے مبتدی لوگوں کو کوئی مناسب رعایت دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر دین کی حقیقت واضح کرنے میں بھی غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

٣٠٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدٍ يَعْني ابنَ مَنْجُوفٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن حُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن عُثْمَانَ بنِ أَبِي الْعَاصِ: أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أَنْزَلَهُمُ المَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرَقَّ لِقُلُوبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَكُم

٣٠٢٦- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں مسجد (نبوی) میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں کو زیادہ نرم کرنے کا باعث ہو' چنانچہ ان لوگوں نے یہ شرط کی کہ انہیں جہاد کے لیے نہیں بلایا جائے گا' نہ ان سے صدقات لیے جائیں گے اور نہ یہ لوگ نماز پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ہوسکتا ہے کہ تمہیں جہاد کے لیے نہ بلایا جائے یا صدقات

٣٠٢٦- **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٣٢٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٩٣٩ باختلاف يسير، وصححه ابن الجارود، ح: ٣٧٣ * حميد الطويل والحسن البصري مدلسان وعنعنا.

أنْ لَا تُحْشَرُوا وَلَا تُعْشَرُوا، وَلَا خَيْرَ في دِينٍ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ».

نہ لیے جائیں مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں رکوع (نماز) نہ ہو۔"

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے مگر دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المسلمین کی اجازت سے کافروں کا مسجد میں یا حرم مکہ یا مدینہ' میں آجانا جائز ہے۔ ② جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں' خواہ وہ کتنے ہی اخلاق و کردار کا مالک ہو کیونکہ وہ اللہ سے بندگی کا تعلق نہیں رکھتا۔ جہاد اور صدقات اپنے وقت پر لاگو ہوتے ہیں اور ان کا ابھی وقت نہ تھا' البتہ نماز ہر روز اور اپنے وقت پر فرض تھی اس لیے اس میں چھوٹ دینا قبول نہیں فرمایا۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٦' ٢٧-سرزمین یمن کا حکم



٣٠٢٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أبي أُسَامَةَ، عن مُجَالِدٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَامِرِ ابنِ شَهْرٍ قال: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَتْ لِي هَمْدَانُ: هَلْ أَنْتَ آتٍ هٰذَا الرَّجُلَ وَمُرْتَادٌ لَنَا، فَإِنْ رَضِيتَ لَنَا شَيْئًا قَبِلْنَاهُ، وَإِنْ كَرِهْتَ شَيْئًا كَرِهْنَاهُ. قُلْتُ: نَعَمْ، فَجِئْتُ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَرَضِيتُ أَمْرَهُ وَأَسْلَمَ قَوْمِي وَكَتَبَ رَسُولُ الله ﷺ هٰذَا الْكِتَابَ إِلَى عُمَيْرٍ ذِي مُرَّانَ. قال: وَبَعَثَ مَالِكَ بنَ مُرَارَةَ الرَّهَاوِيَّ إِلَى الْيَمَنِ جَمِيعًا فَأَسْلَمَ عَكٌّ ذُو خَيْوَانَ، قال: فَقِيلَ لِعَكٍّ: انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَخُذْ مِنْهُ الأَمَانَ عَلَى قَرْيَتِكَ وَمَالِكَ، فَقَدِمَ فَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ

٣٠٢٧- حضرت عامر بن شہر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو قبیلۂ ہمدان کے لوگوں نے مجھ سے کہا: کیا تم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کے پاس جا کر ہمارے متعلق گفتگو کر سکتے ہو؟ جس چیز پر تم راضی ہو جاؤ گے ہم اسے قبول کر لیں گے اور جسے تم ناپسند کرو گے ہم بھی اسے ناپسند کریں گے۔ میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے آپ کا معاملہ پسند آیا اور میری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر ذی مُرّان کی طرف یہ خط لکھا۔ (ہوا یہ تھا کہ) آپ ﷺ نے مالک بن مرارہ رہاوی کو تمام اہل یمن کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ پس ایک شخص عک ذوخیوان نے اسلام قبول کر لیا تو اسے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے اپنی بستی اور مال کے لیے امان نامہ حاصل کر لو۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت

٣٠٢٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي، ح: ٦٨٦٤ من حديث أبي أسامة به * مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ٢٨٥١.

مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعَكِّ ذِي خَيْوَانَ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي أَرْضِهِ وَمَالِهِ وَرَقِيقِهِ فَلَهُ الأَمَانُ وَذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ، رَسُولِ اللهِ»، وَكَتَبَ خَالِدُ بنُ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ.

میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ تحریر لکھ دی: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. محمد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے عک ذی خیوان کے لیے یہ تحریر ہے کہ اگر یہ سچا ہو تو اسے اس کی زمین' مال اور غلاموں کے بارے میں امان حاصل ہے' اس کے لیے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کا ذمہ ہے۔" اور یہ تحریر خالد بن سعید بن العاص نے قلمبند کی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل یمن برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے اور ان کی زمین ان کے اپنے قبضے میں رہی اور اس سے صرف عشر وصول کیا جاتا تھا۔

٣٠٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ وَهَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنا فَرَجُ بنُ سَعِيدٍ: حدَّثني عَمِّي ثَابِتُ بنُ سَعِيدٍ عن أَبِيهِ سَعِيدٍ يَعني ابنَ أَبْيَضَ، عن جَدِّهِ أَبْيَضَ بنِ حَمَّالٍ: أَنَّهُ كَلَّمَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الصَّدَقَةِ حِينَ وَفَدَ عَلَيْهِ فقالَ: «يَاأَخَا سَبَاءٍ لَا بُدَّ مِنْ صَدَقَةٍ»، فَقَالَ: إِنَّمَا زَرْعُنَا الْقُطْنُ يَارَسُولَ اللهِ! وَقَدْ تَبَدَّدَتْ سَبَاءٌ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ بِمَأْرِبَ، فَصَالَحَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ عَلَى سَبْعِينَ حُلَّةَ بَزٍّ مِنْ قِيمَةِ وَفَاءِ بَزِّ الْمَعَافِرِ كُلَّ سَنَةٍ عَمَّنْ بَقِيَ مِنْ سَبَإٍ بِمَأْرِبَ، فَلَمْ يَزَالُوا يُؤَدُّونَهَا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَإِنَّ الْعُمَّالَ انْتَقَضُوا عَلَيْهِمْ بَعْدَ قَبْضِ رَسُولِ

٣٠٢٨- حضرت ابیض بن حمال ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صدقہ کے بارے میں بات چیت کی جب کہ وہ وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے' تو آپ نے فرمایا: "سباء کے بھائی! صدقہ کی ادائیگی تو ضروری ہے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری کاشت صرف کپاس کی ہے اور قوم سباء اب تتر بتر ہو چکی ہے اور مأرب کے مقام پر تھوڑے لوگ مقیم ہیں۔ چنانچہ اس نے اللہ کے نبی ﷺ سے صلح کر لی کہ وہ لوگ یعنی جو سباء کے بقیہ اور مأرب پر مقیم ہیں سالانہ ستر جوڑے کپڑے کے برابر معافری کپڑے کی قیمت دیں گے۔ اور پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ ادا کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہاں کے عاملوں نے ان کی طرف سے کیا گیا وہ عہد توڑ دیا جو کہ ابیض بن حمال ؓ

٣٠٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢٧٧، ٢٧٨، ح: ٨٠٧ من حديث فرج بن سعيد به * ثابت بن سعيد وأبوه مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان ومع ذلك حسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ٤/ ١٠٦.

اللہ ﷺ فِيمَا صَالَحَ أَبْيَضُ بنُ حَمَّالٍ رَسُولَ اللہ ﷺ في الْحُلَلِ السَّبْعِينَ، فَرَدَّ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ عَلٰى مَا وَضَعَهُ رَسُولُ اللہ ﷺ حَتّٰى مَاتَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ انْتَقَضَ ذٰلِكَ وَصَارَتْ عَلَى الصَّدَقَةِ.

نے رسول اللہ ﷺ سے ستر جوڑوں کی ادائیگی کا کر رکھا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسے اسی کیفیت پر لوٹا دیا جس پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھا حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور (معروف انداز میں) صدقہ لیا جانے لگا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - **بَابٌ: فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۷، ۲۸- یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا بیان

٣٠٢٩- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةٍ فَقَالَ: «أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ».



قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عن الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ: فَأُنْسِيتُهَا. وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ عن سُفْيَانَ قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا أَدْرِي أَذَكَرَ سَعِيدٌ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا أَوْ سَكَتَ عَنْهَا.

۳۰۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی: مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور وفود سے اسی طرح برتاؤ کرتے رہنا جیسے کہ میں کیا کرتا ہوں اور تیسری بات کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یا تو یہ کہا کہ آپ ﷺ خاموش رہے تھے یا یہ کہا کہ میں (ہی) بھول گیا ہوں۔

حمیدی نے سفیان سے روایت کیا کہ سلیمان نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ سعید بن جبیر نے تیسری بات ذکر کی تھی تو میں بھول گیا ہوں یا وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) ہی خاموش رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ''جزیرۃ العرب'' یہ علاقہ بحر ہند، بحر قلزم، بحر شام اور دجلہ وفرات سے گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے جزیرہ کہلاتا ہے اور یہ زمانہ قدیم سے اہل عرب کا وطن ہے۔ اس کی حدود طول میں عدن سے اطراف شام اور جدہ سے ریف عراق تک پھیلی ہوئی ہیں۔ (نیل الاوطار، باب منع اهل الذمة من سكنى الحجاز: ۷۲/۸) یہ چونکہ اسلام کا اوّلین مرکز ہے اور یہیں سے اسلام کی اشاعت پوری دنیا میں ہوئی تھی اس لیے اس کو یہود و نصاریٰ کے

٣٠٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٧/ ٢٠ عن سعيد ابن منصور، والبخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستشفع إلى أهل الذمة؟ ومعاملتهم، ح: ٣٠٥٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

دجل سے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور ہے۔ سازش کے ذریعے سے یہود نے عیسائیت کا چہرہ مسخ کیا اور یہ دونوں بلکہ مجوس اور مشرکین کی یہ کوششیں کہ اسلام میں خود ساختہ چیزیں ملائی جائیں اوائل اسلام ہی میں سامنے آ گئی تھیں۔
④ تیسری بات بھولنے کا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یا سفیان بن عیینہ کا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ابن عیینہ نے یہ کہا کہ میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔ وہ تیسری بات کیا تھی جسے ابن عیینہ بھول گئے؟ اس کی بابت موطأ امام مالک میں اشارہ ہے کہ تیسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ "میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا لینا"، جس طرح موطأ کی روایت میں یہ اخراج یہود کے ساتھ مذکور ہے یا جس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں تیسری تلقین: "نماز اور غلاموں کا" خیال رکھنا ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته) مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کے معنی میں بت پرست مشرک، یہود و نصاریٰ اور مجوس سبھی شامل ہیں اور انہیں یہاں سے نکال باہر کرنا واجب ہے۔

٣٠٣٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَا: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرنَا أبُوالزُّبَيْرِ أنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: أَخْبَرَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فَلَا أَتْرُكُ فِيهَا إلَّا مُسْلِمًا».

٣٠٣٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے بالضرور نکال کر رہوں گا، میں اس میں مسلمانوں کے سوا کسی اور کو نہیں چھوڑوں گا۔"

٣٠٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ، عنْ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ بِمَعْنَاهُ، وَالأَوَّلُ أَتَمُّ.

٣٠٣١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

٣٠٣٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ

٣٠٣٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں،

٣٠٣٠- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب، ح: ١٧٦٧ من حديث عبدالرزاق به.

٣٠٣١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٢ موقوف، ونقله ابن كثير في جامع المسانيد والسنن، ح: ١٨، ح: ٦٤، ٦٥، ٦٦ موقوفًا.

٣٠٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء ليس على المسلمين جزية، ح: ٦٣٣ من ◀◀

الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن قَابُوسَ بنِ أبي ظِبْيَانَ، عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَكُونُ قِبْلَتَانِ في بَلَدٍ وَاحِدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک ملک (عرب) میں دو قبلے نہیں ہو سکتے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔لیکن جس طرح عیسائیت کے مرکز ویٹیکن سٹیٹ میں دوسرے دین کی سرگرمیوں کی اجازت نہیں اسی طرح مرکز اسلام کو اندرونی خلفشار سے پاک رکھنا عین مصلحت ہے۔مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ الحرام ہے جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے۔قبلہ اس سمت کا تعین کرتا ہے جس طرف فکر و عقیدہ کا رخ ہوتا ہے۔

٣٠٣٣- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ يَعني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ قالَ: قالَ سَعِيدٌ يَعني ابنَ عَبْدِ العَزِيزِ: جَزِيرَةُ الْعَرَبِ مَا بَيْنَ الْوَادِي إلى أقْصَى الْيَمَنِ، إلى تُخُومِ الْعِرَاقِ، إلى الْبَحْرِ.

۳۰۳۳- جناب سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جزیرۃ العرب سے مراد (وہ علاقہ ہے) جو وادی القریٰ سے انتہائے یمن تک اور دوسری جانب حدود عراق سے لے کر سمندر تک ہے۔

٣٠٣٤- قَالَ أبُو دَاوُدَ: قُرِیءَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأنَا شَاهِدٌ أخْبَرَكَ أشْهَبُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ قال: قال مَالِكٌ: عُمَرُ أجْلَى أهْلَ نَجْرَانَ وَلَمْ يُجْلَوْا مِنْ تَيْمَاءَ لأنَّها لَيْسَتْ مِن بِلَادِ الْعَرَبِ، فَأمَّا الْوَادِي فَإنِّي أرَى أنَّما لَمْ يُجْلِ مَنْ فِيهَا مِنَ الْيَهُودِ أنَّهُمْ لَمْ يَرَوْهَا مِنْ أرْضِ الْعَرَبِ.

۳۰۳۴- امام ابو داود رحمہ اللہ (بہ سند حارث بن مسکین) بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل نجران کو جلاوطن کر دیا لیکن وہ تیماء سے نہیں نکالے گئے کیونکہ یہ عرب کی حدود میں نہیں ہے۔اور وادی (القریٰ) کے یہودیوں کو بھی میرا خیال ہے کہ نہیں نکالا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اسے عرب کا علاقہ نہ سمجھا۔

حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: قال مَالِكٌ: وَقَدْ أجْلَى عُمَرُ يَهُودَ

ابن سرح کی سند سے روایت ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران اور فدک کے

حديث جرير به، وذكر كلامًا، وصححه ابن الجارود، ح: ١١٠٧ * قابوس فيه لين (تقريب)، وضعفه الجمهور.

٣٠٣٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٨ من حديث أبي داود به.

٣٠٣٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٩ من حديث أبي داود به.

نَجْرَانَ وَفَدَكَ.

یہود کو جلاوطن کیا تھا۔ (کیونکہ یہ علاقے جزیرۂ عرب میں شمار ہوتے تھے۔)

(المعجم ٢٨، ٢٩) - **باب: فِي إِيقَافِ أَرْضِ السَّوَادِ وَأَرْضِ الْعَنْوَةِ** (التحفة ٢٩)

باب: ۲۸، ۲۹- عراق کی زمین اور بزورقوت حاصل شدہ اراضی وقف کرنے کا بیان

٣٠٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بنُ أَبي صَالِحٍ عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنَعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيزَهَا وَدِرْهَمَهَا، وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا، وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِينَارَهَا، ثُمَّ عُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ».

- قالَهَا زُهَيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - شَهِدَ عَلَى ذٰلِكَ لَحْمُ أَبي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ.

۳۰۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایک وقت آنے والا ہے کہ) عراق اپنے (خراج کے) قفیز اور درہم روک لے گا اور شام اپنے مُدی اور دینار دینے بند کردے گا اور مصر اپنے اِردَب اور دیناروں کی ادائیگی روک دے گا اور پھر تم ادھر ہی لوٹ جاؤ گے جہاں سے ابتدا کی تھی۔''

زہیر نے اسے تین بار دوہرا کر کہا: اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔''

توضیح: ① [قفیز] اہل عراق کا غلہ بھرنے کا پیمانہ ہے جس میں بارہ صاع آتے ہیں۔ [مُدی] (میم کی پیش اور دال ساکن اس کے بعد ''ی'') اہل شام کا پیمانہ ہے جس میں ساڑھے بائیس صاع آتے ہیں۔ [اِردَبّ] (ہمزہ کی زیر، راء ساکن، دال پر زبر اور باء مشدد ہے) اہل مصر کا پیمانہ ہے جس میں چوبیس صاع آتے ہیں۔ ② یہ حدیث علامات نبوت میں سے ہے جس میں پہلے تو یہ خوشخبری ہے کہ یہ علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے اور ان سے غنائم اور خراج حاصل ہوں گے۔ ③ اور پھر ایک وقت کے بعد وہ اس کی ادائیگی روک دیں گے یا تو مطلقاً انکار کردیں گے یا مسلمان ہو جائیں گے اور خراج ساقط ہو جائے گا یا مرکز اسلام سے ٹوٹ کر سب الگ الگ اور مستقل ہو جائیں گے جیسا کہ آج کل ہے۔ ④ ''پھر تم ادھر ہی لوٹ جاؤ گے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی۔'' یعنی الگ الگ آزاد اور ایک دوسرے سے جدا ملک بن جاؤ گے۔ جیسے کہ ابتدائے اسلام میں تھے۔ ⑤ امام ابوداود رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے کہ مفتوحہ زمین لوگوں کی ذاتی ملکیت کی بجائے یا مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کی بجائے بیت المال کی نگرانی میں رہنی چاہیے تاکہ ان کی آمدنی سے مملکت اسلامی کے رفاہی امور اور مجاہدین وغیرہ کے اخراجات پورے ہوتے

٣٠٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب، ح: ٢٨٩٦ من حديث زهير بن معاوية به.

رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں سوادِ عراق کی بابت یہی فیصلہ کیا تھا اور اسے مجاہدین میں تقسیم کرنے کی بجائے اسلامی مملکت کی تحویل میں رکھا تھا تاکہ اس کی آمدنی کو حسب ضرورت ومصلحت استعمال کیا جا سکے' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو تفصیلی مشاورت کے بعد بالاجماع قبول کیا تھا اس لیے یہ حجت ہے۔

٣٠٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّام ابن مُنَبِّهٍ قالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ، وَقال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُم فِيهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا للهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُم».

٣٠٣٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بستی میں تم آؤ اور وہاں اقامت اختیار کر لو تو اس میں تمہارا حصہ ہے (یعنی جو صلح سے فتح ہو تو فے میں تمہارا حصہ معروف ہے) اور جو بستی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے' پھر یہ تمہارے لیے ہے۔''

فائدہ: اس روایت سے بظاہر یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ قتال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اراضی خمس نکالنے کے بعد بطور غنیمت مجاہدین میں تقسیم کی جائیں اور اوپر امام ابوداود رحمہ اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف اس کے برعکس بیان ہوا ہے۔ اس میں جمع وتطبیق یہی ہے جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسی زمینوں کے بارے میں ان سب مسلمانوں کے اتفاق کے بعد جن میں یہ اراضی تقسیم ہونی ہیں امام المسلمین تصرف کر سکتا ہے۔

(المعجم ٢٩، ٣٠) - بَابٌ: فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ (التحفة ٣٠)

باب: ۲۹' ۳۰- جزیہ لینے کے احکام ومسائل

٣٠٣٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ أَبي زَائِدَةَ عن مُحَمَّدِ بن إسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عن أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ وعنْ عُثْمَانَ بنِ أَبي سُلَيْمَانَ:

٣٠٣٧- جناب عاصم بن عمر رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور جناب عثمان بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید (اور کچھ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) کو دومہ کے بادشاہ اُکیدر کی طرف روانہ کیا' تو انہوں نے اسے

٣٠٣٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٦ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٣١٧، ومصنف عبدالرزاق، ح: ١٠١٣٧، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١٣٩.

٣٠٣٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٨٦ من حديث يحيى بن أبي زائدة به، وسنده ضعيف * ابن إسحاق عنعن.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالِدَ بنَ الْوَلِيدِ إِلَى أُكَيْدِرِ دُومَةَ، فَأَخَذُوهُ فَأَتَوهُ بِهِ، فَحَقَنَ لَهُ دَمَهُ، وَصَالَحَهُ عَلَى الْجِزْيَةِ.

پکڑ لیا اور (نبی ﷺ کے پاس) لے آئے۔ تو آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔

فوائد ومسائل: ① مملکت اسلامیہ اپنی غیر مسلم رعایا سے ایک ٹیکس لیتی ہے جو ان کی وہاں سہولت و رہائش اور ان کی جانوں' مالوں اور عزتوں کی حفاظت کرنے کے بدلے میں لیا جاتا ہے۔ اور وہ سرحدوں کی حفاظت اور (دفاع) قتال جیسی ذمہ داریوں کے مکلف نہیں ہوتے۔ اسی ٹیکس کو جزیہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿قٰتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (التوبة:٢٩) ''قتال کرو ان سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام گردانتے ہیں اور نہ سچے دین کے تابع ہوتے ہیں' یعنی وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی (ان سے قتال کرتے رہو) حتیٰ کہ اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہوتے ہوئے جزیہ ادا کریں۔'' مسلمان سوسائٹی کی بہبود کے لیے زکوۃ ادا کرتے ہیں' یہ ایک اعزاز ہے۔ غیر مسلم رعایا سے زکوۃ وصول نہیں کی جاتی بلکہ اس سے کم مقدار میں جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔ ② اُکیدر دومہ غسانی عرب تھا اور یہ دلیل ہے کہ غیر مسلم عرب سے بھی جزیہ لیا جانا ضروری ہے جیسے کہ عجمیوں سے لیا جاتا ہے۔

٣٠٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عنِ الأعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن مُعَاذٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إلَى الْيَمَنِ أمَرَهُ أنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِي مُحْتَلِمًا، دِينَارًا أوْ عِدْلَهُ مِنَ المَعَافِرِي ثِيَابٌ تَكُونُ بالْيَمَنِ.

٣٠٣٨- حضرت معاذ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو ان کو حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا وصول کریں۔ یہ کپڑا اسی علاقے میں بنا جاتا تھا۔

فائدہ: زکوۃ' فطرانہ اور دیگر شرعی واجبات میں حسب سہولت عوض اور بدل لینا دینا جائز ہے جیسا کہ یہاں جزیہ کی رقم کے بدلے کپڑا لے لینے کی رخصت دی گئی ہے۔ تاہم اصحاب الحدیث کی ایک جماعت اصل جنس کی ادائیگی پر اصرار کرتی ہے۔

٣٠٣٩- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو

٣٠٣٩- جناب مسروق نے بسند حضرت معاذ ؓ نبی

٣٠٣٨ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:١٥٧٦، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٣ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح:١٨٠٣، والنسائي، ح:٢٤٥٥، والترمذي، ح:٦٢٣، وقال: "حسن".

٣٠٣٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:١٥٧٦، انظر الحديث السابق.

مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن إبْرَاهِيمَ، عن مَسْرُوقٍ، عن مُعَاذٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی۔

٣٠٤٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ هَانِيءٍ أبُو نُعَيْمٍ النَّخَعِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: لَئِنْ بَقِيتُ لِنَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ لأَقْتُلَنَّ الْمُقَاتِلَةَ وَلأَسْبِيَنَّ الذُّرِّيَّةَ فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى أنْ لَا يُنَصِّرُوا أبْنَاءَهُمْ.

۳۰۴۰- زیاد بن حدیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو ہر صورت بنو تغلب کے عیسائیوں سے سخت جنگ کروں گا اور ان کی اولادوں کو قید کروں گا' بلاشبہ ان کے اور نبی ﷺ کے درمیان ہونے والا معاہدہ میں نے ہی تحریر کیا تھا کہ یہ لوگ اپنی اولادوں کو عیسائی نہیں بنائیں گے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَبَلَغَنِي عن أحْمَدَ أنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ هٰذَا الْحَدِيثَ إنْكَارًا شَدِيدًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ (یعنی انتہائی ضعیف ہے) امام احمد رحمہ اللہ کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس حدیث کو منکر تصور کرتے تھے۔

قَالَ أبُو عَلِيٍّ: وَلَمْ يَقْرَأْهُ أبُودَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ.

جناب ابوعلی (لولوی) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے دوسری بار جب اپنی یہ کتاب طلبہ کے سامنے پڑھی تو اس حدیث کی قراءت ہی نہیں کی تھی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ بنو تغلب عرب کے قبیلے کا نام ہے اور کفار عرب سے بھی جزیہ لینے کا حکم ہے۔

٣٠٤١- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بنُ عَمْرٍو الْيَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ يَعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا أسْبَاطُ بن نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ عن إسْمَاعِيلَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ، عن

۳۰۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ دو ہزار حلّے (کپڑوں کے جوڑے) ادا کیا کریں گے۔ آدھے ماہ صفر میں اور آدھے رجب میں۔ علاوہ ازیں

٣٠٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبونعيم النخعي ضعيف، ضعفه الجمهور، وشريك القاضي مدلس وعنعن.

٣٠٤١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٨٧، ١٩٥، ٢٠٢ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن عبدالرحمٰن القرشي هو السدي، وفي سماعه عن ابن عباس نظر.

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَالَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَهْلَ نَجْرَانَ عَلَى أَلْفَي حُلَّةٍ. النِّصْفُ فِي صَفَرٍ وَالنِّصْفُ فِي رَجَبٍ يُؤَدُّونَهَا إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَعَارِيَةِ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ فَرَسًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا وَثَلَاثِينَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ أَصْنَافِ السِّلَاحِ يَغْزُونَ بِهَا وَالْمُسْلِمُونَ ضَامِنُونَ لَهَا حَتَّى يَرُدُّوهَا عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ ذَاتُ غَدْرٍ عَلَى أَنْ لَا تُهْدَمَ لَهُمْ بِيعَةٌ، وَلَا يُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ، وَلَا يُفْتَنُوا عن دِينِهِمْ، مَا لَمْ يُحْدِثُوا حَدَثًا، أَوْ يَأْكُلُوا الرِّبَا.

تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کا اسلحہ جو جنگ میں استعمال ہوتا ہے تیس تیس کی تعداد میں عاریتاً دیا کریں گے اور مسلمان ان چیزوں کے واپس کرنے تک ان کے ضامن ہوں گے۔ (یہ عاریت اس وقت لی جائے گی) جب یمن میں کوئی فساد یا غدر ہوا (اور ان کی ضرورت پڑی۔) اور (ان کے ساتھ عہد تھا کہ) ان کا کوئی معبد نہیں گرایا جائے گا، کسی پادری کو نہیں نکالا جائے گا اور ان کے دین میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک کہ یہ دین میں کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔

قال إِسْمَاعِيلُ: فَقَدْ أَكَلُوا الرِّبَا.

(راویٔ حدیث) اسمٰعیل (بن عبدالرحمٰن قرشی سدی) نے کہا: چنانچہ ان لوگوں نے سود کھایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا أَنْقَضُوا بَعْضَ مَا اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَحْدَثُوا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب وہ کوئی شرط توڑیں گے تو یہ دین میں نئی بات نکالنا ہوگا۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْمَجُوسِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱-مجوس (آتش پرستوں) سے جزیہ لینے کا بیان

٣٠٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ عن عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عن أَبِي جَمْرَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إِنَّ أَهْلَ فَارِسَ لَمَّا مَاتَ نَبِيُّهُمْ كَتَبَ لَهُمْ إِبْلِيسُ الْمَجُوسِيَّةَ.

۳۰۴۲-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اہل فارس کا نبی فوت ہوگیا تو ابلیس نے انہیں مجوسیت (آتش پرستی) پر لگا دیا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول دلیل ہے کہ یہ لوگ اصل میں ایک نبی کی امت تھے بعد میں شیطان نے

٣٠٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٢ من حديث أبي داود به.

انہیں گمراہ کیا۔ جب انہوں نے اپنے دین کو بالکل ہی مسخ کر دیا تو ان سے ''اہل کتاب'' ہونے کا لقب بھی اٹھا لیا گیا۔

٣٠٤٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ سَمِعَ بَجَالَةَ يُحَدِّثُ عَمْرَو بنَ أوْسٍ وَأبَا الشَّعْثَاءِ قال: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الأَحْنَفِ بن قَيْسٍ إذْ جاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ المَجُوسِ، وَانْهَوهُمْ عن الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا في يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ وَفَرَّقْنَا بَيْنَ كلِّ رَجُلٍ مِنَ المَجُوسِ وَحَرِيمِهِ في كِتَابِ الله تَعَالٰى، وَصَنَعَ طَعَامًا كَثِيرًا فَدَعَاهُمْ فَعَرَضَ السَّيْفَ عَلٰى فَخِذِهِ، فَأكَلُوا وَلَمْ يُزَمْزِمُوا وَألْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ أوْ بَغْلَتَيْنِ مِنَ الْوَرِقِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ.



٣٠٤٣- جناب ابوشعثاء (جابر بن زائد رحمہ اللہ) نے کہا: میں جزء بن معاویہ کا کاتب (سیکرٹری) تھا۔ اور یہ جناب احنف بن قیس کے چچا تھے (اس اثنا میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا ایک خط آیا۔ اس میں تھا: ہر جادوگر کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں سے جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا ہو ان میں تفریق کرا دو اور انہیں (کھانے کے وقت) گنگنانے سے منع کر دو۔ چنانچہ ہم نے ایک دن تین جادوگرنیوں کو قتل کیا اور کتاب اللہ کے مطابق جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کر رکھا تھا ان میں جدائی کرا دی۔ اور (جزء بن معاویہ نے) بہت سا کھانا تیار کروایا اور پھر انہیں دعوت دی اور اس دوران میں تلوار اپنی ران پر رکھ لی۔ چنانچہ ان لوگوں نے کھانا کھایا مگر گنگنائے نہیں۔ اور ان لوگوں نے ایک خچر یا دو خچروں کے بوجھ برابر چاندی ان (جزء بن معاویہ) کے سامنے ڈال دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے قائل نہ تھے حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

فائدہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی گواہی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ذمی قرار دینے کی بات قبول فرمائی۔ علامہ ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب سے جزیہ لینا بہ نص قرآن مجید ثابت ہے اور مجوسیوں سے جزیہ لینا سنت سے ثابت ہے۔ (نیل الاوطار: ٦٥/٨)

٣٠٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، ح: ٣١٥٦ و٣١٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٠٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِسْكِينٍ اليَمَامِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنَا دَاوُدُ بنُ أبِي هِنْدٍ عن قُشَيْرِ ابنِ عَمْرٍو، عن بَجَالَةَ بنِ عَبْدَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَسْبَذِيِّينَ مِنْ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَهُمْ مَجُوسُ أَهْلِ هَجَرَ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَمَكَثَ عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَسَأَلْتُهُ: مَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ فِيكُمْ؟ قالَ: شَرٌّ. قُلْتُ: مَهْ، قالَ: الإسْلَامُ أَوِ الْقَتْلُ.

۳۰۴۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ اہل بحرین کے اَسبَذِی لوگوں کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' یہ لوگ اہل ہجر کے مجوسی تھے' یہ آدمی کئی دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ٹھہرا رہا۔ پھر جب واپس ہونے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: تمہارے بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بہت برا فیصلہ۔ میں نے کہا: خاموش (یعنی اللہ ورسول کا فیصلہ بُرا نہیں ہوسکتا۔) کہنے لگا: (فیصلہ یہ ہے کہ) یا تو اسلام قبول کرلوں یا قتل ہوجاؤں۔

قالَ: وَقالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ: قَبِلَ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ.

راوی نے کہا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جزیہ لینا قبول کیا تھا۔

قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَتَرَكُوا مَا سَمِعْتُ أنَا مِنَ الأَسْبَذِيِّ.

حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی بات لے لی ہے اور میری بات چھوڑ دی ہے جو میں نے اس اسبذی سے سنی تھی۔

ملحوظہ: یہ جزیہ تمام قسم کے غیر مسلم مشرکوں پر لاگو ہوتا تھا۔ چونکہ یہ احکام فتح مکہ کے بعد نازل ہوئے تھے اور اس عرصہ میں تمام اہل عرب دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکے تھے اس لیے ان سے جزیہ لینے کے کوئی معنی نہیں تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زادالمعاد' فصل في هديه في أخذ الجزية)

(المعجم ٣٠، ٣٢) - بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي جِبَايَةِ الْجِزْيَةِ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۰'۳۲- جزیہ لینے میں سختی کرنے کا مسئلہ

٣٠٤٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ

۳۰۴۵- حضرت ہشام بن حکیم بن حزام ؓ نے

٣٠٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٠ من حديث أبي داود به * قشير بن عمرو مستور، وثقه ابن حبان وحده.

٣٠٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، البروالصلة، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق، ح: ٢٦١٣/ ١١٩ من حديث عبدالله بن وهب به.

الْمَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ ابنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ هِشَامَ بن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمْصَ يُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ الْقِبْطِ في أَدَاءِ الْجِزْيَةِ، فقالَ: مَا هٰذَا؟ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ في الدُّنْيَا».

حمص کے والی کو دیکھا کہ اس نے کئی قبطیوں کو جزیہ ادا نہ کر سکنے کی پاداش میں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جو لوگ دنیا میں دوسروں کو عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا۔''

فائدہ: معقول وجہ کے بغیر کسی کو سزا دینا بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ٹیکس دینے میں معذور ہو تو اس کو مناسب سہولت دی جانی چاہیے۔ ہاں اگر عذر کوئی نہ ہو تو سزا دی جا سکتی ہے' مگر وہ بھی جو مناسب ہو۔



(المعجم ٣١، ٣٣) - **بَابٌ: فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَةِ** (التحفة ٣٣)

باب: ۳۱'۳۳-غیر مسلم (ذمی لوگ) اپنا مال تجارت لے کر آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے

٣٠٤٦- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن حَرْبِ بنِ عُبَيْدِ الله، عن جَدِّهِ أَبِي أُمِّهِ، عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ».

۳۰۴۶- حرب بن عبید اللہ ؒ اپنے نانا (عمر ثقفی) سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دسواں حصہ (جزیہ اور ٹیکس) یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے اور مسلمان پر کوئی دسواں نہیں ہے۔''

٣٠٤٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن

۳۰۴۷- حرب بن عبید اللہ ؒ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور

٣٠٤٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٠٤٩ * حرب بن عبيدالله لين الحديث، وثقه ابن حبان وحده، وفي السند علة أخرى.

٣٠٤٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٩ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن حَرْبِ بنِ عُبَيْدِ الله عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: «خَرَاجٌ» - مَكَانَ الْعُشُورِ.

اس روایت میں لفظ[عُشُور] کی بجائے[خَراج] ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان روایات میں لفظ [عُشور] غالباً مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی زرعی آمدنی پر بھی عشر لگتا ہے۔

٣٠٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَطَاءٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بنِ وَائِلٍ، عن خَالِهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أُعشِّرُ قَوْمِي؟ قالَ: «إِنَّمَا العُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى».

۳۰۴۸- جناب عطاءُ بکر بن وائل کے ایک آدمی سے اور وہ اپنے ماموں سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ دسواں حصہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے۔''

٣٠٤٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إبْرَاهِيمَ البَزَّازُ: حَدَّثَنا أبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن حَرْبِ بنِ عُبَيْدِ الله بنِ عُمَيْرٍ الثَّقَفِيِّ، عن جَدِّهِ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ - قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأسْلَمْتُ وَعَلَّمَنِي الإسْلَامَ وَعَلَّمَنِي كَيْفَ آخُذُ الصَّدَقَةَ مِنْ قَوْمِي مِمَّنْ أسْلَمَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! كُلَّمَا عَلَّمْتَنِي قَدْ حَفِظْتُ إلَّا الصَّدَقَةَ أَفَأُعَشِّرُهُمْ؟ قالَ: «لَا إنَّمَا [الْعُشُورُ] عَلَى النَّصَارَى وَالْيَهُودِ».

۳۰۴۹- حرب بن عبیداللہ بن عمیر ثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنوتغلب سے تھے انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام قبول کیا' آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے متعلق سمجھایا' اور مجھے بتایا کہ میں اپنی قوم کے مسلمانوں سے کس طرح سے صدقہ وصول کیا کروں۔ پھر میں آپ کے پاس دوبارہ آیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جو کچھ تعلیم فرمائی تھی میں نے اسے یاد کرلیا ہے سوائے صدقہ کے' تو کیا میں ان سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' دسواں حصہ تو عیسائیوں اور یہودیوں پر ہوتا ہے۔''

٣٠٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، ورواه البيهقي: ٩/ ١٩٩ * رجل من بكر بن وائل مجهول، وفيه علة أخرى.

٣٠٤٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر ح: ٣٠٤٦، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٩ من حديث أبي داود به، وللحديث ألوان أخرى.

٣٠٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا أَشْعَثُ بنُ شُعْبَةَ: حَدَّثَنا أَرْطَاةُ بنُ المُنْذِرِ قال: سَمِعْتُ حَكِيمَ بنَ عُمَيْرٍ أَبَا الأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عن الْعِرْبَاضِ بنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قال: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَكَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا، فَأَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَامُحَمَّدُ! أَلَكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا حُمُرَنَا وَتَأْكُلُوا ثَمَرَنَا وَتَضْرِبُوا نِسَاءَنَا؟ فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ: «يَاابْنَ عَوْفٍ! ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ أَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَأَنِ اجْتَمِعُوا لِلصَّلَاةِ». قالَ: فَاجْتَمَعُوا ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: «أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَةٍ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ الله لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنِّي وَالله! قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عن أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَأَنَّ الله تَعَالَى لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ».

٣٠٥٠- حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں اترے اور آپ کے ساتھ دیگر صحابہ بھی تھے۔ خیبر کا رئیس ایک سرکش (اور) ناپسندیدہ آدمی تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ ہمارے گدھوں کو ذبح کر ڈالو' ہمارے پھل کھا جاؤ اور ہماری عورتوں کو پیٹو؟ تو نبی ﷺ (یہ سن کر) غصے ہوئے اور فرمایا: ''اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو اور منادی کر دو کہ خبردار! جنت صرف صاحب ایمان ہی کے لیے حلال ہے اور یہ کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔'' چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو گئے تو آپ نے انہیں نماز پڑھائی' پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیے پر ٹیک لگائے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی کچھ حرام ٹھہرایا ہے جو اس قرآن میں ہے۔ خبردار! بے شک میں نے اللہ کی قسم! خوب وعظ ونصیحت کی ہے' کئی باتوں کا حکم دیا ہے اور کئی سے منع کیا ہے اور میری بات بلاشبہ قرآن ہی کی مثل ہے یا اس سے بڑھ کر (مفصل) ہے' اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا کہ بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہو جاؤ یا ان کی عورتوں کو مارو یا ان کے پھل کھا جاؤ' جبکہ وہ تمہیں اپنے ذمے کا واجب ادا کر رہے ہوں۔''



 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر سنت کے حجت ہونے پر دال ہے' اور یہی مضمون دیگر صحیح احادیث سے

٣٠٥٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٤ من حديث أبي داود به * أشعث بن شعبة وثقه ابن حبان وحده، وضعفه أبوزرعة وغيره، والراجح أنه ضعيف، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود لجهالة الناقل عنه، وقال الذهبي: "ليس بقوي" (ديوان الضعفاء: ٤٧٣).

ثابت ہے۔ مثلاً دیکھیے: (سنن ابی داود، فی لزوم السنة، حدیث:۴۶۰۴ وما بعد) اور سب سے بڑھ کر خود قرآن مجید کی بھی یہی دعوت ہے۔ مثلاً: ﴿مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء:۸۰) ﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب:۷۱) ﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ (النور:۵۲) ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (آل عمران:۳۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد:۳۳) ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء:۱۱۵) ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ (الحشر:۷)

٣٠٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُوعَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالٍ، عن رَجُلٍ مِن ثَقِيفٍ، عن رَجُلٍ مِن جُهَيْنَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَعَلَّكُم تُقَاتِلُونَ قَوْمًا فَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُونَكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُونَ أَنْفُسِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ». قالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: «فَيُصَالِحُونَكُمْ عَلَى صُلْحٍ»، ثُمَّ اتَّفَقَا، «فَلَا تُصِيبُوا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ».

۳۰۵۱- جہینہ (قبیلے) کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ تم ایک قوم سے قتال کرو گے اور ان پر غالب آ جاؤ گے، تو وہ اپنی جانیں اور اپنی اولادیں بچانے کے لیے اپنے مال پیش کریں گے۔ سعید (بن منصور) نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بیان کیا: ”پھر وہ تم سے مصالحت کر لیں گے۔“ پھر دونوں راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں ”تو تم اس سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔“

٣٠٥٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ المَدَنِيُّ أَنَّ صَفْوَانَ بنَ سُلَيْم أَخْبَرَهُ عن عِدَّةٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ

۳۰۵۲- صفوان بن سلیم نے رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ کے بیٹوں سے روایت کی، وہ اپنے قریبی آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! جس کسی نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کی

٣٠٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٤، ٢٠٥ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٦٠٣ * رجل من ثقيف مجهول.

٣٠٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٥ من حديث ابن وهب به، وللحديث شواهد * عدة من أبناء أصحاب رسول الله ﷺ كلهم مجهولون.

عن آبائِهِمْ دِنْيَةً عَنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «ألَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أوِ انْتَقَصَهُ أوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أوْ أخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ».

تنقیص کی (یعنی اس کے حق میں کمی کی) یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلف کیا یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔"

فائدہ: کافر کا کافر ہونا اپنی جگہ پر، مگر انسانی حقوق میں رسول اللہ ﷺ مظلوم کی طرف ہوں گے اور اس کو اس کا حق دلوائیں گے۔ کسی کا مسلمان ہو جانا اسے کسی کافر کے انسانی حقوق غصب کرنے یا اس پر ظلم کرنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں دیتا۔

(المعجم ٣٢، ٣٤) - بَابٌ: فِي الذِّمِّيِّ [الَّذِي] يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ جِزْيَةٌ؟ (التحفة ٣٤)

باب:۳۲، ۳۴-کوئی کافر (ذمی) سال کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو کیا اس پر جزیہ ہوگا؟

٣٠٥٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن جَرِيرٍ، عن قَابُوسَ، عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جِزْيَةٌ».

۳۰۵۳-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان پر جزیہ نہیں۔"

٣٠٥٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: سُئِلَ سُفْيَانُ يَعْنِي عن تَفْسِيرِ هٰذَا فَقَالَ: إذَا أسْلَمَ فَلَا جِزْيَةَ عَلَيْهِ.

۳۰۵۴- جناب سفیان ثوری ؒ سے اس کی وضاحت معلوم کی گئی تو انہوں نے کہا: جب کوئی شخص اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں۔

(المعجم ٣٣، ٣٥) - بَابٌ: فِي الإمَامِ يَقْبَلُ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٣٥)

باب:۳۳، ۳۵-حاکم کا مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنا

٣٠٥٥- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ

۳۰۵۵-جناب عبداللہ ہوزنی کہتے ہیں کہ میں نے

٣٠٥٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ما جاء ليس على المسلمين جزية، ح: ٦٣٣ من حديث جرير به، وانظر، ح: ٣٠٣٢.

٣٠٥٤_ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود،

٣٠٥٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢١٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٣٧.

نَافِع : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ سَلَّام، عنْ زَيْدٍ أنَّهُ سَمِعَ أبَا سَلَّام قالَ : حدَّثَني عَبْدُ الله الْهَوْزَنِيُّ قالَ : لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ الله ﷺ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ : يَابِلَالُ! حَدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ : مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أنَا الَّذِي أَلِي ذٰلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالٰى حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ، وَكَانَ إذَا أَتَاهُ الإنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَآهُ عَارِيًا يَأْمُرُنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ وَأُطْعِمُهُ حَتَّى اعْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فقالَ : يَابِلَالُ! إنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ أحَدٍ إلَّا مِنِّي، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأُؤَذِّنَ بالصَّلَاةِ فَإذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ في عِصَابَةٍ مِنَ التُّجَّارِ، فَلَمَّا أنْ رَآنِي قال : يَاحَبَشِيُّ، قُلْتُ : يَالَبَّاهُ، فَتَجَهَّمَنِي وَقالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا وَقالَ لِي : أتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ؟ قال : قُلْتُ : قَرِيبٌ، قال : إنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أرْبَعٌ فَآخُذُكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرُدُّكَ تَرْعَى الْغَنَمَ كَمَا كُنْتَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَأَخَذَ في نَفْسِي مَا يَأْخُذُ في أنْفُسِ النَّاسِ، حَتَّى إذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ الله ﷺ إلٰى أهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لِي، قُلْتُ : يَارَسُولَ الله! بِأَبِي أنْتَ وَأُمِّي! إنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أتَدَيَّنُ مِنْهُ قالَ لِي كَذَا وَكَذَا

حلب میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کے بارے میں بتائیں کہ ان کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ میرے سپرد ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر وفات تک میں ہی اس کا متصرف رہا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسلمان آدمی آپ کے پاس آتا اور آپ اسے دیکھتے کہ اس کے پاس کپڑا نہیں ہے تو آپ مجھے ارشاد فرماتے' میں جاتا' کہیں سے قرض لیتا اور اسے چادر لے کر اوڑھا دیتا اور کھانا کھلاتا حتیٰ کہ مجھے مشرکوں میں سے ایک آدمی ملا اس نے کہا: بلال! میرے پاس وسعت ہے' پس جب قرض لینا ہو تو مجھ ہی سے لے لیا کرو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ سو ایک دن میں نے وضو کیا کہ نماز کے لیے اذان کہوں' دیکھا کہ وہ مشرک اپنے کئی تاجر ساتھیوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ جونہی اس نے مجھے دیکھا تو بولا: او حبشی! میں نے کہا: ارے حاضر ہوں اور وہ مجھے بڑے برے چہرے کے ساتھ ملا اور بڑی سخت باتیں کیں۔ اس نے کہا: معلوم بھی ہے کہ مہینے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا: قریب ہی ہے۔ اس نے کہا: صرف چار دن باقی ہیں۔ پھر میں تمہیں اپنے مال کے بدلے پکڑ لے جاؤں گا اور بکریاں چرانے پر لگا دوں گا جیسے کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا' مجھے اس سے بہت غم ہوا جیسے کہ انسانوں کو ہوتا ہے حتیٰ کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں میں تشریف لے گئے' تو میں نے ملاقات

وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأْذَنْ لِي أَنْ آبَقَ إِلَى بَعْضِ هٰؤُلَاءِ الأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللهُ تَعَالٰى رَسُولَهُ ﷺ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سَيْفِي وَجِرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُودُ الصُّبْحِ الأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو: يَا بِلَالُ! أَجِبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٍ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ، فَاسْتَأْذَنْتُ، فقالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرْ! فَقَدْ جَاءَكَ اللهُ تَعَالٰى بِقَضَائِكَ»، ثُمَّ قال: «أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الأَرْبَعَ؟» فَقُلْتُ: بَلٰى، فقال: «إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ، فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَطَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَدَكَ، فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ دَيْنَكَ»، فَفَعَلْتُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فقالَ: «مَا فَعَلَ مَا قِبَلَكَ؟» قُلْتُ: قَدْ قَضَى اللهُ تَعَالٰى كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ. قال: «أَفَضَلَ شَيْءٌ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ»، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فقال:



کے لیے اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دی، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے اس اس طرح کہا ہے۔ اور ادائیگی کے لیے نہ آپ کے پاس کچھ ہے اور نہ میرے پاس، اور وہ مجھے رسوا کرنے پر آمادہ ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ کسی مسلمان قبیلے والوں کے ہاں بھاگ جاؤں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو کچھ عنایت فرما دے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔ چنانچہ میں آپ کے ہاں سے نکل کر اپنے گھر آیا۔ میں نے اپنی تلوار، تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سر کے پاس رکھ لیے۔ حتیٰ کہ جب پہلی فجر (کاذب) طلوع ہوئی تو میں نے نکل جانے کا ارادہ کیا، پس اچانک ایک آدمی بھاگتا ہوا میرے پاس آیا، اس نے کہا: بلال! رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچو۔ میں چلا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ چار اونٹنیاں بیٹھی ہیں اور ان پر بوجھ لدے ہوئے ہیں۔ میں نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جا! اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی ادائیگی کا سامان بھیج دیا ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا تو نے چار اونٹنیاں بیٹھی دیکھی ہیں؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اونٹنیاں اور جو ان پر ہے وہ سب تیرا ہے۔ ان پر کپڑے ہیں اور کھانے کا سامان بھی ہے۔ یہ مجھے فدک کے سردار نے ہدیہ بھیجا ہے۔ انہیں لے لے اور اپنا قرضہ ادا کر۔'' (حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا..... اور حدیث بیان کی..... پھر میں مسجد

«مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟» قال: قُلْتُ: هُوَ مَعِي لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ، فَبَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ في المَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ، حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعني مِنَ الْغَدِ دَعَانِي قالَ: «مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟» قال: قُلْتُ: قَدْ أَرَاحَكَ اللهُ مِنْهُ يَارَسُولَ الله! فَكَبَّرَ وَحَمِدَ الله شَفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ المَوْتُ وَعِنْدَهُ ذٰلِكَ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ فَسَلَّمَ عَلٰى امْرَأَةٍ امْرَأَةٍ حَتَّى أَتَى مَبِيتَهُ. فَهٰذَا الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ.

کی جانب چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے پوچھا: ''اس مال کا کیا ہوا جو تجھے ملا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر جو قرضہ تھا سب ادا کروا دیا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا کوئی مال بچا بھی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''دیکھو! مجھے اس کی طرف سے راحت پہنچاؤ' میں اس وقت تک اپنے کسی اہل کے پاس نہیں جاؤں گا جب تک تم مجھے اس کی طرف سے راحت نہیں دے دیتے۔'' (تقسیم نہیں کر دیتے۔) پس جب رسول اللہ ﷺ نے عشاء پڑھی تو مجھے بلایا اور پوچھا: ''اس مال کا کیا ہوا جو تجھے حاصل ہوا ہے؟'' میں نے عرض کیا: وہ میرے ہی پاس ہے' ہمارے پاس کوئی (ضرورت مند) نہیں آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے رات مسجد میں گزاری۔ اور پوری حدیث بیان کی۔ حتیٰ کہ جب اگلے دن عشاء کی نماز پڑھ چکے تو مجھے بلایا اور پوچھا: ''اس مال کا کیا بنا جو تجھے ملا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو اس سے راحت عطا کر دی ہے۔ (ضرورت مند لے گئے ہیں) تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اس حالت میں موت نہ آ جائے جب کہ وہ مال آپ کے پاس موجود ہو۔ پھر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور ہر ایک کو السلام علیکم کہا حتیٰ کہ اس گھر میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے رات گزارنی تھی۔ تو یہ تھی وہ حالت' جس کا تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مشرکین اور اہل کتاب سے ہدایا قبول کیے جا سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی دینی اور سیاسی ضرر نہ ہو۔ ② مشرکین سے ہدایا کا تبادلہ اس وقت ممنوع ہوگا جب اس سے دل کی گہری محبت کا اظہار ہو جو صرف اللہ' رسول اور مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ اگر ماں باپ مشرک ہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے اور اگر کسی مشرک کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ہدیہ یا تحفہ مفید نظر آئے تو صحیح ہوگا۔ ③ امام ابوداود رحمہ اللہ کی طرح دیگر محدثین بھی مشرکین کے حوالے سے باب باندھ کر نیچے اہل کتاب کی احادیث لائے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام احکام میں دونوں یکساں ہیں سوائے ان معاملات کے جہاں استثناء کیا گیا ہے۔ اہل کتاب کا استثناء عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح اور حلال کھانے کے بارے میں ہے۔ ④ جو اللہ پر توکل کرے اللہ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ دنیا کا مال جمع کرنے کے لیے قطعاً راضی نہیں تھے۔ افراد امت کے لیے یہ عمل (یعنی سب خرچ کر دینا) اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب وہ اس کے مابعد نتائج پر برضا و رغبت قانع اور مطمئن ہوں۔ ورنہ مال حلال اللہ کی ایک قابل قدر نعمت ہے' تو چاہیے کہ انسان اپنی جان پر خرچ کرے' اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرے اور صدقات بھی دے۔



٣٠٥٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بِمَعْنَى إِسْنَادِ أَبِي تَوْبَةَ وَحَدِيثِهِ، قال عِنْدَ قَوْلِهِ: «مَا يَقْضِي عَنِّي» فَسَكَتَ عَنِّي رَسُولُ الله ﷺ، فَاغْتَمَزْتُهَا.

٣٠٥٦- محمود بن خالد نے مروان بن محمد سے' انہوں نے معاویہ بن سلّام سے روایت کیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اور جہاں یہ آیا ہے کہ [مَا يَقْضِي عَنِّي......] ''میں بھاگ جاتا ہوں اور مسلمان قبائل کے پاس چلا جاتا ہوں حتیٰ کہ اللہ اپنے رسول کو کچھ عنایت فرما دے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔'' (اس روایت میں ہے کہ) رسول اللہ ﷺ مجھ سے خاموش ہو رہے اور مجھے اس سے بڑی گرانی ہوئی۔

٣٠٥٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ: عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الشِّخِّيرِ، عن عِيَاضِ

٣٠٥٧- حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک اونٹنی پیش کی تو آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے اسلام

٣٠٥٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٠٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب: في كراهية هدايا المشركين، ح: ١٥٧٧ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ح: ١٠٨٣، وصححه ابن الجارود، ح: ١١١٠، وللحديث شواهد عند أحمد: ٣/ ٤٠٢، والحاكم: ٣/ ٤٨٤، ٤٨٥ وغيرهما.

ابن حِمارٍ قال: أهْدَيْتُ إلَى النَّبيِّ ﷺ نَاقَةً فقالَ: «أسْلَمْتَ؟» قُلْتُ: لَا فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنِّي نُهِيتُ عن زَبْدِ المُشْرِكِينَ».

قبول کرلیا ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مشرکین کے عطایا قبول کرنے سے روکا گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① چونکہ ہدیہ لینا دینا دلوں میں قربت اور محبت پیدا کرتا ہے' اس لیے کافروں اور مشرکوں سے آزادانہ طور پر ہدیے کے تبادلے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تاہم جہاں کوئی شرعی اور سیاسی مصلحت ہو تو ہدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں' مثلاً کوئی کافر مسلمانوں کے لیے اپنے خضوع کا اظہار کرنا چاہتا ہو یا امید ہو کہ اس کے ساتھ موانست سے وہ اسلام کے قریب ہوگا یا اسلام لے آئے گا وغیرہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری' کتاب الھبة باب قبول الھدیة من المشرکین اور باب الھدیة للمشرکین میں یہی ثابت کیا ہے۔ ② حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے ہدیہ قبول نہ کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اسلام لانے پر ابھارنا مقصود تھا۔ آپ ﷺ نے اکیدر دومہ اور نجاشی کا ہدیہ قبول کیا ہے۔ کیونکہ ان کے ایمان لانے کی قوی امید تھی۔ ③ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے بعد میں اسلام قبول کرلیا اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی۔

(المعجم ٣٤، ٣٦) - بَابٌ: فِي إقْطَاعِ الأَرَضِينَ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٤، ٣٦- زمین کے قطعات عطا کرنا

٣٠٥٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بن مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ، عنْ عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عنْ أبِيهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ أقْطَعَهُ أرْضًا بِحَضْرَمَوتَ.

٣٠٥٨- حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضر موت کے علاقے میں ایک قطعۂ زمین انہیں عطا فرمایا۔

فائدہ: امام المسلمین یا خلیفہ غیر مملوکہ غیر آباد زمینوں میں سے کوئی قطعہ کسی کو عطا کر دے تو اس زمین کو آباد کرنے کا استحقاق اس شخص کو دوسروں سے زیادہ ہوگا۔ اس کا یہ بھی مفہوم لیا گیا ہے کہ کوئی قطعۂ زمین ایک خاص مدت تک کے لیے کسی کو عطا کر دیا جائے کہ وہ اس کی آمدنی حاصل کر سکے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف بنجر زمین ہی میں سے کوئی قطعہ کسی کو دیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری' کتاب المساقاة' باب القطائع: ٥/٦٠)

یہ ایک طرح سے آبادکاری کا پروگرام ہے جس میں ان لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کی کوئی خاص خدمات ہوں' جس طرح انصار کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کی زمین دینی چاہی۔ اس پر انصار نے کہا کہ اتنی ہی زمین اگر ان کے

٣٠٥٨_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القطائع، ح: ١٣٨١ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح".

بھائی مہاجرین کو بھی دی جائے تو وہ بحرین کے قطعات قبول کریں گے۔ یہ جذبۂ ایثار دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ عرصہ بعد تم یہ دیکھو گے کہ لوگ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دے رہے ہوں گے' تو تم اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو۔ (صحیح بخاری' کتاب المساقاۃ' باب القطائع' حدیث:۲۳۷۶) [اَثَرَۃٌ] اپنے لیے چننا اور [ایثار] دوسروں کے لیے چننا ہے۔ بعض اوقات کسی مستحق کو کوئی قطعۂ زمین عطا کیا جاتا تھا۔ ان کی مزید مثالیں سنن ابوداود کی آئندہ احادیث میں سامنے آئیں گی۔ یہ بعد کے جاگیرداری نظام سے مختلف ہے۔ جس میں اچھی اور آباد زمین لوگوں کی فرمانبرداریاں خریدنے کے لیے دی جاتی تھیں اور جاگیروں کے ساتھ اس علاقے میں رہنے والے انسانوں کو بھی جاگیرداروں کا مملوک اور غلام بنادیا جاتا تھا۔

اسلام میں اس غرض سے جاگیریں دینے کا بھی کوئی تصور موجود نہیں کہ ان کی آمدنی کے ذریعے سے لشکر کھڑے کیے جائیں اور عندالطلب بادشاہ وغیرہ کو پیش کیے جائیں۔ کیونکہ اسلامی فوج بنیادی طور پر فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لیے منظم ہوتی ہے۔ البتہ غنائم کے طور پر جو زمینیں حاصل ہوں انہیں خمس نکالنے کے بعد تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس سے جاگیرداری نظام وجود میں نہیں آتا' کیونکہ یہ سب کے حصے میں آتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے قطعوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس تقسیم میں سپہ سالار اور تمام سپاہی مساوی ہوتے ہیں۔ کسی سالار کو اس کی خدمات کے عوض بڑی بڑی جاگیر بھی دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔

اموی بادشاہت میں جاگیریں دی جانے لگیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اپنی آبائی جاگیر سمیت ایسی سب جاگیریں منسوخ کر دیں۔ بعد میں یہ خرابی پھر سے شروع ہوگئی لیکن اسلامی احکام پر عمل کرنے والے حکمران اس سے دور رہے' ایسے حکمرانوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی کا نام بھی شامل ہے جو محض معمولی سی تنخواہ پر گزارہ کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے تھے۔

۳۰۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۰۵۹- جامع بن مطر نے علقمہ بن وائل سے مذکورہ بالاسند سے اسی کے مثل بیان کیا۔

۳۰۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ دَاوُدَ عنْ فِطْرٍ قال: حَدَّثَنِي أَبِي عنْ عَمْرِو ابنِ حُرَيْثٍ قالَ: خَطَّ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ دَارًا

۳۰۶۰- حضرت عمرو بن حریث ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مجھے ایک گھر عنایت فرمایا جسے آپ نے اپنی قوس سے ناپا اور فرمایا تھا: ''میں

۳۰۵۹ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۳۰۶۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى: ۳/ ۴۵، ح: ۱۴۶۴ من حديث عبدالله بن داود به ※ أبوفطر خليفة المخزومي لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مجهول الحال.

المَدِينَةِ بِقَوْسٍ وَقالَ: «أَزِيدُكَ أَزِيدُكَ».

تجھے اور بھی دوں گا' اور بھی دوں گا۔"

٣٠٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بنِ أبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ غَيْرِ وَاحِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ المَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلى الْيَوْمِ.

٣٠٦١- جناب ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کئی ایک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو فُرع کے اطراف میں مقام قَبَل کی کانیں عطا فرمائی تھیں۔ ان کانوں سے آج تک سوائے زکوۃ کے اور کچھ نہیں لیا جاتا۔

فائدہ: حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو معادن (کانوں) کا دیا جانا ثابت ہے جیسے کہ آگے آرہا ہے' مگر اس میں زکوۃ لینے کا جو ذکر ہے' اس کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ صحیح نہیں ہے۔ (ارواء الغلیل: ۳/ ۳۱۱' ۳۱۲' حدیث: ۸۳۰)

٣٠٦٢- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ مُحَمَّدِ بن حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ، قال الْعَبَّاسُ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بن مُحَمَّدٍ قال: أخبرنَا أَبُو أُوَيْسٍ قال: حدثني كَثِيرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا.

٣٠٦٢- کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی اپنے والد (عبداللہ) سے وہ اس کے دادا (عمرو بن عوف) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو مقام قَبَل کی کانیں عنایت فرمائی تھیں' ان کی بالائی جانب' نیچے کی جانب اور قدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہو سکتی ہے۔

- وَقالَ غَيْرُ الْعَبَّاسِ: جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا - وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله بِلَالَ بنَ حَارِثٍ الْمُزَنِيَّ أَعْطَاهُ

(عباس کے علاوہ باقی راویوں نے [جَلْسِيَّهَا وَ غَوْرِيَّهَا] کی بجائے [جَلْسَهَا وَ غَوْرَهَا] کے الفاظ استعمال کیے ہیں ان کے معنی بھی وہی ہیں۔) کسی دوسرے مسلمان کا حق انہیں نہیں دیا تھا۔ نبی ﷺ نے انہیں یہ تحریر دی تھی: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ

٣٠٦١- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥١ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ١/ ٢٤٨، ٢٤٩ * و"غير واحد" مجاهيل، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح: ٣٧١، والحاكم: ١/ ٤٠٤ وغيرهما.

٣٠٦٢- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٦ عن حسين بن محمد به * كثير بن عبدالله متروك، ولكن طريق ثور بن زيد حسن، والحمد لله.

مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا». وقالَ غَيْرُهُ: «جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ».

وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دیا ہے۔ اسے مقام قبل کی کانیں' ان کے بالائی اور زیریں حصے اور قُدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہو سکتی ہے' اسے عطا کی ہیں اور کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔''

قالَ أبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثني ثَوْرُ بنُ زَيْدٍ مَوْلَى بَنِي الدِّيلِ بنِ بَكْرِ بن كِنَانَةَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاس مِثْلَهُ.

ابو اویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس ؓ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

٣٠٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ النَّضْرِ قالَ: سَمِعْتُ الْحُنَيْنِيَّ قال: قَرَأْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ يَعْني كِتَابَ قَطِيعَةِ النَّبيِّ ﷺ.



٣٠٦٣-(اسحاق بن ابراہیم) الحنینی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کا خط (بلال بن حارث کی) جاگیر کے متعلق کئی بار پڑھا ہے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَحدثنا غَيْرُ وَاحِدٍ عن حُسَيْنِ بنِ مُحَمَّدٍ قالَ: أخبرنَا أبُوأُوَيْسٍ قال: حدَّثني كَثيرُ بنُ عَبْدِ الله عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ أقْطَعَ بِلَالَ بن حَارِثٍ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا - قالَ ابنُ النَّضْرِ: وَجَرْسَهَا وَذَاتَ النُّصُبِ - ثُمَّ اتَّفَقَا، وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِ بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ حَقَّ مُسْلِمٍ، وَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذَا مَا أعْطَى رَسُولُ الله بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ أعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ».

امام ابوداود ؒ نے کہا: ہمیں کئی ایک نے حسین بن محمد سے حدیث سنائی' انہوں نے کہا: ہمیں ابو اویس نے خبر دی' اس نے کہا: مجھے کثیر بن عبداللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اس کے دادا سے' حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی ؓ کو مقام قبل کی کانیں ان کی بالائی اور زیریں جانب ...... راویٔ حدیث ابن نضر نے مقام جرس اور ذات النُّصُب کا بھی ذکر کیا...... اور جبل قُدس کی وہ زمین جو کاشت کے قابل ہے' وہ سب انہیں دیں اور انہیں کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ تحریر عنایت فرمائی: ''یہ وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول (ﷺ) نے بلال بن حارث مزنی کو عنایت فرمایا ہے۔ اسے مقام

٣٠٦٣- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥١ من حديث ثور بن زيد به.

قبَل کی کانیں ان کی بالائی جانب' زیریں جانب اور قدس پہاڑ کی زمین جو قابل کاشت ہے عطا کی ہیں' کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔"

قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحدَّثَني ثَوْرُ بنُ زَيْدٍ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ابواویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ' حضرت ابن عباس ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کیا۔

زَادَ ابن النَّضْرِ: وَكَتَبَ أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ.

ابن نضر نے یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ تحریر ابی بن کعب ؓ نے قلم بند کی۔

٣٠٦٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ المَعْنى وَاحِدٌ، أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ يَحْيَى بنِ قَيْسٍ المَأْرِبِيَّ حَدَّثَهُمْ قال: أخبرني أَبِي عن ثُمَامَةَ بنِ شَرَاحِيلَ، عن سُمَيِّ بن قَيْسٍ، عنْ شُمَيْرٍ - قالَ ابنُ الْمُتَوَكِّلِ بنِ عَبْدِ المَدَانِ - عن أَبْيَضَ بنِ حَمَّالٍ: أَنَّهُ وَفَدَ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ فَاسْتَقْطَعَهُ المِلْحَ.

۳۰۶۴- حضرت ابیض بن حمال ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نمک کی کان بطور جاگیر طلب کی جو آپ نے دے دی۔

473

قالَ ابنُ المُتَوَكِّلِ: الَّذِي بِمَأْرِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ وَلَّى قالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أَتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ المَاءَ الْعِدَّ. قالَ: فَانْتَزَعَ مِنْهُ. قالَ: وَسَأَلَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الأَرَاكِ؟ قال: «مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافٌ». وَقالَ ابنُ المُتَوَكِّلِ: «أَخْفَافُ الإِبِلِ».

......ابن متوکل کہتے ہیں وہ کان مأرب مقام پر تھی...... جب میں نے پشت پھیری تو مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اسے کیا دے دیا ہے' آپ نے اسے نہ ختم ہونے والا دائمی پانی دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے واپس لے لیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ پیلو کے کون سے درخت

٣٠٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القطائع، ح: ١٣٨٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١١٤٠، ١١٤٢، ورجاله من رجال الحسن.

گھیرے جائیں؟ (اپنے قبضے میں لیے جا سکتے ہیں) آپ نے فرمایا: ''وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں۔'' (آبادی سے کافی دور ہوں۔)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایسی کانیں جن کے منافع ظاہر ہوں اور عام لوگوں سے متعلق ہوں وہ کسی کی خاص ملکیت میں نہیں دینی چاہئیں' بخلاف ان کے جنہیں محنت اور مشقت سے نکالا جاتا ہے۔ ② امام کو حق ہے کہ عطیہ دے کر واپس لے لے۔ ③ قاضی کا اپنے فیصلے سے رجوع کر لینا کوئی معیوب نہیں۔ ④ امام اور قاضی کے مصاحبین کو چاہیے کہ جو امور ونکات ان کے سامنے واضح نہ ہوں ان سے انہیں مطلع کر دیا کریں۔

۳۰۶۵- حَدَّثَنا هَارُونُ بن عَبْدِ الله قال: قالَ مُحَمَّدُ بن الْحَسَنِ المَخْزُومِي: «مَا لَمْ تَنَلْهُ أَخْفَافُ الإِبِلِ» يَعْني أَنَّ الإِبِلَ تَأْكُلُ مُنْتَهَى رُؤُوسِهَا، وَيُحْمَى مَا فَوْقَهُ.

۳۰۶۵- جناب محمد بن حسن مخزومی ؒ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں۔'' سے مراد یہ ہے کہ عام چرتے ہوئے اونٹ ان درختوں سے' جہاں تک کہ ان کے منہ پہنچتے ہیں' کھاتے ہیں' تو تم انہیں روک نہیں سکتے ہو' البتہ ان سے اوپر کو تم اپنی ملکیت میں لے سکتے ہو۔

۳۰۶۶- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنا فَرَجُ بنُ سَعِيدٍ قال: حَدَّثَني عَمِّي ثَابِتُ بنُ سَعِيدٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ، عن أَبْيَضَ بنِ حَمَّالٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عنْ حِمَى الأَرَاكِ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا حِمَى في الأَرَاكِ»، فَقَالَ: أَرَاكَةٌ في حِظَارِي، فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «لَا حِمَى في الأَرَاكِ»، قالَ فَرَجٌ: يَعْني بِحَظَارِي الأَرْضَ الَّتي

۳۰۶۶- حضرت ابیض بن حمال ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پیلو کے درختوں کو گھیرنے (اپنے قبضے میں لینے) کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جا سکتا۔'' (دوسروں کو ان سے منع نہیں کیا جا سکتا) اس نے کہا کہ وہ درخت جو میری زمین کے احاطے میں آتے ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جا سکتا۔'' راوی حدیث فرج (بن سعید) نے [حِظَارِی] کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ زمین جس میں کھیتی ہو اور اس

۳۰۶۵۔ تخريج: [إسناده صحيح] إلى محمد بن الحسن المخزومي وهو متهم بالكذب.

۳۰۶۶۔ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۰۲۸، وأخرجه الدارمي، ح: ۲۶۱٤ عن عبدالله بن الزبير الحميدي به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ۲٤۷۵ * ثابت وأبوه مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان.

فِيهَا الزَّرْعُ الْمُحَاطُ عَلَيْهَا.

کے گرد احاطہ بھی ہو۔

فائدہ: ایسی زمینیں جو پہلے بے آباد ہوں اور حکومت اسلامیہ نے کسی کو دے دی ہوں یا بے آباد زمین کو کسی نے ازخود آباد کیا ہو اور اس کا مالک بن گیا ہو تو پہلے سے موجود درختوں سے عام لوگوں کو روکنا جائز نہیں اور ایسے ہی جو خود رو ہوں جیسے کہ جھاڑیاں وغیرہ ہوتی ہیں یا خود رو گھاس۔ اس سے ضرورت مندوں کو روکنا اخلاقاً بھی درست نہیں' لیکن جسے مالک نے خود کاشت کیا ہو اس سے روکنے کا اسے حق ہے۔

٣٠٦٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ قال: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ قال: حَدَّثَنا أَبَانٌ - قَالَ عُمَرُ: وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الله بنِ أَبِي حَازِمٍ - قَالَ: حَدَّثَني عُثْمَانُ بْنُ أَبي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عن جَدِّهِ صَخْرٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَزَا ثَقِيفًا، فَلَمَّا أَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِي خَيْلٍ يُمِدُّ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدَ نَبِيَّ الله ﷺ قَدِ انْصَرَفَ وَلَمْ يَفْتَحْ، فَجَعَلَ صَخْرٌ حِينَئِذٍ عَهْدَ الله وَذِمَّتَهُ أَنْ لَا يُفَارِقَ هٰذَا الْقَصْرَ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ الله ﷺ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ صَخْرٌ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ثَقِيفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلَى حُكْمِكَ يَارَسُولَ الله! وَأَنَا مُقْبِلٌ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي خَيْلٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً، فَدَعَا لِأَحْمَسَ عَشْرَ دَعَوَاتٍ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لِأَحْمَسَ فِي خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا»، وَأَتَاهُ الْقَوْمُ، فَتَكَلَّمَ

٣٠٦٧- حضرت صخر (بن عیلہ' ابو حازم ہذلی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو ثقیف سے جہاد کیا' تو صخر نے جب یہ سنا تو اپنے شہسوار لے کر نبی ﷺ کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو نبی ﷺ اسے فتح کیے بغیر ہی واپس جا چکے تھے۔ تو صخر نے اس دن اللہ کے ساتھ یہ عہد کیا اور اپنے ذمے لیا کہ جب تک یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم نہیں مان لیتے اس وقت تک وہ اس قلعے کو نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور انہیں نہ چھوڑا حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ صخر نے یہ خبر رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھ بھیجی: حمد وصلوۃ کے بعد' اے اللہ کے رسول! بنو ثقیف نے آپ کا فیصلہ قبول کر لیا ہے اور میں ان کی طرف جا رہا ہوں اور یہ اپنے شہسواروں کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کروایا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپ نے (صخر کی قوم) احمس کے لیے دس دعائیں فرمائیں: ''اے اللہ! احمس کے شہسواروں اور اس کے پیادوں کو برکت دے۔'' پھر وہ قوم نبی ﷺ کے پاس گئی اور مغیرہ بن شعبہ (ثقفی) نے

٣٠٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ١٦٨١ عن الفريابي به مختصرًا، ورواه البيهقي: ١١٤/٩، والحديث ضعفه البيهقي * جده أبوحازم بن صخر بن العيلة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

الْمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ فقالَ: يَانَبِيَّ الله! إنَّ صَخْرًا أَخَذَ عَمَّتِي وَدَخَلَتْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ، فَدَعَاهُ فقالَ: «يَاصَخْرُ! إنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ إلَى الْمُغِيرَةِ عَمَّتَهُ»، فَدَفَعَهَا إلَيْهِ وَسَأَلَ نَبِيَّ الله ﷺ [مَاءً] لِبَنِي سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوا عنِ الإسْلَامِ وَتَرَكُوا ذٰلِكَ الْمَاءَ، فقالَ: يَانَبِيَّ الله! أَنْزِلْنِيهِ أَنَا وَقَوْمِي، قال: «نَعَمْ»، فَأَنْزَلَهُ، وَأَسْلَمَ يَعْني السُّلَمِيِّينَ، فَأَتَوْا صَخْرًا فَسَأَلُوهُ أَنْ يَدْفَعَ إلَيْهِمُ الْمَاءَ، فَأَبَوْا فَأَتَوْا نَبِيَّ الله ﷺ فَقَالُوا: يَانَبِيَّ الله! أَسْلَمْنَا وَأَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ إلَيْنَا مَاءَنَا فَأَبَى عَلَيْنَا، فَدَعَاهُ فقال: «يَاصَخْرُ! إنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَدِمَاءَهُمْ، فَادْفَعْ إلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ»، قال: نَعَمْ يَانَبِيَّ الله فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ الله ﷺ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذٰلِكَ حُمْرَةً حَيَاءً مِنْ أَخْذِهِ الْجَارِيَةَ وَأَخْذِهِ الْمَاءَ.



آپ سے بات کی اور کہا: اے اللہ کے نبی! صخر نے میری پھوپھی کو پکڑ لیا ہے، حالانکہ وہ اس (عہد) میں داخل ہو چکی ہے جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں (یعنی مسلمان ہو چکی ہے۔) پس آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا: ”اے صخر! کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی جان اور اپنے اموال محفوظ بنا لیتی ہے، لہٰذا مغیرہ کو اس کی پھوپھی واپس کر دو۔“ چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا۔ صخر نے نبی ﷺ سے بنو سُلیم کے پانی کا سوال کیا، وہ اسلام قبول کرنے سے بھاگ گئے تھے اور اپنا چشمہ چھوڑ گئے تھے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اور میری قوم کو وہاں نزول (اتر کر اسے اپنی تحویل میں لینے) کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور اسے وہاں اترنے کی اجازت دے دی۔ اور پھر بنو سُلیم والے اسلام لے آئے اور صخر کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارا چشمہ واپس کر دو تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے نبی! ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم صخر کے پاس گئے ہیں کہ ہمارا چشمہ ہمیں واپس کر دے مگر اس نے انکار کر دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صخر کو بلایا تو اس سے فرمایا: ”اے صخر! کوئی قوم جب مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے اموال اور اپنی جانیں محفوظ کر لیتی ہے۔ تم قوم کو ان کا چشمہ واپس کر دو۔“ اس نے کہا۔ بہت اچھا، اے اللہ کے نبی۔ (صخر کہتے ہیں کہ اس وقت) میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک حیا کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا کہ اس سے لونڈی لے لی گئی اور چشمہ بھی (حالانکہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا تھا۔)

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے' وہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے' یعنی کوئی حربی (جس سے جنگ ہو) مسلمان ہو جائے تو اس کی جان' مال اور آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ ② کوئی حربی مقابلے سے بھاگ جائے اور بعد ازاں مسلمان ہو کر حاضر ہو جائے تو اس کا مال ضبط نہیں کیا جائے گا۔ (نیل الاوطار' باب ان الحربي اذا اسلم قبل القدرة عليه أحرز امواله : ١٣/٨)

٣٠٦٨- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثني سَبْرَةُ ابنُ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ الرَّبِيعِ الْجُهَنِيُّ عن أبيهِ، عن جَدِّهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَزَلَ في مَوْضِعِ المَسْجِدِ تَحْتَ دَوْمَةٍ فَأقَامَ ثَلَاثًا ثُمَّ خَرَجَ إلٰى تَبُوكَ وَإنَّ جُهَيْنَةَ لَحِقُوهُ بالرَّحْبَةِ فقالَ لَهُمْ: «مَنْ أهْلُ ذِي المَرْوَةِ؟» فقالُوا: بَنُو رِفَاعَةَ مِنْ جُهَيْنَةَ، فقالَ: «قَدْ أقْطَعْتُهَا لِبَنِي رِفَاعَةَ»، فَاقْتَسَمُوهَا، فَمِنْهُمْ مَنْ بَاعَ، وَمِنْهُمْ مَنْ أمْسَكَ فَعَمِلَ. ثُمَّ سَألْتُ أبَاهُ عَبْدَ العَزِيزِ عنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَني بِبَعْضِهِ وَلَمْ يُحَدِّثْني بِهِ كُلِّهِ.

٣٠٦٨- سبرہ بن عبدالعزیز بن ربیع جُہنی اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ان کے علاقے میں) ایک بڑے درخت کے نیچے پڑاؤ کیا جہاں اب مسجد ہے۔ آپ وہاں تین دن ٹھہرے پھر وہاں سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جُہینہ قبیلہ کے لوگوں نے آپ سے ایک کھلے میدان میں ملاقات کی تھی۔ آپ نے ان سے پوچھا: ''ذی مروہ'' مقام میں کون لوگ مقیم ہیں؟'' انہوں نے کہا: جُہینہ کا خاندان بنو رفاعہ یہاں رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ زمین میں بنو رفاعہ کے نام کرتا ہوں۔'' چنانچہ ان لوگوں نے وہ (زمین) آپس میں بانٹ لی۔ ان میں سے کسی نے بیچ دی' کسی نے رکھ لی اور اس میں محنت مشقت (کاشت کاری وغیرہ) کرنے لگے۔ (ابن وہب کہتے ہیں کہ) پھر میں نے سبرہ کے والد عبدالعزیز سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ حصہ بیان کیا اور پوری حدیث بیان نہیں کی۔

٣٠٦٩- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعْني ابنَ آدَمَ: أخبرنا

٣٠٦٩- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے شوہر) زبیر (بن عوام)

٣٠٦٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤٩ من حديث أبي داود به * عبدالعزيز بن الربيع بن سبرة ابن معبد من السابعة، لم يدرك جده قطعًا.

٣٠٦٩- تخريج: [صحيح] * أبوبكر بن عياش ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٥٢٢٤، ومسلم، ح: ٢١٨٢.

أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن أسْمَاءَ بِنْتِ أبِي بَكْرٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أقْطَعَ الزُّبَيْرَ نَخْلًا.

رضی اللہ عنہ کو کھجور کا ایک باغ عنایت فرمایا تھا۔

٣٠٧٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ المَعنى وَاحِدٌ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قال: حدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ - وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ، وَكَانَتْ جَدَّةَ أبِيهِمَا - أنَّهَا أخْبَرَتْهُمَا قَالَتْ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ، قَالَتْ، تَقَدَّمَ صَاحِبِي، تَعْنِي حُرَيْثَ بنَ حَسَّانَ، وَافِدَ بَكْرِ بنِ وَائِلٍ فَبَايَعَهُ عَلَى الإسْلَام عَلَيْهِ وَعَلَى قَوْمِهِ، ثُمَّ قالَ: يَارَسُولَ الله! اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي تَمِيم بالدَّهْنَاءِ أنْ لَا يُجَاوِزَهَا إلَيْنَا مِنْهُمْ أحَدٌ إلَّا مُسَافِرٌ أوْ مُجَاوِزٌ فقَالَ: «اكْتُبْ لَهُ يَاغُلَامُ! بالدَّهْنَاءِ»، فَلَمَّا رَأيْتُهُ قَدْ أمَرَ لَهُ بِهَا شُخِصَ بِي وَهِيَ وَطَنِي وَدَارِي، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّهُ لَمْ يَسْألْكَ السَّوِيَّةَ مِنَ الأرْضِ إذْ سَألَكَ إنَّمَا هٰذِهِ الدَّهْنَاءُ عِنْدَكَ مُقَيَّدُ الْجَمَلِ ومَرْعَى الْغَنَم وَنِسَاءُ بَنِي تَمِيمٍ وَأبْنَاؤُهَا وَرَاءَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «أمْسِكْ

٣٠٧٠- جناب عبداللہ بن حسان عنبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میری دادی اور نانی نے بیان کیا جن کا نام صفیہ اور دحیبہ تھا اور یہ دونوں عُلیبہ کی بیٹیاں...... اور قَیلہ بنت مخرمہ کی لے پالک تھیں۔ جو (قیلہ) ان دونوں کے باپ کی دادی تھی...... اس نے ان دونوں کو بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور میرے ساتھی حریث بن حسان جو قبیلہ بکر بن وائل کا بھیجا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آگے بڑھا۔ اور اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان دھناء کا علاقہ (بطور سرحد) لکھ دیجیے کہ اس سے آگے ان کی طرف سے ہماری طرف کوئی نہ بڑھے سوائے اس کے کہ کوئی مسافر ہو یا کوئی آگے جانے والا ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لڑکے! اسے دھناء کا علاقہ لکھ دو۔“ (قیلہ نے بیان کیا کہ) جب میں نے دیکھا کہ آپ اس کو یہ علاقہ لکھ کر دے رہے ہیں تو اس سے مجھے بے حد پریشانی ہوئی (کیونکہ) وہ میرا وطن ہے اور میرا گھر بھی وہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے آپ سے متوسط قسم کی زمین کا سوال نہیں کیا ہے (بلکہ عمدہ اور نفیس زمین طلب کی ہے) یہ دھناء اونٹ

٣٠٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأصفر، ح: ٢٨١٤ من حديث عبدالله بن حسان به، وذكر كلامًا * عبدالله بن حسان لم أجد من وثقه، وهو غير القُردوسي الذي وثقه ابن حبان، وصفية ودحيبة لم يوثقهما غير ابن حبان.

يَاغُلَامُ! صَدَقَتِ المِسْكِينَةُ، المُسْلِمُ، أَخُو الْمُسْلِمِ يَسَعُهُمُ المَاءُ وَالشَّجَرُ، وَيَتَعَاوَنُونَ عَلَى الْفُتَّانِ».

باندھنے کی جگہ ہے (کہ اونٹ وہاں سے نکلتے ہی نہیں یا نکالے نہیں جاتے۔ کیونکہ یہ بہت سرسبز ہے) اور بکریوں کی چراگاہ ہے۔ اور بنوتمیم کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پیچھے (مقیم) ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! رک جاؤ' اس مسکین عورت نے سچ کہا ہے' مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے' پانی اور درخت سب کے فائدے کے لیے ہیں' فتنہ پرور لوگوں کے مقابلے میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے اور یہ پچھلی احادیث میں واضح ہو چکا ہے کہ کوئی ایسی جاگیر جس کا فائدہ اور نفع عام مسلمانوں سے متعلق ہو' اسے کسی ایک کے لیے خاص نہیں کیا جا سکتا۔

٣٠٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثني عَبْدُ الحَمِيدِ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حدثني أُمُّ جَنُوبٍ بِنْتُ نُمَيْلَةَ عن أُمِّهَا سُوَيْدَةَ بِنْتِ جَابِرٍ، عن أُمِّهَا عَقِيلَةَ بِنْتِ أَسْمَرَ بنِ مُضَرِّسٍ، عن أَبِيهَا أَسْمَرَ بنِ مُضَرِّسٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ: «مَنْ سَبَقَ إِلَى مَا لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ». قالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادَوْنَ يَتَخَاطُّونَ.

۳۰۷۱- حضرت اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی' تو آپ نے فرمایا: ''جو کسی پانی (کنویں' چشمے یا تالاب) پر پہلے پہنچ جائے اور کوئی مسلمان اس سے پہلے اس تک نہ پہنچا ہو تو وہ اسی کا ہوا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگ دوڑتے ہوئے نکلے اور نشان لگاتے جاتے تھے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں بنجر اور بے آباد علاقوں کی آبادکاری کی اجازت سب کے لیے مساوی ہے' الا یہ کہ امام وقت کوئی علاقہ کسی کے لیے خاص کر دے۔ جس طرح اگلے باب میں آ رہا ہے بخلاف ان چشموں' کنوؤں یا تالابوں کے جو عام لوگوں کی گزرگاہوں پر واقع ہوں۔

٣٠٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢٨٠، ح: ٨١٤ من حديث محمد بن بشار به، وأورده الضياء في المختارة: ٤/ ٢٢٧، ٢٢٨، ح: ١٤٣٤، وحسنه الحافظ في الإصابة: ١/ ٤١ * قال الحافظ في التقريب: سويدة لا تعرف، وعقيلة لا يعرف حالها، أم جنوب لا يعرف حالها، ولم أجد من وثقهن صراحةً، فحالهن مجهول.

٣٠٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عَمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهِ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتَّى قَامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَالَ: «أَعْطُوهُ منْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ».

۳۰۷۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر (بن عوام ؓ) کو جاگیر دی جہاں تک کہ ان کا گھوڑا دوڑ سکے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو گیا' تو پھر انہوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک ان کا کوڑا پہنچا' انہیں دے دو۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر گزشتہ حدیث: ۳۰۶۹ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر ؓ کو اموال بنی نضیر میں سے کچھ زمین عنایت فرمائی تھی۔ (صحيح البخاري' فرض الخمس' حدیث: ۳۱۵۱) شاید وہ یہی ہو۔

(المعجم ٣٥، ٣٧) - بَابٌ: فِي إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۵' ۳۷- بنجر لاوارث زمین کو آباد کرنا



٣٠٧٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «منْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ».

۳۰۷۳- حضرت سعید بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بنجر (لاوارث) زمین کو آباد کرے' تو وہ اسی کی ہوئی۔ اور ظالم رگ (انسان کے اندر دوسرے کا حق مارنے کا منفی جذبہ یا منفی جذبے کے تحت کی گئی غاصبانہ کارروائی) کا کوئی حق نہیں۔'' (یعنی جس نے ظلماً کسی جگہ پر قبضہ کر لیا تو اس کا حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔)

فوائد ومسائل: ① چونکہ آج کل حکومت تمام زمینوں کی مالک اور متصرف ہوتی ہے اس لیے پہلے اس سے اجازت لینا قرین قیاس ہے۔ ویسے حکومت کی طرف سے بھی آبادکاری اسکیمیں متعارف کرائی جاتی ہیں۔ ② ''ظالم رگ'' سے مراد وہ درخت بھی ہیں جو کوئی کسی دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کے لگا دے' یا مکان بنا لے۔ اسے کہا جائے گا کہ اپنا درخت نکال لے یا مکان کا ملبہ اٹھا لے' اِلّا یہ کہ زمین کا مالک خود راضی ہو جائے جیسے کہ درج ذیل

٣٠٧٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤٤ من حديث أحمد به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥٦ * عبدالله العمري صالح الحديث عن نافع وضعيف عن غيره.

٣٠٧٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر في إحياء أرض الموات، ح: ١٣٧٨ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وقال: "حسن غريب".

حدیث میں ہے۔

٣٠٧٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابن إسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ». وَذَكَرَ مِثْلَهُ قالَ: فَلَقَدْ خَبَّرَني الَّذِي حَدَّثني هٰذَا الْحَدِيثَ: أنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إلى رَسُولِ الله ﷺ غَرَسَ أَحَدُهُمَا نَخْلًا في أرْضِ الآخَرِ فَقَضَى لِصَاحِبِ الأَرْضِ بِأَرْضِهِ وَأمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ أنْ يُخْرِجَ نَخْلَهُ مِنْهَا. قالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإنَّهَا لَتُضْرَبُ أُصُولُهَا بالْفُؤُسِ - وَإنَّهَا لَنَخْلٌ عُمٌّ - حَتَّى أُخْرِجَتْ مِنْهَا.

۳۰۷۴- جناب یحییٰ بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی بنجر لاوارث زمین آباد کرے تو وہ اسی کی ہے۔'' اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ عروہ نے کہا: یہ حدیث بیان کرنے والے نے مجھے بتایا کہ دو شخص اپنا ایک جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں کھجوروں کے درخت لگائے تھے تو آپ نے فیصلہ دیا: ''زمین' زمین والے کی ہے۔'' اور درختوں والے کو حکم دیا: ''اپنی کھجوریں اکھیڑ لے۔'' چنانچہ میں نے دیکھا کہ ان درختوں کی جڑوں پر کلہاڑے چلائے جا رہے تھے' حالانکہ وہ لمبے لمبے درخت ہو گئے تھے حتیٰ کہ وہ زمین سے نکال لیے گئے۔

٣٠٧٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنا وَهْبٌ عن أبِيهِ، عن ابنِ إسْحَاقَ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ إلَّا أنَّهُ قالَ عِنْدَ قَوْلِهِ، مَكَانَ الَّذِي حدثني هٰذَا: فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأكْثَرُ ظَنِّي أنَّهُ أبُو سَعِيدٍ الخُدْرِيُّ: فَأنَا رَأَيْتُ الرَّجُلَ يَضْرِبُ في أُصُولِ النَّخْلِ.

۳۰۷۵- جناب ابن اسحٰق نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا' لیکن انہوں نے [الَّذِي حَدَّثَنِي هٰذَا] ''جس نے مجھے یہ حدیث بیان کی'' کے بجائے یوں کہا: مجھے اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص نے بیان کیا اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری ؓ ہیں۔ تو میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کی جڑوں پر (کلہاڑا) مار رہا تھا۔

٣٠٧٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ

۳۰۷۶- جناب عروہ بن زبیر ؒ سے روایت ہے'

٣٠٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٢/ ٢٨٢ من حديث أبي داود به، وأصله عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٧٦٠ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن، والحديث السابق: ٣٠٧٣ يُغني عنه.

٣٠٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٩٩ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ٣٠٧٤.

٣٠٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤٢ من حديث أبي داود به.

الآمُلِيُّ : حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمَانَ : حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ : أخبرنَا نَافِعُ بنُ عُمَرَ عن ابن أبي مُلَيْكَةَ، عنْ عُرْوَةَ قالَ : أشْهَدُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى : أنَّ الأرْضَ أرْضُ الله ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ الله ، وَمَنْ أَحْيَا مَوَاتًا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا ، جَاءَنَا بِهٰذَا عن النَّبِيِّ ﷺ الَّذِينَ جَاءُوا بالصَّلَوَاتِ عَنْهُ .

وہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں' تو جس نے کوئی بنجر لاوارث زمین آباد کی' تو وہی اس کا مالک ہے۔ ہمیں یہ بات نبی ﷺ سے انہی لوگوں نے بیان کی ہے جنہوں نے آپ سے نمازوں کے احکام بیان کیے ہیں۔

فائدہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے صرف عبادات ہی کے احکام نہیں بتائے' بلکہ معاملات اور حقوق کے مسائل بھی واضح کیے ہیں' جیسے کہ نماز اور روزے کے احکام۔ جس طرح عبادات میں نبی ﷺ کا فرمان قول فیصل ہے' اسی طرح معاملات میں بھی آپ ﷺ ہی کا فرمان حق وانصاف اور دنیا وآخرت میں باعث نجات ہے۔



٣٠٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ : حَدَّثَنا سَعِيدٌ عنْ قَتَادَةَ ، عن الْحَسَنِ ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ : «مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلٰى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ» .

٣٠٧٧- حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی (لاوارث) زمین پر کوئی احاطہ بنالیا' تو وہ اسی کی ملکیت ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لاوارث زمین پر محض قبضہ کرلینا کافی نہیں بلکہ اسے آباد کیا جائے تو ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

٣٠٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ : أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ : أخبرني مَالِكٌ : قالَ هِشَامٌ : الْعِرْقُ الظَّالِمُ أنْ يَغْرِسَ الرَّجُلُ في أرْضِ غَيْرِهِ ، فَيَسْتَحِقَّهَا

٣٠٧٨- جناب ہشام (بن عروہ) ؒ بیان کرتے ہیں کہ [عِرق ظالم] ''ظالم رگ'' کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں درخت لگادے اور پھر اسی وجہ سے اس زمین کا مدعی بن جائے۔ امام

٣٠٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٣/ ٤٠٥، ح: ٥٧٦٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة، والطيالسي، ح: ٩٠٦ من حديث هشام، كلاهما عن قتادة به، وهو مدلس وعنعن، ومع ذلك صححه ابن الجارود، ح: ١٠١٥.

٣٠٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٢/ ٢٨٤ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٤٣.

بِذٰلِكَ. قال مَالِكٌ: وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا أُخِذَ وَاحْتُفِرَ وَغُرِسَ بِغَيْرِ حَقٍّ.

مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [عِرق ظالم] سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی سے بلا استحقاق (ظلم سے) چھین لی جائے' وہاں کنواں وغیرہ کھود لیا جائے یا درخت لگا دیے جائیں۔

فائدہ: بلاشبہ واقعاتی دنیا میں انہی حیلوں بہانوں سے دوسروں کا مال ہتھیانے کی کوشش ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ.

٣٠٧٩- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنا وُهَيْبُ بنُ خَالِدٍ عن عَمْرِو بن يَحْيَى، عن الْعَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ يَعْنِي ابنَ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ تَبُوكَ فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ في حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «اخْرُصُوا»، فَخَرَصَ رَسُولُ الله ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فقالَ لِلْمَرْأَةِ: «أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا»، فَأَتَيْنَا تَبُوكَ فَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدَةً وَكَتَبَ لَهُ يَعْنِي بِبَحْرِهِ. قالَ: فَلَمَّا أَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى قالَ لِلْمَرْأَةِ: «كَمْ كَانَ فِي حَدِيقَتِكِ؟» قالَتْ: عَشْرَةَ أَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُولِ الله ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ».

٣٠٧٩- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ وادئ قریٰ سے گزرے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ (کہ کتنا ہوگا۔'') رسول اللہ ﷺ نے جو اندازہ لگایا وہ دس وسق تھا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ''جو پھل حاصل ہو اسے شمار کر رکھنا۔'' پھر ہم تبوک پہنچے تو ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ دیا اور (اس کے صلہ میں) آپ ﷺ نے اس (ایلہ کے حاکم) کو ایک منقش چادر عنایت فرمائی اور اسے تحریر کر دیا کہ ان کا علاقہ ان ہی کے پاس رہے گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے اور وادئ قریٰ سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے دریافت فرمایا: ''تیرے باغ کا پھل کتنا ہوا ہے؟'' اس نے بتایا کہ دس وسق' یعنی وہی مقدار جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں مدینہ منورہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں جو میرے ساتھ جلدی پہنچنا چاہتا ہے' تو وہ چل پڑے۔'' (باقی اپنی رفتار سے آجائیں)

٣٠٧٩- تخريج: أخرجه البخاري، الزكٰوة، باب خرص التمر، ح: ١٤٨١ عن سهل بن بكار مطولاً، ومسلم، الحج، باب فضل أحد، ح: ١٣٩٢ بعد حديث: ٢٢٨١ من حديث وهيب به.

فوائد ومسائل: ① اس خاتون کا یہ باغ غالباً کسی بنجر زمین کو آباد کر کے ہی لگایا گیا تھا جو اس کی ملکیت سمجھا گیا۔ اور یہ ایک قابل قدر کام ہے۔ حاکم ایلہ نے اطاعت قبول کر لی تھی' اس لیے آپ نے حاکم ایلہ کو اس کا علاقہ لکھ دیا اور یہ بھی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے۔ ② پھل اترنے سے پہلے اس کا اندازہ لگانا جائز ہے تاکہ اس کے مطابق عشر وغیرہ ادا کیا جا سکے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا اندازہ بالکل عین درست ثابت ہوا جو کہ معجزہ ہے۔ دیگر عام اندازہ لگانے والوں کا اندازہ یقیناً کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ ④ غیر مسلم کا ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ ⑤ سفر میں اپنا مقصد پورا کر لینے کے بعد گھر آنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

٣٠٨٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا الأعْمَشُ عن جَامِعِ بنِ شَدَّادٍ، عنْ كُلْثُومٍ عنْ زَيْنَبَ، أنَّهَا كَانَتْ تَفْلِي رَأْسَ رَسُولِ الله ﷺ وَعِنْدَهُ امْرَأةُ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ وَنِسَاءٌ مِنَ المُهَاجِرَاتِ وَهُنَّ يَشْتَكِينَ مَنَازِلَهُنَّ: أنها تَضِيقُ عَلَيْهِنَّ وَيُخْرَجْنَ مِنْهَا فَأمَرَ رَسُولُ الله ﷺ أنْ تُوَرَّثَ دُورَ المُهَاجِرِينَ النِّسَاءُ فَمَاتَ عَبْدُ الله بن مَسْعُودٍ فَوَرِثَتْهُ امْرَأتُه دَارًا بالمَدِينَةِ.



٣٠٨٠- ام المومنین حضرت زینب ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا سر صاف کر رہی تھیں اور آپ کے ہاں حضرت عثمان بن عفان ؓ کی اہلیہ اور دیگر مہاجر خواتین بھی بیٹھی تھیں' عورتوں نے اپنے گھروں کی تنگی کا شکوہ کیا اور یہ کہ انہیں (شوہر کی وفات کے بعد) گھروں سے نکال دیا جاتا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''مہاجرین کے گھران کی بیویوں کو وراثت میں دیے جائیں۔'' چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فوت ہوئے تو ان کی زوجہ مدینہ میں ایک گھر کی وارث بنی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں زمین کے قطعات دیے تھے تاکہ یہ لوگ ان میں اپنے گھر بنالیں۔ چونکہ یہ قطعات ''احیاء الموات'' کے معنی میں تھے کہ ان لوگوں نے انہیں آباد کیا تھا تو وہ انہی کی ملکیت گردانے گئے۔ اس باب کے ساتھ اس حدیث کی یہی مناسبت ہے۔ ② بیویوں کو وراثت میں گھر دینے کا مسئلہ مہاجرین کی خواتین کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ یہ لوگ مدینہ منورہ میں ایک نئے وطن میں تھے اور عزیز واقارب سے دور ہو گئے تھے تو یہ حکم دیا گیا تاکہ شوہر کی وفات کے بعد انہیں تحفظ حاصل رہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ترکہ کی تقسیم میں ان کے حصے کے مطابق انہیں زمین' باغ اور دیگر اموال کی بجائے گھر دیا جائے تاکہ وہ رہائش کے مسئلے میں مطمئن رہیں۔ (بذل المجهود' عون المعبود)

٣٠٨٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٣ من حديث عبدالواحد بن زياد به * الأعمش مدلس وعنعن.

(المعجم ٣٦، ٣٨) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْخَرَاجِ (التحفة ٣٨)

باب:۳۶'۳۸-خراجی زمین خریدنے کا مسئلہ

٣٠٨١- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ بَكَّارِ بنِ بِلَالٍ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى يَعْنِي ابنَ سُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبو عَبْدِ الله عنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ عَقَدَ الْجِزْيَةَ في عُنُقِهِ فَقَدْ بَرِيءَ مِمَّا عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ.

۳۰۸۱- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: جس نے اپنی گردن میں جزیے کا قلادہ ڈالا وہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے بری ہو گیا۔

فائدہ: کفار اپنی زیر کاشت زمینوں سے جو حصہ ادا کرتے ہیں "خراج" کہلاتا ہے۔ اور علماء نے ایسی زمینوں کی کئی صورتیں لکھی ہیں۔ ❁ مسلمانوں نے کسی زمین کو بزور قوت فتح کیا ہو اور امام نے اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیا ہو' پھر امام اسے قیمت دے کر ان سے خرید لے اور عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اور کفار کو خراج (ٹھیکے) پر دے دے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کے دیہاتوں میں کیا تھا۔ ❁ کسی زمین کو صلح سے فتح کیا گیا ہو' اس شرط پر کہ زمین مسلمانوں کی ہوگی مگر کفار اس میں رہیں گے اور خراج دیں گے۔ یہ زمین مال فَے ہوگی اور خراج اس کا کرایہ' اجرت یا ٹھیکہ ہوگا جو ان لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے ساقط نہیں ہوگا۔ ❁ کوئی علاقہ اس شرط کے ساتھ صلح سے فتح ہوا ہو کہ زمین کفار کی رہے گی مگر وہ خراج ادا کر کے وہاں مقیم رہیں گے۔ ایسے خراج کو جزیہ پر قیاس کیا جائے گا اور ان لوگوں کے مسلمان ہو جانے پر ختم ہو جائے گا۔

٣٠٨٢- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ ابنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ: حَدَّثَنِي سِنَانُ بنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنِي شَبِيبُ بنُ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بنُ خُمَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِجِزْيَتِهَا

۳۰۸۲- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی زمین کو اس کے جزیے کے ساتھ حاصل کیا اس نے اپنی ہجرت کو واپس کر دیا' اور جس نے کافر کی ذلت کو اس کی گردن سے اتار کر اپنی گردن میں ڈالا اس نے اسلام سے پشت پھیر لی۔" (سنان بن قیس نے کہا کہ) خالد بن معدان

٣٠٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٣٩ من حديث أبي داود به * أبوعبدالله الخزاعي لم أجد من وثقه، وفي سماعه من معاذ نظر.

٣٠٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٣٩ من حديث أبي داود به * عمارة بن أبي الشعثاء مجهول، وسنان مستور.

فَقَدِ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ، وَمَنْ نَزَعَ صَغَارَ كَافِرٍ مِنْ عُنُقِهِ فَجَعَلَهُ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ وَلَّى الإِسْلَامَ ظَهْرَهُ». قَالَ: فَسَمِعَ مِنِّي خَالِدُ بنُ مَعْدَانَ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ لِي: أَشَبِيبٌ حَدَّثَكَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِذَا قَدِمْتَ فَسَلْهُ فَلْيَكْتُبْ إِلَيَّ بِالْحَدِيثِ قَالَ: فَكَتَبَهُ لَهُ، فَلَمَّا قَدِمْتُ سَأَلَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ الْقِرْطَاسَ، فَأَعْطَيْتُهُ. فَلَمَّا قَرَأَهُ تَرَكَ مَا فِي يَدَيْهِ مِنَ الأَرْضِ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ.

نے مجھ سے یہ حدیث سنی تو مجھ سے پوچھا: کیا شبیب نے تمہیں یہ حدیث بیان کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں کہنا کہ مجھے یہ حدیث لکھ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ لکھ دی۔ جب میں خالد بن معدان سے دوبارہ ملا تو انہوں نے مجھ سے وہ کاغذ طلب کیا جو میں نے انہیں دے دیا۔ جب انہوں نے اسے پڑھا تو اپنے قبضے کی ساری زمینیں چھوڑ دیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا يَزِيدُ بنُ خُمَيْرٍ الْيَزَنِيُّ لَيْسَ هُوَ صَاحِبُ شُعْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راویٔ حدیث یزید بن خُمیر الیزنی' یہ شعبہ کے شاگرد نہیں ہیں۔

فائدہ: ان دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان کفار کی خراجی زمین حاصل کر کے کاشت کرنے لگے اور اس کا جزیہ اور خراج بھی یہی ادا کرے تو اس طرح یہ مسلمان کفار پر مسلط کردہ ذلت کو جو اللہ نے ان پر ڈالی ہے' اپنے گلے لے رہا ہے اور یہ عمل اسلامی حمیت کے منافی ہے۔ لیکن یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

(المعجم ٣٧، ٣٩) - باب: فِي الأَرْضِ يَحْمِيهَا الإِمَامُ أَوِ الرَّجُلُ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٧'٣٩- حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص کسی زمین کو اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کرلے

٣٠٨٣- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أَخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن الصَّعْبِ بنِ جَثَّامَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَا حِمَى إِلَّا لله وَلِرَسُولِهِ». قَالَ ابنُ شِهَابٍ: وَبَلَغَنِي أَنَّ

٣٠٨٣- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چراگاہ نہیں' مگر اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔'' ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موضع نقیع کو بطور چراگاہ محفوظ فرمایا ہوا تھا۔

٣٠٨٣- تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب: لا حمى إلا لله ولرسوله ﷺ، ح: ٢٣٧٠ من حديث يونس بن يزيد به.

رَسُولَ الله ﷺ حَمَى النَّقِيعَ .

فائدہ: حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کرلے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کی گھاس، پانی اور لکڑی وغیرہ سے دوسروں کو روک دے اور اسے آباد یا کاشت بھی نہ کرے۔ دور جاہلیت میں ایسے ہوتا تھا کہ کوئی زور آور کسی اونچی جگہ پر اپنے کتے کو بھونکواتا اور اطراف میں اپنے آدمی مقرر کردیتا تو جہاں جہاں تک کتے کی آواز پہنچتی وہ رقبہ اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے خاص کرلیتا تھا۔ دوسروں کو اس سے استفادے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں اِلّا یہ کہ عام مسلمانوں کی مصلحت کے لیے ہو۔

٣٠٨٤- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن الْحَارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بن عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن الصَّعْبِ بن جَثَّامَةَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيعَ وَقَالَ: «لَا حِمَى إلَّا لله عَزَّ وَجَلَّ».

۳۰۸۴- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے موضع نقیع کو بطور چراگاہ محفوظ کیا ہوا تھا اور فرمایا: ”حمٰی صرف اللہ عزوجل کے لیے ہے۔“

فائدہ: اس مقام پر صدقے کے اونٹ رکھے جاتے تھے۔ امام المسلمین کو مصلحت حکومت کے پیش نظر کسی علاقے کو بطور چراگاہ یا کسی اور مقصد کے لیے خاص کرلینا جائز ہے۔ عوام الناس کے لیے جائز نہیں۔

(المعجم ٣٨، ٤٠) - باب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ وَمَا فِيهِ (التحفة ٤٠)

باب: ۳۸، ۴۰- مال مدفون ملے تو اس کا مسئلہ

٣٠٨٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ سَمِعَا أبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «في الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۳۰۸۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مال مدفون (حاصل ہو تو اس) میں پانچواں حصہ ہے۔“ (بیت المال میں عام مسلمانوں کی منفعت کے لیے دے، کیونکہ یہ بلا مشقت حاصل ہوا ہے۔)

٣٠٨٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٧١ من حديث عبدالعزيز بن محمد به.

٣٠٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكوة، باب: في الركاز الخمس، ح: ١٤٩٩ من حديث الزهري به.

فائدہ: کسی اجاڑ زمین میں یا قدیم پرانی آبادی میں کسی کا دفن کردہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو "رِکَاز" کہلاتا ہے۔ جسے ایسا مال ملے وہ خُمس (پانچواں حصہ) ادا کرنے کے بعد اس کا مالک بن جاتا ہے۔

٣٠٨٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ عن هِشَامٍ، عن الْحَسَنِ قال: الرِّكَازُ: اَلْكَنْزُ الْعَادِيّ.

٣٠٨٦-جناب حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رکاز سے مراد وہ مال ہے جو کسی پرانی آبادی سے دفن شدہ ملے۔

٣٠٨٧- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنا الزَّمْعِيُّ عن عَمَّتِهِ قُرَيْبَةَ بِنْتِ عَبْدِ الله بنِ وَهْبٍ، عن أُمِّهَا كَرِيمَةَ بِنْتِ المِقْدَادِ، عن ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بنِ هَاشِمٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا قالَتْ: ذَهَبَ المِقْدَادُ لِحَاجَتِهِ بِبَقِيعِ الْخَبْخَبَةِ فَإِذَا جُرَذٌ يُخْرِجُ مِنْ جُحْرٍ دِينَارًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينارًا دِينارًا حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ خِرْقَةً حَمْرَاءَ يَعْني فِيهَا دِينارٌ، فَكَانَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينارًا فَذَهَبَ بِهَا إلى النَّبيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ وَقالَ لَهُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، فقالَ لَهُ النَّبيُّ ﷺ: «هَلْ هَوَيْتَ إلى الْجُحْرِ؟» قالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «بَارَكَ الله لَكَ فِيهَا».

٣٠٨٧-حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے بقیع خَبْخَبَه کی طرف گئے۔ تو دیکھا کہ ایک چوہا ایک سوراخ سے دینار نکال کر لا رہا ہے اور پھر وہ ایک ایک کر کے نکالتا رہا حتیٰ کہ اس نے سترہ دینار نکالے۔ اور پھر ایک سرخ رنگ کا کپڑا نکالا اور اس میں بھی دینار تھا اور اس طرح وہ اٹھارہ ہو گئے۔ وہ انہیں لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کیا کہ اس کا صدقہ لے لیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے اس سوراخ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا؟" انہوں نے کہا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہیں برکت دے۔"



ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں جس نے کوئی جگہ کھودی نہ ہو وہ رکاز نہیں بلکہ گرے پڑے مال (لُقَطَه) کی مانند ہے اور اس میں پانچواں حصہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ پہلے اعلان کرنا چاہیے بعد ازاں

٣٠٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٢٢٥، ح: ١٠٧٧٦ من حديث عباد بن العوام به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

٣٠٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب التقاط ما أخرج الجرذ، ح: ٢٥٠٨ من حديث الزمعي به * قريبة مجهولة الحال.

اپنے کام میں لایا جائے۔(خطابی)

(المعجم ٣٩، ٤١) - **باب نَبْشِ الْقُبُورِ الْعَادِيَةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ** (التحفة ٤١)

باب:۳۹'۴۱- پرانی قبریں کھودنے کا مسئلہ کہ جن میں مال ہو

٣٠٨٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن بُجَيْرِ بنِ أبي بُجَيْرٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ حِينَ خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَى الطَّائِفِ فَمَرَرْنَا بِقَبْرٍ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذَا قَبْرُ أبي رِغَالٍ، وَكَانَ بِهٰذَا الْحَرَمِ يُدْفَعُ عَنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ، أَصَابَتْهُ النِّقْمَةُ الَّتِي أَصَابَتْ قَوْمَهُ بِهٰذَا المَكَانِ فَدُفِنَ فِيهِ، وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ، إِنْ أَنْتُمْ نَبَشْتُمْ عَنْهُ أَصَبْتُمُوهُ مَعَهُ». فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَاسْتَخْرَجُوا الْغُصْنَ.

۳۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' جب ہم طائف کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابو رِغال کی قبر ہے۔(یہ ثقیف کا جداعلیٰ اور قوم ثمود میں سے تھا) اس حرم میں پناہ گزیں تھا کہ اللہ کے عذاب سے بچا رہے۔ جب وہ اس سے باہر نکلا تو اسے اس مقام پر وہی سزا آ پہنچی جو اس کی قوم کو آئی تھی' چنانچہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ دفن کی گئی تھی' اگر تم اسے اکھیڑو تو اسے اس کے ساتھ پالو گے۔'' تو لوگوں نے جلدی کی اور وہ سلاخ نکال لائے۔

ملحوظہ: بلاشبہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔لیکن مسئلہ یہی ہے کہ کفار کی قبروں سے اگر کوئی اس طرح کا مال نکال لے تو وہ بمعنی رکاز ہوگا' کیونکہ کفار کی قبروں کی تعظیم اس طرح ضروری نہیں ہے جس طرح کہ مسلمانوں کی قبروں کی ضروری ہے' لہٰذا ان کی قبور عام زمین کے حکم میں ہوں گی جسے کھود کر مدفون خزانہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔واللہ اعلم۔



٣٠٨٨۔تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٥٦ من حديث وهب بن جرير به * بجير مجهول.

جنازے کے احکام ومسائل

انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا دونوں ہی دور رس اثرات کی حامل ہیں' جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو خاندان بھر میں خوشی ومسرت کا عجیب سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر طرف مبارکباد اور خوشیوں کا تبادلہ ہوتا ہے' پھر وقت مقررہ پر اس کے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو ہر طرف غم کی فضا پھیل جاتی ہے۔ اس نازک وقت میں اکثر وبیشتر لوگ کم علمی' جہالت اور شرکیہ معاشرتی فضا کی وجہ سے ایسے افعال میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں' یہ سلسلہ ہائے بدعات وشرک موت کے بعد بھی طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے اور شکم پرور جہلاء کی خوب چاندی رہتی ہے۔

انسان جب بستر مرگ پر ہوتا ہے تو لواحقین بے بسی کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں' حتی المقدور دوا دارو کرنے کے باوجود مریض لحہ بہ لحہ موت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ تیمارداری کرنے والے دبے لفظوں میں مایوسی کا اظہار کرنے لگتے ہیں' لواحقین ہر حکیم' ڈاکٹر' حتی کہ شرکیہ دم جھاڑ اور مزاروں سے خاک شفا تک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید ہمارا مریض بچ جائے مگر جو وقت مقرر ہو چکا' وہ آ کے رہتا

ہے۔ ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (اعراف: ۳۴) ''اور ہر گروہ کی ایک میعاد مقرر ہے سو جس وقت ان کی میعادِ معین آ جائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔''

✱ **تیمارداری کی فضیلت:** اسلام نے انسانوں کو باہمی محبت ومودت اور ہمدردی کا درس دیا ہے' اس لیے جب کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ تیمارداری کرنے والا جہاں اپنے بھائی سے محبت اور الفت کا اظہار کرتا ہے اور باہمی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے وہاں اپنے رب سے اجرِ عظیم کا حقدار بھی بنتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جب کوئی مسلمان شام کے وقت اپنے کسی بھائی کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے بھی اس کے ساتھ نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔'' (سنن ابی داود' الجنائز' حدیث : ۳۰۹۸' ۳۰۹۹)



✱ **جنازہ میں شرکت کی فضیلت:** مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن ودفن کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مقبول اور اعلیٰ اجر وثواب کا حامل ہے۔ جبکہ دوسری طرف موحد مسلمانوں کی التجا ودعا کو قبول کرتے ہوئے رب العالمین فوت ہونے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل طرفین کے لیے باعث رحمت بن جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ' قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ] (صحيح البخاری' الجنائز' باب من انتظر حتى يدفن' حدیث: ۱۳۲۵) ''جو شخص جنازے میں شامل ہو اور نماز پڑھے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص میت کو دفن کرنے تک موجود رہتا ہے اسے دو قیراط ملتے ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیراطان کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دو قیراط کا ثواب دو عظیم پہاڑوں کے برابر ہے۔''

✱ **میت کو نفع دینے والے چند امور:** ہمارے معاشرے میں ایصال ثواب کے متعدد طریقے رائج ہیں جو اکثر وبیشتر شکم پرور، نیم خواندہ مذہبی رہنماؤں کی ایجاد ہیں' ان طریقوں پر عمل کرنا بجائے ثواب

کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا قوی سبب ہے۔ سنت رسول ﷺ میں ایصال ثواب کے لیے درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں: [إِذَامَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ] (صحیح مسلم، الوصیة، باب مایلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، حدیث: ۱۶۳۱) ''مرنے کے بعد انسان کے اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) منقطع ہوجاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔ صدقۂ جاریہ، لوگوں کو فائدہ دینے والا علم اور نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرے۔''

* چند ایسے امور جو شریعت اسلامیہ میں ثابت نہیں ہیں:

- ⌧ مرنے والے کے سرہانے قرآن مجید، ادعیہ کا مجموعہ، یا دیگر اوراد و وظائف رکھنا۔
- ⌧ چارپائی کے گرد ذکر واذکار یا نعت خوانی کرنا۔
- ⌧ جنازے پر پھول ڈالنا، مزین چادر ڈالنا یا قرآنی آیات والی چادر ڈالنا۔
- ⌧ جنازہ لے جاتے ہوئے کلمۂ شہادت وغیرہ کا ورد کرنا، کرانا۔
- ⌧ میت کو بلاوجہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا۔
- ⌧ قبر کو مزین بنانا اور آرائشی پتھروں سے آراستہ کرنا، یا قبر پر قرآنی آیات، کلمہ یا نام وغیرہ لکھنا۔
- ⌧ تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا یا سورۂ بقرہ کی تلاوت کرنا۔
- ⌧ سوموار، جمعرات یا دس محرم کو قبروں کی زیارت کے لیے خاص کرنا۔
- ⌧ قبروں پر نعت خوانی اور قوالی کرنا یا چراغ وغیرہ جلانا۔
- ⌧ ایصال ثواب کے لیے تیجہ، ساتواں، دسواں یا چالیسواں کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا۔
- ⌧ دوسرے یا تیسرے دن قل کروانا۔
- ⌧ اجرتی قاریوں سے قرآن خوانی کروانا اور سالانہ ختم دلوانا۔



بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٠) -كِتَابُ الْجَنَائِزِ (التحفة ١٥)

جنازے کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ (التحفة ١)



٣٠٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو مَنْظُورٍ عن عَمِّهِ، قال: حَدَّثَنِي عَمِّي عن عَامِرٍ الرَّامِ، أخِي الْخُضْرِ. قال أبُو دَاوُدَ: قال النُّفَيْلِيُّ: هُوَ الْخُضْرُ، وَلٰكِنْ كَذَا قالَ، قالَ: إنِّي لَبِبِلَادِنَا إذْ رُفِعَتْ لَنَا رَايَاتٌ وَأَلْوِيَةٌ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا لِوَاءُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بُسِطَ لَهُ كِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ وَقَدِ اجْتَمَعَ إلَيْهِ أصْحَابُهُ فَجَلَسْتُ إلَيْهِمْ، فَذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الأَسْقَامَ فقال: «إنَّ الْمُؤْمِنَ إذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللهُ

باب:۱- بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

۳۰۸۹- حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ اپنے علاقے میں تھے کہ ہمارے لیے جھنڈے اور نشانات بلند کیے گئے (ہمارے علاقے میں جہادی مہم میں پہنچ گئیں) میں نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہے چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ کے لیے ایک چادر بچھائی گئی تھی اور آپ اس پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے صحابہ آپ کے پاس جمع تھے۔ سو میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: ''مومن کو جب کوئی بیماری آتی ہے اور پھر اللہ اسے عافیت اور شفا دے دیتا ہے تو وہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آیندہ کے لیے نصیحت کا سبب ہوتی ہے۔ اور منافق

٣٠٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة:٥/ ٢٥٠، ٢٥١، ح:١٤٤٠ من حديث النفيلي، وأبونعيم الأصبهاني في معرفة الصحابة:٤/ ٢٠٦٤، ٢٠٦٥، ح:٥١٨٨ من حديث محمد بن سلمة به * أبومنظور مجهول، وعمه لم أعرفه.

مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوهُ وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوهُ»، فقالَ رَجُلٌ مِمَّنْ حَوْلَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا الأَسْقَامُ؟ وَاللهِ! مَا مَرِضْتُ قَطُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا»، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ، فقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ، فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي، فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَى رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَهُنَّ أُولَاءِ مَعِي. قَالَ: «ضَعْهُنَّ عَنْكَ»، فَوَضَعْتُهُنَّ، وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُومَهُنَّ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَصْحَابِهِ: «أَتَعْجَبُونَ لِرُحْمِ أُمِّ الأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا؟» قالُوا: نَعَمْ يَارَسُولَ اللهِ؛ قالَ: «فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! للهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا، ارْجِعْ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ»، فَرَجَعَ بِهِنَّ.

جب بیمار پڑتا ہے اور پھر اسے عافیت دی جاتی ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے گھر والوں نے باندھا ہوا اور پھر کھول دیا ہو۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں باندھا تھا اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔'' آپ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ میں تو اللہ کی قسم! کبھی بیمار نہیں ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ جا' تو ہم میں سے نہیں ہے۔'' (پھر کسی دوسرے موقع پر) ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا' وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جسے اس نے لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ کی طرف چل پڑا۔ میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا تو اس میں سے پرندے کے بچوں کی آواز سنی۔ پس میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنی چادر میں ڈال لیا۔ پھر ان کی ماں آئی تو میرے سر پر منڈلانے لگی' میں نے اس کے لیے اس کے بچوں کو ننگا کیا تو وہ ان کے ساتھ ان کے اوپر آ پڑی' تو میں نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور یہ وہی میرے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دے۔'' تو میں نے انہیں چھوڑ دیا' مگر ان کی ماں نے (اڑ جانے سے) انکار کیا اور بچوں کے ساتھ پڑی رہی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''کیا تم اس ماں کی اپنے بچوں پر شفقت سے تعجب کر رہے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس نے

مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحیم اور شفیق ہے۔ انہیں واپس لے جا اور وہیں رکھ آ جہاں سے تو نے انہیں اٹھایا ہے اور ان کی ماں بھی ساتھ رہے۔'' چنانچہ وہ آدمی انہیں واپس لے گیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ ② تاہم یہ ضرور ہے کہ انسانوں کو لاحق ہونے والے دکھ، تکالیف اور بیماریاں بالعموم ان کے گناہوں ہی کے باعث ہوتی ہیں اور پھر مومنین کے لیے کفارہ بھی بنتی ہیں جیسے کہ آگے کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ﴾ (الشوریٰ: ۳۰) ''تمہیں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔'' اس لیے مومن کو چاہیے کہ زندگی میں عارضی آنے والی تکلیفوں اور بیماریوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔ ③ پرندوں اور چرندوں کو بلا مقصد اذیت دینا حرام ہے۔ مگر انہیں باقاعدہ پالنے کا اہتمام کرنا جائز ہے۔



٣٠٩٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ المِصِّيصِيُّ المَعْنى قالَا: أخبرنا أبُو المَلِيحِ عن مُحَمَّدِ ابنِ خَالِدٍ. قال أبُو دَاوُدَ: قال إبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: السُّلَمِيُّ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الْعَبْدَ إذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلَاهُ اللهُ في جَسَدِهِ أوْ في مَالِهِ أوْ في وَلَدِهِ».

۳۰۹۰- محمد بن خالد سے روایت ہے، امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے اس راوی (محمد بن خالد) کے متعلق کہا کہ یہ ''سُلمی'' ہیں، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''بے شک بندے کے لیے جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام و مرتبہ مقدر ہو چکا ہو اور وہ اپنے اعمال کی بنا پر اس تک نہ پہنچ سکتا ہو، تو اللہ اسے اس کے اپنے جسم یا مال یا اولاد کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔''

۳۰۹۰_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٢ من حديث أبي المليح به، وسنده ضعيف من أجل جهالة محمد ابن خالد وأبيه، انظر مجمع الزوائد: ٢/ ٢٩٢، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٩٠٨ وغيره، وهو بها حسن، وانظر الترغيب والترهيب: ٤/ ٢٨٣.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابنُ نُفَيْلٍ: «ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذٰلِكَ». ثُمَّ اتَّفَقَا: «حَتَّى يُبْلِغَهُ المَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن نفیل نے یہ اضافہ بیان کیا: ''اور پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق بھی دیتا ہے۔'' پھر دونوں راوی حدیث بیان کرنے میں متفق ہو جاتے ہیں۔ ''حتی کہ اسے اس مقام و مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے اس کے لیے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔''

فائدہ: گناہوں کے کفارے اور درجات کی بلندی کے اعتبار سے بیماریاں مومن کے لیے اللہ کا ایک بڑا انعام ہیں' بشرطیکہ کماحقہ صبر کر سکے۔ تاہم بیماری کا سوال نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - باب: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ (التحفة ٢)

باب:...... جب آدمی نیک عمل کرتا رہا ہو' پھر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو؟

۳۰۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن الْعَوَّامِ بنِ حَوْشَبٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّكْسَكِيِّ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسَى قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ كُتِبَ لَهُ كَصَالِحِ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ».

۳۰۹۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بارہا سنا' آپ فرماتے تھے: ''جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا رہا ہو مگر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ عمل اسی طرح عمدہ کیفیت میں لکھتا رہتا ہے جبکہ وہ تندرست اور مقیم تھا۔''

فائدہ: انسان کو اپنی صحت' تندرستی اور فراغت کی قدر کرتے ہوئے اسے اعمال صالحہ میں صرف کرنا چاہیے تاکہ بیماری' سفر' بڑھاپے یا بعض عوارض کی بنا پر جب یہ عمل صالح نہ کر سکے تو اللہ کے ہاں سے اسے یہ ثواب ملتا رہے۔ اور یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے اور صحت و جوانی میں اعمال صالحہ کی پابندی کرنے والوں کے لیے عظیم بشارت ہے۔

۳۰۹۱- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، ح:٢٩٩٦ من حديث العوام بن حوشب به.

(المعجم . . .) - باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ (التحفة ٣)

باب:......عورتوں کی عیادت کرنا

٣٠٩٢- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ عن أبي عَوَانَةَ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أُمِّ الْعَلَاءِ قالَتْ: عَادَنِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا مَرِيضَةٌ فَقالَ: «أَبْشِرِي يَاأُمَّ الْعَلَاءِ؛ فَإِنَّ مَرَضَ المُسْلِمِ يُذْهِبُ اللهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ».

٣٠٩٢-حضرت ام علاء ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: ''اے ام علاء! تمہیں خوشخبری ہو' بلاشبہ مسلمان کی بیماری کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسے کہ آگ سونے اور چاندی کا کھوٹ نکال دیتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مریض کی عیادت کرنا ایک لازمی شرعی حق ہے۔ مردوں کا مردوں کے ہاں اور عورتوں کا عورتوں کے ہاں جانا معلوم ومعروف ہے مگر مرد عورتوں کی عیادت کے لیے جائیں یا عورتیں مردوں کی تو اس میں بھی کوئی شرعی قباحت نہیں ہے جبکہ شرعی آداب یعنی حجاب (پردے) کا اہتمام ہو اور اس عمل پر کوئی ضروری نہیں کہ مریض اور عیادت کنندہ کی باہم گفتگو بھی ہو۔ مرد مردوں کے پاس جا کر مریضہ کے متعلق خیر وعافیت دریافت کر سکتے ہیں اور ایسے ہی عورتیں۔ ② مذکورہ واقعہ میں حضرت ام علاء کے شرف اور نبی ﷺ کی تواضع کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ اور صحابیات سب کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ یہ خوشخبری مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔

٣٠٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عُثْمَانُ ابن عُمَرَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهٰذَا لَفْظُهُ - عن أبي عَامِرٍ الْخَزَّازِ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قالَ: «أَيَّةُ آيَةٍ يَاعَائِشَةُ؟» قالَتْ: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ﴾ [النساء: ١٢٣]

٣٠٩٣-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خوب جانتی ہوں کہ قرآن مجید میں سب سے سخت آیت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کونسی آیت ہے وہ؟ اے عائشہ!'' کہتی ہیں' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ﴾ ''جس نے بھی کوئی برائی کی' اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مومن کو جو کوئی

٣٠٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٥٩٤ من حديث أبي عوانة به، وللحديث طرق عند الهيثمي في مجمع: ٢/ ٣٠٧ وغيره.

٣٠٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] * أبوعامر الخزاز حسن الحديث، وأصله متفق عليه بالاختصار، البخاري، ح: ٤٩٣٩، ومسلم، ح: ٢٨٧٦.

قَالَ: «أَمَا عَلِمْتِ يَاعَائِشَةُ؛ أَنَّ الْمُسْلِمَ تُصِيبُهُ النَّكْبَةُ أَوِ الشَّوْكَةُ فَيُكَافٰى بِأَسْوَءِ عَمَلِهِ وَمَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ»، قَالَتْ: أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق:٨] قَالَ: «ذَاكُمُ الْعَرْضُ يَاعَائِشَةُ؛ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ».

پریشانی آتی ہے یا کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو اسے اس کے کسی سب سے برے عمل کا بدلہ دے دیا جاتا ہے اور جس کا حساب لیا گیا تو اسے عذاب ہوا۔" کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: تو کیا اللہ نے نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيْرًا﴾ "عنقریب بندے کا حساب لیا جائے گا آسان حساب؟" آپ نے فرمایا: "اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہے' اے عائشہ! جس سے حساب میں پوچھ گچھ ہوگئی' اسے عذاب ہوا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ بَشَّارٍ قال: أخبرنا ابنُ أبي مُلَيْكَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابن بشار کے لفظ ہیں۔ اور اس کی سند میں (عن کی بجائے) [اخبرنا ابن أبی ملیکة] ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ دنیا کی بیماریاں اور تمام طرح کے دکھ تکالیف حتی کہ نزع روح کی اذیت' عذاب قبر اور میدان حشر کے المناک احوال سبھی کچھ مومنین کے لیے گناہوں کا کفارہ اور بلندیٔ درجات کا باعث ہوں گے۔ اور اہل ایمان کا ایک طبقہ ان تکالیف کے باعث پاک صاف ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ② تھوڑے لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں ہم کلام ہوگا' پھر یا تو انہیں خصوصی مغفرت سے بہرہ ور فرمائے گا یا معاندین قسم کے لوگوں کو سخت ترین عذاب سے دوچار کرے گا' جبکہ باقی لوگوں کا حساب اور وزن وغیرہ عمومی انداز میں ہوگا اور یہ کوئی آسان مرحلہ نہ ہوگا۔

(المعجم . . .) - باب: فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ٤)

باب:......عیادت کا بیان

٣٠٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عنْ مُحَمَّدِ بن إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عنْ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قالَ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ

۳۰۹۴- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی (منافق) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے' اس بیماری میں جس میں کہ وہ مر گیا تھا۔ چنانچہ جب آپ اس کے ہاں پہنچے تو

٣٠٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٠ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٤١، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عنعن، وفيه علة أخرى.

يَعُودُ عَبْدَ الله بنَ أُبَيٍّ في مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ عَرَفَ فِيهِ المَوْتَ. قَالَ: «قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عن حُبِّ يَهُودَ». قَال: فَقَدْ أَبْغَضَهُمْ أَسْعَدُ بنُ زُرَارَةَ فَمَهْ؟. فَلَمَّا مَاتَ، أَتَاهُ ابْنُهُ فَقَالَ يَانَبِيَّ الله؛ إنَّ عَبْدَ الله بنَ أُبَيٍّ قَدْ مَاتَ، فَأَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ، فَنَزَعَ رَسُولُ الله ﷺ قَمِيصَهُ فَأَعْطَاهُ إيَّاهُ.

آپ نے اس پر موت کے اثرات محسوس کیے (اور) فرمایا: ''میں تجھے منع کیا کرتا تھا کہ یہود سے محبت نہ رکھ۔'' اس نے کہا: اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تو کیا ہوا؟ پھر جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا (عبداللہ رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! بے شک عبداللہ بن اُبی مر گیا ہے' تو آپ مجھے اپنی قمیص عنایت فرما دیں کہ میں اسے اس میں کفن دوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔

 **فوائد ومسائل:** ① اس روایت کی سند ضعیف ہے' تاہم قمیص کا قصہ صحیح ثابت ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) ② مسلمان کی عیادت کے لیے جانا ایک شرعی حق ہے۔ اسی طرح کسی غلط کردار شخص کی عیادت کے لیے بھی جایا جا سکتا ہے اور یہ یقیناً اسلامی اخلاق و مروت کا حصہ ہے۔ ③ اس منافق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک خالص مومن صحابی تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے شاید اپنے اس محب مخلص کی دلداری کے لیے اپنی قمیص عنایت فرما دی تھی۔ اور یہ عمل ایک بیٹے کا اپنے باپ کے لیے ایک ادنیٰ سا حیلہ تھا کہ شاید اس کی برکت سے اسے کچھ فائدہ ہو جائے۔ اور یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح سے اس منافق کے ایک احسان کا بدلہ چکایا تھا کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ قید کر لیے گئے تو ان کے پاس قمیص نہ تھی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص دی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ سے جب کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس سے انکار نہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے یہ عمل اس وقت کا ہو جب کہ یہ حکم نازل نہ ہوا تھا: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ٩/٨٤) ''ان منافقوں میں سے جب کوئی مر جائے تو آپ اس کا جنازہ مت پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑے ہوں۔'' (عون المعبود)



(المعجم ٢) - باب: فِي عِيَادَةِ الذِّمِّيِّ (التحفة ٥)

باب: ۲- ذمی کافر کی عیادت کرنا

٣٠٩٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ مَرِضَ

۳۰۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک لڑکا بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر کے پاس

٣٠٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، المرضى، باب عيادة المشرك، ح: ٥٦٥٧ عن سليمان بن حرب به.

فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: «أَسْلِمْ»، فَنَظَرَ إِلٰى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فقالَ لَهُ أَبُوهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ بِي مِنَ النَّارِ».

بیٹھ گئے' اور اس سے فرمایا: ''اسلام قبول کرلو۔'' تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جب کہ وہ بھی اس کے سر کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس کے باپ نے اس سے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر نبی ﷺ وہاں سے اٹھے تو فرمار ہے تھے: ''حمد اس اللہ کی جس نے اس کو میرے ذریعے سے آگ سے نجات دی۔''

فوائد و مسائل: ① کسی کافر کی عیادت کے لیے جانا جائز ہے بشرطیکہ وہاں حق شرعی ادا ہو یعنی بالخصوص مرنے والے کو دعوت اسلام دی جائے اور صحیح البخاری میں ہے کہ یہ لڑکا رسول اللہ ﷺ کا خادم بھی تھا۔ (صحیح البخاري'المرضى' باب عيادة المشرك' حديث:٥٦٥٧) ② جس شخص کا خاتمہ اسلام اور ایمان پر ہو وہ نجات پا گیا۔ ③ اور اس نجات کا محور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور دعوت پر ایمان وعمل ہے۔



(المعجم . . .) - بَابُ الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ٦)

باب:...... کسی کی عیادت کے لیے پیدل چل کر جانا

٣٠٩٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلًا وَلَا بِرْذَوْنًا.

٣٠٩٦- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لاتے' بغیر اس کے کہ کسی خچر پر سوار ہوں یا گھوڑے پر۔

(المعجم ٣) - بَابٌ فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلٰى وُضُوءٍ (التحفة ٧)

باب:٣- باوضو ہو کر عیادت کے لیے جانے کی فضیلت

٣٠٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ

٣٠٩٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' کہ

٣٠٩٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، المرضى، باب عيادة المريض راكبًا وماشيًا وردفًا على الحمار، ح: ٥٦٦٤ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٧٣.

٣٠٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * الفضل بن دلهم لين(تقريب)، ضعفه الجمهور، ولم يثبت توثيقه عن وكيع رحمه الله.

الطَّائِيُّ : حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بن رَوْحِ بْنِ خُلَيْدٍ : حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَالِدٍ قال : حَدَّثَنا الْفَضْلُ ابن دَلْهَم الْوَاسِطِيُّ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ ، عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «مَن تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا ، بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سَبْعِينَ خَرِيفًا» . قُلْتُ : يَاأَبَا حَمْزَةَ ؛ وَمَا الْخَرِيفُ؟ قال : الْعَامُ .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے گیا تو اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت پر دور کر دیا جائے گا۔‘‘ ثابت بُنانی کہتے ہیں میں نے پوچھا: اے ابوحمزہ! [خریف] سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: سال۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصْرِيُّونَ مِنْهُ : الْعِيَادَةُ وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ .

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل بصرہ جن احادیث کے بیان کرنے میں منفرد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان باوضو ہو کر عیادت کے لیے جائے۔

٣٠٩٨ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ ، عن عَبْدِ الله بنِ نَافِعٍ عن عَلِيٍّ قال : مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُودُ مَرِيضًا مُمْسِيًا إلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحًا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ .

٣٠٩٨ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا' اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے شام تک بخشش مانگتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا۔

ملحوظہ: روایت موقوفاً صحیح ہے تاہم آگے آنے والی روایت مرفوع ہے۔

٣٠٩٩ - حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ :

٣٠٩٩ - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

٣٠٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد : ١/ ١٢١ من حديث شعبة به ، وسنده ضعيف ، وللحديث شواهد عند ابن حبان (موارد) ، ح : ٧١٠ وغيره ، وهو بها حسن .

٣٠٩٩ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق ، وأخرجه ابن ماجه ، الجنائز ، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضًا ، ح : ١٤٤٢ عن عثمان بن أبي شيبة به ، وصححه الحاكم علی شرط الشيخين : ١/ ٣٤٩ ، ووافقه الذهبي .

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قال: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أبي لَيْلَى، عنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَرِيفَ.

حدیث کے ہم معنی بیان کیا' لیکن اس میں [خریف یعنی باغ کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورٌ عن الْحَكَمِ كَمَا رَوَاهُ شُعْبَةُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: اس حدیث کو منصور نے بھی حَکَم سے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے کہ شعبہ نے۔

٣١٠٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: أخبرنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ الله بنِ نَافِعٍ، قال: وَكَانَ نَافِعٌ غُلَامَ الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ قالَ: جَاءَ أَبُو مُوسَى إِلَى الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ يَعُودُهُ.

۳۱۰۰- ابوجعفر عبداللہ بن نافع سے روایت ہے ......اور نافع حضرت حسن بن علی ؓ کے غلام تھے...... بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ حضرت حسن بن علی ؓ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَاقَ مَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور پھر حدیث شعبہ کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أُسْنِدَ هٰذَا عنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ صَحِيحٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بواسطہ حضرت علی' نبی ﷺ سے کئی ایک صحیح سندوں سے روایت کیا گیا ہے۔

(المعجم ٤) - باب فِي الْعِيَادَةِ مِرَارًا (التحفة ٨)

باب:۴- بار بار عیادت کرنا

٣١٠١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ عنْ هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ

۳۱۰۱- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ ؓ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کے بازو کی رگ (رگ ہفت اندام) پر

٣١٠٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

٣١٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم، ح: ٤٦٣، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد . . . الخ، ح: ١٧٦٩ من حديث ابن نمير به مطولاً.

سَعْدُ بنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ في الأَكْحَلِ، فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْمَةً في المَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ.

نشانہ مارا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوالیا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔

فوائد ومسائل: ① مریض کے احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیادت کے لیے بار بار آنا حُبِّ اسلامی اور اخلاق حسنہ کا حصہ ہے نہ کہ کوئی معیوب بات۔ بالخصوص مریض جب کوئی اہم آدمی ہو۔ ② ضرورت شرعی کے تحت مسجد (یا اس کے ساتھ ملحق حجروں) میں اقامت اختیار کر لینا یا کسی کو اقامت دینا جائز ہے۔

(المعجم ٥) - بابُ الْعِيادَةِ مِنَ الرَّمَدِ (التحفة ٩)

باب:۵- کسی کی آنکھ خراب ہوجائے تو اس کی عیادت کے لیے جانا

٣١٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بنِ أبي إسْحَاقَ، عن أبيهِ، عن زَيْدِ ابن أرْقَمَ قالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ.

۳۱۰۲- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میری آنکھ میں درد تھا۔

فائدہ: عیادت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ مریض کسی شدید بیماری ہی میں مبتلا ہو تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے بلکہ کسی عام تکلیف میں بھی بیمار پرسی ہو تو بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ٦) - بابُ الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونِ (التحفة ١٠)

باب:۶- طاعون سے نکل بھاگنا.....؟

٣١٠٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ

۳۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے بیان کیا، وہ کہتے

٣١٠٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٧٥ عن حجاج بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٤٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبوإسحاق السبيعي صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٥٣٢.

٣١٠٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب ما يذكر في الطاعون، ح: ٥٧٢٩، ومسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، ح: ٢٢١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٩٤ـ٨٩٦، وهذا مختصر منه.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زَيْدِ بنِ الْخَطَّابِ، عنْ عَبْدِ الله بن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ بنِ نَوْفَلٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ» [قَالَ أَبُو داودَ:] يَعْني الطَّاعُونَ.

ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون پھیل گیا ہے تو پھر وہاں مت جاؤ' اور جب کہیں پھیل جائے اور تم وہاں ہو تو اس (طاعون) سے فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔''

فائدہ: کسی کا بیمار ہو جانا پھر علاج معالجہ کرنے کے بعد اس کا شفایاب ہونا یا نہ ہونا یہ سب اللہ عزوجل کی تقدیر سے ہوتا ہے' تو وبا پھیلنے کی صورت میں ہمیں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ وبازدہ علاقے میں جایا نہ جائے اور وہاں کے مقیم لوگ وہاں سے (وبا کے ڈر سے) فرار اختیار نہ کریں' بلکہ وہیں رہتے ہوئے علاج معالجہ اور حفاظتی تدابیر اختیار کریں' تاہم کسی کو کوئی اہم شرعی ضرورت لاحق ہو تو بات اور ہے' اس صورت میں اس کا جانا فرار میں نہیں آئے گا۔

(المعجم ٧) - بابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ١١)

باب:۷-عیادت کے موقع پر مریض کے لیے شفا کی دعا کرنا

٣١٠٤- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا مَكِّيُّ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا الْجُعَيْدُ عن عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنِي رَسُولُ الله ﷺ يَعُودُنِي وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ».

۳۱۰۴-حضرت عائشہ دختر سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کے لیے میرے ہاں تشریف لائے' آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا' پھر میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا: ''اے اللہ! سعد کو شفا عنایت فرما اور اس کی ہجرت مکمل فرمادے۔''

فائدہ: عیادت میں چاہیے کہ مریض کی پوری طرح سے دلجوئی کی جائے اور بالخصوص اللہ تعالیٰ سے دعا ہو کہ اسے شفا ملے۔

٣١٠٤_تخريج: أخرجه البخاري، المرضى، باب وضع اليد على المريض، ح: ٥٦٥٩ عن مكي بن إبراهيم به.

٣١٠٥- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ قالَ: أَخبرنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن أَبِي وَائِلٍ، عنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا المَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ».

قالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي: الأَسِيرُ.

۳۱۰۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھوکے کو کھانا کھلاؤ' مریض کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔“

سفیان نے وضاحت کی کہ [العانی] سے مراد قیدی ہے۔

(المعجم ٨) - **باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ** (التحفة ١٢)

باب:۸-عیادت کے موقع پر بیمار کے لیے دعا



٣١٠٦- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: حَدَّثَنا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فقالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مِرَارٍ: أَسْأَلُ الله الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، إلَّا عَافَاهُ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ المَرَضِ».

۳۱۰۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی ابھی اجل نہ آئی ہو' تو سات بار اس کے پاس یہ دعا: [اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ] ”میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عنایت فرمائے۔“ پڑھے' تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت دے دے گا۔“

٣١٠٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن حُيَيِّ بنِ

۳۱۰۷- حضرت (عبداللہ) بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کسی مریض کی

٣١٠٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب قول الله تعالى: ﴿كلوا من طيبات ما رزقناكم﴾، ح: ٥٣٧٣ عن محمد بن كثير العبدي به.

٣١٠٦_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما يقول عند عيادة المريض، ح: ٢٠٨٣ من حديث شعبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٧١٤، والحاكم: ١/ ٣٤٢، ٣٤٣ و٤/ ٢١٣، ووافقه الذهبي * يزيد أبو خالد صرح بالسماع، وتابعه عبد ربه بن سعيد وغيره.

٣١٠٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٢ من حديث حيي بن عبدالله به، وصححه ابن حبان، ح: ٧١٥، والحاكم: ١/ ٣٤٤_٥٤٩، ووافقه الذهبي.

عَبْدِ الله، عن أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن ابنِ عَمْرٍو قال قال النَّبِيُّ ﷺ: «إذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إلٰى جَنَازَةٍ».

عیادت کے لیے جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِيْ لَكَ إلٰى جَنَازَةٍ] "اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عنایت فرما، یہ تیری راہ میں کسی دشمن کو زخمی کرے گا یا تیری رضا کے لیے کسی جنازہ میں شریک ہوگا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ ابنُ السَّرْحِ: إلٰى صَلَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن السرح (احمد بن عمرو بن عبداللہ) نے [إلٰى جَنَازَةٍ] کی بجائے [إلٰى صَلَاةٍ] روایت کیا ہے۔ یعنی یہ بندہ نماز کیلئے جائے گا۔

فائدہ: جہاد وقتال میں حصہ لینا، مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اور نماز کے لیے مسجد میں جانا، انتہائی قربت کے اعمال ہیں۔

(المعجم ٩) - باب كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ (التحفة ١٣)

باب: ۹- موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے

٣١٠٨- حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَدْعُوَنَّ أَحَدُكُم بالمَوْتِ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۳۱۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی دکھ کے آنے پر کوئی شخص ہرگز موت کی دعا نہ کرے، بلکہ چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ إذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ] "اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔"

٣١٠٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ يَعني الطَّيَالِسِيَّ: حَدَّثَنا

۳۱۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز ہرگز

٣١٠٨_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ح: ٤٢٦٥ من حديث عبدالوارث بن سعيد، والبخاري، ح: ٦٣٥١، ومسلم، ح: ٢٦٨٠ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

٣١٠٩_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٦٠ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٠٠٣ باختلاف يسير.

شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

موت کی تمنا نہ کرے۔'' اور مذکورہ بالا روایت کے مثل بیان کیا۔

فائدہ: عمومی حالات میں موت کی دعا کرنا جائز نہیں' تاہم انسان جب عاجز آ جائے' فرائض کی ادائیگی میں قاصر رہے اور اندیشہ ہو کہ کوئی دینی فتنہ نہ آ پڑے تو موت کی دعا کی جا سکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر بن خطاب' حضرت علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم وغیرہ کے متعلق آتا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي مَوْتِ الْفَجْأَةِ (التحفة ١٤)

باب:١٠- موت کا اچانک آ جانا

٣١١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن مَنْصُورٍ، عن تَمِيمِ بنِ سَلَمَةَ، أَوْ سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن عُبَيْدِ بنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ - رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - قال مَرَّةً: عن النَّبِيِّ ﷺ، ثُم قال مَرَّةً: عن عُبَيْدٍ قال: «مَوْتُ الْفُجْأَةِ أَخْذَةُ أَسَفٍ».



٣١١٠- حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے..... جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے..... انھوں (مسدد) نے ایک بار نبی ﷺ سے اور ایک بار عبید سے روایت کیا: ''اچانک موت ناراضی کی پکڑ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① امام ابوداود رحمہ اللہ کے شیخ مسدد نے اس روایت کو ایک مرتبہ مرفوع اور ایک مرتبہ موقوف بیان کیا ہے۔ ② یہ اچانک موت کافر کے لیے اللہ کی ناراضی کی پکڑ ہے' کیونکہ ایک تو اس کی عمر اللہ کی نافرمانی میں گزری ہوتی ہے۔ دوسرے' اچانک موت کی وجہ سے توبہ کا جو امکان ہوتا ہے' وہ بھی ختم ہو جاتا ہے' ورنہ انسان بیمار ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھتا ہے' تو اس میں مرنے سے پہلے اصلاح اور توبہ کرنے کا موقع ہوتا ہے جو اچانک موت سے ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اللہ کے اطاعت گزار مومن بندے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے' وہ تو موت کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے اور اس کی زندگی کا ہر لحہ اللہ کی اطاعت میں گزرا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اچانک موت' اللہ کی طرف سے ناراضی کا اظہار نہیں بلکہ اس کے رفع درجات کا باعث ہوگی' اسی لیے امام بیہقی کی ''شعب الایمان'' میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے [أخذة الأسف للكافر ورحمة للمؤمن] (مشكوة' الجنائز' باب تمني الموت وذكره) ''اچانک موت' کافر کے لیے ناراضی کی پکڑ ہے اور مومن کے لیے رحمت ہے۔''

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ بِالطَّاعُونِ (التحفة ١٥)

باب:١١- اس شخص کی فضیلت جو طاعون سے مر جائے

٣١١٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٤٢٤ عن يحيى القطان به.

٣١١١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ، عن عَتِيكِ بنِ الْحَارِثِ بنِ عَتِيكٍ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، أبو أُمِّهِ - أنَّهُ أخْبَرَهُ أنَّ عَمَّهُ جَابِرَ بنَ عَتِيكٍ أخْبَرَهُ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ الله بنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ، فَصَاحَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ الله ﷺ وَقال: «غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَاأبَا الرَّبِيعِ؛» فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ، فَجَعَلَ ابنُ عَتِيكٍ يُسْكِتُهُنَّ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «دَعْهُنَّ فَإذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ». قالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَارَسُولَ الله؟ قالَ: «المَوْتُ». قالَتِ ابْنَتُهُ: وَالله! إنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أنْ تَكُونَ شَهِيدًا فَإنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله عَزَّوَجَلَّ قَدْ أوْقَعَ أجْرَهُ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهِ، وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟» قالُوا: الْقَتْلَ في سَبِيلِ الله. قال رَسُولُ الله ﷺ: «الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ في سَبِيلِ الله: المَطعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ

٣١١١- حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اسے بے ہوش پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ذرا زور سے بلایا، مگر اس نے جواب نہ دیا، تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور فرمایا: ''اے ابوالربیع! تیرے معاملے میں ہم مغلوب ہیں (اللہ کا فیصلہ اور اس کی تقدیر ہی غالب ہے۔'') تو عورتیں چیخ پڑیں اور رونے لگیں۔ ابن عتیک انہیں خاموش کرانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو مگر جب معاملہ ثابت ہو جائے تو پھر کوئی ہرگز نہ روئے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وجوب (معاملہ ثابت ہو جانے) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت۔'' اس کی ایک بیٹی (عبداللہ کے متعلق) کہنے لگی: مجھے تو امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور آپ نے اپنا سامانِ جہاد بھی تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے اس کا اجر اس کی نیت کے مطابق دے دیا ہے۔ اور تم لوگ شہادت کسے سمجھتے ہو؟'' وہ کہنے لگے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں قتل کے علاوہ بھی شہادت کے سات اسباب ہیں: طاعون سے مرنے والا شہید ہے، پانی میں ڈوب جانے والا شہید ہے، ذات الجنب سے مر جانے والا شہید ہے (ذات الجنب ایک سخت قسم کی بیماری ہے جس میں پسلی کے اندر

٣١١١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما يرجى فيه الشهادة، ح:٢٨٠٣ من حديث عبدالله بن عبدالله، والنسائي، ح:١٨٤٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٣، ٢٣٤، وصححه ابن حبان، ح:١٦١٦، والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، ووافقه الذهبي.

شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ».

ایک پھوڑا ہو جاتا ہے اکثر طور پر آدمی اس سے ہلاک ہو جاتا ہے۔) پیٹ کی تکلیف سے مرجانے والا شہید ہے' آگ سے جل مرنے والا شہید ہے' کسی مکان یا دیوار کے نیچے آ کر مرجانے والا شہید ہے اور وہ عورت' جو ولادت کی تکلیف (دردِ زہ) میں وفات پا جائے' شہید ہے۔

[قَالَ أبو داودَ: الجُمْعُ: أنْ يَكُونَ وَلَدُهَا مَعَهَا].

امام ابوداود نے کہا: [الجُمْعُ] سے مراد یہ ہے کہ بچہ بھی عورت کے ساتھ ہو (مرجائے۔)

فائدہ: مومن کے لیے اللہ کی رحمتوں کا کوئی کنارہ نہیں۔ مندرجہ بالا کیفیتوں میں آنے والی موت شہادت کی موت ہے بشرطیکہ مرنے والا بھی اس کیفیت پر راضی برضا ہو اور سب سے افضل شہید وہ ہے جو معرکہ میں کام آجائے۔



(المعجم ١١، ١٢) - باب الْمَرِيضِ يُؤْخَذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَعَانَتِهِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۱' ۱۲- قریب الموت مریض کے ناخن کاٹے جائیں اور زیر ناف کی صفائی بھی کی جائے

٣١١٢- حَدَّثَنا مُوسى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ: أخبرنا ابنُ شِهَابٍ: أخبرني عُمَرُ بنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أبي هُرَيْرَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: ابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بنِ عَامِرِ بنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا لِقَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنِ ابْنَةِ الْحَارِثِ مُوسَى

۳۱۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: بنو حارث بن عامر بن نوفل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا' اور خبیب رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص تھے جنہوں نے معرکۂ بدر میں حارث بن عامر کا کام تمام کیا تھا۔ چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قیدی رہے حتی کہ ان لوگوں نے ان کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا' چنانچہ (قتل کیے جانے سے کچھ دن پہلے) انہوں نے حارث کی بیٹی سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف کی صفائی کر لیں' تو وہ اس نے ان کو دے دیا۔ پھر اس کا ایک چھوٹا بچہ گھسٹتے گھسٹتے ان کے

٣١١٢- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: ١٠ بعد باب فضل من شهد بدرًا، ح: ٣٩٨٩ عن موسى بن إسماعيل به * حديث شعيب بن أبي حمزة عند البخاري، ح: ٣٠٤٥.

يَسْتَحِدُّ بِهَا ، فَأَعارَتْهُ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَتْهُ فَوَجَدَتْهُ مُخْلِيًا وَهُوَ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا فِيهَا، فقال: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ، مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ.

پاس آ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی' تو جب اس نے اچانک دیکھا کہ بچہ اکیلا ہی خبیب کے پاس' اس کی ران پر بیٹھا ہے اور استرا بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو وہ یہ منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہوگئی جسے خبیب رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا' تو وہ بولے: کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا' نہیں نہیں میں یہ کام نہیں کروں گا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذِهِ الْقِصَّةَ شُعَيْبُ ابنُ أبي حَمْزَةَ عن الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني عُبَيْدُ الله بنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ [أَجْمَعُوا] يَعني لِقَتْلِهِ، اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسًى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ نے یہ قصہ بواسطہ زہری روایت کیا' تو کہا: مجھے عبیداللہ بن عیاض نے بیان کیا کہ حارث کی بیٹی نے اسے بتایا کہ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ کیا کہ وہ خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالیں گے تو انہوں نے اس لڑکی سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف کی صفائی کر لیں تو وہ اس نے انہیں دے دیا۔

فائدہ: مریض کو جب اندازہ ہو کہ اس کا وقتِ آخر آن پہنچا ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی ظاہری طہارت اور صفائی کا اہتمام کرے یعنی ناخن تراش لے' مونچھیں کاٹ لے' بغلوں اور زیر ناف کی صفائی کرلے تاکہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہو تو اس کا وجود بھی مسنون طہارت کا مظہر ہو' لیکن اگر کوئی قریب المرگ شخص بالوں وغیرہ کی صفائی نہ کر سکا ہو تو پھر اس کو اس کے حال میں ہی رہنے دیا جائے۔ کیونکہ بعد الموت اس طرح صفائی کا کوئی حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ غالباً اسی لیے امام مالک وغیرہ نے اسے بدعات میں شمار کیا ہے۔ (المدونة الكبرىٰ: ۲۵۶/۱ واحکام الجنائز للالبانی' ص:۳۰۸)

(المعجم ۱۲، ۱۳) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ۱۷)

باب:۱۲' ۱۳- مستحب ہے کہ انسان موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے

۳۱۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى

۳۱۱۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

۳۱۱۳ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى، عند الموت، ح: ۲۸۷۷ من حديث عيسى بن يونس به.

ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عن أبي سُفْيَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ، قال: «لَا يَمُوتُ أحَدُكُم إلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے فرمایا تھا: ''تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے ساتھ عمدہ گمان رکھتا ہو۔''

فائدہ: عمدہ گمان ظاہر بات ہے وہی کر سکتا ہے جس نے مومنانہ اور صالحانہ زندگی گزاری ہو۔ ایک غیر مومنانہ اور غیر صالحانہ زندگی گزارنے والے کا حسن ظن ایسے ہی ہوگا جیسے تخم حنظل بو کر شیریں اور خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھنا۔ اس لیے مسئلہ تو یہی ہے کہ انسان کو اپنے اللہ کے ساتھ ہمیشہ ہی عمدہ اور بہترین گمان رکھنا چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ ظاہری' باطنی اور دنیا و آخرت کے تمام امور میں اچھا معاملہ فرمائے گا' مگر شرط ہے کہ بتقاضائے شریعت اس کی واقعی بنیاد بھی ہو' یعنی ایمان و تقویٰ اور عمل صالح سے مزین ہو۔ اس سے اعراض کر کے یا عناد کا رویہ رکھ کر اللہ تعالیٰ پر تمنائیں باندھنا سراسر دھوکہ ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ رب العلمین ہے' اس کے اپنے فیصلے ہیں۔ قرآن وسنت سے ہٹ کر کسی کے متعلق حتمی طور پر کچھ کہنا روا نہیں ہے۔ بہر حال مومن کو 'امید اور خوف' دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ صحت و عافیت کے دنوں میں خوف کا پہلو کسی قدر غالب رہے تو اچھا ہے' لیکن بوقت رحلت امید کا پہلو غالب رکھنا چاہیے کہ وہ ''الرحمٰن' الرحیم'' اپنے خاص فضل سے عفو و ستر کا معاملہ فرمائے گا۔

(المعجم ١٣، ١٤) - باب ما يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ١٨)

باب: ١٣، ١٤- مستحب ہے کہ قریب الموت آدمی کے کپڑے پاک صاف کر دیے جائیں

٣١١٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أخبرنَا يَحْيَى بنُ أيُّوبَ عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قالَ: سَمِعْتُ

٣١١٤- حضرت ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہن لیے۔ پھر کہنے لگے: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میت کو انھی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اسے موت آئے گی۔''

٣١١٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٤٠ من حديث سعيد بن الحكم بن أبي مريم به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٧٥، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا».

فائدہ: مومن کا امتیازی وصف ہے کہ وہ ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے اور اللہ عزوجل بھی [مُتَطَهِّرِينَ] سے محبت رکھتا ہے۔ تو چاہیے کہ آخرت کے سفر میں' جس میں کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے مسلمان کا جسم اور لباس خوب عمدہ اور پاک صاف ہو۔ خیال رہے کہ لوگ محشر میں ابتداءً بے لباس اٹھائے جائیں گے اور پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعد ازاں محمد رسول اللہ ﷺ کو لباس دیا جائے گا اور ان کے بعد دیگر مومنین کو' تو جس نے جس قسم کا لباس اختیار کیا ہوگا' اسے اسی قسم کا لباس دیا جائے گا مگر ''لباس التقو ''ہی سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کے بغیر ظاہری لباس لغو بے معنی ہیں اور عربی محاورہ میں [طاهر الثوب] ''پاک صاف کپڑوں والا'' ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنے اخلاق و کردار میں صاف ستھرا ہو اور اس کے برعکس کو [دنس الثوب] ''میلے کچیلے کپڑوں والا'' سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اس کا اخلاق و کردار گندا اور میلا ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - باب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ (التحفة ١٩)

باب: ۱۴'۱۵- میت کے پاس کس قسم کی گفتگو کی جائے

٣١١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن الأَعمَشِ، عن أَبِي وَائِلٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى ما تَقُولُونَ»، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَقُولُ؟ قال: «قُولِي: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَأَعْقِبْنَا عُقْبَى صَالِحَةً» قَالَتْ: فَأَعْقَبَنِيَ اللهُ تَعَالٰى بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ.

۳۱۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی قریب الموت آدمی کے پاس جاؤ تو اچھی بات بولو۔ بلاشبہ تم جو کچھ بولتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَ أَعْقِبْنَا عُقْبٰى صَالِحَةً] ''اے اللہ! اس کی بخشش فرما اور ہمیں اس کے بعد بہترین صالح بدل عنایت فرما۔'' کہتی ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) کے بدلے میں حضرت محمد ﷺ عنایت فرما دیے۔

فائدہ: انسانوں کے معیار ان کے اپنے خیال میں خواہ کتنے ہی عمدہ اور بلند کیوں نہ ہوں' اللہ تعالیٰ کے معیار کا انہیں اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جیسا شوہر کون ہو سکتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ

٣١١٥- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ٩١٩ من حديث الأعمش به.

کی اطاعت میں مذکورہ دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کا حرم بنا کر ''ام المومنین'' کے شرف سے نوازا۔ اس لیے چاہیے کہ میت کے تمام وارث مذکورہ دعا پڑھیں اور اللہ عزوجل سے بہترین بدل کی امید رکھیں۔ بلکہ اگر یہ دعا [اَللّٰهُمَّ اَعْقِبْنَا عُقْبیٰ صَالِحَةً] دوسری ضائع ہو جانے والی چیزوں کے موقع پر بھی پڑھ لی جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین بدل عنایت فرمائے گا۔

(المعجم ١٥، ١٦) - **بَابٌ: فِي التَّلْقِينِ** (التحفة ٢٠)

باب: ١٥، ١٦- قریب المرگ کو تلقین کرنے کا بیان

٣١١٦- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

٣١١٦- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی آخری بات [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔''



٣١١٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

٣١١٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو کلمہ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کی تلقین کرو۔''

فوائد ومسائل: ① ''تلقین'' کی مسنون صورت یہ ہے کہ مرنے والے کو کہا جائے: [لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه] پڑھ لو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (مسند احمد: ٣/ ١٥٢، ١٥٤، ٢٦٨) دوسری ایک صورت جو ہمارے ہاں مروج ہے کہ پاس بیٹھنے والے خود یہ کلمہ مناسب آواز سے پڑھتے ہیں تاکہ اسے یاد دہانی ہو جائے۔ حسب احوال اس کے اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ② حدیث میں مذکور شرف وفضیلت ان کلمہ گو لوگوں کے لیے ہے جو عملاً اس کے تقاضے پورے کرتے اور شرک وبدعت سے باز اور بیزار

٣١١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٧ عن أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥١، ٥٠٠، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٧١٩ وغيره.

٣١١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح: ٩١٦ من حديث بشر بن المفضل به.

رہے ہوں۔ لیکن محض رسمی ورواجی طور پر کلمے کا ورد کرتے رہنے والے اور عملاً شرک و بدعت کے مرتکب اگر مرتے وقت بھی اس انداز میں کلمہ پڑھیں تو.... واللہ اعلم... مفید نہیں۔ ہاں اگر اس عزم ونیت سے پڑھیں کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کلمہ کے تقاضے پورے کروں گا تو ان شاء اللہ ضرور مفید اور باعث بشارت ہے۔ فرمایا: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر:١٠) ''تمام تر پاکیزہ ستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند کرتا ہے۔''

(المعجم ١٦، ١٧) - باب تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ (التحفة ٢١)

باب:١٦، ١٧- میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہییں

٣١١٨- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عن خَالِدٍ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ، فَصَيَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقالَ: «لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ المَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ»، ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي المَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ، [يا] رَبَّ الْعَالَمِينَ؛ اللَّهُمَّ؛ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ».

٣١١٨- حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ ؓ کے پاس آئے جبکہ (روح قبض ہونے کے بعد) ان کی نظر پھٹ گئی تھی تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ پس ان کے گھر والے چیخ وپکار کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لیے بددعائیں مت کرو بلکہ اچھے بول بولو کیونکہ جو تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ نے (بطور دعا) فرمایا: ''اے اللہ! ابوسلمہ کی بخشش فرما' ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ اس کے درجات بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ہی اس کا خلیفہ بن۔ اور اے رب العلمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اے اللہ! اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَغْمِيضُ المَيِّتِ بَعْدَ خُرُوجِ الرُّوحِ؛ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ مُحَمَّدِ ابنِ النُّعْمَانِ المُقْرِىءَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَيْسَرَةَ - رَجُلًا عَابِدًا - يَقُولُ: غَمَّضْتُ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ میت کی آنکھیں اس کی روح نکل جانے کے بعد بند کی جائیں۔ کہتے ہیں: میں نے محمد بن محمد بن نعمان المقرئ سے سنا' وہ کہتے تھے میں نے ابومیسرہ سے سنا جو کہ ایک عابد انسان تھے' وہ

٣١١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له، إذا حضر، ح: ٩٢٠ من حديث أبي إسحاق الفزاري به، أثر جعفر المعلم ضعيف * أبوميسرة مجهول الحال (تقريب).

جَعْفَرًا الْمُعَلِّمَ - وَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا - فِي حَالَةِ الْمَوْتِ، فَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي لَيْلَةَ مَاتَ يَقُولُ: أَعْظَمُ مَا كَانَ عَلَيَّ تَغْمِيضُكَ لِي قَبْلَ أَنْ أَمُوتَ.

کہتے تھے: میں نے جعفر المعلم کی حالت موت (نزع) میں آنکھیں بند کردیں...... اور یہ ایک عابد انسان تھے...... تو میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے: میری موت سے پہلے ہی تمہارا میری آنکھیں بند کردینا میرے لیے بہت بڑی بات تھی۔

فائدہ: روح پرواز کر جانے کے بعد میت کے ساتھ پہلا کام یہی کرنا چاہیے کہ اس کی آنکھیں بند کردینی چاہییں، اس کے لیے اور اس کے اہل کے لیے دعا کی جائے اور اسے مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔

(المعجم ۱۷، ۱۸) - بَابٌ: فِي الاسْتِرْجَاعِ (التحفة ۲۲)

باب: ۱۷، ۱۸- (کسی بھی مصیبت کے وقت) إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے کا بیان

۳۱۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن ابنِ عُمَرَ ابنِ أَبِي سَلَمَةَ، عن أبِيهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَصَابَتْ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنَّا للهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ! عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْ لِي بِهَا خَيْرًا مِنْهَا».

۳۱۱۹- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت آ پڑے، تو چاہیے کہ یوں کہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا، وَ أَبْدِلْ لِي بِهَا خَيْرًا مِنْهَا] ”ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ اے اللہ! اس مصیبت میں، میں تجھ سے اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں، مجھے اس میں اجر عنایت فرما اور اس (مفقود) کے بدلے مجھے اس سے بڑھ کر بہتر بدل عنایت فرما۔“

516

فائدہ: کسی بھی قسم کے چھوٹے بڑے نقصان یا کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اور امید رکھنی چاہیے کہ اللہ عزوجل بہتر صورت میں اس کا بدل عنایت فرمائے گا۔

۳۱۱۹- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣١٧/٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٩١٠، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٠٧١ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ١٦/٤، ١٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٩١٨ وغيره.

(المعجم ١٨، ١٩) - **بَابٌ: فِي الْمَيِّتِ يُسَجَّى** (التحفة ٢٣)

باب:۱۸، ۱۹- میت کو ڈھانپ دینے کا بیان

٣١٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حدثنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُجِّيَ فِي ثَوْبٍ حِبَرَةٍ.

۳۱۲۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کو (ان کی وفات پر) ایک منقش دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - **باب الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ** (التحفة ٢٤)

باب:۱۹، ۲۰- قریب المرگ کے پاس قرآن پڑھنے کا مسئلہ

٣١٢١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بنُ مَكِّيٍّ الْمَرْوَزِيُّ الْمَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عن أبي عُثْمَانَ - وَلَيْسَ بالنَّهْدِيِّ - عَنْ أَبِيهِ، عن مَعْقِلِ بن يَسَارٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْرَؤُوا ﴿يس﴾ عَلَى مَوْتَاكُمْ». وَهٰذَا لَفْظُ ابنِ الْعَلَاءِ.

۳۱۲۱- حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰس پڑھا کرو۔'' اور یہ لفظ ابن العلاء کے ہیں۔

ملحوظہ: حدیث ضعیف ہے۔ (مزید دیکھیے' احکام الجنائز' شیخ البانی ؒ مسئلہ ۱۵) اس لیے قریب المرگ شخص پر سورۂ یٰس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے۔ اس کی بجائے اس کے لیے یہ دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس مرحلۂ سخت کو آسان فرمادے۔

(المعجم ٢٠، ٢١) - **باب الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۰، ۲۱- مصیبت کے وقت (غم کے سبب سے) بیٹھنے کا بیان

٣١٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب تسجية الميت، ح: ٩٤٢ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، اللباس، باب البرود والحبر والشملة، ح: ٥٨١٤ من حديث الزهري به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٥٣.

٣١٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح: ١٤٤٨ من حديث عبدالله بن المبارك به * أبوعثمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان وأبوه لا يعرف، والحديث ضعفه الدارقطني، وله شاهد موقوف عند أحمد: ٤/ ١٠٥، وسنده ضعيف.

٣١٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قُتِلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنُ. وَذَكَرَ الْقِصَّةَ.

۳۱۲۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرات زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ؓ کی شہادتیں ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرے پر غم کے اثرات نمایاں تھے۔ اور (راوی نے) قصہ بیان کیا۔

فائدہ: اہل میت اور ان کے اعزہ واحباب کو ایسے موقع پر بیٹھنا اور اکٹھے ہونا مباح ومستحب ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ زمین ہی پر بیٹھا جائے بلکہ حسب احوال چٹائیوں چارپائیوں یا کرسیوں پر بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تاہم تین دن تک اس طرح تعزیت کے لیے آنے جانے والوں کی خاطر بیٹھنے کو لازم سمجھنا غلط ہے کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ایک جائز رواج ہی کہا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب. علاوہ ازیں ان ایام میں تعزیت کے لیے آنے والا شخص حاضرین سمیت پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو ضروری سمجھتا ہے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا یا اہل میت اس طریقے کو اختیار نہیں کرتے تو برا منایا جاتا ہے اور اس شخص کو یا اہل میت کو دعا کا منکر باور کرایا جاتا ہے حالانکہ مسئلہ دعا کی اہمیت وفضیلت کا نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو مسلمہ ہے دعا کی اہمیت وفضیلت کا کوئی منکر نہیں۔ اصل مسئلہ مسنون طریقے سے دعا کرنے کا ہے۔ بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ایک رسم ہے اور اس میں اکثر کچھ پڑھا بھی نہیں جاتا' یا صرف فاتحہ خوانی کر لی جاتی ہے' حالانکہ سورۂ فاتحہ میں میت کے لیے مغفرت کی دعا کا کوئی پہلو ہی نہیں ہے۔ گویا یہ طریقہ ایک تو مسنون نہیں ہے' صرف رسم ہے۔ دوسرے' میت کے حق میں اس طرح مغفرت کی دعا بھی بالعموم نہیں ہوتی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر تعزیت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ وہ طریقہ حسب ذیل ہے: اوّل تو میت کے اہل خانہ کا اس طرح اہتمام کے ساتھ مسلسل چند دن بیٹھنا ہی' ایسا عمل ہے جس کا ثبوت عہد رسالت وعہد صحابہ وتابعین میں ملنا نہایت مشکل ہے۔ اصل بات جنازے اور تدفین میں شریک ہو کر میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا ہے۔ اس کے بعد اہل میت کے لیے خاص طور پر دریاں یا صفیں بچھا کر بیٹھنا محل نظر ہے' تدفین کے بعد ان کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اور اہل میت جب بھی اور جہاں بھی ملیں ان سے تعزیت کر لی جائے۔ تعزیت کن الفاظ میں اور کس طرح کی جائے؟ بہتر یہ ہے کہ اہل میت کو سب سے پہلے صبر ورضا کی تلقین کی جائے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن﴾ پڑھ کر' سب کے لیے اسی انجام سے دوچار ہونے کو واضح کیا جائے۔ میت کے حق میں بغیر ہاتھ اٹھائے مغفرت کی دعا کی جائے اور اہل میت کے لیے صبر جمیل



٣١٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ١٣٠٥، ومسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ٩٣٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

کی۔ اور وہ دعائیں پڑھی جائیں جو اس موقع پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بچہ عالم نزع میں تھا' انہوں نے نبی ﷺ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجا' تو آپ نے انہیں صبر و احتساب کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: [إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَ كُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى] (صحيح البخاري' الجنائز' باب:٣٢' حديث :١٢٨٤) ''بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا' اور اسی کا ہے جو اس نے دیا' اور ہر ایک کے لیے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔'' جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے' تو نبی ﷺ ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ 'وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ' وَ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ' وَ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ' وَ نَوِّرْلَهُ فِيهِ] (صحيح مسلم' الجنائز' حديث :٩٢٠) ''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما' اس کے درجے مہدیین میں بلند فرما' اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اس کے بعد تو ان کا جانشین بن اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اے رب العالمین! اس کی قبر میں کشادگی فرما اور اس کو اس کے لیے منور فرما دے۔'' جس کو یہ مسنون دعائیں اور الفاظ یاد نہ ہوں' تو وہ اپنی زبان میں ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے مغفرت کی اور اہل خانہ کے لیے صبر جمیل کی دعا کرے اور اس قسم کی باتیں کرے جس سے پسماندگان کو تسلی ملے اور ان کے دل و دماغ سے صدمے کے اثرات کم ہوں۔ اس موقع پر بھی چونکہ نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے' اس لیے اس رواج سے بچا جائے اور سنت کے مطابق ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کی جائے۔

(المعجم ٢١، ٢٢) - بَابُ التَّعْزِيَةِ (التحفة ٢٦)

باب:٢١' ٢٢- تعزیت کا بیان

٣١٢٣- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا لْمُفَضَّلُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ [يومًا] يَعْنِي مَيِّتًا، فَلَمَّا فَرَغْنَا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا حَاذَى

٣١٢٣- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے' ہم بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ جب آپ اپنے دروازے کے سامنے آئے تو رک گئے' ہم نے دیکھا کہ ایک خاتون آ رہی ہے' میرا خیال ہے کہ آپ نے اسے پہچان لیا تھا۔ جب وہ جانے لگی تو معلوم

٣١٢٣۔ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب النعي، ح: ١٨٨١ من حديث ربيعة بن سيف به، صححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٧٣، ٣٧٤، ووافقه الذهبي * ربيعة بن سيف وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث.

بَابَهُ وَقَفَ، فَإِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ مُقْبِلَةٍ. قَالَ: أَظُنُّهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا ذَهَبَتْ إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ، فقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَخْرَجَكِ يَافَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكِ؟» قَالَتْ أَتَيْتُ يَارَسُولَ الله! أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ أَوْ عَزَّيْتُهُمْ بِهِ، فقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «فَلَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى؟ قَالَتْ: مَعَاذَ الله!! وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ. قَالَ: «لَوْ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى»، فَذَكَرَ تَشْدِيدًا في ذٰلِكَ، فَسَأَلْتُ رَبِيعَةَ عن الْكُدَى فَقالَ: الْقُبُورُ فِيمَا أَحْسَبُ.

ہوا کہ وہ حضرت فاطمہ ؓ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں نکلی ہو؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان گھر والوں کے پاس آئی تھی اور میں نے ان کی میت کے لیے دعا اور اس کے متعلق تعزیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور تو شاید ان کے ساتھ کدٰی (مقابر کی طرف) بھی گئی ہوگی؟“ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! جب کہ میں نے آپ کو اس بارے میں فرماتے سنا ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو ان کے ساتھ کدٰی جاتی تو......“ آپ نے بڑی سخت بات ذکر فرمائی۔

(مفضل کہتے ہیں کہ) میں نے ربیعہ سے کدٰی کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ قبریں ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا' کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ البتہ اس کے عموم سے صرف وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر وضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادی ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - **بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۲، ۲۳- صبر درحقیقت وہی ہے جو صدمہ آتے ہی کیا جائے

٣١٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن

۳۱۲۴- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے

٣١٢٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: اصبري، ح: ١٢٥٢، ومسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ٩٢٦ من حديث شعبة به.

ثَابِتٍ، عن أنَسٍ قالَ: أَتَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا، فَقَالَ لَهَا: «اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي»، فَقَالَتْ: وَمَا تُبَالِي أَنْتَ بِمُصِيبَتِي، فَقِيلَ لَهَا: هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْهُ، فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ، لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولٰى»، أَوْ «عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ».

پر رو رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا: ''اللہ کا تقو اختیار کر اور صبر کر۔'' وہ بولی: تمہیں میری مصیبت کی کیا پروا؟ اس عورت سے کہا گیا: یہ تو نبی ﷺ ہیں۔ تب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے آپ کے دروازے پر چوکیدار نہ پائے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر وہی ہوتا ہے جو پہلے صدمہ کے وقت ہو۔''

فوائد ومسائل: ① رونے پیٹنے اور چیخنے چلانے کے بعد جب انسان ویسے ہی تھک ہار جاتا ہے تو اسے صبر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت آئے تو اس پر ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کے علاوہ کچھ نہ کہا جائے' اللہ کے فیصلے پر تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا جائے اور جزع فزع' نوحہ وماتم اور اللہ کا شکوہ نہ کیا جائے۔ ② شدت جذبات اور آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے اس عورت سے رسول اللہ ﷺ کے حق میں جو تقصیر ہوئی' آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ ③ جو شخص اپنے نابالغ بچوں کی وفات پر صبر ورضا کا اظہار کرے' اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے قبل فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں پر اپنی رحمت کی برکت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (صحیح البخاری' الجنائز' باب فضل من مات له ولد فاحتسب' حدیث: ١٢٤٨) اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں' اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔'' (صحیح البخاری' الجنائز' حدیث: ١٢٥١) علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ آپ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے یعنی فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے' تو ایک عورت نے کہا' اور دو بچوں کا کیا حکم ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کا بھی یہی حکم ہے۔'' (صحیح البخاری' الجنائز' حدیث: ١٢٤٩)

(المعجم ٢٣، ٢٤) - بَابٌ: فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۳'۲۴ - میت پر رونا

٣١٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۳۱۲۵- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

٣١٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: "يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه"، ح: ١٢٨٤، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ٩٢٣ من حديث عاصم الأحول به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَاصِمِ الأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ: أَنَّ ابْنَةً لِرَسُولِ الله ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ وَأَحْسِبُ أُبَيًّا أَنَّ ابْنِي أَوِ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِىءُ السَّلَامَ فَقَالَ: «قُلْ: لله مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ» فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَأَتَاهَا، فَوُضِعَ الصَّبِيُّ في حِجْرِ رَسُولِ الله ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ الله ﷺ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: «إِنَّهَا رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللهُ في قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِن عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».

کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا' جبکہ میں' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور غالباً اُبی رضی اللہ عنہ بھی آپ علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' میرا بیٹا یا بیٹی نزع کی کیفیت میں ہے تو آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے جواب میں سلام کہلوایا اور فرمایا: ''اسے کہو کہ اللہ جو لے لے اور جو عنایت فرما دے سب اسی کا ہے اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔'' اس نے آپ ﷺ کو دوبارہ قسم دے کر بلوایا تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر بچے کو رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا جب کہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ رحمت ہے' اللہ جن کے متعلق چاہتا ہے ان کے دلوں میں اسے ڈال دیتا ہے اور اللہ اپنے انہی بندوں پر رحمت فرماتا ہے جو رحم دل ہوں۔''



فوائد ومسائل: ① میت پر فرط غم سے آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا' ایک فطری امر ہے۔ اس لیے یہ کوئی معیوب بات نہیں' بلکہ یہ دل کی نرمی اور رحم دلی کی علامت ہوتی ہے۔ ② جس شخص کا دل سخت ہو' ایسے موقعوں پر فطری طور پر جو غم ہوتا ہے' اس کا بھی جائز طور پر اظہار نہ ہو تو یہ سنگ دلی ہے جو ممدوح نہیں ہے۔ یہ کیفیت قابل علاج ہے۔ اور اس کا علاج ہے موت کو کثرت سے یاد کرنا' قبرستان کی زیارت اور یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا۔ ان اعمال کو بجالانے سے دل کی سختی نرمی سے بدل سکتی ہے۔ ③ کہیں قریب میں بھی کوئی پیغام لینا دینا ہو' تو حسن ادب یہ ہے کہ پہلے سلام کہلایا جائے۔

٣١٢٦- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ: حدثنا سُلَيْمَانُ بن المُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۳۱۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی: ''میرے ہاں آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے والد کے

٣١٢٦- تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال، وتواضعه، وفضل ذلك، ح: ٢٣١٥ عن شيبان بن فروخ به، وأصله عند البخاري، ح: ١٣٠٣.

الله ﷺ: «وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي، إِبْرَاهِيمَ» فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

نام پر "ابراہیم" رکھا ہے۔" اور حدیث بیان کی۔

قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ الله ﷺ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ».

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں (عالم نزع میں) بے چین ہو رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں پھر آپ نے فرمایا: "آنکھ روتی ہے دل انتہائی غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس میں ہمارے رب کی رضا ہے۔ ابراہیم! تیرے فراق پر ہم غمگین ہیں۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صاحب اختیار نہ تھے بلکہ اللہ کی بارگاہ میں بالکل بے اختیار عاجز اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے بندے اور رسول تھے...... ﷺ...... آپ کا یہ اسوۂ حسنہ ہر مسلمان کے لیے قابل اتباع ہے۔ اس میں غم کا فطری اظہار بھی ہے اور یہ رب کے فیصلے پر تسلیم ورضا کا آئینہ دار بھی ہے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - بَابٌ: فِي النَّوْحِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۴، ۲۵-نوحے کا بیان

٣١٢٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَانَا عنِ النِّيَاحَةِ.

۳۱۲۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٣١٢٨- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ رَبِيعَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ الْحَسَنِ بنِ عَطِيَّةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: لَعَنَ رَسُولُ

۳۱۲۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

٣١٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة النساء، ح: ٧٢١٥ عن مسدد به مطولاً، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٩٣٦/ ٣٢ عن حفصة به.

٣١٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٥ عن محمد بن ربيعة به * محمد بن الحسن بن عطية العوفي وأبوه ضعيفان، وجده ضعيف مدلس، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ٤/ ٦٣ وغيره.

الله ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ.

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے مگر دوسری صحیح احادیث کی روشنی میں مسئلہ اسی طرح ہے کہ نوحہ سننا بھی جائز نہیں۔ ② ''نوحہ'' سے مراد میت پر آواز اور پکار کے ساتھ رونا' یعنی چیخم دھاڑ مچانا' بین کرنا' بال نوچنا' سر میں خاک ڈالنا اور کپڑے پھاڑنا وغیرہ ہے۔ ہاں اس کے بغیر غم کے تأثر اور رحم دلی کی بنا پر آنسوؤں کا نکل آنا کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ ③ نوحہ کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے' اسے سننا اور ایسی مجالس میں حاضر ہونا بھی ناجائز اور حرام ہے' بالخصوص عشرۂ محرم میں شیعوں کی طرف سے بپا کی جانے والی معروف مجلسوں میں جانا بھی ناجائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ ٥:٢) ''گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو۔''

٣١٢٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ المَعنَى، عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن ابنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ المَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهَلْ تَعْنِي ابنَ عُمَرَ، إنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ: «إنَّ صَاحِبَ هٰذَا لَيُعَذَّبُ وَأَهْلُهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ»، ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ١٨] قَالَ عَنْ أبِي مُعَاوِيَةَ: عَلٰى قَبْرِ يَهُودِيٍّ.

٣١٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' یہ حدیث حضرت عائشہ ؓ کے سامنے بیان کی گئی' تو انہوں نے کہا: (حضرت ابن عمر ؓ بھول گئے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ) نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے' تو فرمایا تھا: ''بے شک یہ قبر والا عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔'' پھر حضرت عائشہ ؓ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى﴾ ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' ہناد نے ابو معاویہ سے روایت کرتے ہوئے وضاحت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کی قبر کے پاس سے گزرے تھے۔



فائدہ: مرنے والا اگر کافر ہو یا بالفرض مسلمان بھی ہو مگر نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو یا اس عمل پر راضی ہو تو اہل خانہ کے نوحہ کرنے سے اسے عذاب ہوگا۔ اس صورت میں اسے عذاب دیا جانا مذکورہ آیت کے خلاف نہیں' البتہ اگر وہ اس عمل سے بیزار رہا ہو اور منع کر گیا ہو' پھر پیچھے والے یہ غیر شرعی کام کریں تو وہ اس سے بری ہوگا' لہٰذا

٣١٢٩- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ٣٩٨٠، ٣٩٨١ من حديث عبدة به، ورواه مسلم، ح: ٩٣٢، والبخاري، ح: ٣٩٧٩ من طريق آخر عن هشام به.

مومنوں کو چاہیے کہ اپنے وارثوں کو نوحہ یا بین کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے رہا کریں۔ حضرت عائشہ ﷞ نے اس حدیث کو اس آیت کے خلاف سمجھا' اس لیے اس کی مذکورہ تاویل کی۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ مفہوم کے مطابق اس حدیث اور آیت میں کوئی تخالف نہیں ہے' اس لیے یہ حدیث بھی اس طرح صحیح ہے جس طرح حضرت ابن عمر ﷠ نے اسے بیان کیا ہے۔

٣١٣٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن يَزِيدَ بنِ أَوْسٍ قال: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي مُوسَى وَهُوَ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَتِ امْرَأَتُهُ لِتَبْكِيَ أَوْ تَهُمَّ بِهِ، فقالَ لَهَا أَبُو مُوسَى: أَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ رَسُولُ الله ﷺ؟ قالَتْ: بَلٰى، قالَ: فَسَكَتَتْ، قال: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو مُوسَى قالَ يَزِيدُ: لَقِيتُ المَرْأَةَ فَقُلْتُ لَهَا: [مَا] قَوْلُ أَبِي مُوسَى لَكِ، أَمَا سَمِعْتِ ما قَالَ رَسُولُ الله ﷺ، ثُمَّ سَكَتِّ؟ قالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَمَنْ سَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ».

٣١٣٠- حضرت یزید بن اوس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷜ کے ہاں گیا جب کہ وہ (بیماری کے باعث) بہت ہی تکلیف میں تھے' تو ان کی بیوی رونے لگی یا اس کی تیاری کرنے لگی۔ حضرت ابوموسیٰ ﷜ نے اس سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا؟ کہنے لگی: ہاں' میں نے سنا ہے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہی۔ جب حضرت ابوموسیٰ ﷜ کی وفات ہوگئی تو یزید کہتے ہیں کہ میں اس خاتون سے ملا اور اس سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی جو ابوموسیٰ نے آپ سے کہی تھی کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا اور پھر آپ خاموش ہو رہی تھیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو کوئی (مصیبت میں) بال مونڈے یا بین کرے (یا منہ پیٹے) یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

٣١٣١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ ابنُ الأَسْوَدِ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ، عَامِلُ عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّبَذَةِ قال: حَدَّثَنِي

٣١٣١- حضرت اسید بن ابی اسید ایک خاتون سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی' کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عہد لیے

٣١٣٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب شق الجيوب، ح: ١٨٦٦، ١٨٦٧ من حديث منصور * إبراهيم النخعي مدلس، ويزيد بن أوس مجهول الحال، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٢٩٦، ومسلم، ح: ١٠٤ وغيرهما.

٣١٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٦٤ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٦٦٧.

أَسِيدُ بنُ أَبِي أَسِيدٍ عن امْرَأَةٍ مِنَ المُبَايِعَاتِ قالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ في المَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهًا وَلَا نَدْعُوَ وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَيْبًا، وَلَا نَنْشُرَ شَعْرًا.

تھے کہ نیکی کے کاموں میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی...... اس میں یہ بھی تھا کہ چہرہ نہیں نوچیں گی' ہائے وائے نہیں کریں گی' کپڑے نہیں پھاڑیں گی اور بال نہیں نوچیں گی۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - باب صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٠)

باب:٢٥، ٢٦- اہل میت کے لیے کھانا تیار کرنا

٣١٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بنُ خَالِدٍ عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله ابنِ جَعْفَرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».



٣١٣٢- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو بلاشبہ انہیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔'' (ان کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تھی۔)

 **فائدہ:** اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا جائز نہیں۔ لیکن نبی ﷺ کا یہ فرمان تو عین موقع کے وقت کے لیے تھا' اسے تین دن تک لمبا کرنا شرعاً صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس سے اصل مقصود اہل میت سے اظہارِ ہمدردی تھا' محض کھانے پکانے کی ممانعت نہیں۔ اس لیے اس سے استدلال کر کے اہل میت کے گھر کھانا پکانے کو یکسر ممنوع قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ البتہ ایک اور رواج' جو عام ہو گیا ہے' شرعاً محل نظر ہے اور وہ ہے جنازے میں شریک ہونے والوں کے لیے کھانا پکانا اور دعوتِ عام کا اہتمام کرنا۔ جنازے میں شریک ہونے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو قریبی اعزہ' جو دور دراز کے علاقوں (مختلف شہروں) سے آتے ہیں' وہ فوراً واپس جا بھی نہیں سکتے اور میت سے خصوصی تعلق کی وجہ سے ان کا فوراً واپس چلے جانا مناسب بھی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کے لوگ' جو تعداد میں عام طور پر قریبی اعزہ سے زیادہ ہوتے ہیں' جو دوست احباب' اہل محلہ واہل مسلک پر مشتمل ہوتے ہیں' ان کی شرکت نماز جنازہ یا زیادہ سے زیادہ تدفین تک ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ اوّل الذکر قسم کے لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا تو یقیناً جائز ہے' کیونکہ وہ میت کے نہایت قریبی ہوتے ہیں اور ان کا قیام بھی اہل میت کے پاس ہی ہوتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر

٣١٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الطعام يصنع لأهل الميت، ح:٩٩٨، وابن ماجه، ح:١٦١٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٣٧٢/١، ووافقه الذهبي.

لوگوں کے لیے بھی کھانا تیار کرنا اوران کو دعوتوں کی طرح کھانا کھلانا یا انہیں کھانے پر مجبور کرنا یا دعوتِ عام کی منادی کرنا تکلیف مالایطاق ہے جو شرعاً محل نظر ہے۔ یہ طریقہ اصحابِ ثروت نے شروع کیا ہے جن کے لیے چند دیگیں پکا لینا کوئی مشکل امر نہیں' لیکن اس رواج نے کم وسائل والے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بنابریں اس موقع پر تمام شرکائے جنازہ کے لیے دعوت عام کا اہتمام کرنا' قابل اصلاح ہے۔ کھانے کا یہ اہتمام صرف قریبی اعزہ کے لیے ہونا چاہیے۔ دوسرے لوگوں کے لیے اس کا اہتمام کیا جائے' نہ دوسرے لوگ اس میں شریک ہی ہوں۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - **بَابٌ: فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ؟** (التحفة ٣١)

باب: ۲۶'۲۷-شہید کو غسل دینے کا مسئلہ؟

٣١٣٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بنُ عِيسَى؛ ح: وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ في صَدْرِهِ أوْ في حَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُدْرِجَ في ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ. قالَ: وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ.

۳۱۳۳-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہا: ایک شخص کو اس کے سینے یا حلق میں ایک تیر آ لگا اور وہ فوت ہو گیا تو اسے اسی طرح اس کے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا۔ کہتے ہیں: (اس واقعہ میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

527

٣١٣٤- حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ وَعِيسَى ابنُ يُونُسَ [الطَّرْطُوسِيُّ] قالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابنُ عَاصِمٍ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِقَتْلَى أُحُدٍ أنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ.

[وَهٰذَا لَفْظُ زِيَادٍ].

۳۱۳۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا تھا: ''ان کے ہتھیار اور (چمڑے کی) پوستین اتار لیے جائیں اور انہیں ان کے خونوں اور کپڑوں ہی میں دفن کیا جائے۔''

[یہ الفاظ زیاد بن ایوب کے ہیں]

٣١٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٢٤٤ من حديث أبي داود به، وأحمد: ٣٦٧/٣ من حديث إبراهيم بن طهمان به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨١٢ * أبوالزبير عنعن.

٣١٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوٰة على الشهداء ودفنهم، ح: ١٥١٥ من حديث علي بن عاصم به، وهو ممن تكلم فيه * وعطاء بن السائب اختلط.

٣١٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: وحَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - قال: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أنَّ ابنَ شِهَابٍ أخْبَرَهُ أنَّ أنَسَ بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أنَّ شُهَدَاءَ أُحُدٍ لَمْ يُغَسَّلُوا وَدُفِنُوا بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ.

۳۱۳۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شہدائے احد کو غسل نہیں دیا گیا' انہیں ان کے خونوں کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا اور جنازہ بھی نہیں پڑھا گیا۔

فوائد و مسائل: ① شہید معرکہ کے لیے یہی ہے کہ اسے اسی طرح بلا غسل' خون میں لت پت اور انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ احادیث میں آیا ہے۔ ② مذکورہ احادیث' ان لوگوں کی دلیلیں ہیں جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اس مسئلے میں توسُّع ہے اور دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے راجح مسلک پہلا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے کا صرف جواز ہی ہے۔ اس جواز کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور پروپیگنڈے کا ذریعہ بنالینا' کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے۔ اس طریقے سے تو اس کا جواز بھی محل نظر قرار پا جاتا ہے۔



٣١٣٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا زَيْدٌ يَعْني ابنَ الْحُبَابِ؛ ح: وَحَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أبُو صَفْوَانَ يَعْني المَرْوَانِيَّ، عن أُسَامَةَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ المَعنى: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ عَلَى حَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَقَالَ: «لَوْلَا أنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ في نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ، حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بُطُونِهَا»، وَقَلَّتِ الثِّيَابُ

۳۱۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ ان کا مُثلہ کیا گیا تھا۔ (ان کی نعش سے ناک اور کان وغیرہ کاٹ لیے گئے تھے۔) تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہو کہ (ان کی بہن) صفیہ (رضی اللہ عنہا) سے برداشت نہیں ہو سکے گا تو میں اسے (حضرت حمزہ کی نعش کو) ایسے ہی چھوڑ دوں حتی کہ اسے درندے اور پرندے کھا جائیں اور پھر یہ ان کے پیٹوں ہی سے محشر میں آئیں۔'' اور

٣١٣٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٦٥، ٣٦٦ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، انظر، ح: ٣١٣٨.

٣١٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قتلى أحد وذكر حمزة، ح: ١٠١٦ عن قتيبة بن سعيد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٣/ ١٩٦، ووافقه الذهبي * الزهري عنعن.

وَكَثُرَتِ الْقَتْلٰى فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكَفَّنُونَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.

(احد میں) کپڑے کم پڑ گئے اور مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو ایک ایک دو دو اور تین تین کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا۔

زَادَ قُتَيْبَةُ: ثُمَّ يُدْفَنُونَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْأَلُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا» فَيُقَدِّمُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ.

قتیبہ نے مزید کہا: اور ایک ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق دریافت فرماتے جاتے تھے کہ ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟ پھر اسے قبلہ کی جانب آگے کر دیتے تھے۔

فائدہ: عالم دین اور حافظ قرآن موت کے بعد بھی دوسروں سے آگے ہوتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں آنے والی اذیت جس قدر بھی ہو اللہ کے ہاں رفع درجات کا باعث ہوگی۔

۳۱۳۷- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قال: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِحَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ.

۳۱۳۷- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت حمزہ ؓ کے پاس سے گزرے (اور دیکھا کہ) ان کا مُثلہ کیا گیا ہے تو آپ نے ان کے سوا کسی اور کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فائدہ: اس سے شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

۳۱۳۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ وَيَقُولُ: «أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ،

۳۱۳۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو اکٹھا کرتے اور دریافت فرماتے: ”ان میں قرآن کسے زیادہ یاد ہے؟“ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ”میں قیامت کے روز ان کے لیے گواہ ہوں گا۔“ آپ نے حکم دیا کہ انہیں ان کے خونوں ہی میں دفن کیا جائے

۳۱۳۷ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۵۰۲ من حديث عثمان بن عمر به، وللحديث شواهد عنده: ۱/ ۵۰۳ وعند غيره * أسامة هو ابن زيد الليثي، وشيخه صرح بالسماع عند الطحاوي في رواية أخرى.

۳۱۳۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوة على الشهيد، ح: ۱۳۴۳ من حديث الليث بن سعد به.

فَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ.

اور انہیں غسل نہیں دیا۔

٣١٣٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ قال: يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۳۱۳۹- حضرت لیث نے اس حدیث کو مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ایک کفن میں اکٹھا کیا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - بَابٌ: فِي سَتْرِ الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ (التحفة ٣٢)

باب:۲۷، ۲۸- میت کو غسل دیتے ہوئے اس کے لیے پردہ کرنا

٣١٤٠- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عَنْ حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۳۱۴۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی ران عریاں نہ کر اور نہ کبھی کسی زندہ یا میت کی ران کو دیکھ۔“



٣١٤١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بن إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ عَبَّادٍ عن أَبِيهِ عَبَّادِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قالُوا: وَاللهِ؛ مَا

۳۱۴۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابۂ کرام نے جب نبی ﷺ کو غسل دینا چاہا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ آیا ہم رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنی میتوں کے اتار دیتے ہیں یا انہیں ان کے کپڑوں سمیت ہی

٣١٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣١٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، ح: ١٤٦٠ من حديث ابن جريج به، وانظر، ح: ٤٠١٥ * حبيب بن أبي ثابت عنعن، بينه وبين عاصم عمرو بن خالد الواسطي وهو متهم بالكذب، متروك.

٣١٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الرجل امرأته وغسل المرأة زوجها، ح: ١٤٦٤ من حديث محمد بن إسحاق به مختصرًا، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ٢١٥٦، ٢١٥٧، وابن الجارود، ح: ٥١٧، والحاكم على شرط مسلم: ٣/ ٥٩، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٦٨، وصححه البيهقي في الدلائل: ٧/ ٢٤٢.

نَدْرِي أَنُجَرِّدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ: أَنِ اغْسِلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَقَامُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيَدْلُكُونَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ أَيْدِيهِمْ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ.

غسل دیں۔ پس جب ان کا اس بارے میں اختلاف ہوا' تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی' ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی۔ پھر گھر کی جانب سے ایک بات کرنے والے نے بات کی' کسی کو خبر نہیں کہ وہ کون تھا کہ نبی ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قمیص سمیت غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر ہی سے پانی ڈالتے جاتے تھے اور آپ کی قمیص ہی سے آپ کو ملتے جاتے تھے بغیر اس کے کہ آپ کے جسم کو ان کے ہاتھ لگیں۔ حضرت عائشہ ؓ کہا کرتی تھیں: اگر مجھے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا جس کا بعد میں ہوا ہے' تو آپ کو آپ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔



فوائد ومسائل: ① میت کو غسل دیتے ہوئے بالکل عریاں کرنا جائز نہیں بلکہ ستر عورۃ (پردے والی چیزوں کو چھپانے) کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ ② شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو غسل دے تو جائز ہے۔ جیسے کہ حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کو اور حضرت اسماء ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کو غسل دیا تھا۔

(المعجم ٢٨، ٢٩) - باب كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٣)

باب: ۲۸'۲۹ - میت کو کیسے غسل دیا جائے؟

٣١٤٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الْمَعْنَى عَنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدِ بن سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فقالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

۳۱۴۲- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی کی وفات ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تین یا پانچ بار غسل دو یا اس سے بھی زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو' ایسے پانی کے ساتھ جس میں بیری کے پتے ملے ہوں' اور آخری بار میں کچھ کافور بھی ملا لینا'

٣١٤٢- **تخريج:** أخرجه البخاري، الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر، ح:١٢٥٣، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح:٩٣٩ ... ٢٢٢/١ ...

إنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا أوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي»، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ، فقالَ: «أشْعِرْنَهَا إيَّاهُ».

اور جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔‘‘ چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ کو خبر دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: ’’اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔‘‘

قالَ [أبو داوُدَ] عنْ مَالِكٍ: تَعْنِي إزَارَهُ وَلَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ: دَخَلَ عَلَيْنَا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: امام مالک ؒ سے [حقو] کی بجائے [إزار] کا لفظ مروی ہے۔ (اور معنی ایک ہی ہے یعنی تہبند) اور مسدد نے [دَخَلَ عَلَيْنَا] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

فوائد و مسائل: ① میت کو کم از کم تین بار غسل دینا مستحب ہے اور اگر ضرورت ہو تو پانچ بار یا اس سے زیادہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ ② غسل کے پانی میں بیری کے پتے ابال لیے جائیں تو بہتر ہے اور ایسے ہی آخری بار میں کچھ کافور ملا لینا بھی مستحب ہے۔ ③ کسی مسلمان کے مستعمل کپڑے کو بطور کفن استعمال کرنا جائز ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی چادر بالخصوص متبرک تھی، تاہم اس نیت سے کسی اور کا کپڑا استعمال نہ کیا جائے۔



٣١٤٣- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ وَأَبُو كَامِلٍ بِمَعْنَى الإسْنَادِ أنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عنْ حَفْصَةَ أُخْتِهِ، عنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۳۱۴۳- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے (دختر رسول ﷺ کی تجہیز و تکفین میں) ان کے بالوں کی تین لٹیں بنائی تھیں۔

٣١٤٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: وَضَفَرْنا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا مُقَدَّمَ رَأْسِهَا وَقَرْنَيْهَا.

۳۱۴۴- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بٹ دیں اور پھر ان لٹوں کو ان (محترمہ) کے پیچھے ڈال دیا، یعنی سر کے آگے کے بال اور دونوں اطراف والے۔

٣١٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩ من حديث يزيد بن زريع به.

٣١٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب: يلقى شعر المرأة خلفها، ح: ١٢٦٣، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩ من حديث هشام بن حسان به.

٣١٤٥- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: «ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۳۱۴۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں فرمایا تھا: ”ان کی دائیں اطراف اور اعضائے وضو سے غسل شروع کریں۔“

٣١٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

۳۱۴۶- **محمد بن سیرین** ؒ نے ام عطیہ ؓ سے حدیث بیان کی جو امام مالک ؒ کی روایت کے ہم معنی ہے۔

زَادَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ عن أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِ هٰذَا. وَزَادَتْ فِيهِ: «أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ».

اور حدیث حفصہ (بنت سیرین) جو ام عطیہ ؓ سے مروی ہے اس میں بھی اسی کی مانند ہے لیکن اس میں یہ اضافہ ہے: ”یا سات بار غسل دو یا اس سے زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو۔“



٣١٤٧- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْغُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، يَغْسِلُ بِالسِّدْرِ مَرَّتَيْنِ وَالثَّالِثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُورِ.

۳۱۴۷- جناب **محمد بن سیرین** ؒ غسل میت کی روایت حضرت ام عطیہ ؓ سے بیان کیا کرتے تھے۔ (یا غسل میت کا طریقہ انہوں نے ام عطیہ ؓ سے سیکھا تھا) اور وہ میت کو دو بار بیری کے پانی سے نہلاتے اور تیسری بار کافور ملے پانی سے۔

فائدہ: میت کو غسل دینے کا مسئلہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے' لہٰذا علماء کو چاہیے کہ طلباء اور جوانوں کو اور گھروں میں عورتوں کو بھی سکھائیں اور میت کو غسل دینا کوئی حقیر کام نہیں' بلکہ ایک مسلمان کی عظیم خدمت اور بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

٣١٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن من الوضوء والغسل، ح: ١٦٧، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/ ٤٣ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣١٤٦ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٣١٤٢.

٣١٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣١٤٢، وأخرجه البيهقي: ٣/ ٣٨٩ من حديث أبي داود به * قتادة عنعن، وح: ٣١٤٢ يغني عنه.

(المعجم ٢٩، ٣٠) - بَابٌ: فِي الْكَفَنِ (التحفة ٣٤)

باب:۲۹'۳۰-کفن کا بیان

٣١٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يُحَدِّثُ عن النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ في كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ باللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ إلَّا أنْ يَضْطَرَّ إنْسَانٌ إلٰى ذٰلِكَ، وَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «إذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

۳۱۴۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک روز خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا جو فوت ہو گیا تھا اور اس کو معمولی کفن دیا گیا اور رات ہی میں دفن کر دیا گیا تو نبی ﷺ نے اس بات پر ڈانٹا کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے حتی کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھ لیں الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔اور نبی ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو عمدہ کفن دے۔''



فائدہ:اس سے مراد مہنگا اور قیمتی کفن نہیں بلکہ سادہ' صاف ستھرا اور مکمل کفن ہے۔اس بیان میں یہ بھی ہے کہ کسی بھی مسلمان بھائی کو کفن دینا' ایک مستحسن کام ہے۔

٣١٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أُدْرِجَ رَسُولُ الله ﷺ في ثَوْبِ حِبَرَةٍ ثُمَّ أُخِّرَ عَنْهُ.

۳۱۴۹-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے) حِبَرہ (منقش دھاری دار چادر کا) کفن پہنایا گیا تھا مگر اسے اتار لیا گیا۔

٣١٥٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ

۳۱۵۰-حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے:''ہم میں

٣١٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح: ٩٤٣ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٥.

٣١٤٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٧/ ٢٤٨ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٦١، وله شاهد عند مسلم، ح: ٩٤١.

٣١٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في السنن الكبرٰى: ٣/ ٤٠٣ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ٢/ ١٠٨، وللحديث شاهد عند أحمد: ٣/ ٣١٩.

عَبْدِ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ مَعْقِلٍ عن أَبِيهِ، عن وَهْبٍ يَعْنِي ابنَ مُنَبِّهٍ، عن جَابِرٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تُوُفِّيَ أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيُكَفَّنْ فِي ثَوْبٍ حِبَرَةٍ».

سے جب کوئی فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔"

۳۱۵۱- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن هِشَامٍ قالَ: أخبرني أَبِي قالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ قالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ الله ﷺ في ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

۳۱۵۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' ان میں قمیص تھی' نہ پگڑی۔

۳۱۵۲- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ مِثْلَهُ. زَادَ: مِنْ كُرْسُفٍ قال: فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ قَوْلُهُمْ: «فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدِ حِبَرَةٍ» فقالَتْ: قَدْ أُتِيَ بِالْبُرْدِ، وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوهُ فِيهِ.

۳۱۵۲- ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد' حضرت عائشہ ؓ سے اس کے مثل روایت کیا اور مزید کہا کہ یہ کپڑے سوتی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ سے لوگوں کی یہ بات ذکر کی گئی کہ "آپ ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک منقش دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا۔" تو انہوں نے کہا: مخطط چادر لائی گئی تھی مگر انہوں نے اسے واپس کر دیا تھا اور اس میں کفن نہیں دیا تھا۔

۳۱۵۳- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ

۳۱۵۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

۳۱۵۱- تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن بغير قميص، ح: ۱۲۷۲ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹٤۱ من حديث هشام بن عروة به.

۳۱۵۲- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه مسلم من حديث حفص به.

۳۱۵۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/ ٤۰۰ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۲/۱، وللحديث لون آخر عند ابن ماجه، ح: ۱٤۷۱ * يزيد بن أبي زياد ضعيف واختلط، وللحديث شواهد ضعيفة في التلخيص الحبير: ۲/ ۱۰۸.

إدْرِيسَ عن يَزِيدَ يَعْنِي ابنَ أبي زِيَادٍ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كُفِّنَ رَسُولُ الله ﷺ في ثَلاثَةِ أثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ: الْحُلَّةُ ثَوْبَانِ، وقَمِيصِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

ایک حُلّہ جو دو کپڑوں پر مشتمل تھا اور ایک ان کی اپنی قمیص جس میں ان کی وفات ہوئی۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال عُثْمَانُ: في ثَلاثَةِ أثْوَابٍ، حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک سرخ حُلّہ اور ایک قمیص، جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

(المعجم ٣٠-٣١) - **باب كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۰، ۳۱- کفن مہنگا بنانا مکروہ ہے



٣١٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ هَاشِمٍ أبُو مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أبي خَالِدٍ، عن عَامِرٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: لَا تَغَالِيَ في كَفَنٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغَالَوْا في الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُهُ سَلْبًا سَرِيعًا».

۳۱۵۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کفن مہنگا نہیں ہونا چاہیے۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''کفن مہنگا مت بنایا کرو' بلاشبہ یہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے۔''

فائدہ: روایت ضعیف ہے' بہرحال کفن مہنگا بنانا ناجائز ہی ہے' نیز اس میں مال کا اسراف بھی ہے۔

٣١٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعْمَشِ، عنْ أبِي وَائِلٍ، عن خَبَّابٍ، قال: مُصْعَبُ بنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إلَّا نَمِرَةٌ،

۳۱۵۵- حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کے روز شہید ہو گئے۔ ان کے پاس ایک ہی سفید و سیاہ دھاری دار اونی چادر تھی۔ ہم جب اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں

٣١٥٤ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٠٣ من حديث أبي داود به * عمرو بن هاشم لين الحديث، وإسماعيل بن أبي خالد عنعن، وفي السند انقطاع بين عامر الشعبي وعلي رضي الله عنه.

٣١٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٩١٣ وح: ٦٤٣٢ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ٩٤٠ من حديث سفيان الثوري به.

كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الإِذْخِرِ».

نکل آتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور قدموں پر تھوڑی سی اِذخر (گھاس) ڈال دو۔''

فوائد ومسائل: ① اصل یہی ہے کہ کفن میت کے اپنے مال میں سے ہو۔ ② کفن میں ایک چادر بھی کفایت کر جاتی ہے۔ ③ کفن کا کپڑا تنگ ہو تو سر ڈھانپ کر پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دی جائے۔ ④ ہمارے صحابۂ کرام اور سلف صالحین کی زندگی انتہائی کفاف (گزارے) والی تھی کہ بعض کے لیے پورا کفن بھی میسر نہ ہوتا تھا!

٣١٥٦- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدَّثني ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثني هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن حَاتِمِ بنِ أَبِي نَصْرٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ عن أَبِيهِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ قال: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ، وَخَيْرُ الأُضْحِيَةِ: الْكَبْشُ الأَقْرَنُ».

٣١٥٦- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین کفن حُلّہ ہے (دو چادریں) اور بہترین قربانی مینڈھا ہے جو سینگوں والا ہو۔''

(المعجم ٣١، ٣٢) - **بَابٌ: فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ** (التحفة ٣٦)

باب: ۳۱'۳۲- عورت کے کفن کا بیان

٣١٥٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أَبِي عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي نُوحُ بنُ حَكِيمٍ الثَّقَفِيُّ، وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُرْوَةَ بنِ مَسْعُودٍ يُقَالُ لَهُ: دَاوُدُ، - قَدْ وَلَّدَتْهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ زَوْجُ النَّبِيِّ

٣١٥٧- حضرت لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ بیان کرتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے حضرت ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات کے وقت غسل دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں (ان کے کفن کے لیے) سب سے پہلے اپنا تہبند عنایت فرمایا' پھر قمیص' پھر اوڑھنی' پھر ایک چادر ان کو لپیٹنے کے لیے' پھر ان

٣١٥٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء فيما يستحب من الكفن، ح: ١٤٧٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ١٥١٧.

٣١٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٦ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٨٠ * نوح بن حكيم وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال، وللحديث علة قادحة عند الزيلعي في نصب الراية: ٢/ ٢٥٨.

ﷺ - أَنَّ لَيْلَى بِنْتَ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةَ قَالَتْ: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُوم ابْنَةَ رَسُولِ الله ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا، فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ الله ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ المِلْحَفَةَ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الآخَرِ، قَالَتْ: وَرَسُولُ الله ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا، يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا.

(کپڑوں) کے بعد ان (دختر محترمہ) کو ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹا گیا۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کفن لیے دروازے کے پاس تشریف فرما تھے اور ہمیں ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے' لہٰذا مرد وعورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ واللہ اعلم۔



(المعجم ٣٢، ٣٣) - بَابٌ: فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ (التحفة ٣٧)

باب:۳۲'۳۳- میت کو کستوری لگانا

٣١٥٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَطْيَبُ طِيبِكُمُ المِسْكُ».

۳۱۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو کستوری ہے۔''

فائدہ: میت کو کوئی سی بھی عمدہ خوشبو لگانا مستحب ہے' تاہم کستوری ہو تو بہتر ہے۔

(المعجم ٣٣، ٣٤) - باب تَعْجِيلِ الْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا (التحفة ٣٨)

باب:۳۳'۳۴- جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا مستحب اور اسے روکے رکھنا مکروہ ہے

٣١٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ أَبُو سُفْيَانَ وأَحْمَدُ بنُ جَنَابٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ابْنُ

۳۱۵۹- حصین بن وحوح سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ طلحہ کی

٣١٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب المسك، ح: ١٩٠٧ من حديث المستمر بن الريان به، وأصله عند مسلم، ح: ١٩/٢٢٥٢.

٣١٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٨/٤ من حديث عيسى بن يونس به ☆ سعيد بن عثمان وثقه ابن حبان وحده، ابن سعيد الأنصاري وأبوه لم أجد من وثقهما.

يُونُسَ - عن سَعِيدِ بنِ عُثْمَانَ الْبَلَوِيِّ عن عَزْرَةَ - قالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ: عُرْوَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ - عن أَبِيهِ، عن الْحُصَيْنِ بنِ وَحْوَحٍ: أَنَّ طَلْحَةَ بنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فقالَ: «إِنِّي لَا أُرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ المَوْتُ، فَآذِنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ».

موت آ گئی ہے۔ (جب ان کی وفات ہو جائے) تو مجھے اطلاع دینا اور جلدی کرنا' مناسب نہیں کہ مسلمان کی میت اس کے گھر والوں کے پاس پڑی رہے۔''

ملحوظہ: روایت ضعیف ہے' مگر دوسری صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنازے کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٤، ٣٥) - بَابٌ: فِي الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۴'۳۵- میت کو نہلانے والے کے لیے غسل کرنے کا مسئلہ

٣١٦٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بنُ شَيْبَةَ عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ الْعَنَزِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَغَسْلِ المَيِّتِ.

۳۱۶۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا: نبی ﷺ چار باتوں سے غسل کیا کرتے تھے: ① جنابت سے ② جمعہ کے روز ③ سینگی لگوا کر ④ اور میت کو غسل دے کر۔

٣١٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن الْقَاسِمِ بنِ عَبَّاسٍ، عن عَمْرِو بنِ

۳۱۶۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی میت کو نہلائے وہ غسل کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔

٣١٦٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٤٨، ورواه ابن خزيمة، ح: ٢٥٦ من حديث محمد بن بشر به.

٣١٦١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٠٣ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري في التاريخ الكبير: ٦/٣٥٥، ٣٥٦، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

عُمَيْرٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ غَسَّلَ المَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

فائدہ: یہ عمل مستحب محض ہے، واجب نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز و بدعها للالبانی رحمہ اللہ مسئله : ۳۱)

٣١٦٢- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن إسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۳۱۶۲-اسحق مولی زائدہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا مَنْسُوخٌ، وَسَمِعْتُ أحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ، وَسُئِلَ عنِ الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ المَيِّتِ فقالَ: يُجْزِيهِ الْوُضُوءُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم منسوخ ہے' میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' ان سے سوال کیا گیا کہ میت کو نہلانے سے غسل کرنا کیسے ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے لیے وضو کافی ہے۔



قَالَ أبُو دَاوُدَ: أدْخَلَ أبُو صَالِحٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أبي هُرَيْرَةَ في هٰذَا الْحَدِيثِ يَعْني إسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ قال: وَحَدِيثُ مُصْعَبٍ ضَعِيفٌ فِيهِ خِصَالٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوصالح نے اس حدیث کی سند میں اپنے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ''اسحق مولی زائدہ'' کو بڑھا دیا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث مصعب بن شیبہ (حدیث : ۳۱۶۰) ضعیف ہے۔ اس میں کئی باتیں ہیں جن پر عمل نہیں۔

(المعجم ٣٥، ٣٦) - بَابٌ: فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٤٠)

باب: ۳۵، ۳۶-میت کو بوسہ دینا

٣١٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۳۱۶۳-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

٣١٦٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٩٩٣ وغيره، والحديث معمول به، والحمد لله.

٣١٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في تقبيل الميت، ح: ٩٨٩، وابن ماجه، ح: ١٤٥٦ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * عاصم بن عبيدالله ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند البزار (كشف)، ح: ٨٠٦، وأبي نعيم في الحلية: ١/ ١٠٥، وغيرهما.

أخبرنا سُفْيَانُ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِ الله، عن القَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ حَتَّى رَأَيْتُ الدُّمُوعَ تَسِيلُ.

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا جبکہ وہ فوت ہو گئے تھے' میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔

فائدہ: مسلمان کبھی بھی نجس نہیں ہوتا' زندگی میں نہ موت کے بعد۔ اور اپنی محبوب میت کو بوسہ دینا کسی طرح معیوب نہیں ہے' اور اس کے غم میں آنسوؤں کا نکل آنا ایک فطری بات ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٣٦، ٣٧) - بَابٌ: فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ (التحفة ٤١)

باب:٣٦'٣٧- رات کے وقت میت کو دفن کرنا

٣١٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا أبُو نُعَيْمٍ عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ، عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ قَالَ: أخبرني جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله - أوْ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله - قال: رَأَى نَاسٌ نَارًا في المَقْبَرَةِ فَأَتَوْهَا فَإِذَا رَسُولُ الله ﷺ في القَبْرِ وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «نَاوِلُونِي صَاحِبَكُم» فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ.

٣١٦٤- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی' وہاں گئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ''اپنا صاحب مجھے پکڑاؤ۔'' پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ آدمی تھا جو اللہ کے ذکر (تلاوت قرآن) کے ساتھ اپنی آواز بلند کیا کرتا تھا۔

فائدہ: حسب مصلحت رات کے وقت میت کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گزشتہ حدیث (٣١٤٨ وغیرہ) میں رات کے وقت دفن پر جو زجر ہے اس کی وجہ بھی وہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر نہیں دی گئی تھی اور آپ ﷺ کے جنازہ پڑھائے بغیر ہی اسے دفن کر دیا گیا تھا۔

(المعجم ٣٧، ٣٨) - بَابٌ: فِي الْمَيِّتِ يُحْمَلُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ وَكَرَاهَةِ ذٰلِكَ (التحفة ٤٢)

باب:٣٧'٣٨- میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناپسندیدہ ہے

٣١٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣١، ٥٣ من حديث أبي نعيم به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨٨١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٦٨، ووافقه الذهبي * محمد بن مسلم الطائفي حسن الحديث، وثقه الجمهور.

٣١٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن نُبَيْحٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلَى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَأْمُرُكُمْ أنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلَى في مَضَاجِعِهِمْ، فَرَدَدْنَاهُمْ.

٣١٦٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم شہدائے احد کو دفن کرنے کے لیے اٹھالائے تو رسول اللہ ﷺ کا منادی آیا اور کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان مقتولوں کو ان کے مقامات شہادت ہی پر دفن کرو۔ چنانچہ ہم نے انہیں وہیں لوٹا دیا۔

فائدہ: میت کو دفن کر دینے کے بعد بغیر کسی اہم مصلحت شرعی کے وہاں سے منتقل کرنا مکروہ ہے۔ (سنن ابی داود' الجنائز' رقم:٣٢٣٢) البتہ دفن سے پہلے منتقل کیا جا سکتا ہے اور بالخصوص شہداء کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔

(المعجم ٣٨، ٣٩) - بَابٌ: فِي الصَّفِّ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٤٣)

باب:٣٨'٣٩- نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان



٣١٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مَرْثَدٍ الْيَزَنِيِّ، عن مَالِكِ بنِ هُبَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ المُسْلِمِينَ إلَّا أوْجَبَ». قال: فَكَانَ مَالِكٌ إذَا اسْتَقَلَّ أهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ.

٣١٦٦- حضرت مالک بن ہبیرہ ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھیں تو اللہ اس کے لیے (جنت) لازم کر دیتا ہے۔'' بیان کیا کہ حضرت مالک ؓ جب کسی جنازہ میں لوگوں کی تعداد کم پاتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے امام شوکانی ؒ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔

٣١٦٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلٰوة على الشهداء ودفنهم، ح:١٥١٦ من حديث سفيان به، ورواه النسائي، ح:٢٠٠٧، والترمذي، ح:١٧١٧، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٥٥٣، وابن حبان، ح:٧٧٤، ٧٧٥.

٣١٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب: كيف الصلٰوة على الميت والشفاعة له، ح:١٠٢٨، وابن ماجه، ح:١٤٩٠ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه الحاكم: ١/ ٣٦٢، ٣٦٣، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق عنعن، وللحديث علة أخرى قادحة.

(نیل الاوطار: ۶۲/۴) لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہبیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نمازی صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ محض نام کے رواجی مسلمان ہوں' نہ شرک و بدعت کا ارتکاب کرنے والے ہوں۔

(المعجم ۳۹، ٤٠) - باب اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ (التحفة ٤٤)

باب: ۳۹' ۴۰- عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا

۳۱۶۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن حَفْصَةَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: نُهِينَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَائِزَ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

۳۱۶۷- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

فائدہ: بہتر یہی ہے کہ عورتیں جنازے کے ساتھ نہ جائیں' اگر جائیں تو آداب شرعیہ کا لحاظ رکھنا واجب ہے' یعنی بے حجابی نہ ہو' بے صبری نہ ہو اور رونا پیٹنا بھی نہ ہو۔

(المعجم ٤٠، ٤١) - باب فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَتَشْيِيعِهَا (التحفة ٤٥)

باب: ۴۰' ۴۱- جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت

۳۱٦۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن سُمَيٍّ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قال: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ أَوْ أَحَدُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ».

۳۱۶۸- حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اور پھر اس پر نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے' اور جو اس کے ساتھ گیا حتی کہ (دفن سے) فراغت ہوگئی تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ ان دونوں قیراطوں میں سے چھوٹا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا یا فرمایا کہ ان میں ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہوگا۔

۳۱٦۷ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض، ح: ۳۱۳ من حديث حماد بن زيد به مطولاً، ورواه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة . . . الخ، ح: ۹۳۸ بعد، ح: ۱٤۹۱ من حديث أيوب السختياني رحمه الله.

۳۱٦۸ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي في مسنده، ح: ۱۰۲۷ عن سفيان بن عيينة به، ورواه مسلم، ح: ٤٥/۹٤٥ من حديث أبي صالح

فائدہ: دنیا میں قیراط ایک معمولی وزن ہے یعنی ۲۱۲۵. یا ۲۴۷۵. گرام۔ مگر ایمان' تقویٰ اور اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا کرنے کی برکت سے اللہ عزوجل اس عمل کو پہاڑوں کے برابر کر دے گا اور ایسا ہو جانا کوئی محال نہیں ہے اور ہر صاحب ایمان کو ایسے اعمال خیر کا حریص ہونا چاہیے۔

۳۱۶۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حُسَيْنٍ الْهَرَوِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا الْمُقْرِىءُ: حدثنا حَيْوَةُ: حَدَّثَني أَبُو صَخْرٍ - وَهُوَ حُمَيْدُ بنُ زِيَادٍ - أَنَّ يَزِيدَ بنَ عَبْدِ اللهِ بنِ قُسَيْطٍ حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بنَ عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أَبِي وَقاصٍ حَدَّثَهُ عن أبيهِ: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ ابنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ إِذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ فقَالَ: يَاعَبْدَ اللهِ ابنَ عُمَرَ؛ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ، فَأَرْسَلَ ابنُ عُمَرَ إلى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ.

۳۱۶۹- جناب داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاص' اپنے والد (عامر) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (عامر) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب ؓ کے پاس تھے کہ جناب خباب صاحب مقصورہ تشریف لائے اور کہا: اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ نے سنا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ کیا کہتے ہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص جنازے والے گھر سے اس کے ساتھ نکلا اور اس پر نماز پڑھی......'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عمر ؓ نے یہ حدیث حضرت عائشہ ؓ سے پچھوائی تو انہوں نے فرمایا: ابوہریرہ نے سچ کہا ہے۔



فائدہ: شرعی مسائل کی معتبر' ثقہ اور علمی شخصیات سے تصدیق و توثیق کر لینی چاہیے۔

۳۱۷۰- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أَبُو صَخْرٍ عن شَرِيكِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي نَمِرٍ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ

۳۱۷۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر چالیس آدمی کھڑے ہو کر جنازہ پڑھیں' جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں' تو اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول کر لی

۳۱۶۹۔ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب فضل الصلوٰة على الجنازة واتباعها، ح: ۹٤٥ من حديث أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد المقريء به.

۳۱۷۰۔ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب من صلى عليه أربعون شفعوا به، ح: ۹٤۸ عن الوليد بن شجاع به مطولاً.

فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ».

جاتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① جو لوگ اس بات کے متمنی ہوں کہ ان کی دعائیں قبول ہوا کریں اور بالخصوص اموات کے متعلق ان کی دعائیں منظور ہوں تو چاہیے کہ شرک سے دور رہیں اور ایمان وتقوی کے تقاضے پورے کرنے والے بنیں۔② جنازہ میں شرکت کے لیے موحدین (شرک و بدعت سے بےزار اور بری) حضرات کو بالخصوص اطلاع دی جائے تاکہ مرنے والے کو فی الواقع فائدہ پہنچے۔ مشرک و مبتدع لاکھوں اکٹھے ہو جائیں تو کیا فائدہ؟ اور جنازہ میں موحدین کی تعداد جس قدر زیادہ ہو مستحب ہے۔

(المعجم ٤١، ٤٢) - **بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الْمَيِّتِ بِالنَّارِ** (التحفة ٤٦)

باب: ۴۱، ۴۲ - میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے

٣١٧١- **حَدَّثَنَا** هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا أبو دَاوُدَ قالَا: حَدَّثَنا حَرْبٌ يَعني ابنَ شَدَّادٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَني بابُ ابنُ عُمَيْرٍ: حَدَّثَني رَجُلٌ مِنْ أهْلِ المَدِينَةِ عن أبِيهِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ».

۳۱۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "جنازے کے ساتھ کوئی آواز یا آگ نہ جائے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ هَارُونُ: «وَلَا يُمْشَى بَيْنَ يَدَيْهَا».

امام ابوداود نے فرمایا: (راویٔ حدیث) ہارون نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: "آگ اس کے آگے آگے نہ لے جائی جائے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ میت کے ساتھ نوحہ کرنے والے نہیں ہونے چاہییں۔ نوحہ ہر جگہ ہی حرام ہے۔ اور آج کل جو بدعت چلی ہے کہ میت کو اٹھاتے ہوئے کلمۂ شہادت کلمۂ شہادت پکارتے جاتے ہیں حدیث میں وارد ممنوع آواز میں شامل ہے۔ سنن الکبری بیہقی اور کتاب الزہد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میت کو اٹھائے ہوئے آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (سنن الكبرى للبيهقي: ۴/۷۴)

٣١٧١- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٨ عن عبدالصمد به * باب بن عمير وثقه ابن حبان وحده، ورجل من أهل المدينة وأبوه مجهولان.

و کتاب الزهد لابن المبارك' ص:۸۳)اور آگ لے جانا بھی جائز نہیں جیسے کہ عیسائیوں وغیرہ کے ہاں مشعلیں لے جائی جاتی ہیں۔ یا ہمارے ہاں لوگ قبروں پر اگر بتیاں لگاتے ہیں۔ البتہ رات کے وقت دفن کے لیے روشنی کا اہتمام کرنا شرعی ضرورت کے تحت جائز ہے۔

(المعجم ٤٢، ٤٣) - بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ (التحفة ٤٧)

باب:۴۲'۴۳-میت کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ

٣١٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ، عن عَامِرِ بنِ رَبِيعَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «إذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةً فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ».

۳۱۷۲- حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت ہے انھیں نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی: ”جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتی کہ آگے گزر جائے یا اسے نیچے رکھ دیا جائے۔“



فائدہ: لیکن دوسری روایات میں ہے کہ بعد میں نبی ﷺ نے کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے کھڑے ہونے کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اور بعض علماء نے دونوں ہی باتوں کا جواز تسلیم کیا ہے۔

٣١٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ عن ابنِ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوضَعَ».

۳۱۷۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازے کے ساتھ جاؤ تو جب تک اسے نیچے نہ رکھ دیا جائے' مت بیٹھو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عن سُهَيْلٍ عن أَبِيهِ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ فِيهِ: «حَتَّى تُوضَعَ بالأَرْضِ». وَرَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عن سُهَيْلٍ قال: «حَتَّى تُوضَعَ في اللَّحْدِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو (سفیان) ثوری نے بواسطہ سہیل' اس کے والد سے اور اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں کہا: ”حتی کہ اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔“ جبکہ ابومعاویہ نے سہیل سے روایت کرتے ہوئے کہا: ”حتی

٣١٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:١٣٠٧، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:٩٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣١٧٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] * حديث سفيان الثوري رواه البيهقي: ٤/ ٢٦.

کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسُفْيَانُ أَحْفَظُ مِنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ سفیان (ثوری) ابومعاویہ کی نسبت زیادہ حافظ تھے۔

فائدہ: اس سے میت کے ساتھ جانے والوں کے لیے اس بات کا استحباب معلوم ہوتا ہے کہ جب تک میت کو رکھ نہ دیا جائے، بیٹھنے سے گریز کیا جائے۔ لیکن بعد میں بیٹھنے کے حکم والی روایات سے بعض علماء کے نزدیک اس کا نسخ اور بعض کے نزدیک دونوں باتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

٣١٧٤- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ الفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ مِقْسَم قال: حَدَّثَني جَابِرٌ قال: كُنَّا مَعَ النَّبيِّ ﷺ إذْ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَحْمِلَ إذَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقالَ: «إنَّ المَوْتَ فَزَعٌ فَإذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةً فَقُومُوا».

٣١٧٤- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب ہم نے اس کو کندھا دینا چاہا تو معلوم ہوا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "بلاشبہ موت ایک المناک حادثہ ہے، جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔"

فائدہ: اس حدیث میں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے بعد والی روایت میں صراحت ہے کہ بعد میں نبی ﷺ بیٹھنے لگ گئے تھے۔ اس لیے کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے یا پھر دونوں ہی باتیں جائز ہیں۔

٣١٧٥- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن وَاقِدِ بنِ عَمْرِو ابنِ سَعْدِ بنِ مُعَاذٍ الأَنْصَارِيِّ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن مَسْعُودِ بنِ الْحَكَمِ،

٣١٧٥- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جنازوں کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے، مگر بعد میں بیٹھنے لگ گئے تھے۔

٣١٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لِجنازة يهودي، ح: ١٣١١، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٩٦٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣١٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ٩٦٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٣٢.

عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قامَ في الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ.

٣١٧٦- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ بَهْرَامَ المَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: أخبرنَا أبُو الأَسْبَاطِ الْحارِثِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ سُلَيْمَانَ بنِ جُنَادَةَ بنِ أبي أُمَيَّةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُومُ في الْجَنازَةِ حَتَّى تُوضَعَ في اللَّحْدِ، فَمَرَّ بِهِ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فقالَ: هَكَذَا نَفْعَلُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَقالَ: «اجْلِسُوا، خَالِفُوهُمْ».

۳۱۷۶- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے رہتے تھے حتی کہ اسے لحد میں اتار دیا جاتا' ایک یہودی عالم کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے کہا: ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ تو نبی ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔ ان کی مخالفت کرو۔''



فائدہ: کفار کی مخالفت کرنے کا حکم' ان کے دینی امور اور خاص قومی عادات میں ہے' امورِ عامہ و عادیہ میں نہیں۔

(المعجم ٤٣، ٤٤) - باب الرُّكُوبِ فِي الْجَنَازَةِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۳' ۴۴- جنازہ میں سوار ہو کر جانا

٣١٧٧- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: أخبرنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن أبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ، عن ثَوْبَانَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَ فَلَمَّا انْصَرَفَ

۳۱۷۷- حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے' تو آپ کو سواری پیش کی گئی مگر آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا' پھر جب واپس ہوئے اور سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: ''تحقیق فرشتے چل رہے تھے تو مجھے لائق نہ تھا کہ وہ چل رہے

٣١٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس قبل أن توضع، ح: ١٠٢٠، وابن ماجه، ح: ١٥٤٥ من حديث أبي الأسباط بشر بن رافع الحارثي به، وقال الترمذي: "غريب، وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * عبدالله بن سليمان بن جنادة ضعيف، وأبوه منكر الحديث، فالسند ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث مسلم، ح: ٩٦٢ يغني عنه.

٣١٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٣ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٥٥، ووافقه الذهبي * يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ، فَقِيلَ لَهُ، فقالَ: «إنَّ المَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ».

ہوں اور میں سوار ہو جاؤں؟ جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔"

فائدہ: صاحب ایمان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ فرشتے بھی اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں، نیز اصحاب فضل کا از حد ادب کرنا چاہیے جس کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں سوار ہونا پسند نہ فرمایا۔ ویسے جنازے کے ساتھ سوار ہو کے جانا جائز ہے، مگر سوار پیچھے پیچھے رہے۔

۳۱۷۸- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حدثنا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ: سَمِعَ جَابِرَ بنَ سَمُرَةَ قال: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ شُهُودٌ، ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ فَعُقِلَ حَتَّى رَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَسْعَى حَوْلَهُ ﷺ.

۳۱۷۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور ہم اس میں موجود تھے، پھر ایک گھوڑا لا کر باندھ دیا گیا حتی کہ آپ اس پر سوار ہو گئے، پھر وہ آپ کے ساتھ درمیانی رفتار سے تیز تیز چلنے لگا اور ہم بھی آپ کے ساتھ اردگرد میں تیز تیز چلنے لگے۔

(المعجم ٤٤، ٤٥) - **باب الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ** (التحفة ٤٩)

باب:۴۴، ۴۵- جنازے کے آگے آگے چلنا

۳۱۷۹- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أمَامَ الْجَنَازَةِ.

۳۱۷۹- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ لوگ جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔

فائدہ: حسب احوال میت کے آگے آگے پیدل چلنا جائز ہے، اس میں میت کی کوئی بے ادبی نہیں ہوتی۔

۳۱۷۸ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنازة إذا انصرف، ح: ٩٦٥ من حديث شعبة به.

۳۱۷۹ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنازة، ح: ١٠٠٧، ١٠٠٨، ١٠١٠، وابن ماجه، ح: ١٤٨٢، والنسائي، ح: ١٩٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وتابعه منصور وبكر ابن وائل وغيرهما، والحديث أعله الترمذي، وقال النسائي: "هذا خطأ، والصواب مرسل" * الصواب أنه متصل أيضًا، والزهري صرح بالسماع، والحمد لله.

۳۱۸۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن يُونُسَ، عن زِيَادِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، قال: وَأحْسَبُ أنَّ أهْلَ زِيَادٍ أخبروني أنَّهُ رَفعهُ إلى النَّبيِّ ﷺ قال: «الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَأمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ».

۳۱۸۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''سوار آدمی جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل لوگ اس کے پیچھے' آگے' دائیں اور بائیں اس کے قریب قریب چلیں' اور بچہ جو ناقص پیدا ہو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔''

 **فوائد ومسائل:** ① [اَلسِّقْطُ] (سین پر تینوں حرکات کے ساتھ) اس سے مراد نا تمام بچہ ہے۔ ② نا تمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بابت اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر ؓ کا قول ہے کہ بچہ اگر زندگی کی علامت کے ساتھ پیدا نہ ہو تو بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی قول ابن سیرین اور ابن مسیب ؒ کا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ؒ کا قول ہے کہ اگر اس پر چار مہینے دس دن گزر چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ جب پیدا ہو اور علامت زندگی موجود ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت جابر ؓ نے اتنا مزید کہا ہے کہ اگر زندگی کی علامت نہ ہو تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اس کے قائل امام ابوحنیفہ' مالک' اوزاعی اور شافعی ؒ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب. (عون المعبود) شیخ البانی ؒ نے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔



(المعجم ٤٥، ٤٦) - **باب الإسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ** (التحفة ٥٠)

باب: ۴۵' ۴۶- جنازہ جلدی لے جانے کا بیان

۳۱۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن

۳۱۸۱- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جنازہ جلدی لے جاؤ' اگر

۳۱۸۰- **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلوٰة على الأطفال، ح: ۱۰۳۱ من حديث زياد بن جبير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۵۰۷، والنسائي، ح: ۱۹۵۰، وصححه ابن حبان، ح: ۷۶۹، والحاكم على شرط البخاري: ۱/ ۳۶۳، ووافقه الذهبي.

۳۱۸۱- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ۱۳۱۵، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح: ۹٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

أبي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبيَّ ﷺ قال: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

وہ نیک اور صالح ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف آگے لے جا رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو وہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار پھینک رہے ہو۔''

فائدہ: وفات ہو جانے کے بعد میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے' دور دراز کے اقارب و احباب کو جمع کرنا اور ان کی آمد کے انتظار میں تاخیر کرنا ایک غیر شرعی اور نامناسب عمل ہے۔

۳۱۸۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عُيَيْنَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ في جَنَازَةِ عُثْمَانَ بنِ أبي الْعَاصِ وَكُنَّا نَمْشِي مَشْيًا خَفِيفًا فَلَحِقَنَا أَبُو بَكْرَةَ فَرَفَعَ سَوْطَهُ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ نَرْمُلُ رَمَلًا.

۳۱۸۲- حضرت عیینہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھے اور ہم میت کو اٹھائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہمیں پیچھے سے آن ملے تو انہوں نے اپنا کوڑا بلند کیا اور کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور (میت کو اٹھا کر) درمیانی چال سے دوڑ رہے ہوتے تھے۔

فائدہ: اس واقعہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں۔ صحیح ''عبدالرحمٰن بن سمرہ'' ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے۔

۳۱۸۳- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ؛ ح: وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابنَ يُونُسَ عن عُيَيْنَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَا:

۳۱۸۳- خالد بن حارث اور عیسیٰ بن یونس نے عیینہ بن عبدالرحمٰن سے یہ روایت نقل کی تو ان دونوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) اپنا خچر دوڑا کر لائے اور اپنے کوڑے سے اشارہ کیا۔

۳۱۸۲ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ۱۹۱٤ من حديث عيينة بن عبدالرحمن به، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۵۵، ووافقه الذهبي * قوله عثمان بن أبي العاص وهم، والصواب في جنازة عبدالرحمن بن سمرة، انظر الحديث الآتي.

۳۱۸۳ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ۱۹۱۳ من حديث خالد ابن الحارث ...

فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ قال: فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ بَغْلَتَهُ وَأَهْوَى بِالسَّوْطِ.

٣١٨٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن يَحْيَى المُجَبِّرِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يَحْيَى بنُ عَبْدِ الله التَّيْمِيُّ - عن أبي مَاجِدَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا ﷺ عَنِ المَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ فقالَ: «مَا دُونَ الْخَبَبِ، إنْ يَكُنْ خَيْرًا تَعَجَّلَ إلَيْهِ، وَإنْ يَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، وَالْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ، لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا».

۳۱۸۴-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ سے پوچھا کہ جنازے کے ساتھ چلنے کا کیا ادب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”درمیانی سی تیز رفتار سے چلا جائے‘ اگر وہ نیک ہے تو بھلائی کی طرف جلدی لے جاتے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو دوزخیوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جنازہ آگے آگے ہونا چاہیے‘ پیچھے نہیں ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اس کے آگے چلے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ، هُوَ يَحْيَى ابنُ عَبْدِ الله، وَهُوَ يَحْيَى الْجَابِرُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے (یحییٰ المجبر) یہ یحییٰ بن عبداللہ ہے اور یہی یحییٰ الجابر ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا كُوفِيٌّ، وَأَبُو مَاجِدَةَ بَصْرِيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کوفی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو مَاجِدَةَ هٰذَا لَا يُعْرَفُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوماجدہ بصری‘ غیر معروف راوی ہے۔

(المعجم ٤٦، ٤٧) - باب الإمَامِ لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ٥١)

باب:۴۶‘۴۷-امام‘ خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھائے

 فائدہ: امام سے مراد علاقے کا امام اعظم ہے اور معاشرے کی محترم و معتبر شخصیات بھی اسی کے تابع ہیں۔

٣١٨٥- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا

۳۱۸۵-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣١٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي خلف الجنازة، ح: ١٠١١ من حديث يحيى المجبر به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٤٨٤ * يحيى بن عبدالله لين الحديث، وأبو ماجدة مجهول.

٣١٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلٰوة على القاتل نفسه، ح: ٩٧٨ من حديث زهير به مختصرًا.

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ: حدَّثني جَابِرُ بنُ سَمُرَةَ قال: مَرِضَ رَجُلٌ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ جَارُهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، قالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ؟» قال: أَنَا رَأَيْتُهُ، قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ»، قال: فَرَجَعَ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَ: إِنَّهُ قَدْ مَاتَ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ»، قال: فَرَجَعَ فَصِيحَ عَلَيْهِ فقالَتِ امْرَأَتُهُ انْطَلِقْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ، فقالَ الرَّجُلُ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ قال: ثُمَّ انْطَلَقَ الرَّجُلُ فَرَآهُ قَدْ نَحَرَ نَفْسَهُ بِمِشْقَصٍ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ إلى النَّبيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، قال: «وَمَا يُدْرِيكَ؟» قال: رَأَيْتُهُ يَنْحَرُ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ مَعَهُ، قال: «أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟» قال: نَعَمْ، قالَ: «إِذًا لَا أُصَلِّي عَلَيْهِ».

کہ ایک شخص بیمار ہوگیا' (اس کے گھر والے) اس پر رونے لگے۔ تو اس کا ہمسایہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ وہ آدمی فوت ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا خبر؟'' اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ نہیں مرا ہے۔'' تو وہ لوٹ گیا۔ گھر والے اس آدمی پر پھر رونے لگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ وہ مر گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ نہیں مرا ہے'' تو وہ لوٹ گیا۔ تو لوگ اس پر پھر رونے لگے۔ اس کی بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں خبر کرو۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ پھر وہ آدمی آیا اور دیکھا کہ اس نے اپنے آپ کو تیر (یا نیزے) کے پھل سے جو اس کے پاس تھا ذبح کر لیا تھا۔ تو وہ نبی ﷺ کی طرف چلا اور آپ کو خبر دی کہ وہ مر گیا ہے۔ آپ نے کہا: ''تمہیں کیسے خبر ہوئی؟'' اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس نے نیزے کے پھل کے ساتھ اپنے آپ کو ذبح کر لیا ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

فائدہ: خودکشی گویا اللہ کی تقدیر سے ناراضی کا اظہار ہے۔ اس لیے امام اعظم اور دیگر معتبر شخصیات اس کا جنازہ نہ پڑھیں تا کہ دوسروں کو عبرت ہو اور عام مسلمان پڑھیں۔

(المعجم ٤٧، ٤٨) - باب الصَّلاةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَتْهُ الْحُدُودُ (التحفة ٥٢)

باب: ۴۷، ۴۸- جو شخص شرعی حد میں قتل کیا جائے اس کی نماز جنازہ

٣١٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو

۳۱۸۶- حضرت ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے کہ

٣١٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٩ من حديث أبي عوانة به * النفر البصريون كلهم ◀◀

عَوَانَةَ عن أبي بِشْرٍ قال: حَدَّثَني نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عن أبي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يُصَلِّ عَلَى مَاعِزِ بنِ مَالِكٍ وَلَمْ يَنْهَ عن الصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن دوسروں کو روکا نہیں تھا۔

فوائد ومسائل: ① بعض روایات کی رُو سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا مگر غامدیہ کا جنازہ پڑھا تھا۔ اور یہ دونوں ہی حد زنا میں رجم کیے گئے تھے۔ ② اس قسم کے مسئلے میں امام حسب مصلحت کسی بھی صورت پر عمل کرسکتا ہے۔ جبکہ عام مسلمانوں کو ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ قصۂ ماعز کی روایات کی تفصیل کے لیے دیکھیں ارواء الغلیل' ج: ۷ حدیث: ۲۳۲۲' جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھے جانے کی روایت کو راجح قرار دیتے ہیں۔ (نیل الاوطار' باب: الصلاة علی من قتل فی حد)

(المعجم ٤٨، ٤٩) - **بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ** (التحفة ٥٣)

باب: ۴۸'۴۹ - بچے کی نماز جنازہ



٣١٨٧ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنا أَبِي عن ابنِ إسْحَاقَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ أبي بَكْرٍ عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَاتَ إبْرَاهِيمُ ابنُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ.

۳۱۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① بچہ جب زندہ پیدا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح اس بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے جس کی ولادت قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لیے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ زندہ بطن مادر سے باہر آئے' بلکہ مردہ بھی ساقط ہوگا' تب بھی اس کی نماز پڑھنی صحیح ہوگی' بشرطیکہ اس حمل پر چار مہینے گزر چکے ہوں۔ نماز جنازہ میں اس کے والدین کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا کی جائے۔ جس حدیث میں بچے کی نماز جنازہ کے لیے استہلال (زندگی) کی شرط ہے' وہ ضعیف ہے۔ (احکام الجنائز' للالبانی) تاہم یہ ضروری اور واجب نہیں۔ ایک مشروع امر

◀◀ مجهولون، وحديث عبدالرزاق: ١٣٣٣٩، والبخاري: ٦٨٢٠ يغني عنه.

٣١٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٧ عن يعقوب بن إبراهيم به.

ہے یعنی اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ ④ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ شاید سورج گرہن کی نماز میں مشغولیت تھی یا ممکن ہے کہ اس فضیلت کی بنا پر جو انہیں رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہونے کی نسبت سے حاصل تھی' اس پر کفایت کی گئی۔ (خطابی)

۳۱۸۸ (أ)- **حَدَّثَنا** هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن وَائِلِ بنِ دَاوُدَ قال: سَمِعْتُ الْبَهِيَّ قال: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابنُ النَّبيِّ ﷺ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ في المَقَاعِدِ.

۳۱۸۸- وائل بن داود نے کہا کہ میں نے بَہِیّ سے سنا' وہ کہتے تھے: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مقام مقاعد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

۳۱۸۸(ب)-قَالَ أَبو دَاوُدَ قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ ابنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَّانِيِّ قِيلَ لَهُ حَدَّثَكُم ابنُ المُبَارَكِ عن يَعْقُوبَ بنِ الْقَعْقَاعِ عن عَطَاءٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ابنُ سَبْعِينَ لَيْلَةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن یعقوب طالقانی پر قراءت کی' ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو ابن مبارک عن یعقوب بن قعقاع بواسطہ عطاء نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھا تھا جبکہ وہ ستر دنوں کا تھا۔

فائدہ: یہ روایات ضعیف ہیں۔ صحیح روایات اسی بات کی تائید کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے فرزند گرامی ابراہیم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز' للالبانی' رحمه الله تعالىٰ)

(المعجم ٤٩، ٥٠) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٥٤)

باب: ۴۹' ۵۰- مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

۳۱۸۹- **حَدَّثَنا** سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا فُلَيْحُ بنُ سُلَيْمَانَ عن صَالِحِ بنِ عَجْلَانَ وَمُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبَّادٍ، عن عَبَّادِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ

۳۱۸۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ کہتی ہیں: قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

۳۱۸۸- (أ،ب) **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٩ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

۳۱۸۹- **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الجنائز في المسجد، ح: ۱۵۱۸

قَالَتْ: وَاللهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

٣١٩٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن الضَّحَّاكِ يَعْني ابنَ عُثْمَانَ، عن أبِي النَّضْرِ، عن أبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: وَاللهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ في المَسْجِدِ، سُهَيْلٍ وَأخِيهِ.

٣١٩٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی تھی۔

فائدہ: مسجد میں نماز جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج کی بات نہیں اور اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو میت کو ناپاک خیال کرتے ہیں' یا جو لایعنی اوہام کا شکار ہوتے ہیں کہ کہیں اس سے کوئی آلائش نہ نکل آئے۔ تاہم عیدہ گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔



٣١٩١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ أبِي ذِئْبٍ: حدَّثني صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى على جَنَازَةٍ في المَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْه».

٣١٩١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی میت کا جنازہ مسجد میں ادا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے بھی ''فلاشَيْءَ عليه'' کے الفاظ کے بجائے ''فلاشَيْءَ له'' کو صحیح قرار دیا ہے' جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے والے کو کچھ نہیں ملے گا' اور اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ خاص اجر اسے نہیں ملے گا' صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا' مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ واللہ اعلم. (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ''الصحيحة' ٤٦٢/٥ حديث: ٢٣٥١)

٣١٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على الجنازة في المسجد، ح: ٩٧٣ عن هارون بن عبدالله به.

٣١٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوٰة على الجنائز في المسجد، ح: ١٥١٧ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به * صالح حدث به قبل اختلاطه، وقوله: "فلا شيء عليه" الصواب: "فلا شيء له" يعني من الأجر الخاص كما فسره السندي.

(المعجم ٥٠، ٥١) - **باب الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا** (التحفة ٥٥)

٣١٩٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَلِيِّ بنِ رَبَاحٍ قال: سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ، أنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ قال: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَنْهَانَا أنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ، أوْ كَمَا قال.

باب:۵۰'۵۱-سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت دفن کرنا

۳۱۹۲-حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ تین اوقات کے متعلق رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنی میتوں کو دفن کریں: جب سورج نکل رہا ہو حتی کہ بلند ہو جائے' عین دوپہر (زوال) کے وقت حتی کہ ڈھل جائے اور جب غروب ہونے کے قریب ہو حتی کہ غروب ہو جائے۔ راوی کہتا ہے کہ نبی ﷺ کے الفاظ اسی کے قریب تھے۔

(المعجم ٥٢) - **بابٌ: إذَا حَضَرَ جَنَائِزُ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدَّمُ** (التحفة ٥٦)

٣١٩٣- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عن يَحْيَى بنِ صُبَيْحٍ قال: حَدَّثَني عَمَّارٌ مَوْلَى الْحَارِثِ بنِ نَوْفَلٍ: أنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كُلْثُوم وَابْنِهَا فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الإمَامَ، فَأنْكَرْتُ ذٰلِكَ، وَفي الْقَوْمِ ابنُ عَبَّاسٍ وَأبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأبُو قَتَادَةَ وَأبُو هُرَيْرَةَ، فقَالُوا: هٰذِهِ السُّنَّةُ.

باب:۵۲-مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے آجائیں تو کسے آگے کیا جائے؟

۳۱۹۳-حضرت عمار مولیٰ حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ وہ ام کلثوم (دختر علی بن ابی طالب ؓ زوجۂ محترمہ حضرت عمر بن خطاب ؓ) اور ان کے صاحبزادے (زید اکبر) کے جنازے میں حاضر تھے۔ پس (امیر مدینہ نے) بچے کو امام کی طرف رکھا تو میں نے اس کا انکار کیا' جماعت میں حضرات ابن عباس' ابو سعید خدری' ابو قتادہ اور ابو ہریرہ ؓ موجود تھے' تو انہوں نے کہا: یہی سنت ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ مرد کو امام کی طرف اور عورت کو اس کے بعد رکھا جائے۔ اور دوسری اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی

٣١٩٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلٰوة فيها، ح: ٨٣١ من حديث موسى بن عُلَيٍّ به.

٣١٩٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ١٩٧٩.

کہ حضرات اہل بیت، خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس کے تعلقات انتہائی قربت اور اخوت کے تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان کے مابین عداوت ومخالفت باور کراتے ہیں۔

(المعجم ٥١، ٥٣) - بَابٌ: أَيْنَ يَقُومُ الإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۱، ۵۳- جنازہ پڑھاتے ہوئے امام میت کے مقابل کہاں کھڑا ہو؟

٣١٩٤- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن نَافِعٍ أبِي غَالِبٍ قال: كُنْتُ فِي سِكَّةِ الْمِرْبَدِ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ وَمَعَهَا نَاسٌ كَثِيرٌ قالُوا: جَنَازَةُ عَبْدِ الله بنِ عُمَيْرٍ فَتَبِعْتُهَا فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَيْهِ كِسَاءٌ رَقِيقٌ عَلَى بُرَيْذِينَتِهِ وَعَلَى رَأْسِهِ خِرْقَةٌ تَقِيهِ مِنَ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا الدِّهْقَانُ قالوا: هٰذَا أَنَسُ بنُ مَالِكٍ، فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ قَامَ أَنَسٌ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَأَنَا خَلْفَهُ لَا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ لَمْ يُطِلْ وَلَمْ يُسْرِعْ ثُمَّ ذَهَبَ يَقْعُدُ، فَقَالُوا: يَاأَبَا حَمْزَةَ! الْمَرْأَةُ الأَنْصَارِيَّةُ، فَقَرَّبُوهَا وَعَلَيْهَا نَعْشٌ أَخْضَرُ، فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا نَحْوَ صَلَاتِهِ عَلَى الرَّجُلِ ثُمَّ جَلَسَ، فقالَ العَلَاءُ بنُ زِيَادٍ: يَاأَبَا حَمْزَةَ! هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ، يُكَبِّرُ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَيَقُومُ

۳۱۹۴- حضرت نافع ابوغالب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں (بصرہ میں) مربد محلّہ کی ایک گلی میں تھا کہ ایک جنازہ گزرا، اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عمیر کا جنازہ ہے تو میں بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ میں نے ایک آدمی دیکھا جو ایک باریک سی اونی چادر اوڑھے ہوئے اپنے چھوٹے سے گھوڑے پر سوار تھا، دھوپ سے بچاؤ کے لیے اس نے اپنے سر پر کپڑا رکھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ محترم بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ (صحابئ رسول) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ جب میت کو رکھا گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھایا، میں ان کے پیچھے تھا میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ آپ اس میت کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے اور چار تکبیریں کہیں۔ آپ نے نماز میں طوالت کی نہ جلدی۔ پھر بیٹھنے لگے تو لوگوں نے کہا: اے ابوحمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ ایک انصاری خاتون (کا جنازہ) ہے اور وہ اسے قریب لائے اور میت کے اوپر سبز رنگ کا



٣١٩٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة، ح: ١٠٣٤ من حديث نافع أبي غالب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٤٩٤ * وقول أبي غالب: "فسألت عن صنيع أنس . . . الخ" ضعيف لجهالة الذين حدثوه.

عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَعَجِيزَةِ الْمَرْأَةِ؟ قال: نَعَمْ، قالَ: يَاأَبَا حَمْزَةَ! غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ؟ قال: نَعَمْ غَزَوْتُ مَعَهُ حُنَيْنًا فَخَرَجَ الْمُشْرِكُونَ فَحَمَلُوا عَلَيْنَا حَتَّى رَأَيْنَا خَيْلَنَا وَرَاءَ ظُهُورِنَا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَيْنَا فَيَدُقُّنَا وَيَحْطِمُنَا، فَهَزَمَهُمُ اللهُ وَجَعَلَ يُجَاءُ بِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ عَلَى الإِسْلَامِ، وَقالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ عَلَيَّ نَذْرًا إِنْ جَاءَ اللهُ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مُنْذُ الْيَوْمِ يَحْطِمُنَا لأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، فَسَكَتَ رَسُولُ الله ﷺ وَجِيءَ بِالرَّجُلِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ الله ﷺ قالَ: يَارَسُولَ الله! تُبْتُ إِلَى الله، فَأَمْسَكَ رَسُولُ الله ﷺ لا يُبَايِعُهُ لِيَفِيَ الآخَرُ بِنَذْرِهِ قال: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَتَصَدَّى لِرَسُولِ الله ﷺ لِيَأْمُرَهُ بِقَتْلِهِ وَجَعَلَ يَهَابُ رَسُولَ الله ﷺ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ الله ﷺ أَنَّهُ لا يَصْنَعُ شَيْئًا بَايَعَهُ، فقالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ الله! نَذْرِي، قالَ: «إِنِّي لَمْ أُمْسِكْ عَنْهُ مُنْذُ الْيَوْمِ إِلَّا لِتُوفِيَ بِنَذْرِكَ»، فقالَ: يَارَسُولَ الله! أَلَا أَوْمَضْتَ إِلَيَّ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ أَنْ يُومِضَ».

پردہ تھا۔ (تابوت نما رکاوٹ جو عورت کی نعش پر رکھی جاتی ہے) تو آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے اور جنازہ پڑھایا جیسے کہ مرد کا پڑھایا تھا پھر آپ بیٹھ گئے۔ تو علاء بن زیاد نے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی جنازہ پڑھایا کرتے تھے جیسے کہ آپ نے پڑھایا ہے کہ چار تکبیریں کہتے اور مرد کے لیے اس کے سر کے سامنے اور عورت کے لیے اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا کہ مشرکین نکلے اور ہم پر حملہ کر دیا حتی کہ ہم نے اپنے گھوڑوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے دیکھا (ہم پسپا ہو گئے) اور ان مشرکین میں ایک آدمی تھا جو ہمیں کچلے جا رہا تھا اور اس نے ہمیں توڑ کے رکھ دیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں پسپا کر دیا۔ اور پھر ان لوگوں کو لایا گیا اور وہ اسلام پر بیعت کرنے لگے۔ اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا تھا: مجھ پر یہ نذر ہے کہ اگر اللہ اس آدمی کو لے آیا جو آج ہمیں کچلتا رہا ہے تو میں بالضرور اس کی گردن اڑاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) خاموش رہے اور اس آدمی کو لے آیا گیا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اور پھر آپ رکے رہے اور اس سے بیعت نہیں لی تاکہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کر لے۔ راوی کہتا ہے: اور وہ صحابی بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے

آتا رہا تاکہ آپ ﷺ اسے اس شخص کو قتل کر دینے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ جبکہ وہ اپنے طور پر اس کو قتل کر دینے میں رسول اللہ ﷺ سے ہیبت میں تھا۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ وہ صحابی کچھ نہیں کر رہا ہے تو آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اس صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نذر (کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: ''میں تو اسی لیے رکا رہا کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی نبی کو لائق نہیں کہ آنکھ سے اشارہ کرے۔''

560

قال أبُو غَالِبٍ: فَسَألْتُ عَنْ صَنِيعِ أَنَسٍ في قِيَامِهِ عَلَى الْمَرْأةِ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا، فَحَدَّثُونِي أَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّهُ لَمْ تَكُنِ النُّعُوشُ فَكَانَ الإمَامُ يَقُومُ حِيَالَ عَجِيزَتِهَا يَسْتُرُهَا مِنَ الْقَوْمِ.

ابوغالب کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے متعلق دریافت کیا جو وہ عورت کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ (پہلے) یہ اس لیے ہوتا تھا کہ میت پر تابوت نہیں رکھا جاتا تھا تو امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو جاتا تھا تاکہ اس کے لیے قوم سے پردہ بن جائے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «أُمِرْتُ أنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إلٰهَ إلَّا الله» نَسَخَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ في قَتْلِهِ بِقَوْلِهِ: إِنِّي قَدْ تُبْتُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ ''مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ [لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہہ دیں۔'' اس حدیث کی روشنی میں منسوخ ہے جس میں کہ قتل کی نذر پوری کر دینے کا بیان آیا ہے۔ حالانکہ اس شخص نے کہہ دیا تھا کہ ''میں توبہ کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے لیے اس کے سر یا سینے کے مقابل۔ ② آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا شرعی اور اخلاقی اعتبار سے انتہائی معیوب عمل ہے اسے ''خائن آنکھ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (سنن ابی داود' الجهاد' حدیث: ۲۶۸۳)

③ امام ابوداود رحمہ اللہ کا ایک معروف حدیث کو منسوخ کہنا محل نظر ہے۔ ④ میت پر تابوت رکھنا کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔
⑤ بعض جنگی مجرمین کی توبہ اور ان کا اسلام قبول کرنا نہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی مصلحت پر موقوف تھا۔

٣١٩٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حدثنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ في نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسْطَهَا.

۳۱۹۵- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو کہ ایام نفاس میں فوت ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ اس کے درمیان کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔

فائدہ: مسلمان عورت اپنے ایام حیض اور نفاس کے دنوں میں فوت ہو تب بھی اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

(المعجم ٥٢، ٥٤) - باب التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۲، ۵۴- جنازے کی تکبیرات کا بیان

٣١٩٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ قال: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عن الشَّعْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ رَطْبٍ فَصَفُّوا عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قال: الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ.

۳۱۹۶- جناب شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک تازہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تو صحابہ نے اس پر صف بنائی (جنازہ پڑھا گیا) اور آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ابواسحق کہتے ہیں: میں نے شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کس نے بیان کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک ثقہ (قابل اعتماد) شخصیت نے جو اس جنازے میں حاضر تھی یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

٣١٩٧- **حَدَّثَنا** أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ،

۳۱۹۷- عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازے پر آپ نے پانچ تکبیریں

٣١٩٥۔ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوٰة على النفساء إذا ماتت في نفاسها، ح:١٣٣١ عن مسدد، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلوٰة عليه، ح:٩٦٤ من حديث حسين المعلم به.

٣١٩٦۔ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على القبر، ح:٩٥٤ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنازة، ح:١٢٤٧ من حديث أبي إسحاق به.

٣١٩٧۔ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على القبر، ح:٩٥٧ عن محمد بن المثنى به.

عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن ابنِ أَبِي لَيْلَى قال: كَانَ زَيْدٌ يَعْني ابنَ أَرْقَمَ، يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فقالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.

کہیں تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ (پانچ تکبیریں بھی) کہا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابنِ المُثَنَّى أَتْقَنُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن مثنی کی حدیث خوب یاد ہے۔

فائدہ: تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک مروی ہیں۔ مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ' دوسری کے بعد درود ابراہیمی' تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوتا ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٥٣، ٥٥) - باب مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۳'۵۵- جنازے میں قراءت کا بیان

٣١٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ: صَلَّيْتُ مَعَ ابنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فقالَ: إِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ.

۳۱۹۸- حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحابی کا یہ کہنا کہ ''یہ سنت ہے'' مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق صحابی کے قیاس یا اجتہاد سے نہیں ہوتا۔ ② پہلی تکبیر کے بعد قراءتِ فاتحہ ہونی چاہیے۔ ③ اس حدیث میں جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کی بھی دلیل ہے۔

(المعجم ٥٤، ٥٦) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ (التحفة ٦٠)

باب: ۵۴'۵۶- میت کے لیے دعا کا بیان

٣١٩٩- حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى

۳۱۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣١٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، ح: ١٣٣٥ عن محمد بن كثير العبدي به.

٣١٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة، ◄◄

الْحَرَّانِيُّ: حدَّثني مُحَمَّدٌ، يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جب تم کسی میت کا جنازہ پڑھو تو اس کے لیے اخلاص سے دعا کیا کرو۔“

٣٢٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا أَبُو الْجُلَاسِ عُقْبَةُ بنُ سَيَّارٍ أَو سِنَانٍ: حدَّثَني عَلِيُّ بنُ شَمَّاخٍ قال: شَهِدْتُ مَرْوَانَ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ؟ قال: أَمَعَ الَّذِي قُلْتَ؟ قال: نَعَمْ - قال: كَلَامٌ كَانَ بَيْنَهُمَا قَبْلَ ذٰلِكَ - قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلإسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ [لَهُ] فَاغْفِرْ لَهُ».

٣٢٠٠- حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ پڑھتے ہوئے کیسے سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس سب کے باوجود جو تم نے کہا ہے؟ اس نے کہا: ہاں..... راوی نے وضاحت کی کہ ان دونوں کے مابین اس سے پہلے کوئی بات ہوئی تھی..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ رَبُّهَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلِاسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ (لَهُ) فَاغْفِرْلَهُ] ”اے اللہ! تو اس میت کا رب ہے، تو نے ہی اسے پیدا کیا ہے اور دین اسلام کی ہدایت دی ہے اور تو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے اور تو اس کے باطن اور ظاہر سے بخوبی آگاہ ہے، ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں تو اسے معاف فرمادے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ شُعْبَةُ في اسْمِ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ نے سند کے

◀◀ ح: ١٤٩٧ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٥٤، ٧٥٥ * ابن إسحاق صرح بالسماع.

٣٢٠٠ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٣، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٧٨ من حديث عبدالوارث به * علي بن شماخ ذكره ابن حبان في الثقات، وبعثه سعيد بن العاص إلى المدينة، وحسن له الحافظ في الفتوحات الربانية: ٥/ ١٧٦.

عَلِيِّ بنِ شَمَّاخٍ قال فِيهِ: عُثْمَانُ بنُ شَمَّاسٍ.

ایک راوی علی بن شماخ کے نام میں غلطی کرتے ہوئے اسے عثمان بن شماس کہہ دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَوْصِلِيَّ يُحَدِّثُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ قالَ: مَا أَعْلَمُ أَنِّي جَلَسْتُ مِنْ حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ مَجْلِسًا إِلَّا نَهَى فِيهِ عن عَبْدِ الْوَارِثِ وَجَعْفَرِ بنِ سُلَيْمَانَ.

امام ابوداود نے کہا: میں نے احمد بن ابراہیم موصلی سے سنا جو امام احمد بن حنبل ؒ سے روایت کرتے تھے کہ میں جب بھی حماد بن زید کی مجلس میں بیٹھا تو وہ عبدالوارث اور جعفر بن سلیمان سے روایت لینے سے منع کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت حسن درجے کی ہے اس لیے جنازے کی دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس کا پڑھنا بھی جائز ہے۔



٣٢٠١- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا شُعَيْبٌ يَعْني ابنَ إِسْحَاقَ، عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فقالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اللَّهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِسْلَامِ. اللَّهُمَّ! لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

٣٢٠١- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو یوں دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْلِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا' وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا' وَذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا' وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا' اَللّٰهُمَّ! مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِيْمَانِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِسْلَامِ' اَللّٰهُمَّ! لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ''اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو' مردوں کو اور عورتوں کو' حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے ایمان کے ساتھ زندہ رکھ اور جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔''

٣٢٠١ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلٰوة على الميت، ح: ١٠٢٤ من حديث الأوزاعي به، وذكر كلامًا، وصححه ابن حبان، ح: ٧٥٧، والحاكم: ١/ ٣٥٨ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد *يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع.

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دعا سن کر یاد کر لینا' اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنازہ نبی ﷺ نے بلند آواز سے پڑھا تھا۔

٣٢٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: و حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا الْوَلِيدُ، وَحَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَمُّ قَالَ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بنُ جَنَاحٍ عن يُونُسَ بنِ مَيْسَرَةَ بنِ حَلْبَسٍ، عن وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ قالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بنَ فُلَانٍ في ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ». قال عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: «فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ.

٣٢٠٢- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: [اَللّٰهُمَّ! اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ] جبکہ عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے یوں کہا: [فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ' فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ' وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ' اللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ] ''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے (کفالت) میں ہے اور تیری ہمسائیگی اور امان میں آ گیا ہے۔ سو تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما دے' تو اپنے وعدے وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما' بلاشبہ تو بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' عبدالرحمٰن نے سند بیان کرتے ہوئے (حَدَّثَنَا کے بجائے) [عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ] کہا۔

565

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جنازے میں دعا بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔ ② اس دعا میں میت اور اس کے والد کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔ ③ چاہیے کہ جنازے کی مختلف دعائیں یاد کی جائیں اور بچوں کو یاد کرائی جائیں تاکہ میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے کا حق ادا ہو سکے۔ ④ یہ دعائیں اس وقت مقبول ہوتی ہیں جب میت خود اور اس کا جنازہ پڑھنے والے کماحقہ مسلمان ہوں۔

(المعجم ٥٥، ٥٧) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٦١)

باب: ٥٥' ٥٧- قبر پر جنازہ پڑھنا

٣٢٠٢- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة، ح: ١٤٩٩ عن عبدالرحمن بن إبراهيم به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٥٨ * الوليد بن مسلم صرح بالسماع المسلسل، انظر الأوسط لابن المنذر: ٥/ ٤٤١، ح: ٣١٧٣.

٣٢٠٣- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَبِي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُّ المَسْجِدَ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيلَ مَاتَ، فقالَ: «أَلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ»، قال: «دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ»، فَدَلُّوهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۳۲۰۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت یا مرد مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا' تو نبی ﷺ نے اسے غائب پایا اور اس کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟'' پھر فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتاؤ۔'' صحابہ نے اس کی نشاندہی کی تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے ② رسول اللہ ﷺ ضعیف مسلمانوں کا بھی خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ مسجد کی صفائی ستھرائی بہت ہی اجر وثواب کا کام ہے اور یہ اسی عمل کی برکت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

(المعجم ٥٦، ٥٨) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ (التحفة ٦٢)

باب: ۵۶'۵۸- جو مسلمان مشرکین کے علاقے میں فوت ہو جائے

٣٢٠٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۳۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاہ نجاشی کی وفات کے روز اس کے متعلق لوگوں کو خبر دی اور پھر انہیں لے کر عید گاہ کی طرف گئے' ان کی صفیں بنائیں اور (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: جب کسی صاحب علم وفضل یا اہم شخصیت کی دوسرے شہر یا ملک میں وفات ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی جائز ہے۔ اسی طرح قبر پر نماز جنازہ بھی ایک اعتبار سے نماز جنازہ غائبانہ ہی ہے مگر اسے (غائبانہ

٣٢٠٣- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى والعيدان، ح: ٤٥٨ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الجنائز، باب الصلوة على القبر، ح: ٩٥٦ من حديث حماد بن زيد به.

٣٢٠٤- تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه، ح: ١٢٤٥، ومسلم، الجنائز، باب: في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٦، ٢٢٧.

نمازِ جنازہ کو) عام مسلمانوں کے لیے عام کر دینا بھی درست نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے : نیل الاوطار' باب الصلاۃ علی الغائب)

٣٢٠٥- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ، عن إسْرَائِيلَ، عن أَبِي إسْحَاقَ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نَنْطَلِقَ إلَى أَرْضِ النَّجَاشِيِّ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ. قالَ النَّجَاشِيُّ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابنُ مَرْيَمَ وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ المُلْكِ لَأَتَيْتُهُ حَتَّى أَحْمِلَ نَعْلَيْهِ.

٣٢٠٥-حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہم نجاشی کے ملک (حبشہ) میں چلے جائیں۔ اور اپنی حدیث بیان کی۔ نجاشی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ ابن مریم ؑ نے خوشخبری دی تھی' اگر میں بادشاہی کے ان حالات سے دوچار نہ ہوتا تو میں بالضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا حتی کہ آپ کے جوتے اٹھاتا۔



(المعجم ٥٧، ٥٩) - **بَابٌ: فِي جَمْعِ الْمَوْتَى فِي قَبْرٍ وَالْقَبْرُ يُعْلَمُ** (التحفة ٦٣)

باب:٥٧' ٥٩-ایک قبر میں کئی میتوں کو اکٹھا کرنے اور قبر پر نشان رکھنے کا بیان

٣٢٠٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ سَالِمٍ، ح: وحَدَّثَنا يَحْيَى بنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ: حَدَّثَنا حَاتِمٌ يَعني ابنَ إسْمَاعِيلَ، بِمَعْنَاهُ عن كَثِيرِ بنِ زَيْدٍ المَدَنِيِّ، عن المُطَّلِبِ قال: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بنُ مَظْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَحَسَرَ عنْ ذِرَاعَيْهِ - قالَ كَثِيرٌ: قال

٣٢٠٦- جناب مطلب (بن عبداللہ بن حنطب ؒ) نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کیا گیا' تو نبی ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ مگر وہ اسے اٹھا نہ سکا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف اٹھے۔ اپنی کلائیوں سے کپڑا ہٹایا...... (راویٔ حدیث) کثیر نے کہا کہ مطلب کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنے والے نے بتایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپ نے ان سے

٣٢٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٥٥٠ من حديث إسرائيل به * أبو إسحاق مدلس وعنعن.

٣٢٠٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤١٢ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨٨٤.

الْمُطَّلِبُ: قال الَّذِي يُخْبِرُنِي ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ قال: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ الله ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا - ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ: «أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي».

کپڑا ہٹایا تھا..... پھر آپ ﷺ نے اسے اٹھایا اور قبر پر سر کی طرف رکھ دیا اور فرمایا: ''میں اس سے اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں گا اور میرے اہل میں سے جو کوئی فوت ہوا میں اسے اس کے قریب دفن کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① قبر پر کوئی مناسب علامت رکھ دینا جائز ہے' مگر کتبہ لگانا اور جھنڈا گاڑنا وغیرہ جائز نہیں۔ ② انسان کو چاہیے کہ صالح ہمسائے کا انتخاب کرے حتی کہ قبر میں بھی کسی صالح بندے کی ہمسائیگی اختیار کرنا مستحب ہے۔ ③ حدیث کے الفاظ ''اَدْفِنُ اِلَيْهِ'' کا ایک ترجمہ وہ ہے جو یہاں کیا گیا' جس سے نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسرے معنی کیے گئے ہیں کہ ''میں اس کے ساتھ ہی اپنے دوسرے اہل خانہ کو دفن کروں'' اس سے ایک ہی قبر میں متعدد افراد کو دفن کرنے کا اثبات ہوتا ہے' غالباً امام ابوداود کے ذہن میں یہی مفہوم ہے اور اسی مفہوم کے مطابق انھوں نے باب باندھا ہے۔

(المعجم ٥٨، ٦٠) - بَابٌ: فِي الْحَفَّارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذٰلِكَ الْمَكَانَ؟ (التحفة ٦٤)

باب: ٥٨، ٦٠ - قبر کھودنے والے کو کوئی ہڈی مل جائے تو کیا وہ اس جگہ کو چھوڑ دے؟

٣٢٠٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عن سَعْدٍ يَعْني ابنَ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا».

٣٢٠٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کہ زندہ کی توڑنا۔''

فوائد ومسائل: ① قبر کھودنے والے کو قبر کھودتے ہوئے محسوس ہو کہ یہاں پہلے سے کوئی دفن ہے تو مستحب ہے کہ جگہ بدل لے یا ادب واحترام سے ان ہڈیوں کو ایک طرف کر دے اور انہیں کسی قسم کی چوٹ نہ لگنے دے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردے کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت

٣٢٠٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب في النهي عن كسر عظام الميت، ح: ١٦١٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٧٦، وابن الجارود، ح: ٥٥١ ✻ سعد بن سعيد حسن الحديث، وثقه الجمهور.

کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ ③ اموات اور قبور کا احترام اسی انداز میں مشروع ہے جو ان احادیث میں بیان ہورہا ہے۔

(المعجم ٥٩، ٦١) - **بَابٌ: فِي اللَّحْدِ** (التحفة ٦٥)

باب: ۵۹، ۶۱ - قبر میں لحد بنانے کا بیان

٣٢٠٨- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَكَّامُ بنُ سَلمٍ عن عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عن أبيهِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۳۲۰۸- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قبر کا بڑا گڑھا کھود کر اس کے قبلہ رخ پہلو میں اندر کی طرف ایک اور گڑھا بنانا ''لَحد'' کہلاتا ہے۔ اور اگر سیدھا نیچے کی سطح میں بنایا جائے تو اسے ''شَق'' کہتے ہیں۔ ② زمین سخت ہو تو لحد بنانا مستحب ہے' ورنہ شق بھی جائز ہے۔

(المعجم ٦٠، ٦٢) - **باب: كَمْ يَدْخُلُ الْقَبْرَ؟** (التحفة ٦٦)

باب: ۶۰، ۶۲ - میت کو اتارنے کے لیے قبر میں کتنے آدمی اتریں؟

٣٢٠٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أَبِي خَالِدٍ عن عَامِرٍ قال: غَسَّلَ رَسُولَ الله ﷺ عَلِيٌّ وَالْفَضْلُ وَأُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ وَهُمْ أَدْخَلُوهُ قَبْرَهُ. قالَ: وَحَدَّثَنِي مَرْحَبٌ - أَوِ ابنُ أَبِي مَرْحَبٍ - أَنَّهُمْ أَدْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا فَرَغَ عَلِيٌّ قال: إِنَّمَا يَلِي

۳۲۰۹- جناب عامر شعبی ؒ سے مروی ہے کہ حضرت علی' فضل اور اسامہ بن زید ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور انہوں نے ہی آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔ شعبی نے کہا کہ مجھے مرحب...... یا ابن ابی مرحب (سوید بن قیس......) نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو بھی شامل کیا تھا اور جب حضرت علی ؓ فارغ ہوئے تو کہا: تدفین وغیرہ

٣٢٠٨ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قول النبي ﷺ: "اللحد لنا والشق لغيرنا"، ح: ١٠٤٥ من حديث حكام به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٥٥٤، والنسائي، ح: ٢٠١١، وللحديث شواهد ضعيفة، وألحد لرسول الله ﷺ كما في صحيح مسلم، ح: ٩٦٦.

٣٢٠٩ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٣ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن أبي خالد عنعن، وزهير هو ابن معاوية.

الرَّجُلَ أَهْلُهُ.

کے عمل میں آدمی کے اپنے اہل کے افراد ہی حصہ لیں۔

٣٢١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبي خَالِدٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن أَبِي مَرْحَبٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ قال: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً.

۳۲۱۰- حضرت ابومرحب سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی قبر میں اترے تھے۔ (ابومرحب) کہتے ہیں: گویا میں ان چاروں کو دیکھ رہا ہوں۔

(المعجم ٦١، ٦٣) - **باب: كَيْفَ يُدْخَلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهُ** (التحفة ٦٧)

باب:۶۱٬۶۳- میت کو کیسے (کس طرف سے) قبر میں اتارا جائے

٣٢١١- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ قال: أَوْصَى الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ الْقَبْرِ وَقَالَ: هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ.

۳۲۱۱- جناب ابواسحٰق (سبیعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن یزید (خطمی رضی اللہ عنہ) ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھایا' پھر انہیں قبر کی پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا: یہ سنت ہے۔

فائدہ: صحابی کا کسی عمل کو ''سنت'' کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں۔

(المعجم ٦٢، ٦٤) - **باب: كَيْفَ يَجْلِسُ عِنْدَ الْقَبْرِ** (التحفة ٦٨)

باب:۶۲٬۶۴- قبر کے پاس کس طرح بیٹھیں؟

٣٢١٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن المِنْهَالِ بنِ

۳۲۱۲- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے

٣٢١٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٣ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٢١١ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه البخاري في التاريخ الصغير: ١/ ١٨٣ من حديث شعبة به، وقال: "وهو الحارث بن عبدالله الأعور الهمداني"، وقال البيهقي: ٤/ ٥٤: "هذا إسناد صحيح، وقد قال هذا من السنة فصار كالمسند".

٣٢١٢ـ تخريج: [**حسن**] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس في المقابر، ح: ١٥٤٨، والنسائي، ح: ٢٠٠٣ من حديث المنهال به، انظر، ح: ٤٧٥٣، ٤٧٥٤.

عَمْرٍو، عنْ زَاذَانَ، عنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ.

جنازے میں گئے' ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔ پس نبی ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

فائدہ: قبر کے پاس یا قبرستان میں کسی ضرورت کے تحت بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور قبلہ رو ہو کر بیٹھنا مستحب ہے' مگر قبر کا مجاور بن کر بیٹھنا حرام ہے یا عین قبر کے اوپر بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۳۲۲۵)

(المعجم ٦٣، ٦٥) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ (التحفة ٦٩)

باب: ۶۳' ۶۵- قبر میں اتارتے ہوئے میت کے لیے دعا کرنا

٣٢١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ، ح: وَحدثنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي الصِّدِّيقِ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا وَضَعَ المَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قالَ: «بِسْمِ الله وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ الله ﷺ». هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

۳۲۱۳- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے' تو یوں فرمایا کرتے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه] ''اللہ کے نام سے اور رسول اللہ (ﷺ) کے طریقے پر۔'' اور یہ لفظ مسلم بن ابراہیم کے ہیں۔

(المعجم ٦٤، ٦٦) - باب الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٌ (التحفة ٧٠)

باب: ۶۴' ۶۶- کسی کا مشرک رشتہ دار فوت ہو جائے تو

٣٢١٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو إسْحَاقَ عن نَاجِيَةَ ابنِ كَعْبٍ، عن عَلِيٍّ قال: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ:

۳۲۱۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور اپنے والد

٣٢١٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٨٨ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٤٨، وابن حبان، ح: ٧٧٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وهو بها صحيح.

٣٢١٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب مواراة المشرك، ح: ٢٠٠٨ من حديث يحيى القطان به ❊ أبوإسحاق صرح بالسماع، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨٦٨.

إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ ثُمَّ لَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي»، فَذَهَبْتُ فَوَارَيْتُهُ وَجِئْتُهُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي.

کو زمین میں دبا آؤ' پھر کوئی کام نہ کرنا حتی کہ میرے پاس آ جانا۔'' چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی' بلکہ کفر پر ہوئی ہے' اس لیے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی' نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور نہ کسی اور نے۔ ② ابو طالب چونکہ نعمت اسلام سے انکاری رہے اور شرک ہی پر مرے' اس لیے ایسے آدمی کی تکفین و تدفین کے لیے کوئی شرعی آداب نہیں حتی کہ لفظ ''دفن'' بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ ③ مشرک رشتہ دار کو گڑھے میں دبا دینا ہی کافی ہے۔ ④ ایسی صورت میں بعد از دفن غسل کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ٦٥، ٦٧) - بَابٌ: فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ (التحفة ٧١)

باب: ۶۵' ۶۷- قبر گہری کھودی جائے

٣٢١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُمْ عن حُمَيْدٍ يَعْني ابنَ هِلَالٍ، عن هِشَامِ بنِ عَامِرٍ قال: جَاءَتِ الأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالُوا: أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ في الْقَبْرِ»، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ يُقَدَّمُ؟ قال: «أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا».

۳۲۱۵- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز انصاری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے بھی' تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''قبریں کھودو اور کھلی کھلی بناؤ اور دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفنا دو۔'' کہا گیا کہ آگے کسے کیا جائے؟ فرمایا: ''جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔''

قَالَ: أُصِيبَ أَبِي يَوْمَئِذٍ عَامِرٌ [فَدُفِنَ] بَيْنَ اثْنَيْنِ، أَوْ قَالَ وَاحِدٍ.

ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد عامر بھی اسی دن شہید ہو گئے تھے اور وہ دو آدمیوں کے ساتھ دفن ہوئے تھے یا

٣٢١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في دفن الشهداء، ح: ١٧١٣ من حديث حميد بن هلال به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٢٠، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٢٠١٢، وابن ماجه، ح: ١٥٦٠.

کہا کہ ایک آدمی کے ساتھ۔

فوائدومسائل: ① صحابۂ کرام زخمی تھے اور تھکے ماندے بھی اس کے باوجود انہیں قبریں گہری بنانے کا حکم دیا گیا جیسے کہ اگلی روایت میں بصراحت مذکور ہے۔ ② اگر اموات زیادہ ہوں تو ایک ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو بھی دفنایا جاسکتا ہے۔ ③ حافظ قرآن' قاری اور عالم دین مرنے کے بعد بھی دوسروں سے افضل اور ممتاز رہتا ہے۔

٣٢١٦- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ يَعْنِي الأَنْطَاكِيَّ: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عن الثَّوْرِيِّ، عن أَيُّوبَ، عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ فِيهِ: «وَأَعْمِقُوا».

٣٢١٦-حمید بن ہلال نے اپنی مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ ہے: ''(قبریں) گہری بناؤ۔''

٣٢١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ يَعني ابنَ هِلَالٍ، عن سَعْدِ بنِ هِشَامِ بنِ عَامِرٍ بِهَذَا الْحَدِيث.

٣٢١٧-حمید بن ہلال نے سعد بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث روایت کی۔

(المعجم ٦٦، ٦٨) - **بَابٌ: فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ** (التحفة ٧٢)

باب:٦٦'٦٨-قبر برابر کردینے کا بیان

٣٢١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا حَبِيبُ بنُ أَبِي ثَابِتٍ عن أَبِي وَائِلٍ، عن أَبِي هَيَّاجٍ الأَسَدِيِّ قال: بَعَثَنِي عَلِيٌّ قالَ لِي: أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ لَا أَدَعَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ وَلَا تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتُهُ.

٣٢١٨-حضرت ابوہیاج اسدی سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: میں تمہیں اس کام پر بھیج رہا ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑوں مگر اسے برابر کردوں اور نہ کسی مورتی کو مگر اسے مٹا ڈالوں۔

فائدہ: کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اہل بیت کے ایک جلیل القدر فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونچی قبریں ڈھا دینے اور مورتیں مٹا ڈالنے کا فریضہ سونپا گیا اور پھر اس عمل کو انہوں نے آگے جاری رکھا۔ مگر آج حُبِّ علی کا دعویٰ کرنے والے انہی بیماریوں میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ العیاذ باللہ. علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے قبر پرستوں کے وتیرے پر جو

٣٢١٦ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، ح: ٢٠١٢ من حديث الثوري به.

٣٢١٧ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٣/ ٤١٤ من حديث أبي داود به.

٣٢١٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ٩٦٩ من حديث سفيان به.

تبصرہ کیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار' باب : تسنیم القبر) اسی طرح قبر پرستی کے جواز واثبات میں جو دلائل دیے جاتے ہیں' ان کی حقیقت جاننے کے لیے دیکھیں' حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی تالیف ''قبر پرستی' ایک جائزہ۔''

٣٢١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ قال: كُنَّا عِنْدَ فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ بِرُودِسَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا.

٣٢١٩- ابو علی ہمدانی نے بیان کیا کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید ﷜ کی معیت میں روم کی سرزمین میں جزیرۂ روڈس میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی وفات پا گیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کے متعلق کہا کہ اسے برابر کر دیا جائے' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ قبر کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُودِسُ جَزِيرَةٌ في الْبَحْرِ.

امام ابوداود ﷫ نے کہا کہ روڈس ایک سمندری جزیرے کا نام ہے۔

فائدہ: روڈس' ترکی کے جنوب مغربی ساحل سے ١٩ کلومیٹر دُور ہے اور یہ بحیرۂ روم اور بحیرۂ ایجہ کے اتصال پر واقع ہے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ ﷜ کے عہد میں ٥٣/٥٢ ہجری میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی کی قیادت میں یہاں قدم رکھے مگر یزید کے عہد میں واپس چلے آئے۔ چودھویں پندرھویں عیسوی میں یہ جزیرہ صلیبی جنگجوؤں کا مرکز بنا رہا۔ خلیفہ سلیمان اعظم نے ١٥٢٢ء میں اسے فتح کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا۔ ١٩١٢ء میں اس پر اٹلی قابض ہوا اور ١٩٤٧ء میں اتحادیوں نے روڈس' یونان کے حوالے کر دیا۔

٣٢٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ بنِ هَانِىءٍ عن الْقَاسِمِ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَاأُمَّهْ! اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ الله ﷺ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا

٣٢٢٠- جناب قاسم ﷫ (ابن محمد بن ابی بکر الصدیق ﷠) کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ﷝ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اماں جان! مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دوساتھیوں کی قبریں دکھائیں' تو انہوں نے میری خاطر پردہ ایک طرف کیا۔ تین قبریں تھیں جو نہ تو اونچی تھیں اور نہ زمین کے ساتھ

٣٢١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٩٦٨ عن أحمد بن عمرو بن السرح به.

٣٢٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/٣ من حديث ابن أبي فديك به، وصححه الحاكم: ١/٣٦٩، ٣٧٠، ووافقه الذهبي

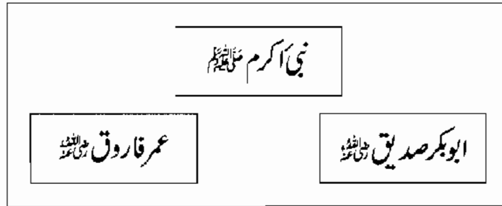
لَا طِئَةٍ، مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ.

برابر' بلکہ قدرے اونچی تھیں اور سرخ میدان کی کنکریاں ان پر ڈالی گئی تھیں۔

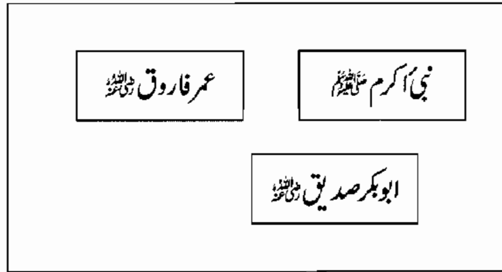
قال أَبُو عَلِيٍّ [اللُّؤْلُؤِيُّ]: يُقَالُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُقَدَّمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

جناب ابوعلی اللؤلؤی (راوی سنن ابی ابوداود) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر آگے ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاؤں کے پاس یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ اور چاہیے کہ قبر زمین سے بالشت بھر اونچی ہو۔ ② حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں قبروں کی ترتیب میں دو قول معروف ہیں ایک یوں ہے:



دوسرا قول یوں ہے:



(بذل المجهود: ١٨٩/١٤، مطبوعه دار الباز)

(المعجم ٦٧، ٦٩) - باب الاِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الاِنْصِرَافِ (التحفة ٧٣)

باب: ٦٧، ٦٩ - قبرستان سے واپس ہوتے ہوئے قبر کے پاس میت کے لیے استغفار کرنا

٣٢٢١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

٣٢٢١- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٣٢٢١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥٦/٤ من حديث هشام بن يوسف به مطولاً، وصححه◀◀

الرَّازِيُّ: حدثنا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ الله بنِ بَحِيرِ بنِ رَيْسَانَ، عن هَانِىءٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، عن عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ المَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فقالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُم وَاسْأَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ».

کہ نبی ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو قبر پر رکتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو بے شک اب اس سے سوال کیا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَحِيْرُ بنُ رَيْسَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے (سند کے ایک راوی عبداللہ کے والد کا نام) بحیر بن ریسان بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① سنت ہے کہ دفن کے بعد واپس آتے ہوئے قبر پر میت کے لیے استغفار اور ثابت قدمی کی دعا کی جائے۔ قبر سے یا قبرستان سے چالیس قدم دور آ کر دعا کرنے والی اُپج (اختراع) بالکل غلط ہے۔ ② قبر میں میت کو زندہ کر کے بٹھایا جاتا ہے اور اس سے سوال جواب ہوتا ہے تو یہ دعا' اسی میں ثابت قدمی کے لیے ہوتی ہے۔

576

(المعجم ٦٨، ٧٠) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ (التحفة ٧٤)

باب: ۶۸' ۷۰- قبر کے پاس جانور ذبح کرنا حرام ہے

٣٢٢٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخبرنَا مَعْمَرٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَقْرَ فِي الإِسْلَامِ».

۳۲۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں عقر (جانوروں کو قبر پر ذبح کرنا) نہیں ہے۔''

قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ يَعني بِبَقَرَةٍ أَوْ بِشَيْءٍ.

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ لوگوں کا معمول تھا کہ وہ قبر کے پاس گائے یا بکری وغیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک جاہلی رسم تھی کہ گویا صاحب قبر اپنی زندگی میں بڑا سخی تھا' تو اس کے اقارب موت کے بعد اس کی قبر کے پاس جانور ذبح کر کے چھوڑ دیتے تھے کہ جانور کھا جائیں۔ اسلام نے اس کام سے روک دیا ہے اور اب کسی بھی

◀◀ الحاكم: ١/ ٣٧، ووافقه الذهبي.

٣٢٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٧ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ٦٦٩٠ بطوله، وصححه ابن حبان، ح: ٧٣٨.

نیت سے قبر پر جانور ذبح کرنا' چڑھاوا چڑھانا یا دیگیں پکا کر تقسیم کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٦٩، ٧١) - **باب الصَّلاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ حِينٍ** (التحفة ٧٥)

باب:٦٩' ٧١-ایک مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا

٣٢٢٣- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۳۲۲۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لے گئے اور اہل اُحد پر نماز پڑھی جیسے کہ میت پر پڑھتے ہیں' پھر واپس تشریف لے آئے۔

فائدہ: کچھ لوگوں نے اس سے شہید کی نماز جنازہ کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے۔ جبکہ دوسرے اہل علم کہتے ہیں کہ یہاں نماز جنازہ پڑھنی مراد نہیں' بلکہ جنازے جیسی دعا کرنی مراد ہے۔ (عون المعبود) اس لیے مذکورہ استدلال کے لیے یہ واضح نص نہیں ہے۔

٣٢٢٤- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ.

۳۲۲۴- جناب یزید بن ابی حبیب نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: بے شک نبی ﷺ نے شہدائے احد پر آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ پڑھی' گویا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔

فائدہ: یہاں بھی اصل عربی الفاظ [صَلّٰى] ہیں' جس میں دونوں احتمال ہیں۔ دعا کرنے کا بھی اور نماز جنازہ پڑھنے کا بھی۔ اس لیے یہ بھی کسی ایک بات کے لیے نصّ نہیں' تاہم بعض کے نزدیک دوسرا احتمال زیادہ غالب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٧٠، ٧٢) - **بَابٌ: فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ** (التحفة ٧٦)

باب:٧٠' ٧٢-قبر پر عمارت بنانا

٣٢٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح:٦٤٢٦، ومسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح:٢٢٩٦ عن قتيبة به.

٣٢٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد . . . الخ، ح:٤٠٤٢ من حديث ابن المبارك به، وانظر الحديث السابق.

٣٢٢٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَصَّصَ وَيُبْنَى عَلَيْهِ.

۳۲۲۵- حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ منع فرماتے تھے کہ قبر پر بیٹھا جائے یا اسے چونا گچ کیا جائے یا اس پر کوئی تعمیر کی جائے۔

فائدہ: قبر کے عین اوپر بیٹھنا یا اظہار غم میں اس کا مجاور بن جانا حرام ہے۔ ایسے ہی اسے پختہ کرنا یا اس پر قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ضرورت کے تحت قبر کے پاس بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (دیکھیے' حدیث:۳۲۱۲)

٣٢٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ مُوسَى، وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۲۲۶- حضرت سلیمان بن موسیٰ اور ابوالزبیر ؒ نے حضرت جابر ؓ سے یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال عُثْمَانُ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ وَزَادَ سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى: أَوْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ''اس کو زیادہ کرنا منع ہے (اسے اونچا کر دیا جائے۔'') اور سلیمان بن موسیٰ نے مزید کہا: ''اس پر کتبہ لگانا منع ہے۔'' مگر مسدد نے اپنی روایت میں [أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: حَرْفُ: وَأَنْ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مسدد کی روایت میں میرے لیے لفظ [وَأَنْ] واضح نہیں ہوا تھا۔

فائدہ: قبر پر میت کے نام و نسب یا اس کی مدح و ثنا کا کتبہ لگانا یا اللہ' رسول کا نام یا قرآن لکھنا سبھی ناجائز ہے۔ البتہ نشاندہی کے لیے کوئی مناسب نشان لگا دیا جائے تو جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی قبر پر ایک پتھر رکھا تھا۔

٣٢٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ٩٧٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٦٤٨٨، ومسند أحمد: ٣/ ٣٣٩.

٣٢٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٧٠ من حديث حفص بن غياث به، انظر الحديث السابق.

٣٢٢٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۳۲۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

فوائد ومسائل: ① قبروں پر مسجدیں بنانا یا مسجدوں کے پاس اموات کو دفن کرنا دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں' خیال رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا مسجد نبوی میں آ جانا ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ آپ علیہ السلام کا اپنے اس حجرے میں دفن ہونا آپ کی خصوصیت تھی اور اس وقت یہ حجرہ مسجد سے الگ تھا۔ ② زائر حرم نبوی کے لیے واجب ہے کہ اگر وہ قبر نبوی کے قریب بھی نماز پڑھے تو قلبی طور پر اللہ کی طرف لو لگائے رہے اور بیت اللہ الحرام کو اپنا قبلہ سمجھے۔ کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ اس موضوع پر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تالیف ''تحذير الساجد'' ایک اہم قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ''قبروں پر مسجدیں اور اسلام'' کے نام سے اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

(المعجم ٧١، ٧٣) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٧٧)

باب: ۷۱' ۷۳- قبر پر بیٹھنا حرام ہے

٣٢٢٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ».

۳۲۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی دہکتے کوئلے پر بیٹھ جائے' وہ اس کے کپڑے جلا دے اور پھر اس کا اثر اس کے جسم تک پہنچ جائے' یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔''

٣٢٢٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى: أخبرنا

۳۲۲۹- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو سنا' وہ بیان کرتے

٣٢٢٧_ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب بعد باب الصلوة في البيعة، ح: ٤٣٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور ... الخ، ح: ٥٣٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية ابن عبدالبر/ التمهيد): ٦/ ٣٨٣.

٣٢٢٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلوة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٣٢٢٩_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٧٢ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، انظر الحديث السابق.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعني ابنَ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ، عن بُسْرِ بنِ عُبَيْدِالله قال: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بنَ الأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔''

فائدہ: قبرستان میں یا کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ البتہ نماز جنازہ جس میں کہ رکوع سجود نہیں ہوتا اس کی خصوصی اجازت ہے جیسے کہ پیچھے گزر رہا ہے۔

(المعجم ٧٢، ٧٤) - بَاب الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النَّعْلِ (التحفة ٧٨)

باب: ۷۲، ۷۴- جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلنا



٢٢٣٠- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنا الأَسْوَدُ بنُ شَيْبَانَ عن خَالِدِ بنِ سُمَيْرٍ السَّدُوسِيِّ، عن بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عن بَشِيرٍ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ وَكَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: زَحْمَ بنَ مَعْبَدٍ، فَهَاجَرَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَقَالَ: «مَا اسْمُكَ؟» فقالَ: زَحْمٌ، قالَ: «بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ» قال: بَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فقالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا» ثَلَاثًا، ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فقالَ: «لَقَدْ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا»، ثُمَّ حَانَتْ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ نَظْرَةٌ فَإِذَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فقالَ:

۲۲۳۰- حضرت بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے‘ ایام جاہلیت میں ان کا نام زحم بن معبد تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر آئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ تم بشیر ہو۔'' یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''بے شک یہ لوگ بہت بڑی خیر سے پہلے ہی گزر گئے (اسلام لانے سے محروم رہے۔'') آپ نے یہ بات تین بار فرمائی‘ پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے‘ تو فرمایا: ''بلاشبہ ان لوگوں نے بہت بڑی خیر پالی (اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔'') پھر رسول اللہ ﷺ کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک آدمی جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلا آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

٢٢٣٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في خلع النعلين في المقابر، ح:١٥٦٨، والنسائي، ح:٢٠٥٠ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح:٧٩٠، والحاكم: ٣٧٣/١، ووافقه الذهبي.

«يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! وَيْحَكَ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ»، فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَلَعَهُمَا فَرَمٰى بِهِمَا.

''اے جوتوں والے! افسوس ہے تم پر! اپنے جوتے اتار دو۔'' اس آدمی نے دیکھا' جب پہچانا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک دیے۔

فوائد و مسائل: ① بہتر ہے کہ انسان قبرستان میں چلتے ہوئے اپنے جوتے اتار لے جبکہ درج ذیل حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز بھی ثابت ہے۔ ② مسلمانوں اور مشرکین کے قبرستان علیحدہ علیحدہ ہونے چاہییں۔ ③ نامناسب نام کو تبدیل کر کے عمدہ نام رکھنا چاہیے۔

٣٢٣١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا عَبْدُ الوَهَّابِ يَعْني ابنَ عَطَاءٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ».

٣٢٣١- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے جانے لگتے ہیں' تو بلاشبہ وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① میت کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کا محاسبہ ہوتا ہے۔ اور یہ سب غیبی معاملہ ہے۔ سماع موتی میں ہمیں صرف اسی قدر خبر دی گئی ہے کہ وہ جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مزید کی نفی ثابت ہے۔ ② معلوم ہوا کہ قبرستان میں جوتے پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٧٣، ٧٥) - **بَابٌ: فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِن مَوْضِعِهِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ** (التحفة ٧٩)

باب: ٧٣، ٧٥- کسی وجہ سے میت کو اس کی جگہ سے منتقل کر دینا

٣٢٣٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن جَابِرٍ قال: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ

٣٢٣٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ایک دوسرے آدمی کے ساتھ دفن کیے گئے تو اس وجہ سے میرے جی میں تھا کہ ان کو وہاں سے نکال لوں۔ چنانچہ میں نے انہیں چھ ماہ بعد وہاں سے نکالا' تو

٣٢٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ٢٨٧٠ من حديث عبدالوهاب بن عطاء، والبخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح: ١٣٣٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٣٢٣٢ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٨ من حديث أبي داود به.

حَاجَةٌ فَأَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شُعَيْرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الأَرْضَ.

ان میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی سوائے ڈاڑھی کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

فائدہ: کوئی واقعی معقول مصلحت ہو تو میت کو اس کی پہلی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٧٤، ٧٦) - **بَابٌ: فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ** (التحفة ٨٠)

باب:۷۴-۷۶-میت کو ذکرِ خیر سے یاد کرنا

٣٢٣٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَامِرٍ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: مَرُّوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فقالَ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا شَرًّا، فقالَ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ قال: «إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شَهِيدٌ».

۳۲۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے اس کو خیر سے یاد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر وہ ایک دوسرا جنازہ لے کر گزرے اور اس کا ذکر برے انداز میں کیا تو آپ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① جسے بھلائی سے یاد کیا گیا اس کے لیے جنت واجب ہوئی اور دوسرے کے لیے جہنم۔ ② حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے مگر زندوں پر لازم ہے کہ اپنے مرنے والوں کو بھلائی سے یاد کریں یا کم از کم خاموش رہیں۔ لوگوں میں جس کسی کا کوئی شہرہ ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور ہوتی ہے اس لیے چاہیے کہ انسان حق اور خیر اپنائے تاکہ اس کا ذکر خیر کے ساتھ ہو۔

(المعجم ٧٥، ٧٧) - **بَابٌ: فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ** (التحفة ٨١)

باب:۷۵-۷۷-زیارت قبور کا بیان

٣٢٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن يَزِيدَ بنِ كَيْسَانَ، عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال:

۳۲۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر آئے تو رو پڑے اور آپ کے اردگرد ساتھی بھی رو دیے۔ تو رسول اللہ ﷺ

٣٢٣٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الثناء، ح: ١٩٣٥ من حديث شعبة به.

٣٢٣٤- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٦ من حديث محمد بن عبيد به.

أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي تَعَالٰى عَلٰى أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَاسْتَأْذَنْتُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا، فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ بِالْمَوْتِ».

نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ اس کے لیے بخشش کی دعا کروں مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ پھر میں نے اجازت چاہی کہ اس کی قبر کی زیارت کرلوں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو' بلاشبہ اس سے موت یاد آتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قبروں کی زیارت سے انسان کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت یاد آتی ہے اور اس سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ ② کفار کی قبروں کی زیارت سے بھی عبرت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت سے ان کے لیے دعائے مغفرت کا ثواب ملتا ہے۔ اور عزیز واقارب کی قبروں کی زیارت سے دل پر خاص تاثر قائم ہوتا ہے۔

٣٢٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ عن مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عن زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً».

٣٢٣٥- حضرت (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' چنانچہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلاشبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد دہانی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① زیارت قبور ایک مشروع اور مسنون عمل ہے۔ انسان جہاں کہیں مقیم ہو وہاں کے قبرستان کی زیارت کو اپنا معمول بنالے۔ مگر صرف اس مقصد کے لیے دور دراز کا سفر کرنا جائز نہیں۔ ② زیارت قبور کے معروف مسنون آداب ہیں: یعنی قبرستان میں داخل ہونے کی دعا اور مسلمان اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت۔ نہ کہ وہاں جا کر نماز پڑھنا یا تلاوت قرآن کرنا یا قبر کو مقام قبولیت سمجھنا یا صاحب قبر کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنا یا خود اسی کو اپنی حاجات پیش کرنا' یہ سب کام حرام ہیں۔ اور اسی طرح قبروں پر میلے ٹھیلے اور عرس وقوالی وغیرہ کا احادیث رسول ﷺ اور عمل صحابہ میں کوئی نام ونشان تک نہیں ملتا ہے۔

(المعجم ٧٦، ٧٨) - بَابٌ: فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ (التحفة ٨٢)

باب:٧٦، ٧٨- عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لیے جانا

٣٢٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

٣٢٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٣٢٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٧٧ من حديث محارب بن دثار به، انظر الحديث السابق.

٣٢٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ◄◄

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ جُحَادَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا المَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر جاتی ہیں اور (ان لوگوں پر بھی) جو لوگ انہیں سجدہ گاہ بناتے ہیں یا وہاں چراغ جلاتے ہیں۔

فائدہ: مشروع و مسنون آداب کے ساتھ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کے لیے جائیں تو جائز ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا احادیث میں عمومی رخصت دی گئی ہے' لیکن جو عورتیں شرعی آداب کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں نوحے پڑھیں یا سجدے کریں یا چراغ جلائیں تو یہ لعنت کے کام ہیں جن سے بچنا اور بچانا واجب ہے۔ اور جو عورتیں یہ کام کریں ان کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۷۷، ۷۹) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا مَرَّ بِالْقُبُورِ** (التحفة ۸۳)

باب: ۷۷، ۷۹-قبرستان (میں جائے یا اس کے قریب) سے گزرے تو کیا پڑھے؟

۳۲۳۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ إِلَى المَقْبُرَةِ فقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ الله بِكُمْ لَاحِقُونَ».

۳۲۳۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے تو یہ دعا پڑھی: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْن] ''سلامتی ہو تم پر اے ان گھروں کے مومن لوگو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔''

فوائد و مسائل: اہل قبور اپنے مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔ ان کے لیے خلوص سے دعا کرنا ان کا حق ہے' نہ کہ ان سے دعائیں کروانا یا ان سے حاجت روائی و مشکل کشائی کی درخواست کرنا۔ ② مذکورہ دعا کے علاوہ بھی زیارت قبور کی دعائیں صحیح احادیث میں وارد ہیں جیسے صحیح مسلم میں ہے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ' وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ' لَلَاحِقُوْنَ' أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ] (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث: ۹۷۵)

ح: ۳۲۰، وابن ماجه، ح: ۱۵۷۵، والنسائي، ح: ۲۰۴۵ من حديث محمد بن جحادة به، وقال الترمذي: "حسن" * أبو صالح مولى أم هانيء ضعيف مدلس، وحدث به بعد ما كبر.

۳۲۳۷- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ۲۴۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۸-۳۰.

(المعجم ٧٨، ٨٠) - **باب:** كَيْفَ يُصْنَعُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ؟ (التحفة ٨٤)

باب:٧٨، ٨٠-مُحرِم اگر فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیسے کیا جائے؟

٣٢٣٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حدَّثني عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ: «كَفِّنُوهُ في ثَوْبَيْهِ وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي».

٣٢٣٨-حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جسے اس کی سواری نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی اور وہ فوت ہو گیا جبکہ وہ حالت احرام میں تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے اس کے ان دو کپڑوں میں کفن دو، بیری کے پتے ملے پانی کے ساتھ غسل دو اور اس کا سر مت ڈھانپو۔ بلاشبہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: في هٰذَا الْحَدِيثِ خَمْسُ سُنَنٍ: «كَفِّنُوهُ في ثَوْبَيْهِ» أَي يُكَفَّنُ المَيِّتُ فِي ثَوْبَيْنِ، «وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ» أَي أَنَّ فِي الْغَسَلَاتِ كُلِّهَا سِدْرًا، «وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا»، وَكَانَ الْكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ اس حدیث میں پانچ احکام ہیں۔ ① ایسی میت کو دو ہی کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ② تمام غسلوں میں بیری کے پتے استعمال کیے جائیں۔ ③ اس کا سر نہ ڈھانپا جائے ④ اور نہ خوشبو ہی لگائی جائے ⑤ اور کفن اس کے اپنے مال میں سے لیا جائے۔

٣٢٣٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَمْرٍو وَأَيُّوبَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ قالَ: «وَكَفِّنُوهُ في ثَوْبَيْنِ».

٣٢٣٩-حضرت سعید بن جبیر ؒ حضرت ابن عباس ؓ سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔ کہا: ”اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو۔“

٣٢٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦ من حديث سفيان، والبخاري، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح: ١٢٦٧ من حديث عمرو بن دينار به.

٣٢٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة . . . الخ، ح: ١٨٤٩ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦ من حديث حماد بن زيد به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال سُلَيْمَانُ: قال أَيُّوبُ: ثَوْبَيْهِ، وَقال عَمْرٌو: «ثَوْبَيْنِ»، وقالَ ابنُ عُبَيْدٍ: قال أَيُّوبُ: «في ثَوْبَيْنِ»، وَقَالَ عَمْرٌو: «في ثَوْبَيْهِ». زَادَ سُلَيْمَانُ وَحْدَهُ: «وَلَا تُحَنِّطُوهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن حرب کی ایوب سے روایت میں لفظ یوں ہیں: [ثَوْبَيْهِ] ''یعنی اس کے اپنے دو کپڑوں میں کفن دو۔'' جبکہ عمرو کی روایت میں: [ثَوْبَيْنِ] آیا ہے۔ ''دو کپڑوں میں کفن دو۔'' (اس کے اپنے ہوں یا کسی دوسرے نے دیے ہوں۔) ابن عبید کی روایت جو ایوب سے ہے اس میں [فِي ثَوْبَيْنِ] کا لفظ ہے۔ جبکہ عمرو نے [ثَوْبَيْهِ] کہا ہے۔ اور صرف سلیمان نے یہ اضافہ کیا: ''اسے حنوط (خوشبو) بھی نہ لگاؤ۔''

٣٢٤٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ «في ثَوْبَيْنِ».

٣٢٤٠- ایوب' سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سلیمان کی روایت کے ہم معنی بیان کرتے ہیں' یعنی [فِي ثَوْبَيْنِ] ''دو کپڑوں میں کفن دو۔''



فوائد ومسائل: ① حالت احرام میں چونکہ مرد سر نہیں ڈھانپتا اور نہ خوشبو ہی استعمال کرتا ہے اور کپڑے بھی اس پر دو ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ فوت ہو جانے کی صورت میں اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ تو اس کا جواب مذکورہ احادیث میں موجود ہے۔ ② مُحرم کا اپنا لباس احرام ہی اس کا کفن بنا دیا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ دوسرا بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ روایات دونوں ہی طرح ہیں۔

٣٢٤١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا

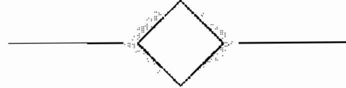
٣٢٤١- جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مُحرم آدمی کو اس کی سواری نے گرا دیا اور اس کی گردن توڑ دی اور اس سے وہ فوت ہو گیا' اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے غسل دو' کفن پہناؤ لیکن سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو ہی لگاؤ' بلاشبہ یہ تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھایا

٣٢٤٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٣٢٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ١٨٣٩ من حديث جرير به، وانظر، ح: ٣٢٣٨.

فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ». 　　　　جائے گا۔"

فائدہ: حالت احرام میں موت کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے جاری رہے گا اور اس پر قیاس ہے کہ اگر کوئی طلب علم یا جہاد میں فوت ہو جائے اور وہ اپنے اس عمل کو پورا کرنے کا عزم رکھتا ہو تو اسے اِن شاءاللہ قیامت تک کے لیے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔





قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام ومسائل

* قسم کی اہمیت اور اس کی اقسام: کسی معاملے کو اللہ کے نام یا اس کی صفات کا ذکر کر کے یقینی بنانے کو حلف اٹھانا یا قسم کھانا کہتے ہیں۔ چونکہ عرب لوگ ایسے مواقع پر باہم مصافحہ بھی کرتے تھے اس لیے اسے [یمین] کہا گیا۔[یمین] بمعنی داہنا ہاتھ اور اس کی جمع ہے [اَیْمَان] اس کی تین قسمیں ہیں: ایک حقیقی اور سچی قسم' جو بالعزم اٹھائی جاتی ہے' اسے ''یمین مُعَقَّد'' کہتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنا حتی الامکان لازم ہوتا ہے' ورنہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری ''یمین لغو'' ہے۔ یعنی بلا عزم بات بات پر قسمیں اٹھانا جیسے کہ بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے' اسے معاف قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اسے معمولی نہیں جاننا چاہیے بلکہ اپنی عادت بدلنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اور تیسری جھوٹی قسم' اسے ''یمین غَمُوس'' کہتے ہیں۔ یعنی گناہ' عتاب اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ اسے اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا﴾ (النحل:۹۱) ''اپنی قسموں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔'' ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

قُلُوْبُكُمْ﴾ (البقرة:۲۲۵) ''اللہ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہیں پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں' ہاں اس چیز پر پکڑے گا جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔''

✽ **نذر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:** لغت میں نذر کے معنی ہیں[اَلْوَعْدُ بِخَیْرٍ أَوْشَرٍّ] ''اچھا یا برا وعدہ''۔ شرع میں نذر کا مطلب ہے: (هُوَالْتِزَامُ قُرْبَةٍ غَیْرِ لَازِمَةٍ) ''اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے کسی چیز کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا نذر کہلاتا ہے۔''

✽ **نذر کی مشروعیت:** نذر گزشتہ ادیان میں بھی مشروع تھی اور زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا رواج عام تھا۔ مشرکین بتوں کے نام پر نذر مانتے تھے تاکہ ان کا قرب حاصل ہو۔ اپنی حاجات طلبی کے لیے نذر و نیاز ان کے ہاں مقبول عام عمل تھا۔ اسلام نے نذر کو مشروع رکھا ہے لیکن اس کے لیے قواعد وضوابط رکھے ہیں تاکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کا باعث بنے اور غیر اللہ کے ساتھ اس کا تعلق ختم ہو جائے۔ قرآن مجید میں اس کی مشروعیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:



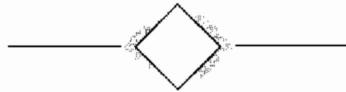
﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ﴾ (البقرة : ۲۷۰)

''تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات کرو اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔''

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ] (صحيح البخاری، الأيمان والنذور، حديث : ٦٦٩٦)

''جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو وہ اس کی اطاعت کرے (نذر پوری کرے) اور جس نے اس کی معصیت کی نذر مانی وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔''



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢١) -كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ (التحفة ١٦)

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام و مسائل

(المعجم ١) - بابُ التَّغْلِيظِ فِي الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ (التحفة ١)

باب:۱-جھوٹی قسم میں گناہ کی سختی

٣٢٤٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قالَ: أخبرنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ مَصْبُورَةٍ كَاذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۲۴۲- حضرت عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (کسی حاکم وغیرہ کی مجلس میں محبوس ہو کر یا دیدہ دانستہ) جھوٹی قسم کھائی تو اسے چاہیے کہ اپنے چہرے کا مقام آگ میں بنا لے۔''

فائدہ: جھوٹ بولنا ویسے ہی کبیرہ گناہ اور لعنت کا کام ہے' کجا یہ کہ اس پر مزید قسم بھی اٹھائے۔ تو اس کی سزا جہنم ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بہر حال توبہ کا دروازہ کھلا ہے' جسے اپنے اس غلط عمل کا احساس ہو جائے' وہ بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرے۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِيمَنْ حَلَفَ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا (التحفة ٢)

باب:...... جو شخص کسی کا مال مار لینے کے لیے قسم کھائے

٣٢٤٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى

۳۲۴۳- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ کہتے ہیں

٣٢٤٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٦ عن يزيد بن هارون به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

٣٢٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ٢٤١٦، ٢٤١٧، ومسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٨ من حديث أبي معاوية.

وَهَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ قال: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن شَقِيقٍ، عن عَبْدِ الله قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ» فَقَالَ الأَشْعَثُ: فِيَّ وَالله كَانَ ذٰلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قال لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ»، قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ الله تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَـٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ٧٧].

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور وہ اس میں جھوٹا ہو تا کہ اس کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال مار لے تو وہ اللہ سے ملے گا جب کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔“ اشعث ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے ہی بارے میں ہے۔ میری اور ایک یہودی کی زمین مشترک تھی، وہ میرے حصے سے انکاری ہوگیا تو میں نے یہ معاملہ نبی ﷺ کے حضور پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے گواہ ہیں؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے یہودی سے فرمایا: ”قسم اٹھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مارلے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا......﴾ ”جولوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر معمولی مال حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“



٣٢٤٤- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ قال: حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ سُلَيْمَانَ قال: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عن الأَشْعَثِ بنِ قَيْسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ

۳۲۴۴- حضرت اشعث بن قیس ؓ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) کندہ اور حضر موت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ زمین یمن میں تھی۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری زمین اس شخص کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی اور یہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ نے پوچھا:

٣٢٤٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٢ من حديث الحارث به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٩٠، وابن الجارود، ح: ١٠٠٥، والحاكم: ٤/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي.

الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُو هٰذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ أُحَلِّفُهُ وَاللهِ! مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُوهُ، فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْتَطِعُ أَحَدٌ مَالًا بِيَمِينٍ إِلَّا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ أَجْذَمُ»، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ.

''کیا تمہارے کوئی گواہ ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے قسم دیتا ہوں کہ (وہ یہ کہے) اللہ کی قسم! وہ نہیں جانتا کہ وہ زمین میری ہے جو اس کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ ادھر کندی آدمی بھی قسم کھانے کے لیے تیار ہوگیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی قسم اٹھا کر کسی کا مال مار لیتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ کوڑھی ہوگا۔'' چنانچہ کندی نے کہا: یہ زمین اسی کی ہے۔

٣٢٤٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَكَ يَمِينُهُ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي مَا حَلَفَ عَلَيْهِ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَاكَ»، فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ لَهُ، فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالٍ لِيَأْكُلَهُ ظَالِمًا لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ».

٣٢٤٥- جناب علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت اور (قبیلہ) کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص میرے باپ کی زمین پر قابض ہوگیا ہے۔ کندی نے کہا: یہ میری زمین ہے' میرے قبضے میں ہے' میں ہی اسے کاشت کرتا ہوں اور اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا: ''کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمھیں اس کی قسم قبول کرنی ہوگی۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے' اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے' یہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لیے اس کی طرف سے بس یہی ہے (کہ وہ قسم کھائے۔'') چنانچہ وہ قسم کھانے کے لیے تیار ہوگیا۔ جب اس نے پشت پھیری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے قسم کھالی کہ ظلم سے مال کھالے تو یہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوگا۔''

٣٢٤٥- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٩ عن هناد بن السري به.

فوائد ومسائل: ① کسی مقدمہ کے طرفین‘ جس میں کسی صالح کے متعلق گمان ہو کہ سچ کہتا ہوگا اور کسی فاسق کے متعلق وہم ہو کہ یہ جھوٹا ہوگا‘ قاضی کے روبرو برابر ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ شرعی اصولوں کے تحت ہی ہوگا کہ مدعی گواہ پیش کرے یا مدعا علیہ قسم کھائے۔ (خطابی) ② کسی تنازع (جھگڑے) میں طرفین کا ایک دوسرے کو جھوٹ‘ خیانت یا ظلم وغیرہ سے متہم کرنا ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ ان کے متعلق کوئی دعو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ (خطابی) ③ مدعا علیہ کسی بھی دین وملت سے تعلق رکھتا ہو‘ اس سے قسم لی جائے گی جو تسلیم ہوگی۔ ④ جھوٹی قسم کا عتاب انتہائی شدید ہے۔

(المعجم ٢) - باب مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْيَمِينِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣)

باب:٢- منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کی عظمت

٣٢٤٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ قالَ: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ هَاشِمٍ قالَ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ نِسْطَاسٍ مِنْ آلِ كَثِيرِ بنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا عَلَى يَمِينٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ أَخْضَرَ، إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».



٣٢٤٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی‘ خواہ ایک (تازہ) مسواک ہی پر کیوں نہ ہو‘ اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا۔“ یا فرمایا: ”اس کے لیے جہنم واجب ہے۔“

فائدہ: مسجد نبوی میں رياض الجنة، اور منبر نبوی‘ جو کہ محشر میں حوض پر ہوں گے‘ جیسے عظیم متبرک مقامات کی پروا نہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا‘ انتہائی بدبختی کی علامت ہے۔ عام مساجد کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے قسم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

(المعجم ٣) - باب الْيَمِينِ بِغَيْرِ الله (التحفة ٤)

باب:٣- غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا

٣٢٤٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَ:

٣٢٤٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘

٣٢٤٦- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب اليمين عند مقاطع الحقوق، ح: ٢٣٢٥ من حديث هاشم ابن هاشم به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٩٢، وابن الجارود، ح: ٩٢٧، والحاكم: ٤/ ٢٩٦، ٢٩٧، ووافقه الذهبي.

٣٢٤٧- تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ح: ١٦٤٧ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، التفسير، سورة والنجم، باب ﴿أفرأيتم اللات والعزى﴾، ح: ٤٨٦٠ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٥٩٣١.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَقالَ في حَلِفِهِ وَاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إلٰهَ إلَّا الله، وَمَنْ قالَ لِصاحِبِهِ: تَعَالَ أُقامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا: قسم ہے لات کی! تو اسے چاہیے کہ کہے: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ. اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ جوا کھیلیں! تو اسے چاہیے کہ کچھ صدقہ کرے۔“

فائدہ: غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے۔ اگر کسی سے دانستہ ایسا ہو جائے تو اس پر کفارہ نہیں، بلکہ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان لازم ہے، تاہم نادانستہ، غیر ارادی طور پر ایسے الفاظ زبان سے نکل جائیں، تو اس کے لیے دل سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ اسی طرح جوا کھیلنا حرام ہے تو اس کا کفارہ صدقہ کرنا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ﴾ (ھود: ۱۱۴) ”نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“

(المعجم ٤) - [بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِالآبَاءِ] (التحفة ٥)

باب: ۴- آباء واجداد کے نام کی قسم کھانے کی حرمت

٣٢٤٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا عَوْفٌ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُم وَلَا بِأُمَّهَاتِكُم وَلَا بِالأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بالله، وَلَا تَحْلِفُوا بِالله إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ».

۳۲۴۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپوں یا ماؤں کے نام کی قسمیں نہ کھایا کرو اور نہ بتوں کے نام کی۔ صرف اللہ کے نام کی قسم کھایا کرو، اور اللہ کی قسم بھی اسی صورت میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔“

٣٢٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن عُبَيْدِالله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ، عن عُمَرَ بنِ

۳۲۴۹- حضرت عمر بن خطاب ؓ کا بیان ہے کہ وہ ایک قافلے میں جا رہے تھے کہ پیچھے سے رسول اللہ ﷺ انہیں آن ملے۔ (آپ ﷺ نے ان کو سنا) جب کہ وہ

٣٢٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب الحلف بالأمهات، ح: ٣٨٠٠ من حديث عبيدالله بن معاذ به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٦.

٣٢٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى، ح: ١٦٤٦ من حديث عبيدالله بن عمر، والبخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولاً أو جاهلاً، ح: ٦١٠٨ من حديث نافع به.

الْخَطَّابِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَدْرَكَهُ وَهُوَ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فقالَ: «إِنَّ الله يَنْهَاكُم أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُم، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بالله أَوْ لِيَسْكُتْ».

اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے کہ اپنے آباء واجداد کی قسمیں کھاؤ' جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے' یا خاموش رہے۔''

٣٢٥٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ عن أبِيهِ، عن عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: سَمِعَنِي رَسُولُ الله ﷺ ... نَحْوَ مَعْنَاهُ إِلَى «بِآبَائِكُم». زَادَ: قال عُمَرُ: فَوَالله! مَا حَلَفْتُ بِهَذَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

٣٢٥٠- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا (کہ میں اپنے باپ کے نام کی قسم کھا رہا تھا) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: اللہ کی قسم! (بعدازاں) میں نے ان کی قسم نہیں کھائی' نہ عمداً اور نہ حکایتاً (کسی کی طرف سے نقل کرتے ہوئے۔)

٣٢٥١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ قال: سَمِعْتُ الْحَسَنَ ابنَ عُبَيْدِالله عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ قال: سَمِعَ ابنُ عُمَرَ رَجُلًا يَحلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ ابنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ الله فَقَدْ أَشْرَكَ».

٣٢٥١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کو سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو انہوں نے اس سے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔''

فوائد ومسائل: ① غیر اللہ کی قسم کھانا' خواہ وہ کعبہ کی ہو یا فرشتے یا انبیاء یا اولیاء صالحین یا آباء واجداد وغیرہ کی' اسے گویا اللہ کے ہم پلہ ٹھہرانا ہے یا اس کی سی صفات سے موصوف سمجھنا ہے جو کہ واضح شرک ہے۔ جس سے ایسا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ایمان کی تجدید کرے' اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے جیسے کہ (حدیث: ٣٢٤٧) میں گزرا ہے۔ ② خیال رہے کہ قرآن مجید کی قسم کھانا اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی اٹھالے تو مباح اور جائز ہے اس لیے کہ قرآن مجید اللہ ذوالجلال کا کلام اور اس کی صفت ہے اور اللہ کی صفات کی قسم کھانا ثابت اور صحیح ہے۔

٣٢٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ١٥٩٢٢، ورواه البخاري، الأيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، ح: ٦٦٤٧ من حديث معمر به معلقًا.

٣٢٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في أن من حلف بغير الله فقد أشرك، ح: ١٥٣٥ من حديث الحسن بن عبيدالله به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٧، والحاكم: ٤/ ٢٩٧، ووافقه الذهبي.

۳۲۵۲- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ المَدَنِيُّ عن أبي سُهَيْلٍ نَافِعِ بنِ مَالِكِ بنِ أَبِي عَامِرٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بنَ عُبَيْدِاللهِ، يَعْنِي في حَدِيثِ قِصَّةِ الأَعْرَابِيِّ قال النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

۳۲۵۲- جناب طلحہ بن عبیداللہ نے بدوی کے واقعہ والی حدیث میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا' قسم اس کے باپ کی! اگر سچا (ثابت قدم) رہا۔ جنت میں داخل ہوا' قسم اس کے باپ کی! اگر یہ سچا (ثابت قدم) رہا۔''

فائدہ: اس روایت میں [وَأَبِيه] کا لفظ شاذ اور ضعیف ہے۔ (علامہ البانی ؒ) تاہم اس کی یہ تاویل بھی کی جاتی ہے کہ یہ قصہ غیراللہ کی قسم سے منع کرنے سے پہلے کا ہے یا یہ کلام عامۃ الناس کے اسلوب پر ہے' اس میں قسم کا معنی مراد نہیں ہے۔ اور کچھ نے کہا کہ اس میں لفظ ''رَبّ'' محذوف ہے اور اصل یوں ہے: [وَرَبِّ أَبِيه] ''اس کے باپ کے رب کی قسم۔'' علامہ سہیلی نے کہا کہ اس میں ''تعجب'' کے معنی ہیں۔ (نیل الاوطار' باب: الحلف باسماء الله و صفاته: ۸/۲۵۷)

(المعجم ٥) - باب كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِالأَمَانَةِ (التحفة ٦)

باب: ۵- امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے

۳۲۵۳- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِيُّ عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِالأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا».

۳۲۵۳- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے امانت کی قسم کھائی' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: ایمان یا امانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امور ہیں' ان کی قسم کھانے کے کوئی معنی نہیں' لہٰذا ناجائز ہے۔ تاہم بقول امام شافعی ؒ اس میں کوئی کفارہ نہیں۔

(المعجم ٦) - باب لَغْوِ الْيَمِينِ (التحفة ٧)

باب: ٦- لغو قسم کا بیان

۳۲۵۲_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ۳۹۲، ورواه البخاري، ومسلم من حديث إسماعيل بن جعفر به مختصرًا، وقوله: "وأبيه" أي "ورب أبيه".

۳۲۵۳_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ۳۵۲ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۸.

٣٢٥٤- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ الشَّامِيُّ قالَ: حَدَّثَنا حَسَّانُ يَعني ابنَ إبْرَاهِيمَ قالَ: حدثنا إبْرَاهِيمُ يَعني الصَّائِغَ، عن عَطَاءٍ في اللَّغْوِ في الْيَمِينِ قال: قالَتْ عَائِشَةُ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «هُوَ كَلَامُ الرَّجُلِ في بَيْتِهِ: كَلَّا وَالله! وَبَلٰى وَالله!».

۳۲۵۴- جناب عطاء رحمہ اللہ سے لغو قسم کے بارے میں مروی ہے انہوں نے کہا' حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد وہ قسم ہے جو آدمی اپنے گھر میں کلّا واللہ! اور بلٰی واللہ! (نہیں' قسم اللہ کی! ہاں قسم اللہ کی!) وغیرہ بولتا رہتا ہے۔“ (اس کا تکیہ کلام ہوتا ہے اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ إبْرَاهِيمُ الصَّائِغُ رَجُلًا صَالِحًا قَتَلَهُ أَبُو مُسْلِمٍ بِعَرَنْدَسَ، قالَ: وَكَانَ إذَا رَفَعَ المِطْرَقَةَ فَسَمِعَ النِّدَاءَ، سَيَّبَهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم صائغ ایک صالح آدمی تھے۔ ان کو ابومسلم نے مقام عَرَندَس میں قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا یہ معمول تھا کہ اگر ہتھوڑا اٹھایا ہوا ہوتا اور اذان سن لیتے تو وہیں چھوڑ دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ دَاوُدُ بنُ أبي الْفُرَاتِ عن إبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ مَوْقُوفًا عَلٰى عَائِشَةَ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَعَبْدُ المَلِكِ بنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَمَالِكُ بنُ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ عن عَطَاءٍ عن عَائِشَةَ مَوْقُوفًا.

امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کو داود بن ابی فرات نے بواسطہ ابراہیم صائغ حضرت عائشہ پر موقوف روایت کیا ہے اور ایسے ہی زہری' عبدالملک بن ابی سلیمان اور مالک بن مغول نے بواسطہ عطاء حضرت عائشہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

فائدہ: لغو قسم معاف ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں' تاہم آدمی کو اس سے پرہیز کرتے ہوئے اپنی عادت بدلنی چاہیے۔ فرمایا: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِىٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (البقرة:۲۲۵) ”اللہ تمہیں تمہاری ان لغو قسموں پر نہ پکڑے گا البتہ اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔“

(المعجم ۷) - بَابُ الْمَعَارِيضِ فِي الأَيْمَانِ (التحفة ۸)

باب:۷- قسم کھانے میں مخفی طور پر اشارتاً کوئی اور مفہوم مراد لے لینا

٣٢٥٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن حبان في صحيحه(موارد)، ح: ١١٨٧ من حديث حميد بن مسعدة به، ورواه البخاري، ح: ٦٦٦٣ موقوفًا على عائشة رضي الله عنها.

٣٢٥٥- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال: أخبرنَا هُشَيْمٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن عَبَّادِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهَا صَاحِبُكَ».

٣٢٥٥- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قسم اسی بات پر ہے جس پر تیرا ساتھی تجھ سے تصدیق کرا رہا ہے۔''

قال مُسَدَّدٌ: قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ أَبي صَالِحٍ.

جناب مسدد ؒ نے اس سند میں (عن عباد بن ابی صالح کے بجائے) ''اخبرنی عبداللہ بن ابی صالح'' کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُمَا وَاحِدٌ: عَبَّادُ بنُ أَبِي صَالِحٍ وَعَبْدُ الله بنُ أبي صَالِحٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ دونوں عبداللہ بن ابی صالح اور عباد بن ابی صالح ایک ہی شخصیت ہیں۔

فائدہ: مسلمانوں کے درمیان آپس میں تنازعات کے فیصلوں کے لیے اشارات وتعریضات (توریے) سے قسم اٹھانا کسی طرح مفید مطلب نہیں بلکہ ناجائز ہے' البتہ کفار یا ظالموں سے آویزش ہو' تو رخصت ہے۔

٣٢٥٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قال: حَدَّثَنا إسْرَائِيلُ عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عن جَدَّتِهِ، عن أَبِيهَا سُوَيْدِ بنِ حَنْظَلَةَ قال: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ الله ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بنُ حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي فَخَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي، قال: «صَدَقْتَ، المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ».

٣٢٥٦- حضرت سوید بن حنظلہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر ؓ بھی تھے۔ ان کے ایک دشمن نے ان کو پکڑ لیا' تو قوم کے لوگ قسم کھانے سے ہچکچاتے رہے' مگر میں نے قسم کھالی کہ ''یہ میرا بھائی ہے۔'' تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے آپ کو بتایا کہ قوم کے لوگوں نے قسم کھانے میں حرج سمجھا تھا' مگر میں نے قسم کھائی کہ ''یہ میرا بھائی ہے'' تو آپ نے فرمایا: ''تو نے سچ کہا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔''

٣٢٥٥- تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب اليمين على نية المستحلف، ح: ١٦٥٣ من حديث هشيم به.
٣٢٥٦- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من ورى في يمينه، ح: ٢١١٩ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٩، ٣٠٠، ووافقه الذهبي.

فائدہ: دشمن کے مقابلے میں اشارے اور توریے سے قسم کھانا جائز ہے اور [إنَّ فِي الْمَعَارِيضِ لَمَنْدُوحَةً عَنِ الْكَذِبِ] (السنن الكبرى للبيهقي: ۱۰/۱۹۹) ''اشارے میں جھوٹ سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔'' کا یہی مفہوم ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلِفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ (التحفة ۹)

باب:...... اسلام سے بری ہو جانے یا غیر مسلم ہونے کی قسم کھانا

۳۲۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ».

۳۲۵۷- حضرت ثابت بن ضحاک ؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے ملت اسلام کے سوا کسی اور ملت میں ہو جانے کی قسم کھائی خواہ وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو تو وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ اور جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ اور جو چیز انسان کی اپنی ملکیت میں نہ ہو اس کی نذر بھی نہیں ہے۔''

۳۲۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

۳۲۵۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں' تو اگر وہ جھوٹا ہوا تو وہ وہی ہوا جو اس نے کہا اور اگر سچا بھی ہوا تو اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا۔''

۳۲۵۷- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح: ٤١٧١، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح: ١١٠ من حديث معاوية بن سلام به.

۳۲۵۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف بملة غير الإسلام، ح: ٢١٠٠، والنسائي، ح: ٣٨٠٣ من حديث حسين بن واقد به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٣٥٥، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٩٨، ووافقه الذهبي.

فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الإِسْلَامِ سَالِمًا».

فائدہ: اسلام اللہ کا دین اور بندوں کے لیے عظیم ترین نعمت ہے، چنانچہ سچے جھوٹے کسی طرح بھی اس سے بری ہونے کے الفاظ زبان پر لانا ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کسی نے سچے ہوتے ہوئے اس طرح کہہ دیا تو بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا مالی کفارہ نہیں ہے، اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٨) - **باب الرَّجُلِ يَحْلِفُ أَنْ لَا يَتَأَدَّمَ** (التحفة ١٠)

باب:٨- جو کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا

٣٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ الْعَلَاءِ عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ اللهِ ابنِ سَلَامٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ تَمْرَةً عَلَى كِسْرَةٍ فَقَالَ: «هٰذِهِ إِدَامُ هٰذِهِ».

٣٢٥٩- حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک کھجور روٹی کے ٹکڑے پر رکھی اور فرمایا: ”یہ اس کا سالن ہے۔“

٣٢٦٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ قال: حَدَّثَنَا أَبِي عن مُحَمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيَى، عن يَزِيدَ الأَعْوَرِ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَلَامٍ مِثْلَهُ.

٣٢٦٠- یزید اعور نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت کیا۔

(المعجم ٩) - **باب الاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ** (التحفة ١١)

باب:٩- قسم کے ساتھ [إِنْ شَاءَ اللّٰه] کہنا

٣٢٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ:

٣٢٦١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کی

٣٢٥٩- تخريج: [ضعيف] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ٧٤٩٤ من حديث يحيى بن العلاء به، وهو كذاب يضع الحديث، قاله أحمد، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

٣٢٦٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٨٣ من حديث عمر بن حفص بن غياث به * حفص بن غياث عنعن، ويزيد بن أبي أمية مجهول.

٣٢٦١- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب الاستثناء، ح: ٣٨٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٠، وانظر الحديث الآتي.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إنْ شَاءَ اللهُ فَقَدِ اسْتَثْنَى».

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''جس نے قسم کھائی اور پھر [اِنْ شَاءَ اللّٰه] کہہ دیا تو اس نے استثناء کرلیا۔''

٣٢٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ وَهٰذَا حَدِيثُهُ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ».

٣٢٦٢- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور [اِنْ شَاءَ اللّٰه] کہا تو چاہے وہ اپنی قسم کو پورا کرے یا نہ کرے قسم نہیں ٹوٹے گی۔



فائدہ: چونکہ تمام امور اللہ عزوجل کی مشیت سے پورے ہوتے ہیں اس لیے قسم میں بھی حسن ادب یہ ہے کہ مستقبل کے امور میں [اِنْ شَاءَ اللّٰه] کہہ لے اس طرح قسم کھانے کی صورت میں اگر کام نہ ہوسکا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ لیکن اگر قسم کھانے والا مخالفت کی نیت رکھتے ہوئے محض اپنے مخاطب کو تسلی دینے کے لیے [اِنْ شَاءَ اللّٰه] کہتا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ [اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات]

(المعجم . . .) - **باب مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَتْ** (التحفة ١٢)

باب:...... نبی ﷺ کیسے قسم کھایا کرتے تھے

٣٢٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: أخبرنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن مُوسَى ابنِ عُقْبَةَ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: أَكْثَرُ مَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَحْلِفُ بِهٰذِهِ الْيَمِينِ: «لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ».

٣٢٦٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر قسمیں اس طرح کی ہوتی تھیں: [لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوب] ''نہیں، قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل کی صفات کے ساتھ قسم کھانا عین توحید ہے۔ ② قسم کے شروع میں لَا لگانا' عربی زبان کا معروف اسلوب ہے۔

٣٢٦٢ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ١٥٣١، والنسائي، ح: ٣٨٢٤، وابن ماجه، ح: ٢١٠٥ من حديث عبدالوارث به، وقال الترمذي: "حسن".

٣٢٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: يحول بين المرء وقلبه، ح: ٦٦١٧ من حديث ابن المبارك به.

٣٢٦٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ عن عَاصِمِ ابنِ شُمَيْخٍ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا اجْتَهَدَ في الْيَمِينِ قال: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ».

۳۲۶۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت تاکیدی قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے تھے: [وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ] ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے!“

ملحوظہ: اکثر روایات میں یہ الفاظ اس طرح آتے ہیں: [وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ] یعنی ابوالقاسم (کنیت) کی بجائے اسم گرامی محمد (ﷺ) نام لیتے۔

٣٢٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابنِ أَبِي رِزْمَةَ: أخبرَنِي زَيْدُ بنُ حُبَابٍ: أخبرَنِي مُحَمَّدُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ الله ﷺ إذَا حَلَفَ يَقُولُ: «لَا وَأَسْتَغْفِرُ الله».

۳۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے: [لَا وَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ] ”نہیں! اور میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں۔“

ملحوظہ: روایت ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے [لَا وَاللّٰہِ، اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ] (بذل المجهود)

٣٢٦٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ حَمْزَةَ: أخبرنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَيَّاشٍ السَّمَعِيُّ الأنْصَارِيُّ عن دَلْهَمِ بنِ الأَسْوَدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حَاجِبِ بنِ عَامِرِ بنِ الْمُنْتَفِقِ الْعُقَيْلِيِّ، عن أَبِيهِ، عن عَمِّهِ لَقِيطِ بنِ عَامِرٍ، قَالَ دَلْهَمٌ:

۳۲۶۶- عاصم بن لقیط کہتے ہیں کہ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ ایک وفد لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لقیط کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس سلسلے میں حدیث ذکر کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرے الٰہ کی بقا کی قسم۔“

٣٢٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٦ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤٨ * عاصم بن شميخ حسن الحديث.

٣٢٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب يمين رسول الله ﷺ التي كان يحلف بها، ح: ٢٠٩٣ من حديث محمد بن هلال به * هلال بن أبي هلال المدني مولى بني كعب مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٢٦٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣ من حديث ابن عياش به مطولاً، والسند متصل، انظر النهاية في الفتن والملاحم (بتحقيقي)، ح: ٥٣٢ (والتحقيق الجديد، ح: ٥٦٤).

وَحَدَّثَنِيهِ أَيْضًا الأَسْوَدُ بنُ عَبْدِ اللهِ عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطٍ: أنَّ لَقِيطَ بنَ عَامِرٍ خَرَجَ وَافِدًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قالَ لَقِيطٌ: فَقَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرَ حَدِيثًا فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَعَمْرُ إِلٰهِكَ».

فائدہ: صحیح بخاری میں بھی اسی قسم کے لفظ کے ساتھ یہ روایت ہے۔[لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ] (صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب: قول الرجل لعمر الله، حديث:٢٦٦٢) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عمر یہاں حیات کے معنی میں ہے۔ اس لفظ کے ساتھ قسم کھانے والا اللہ کی بقا کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور بقا اللہ کی ذاتی صفت ہے۔ اس لیے اس طرح قسم کھانا صحیح ہے۔ (فتح الباري، باب مذکور)



(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الْقَسَمِ هَلْ يَكُونُ يَمِينًا (التحفة ١٣)

باب:١٠-کیا کسی کو قسم دینا بھی قسم میں داخل ہے؟

٣٢٦٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْسَمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ».

٣٢٦٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو قسم دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم مت دو۔'' (تفصیل درج ذیل روایت میں ہے۔)

فائدہ: علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو محض یوں کہہ دے کہ تجھے ''قسم ہے'' یہ قسم نہیں، لیکن اگر یوں کہے کہ'' تجھے اللہ کی قسم ہے''، تو یہ قسم ہوگی اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔ لیکن اگر کوئی پوری نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں۔

٣٢٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

٣٢٦٨- جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٣٢٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، التعبير، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢١٩.

٣٢٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق، انظر الحديث السابق، والبخاري، التعبير، باب رؤيا الليل، ح: ٧٠٠٠ من حديث معمر به، ورواه الترمذي، ح: ٢٢٩٣ عن عبدالرزاق به، وابن ماجه، ح: ٣٩١٨ عن محمد بن يحيى به، انظر الحديث الآتي.

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قالَ ابنُ يَحْيَى: وَكَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ قالَ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ الله ﷺ فقال: إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فَذَكَرَ رُؤْيَا فَعَبَّرَهَا أَبُو بَكْرٍ فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، فقالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ الله! بِأَبِي أَنْتَ لَتُحَدِّثَنِّي ما الَّذِي أَخْطَأْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں نے آج رات خواب دیکھا ہے اور پھر اس نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر کی' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے کچھ میں درست کہا ہے اور کچھ میں خطا کی ہے۔'' تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دیتا ہوں' میرا باپ آپ پر فدا ہو! آپ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے' تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''قسم مت دو۔''

٣٢٦٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُلَيْمَانُ بنُ كَثِيرٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرِ الْقَسَمَ. زَادَ فِيهِ: وَلَمْ يُخْبِرْهُ.

٣٢٦٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی' مگر اس میں قسم کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں وضاحت نہیں کی۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى طَعَامٍ لَا يَأْكُلُهُ (التحفة ١٤)

باب:١١- اگر کوئی قسم کھالے کہ یہ کھانا نہیں کھاؤں گا

٣٢٧٠- **حَدَّثَنَا** مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي عُثْمَانَ أَوْ عن أَبِي السَّلِيلِ عَنْهُ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي بَكْرٍ قال: نَزَلَ بِنَا أَضْيَافٌ لَنَا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَتَحَدَّثُ عِنْدَ

٣٢٧٠- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں کچھ مہمان آ گئے' جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے آنے تک تم ان کی ضیافت اور خدمت سے فارغ

٣٢٦٩- **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث محمد بن كثير به، انظر، ح: ٣٢٦٧.

٣٢٧٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من الغضب والجزع عند الضيف، ح: ٦١٤٠، ومسلم، الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، ح: ٢٠٥٧ من حديث الجريري به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فقالَ: لَا أَرْجِعَنَّ إِلَيْكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ ضِيَافَةِ هٰؤُلَاءِ وَمِنْ قِرَاهُمْ، فَأَتَاهُمْ بِقِرَاهُمْ فقالُوا: لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى يَأْتِيَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ فقالَ: مَا فَعَلَ أَضْيَافُكُم أَفَرَغْتُمْ مِنْ قِرَاهُمْ؟ قالُوا: لَا. قُلْتُ: قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا: وَاللهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَجِيءَ فقالُوا: صَدَقَ قَدْ أَتَانَا بِهِ فَأَبَيْنَا حَتَّى تَجِيءَ، قال: فَمَا مَنَعَكُمْ؟ قالُوا: مَكَانُكَ، قال: فَوَاللهِ! لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ، قال: فقالُوا: وَنَحْنُ وَاللهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ، قالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ، قال: قَرِّبُوا طَعَامَكُم، قال: فَقُرِّبَ طَعَامُهُمْ، فقالَ: بِسْمِ اللهِ فَطَعِمَ وَطَعِمُوا، فَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَصْبَحَ، فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ وَصَنَعُوا، قال: «بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَصْدَقُهُمْ».



ہو جانا۔ چنانچہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے کر آیا تو انہوں نے کہا: ہم نہیں کھائیں گے حتی کہ ابوبکر آ جائیں۔ چنانچہ وہ (دیر سے) آئے اور پوچھا کہ تمہارے مہمانوں کا کیا ہوا' کیا تم ان کی مہمانداری سے فارغ ہو چکے ہو؟ گھر والوں نے کہا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے گیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں کھائیں گے حتی کہ ابوبکر آ جائیں۔ ان مہمانوں نے بھی تصدیق کی' کہ یہ ہمارے پاس ضیافت لایا تھا مگر ہم نے انکار کر دیا حتی کہ آپ آ جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں (میرے بغیر) کھانے سے کیا مانع رہا؟ انہوں نے کہا: آپ کے باعث۔ (آپ کی عدم موجودگی۔) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں آج رات یہ نہیں کھاؤں گا۔ تو انہوں نے کہا: اور ہم بھی اللہ کی قسم! نہیں کھائیں گے حتی کہ آپ کھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج جیسی بری رات میں نے نہیں دیکھی اور فرمایا: کھانا لاؤ۔ چنانچہ ان کا کھانا پیش کیا گیا تو کہا: بسم اللہ۔ اور کھانے لگے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ (عبدالرحمٰن کہتے ہیں) مجھے بتایا گیا کہ صبح کے وقت وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ سب آپ ﷺ کے گوش گزار کیا جو کچھ انہوں (ابوبکر) نے کیا اور مہمانوں نے کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم ان سے بڑھ کر صالح ہو اور سچے بھی۔ (کہ مہمانوں کے اکرام میں ان کی قسم کے مطابق کھانا کھالیا۔'')

٣٢٧١- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى قال: أخبرنا سَالِمُ بنُ نُوحٍ وَعَبْدُ الأَعْلَى عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي عُثْمَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي بَكْرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ، زَادَ عن سَالِمٍ فِي حَدِيثِهِ قال: «وَلَمْ يَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ».

۳۲۷۱- ابوعثمان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی۔ اور ابن مثنی نے سالم کی اس حدیث میں مزید کہا: مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) کفارہ بھی دیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ دلچسپ حدیث صحیح بخاری میں تفصیل سے پڑھنے کے لائق ہے۔ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، حدیث: ٦٠٢) اس میں ہے کہ ایک کرامت ظاہر ہوئی کہ کھانا بڑھ گیا اور پھر وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی لے گئے۔ ② اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان نوازی ایک اہم شرعی حق ہے۔ ③ شرعی ضرورت کے تحت عشاء کے بعد ضروری امور سرانجام دینا جائز ہے۔ ④ مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانے میں ایک دوسرے کا اکرام ہے اور یہ ایک مستحب عمل ہے۔ ⑤ شرعی حقوق کی کوتاہی میں بڑی عمر کی اولاد کو دوسروں کے سامنے بھی ڈانٹ ڈپٹ کی جا سکتی ہے۔ ⑥ کسی بات پر قسم کھائی ہو لیکن اس کا دوسرا پہلو زیادہ بہتر ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے۔ ⑦ اولیاء اور صالحین کی کرامات حق ہیں۔ ⑧ مذکورہ بالا صورت میں اگر کسی نے قسم توڑی ہو تو کفارہ لازم آتا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کفارے کا ذکر ویسے ہی نہیں آیا۔ کچھ نے کہا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ وجوب کفارہ سے پہلے کا ہو اور کچھ نے اسے لغو قسم شمار کیا ہے، مگر یہ متبادر نہیں ہے۔

(المعجم ١٢) - باب الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ (التحفة ١٥)

باب:۱۲- قطع تعلق کی قسم کھالینا

٣٢٧٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ قال: حَدَّثَنا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ

۳۲۷۲- جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں دو بھائیوں میں وراثت کا معاملہ تھا۔ ایک نے دوسرے سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: اگر تو نے مجھ سے دوبارہ تقسیم کی بات کی تو میرا سب

٣٢٧١- تخريج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى عن سالم بن نوح به، وانظر الحديث السابق.

٣٢٧٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٦٥، ٦٦ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه الحاكم: ٤/٣٠٠، ووافقه الذهبي * قال أحمد: "قد رأى سعيد عمر وسمع منه وإذا لم يقبل سعيد عن عمر فمن يقبل" (تهذيب الكمال).

كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ فَسَأَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ، فقالَ: إِنْ عُدْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْقِسْمَةِ فَكُلُّ مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فقالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّ الْكَعْبَةَ غَنِيَّةٌ عنْ مَالِكَ، كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَكَلِّمْ أَخَاكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَمِينَ عَلَيْكَ وَلَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ وَفِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَفِيمَا لَا تَمْلِكُ».

مال کعبہ کے لیے وقف ہوا۔ حضرت عمر ؓ نے اس سے فرمایا: کعبہ تیرے مال کا محتاج نہیں۔ اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور اپنے بھائی سے (تقسیم کے بارے میں) بات کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''رب تعالیٰ کی نافرمانی میں تیری کوئی قسم ہے، نہ نذر اور نہ قطع رحمی میں نذر ہے اور نہ اس چیز میں جس کا تو مالک نہیں۔''

٣٢٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: أَخْبَرَنَا المُغِيرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا نَذْرَ إِلَّا فِيمَا يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ الله، وَلَا يَمِينَ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ».

٣٢٧٣- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نذر نہیں سوائے اس کے جس میں اللہ کی رضا مقصود ہو اور نہ قطع رحمی میں قسم ہے۔''



٣٢٧٤- حَدَّثَنَا المُنْذِرُ بنُ الْوَلِيدِ قالَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ بَكْرٍ قال: حدثنا عُبَيْدُالله بنُ الأَخْنَسِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا نَذْرَ وَلَا يَمِينَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابنُ آدَمَ وَلَا فِي مَعْصِيَةِ الله وَلَا فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ، وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَدَعْهَا وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ

٣٢٧٤- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں اور نہ اس میں قسم ہے اور نہ اللہ کی نافرمانی میں اور نہ قطع تعلقی میں۔ اور جس نے قسم کھائی ہو اور پھر اس کے خلاف دوسرے پہلو میں زیادہ خیر دیکھے تو چاہیے کہ قسم چھوڑ دے اور جو خیر ہو اس پر عمل کرے۔ بلاشبہ اس کا چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔''

٣٢٧٣- تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وح: ٢١٩١، ٢١٩٢.

٣٢٧٤- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٣، ٣٤ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ٣٨٢٣ من حديث عبيدالله بن الأخنس به مختصرًا، وانظر الحديث السابق * يحيى بن عبيدالله متروك، وحديثه عند البيهقي: ١٠/ ٣٣، ٣٤.

خَيْرٌ فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الأَحَادِيثُ كُلُّهَا عن النَّبِيِّ ﷺ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ إِلَّا فِيمَا لَا يُعْبَأُ بِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سب احادیث میں یہی ہے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے' مگر اُن روایات میں (اس کے برعکس بیان ہوا ہے) جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ: رَوَى يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن يَحْيَى بنِ عُبَيْدِالله فقالَ: تَرَكَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَكَانَ أَهْلًا لِذٰلِكَ. قالَ أَحْمَدُ: أَحَادِيثُهُ مَنَاكِيرُ وَأَبُوهُ لَا يُعْرَفُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا' کیا یحییٰ بن سعید نے یحییٰ بن عبیداللہ سے روایت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بعد میں چھوڑ دیا تھا اور وہ اسی لائق تھا۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اس کی احادیث منکر (ازحد ضعیف) ہیں اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔



فائدہ: اس روایت میں [مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ] سے آخر تک کا حصہ ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) اور جس کام پر قسم کھائی ہے' اسے ترک کرے تو کفارہ دینا راجح ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الحَلِفِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا (التحفة ١٦)

باب:١٣- جو شخص عمداً جھوٹی قسم کھائے

٣٢٧٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخبَرَنَا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أبي يَحْيَى، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فاسْتَحْلَفَ المَطْلُوبَ، فَحَلَفَ بالله الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «بَلَى

٣٢٧٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو شخص اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے' تو نبی ﷺ نے مدعی سے گواہ طلب کیے تو اس کے پاس گواہ نہیں تھے۔ تب آپ نے مدعا علیہ سے قسم طلب کی تو اس نے کہا: ''قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (میں نے یہ کام نہیں کیا ہے جو مدعی کہتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں' تحقیق تو نے یہ کیا

٣٢٧٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٩٦، ووافقه الذهبي.

قَدْ فَعَلْتَ وَلٰكِنْ قَدْ غُفِرَ لَكَ بِإِخْلَاصِ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

ہے لیکن اللہ نے تجھے اخلاص کے ساتھ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] کہنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُرَادُ من هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْكَفَّارَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسے (جھوٹی قسم کھانے پر) کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم کو ”یمین غموس“ کہتے ہیں۔ یعنی انسان کو گناہ اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ یہ کبائر میں شمار ہے اور اس کا کوئی مالی کفارہ نہیں۔ دین اور آخرت کا عقاب بہت بڑی سزا ہے البتہ توبہ وندامت اور آیندہ ایسا نہ کرنے کا عزم ہی اس کا کفارہ ہے۔ ② اس خاص واقعہ کی بنیاد پر کسی مسلمان کو جھوٹی قسم کھانے کی جرأت نہیں کرنی چاہیے۔ ③ نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے یہ علم ہوا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے اس لیے آپ نے پورے یقین کے ساتھ اس کے جھوٹے ہونے کا ذکر کیا۔ علاوہ ازیں اس کی تلافی کا بیان بھی فرمایا۔



(المعجم ١٤) - باب الْحِنْثِ إِذَا كَانَ خَيْرًا (التحفة ١٧)

باب:۱۴- قسم توڑ دینے میں بہتری ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے

٣٢٧٦- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا غَيْلَانُ بنُ جَرِيرٍ عن أَبي بُرْدَةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنِّي وَاللهِ! إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ: «إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ يَمِينِي».

۳۲۷۶- حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر میں کوئی قسم کھاؤں اور پھر اس کے خلاف کو بہتر پاؤں تو بالضرور ان شاء اللہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہوگا۔“ یا یوں فرمایا: [اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ يَمِيْنِیْ] ”مگر میں وہ کروں گا جو بہتر ہوگا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔“

٣٢٧٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ

۳۲۷۷- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٢٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى: ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم﴾، ح: ٦٦٢٣، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٤٩ من حديث حماد بن زيد به.

٣٢٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح: ١٦٥٢

الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ قالَ: حَدَّثَنا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ يَعني ابنَ زَاذَانَ، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: قالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَمُرَةَ؛ إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ يَمِينَكَ».

ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! جب تم کوئی قسم کھاؤ‘ پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر پاؤ تو وہی کرو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يُرَخِّصُ فِيهَا الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ سے سنا کہ وہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنے کی رخصت دیتے تھے۔

فائدہ: کسی نے قسم کھائی ہو لیکن اس امر کے خلاف میں شرعی اور اخلاقی مصلحت ہو تو بہتر کیفیت پر عمل کرنا چاہیے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے اور اس میں وسعت ہے کہ پہلے کفارہ دے یا بعد میں۔

٣٢٧٨- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى قال: أَخبَرَنَا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ نَحْوَهُ قال: «فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ ثُمَّ ائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

٣٢٧٨-حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے‘ مگر اس روایت میں (یہ اضافہ) ہے: ”اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور پھر اس پر عمل کر جو بہتر ہو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ وَعَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ في هٰذَا الْحَدِيثِ رُوِيَ عن كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ في بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْحِنْثُ قَبْلَ الْكَفَّارَةِ، وَفي بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری‘ حضرت عدی بن حاتم اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے احادیث آئی ہیں۔ کچھ میں ہے کہ پہلے خلافِ قسم عمل کرے پھر کفارہ دے اور کچھ میں ہے کہ پہلے کفارہ دے اور پھر خلافِ قسم عمل کرے۔

من حديث هشيم، والبخاري، كفارات الأيمان، باب الكفارة قبل الحنث وبعده، ح: ٦٧٢٢ من حديث يونس ومنصور به.

٣٢٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث سعيد بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق، ورواه البيهقي: ١٠/ ٥٣ من حديث أبي داود به.

(المعجم ١٥) - باب: كَمِ الصَّاعُ فِي الْكَفَّارَةِ (التحفة ١٨)

باب:١٥- کفارہ میں کون سا صاع معتبر ہے

فائدہ: پختہ قسم (یمین معقدہ) توڑنے میں کفارہ لازم آتا ہے۔ جس کا بیان سورۂ مائدہ کی آیت:٨٩ میں آیا ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ﴾ ''قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو' یا ان کو کپڑا دینا ہے' یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو نہ پائے تو تین دن روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔'' کفارۂ رمضان وغیرہ کی احادیث کی روشنی میں ایک مسکین کے لیے طعام کی مقدار تقریباً ایک مُد ہے۔ تو چاہیے کہ وہ مُد مدنی اور حجازی ہو' جو ہمارے موجودہ پیمانے کے حساب سے گندم اور چاول میں تقریباً 625 گرام بنتا ہے۔

٣٢٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبٍ بِنْتِ ذُؤَيْبِ بْنِ قَيْسٍ الْمُزَنِيَّةِ - وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ كَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَخٍ لِصَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ ابْنُ حَرْمَلَةَ: فَوَهَبَتْ لَنَا أُمُّ حَبِيبٍ صَاعًا حَدَّثَتْنَا عَنِ ابْنِ أَخِي صَفِيَّةَ عَنْ صَفِيَّةَ أَنَّهُ صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَنَسٌ: فَجَرَّبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ مُدَّيْنِ وَنِصْفًا بِمُدِّ هِشَامٍ.

٣٢٧٩- جناب عبدالرحمٰن بن حرملہ' ام حبیب بنت ذؤیب بن قیس مزنیہ سے روایت کرتے ہیں...... اور یہ ام حبیب پہلے بنو اسلم کے ایک شخص کی زوجیت میں تھیں۔ بعد ازاں ام المومنین حضرت صفیہ ؓ کے بھتیجے کے نکاح میں آئیں...... ابن حرملہ نے کہا: ام حبیب نے ہمیں ایک پیمانہ صاع ہدیہ دیا اور بتایا کہ اس کے شوہر (ام المومنین صفیہ ؓ کے بھتیجے) نے حضرت صفیہ ؓ سے نقل کیا کہ یہ صاع نبی ﷺ کا تھا۔ (راویٔ حدیث) جناب انس بن عیاض کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس صاع کو ماپا تو (اس دور کے اموی پیمانے) ہشام بن عبدالملک بن مروان کے پیمانے کے مطابق اڑھائی مد کے برابر پایا۔

٣٢٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

٣٢٨٠- محمد بن محمد بن خلاد ابو عمر کا بیان ہے کہ

٣٢٧٩- تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * أم حبيب مجهولة الحال، وابن أخي صفية لا يعرف (تقريب).

٣٢٨٠- تخريج: [صحيح] انفرد به أبو داود * خالد هو ابن عبدالله القسري.

خَلَّادٍ أَبُو عُمَرَ قال: كَانَ عِنْدَنَا مَكُّوكٌ يُقَالُ لَهُ مَكُّوكُ خَالِدٍ وَكَانَ كَيْلَجَتَيْنِ بِكَيْلَجَةِ هَارُونَ.

ہمارے پاس ایک مد تھا جو خالد (قسری) کی طرف منسوب تھا جو ہارون کے کَیلَجہ (ایک پیمانہ) سے دوگنا تھا۔

قالَ مُحَمَّدٌ: صَاعُ خَالِدٍ صَاعُ هِشَامٍ يَعْنِي ابنَ مَالِكٍ.

محمد بن محمد نے کہا: خالد کے صاع (مد) سے ہشام بن عبدالملک کا صاع مراد ہے۔

٣٢٨١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ خَلَّادٍ أَبُو عُمَرَ: حدثنا مُسَدَّدٌ عن أُمَيَّةَ بنِ خَالِدٍ قال: لَمَّا وُلِّيَ خَالِدٌ الْقَسْرِيُّ أَضْعَفَ الصَّاعَ فَصَارَ الصَّاعُ سِتَّةَ عَشَرَ رَطْلًا.

٣٢٨١-محمد بن محمد بن خلاد ابوعمر نے کہا: ہمیں مسدد نے امیہ بن خالد سے بیان کیا کہ جب خالد اَلْقَسرِی گورنر بنا تو اس نے صاع کو دوگنا کر دیا اور پھر ایک صاع سولہ رطل کا ہو گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ خَلَّادٍ قَتَلَهُ الزَّنْجُ صَبْرًا، فَقالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَمَدَّ أَبُو دَاوُدَ يَدَهُ وَجَعَلَ بُطُونَ كَفَّيْهِ إِلَى الأَرْضِ، قالَ: وَرَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ الله بِكَ؟ فقالَ: أَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ، قُلْتُ: فَلَمْ يَضُرَّكَ الْوَقْفُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ محمد بن محمد بن خلاد کو زنگی (سیاہ فام) لوگوں نے باندھ کر قتل کیا تھا اور اپنے ہاتھوں سے یوں اشارہ کیا' ابوداود رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا۔ کہا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا: مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: تو تمہیں وقف نے کوئی ضرر نہیں دیا! (زنگیوں کے سامنے بے دست و پا ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ اللہ کے ہاں تمہارا معاملہ صاف ہی رہا۔)

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الرَّقَبَةِ الْمُؤْمِنَةِ (التحفة ١٩)

باب:١٦-مومن گردن (لونڈی/غلام) کے بیان میں

فائدہ: کئی گناہوں کے کفارے میں گردن آزاد کرنے کی تلقین آئی ہے' کہیں عام ہے اور کہیں اس کا مسلمان ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔ عام مواقع پر بھی مومن گردن کا آزاد کرنا افضل ہے۔

٣٢٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٣٢٨٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ أَبي كَثِيرٍ عن هِلَالِ بنِ أَبي مَيْمُونَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله؛ جَارِيَةٌ لِي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قال: «ائْتِنِي بِهَا». قال: فَجِئْتُ بِهَا. قال: «أَيْنَ الله؟» قالَتْ: في السَّمَاءِ. قال: «فَمَنْ أَنَا؟» قالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ الله قال: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

۳۲۸۲- حضرت معاویہ بن حکم سلمی ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے لیے بہت برا قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس لاؤ۔“ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ نے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومن ہے۔“



فائدہ: جب ایک تھپڑ مارنے کے کفارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کے مومن ہونے کی بنا پر اسے آزاد کرنے کا فرمایا تو دیگر کفارات میں بدرجہ اَولیٰ چاہیے کہ لونڈی اور غلام صاحب ایمان ہو۔

٣٢٨٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبي سَلَمَةَ، عن الشَّرِيدِ: أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْهُ أَنْ يُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً وَعِنْدِي جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ نُوبِيَّةٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ [أَفَأُعْتِقُهَا فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ادْعُوهَا لِي»، فَدَعَوْهَا، فَجَاءَتْ، فَقَالَ

۳۲۸۳- جناب شرید بن سوید ثقفی ؓ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان کو وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے ایک ایمان دار (لونڈی یا غلام) کی گردن آزاد کر دیں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ نے وصیت کی ہے کہ میں اس کی طرف سے ایک مومن گردن آزاد کر دوں' تو میرے پاس نوبی قبیلے کی سیاہ رنگ لونڈی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ تو کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ تو

٣٢٨٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٩٣٠، وأخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة . . . الخ، ح: ٥٣٧ من حديث الحجاج الصواف به.

٣٢٨٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب فضل الصدقة عن الميت، ح: ٣٦٨٣ من حديث حماد بن سلمة به.

لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ رَبُّكِ؟» فَقَالَتْ: الله. قَالَ: «فَمَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: رَسُولُ الله. قَالَ: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آئی۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تیرا رب کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کردو' بلاشبہ یہ مومن ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَالِدُ بنُ عَبْدِ الله أَرْسَلَهُ لَمْ يَذْكُرِ الشَّرِيدَ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں (دوسری سند میں) خالد بن عبداللہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے اور شرید کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں رنگ ونسل کی نہیں' ایمان وعمل کی اہمیت ہے۔

٣٢٨٤- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قَالَ: أَخبَرَنِي المَسْعُودِيُّ عن عَوْنِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَقَالَ لَهَا: «أَيْنَ الله؟» فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِإِصْبَعِهَا، فَقَالَ لَهَا: «فَمَنْ أَنَا؟» فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَإِلَى السَّمَاءِ - يَعني أَنْتَ رَسُولُ الله ﷺ، فَقَالَ: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

۳۲۸۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک سیاہ رنگ لونڈی نبی ﷺ کی خدمت میں لایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمے ایک مومن گردن آزاد کرنا ہے' تو آپ ﷺ نے اس (لونڈی) سے دریافت فرمایا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے انگلی کے اشارے سے کہا کہ آسمان پر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' تو اس نے نبی ﷺ اور آسمان کی طرف اشارے سے سمجھایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کردو بے شک یہ مومن ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم واضح ہے کہ کوئی گونگا یا عجمی آدمی اپنے اشاروں سے اپنا مافی الضمیر سمجھا دے تو معتبر ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - باب الْحَالِفِ يَسْتَثْنِي بَعْدَ مَا يَتَكَلَّمُ (التحفة ٢٠)

باب: ١٧- قسم کھانے کے بعد قدرے توقف سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ کہنا

٣٢٨٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٨٨ من حديث أبي داود به * المسعودي اختلط، وسماع يزيد بن هارون منه بعد اختلاطه.

٣٢٨٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ يَعني ابنَ سَعِيدٍ، قالَ: أخبرنا شَرِيكٌ عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا، وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قال: «إنْ شَاءَ الله».

۳۲۸۵- جناب عکرمہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا'' اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ''ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا۔)''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ أَسْنَدَ هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عن شَرِيكٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَسْنَدَهُ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَقالَ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن شَرِيكٍ: «ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو کئی ایک نے شریک سے' انہوں نے سماک سے' اس نے عکرمہ سے' اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' اس نے نبی ﷺ سے مسند روایت کیا ہے۔ ولید بن مسلم نے شریک سے روایت میں کہا ہے: ''پھر آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔''

فائدہ: مستقبل کے امور میں ''ان شاء اللہ'' کہنا بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَائٍ ءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ○ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (الکهف: ۲۳'۲۴) ''اور (اے نبی!) آپ کسی شے کے متعلق نہ کہیں بے شک میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔'' علاوہ ازیں قدرے توقف سے بھی کہے' تب بھی جائز ہے۔

٣٢٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قالَ: أخبرنا ابنُ بِشْرٍ عن مِسْعَرٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ يَرْفَعُهُ قال: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قالَ: «إنْ شَاءَ الله»، ثُمَّ قالَ: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا إنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى»، ثُمَّ قالَ: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا»، ثُمَّ سَكَتَ، ثُمَّ قالَ: «إنْ شَاءَ الله».

۳۲۸۶- جناب عکرمہ رحمہ اللہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ''[إن شاء اللّٰہ] اگر اللہ نے چاہا۔'' پھر آپ نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا' إن شاء اللّٰہ تعالیٰ۔'' آپ نے پھر کہا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا'' پھر خاموش رہے بعد میں فرمایا: ''إن شاء اللّٰہ (اگر اللہ نے چاہا۔)''

٣٢٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٤٧، ٤٨ من حديث أبي داود به، السند مرسل * وسلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة.

٣٢٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: زَادَ فِيهِ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن شَرِيكٍ: ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ولید بن مسلم نے شریک سے مزید یہ بھی بیان کیا: ''پھر آپ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔''

(المعجم ١٨) - **باب كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ** (التحفة ٢١)

باب:١٨-نذر ماننا ناپسندیدہ ہے

فائدہ: انسان کا کسی مشروع عبادت (نماز' روزہ' حج' عمرہ یا صدقہ وغیرہ) کو اپنے اوپر از خود لازم کر لینا' جو اس پر لازم نہ ہو' نذر کہلاتا ہے۔ ایک باعمل مسلمان کو اولاً تو اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی' لیکن اگر کوئی شخص مان لے تو اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے' جسے مومنین کی عمدہ صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدهر : ٧) ''مومن اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔'' اور حجاج کے متعلق فرمایا: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾ (الحج:٢٩) ''اور چاہیے کہ وہ اپنی نذریں پوری کریں۔''

٣٢٨٧- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ؛ ح: وَحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، قال عُثْمَانُ: الْهَمْدَانِيِّ عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: أَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ يَنْهَى عَنِ النَّذْرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَيَقُولُ: «لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ».

٣٢٨٧-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک موقع پر) رسول اللہ ﷺ نذر ماننے سے منع فرمانے لگے' آپ فرماتے تھے: ''نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی بلکہ اس کے ذریعے سے بخیل آدمی سے مال نکالا جاتا ہے۔''

قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ النَّذْرَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا».

مسدد نے یوں بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بے شک نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی۔''

فائدہ: یہ ممانعت اور ناپسندیدگی اس قسم کی نذر سے ہے کہ آدمی یہ کہے اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنا مال صدقہ کروں گا' کیونکہ ہوتا تو وہی ہے جو مقدر ہے۔ مگر اس سے یہ ہوتا ہے کہ جو آدمی عام حالات میں اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہیں کرتا' وہ کسی مشکل میں پڑ کر خرچ کر دیتا ہے۔ الغرض اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو اپنی مطلب برآری کے ساتھ مشروط ٹھہرانا پسند نہیں کیا گیا۔

٣٢٨٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئا، ح:١٦٣٩ من حديث جرير، والبخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح:٦٦٠٨ من حديث منصور به.

٣٢٨٨- حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ قال: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ: أَخْبَرَكُمْ ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني مَالِكٌ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا يَأْتِي ابنَ آدَمَ النَّذْرُ الْقَدَرَ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قَدَّرْتُهُ لَهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ الْقَدَرَ قَدَّرْتُهُ يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيلِ، يُؤْتَى عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتَى مِنْ قَبْلُ».

٣٢٨٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) نذر ابن آدم کی تقدیر میں' جسے میں نے پہلے سے مقدر نہ کیا ہو' کوئی تبدیلی نہیں لاتی' بلکہ یہ تقدیر ہی میں سے ہوتا ہے کہ انسان نذر مان لیتا ہے جس کے ذریعے سے بخیل سے کچھ نکالا جاتا ہے اور وہ کچھ کروایا جاتا ہے جو وہ اس سے پہلے نہیں کر رہا ہوتا۔''

فائدہ: نذر ماننا اس معنی میں منع ہے جیسے کہ جہلاء سمجھتے ہیں کہ اس سے فوری طور پر کوئی فائدہ حاصل ہوگا یا کسی نقصان سے بچاؤ ہو جائے گا' ورنہ مطلقاً اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینا مشروع ہے اور پھر اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے۔ اور اسی کو نذر کہا جاتا ہے۔



(المعجم ١٩) - بابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ (التحفة ٢٢)

باب:١٩- گناہ اور نافرمانی کی نذر ماننے کا بیان

٣٢٨٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ المَلِكِ الأَيْلِيِّ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ الله فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ الله فَلَا يَعْصِهِ».

٣٢٨٩- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہیے کہ (اسے پورا کرتے ہوئے) اللہ کی اطاعت کرے' اور جس نے اللہ کی معصیت اور نافرمانی کی نذر مانی ہو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (اور نذر کو چھوڑ دے۔)''

٣٢٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى:﴿يوفون بالنذر﴾، ح:٦٦٩٤ من حديث أبي الزناد، ومسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئًا، ح:١٦٤٠ من حديث عبدالرحمن بن هرمز به.

٣٢٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة . . . الخ، ح:٦٦٩٦، ٦٧٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٧٦.

(المعجم . . .) - **باب مَنْ رَأَى عَلَيْهِ كَفَّارَةً إِذَا كَانَ فِي مَعْصِيَةٍ (التحفة ٢٣)**

باب:...... معصیت کی نذر چھوڑ دینے میں کفارے کا بیان

٣٢٩٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا نَذْرَ في مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٣٢٩٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔''

فائدہ: اس کفارے کا بیان پیچھے حدیث: ۳۲۷۹ کے شروع میں گزر چکا ہے۔

٣٢٩١- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ قالَ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ.

٣٢٩١- ابن وہب نے بواسطہ یونس' ابن شہاب زہری سے مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ شَبُّويَه قالَ: قال ابنُ الْمُبَارَكِ يَعني في هٰذَا الْحَدِيثِ: حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ. وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ: وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ يَعني ابنَ سُلَيْمَانَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: میں نے احمد بن شبویہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے اس حدیث میں کہا ہے: [حَدَّثَ أَبُوسَلَمَة] ''یعنی ابوسلمہ نے حدیث بیان کی'' یہ اسلوبِ بیان دلیل ہے کہ زہری نے اسے ابوسلمہ سے براہ راست نہیں سنا ہے۔ اور احمد بن محمد (مروزی) نے کہا: اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ہمیں ایوب بن سلیمان نے بیان کی ہے۔ (درج ذیل روایت: ۳۲۹۲ میں اس کی سند آ رہی ہے اور اس میں ابن شہاب زہری اور ابوسلمہ کے مابین دو واسطے ہیں جو اس سند میں نہیں ہیں۔)

٣٢٩٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب كفارة النذر، ح: ٣٨٦٦ من حديث ابن المبارك به، وقال الترمذي، ح: ١٥٢٤ "هذا حديث لا يصح لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة" * الزهري صرح بالسماع عند النسائي، ح: ٣٨٦٩، فالسند صحيح.

٣٢٩١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، ح: ٣٨٦٥ من حديث ابن وهب به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: أَفْسَدُوا عَلَيْنَا هٰذَا الحديثَ. قِيلَ لَهُ: وَصَحَّ إِفْسَادُهُ عِنْدَكَ، وَهَلْ رَوَاهُ غَيْرُ ابنِ أَبِي أُوَيْسٍ قال: أَيُّوبُ كَانَ أَمْثَلَ مِنْهُ يَعني أَيُّوبَ بنَ سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ لوگوں نے ہم پر یہ حدیث خلط کر دی ہے۔ ان سے کہا گیا: کیا اس کا فساد آپ کے نزدیک ثابت ہے؟ اور کیا ابوبکر بن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ایوب بن سلیمان بن بلال اس (ابوبکر بن ابی اویس) سے بہتر تھا اور ایوب نے اسے روایت کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے۔)

٣٢٩٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عنْ سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، عَنِ ابنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ أَرْقَمَ أَنَّ يَحْيَى بنَ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَهُ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا نَذْرَ في مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٣٢٩٢- احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا ابوبکر بن ابی اویس سے' انہوں نے سلیمان بن بلال سے' انہوں نے ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے' (دونوں نے) ابن شہاب زہری سے' انہوں نے سلیمان بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان کو خبر دی ابوسلمہ سے' انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے' وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معصیت میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔''

قالَ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: إِنَّمَا الحَدِيثُ حَدِيثُ عَلِيِّ بنِ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَبِيهِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَرَادَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بنَ أَرْقَمَ وَهِمَ فِيهِ

احمد بن محمد مروزی نے کہا: اصل میں حدیث کی سند یوں ہے' علی بن مبارک' یحییٰ بن ابی کثیر سے' وہ محمد بن زبیر سے' وہ اپنے والد سے' وہ عمران بن حصین سے' وہ نبی ﷺ سے۔ مروزی کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان بن ارقم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ زہری نے اس سے روایت کرتے

٣٢٩٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ: أن لا نذر في معصية، ح:١٥٢٥، والنسائي، ح:٣٨٧٠ من حديث أيوب بن سليمان به، وقال الترمذي: "غريب"، وقال النسائي: "سليمان بن أرقم متروك الحديث"، والحديث صحيح بالشواهد.

وَحَمَلَهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَأَرْسَلَهُ عن أَبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ.

ہوئے (دو واسطے چھوڑ دیے اور) اسے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے مرسل کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى بَقِيَّةُ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى، عن مُحَمَّدِ بنِ الزُّبَيْرِ بِإِسْنَادِ عَلِيِّ ابنِ الْمُبَارَكِ مِثْلَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ بقیہ نے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے محمد بن زبیر سے علی بن مبارک کی سند سے اسی کے مثل بیان کیا۔

۳۲۹۳- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قال: أخبرني يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ قال: أخبرني عُبَيْدُالله ابنُ زَحْرٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أُخْتٍ لَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ، فقال: «مُرُوهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ».

۳۲۹۳- حضرت عقبہ بن عامر ؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا، جس نے یہ نذر مانی تھی کہ ننگے پاؤں اور ننگے سر حج کرے گی، تو آپ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ سر پر کپڑا لے اور سواری پر سوار ہو اور تین دن کے روزے رکھے۔“

۳۲۹٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: أخبرَني عُبَيْدُالله بنُ زَحْرٍ مَوْلًى لِبَنِي ضَمْرَةَ وَكَانَ أَيَّمَا رَجُلٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الرُّعَيْنِيَّ أَخْبَرَنَا بِإِسْنَادِ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ.

۳۲۹۴- ابن جریج کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے مجھے لکھا کہ مجھے عبیداللہ بن زحر مولیٰ بنی ضمرہ نے لکھا ......اور کیا خوب آدمی تھا...... کہ ابوسعید رُعینی نے اسے خبر دی اور مذکورہ اسنادِ یحییٰ سے روایت کیا اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۲۹٥- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أَبي

۳۲۹۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

۳۲۹۳ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ۳/ ۱۳٦، ح: ٤٧٥٧ من حديث يحيى القطان به، ووقع في الصغرٰى، ح: ۳۸٤٦ وهم قديم، وحسنه الترمذي، ح: ۱٥٤٤، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۱۳٤ ﷺ أبوسعيد هو جعثل بن هاعان، وعبيدالله بن زحر ضعيف، ضعفه الجمهور.

۳۲۹٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۲۹٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۱۰ من حديث شريك القاضي به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ◄◄

يَعْقُوبَ قالَ: أخبرنا أبُو النَّضْرِ قال: أخبرنا شَرِيكٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ يَعني أنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إنَّ الله لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً وَلْتُكَفِّرْ عن يَمِينِهَا».

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن نے نذر مانی ہے کہ پیدل حج کرے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری بہن کے مشقت اٹھانے سے کچھ نہیں کرے گا' (اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا) اسے چاہیے کہ سوار ہو کر حج کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔''



٣٢٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال: حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ قال: حَدَّثَنا هَمَّامٌ قال: أخْبَرَنَا قَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إلَى الْبَيْتِ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا.

٣٢٩٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ کو پیدل ہی جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ سوار ہو اور قربانی کرے۔

فائدہ: حج سے متعلق اس قسم کی نذر میں قربانی کرنا لازم کہا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مستحب ہے خواہ قسم کھانے والا ضعیف اور عاجز ہی ہو۔ (یہ روایت آگے بھی آ رہی ہے حدیث: ٣٣٠٣-)

٣٢٩٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً قالَ: «إنَّ الله

٣٢٩٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو جب یہ بات پہنچی کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی نذر سے بے پرواہ ہے اسے حکم دو کہ سوار ہو جائے۔''

◄◄ ٤/٣٠٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٦، والحاكم علٰى شرط مسلم.

٣٢٩٦- تخريج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٢٣٤٠ عن أبي الوليد، وأحمد: ١/ ٢٣٩ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٣٦، ورواه مطر الوراق وغيره عن عكرمة به.

٣٢٩٧- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق * حديث سعيد بن أبي عروبة رواه البيهقي: ١٠/ ٧٩.

لَغَنِيٌّ عن نَذْرِهَا مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بنُ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَخَالِدٌ عنْ عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے سعید بن ابی عروبہ نے اسی کی مانند روایت کیا ہے' نیز خالد نے بھی بواسطہ عکرمہ نبی ﷺ سے اسی کی مانند بیان کیا ہے۔

٣٢٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا ابنُ [أبي] عَدِيٍّ عنْ سَعِيدٍ، عنْ قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ بِمَعْنَى هِشَامٍ لَمْ يَذْكُرِ الْهَدْيَ وَقالَ فِيهِ: «مُرْ أُخْتَكَ فَلْتَرْكَبْ».

٣٢٩٨- جناب عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن (نے نذر مانی) جیسے کہ ہشام نے روایت کیا۔ مگر اس میں قربانی کا ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اپنی بہن کو حکم دو کہ وہ سوار ہو جائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ بِمَعْنَى هِشَامٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے خالد نے عکرمہ سے روایت کیا اور ہشام کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٢٩٩- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: أخبرني سَعِيدُ بنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ يَزِيدَ ابنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ الله فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فقالَ «لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ».

٣٢٩٩- حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مان لی کہ بیت اللہ کو پیدل جائے گی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو لے۔''

٣٣٠٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

٣٣٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣٢٩٨- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٧٩ من حديث أبي داود به.

٣٢٩٩- تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٤ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ١٨٦٦ من حديث ابن جريج به.

٣٣٠٠- تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ٦٧٠٤ عن موسى ابن إسماعيل به.

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ في الشَّمْسِ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: هٰذَا أَبُو إِسْرَائِيلَ، نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ، قالَ: «مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ».

نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی دھوپ میں کھڑا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا' تو لوگوں نے کہا: یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا ہی رہے گا' بیٹھے گا نہیں' نہ سایہ حاصل کرے گا اور نہ بات چیت کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ بات چیت کرے' سایہ حاصل کرے اور بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔''

فائدہ: نماز میں لمبا قیام کرنا اور روزہ رکھنا افضل ترین عبادات ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ امور اوہام یا شیطانی اغوا ہیں۔ ان کو عبادت' فضیلت یا ولایت سمجھنا خالص جہالت ہے۔

٣٣٠١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، فَقَالَ: «إِنَّ الله لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ».

٣٣٠١- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان کے سہارے (مشقت) سے چل رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے پروا ہے۔'' اور اسے حکم دیا کہ ''سوار ہو جائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بنُ أَبِي عَمْرٍو عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمرو بن ابی عمرو نے بواسطہ اعرج' حضرت ابو ہریرہ ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا ہے۔

٣٣٠٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ:

٣٣٠٢- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

٣٣٠١- تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ٦٧٠١ عن مسدد، ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٢ من حديث حميد الطويل به * حديث عمرو بن أبي عمرو رواه مسلم، ح: ١٦٤٣/ ١٠.

٣٣٠٢- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الكلام في الطواف، ح: ١٦٢٠ من حديث ابن جريج به * وقع في ◀◀

حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أَخْبَرَنِي [سُلَيْمَانُ] الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ - وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ - بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

نبی ﷺ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ دوسرا اسے نکیل ڈال کر لیے جا رہا تھا تو نبی ﷺ نے اس کی نکیل کو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالا اور اسے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے۔

فائدہ: کسی کا نکیل ڈال کر چلنا یا اسے چلانا انسانی شرف کی توہین ہے۔ اسلامی شریعت اور رسول اللہ ﷺ اس قسم کی جہالتوں سے انسانوں کو آزاد کرنے کے لیے آئے ہیں: ﴿وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (الأعراف:١٥٧) ''اور آپ (ﷺ) ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو اتارتے ہیں۔''

٣٣٠٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَفْصِ بنِ عَبْدِ الله السُّلَمِيُّ قال: حدَّثني أَبِي قالَ: حَدَّثني إِبْرَاهِيمُ يَعني ابنَ طَهْمَانَ، عن مَطَرٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً وَأَنَّهَا لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ لَغَنِيٌّ عن مَشْيِ أُخْتِكَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ بَدَنَةً».

٣٣٠٣- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر ؓ کی بہن نے نذر مانی کہ پیدل حج کرے گی' اور اس میں اس کی ہمت نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پروا ہے' اسے چاہیے کہ سوار ہو اور ایک اونٹنی قربانی دے۔''

ملحوظہ: ٣٢٩٣ نمبر حدیث میں بھی یہ روایت گزری ہے' اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے اسے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور اس میں روزوں کی جگہ قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ جس میں روزوں کا ذکر ہے' وہ ضعیف ہے اور یہ قربانی والی روایت صحیح ہے۔ شیخ البانی ؒ نے بھی الارواء (٨/٢١٨-٢٢١) میں اسی کو محفوظ قرار دیا ہے۔

٣٣٠٤- حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَيُّوبَ:

٣٣٠٤- جناب عکرمہ ؒ سے منقول ہے کہ حضرت

بعض النسخ "عاصم الأحول" بدل "سليمان الأحول"، والصواب هو الأخير كما في النسخة المجتبائية من سنن أبي داود: ٢/ ١١٢.

٣٣٠٣- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٢٩٦، وهو في جزء "مشيخة إبراهيم بن طهمان"، ح: ٢٩.

٣٣٠٤- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٧٩ من حديث أبي داود، وأحمد: ٤/ ٢٠١ من حديث عكرمة به.

حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن سُفْيَانَ، عن أبِيهِ، عن عِكْرِمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إلَى الْبَيْتِ، فقالَ: «إنَّ الله لَا يَصْنَعُ بِمَشْيِ أُخْتِكَ إلَى الْبَيْتِ شَيْئًا».

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: بے شک میری بہن نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کی طرف پیدل چلے گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیری بہن کے بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے سے کچھ نہیں کرے گا۔'' (اللہ کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔)

(المعجم ٢٠) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ٢٤)

باب:٢٠- جو شخص بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مان لے



٣٣٠٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قَالَ: أخْبَرَنَا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله: أَنَّ رَجُلًا قامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي نَذَرْتُ لله إنْ فَتَحَ الله عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أُصَلِّيَ في بَيْتِ المَقْدِسِ رَكْعَتَيْنِ، قالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أعادَ عَلَيْهِ فقالَ: «شَأْنَكَ إذًا».

٣٣٠٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ فتح مکہ والے دن ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ نے آپ کو مکہ فتح کرا دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہیں (بیت اللہ الحرام میں) پڑھ لو۔'' اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: ''یہیں پڑھ لو۔'' اس نے اپنی بات سہ بار دہرائی تو آپ نے فرمایا: ''تب تیری مرضی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ نَحْوُهُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ سے اس کے مثل مروی ہے۔

٣٣٠٦- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ؛ ح: وحدثنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ المَعنى قالَ: حَدَّثَنا رَوْحٌ عن ابنِ

٣٣٠٦- جناب عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ سے یہ خبر روایت کی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات

٣٣٠٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٤٥، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٠٤.

٣٣٠٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧٣ من حديث ابن جريج به * يوسف بن الحكم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وفي السند علل أخرى.

جُرَيْجٍ قال: أخبرني يُوسُفُ بنُ الْحَكَمِ بنِ أَبي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ حَفْصَ بنَ عُمَرَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَعَمْرًا - وَقالَ عَبَّاسٌ: ابنَ حَنَّةَ - أَخْبَرَاهُ عن عُمَرَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ، عن رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ. زَادَ: فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَوْ صَلَّيْتَ هَاهُنَا لأَجْزَأَ عَنْكَ صَلَاةً فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ».

کی جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اگر تو یہاں نماز پڑھ لیتا تو یہ تیری بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے کفایت کر جاتا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الأَنْصَارِيُّ عن ابنِ جُرَيْجٍ فقالَ: جَعْفَرُ بنُ عُمَرَ قالَ: عَمْرُو بنُ حَيَّةَ وَقالَ: أَخْبَرَاهُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَعَن رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس روایت کو (محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ) الانصاری نے ابن جریج سے روایت کیا تو (سند کے راویوں میں حفص بن عمر کی بجائے) جعفر بن عمرو کہا اور ایسے ہی (عمرو بن حَنّہ کی بجائے) عمرو بن حَیّہ کہا (یاء کے ساتھ) اور کہا کہ ان دونوں نے عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر کئی صحابہ سے روایت کیا۔

فائدہ: اگر کسی خاص جگہ عبادت کی نذر مانی ہو تو جائز ہے کہ اس سے افضل جگہ میں اپنی نذر پوری کرلے۔ سب سے افضل مسجد بیت اللہ الحرام بعد ازاں مسجد نبوی اور پھر بیت المقدس ہے۔

(المعجم ٢٤) - باب قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴-میت کی طرف سے نذر پوری کرنا

٣٣٠٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ

۳۳۰۷- حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمے نذر تھی جو وہ پوری نہیں کرسکی، تو

٣٣٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه . . . الخ، ح: ٢٧٦١، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٧٢.

سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ الله ﷺ فقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ لَمْ تَقْضِهِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْضِهِ عَنْهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے پوری کردو۔''

فائدہ: میت کی طرف سے اس کی اولاد یا اقارب نذر پوری کردیں' تو درست ہے۔

۳۳۰۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عن أَبِي بِشْرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ إِنْ نَجَّاهَا الله أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَنَجَّاهَا الله فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ، فَجَاءَتِ ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا.

۳۳۰۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت سمندری سفر میں گئی تو اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ ایک مہینہ روزے رکھے گی۔ چنانچہ اللہ نے اسے نجات دے دی' مگر اس نے روزے نہ رکھے حتی کہ مرگئی۔ پس اس کی بیٹی یا بہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔

فائدہ: میت کے ذمے روزے رہتے ہوں تو وارثوں پر واجب ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھیں یا اس کا فدیہ دیں۔

۳۳۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَطَاءٍ عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قال: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي المِيرَاثِ». قالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ

۳۳۰۹- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ (عطیہ) کی تھی اور اب وہ (والدہ) فوت ہوگئی ہے اور لونڈی ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے دوبارہ مل گئی۔'' اس نے بتایا کہ والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے بھی ہیں۔ آگے مذکورہ بالا حدیث عمرو بن عوف کی مانند بیان کی۔

۳۳۰۸ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۱٦ عن هشيم به، ورواه النسائي، ح: ۳۸٤۷، وانظر، ح: ۳۳۱۰، وله شواهد عند أحمد: ۱/ ۳۳۸ وغيره.

۳۳۰۹ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱٤۹ من حديث عبدالله بن عطاء به، وانظر، ح: ۱٦٥٦.

فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَمْرٍو.

(المعجم . . .) - **باب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ** (التحفة ٢٦)

باب:...... جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے

٣٣١٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى قالَ: سَمِعْتُ الأَعمَشَ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ المَعْنَى، عنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَتْ: إِنَّهُ كَانَ عَلَى أُمِّهَا صَوْمُ شَهْرٍ أفأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: «لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟» قالَتْ: نَعَمْ، قال: «فَدَيْنُ الله أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى».

٣٣١٠- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک میری والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے قضا کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری والدہ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اللہ کا قرضہ زیادہ اہم ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔''

فائدہ: مسائل سمجھانے کے لیے مثالوں سے مدد لینے سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے حتی کہ سادہ ذہن آدمی بھی مقصود سمجھ جاتا ہے۔

٣٣١١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن عُبَيْدِالله بنِ أبي جَعْفَرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

٣٣١١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا ولی (وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

٣٣١٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:١٩٥٣ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٨ من حديث الأعمش به، وانظر، ح:٣٢٠٨.

٣٣١١- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٧ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:١٩٥٢ من حديث عمرو بن الحارث به.

(المعجم ٢٢) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ وَفَاءِ النَّذْرِ (التحفة ٢٧)

باب:۲۲-نذر پوری کرنے کا حکم

٣٣١٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو قُدَامَةَ عن عُبَيْدِاللهِ ابنِ الأَخْنَسِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ: «أَوْفِي بِنَذْرِكِ». قَالَتْ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا - مَكَانٍ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ - قَالَ: «لِصَنَمٍ؟» قَالَتْ: لَا قَالَ: «لِوَثَنٍ؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «أَوْفِي بِنَذْرِكِ».

۳۳۱۲-جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مان رکھی ہے کہ میں آپ کے سر کے پاس دُف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کرلے۔“ اس نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ جانور ذبح کروں گی جہاں کہ اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی مورتی تھی جس کے لیے وہ ذبح کرتے تھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”تو کیا کوئی بت تھا جس کے لیے ذبح کرتے تھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کرلے۔“

فوائد ومسائل: ① آلات موسیقی میں سے صرف دف ہی ایسی چیز ہے جسے اسلام میں خوشی کے موقع پر بجانے کی اجازت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی جہاد سے خیر وسلامتی کے ساتھ تشریف آوری سب خوشیوں سے بڑھ کر خوشی تھی مگر آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں دورِ جدید کی بدعی رسم جشن میلاد کو اس سے ملانا بہت بڑا جرم ہوگا۔ ② اگر کسی خیر کے کام میں مشرکین ومبتدعین کے ساتھ کوئی مشابہت وموافقت ہو رہی ہو جس میں کہ ان کے اعمال کفر وشرک اور بدعت کی تائید نہ ہو تو اس عمل خیر پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں بھی آرہا ہے۔ ③ "وثن" اور "صنم" میں ایک فرق یہ ہے کہ "صنم" ایسے بت کو کہتے ہیں کہ جو مورتی ہو یعنی انسانی جثے سے مشابہ ہو اور "وثن" بت کو بھی کہتے ہیں اور بتوں جیسے مشرکانہ اڈوں کو بھی جیسے درگاہ آستانے اور مقابر وغیرہ۔

٣٣١٣- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عن الأَوْزَاعِيِّ

۳۳۱۳-حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے نذر مانی کہ

٣٣١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٧٧ من حديث أبي داود به.

٣٣١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٧٥، ٧٦، ح: ١٣٤٠ من حديث داود بن رشيد به.

قال: حَدَّثَني يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قال: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قال: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ قال: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قالُوا: لَا. قالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟» قالُوا: لَا. قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابنُ آدَمَ».

وہ مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بے شک میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا وہاں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی عبادت ہوتی رہی ہو؟'' صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا وہ جگہ ان کی میلہ گاہ تھی؟'' صحابہ نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لے' تحقیق ایسی نذر کی کوئی وفا نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو' اور نہ اس کی جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔''

فائدہ: ایسے مقامات جہاں اہل کفر و شرک اور اہل بدعت اپنے مخصوص اعمال سرانجام دیتے ہوں' متبع سنت مسلمان کو ان جگہوں میں اللہ کی عبادت سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح وہ مخصوص ایام و تواریخ بھی جن میں ان لوگوں نے اپنی بدعات کو شہرت دے رکھی ہو' ان میں ان کے سے اعمال خیر سے بچنا افضل ہے تا کہ ان سے اور ان کی بدعات سے براءت کا اظہار ہو۔

٣٣١٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ يَزِيدَ بنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قال: حَدَّثَتْنِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَمٍ قالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ أُبِدُّهُ بَصَرِي، فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ مَعَهُ دِرَّةٌ كَدِرَّةِ الْكُتَّابِ، فَسَمِعْتُ

۳۳۱۴- حضرت میمونہ بنت کردم ؓ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے' تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے لوگوں کو سنا' کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آپ کو خوب نظر بھر کر دیکھتی رہی۔ پھر میرے ابا ان کے قریب ہوئے جبکہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پاس ایک درہ تھا جیسے کہ مکتب کے معلم کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا جو کہہ رہے تھے اَلطَّبْطَبِيَّه اَلطَّبْطَبِيَّه (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز

٣٣١٤- تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢١٠٣، وله شواهد كثيرة.

الأَعْرَابَ وَالنَّاسَ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةَ الطَّبْطَبِيَّةَ، فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ. قَالَتْ: فَأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ فَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ وُلِدَ لِي وَلَدٌ ذَكَرٌ أَنْ أَنْحَرَ عَلٰى رَأْسِ بُوَانَةَ فِي عَقَبَةٍ مِنَ الثَّنَايَا عِدَّةً مِنَ الْغَنَمِ. قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهَا قَالَتْ خَمْسِينَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ بِهَا مِنَ الأَوْثَانِ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَوْفِ بِمَا نَذَرْتَ بِهِ لله». قَالَتْ: فَجَمَعَهَا فَجَعَلَ يَذْبَحُهَا فَانْفَلَتَتْ مِنْهَا شَاةٌ فَطَلَبَهَا وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَوْفِ عَنِّي نَذْرِي فَظَفِرَهَا فَذَبَحَهَا.

طَبُ طَبُ یا کوڑا مارنے کی آواز۔) میرے ابا آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم پکڑ لیے اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی تو میں بوانہ کے سرے پر گھاٹی میں کئی بکریاں ذبح کروں گا۔ راوی کہتا ہے غالباً اس (میمونہ) نے پچاس کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا؟“ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے اسے پورا کر۔“ چنانچہ میرے ابا نے بکریوں کو جمع کیا اور انہیں ذبح کرنے لگے تو ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی تو وہ اسے ڈھونڈنے نکلے اور کہتے جاتے تھے: ”اے اللہ! مجھ سے میری نذر پوری کرا دے۔“ چنانچہ انہوں نے اسے پالیا اور پھر ذبح کر دیا۔

فائدہ: چاہیے کہ جہاں کی نذر مانی گئی ہو وہیں پوری کی جائے الا یہ کہ کوئی مقام اس سے زیادہ افضل ہو جیسے کہ حرمین۔ تو افضل مقام پر بھی نذر پوری کی جا سکتی ہے۔

٣٣١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ جَعْفَرٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ بنِ سُفْيَانَ، عن أَبِيهَا نَحْوَهُ، مُخْتَصَرٌ شَيْءٌ مِنْهُ قَالَ: «هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا. قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي هٰذِهِ عَلَيْهَا نَذْرٌ

٣٣١٥- جناب عمرو بن شعیب نے حضرت میمونہ بنت کردم ؓ سے اس نے اپنے والد سے اسی کی مانند روایت کیا۔ لیکن قدرے اختصار کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا یا جاہلیت کا میلہ تھا؟“ کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا: میری اس والدہ کے ذمے نذر ہے اور پیدل چلنا۔ کیا میں اسے اس کی طرف سے قضا ادا کروں؟ (اور بالفاظ ابن بشار) کیا ہم اس کی

٣٣١٥- تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث طرق.

وَمَشْيٌ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا، وَرُبَّمَا قال ابنُ بَشَّارٍ: أَنَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قال: «نَعَمْ».

طرف سے قضاادا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں۔‘‘

(المعجم ٢١) - بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ (التحفة ٢٨)

باب:٢١-آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں

٣٣١٦- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي المُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عَقِيلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ، قالَ: فَأُسِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي وَثَاقٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فقالَ: يَامُحَمَّدُ! عَلَامَ تَأْخُذُنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قالَ: «نَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفٍ»، قالَ: وَكَانَ ثَقِيفٌ قَدْ أَسَرُوا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: وَقَدْ قالَ فِيمَا قالَ: وَأَنَا مُسْلِمٌ، أَوْ قالَ: وَقَدْ أَسْلَمْتُ، فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ ﷺ - قالَ أَبُو دَاوُدَ: فَهِمْتُ هٰذَا مِنْ مُحَمَّدِ بنِ عِيسَى - نَادَاهُ يَامُحَمَّدُ! يَامُحَمَّدُ! قالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فقالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قالَ: «لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ» - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ

٣٣١٦- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی) عضباء اونٹنی (پہلے) بنوعقیل کے ایک آدمی کے پاس تھی اور یہ حاجیوں کی سب سواریوں سے آگے رہتی تھی۔ چنانچہ وہ آدمی قید کرلیا گیا اور نبی ﷺ کے حضور پیش کیا گیا جبکہ وہ بندھا ہوا تھا اور نبی ﷺ اپنے گدھے پر تھے اس پر ایک کپڑا ڈالا گیا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! تم نے مجھے کیوں پکڑا ہے اور اس اونٹنی کو بھی جو حاجیوں کی سواریوں سے آگے رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہم نے تجھے تیرے حلفاء بنوثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔‘‘ راوی نے کہا: بنوثقیف نے نبی ﷺ کے دو صحابہ کو قید کرلیا تھا۔ اس آدمی نے دوران گفتگو یہ بھی کہا: میں مسلمان ہو چکا یا کہا: میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ پھر جب نبی ﷺ چل دیے ......امام ابوداود ؒ نے کہا: میں نے حدیث کا یہ حصہ محمد بن عیسیٰ سے سمجھا ہے...... اس شخص نے پکارا اے محمد! اے محمد! اور نبی ﷺ بہت ہی رحیم اور نرم دل تھے تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا: ’’اگر تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو کامل طور پر فلاح پا جاتا......‘‘ امام ابوداود

٣٣١٦_ تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله . . . الخ، ح: ١٦٤١ من حديث حماد بن زيد به.

- قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي، إِنِّي ظَمْآنٌ فَأَسْقِنِي، قَالَ: فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰذِهِ حَاجَتُكَ»، أَوْ قَالَ: «هٰذِهِ حَاجَتُهُ». قَالَ: فَفُودِيَ الرَّجُلُ بَعْدُ بِالرَّجُلَيْنِ، قَالَ: وَحَبَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهِ، قَالَ: فَأَغَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلٰى سَرْحِ الْمَدِينَةِ. فَذَهَبُوا بِالْعَضْبَاءِ، فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا وَأَسَرُوا امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يُرِيحُونَ إِبِلَهُمْ فِي أَفْنِيَتِهِمْ، قَالَ: فَنُوِّمُوا لَيْلَةً وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ لَا تَضَعُ يَدَهَا عَلٰى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى أَتَتْ عَلٰى الْعَضْبَاءِ، قَالَ: فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ، قَالَ: فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ لله عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا اللهُ لَتَنْحَرَنَّهَا قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِنَذْرِهَا، فقالَ: «بِئْسَ مَا جَزَتْهَا - أَوْ جَزَيْتِيهَا - إِنِ اللهُ أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا، لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابنُ آدَمَ».

رحمہ اللہ نے کہا: میں پھر سلیمان کی روایت کی طرف لوٹتا ہوں...... اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ہاں) یہ تیری حاجت (برحق) ہے۔'' یا فرمایا: ''یہ اس کی ضرورت ہے۔'' الغرض اسے بعد میں دو آدمیوں کے فدیے میں چھوڑ اگیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے روک لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد مشرکین نے مدینہ کے باہر چرتے جانوروں پر ڈاکہ ڈالا اور عضباء اونٹنی کو بھی لے گئے۔ جب وہ اسے لے گئے تھے تو مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قید کر کے لے گئے۔ وہ لوگ رات کے وقت اپنے اونٹوں کو اپنے باڑوں میں چھوڑ دیتے تھے۔ ایک رات ان پر نیند طاری کردی گئی تو وہ عورت اٹھی (کہ فرار ہو جائے) تو جس اونٹ پر بھی وہ ہاتھ رکھتی وہ بلبلانے لگتا حتی کہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی تو گویا ایک نرم خو اور سفر کی عادی اونٹنی کے پاس آگئی (اور وہ بلبلائی نہیں) تو وہ اس پر سوار ہوگئی۔ پھر اس نے اپنے لیے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ اس اونٹنی کو بالضرور ذبح کردے گی۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی تو اونٹنی پہچان لی گئی کہ یہ نبی ﷺ کی ہے۔ پس نبی ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے اسے بلوایا' اسے لایا گیا۔ اور اس کی نذر کے متعلق بتایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اسے بہت برا بدلہ دیا۔'' یا فرمایا: ''تو نے اسے بہت برا بدلہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ذریعے سے نجات دی اور یہ اسے نحر کرنے چلی ہے۔ جس کام

میں اللہ کی معصیت ہو یا ایسی چیز جس کا انسان مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالمَرْأَةُ هٰذِهِ امْرَأَةُ أَبِي ذَرٍّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ خاتون حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی۔

فائدہ: اس واقعہ میں چونکہ یہ خاتون اس اونٹنی کی مالک نہ تھی اس لیے اس کی نذر لغو قرار دی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اضطراری صورت میں عورت اکیلے سفر کر سکتی ہے۔

(المعجم ٢٣) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٣- جو یہ نذر مانے کہ سب مال صدقہ کر دے گا

٣٣١٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخبرني يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ ابنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ كَعْبٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، عن كَعْبِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى الله وَإِلٰى رَسُولِهِ، قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ»، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ.

٣٣١٧- جناب عبداللہ بن کعب جو اپنے والد کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے قائد ہوا کرتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنا مال صدقہ کر دوں اور اس سے دست بردار ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو' یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔'' تو اس نے کہا: میں اپنا وہ حصہ جو خیبر والا ہے' اپنے پاس رکھتا ہوں۔

فائدہ: کسی گناہ اور تقصیر کی توبہ میں صدقہ کرنا بہت افضل عمل ہے۔ لیکن انسان خالی ہاتھ ہو کر رہ جائے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ البتہ صدیقین کے لیے جائز ہے جو اس کے نتائج کو بخیر و خوبی برداشت کر سکتے ہیں۔ جس کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

٣٣١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب إذا أهدى ماله على وجه النذر، ح:٣٨٥٥ عن سليمان بن داود به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح:٤٤١٨، ومسلم، ح:٢٧٦٩.

٣٣١٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ عن أَبِيهِ أَنَّهُ قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ حِينَ تِيبَ عَلَيْهِ: إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَى: «خَيْرٌ لَكَ».

٣٣١٨- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے روایت کیا کہ جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے مال سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند [خَيْرٌ لَّكَ] تک بیان کیا۔

٣٣١٩- حدَّثني عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ مَنْ شَاءَ الله: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَن أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ، وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً. قال: «يُجْزِىءُ عَنْكَ الثُّلُثُ».

٣٣١٩- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا' یا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے' یا کسی اور نے کہ میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا آبائی گھر جس میں مجھ سے یہ گناہ ہوا ہے' چھوڑ دوں اور صدقہ کر کے اپنے سب مال سے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیسرا حصہ کافی ہے۔''



فائدہ: حضرت ابولبابہ (رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ) کا قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنوقریظہ کا محاصرہ کیا اور یہ لوگ (بنوقریظہ) قبیلۂ اوس کے حلیف تھے تو انہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کہ آیا ہم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم بنائیں یا نہ؟ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اشارے سے کہا کہ انجام قتل ہوگا۔ مگر انہی لمحوں انہیں احساس ہوگیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے۔ چنانچہ واپس آئے تو اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اپنے آپ کو اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک کہ اللہ عزوجل ان کی توبہ قبول نہ فرمالے۔ بالآخر ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ (اسد الغابہ)

٣٣٢٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرني مَعْمَرٌ

٣٣٢٠- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ مذکورہ واقعہ حضرت ابولبابہ کا ہے اور اس

٣٣١٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٣١٩- تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ٦٨ من حديث أبي داود به.

٣٣٢٠- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٦٨ من حديث أبي داود به، السند مرسل، وانظر، ح: ٣٣١٧ والذي بعده، وهو بهما صحيح.

عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: أَخْبرنِي ابنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ أَبُو لُبَابَةَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْقِصَّةُ لِأَبِي لُبَابَةَ.

کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن بَعْضِ بَنِي السَّائِبِ بنِ أَبِي لُبَابَةَ، وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن حُسَيْنِ بنِ السَّائِبِ بنِ أَبِي لُبَابَةَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے یونس نے بواسطہ ابن شہاب زہری' بنی سائب بن ابی لبابہ کے کسی فرد سے اور ایسے ہی زبیدی نے بواسطہ زہری' حسین بن سائب بن ابی لبابہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

٣٣٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى قالَ: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ الرَّبِيعِ قال: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ قالَ: قالَ ابنُ إسْحَاقَ: حدَّثني الزُّهْرِيُّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ في قِصَّتِهِ قال: قلتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى الله أَن أَخْرُجَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ إِلَى الله وَإِلَى رَسُولِهِ صَدَقَةً. قال: «لَا»: قُلْتُ: فَنِصْفَهُ. قالَ: «لَا». قُلْتُ: فَثُلُثَهُ. قال: «نَعَم». قُلْتُ: فإِنِّي سَأُمْسِكُ سَهْمِي مِنْ خَيْبَرَ.

٣٣٢١- جناب عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب اپنے والد سے وہ دادا سے اپنے قصے میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا اللہ کے لیے شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھا مال۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: تہائی مال۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو میں نے کہا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

فائدہ: جس شخص نے اپنا کل مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو' تو اس کی نذر اس طرح پوری کی جائے کہ اس کا تہائی (٣/١) مال صدقہ کر دیا جائے۔

(المعجم ٢٥) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ (التحفة ٣٠)

باب:٢٥- جو شخص ایسی نذر مان لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو

٣٣٢٢- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ

٣٣٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٣٣٢١ـ تخريج: [حسن] انظر، ح: ٣٣١٧، وللحديث شواهد.

٣٣٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٤٥ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢١٢٨ ◄◄

التِّنِّيسِيُّ عن ابنِ أبي فُدَيْكٍ قالَ: حَدَّثَني طَلْحَةُ بنُ يَحْيَى الأَنْصارِيُّ عن عَبْدِ الله ابنِ سَعِيدِ بنِ أَبي هِنْدٍ، عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الأَشَجِّ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا في مَعْصِيَةٍ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو‘ اس کا کفارہ قسم والا ہے‘ اور جس نے کسی گناہ کے کام کی نذر مان لی ہو تو اس کا کفارہ قسم والا ہے‘ اور جس نے کوئی ایسی نذر مان لی ہو‘ جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ قسم والا ہے‘ اور جس نے ایسی نذر مانی ہو‘ جس کی وہ طاقت رکھتا ہو تو اسے پورا کرے۔‘‘

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوى هَذَا الْحَدِيثَ وَكِيعٌ وَغَيْرُهُ عن عَبْدِ الله بنِ سَعِيدِ بنِ أبي الْهِنْدِ أَوْقَفُوهُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو وکیع وغیرہ نے عبداللہ بن سعید بن ابی الہند سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس ؓ پر موقوف قرار دیا ہے۔


638

فائدہ: یہ روایت موقوف ہے۔ اس لیے مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں۔ صحیح مرفوع روایات سے جو ثابت ہے‘ اس کا خلاصہ امام شوکانی ؒ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر معین نذر نیکی سے متعلق ہو‘ لیکن اس پر عمل طاقت و وسعت سے باہر ہو تو اس میں قسم کا کفارہ ہے اور اگر وہ انسانی طاقت و وسعت کے اندر ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے چاہے اس کا تعلق بدن سے ہو یا مال سے۔ اور اگر وہ نذر کسی معصیت کی ہو تو اسے پورا نہ کرنا واجب ہے۔ لیکن اس میں کفارے کی ادائیگی ضروری نہیں۔ اگر اس نذر کا تعلق مباح (جائز) امر سے ہو اور وہ انسانی طاقت سے بالا بھی نہ ہو تو وہ نذر بھی منعقد ہو جائے گی اور اس میں کفارے کی ادائیگی بھی لازمی ہوگی‘ جیسے پیدل حج کرنے والی صحابیہ کو آپ نے پیدل حج پر جانے سے منع فرمایا اور اسے سوار ہونے کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اگر وہ کام انسانی طاقت سے بالا ہو تو اس میں کفارہ واجب ہے۔ (نیل الاوطار‘ ابواب الأیمان و کفارتها‘ باب من نذرنذراً لم یسمه ولایطیقه‘ ۲۷۸/۸)

(المعجم . . .) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ (التحفة ٣١)

باب: -جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو

◀◀ طلحة بن يحيى حسن الحديث، وتابعه ابن جريج عند البيهقي: ١٠/ ٧٢، وللحديث شواهد.

٣٣٢٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابنَ عَيَّاشٍ، عن مُحَمَّدٍ مَوْلَى المُغِيرَةِ قالَ: حَدَّثني كَعْبُ بنُ عَلْقَمَةَ عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۳۲۳-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''نذر کا کفارہ قسم والا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن ابنِ شِمَاسَةَ، عن عُقْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عمرو بن حارث نے بھی بواسطہ کعب بن علقمہ' ابن شماسہ سے اور اس نے حضرت عقبہ سے روایت کیا ہے۔

٣٣٢٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعني ابنَ أَيُّوبَ قالَ: حَدَّثني كَعْبُ بنُ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابنَ شِمَاسَةَ عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۳۲۴-کعب بن علقمہ نے ابن شماسہ سے سنا' اس نے ابوالخیر سے روایت کیا' اس نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فائدہ: ایسی صورت میں اصحاب الحدیث کہتے ہیں کہ اگر اس نے نیک کام کا ارادہ کیا ہو تو اسے نذر پوری کرنے یا کفارہ دینے میں اختیار ہے اور اگر کسی غلط کام کا ارادہ تھا' تو کفارہ دے۔

(المعجم . . .) - باب نَذْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَدْرَكَ الإِسْلَامَ (التحفة ٣٢)

باب:-جس نے جاہلیت کے ایام میں نذر مانی ہو پھر مسلمان ہو جائے

٣٣٢٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله قالَ: حَدَّثني

۳۳۲۵-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں نذر مانی

٣٣٢٣- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في كفارة النذر إذا لم يسم، ح: ١٥٢٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه مسلم، ح: ١٦٤٥ من طريق آخر عن أبي الخير به.

٣٣٢٤- تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب في كفارة النذر، ح: ١٦٤٥ من حديث كعب بن علقمة به.

٣٣٢٥- تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف ليلاً، ح: ٢٠٣٢، ومسلم، الأيمان، باب نذر لكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ١٦٥٦ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٧.

نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ، عن عُمَرَ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ الله! إنِّي نَذَرْتُ في الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ في المَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْلَةً، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کے لیے اعتکاف کروں گا۔ تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرو۔''

فائدہ: حق بات کی نذر اگر حالت کفر میں بھی مانی ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔





خرید وفروخت کے احکام ومسائل

تجارت' نفع کی امید پر اشیائے ضرورت خریدنے اور جہاں ضرورت ہو وہاں لے جا کر بیچنے کا نام ہے۔ یہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ علم معیشت کے مطابق تجارت دولت کی گردش اور روزگار کی فراہمی میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام نے صدق وامانت کی شرط کے ساتھ اسے اونچے درجے کا عمل صالح قرار دیا ہے۔

حرص اور لالچ کے مارے ہوئے لوگوں نے دنیا کے ہر اچھے عمل کی طرح تجارت جیسے مفید عمل کو بھی لوٹ مار' دوسروں کا حق غصب کرنے' ناجائز مفاد حاصل کرنے اور دھوکے سے دولت سمیٹنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ جدید سوسائٹی نے تو بعض استحصالی طریقوں (مثلاً سود) کو اپنی معیشت کا بنیادی اصول بنا لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تجارت کے نام پر لوٹ مار کے کھلے راستوں کے ساتھ ساتھ ان تمام مخفی استحصالی راستوں کا دروازہ بھی بند کر دیا جو تجارت کو عدل سے ہٹا کر ظلم وعدوان پر استوار کرتے ہیں۔

تاریخ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلی اور آخری ہستی ہیں جنہوں نے زندگی کے باقی شعبوں کی

طرح عمل تجارت کو استحصال اور لوٹ مار سے مکمل طور پر پاک صاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے انتہائی باریک بینی سے رائج نظام تجارت کا جائزہ لے کر وحی کی روشنی میں اس کی قطعی حدود کا تعین فرما دیا۔ ان حدود کے اندر رہتے ہوئے عمل تجارت ہر طرح کے ظلم و جور سے پاک رہتا ہے اور اس کی منفعت کا دائرہ بے حد وسیع ہو جاتا ہے۔

تجارت کے عمل میں خریدار، فروخت کرنے والا، مال تجارت اور معاہدۂ تجارت بنیادی اجزا ہیں۔ معاہدۂ تجارت کے حوالے سے قرآن مجید نے ''تراضی'' کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ تراضی، بیع کے ہر پہلو پر مطلع ہو کر دونوں فریقوں کے اپنے اپنے آزاد فیصلے سے رضامند ہونے کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے سے تجارت کے مندرجہ ذیل بنیادی اصول سامنے آتے ہیں:



① تجارت کی بنیاد تراضی (باہمی رضامندی) ہے۔ اگر کسی طور پر باہمی رضامندی میں خلل موجود ہو تو بیع جائز نہیں ہو گی۔

② معاہدۂ بیع کے دونوں فریق (خریدار، فروخت کرنے والا) فیصلے میں آزاد، ہر پہلو پر مطلع اور معاہدۂ بیع کے حقیقی نتائج سے آگاہ ہونے چاہییں اگر ایسا نہیں تو تجارت کا عمل درست نہ ہو گا۔

③ معاہدۂ بیع میں ایسی شرائط کی کوئی گنجائش نہیں جو معاہدہ کو خواہ مخواہ پیچیدہ بناتی ہیں یا کسی فریق کو ناروا پابندیوں میں جکڑتی ہیں یا کسی ایک فریق کے جائز مفادات کی قیمت پر دوسرے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ایسی شرائط سے معاہدۂ بیع فاسد ہو جائے گا۔

④ اگر ایک فریق نے دوسرے کو بے خبر رکھا، دھوکا دیا یا کسی طور پر اسے مجبور کیا تو بیع جائز نہ ہو گی۔

⑤ اگر مال تجارت کی مقدار یا اس کی افادیت کے تعین میں شبہ ہو، اس کی بنیادی صفات کے بارے میں کچھ پہلو مبہم ہوں، اس کا حصول اور اس سے فائدہ اٹھانے کا معاملہ مخدوش ہو یا اس میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو چکی ہو جو پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی تو ایسی بیع جائز نہیں ہو گی۔

⑥ مال تجارت حلال، کسی نہ کسی طرح فائدہ مند اور ہر قسم کے خفیہ عیب سے پاک ہونا چاہیے۔ اگر سرے سے مال تجارت حرام یا غیر مفید ہو یا اس کے عیب کو چھپایا گیا ہو تو اس کی تجارت روا قرار نہیں دی جائے گی۔

⑦ تجارت ایک مثبت عمل ہے اس سے تمام فریقوں کا مفاد محفوظ ہونا چاہیے، اگر معاہدۂ بیع محسوس یا غیر محسوس طریق پر کسی ایک فریق کے استحصال پر منتج ہو سکتا ہو یا ظاہراً باہمی رضامندی کے باوجود محسوس یا غیر

محسوس طریقے سے ظلم کا سبب ہو تو بیع درست نہیں ہوگی۔

⑧ اگر خرید وفروخت کا عمل مکمل ہونے کے بعد کسی فریق کو اپنی آمادگی حتمی محسوس نہیں ہوئی اور وہ بیع سے پیچھے ہٹنا چاہتا ہو تو انصاف اور تراضی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ہٹنے کا موقع دیا جائے۔

⑨ اگر باہمی خرید وفروخت میں سودی معاملات داخل ہو جائیں تو پھر بھی تجارت جائز نہ ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے بیوع کے حوالے سے جو حدود متعین فرمائی ہیں ان کے ذریعے سے خرید وفروخت کا پورا نظام ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک اور مکمل طور پر انسانی فائدے کا ضامن بن جاتا ہے۔ ان کے نتیجے میں بازار یا منڈی کا ماحول حد درجہ سازگار ہو جاتا ہے اور معیشت میں بے انتہا وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ تاریخی طور پر یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس سوسائٹی میں بھی تجارت کے بنیادی اسلامی اصولوں پر عمل ہوتا ہے، وہاں معیشت بہت مستحکم ہو جاتی ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں جو احادیث جمع کی ہیں ان کے ذریعے سے اسلام کے نظام خرید و فروخت کے نمایاں پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔



بسم الله الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٢) - كِتَابُ الْبُيُوعِ (التحفة ١٧)

خرید وفروخت کے احکام ومسائل



(المعجم ١) - بَابٌ: فِي التِّجَارَةِ يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ (التحفة ١)

باب:١-تجارت جس کے ساتھ قسم اور لغو باتیں مخلوط ہو جائیں

٣٣٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن قَيْسِ بنِ أبي غَرَزَةَ قالَ: كُنَّا في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فقالَ: «يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

٣٣٢٦- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم تاجروں کو [سَمَاسِرَه] (دَلَّال) کہا جاتا تھا' تو نبی ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اس سے بہتر نام دیا اور فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت! خرید وفروخت اور لین دین میں بہت سی بے جا باتیں ہوتی ہیں اور قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں' تو اس میں صدقہ ملا لیا کرو۔“

فائدہ: یعنی مال صدقہ کرتے رہنا مذکورہ غلط باتوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود: ١١٤) ”نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“ خرید وفروخت کے دوران میں دونوں فریقوں کو اپنی اپنی جگہ آزادی سے جانچ پڑتال اور غور وخوض کر کے فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن عموماً دوکاندار' جو کاروباری معاملات میں زیادہ تجربہ کار ہوتے ہیں جھوٹ' ملمع سازی اور چکنی چپڑی باتوں کے ذریعے سے خریدار کے آزاد فیصلے پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ قسم بھی خواہ سچی ہو یا جھوٹی دوسرے فریق کے فیصلے میں جھکاؤ پیدا کرتی

٣٣٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب التوقي في التجارة، ح: ٢١٤٥ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه النسائي، ح: ٣٨٢٨، ٣٨٢٩، والترمذي، ح: ١٢٠٨، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٥٧، والحاكم: ٢/ ٥، ووافقه الذهبي * الأعمش صرح بالسماع عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ١٣، ١٤، وتابعه جماعة.

ہے۔ چیز کو بیچنے کے لیے یہ حربے کبھی اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ شریعت کی رو سے حرام قرار پاتے ہیں اور کبھی یہ حربے ہلکے پھلکے اور کم ضرر رساں ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں' اس لیے تاجروں کو صدقے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی دور ہو سکے۔ آگے باب ۶ حدیث: ۳۳۳۵ میں اسی بات کو نبی ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: ''قسم سودا زیادہ فروخت کرنے کا ذریعہ ہے مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے (قسم برکت کو مٹا دیتی ہے۔'')

٣٣٢٧- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بنُ عِيسَى الْبَسْطَامِيُّ وَحَامِدُ بنُ يَحْيَى وَعَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن جَامِعِ بنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ المَلِكِ بنِ أَعْيَنَ وَعَاصِمٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن قَيْسِ ابنِ أَبِي غَرَزَةَ بِمَعْنَاهُ قال: يَحْضُرُهُ الْكِذبُ وَالْحَلْفُ، وَقالَ عَبْدُ الله الزُّهْرِيُّ: اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ.

۳۳۲۷- حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ''لین دین اور تجارتی امور طے کرتے ہوئے جھوٹ اور قسم شامل ہو جاتی ہے۔'' عبداللہ الزہری نے ''لغو اور جھوٹ'' کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي اسْتِخْرَاجِ الْمَعَادِنِ (التحفة ٢)

باب:۲- معادن (کانوں) سے مال نکالنا

٣٣٢٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أخبرنا عَبْدُ العَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عنْ عَمْرٍو يَعْني ابنَ أَبِي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيمًا لَهُ بِعَشْرَةِ دَنَانِيرَ، فَقَالَ: وَالله! مَا أُفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ،

۳۳۲۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے مقروض کے ساتھ چمٹ گیا جس نے اس کے دس دینار دینے تھے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک تو مجھے دے نہیں دیتا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا' سوائے اس کے کہ تو کوئی ضامن یا کفیل لے آئے۔ تو نبی ﷺ نے وہ اپنے ذمے لے لیے۔ پھر وہ آدمی حسب

٣٣٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب في الحلف والكذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه، ح: ٣٨٢٩ من حديث سفيان به، وانظر الحديث السابق.

٣٣٢٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الكفالة، ح: ٢٤٠٦ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به.

قال: فَتَحَمَّلَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَاهُ بِقَدْرِ مَا وَعَدَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا الذَّهَبَ؟» قَالَ: مِنْ مَعْدِنٍ، قال: «لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهَا، لَيْسَ فِيهَا خَيْرٌ»، فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

وعدہ مال لے کر آیا تو نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ''تمھیں یہ سونا کہاں سے مل گیا ہے؟'' اس نے کہا: ایک کان سے۔ آپ نے فرمایا: ''ہمیں اس کی ضرورت نہیں (اور) اس میں خیر نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے قرض ادا فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① معادن (کانوں) سے اسلامی حکومت کی اجازت سے شرعی شرائط کے مطابق مال نکالنا جائز ہے۔ ② اس شخص کو جو سونا کان سے ملا تھا اس کا طریق حصول غیر واضح تھا اس لیے یقینی طور پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ اس کا جائز مالک ہے یا نہیں' اس لیے آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ ③ مقروض جب قرض ادا نہ کر رہا ہو تو چمٹ کر مطالبہ کرنا مباح ہے۔ ④ مسلمان مقروض کی مدد کرنا اس کا کفیل یا ضامن بن جانا بہت بڑا احسان اور نیکی کا کام ہے۔



(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ (التحفة ٣)

باب: ٣- شبہات سے بچنے کی تاکید

٣٣٢٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: أخبرنا أَبُو شِهَابٍ عن ابنِ عَوْنٍ، عن الشَّعْبِيِّ قال: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: وَلَا أَسْمَعُ أَحَدًا بَعْدَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُتَشَابِهَاتٌ» أَحْيَانًا يَقُولُ «مُشْتَبِهَةٌ وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذٰلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللهَ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَهُ وَإِنَّهُ مَنْ يُخَالِطُ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ».

٣٣٢٩- جناب شعبی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے سنا اور ان کے بعد کسی اور سے سننے کی مجھے کوئی حاجت نہیں (کیونکہ وہ ایک سچے صحابی تھے) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے مابین کئی امور شبہے والے ہیں۔ میں تمھیں اس کی بابت مثال بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے (محفوظ مخصوص علاقہ جسے رَکھ یا محفوظہ کہا جاتا ہے) اور اللہ کی رَکھ اور اس کا محفوظہ وہی ہے جو اس نے حرام کیا ہے' جو شخص اس محفوظ علاقے کے قریب اپنے جانور چرائے گا قریب ہے کہ وہ اس میں جا

٣٣٢٩- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشتبهات، ح: ٢٠٥١ من حديث ابن عون، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩ من حديث الشعبي به.

پڑے۔ اور جو شک والی باتوں میں پڑتا ہے قریب ہے کہ وہ ان میں (بے دھڑک) جرأت کرنے لگے۔''

۳۳۳۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن زَكَرِيَّا، عن عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ دِينَهُ وَعِرْضَهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ».

۳۳۳۰- حضرت نعمان بن بشیر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ یہ حدیث بیان فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اور ان (حلال و حرام) کے درمیان کچھ شبہے والی چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے' تو جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جو شبہے والی چیزوں میں جا پڑا وہ حرام میں داخل ہوا۔''



فوائد ومسائل: ① جو چیزیں بعض وجوہ سے ناجائز ہوں اور بعض دوسرے وجوہ سے ان کے حلال ہونے کا بھی امکان ہو اور معاملہ صاف اور واضح نہ ہو تو اس سے بچنا چاہیے کہ کہیں حرام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ ② اگر کوئی شخص مشکوک چیز سے پرہیز نہ کرے تو اس جرأت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن صریح حرام میں جا گرتا ہے۔ ③ محمد بن صالح الہاشمی' امام ابوداود ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طرسوس میں بیس سال مقیم رہا اور مسند لکھی' میں نے چار ہزار احادیث لکھیں اور پھر غور کیا تو دیکھا کہ ان کا مدار صرف چار احادیث پر ہے۔ پہلی ان میں سے یہی حدیث ہے: [اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ](صحيح البخاری' الايمان' حديث:۵۲ و صحيح مسلم' المساقاة' حديث: ۱۵۹۹) دوسری: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحيح البخاری' بدء الوحی' حديث :۱) تیسری: [إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَّا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا] (صحيح مسلم' الزكاة' حديث:۱۰۱۵) اور چوتھی یہ ہے: [مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ](جامع الترمذی' الزهد' حديث:۲۳۱۷)

۳۳۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ:

۳۳۳۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً ایک وقت آنے والا

۳۳۳۰ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:۱۵۹۹ من حديث عيسى بن يونس، والبخاري، الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح:۵۲ من حديث زكريا به.

۳۳۳۱ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب اجتناب الشبهات في الكسب، ح:٤٤٦٠، وابن ماجه، ح:۲۲۷۸ من حديث داود بن أبي هند به * الحسن البصري عنعن، والجمهور على أنه لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه.

سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ أبي خَيْرَةَ يَقُولُ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ؛ ح: وحدثنا وَهبُ بنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عن دَاوُدَ يَعْني ابنَ أَبي هِنْدٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ عن سَعِيدِ بنِ أَبِي خَيْرَةَ، عن الْحَسَنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ». قالَ ابنُ عِيسَى: «أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی نہ بچے گا جو سود نہ کھاتا ہو' پس اگر کسی نے نہ بھی کھایا تب بھی اس کی بھاپ تو اسے پہنچے گی۔" ابن عیسیٰ نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں: "اس کا کچھ غبار اسے پہنچے گا۔"

ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ "قیامت تک ایک گروہ ایسا ضرور باقی رہے گا جو حق پر غالب اور کاربند رہے گا۔" مذکورہ بالا روایت میں عمومی احوال معیشت کی طرف اشارہ ہے جس کا اب عملی مشاہدہ ہورہا ہے کہ پوری معیشت کو سود کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے اور اس سے بچنا انتہائی عزیمت کا کام ہے۔ اور پوری طرح بچنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔



٣٣٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابنُ إِدْرِيسَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ قالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ «أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ»، فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ، فَجَاءَ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَنَظَرَ آبَاؤُنَا رَسُولَ الله ﷺ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»،

٣٣٣٢- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری جوان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پر دیکھا' آپ قبر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے تھے: "پائینتی کی طرف سے کھلی کرو' سر کی طرف سے کھلی کرو۔" جب آپ واپس ہوئے تو آپ کو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والا ملا۔ تو آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لے آئے' کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا پھر لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانے لگے۔ ہمارے بڑوں نے دیکھا کہ آپ ایک ہی لقمہ اپنے منہ میں گھمائے جارہے ہیں

٣٣٣٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٣، ٢٩٤ من حديث عاصم بن كليب به.

فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ بِهَا فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَطْعِمِيهِ الأُسَارَى».

(مگر نگلتے نہیں) آپ نے فرمایا: ''میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے۔'' پھر (اس عورت کو بلوایا گیا تو) اس نے پیغام بھجوایا: اے اللہ کے رسول! میں نے بقیع کی طرف آدمی بھیجا کہ میرے لیے بکری خرید لائے مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے اپنے ہمسائے کی طرف بھیجا جس نے ایک بکری خریدی تھی' میں نے کہلوایا کہ اسی قیمت پر بکری مجھے دے دے مگر وہ بھی نہیں ملا۔ تب میں نے اس آدمی کی بیوی کو کہلا بھیجا تو اس نے مجھے یہ بھیج دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے تصرف نے اس بیع کو مشتبہ بنا دیا تھا ② جس مال میں کسی حد تک اشتباہ ہو اسے خود استعمال نہیں کرنا چاہیے' البتہ اسے قیدیوں اور فقراء پر صدقہ کیا جا سکتا ہے ورنہ وہ مکمل طور پر ضائع ہو جائے گا۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي آكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ (التحفة ٤)

باب:۴-سود کھانے کھلانے کی وعید

٣٣٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُودٍ عن أَبِيهِ قال: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ.

۳۳۳۳-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے' کھلانے' اس کے گواہ اور لکھنے والے (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: سود لینا دینا اور باطل کا کسی طرح سے تعاون کرنا حرام ہے۔ بالخصوص سودی معاملہ لعنت کا کام ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي وَضْعِ الرِّبَا (التحفة ٥)

باب:۵-سود کی رقم چھوڑ دینے کا بیان

٣٣٣٣ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أكل الربا، ح:١٢٠٦ من حديث سماك ابن حرب به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٢٢٧٧، وصححه ابن حبان، ح:١١١٢.

٣٣٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا شَبِيبُ بنُ غَرْقَدَةَ عن سُلَيْمَانَ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: «أَلا إِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ ابنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ قالَ: اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟» قالُوا: نَعَمْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قالَ: «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۳۳۳۴- جناب سلیمان بن عمرو اپنے والد (عمرو بن احوص جُشَمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''خبردار! جاہلیت کے تمام سود باطل کیے جاتے ہیں' تمہارے لیے تمہارا اصل مال ہے' ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ' خبردار! جاہلیت کے تمام خون باطل کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلا خون جو میں ختم کررہا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے' جو بنولیث میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنوہذیل نے اسے قتل کردیا تھا۔'' راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں نے پہنچا دیا۔'' سب حاضرین نے کہا: ہاں۔ آپ نے تین بار کہلوایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔'' تین بار کہا۔

فوائد ومسائل: ① سود لینا بلاشبہ حرام ہے البتہ یہ سود کا سرمایہ جو بنکوں کے پاس ہوتا ہے سودی نظام کے ذریعے سے مجموعی قومی دولت سے ہتھیایا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بنک میں کوئی سود بنتا ہو تو اسے لے کر عام شہری ضروریات میں خرچ کردیا جائے مثلاً ہسپتال' سکول' سڑک اور پل وغیرہ کی تعمیر یا کسی ایسے شخص کو دے دیا جائے جو کسی دوسرے ایسے مرض کے پھندے میں پھنس گیا ہو۔ چونکہ یہ مملکت کی رقم ہوتی ہے اس لیے اسے مملکت کے عام شہریوں کے لیے' بلاتخصیص مسلم وکافر' خرچ کیا جانا چاہیے۔ (افادات حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ) اس رقم کو ان ظالموں کے لیے چھوڑ دینا خلاف مصلحت ہے۔ واللہ اعلم. ② اہل قیادت کے لیے اس میں عظیم درس ہے کہ قیادت اور دعوت کے معاملے میں اپنا اور اپنے اقارب کا دامن بالخصوص صاف رکھا جائے ورنہ عام لوگوں کی طرف سے تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور دعوت بھی مقبول نہیں ہوتی۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے یہاں رِبا کے حوالے سے دو احادیث ذکر کی ہیں۔ پہلی میں سود کے لین دین میں حصہ لینے والے تمام فریقوں پر لعنت کی گئی ہے اور دوسری میں یہ ہے کہ اگر کوئی سودی لین دین موجود ہے تو صرف اصل زر کی وصولی ہوگی۔

٣٣٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ٣٠٥٥ من حديث أبي الأحوص به، وقال الترمذي، ح: ٣٠٨٧ "حسن صحيح".

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ اصل زر سے زائد ہے وہ سود ہے۔ اور اس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرة:٢٧٩) اس لیے یہ کہنا کہ بنک کا سود جو یقیناً اصل زر سے زائد ہوتا ہے' ربو انہیں بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید کی آیت اور اس حدیث نے سود کی واضح تعریف کر دی ہے یعنی وہ جو اصل زر سے زائد مانگا جائے وہ سود ہے اور اس کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بنک اسی پیسے سے نفع کماتا ہے اس لیے بنک سے زائد لینا کیونکر حرام ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اس منافع کی تقسیم کا قائل ہے جو واقعتاً تجارت سے حاصل ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ منافع کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی طے کر لیا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مال بطور قرض نہ دیا گیا ہو بلکہ تجارت میں شمولیت کے لیے دیا گیا ہو۔ تجارت کے نفع ونقصان کی ذمہ داری میں بھی سب شریک ہوں' اس طرح اگر منافع حاصل ہوا اور جتنا واقعتاً حاصل ہوا سے طے شدہ نسبت سے تقسیم کر لیا جائے۔



جہاں تجارت میں شراکت داری کا معاہدہ نہ ہو، نفع ہونے نہ ہونے' زیادہ ہونے یا کم ہونے کی کسی ذمہ داری میں دونوں فریق شامل نہ ہوں' مال بطور قرض دیا جائے اور اس پر مقرر شرح سے زائد لینے کا معاہدہ کر لیا جائے حتی کہ اگر تجارت میں نقصان ہو جائے تو بھی اصل زر بمع مقرر شدہ اضافہ ہر صورت میں وصول کیا جانا ہو تو یہی اصل زر پر اضافہ ہے جو سود اور قطعی حرام ہے۔ حدیث اور قرآن کی آیت میں ہے: ﴿لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ تم اصل زر لے لو نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اصل زر سے زیادہ مانگ کر تم دوسرے فریق پر ظلم نہ کرو اور نہ اصل زر کی ادائیگی روک کر دوسرا فریق تم پر ظلم کرے۔

اب تو فریقین کے ایک دوسرے پر ظلم کی کئی نئی صورتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ بنک غریب لوگوں' بیواؤں' یتیموں کا مال لے کر اس سے بے پناہ منافع حاصل کرتا ہے چونکہ اکثر لین دین کرنسی کی بجائے محض چیک سے ہوتا ہے' اس لیے کرنسی کا بڑا حصہ بنک کے پاس جوں کا توں محفوظ رہتا ہے۔ اسی محفوظ سرمایہ کی بنیاد پر بنک میں موجود کرنسی سے زیادہ کے قرضے اور کارڈ ایشو کر دیے جاتے ہیں اور کئی گنا منافع حاصل ہوتا ہے۔ اتنا زیادہ منافع کمانے کے باوجود وہ اپنی بچتیں جمع کرانے والے غریب لوگوں' یتیموں اور بیواؤں کو اس میں سے برائے نام بہت تھوڑا سا منافع دے کر ان کا باقی ماندہ بڑا حصہ خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ جو کچھ لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ منافع تو کجا کرنسی کی قیمت میں وقتاً فوقتاً جو کمی جان بوجھ کر کی جاتی ہے اس کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح بنک جو سود دیتا ہے اس میں بھی ظلم کرتا ہے۔

یہ بڑی دھوکا دہی ہے۔ لوگوں کو جھانسا دیا جاتا ہے کہ ہم آپ کو کما کر منافع میں سے حصہ دے رہے ہیں یعنی تجارت کے منافع میں شریک کر رہے ہیں' لیکن ان سے معاہدہ تجارتی شراکت کا نہیں کیا جاتا کیونکہ اس طرح بہت زیادہ حصہ دینا پڑتا ہے۔ ان سے معاہدہ قرض اور سود کا کیا جاتا ہے۔ اس لوٹ مار اور فریب دہی کی واردات کو قانون اور حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۳۳ کی رو سے سودی بنکوں کی ملازمت بھی حرام ہے کیونکہ سودی کاروبار میں ہر طرح کی شرکت لکھنا، گواہ بننا سب موجب لعنت ہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْيَمِينِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ٦)

باب:٦-خرید وفروخت میں قسمیں کھانا ناجائز ہے

٣٣٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: قالَ لِي ابنُ المُسَيَّبِ: إنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ»

۳۳۳۵-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''قسم سے سودا بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔''

وَقَالَ ابنُ السَّرْحِ: «لِلْكَسْبِ»، وَقالَ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

ابن السرح نے [سَلْعَة] کی بجائے [کَسْب] کہا۔ اور سند میں یوں کہا: [عن سعید بن المسیب' عن ابی ہریرة عن النبی ﷺ]

فائدہ: مسلمان تاجر کو چاہیے کہ بے جا قسمیں کھانے کی عادت تبدیل کرے اور صدقات دیا کرے تا کہ اس غلط عمل کا کفارہ ہوتا رہے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالأَجْرِ (التحفة ٧)

باب:۷-جھکتا تولنے (کی ترغیب) اور مزدوری لے کر مال تولنے کا بیان

٣٣٣٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن سِمَاكِ بنِ

۳۳۳۶-حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور مخرفہ عبدی رضی اللہ عنہ بحرین کے علاقہ ہجر سے کپڑا

٣٣٣٥_ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح:١٦٠٦ عن ابن السرح، والبخاري، البيوع، باب: ﴿يمحق الله الربا ويربي الصدقات...﴾ الخ"، ح:٢٠٨٧ من حديث يونس بن يزيد به.

٣٣٣٦_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرجحان في الوزن، ح:١٣٠٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٤٥٩٦، وابن ماجه، ح:٢٢٢٠_٢٢٢٢، ٣٥٧٩، وصححه ابن حبان، ح:١٤٤٤، وابن الجارود، ح:٥٥٩، وللحديث طرق.

حَرْبٍ، حَدَّثَنا سُوَيْدُ بنُ قَيْسٍ قال: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَأَتَيْنَا بِهِ مَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُولُ الله ﷺ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ فَبِعْنَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بالأَجْرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «زِنْ وَأَرْجِحْ».

لائے اور ہم اسے مکہ لے آئے' تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا جو ہم نے آپ کو بیچا اور وہاں ایک آدمی تھا جو مزدوری لے کر مال تولتا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تولو اور جھکتا ہوا تولو۔''

٣٣٣٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ، المَعْنَى قَرِيبٌ قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن أَبي صَفْوَانَ بنِ عُمَيْرَةَ قالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِنُ بِأَجْرٍ.

٣٣٣٧- حضرت ابو صفوان بن عمیرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے میں مکے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ مگر اس میں ''مزدوری پر مال تولنے'' کا بیان نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ قَيْسٌ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں: اس کو قیس نے (بھی) اسی طرح بیان کیا ہے جیسے کہ سفیان نے اور سفیان کا قول راجح ہے۔

٣٣٣٨- حَدَّثَنا ابنُ أَبِي رِزْمَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قالَ رَجُلٌ لِشُعْبَةَ: خَالَفَكَ سُفْيَانُ فقال: دَمَغْتَنِي. وَبَلَغَنِي عن يَحْيَى بنِ مَعِينٍ قالَ: كُلُّ مَنْ خَالَفَ سُفْيَانَ فَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

٣٣٣٨- ابن ابی رزمہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے شعبہ سے کہا کہ سفیان نے آپ کی مخالفت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: تو نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ حالانکہ مجھے یحییٰ بن معین کی یہ بات پہنچی ہے کہ جو بھی سفیان کی مخالفت کرے' تو بات سفیان کی راجح ہوگی۔

٣٣٣٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

٣٣٣٩- شعبہ ؒ سے روایت ہے کہ سفیان مجھ

٣٣٣٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب الرجحان في البيوع، ح: ٤٥٩٧ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، ٣١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٣٣٣٨_ تخريج: [إسناده صحيح].

٣٣٣٩_ تخريج: [إسناده صحيح].

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ قال: كَانَ سُفْيَانُ أَحْفَظَ مِنِّي.

سے زیادہ حافظ تھے۔

فائدہ: یعنی پہلی روایت' جو حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' راجح ہے۔

(المعجم ٨) - **بَابٌ: فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ الْمَدِينَةِ»** (التحفة ٨)

باب:٨- نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''ناپنے کا پیمانہ (اہل) مدینہ ہی کا معتبر ہے''

٣٣٤٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن حَنْظَلَةَ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ المَدِينَةِ».

٣٣٤٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور مکیال (ناپنے کا پیمانہ) اہل مدینہ کا۔''



قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفِرْيَابِيُّ وَأَبُو أَحْمَدَ عن سُفْيَانَ وَافَقَهُمَا فِي المَتْنِ، وَقالَ أَبُو أَحْمَدَ عن ابنِ عَبَّاسٍ مَكَانَ: ابنِ عُمَرَ. وَرَوَاهُ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن حَنْظَلَةَ فقالَ: وَزْنُ المَدِينَةِ وَمِكْيَالُ مَكَّةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فریابی اور ابواحمد نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے' ابن دکین نے ان دونوں کی متن میں موافقت کی ہے (نہ کہ سند میں) ابواحمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے۔ ولید بن مسلم نے حنظلہ سے روایت کی تو کہا: وزن اہل مدینہ کا معتبر ہے اور مکیال اہل مکہ کا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَاخْتُلِفَ فِي المَتْنِ فِي حَدِيثِ مَالِكِ بنِ دِينَارٍ عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ في هَذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مالک بن دینار کی اس بارے میں حدیث جو بواسطہ عطاء نبی ﷺ سے مروی ہے' اس کے متن میں اختلاف کیا گیا ہے۔

فائدہ: شرعی ادائیگیوں (زکوۃ اور فطرانہ وغیرہ) میں وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور مد اور صاع اہل مدینہ کا۔ اشیاء کی مقدار کا تعین کرنے کے لیے ناپ تول کا نظام وجود میں آیا۔ یہ عمل تجارت کی انتہائی اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔

٣٣٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب كم الصاع، ح: ٢٥٢١ب/ و٤٥٩٨ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٠٥، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٩٢٧ * سفيان الثوري عنعن.

مختلف علاقوں کے ناپ تول کے پیمانوں کے ناموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناپ تول کے لیے بنیادی اکائی قدرتی اشیاء کو بنایا گیا۔ برصغیر میں جو تولے' چھٹانک' سیر کا نظام رائج تھا اس کی بنیادی اکائی رتی تھی' یہ ایک پودے کا سرخ رنگ کا بیج ہے۔ اب جو نظام دنیا کے بڑے حصے میں رائج ہے یعنی کلوگرام وغیرہ تو گرام چنے کے دانے کو کہتے ہیں جسے ابتدا میں بنیادی اکائی مانا گیا۔ اونس اور پاؤنڈ کا برطانوی نظام گرین (Grain) پر مبنی ہے جو غلے بالخصوص مکئی کے دانے کو کہتے ہیں۔

پیمائش میں فٹ (پاؤں) یا ہاتھ وغیرہ کو بنیاد بنایا گیا۔ ظاہر ہے مکئی یا چنے کے ہر دانے کا وزن ایک سا نہیں ہوسکتا۔ تعامل کے ساتھ اس کم از کم مقدار کو حتمی طور پر متعین کر لیا گیا اور اس طرح ایک ہی معیار کے تولنے کے باٹ وغیرہ وجود میں آئے۔ تعامل یا زیادہ سے زیادہ برتنے کا عمل ناپ تول کے نظام کی تکمیل میں اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔

چونکہ مدینہ ایک زرعی شہر تھا جہاں لین دین میں ناپ' یا کیل' رائج تھا۔ مدینہ کے تعامل نے اس نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے ناپ میں اہل مدینہ کے پیمانوں کو بنیادی معیار قرار دیا۔ مکہ ہر طرح کی اشیائے تجارت کا مرکز تھا جن میں قیمتی اشیاء بھی شامل تھیں۔ سونے چاندی' خوشبو اور مصالحے وغیرہ کا لین دین وزن سے ہوتا ہے۔ مکہ کے تعامل نے وزن کے نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے وزن میں مکہ کے تعامل (Practice) کو معیار قرار دیا۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ (التحفة ٩)

باب:۹- قرضے کا معاملہ انتہائی سخت ہے

۳۳٤١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن سَعِيدِ بنِ مَسْرُوقٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن سَمْعَانَ، عن سَمُرَةَ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ. ثُمَّ قَالَ: «هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَقَامَ رَجُلٌ فقالَ: أَنَا يَارَسُول الله! فقالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي في المَرَّتَيْنِ

۳۳۴۱- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے سہ بارہ پوچھا: ”کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟“ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا مانع ہوا تھا کہ پہلی اور دوسری بار جواب نہیں دیا تھا؟ بلاشبہ میں نے تمہارے

۳۳٤١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب التغليظ في الدين، ح: ٤٦٨٩ من حديث سعيد ابن مسروق به، وقال البخاري: "لا نعرف لسمعان سماعًا من سمرة ولا للشعبي سماعًا منه".

الأُولَيَيْنِ؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا إِنَّ صَاحِبَكُم مَأْسُورٌ بِدَيْنِهِ»، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدَّى عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ.

لیے خیر ہی کا ارادہ کیا ہے۔تمہارا ساتھی اپنے قرضے میں پکڑا ہوا ہے۔'' (سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اس شخص کو دیکھا کہ اس نے اس (مقروض) کی طرف سے سب ادا کر دیا حتی کہ کوئی مطالبہ کرنے والا باقی نہ رہا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمْعَانُ بنُ مُشَنَّجٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (شعبی کے شیخ کا نام) سمعان بن مُشَنَّج ہے۔

فائدہ: حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بالخصوص قرضے وغیرہ کی ادائیگی کے بغیر چھٹکارا بہت مشکل ہوگا۔ اور وارثوں پر حق ہے کہ اپنے مرنے والے کا قرضہ ادا کریں۔آپ ﷺ کی طرف سے مقروض کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کا بھی یہی مقصد تھا کہ میت کا قرض فوراً ادا ہو جائے۔

٣٣٤٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الله الْقُرَشِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بنَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيَّ يَقُولُ عن أَبِيهِ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ الله أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللهُ عَنْهَا: أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً».

۳۳۴۲- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک اس کے منع کردہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندے پر جب موت آئے تو وہ مقروض ہو اور اس نے ادائیگی کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔''

٣٣٤٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن

۳۳۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایسے آدمی کا جنازہ نہ پڑھایا کرتے تھے جس پر قرضہ باقی ہوتا' ایک میت کو لایا گیا تو آپ

٣٣٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٢ من حديث سعيد بن أبي أيوب به * أبوعبدالله القرشي لم أجد من وثقه.

٣٣٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ١٩٦٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٥٢٥٧، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٢، وابن الجارود، ح: ١١١١، وللحديث شواهد عند أحمد: ٣/ ٣٣٠، والحاكم: ٢/ ٥٧، ٥٨ وغيرهما، وانظر، ح: ٢٩٥٤.

جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَا يُصَلِّي عَلٰى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فقالَ: «أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قالُوا: نَعَمْ دِينَارَانِ، قال: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُم»، فَقالَ أَبُو قَتَادَةَ الأَنْصَارِيُّ: هُمَا عَلَيَّ يَارَسُولَ الله! فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ فَلَمَّا فَتَحَ الله عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ قالَ: «أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

نے پوچھا: ''کیا اس پر قرضہ ہے؟'' صحابہ نے کہا: ہاں دو دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' پھر حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرے ذمے ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ پھر جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے قریب تر ہوں۔ سو جس نے کوئی قرضہ چھوڑا اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا ہو تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔''

٣٣٤٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عن شَرِيكٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ رَفَعَهُ، قالَ عُثْمَانُ: وَحَدَّثَنا وَكِيعٌ عن شَرِيكٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قالَ: اشْتَرَى مِنْ عِيرٍ بَيْعًا وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ، فَأُرْبِحَ فِيهِ فَبَاعَهُ، فَتَصَدَّقَ بالرِّبْحِ عَلٰى أَرَامِلِ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ وقالَ: «لَا أَشْتَرِي بَعْدَهَا شَيْئًا إِلَّا وَعِنْدِي ثَمَنُهُ».



۳۳۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا اور کہا: نبی ﷺ نے ایک قافلے والوں سے کوئی چیز خریدی۔ اس وقت آپ کے پاس قیمت نہ تھی' پھر آپ کو اس پر منافع دیا گیا تو آپ نے فروخت کر دی' پھر آپ نے اس کا منافع بنوعبدالمطلب کی بیواؤں پر صدقہ کر دیا اور فرمایا: ''آئندہ میں کوئی چیز تبھی خریدوں گا جب میرے پاس اس کی قیمت ہوگی۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات تھوڑی دیر کا قرضہ بھی انسان کے لیے زحمت کا باعث بن جاتا ہے' اس لیے جہاں تک ہو سکے انسان اس سے بچتا ہی رہے۔ اور اب صورت واقعہ یہ ہے کہ تاجر اپنی تجارتی حرص میں طول طویل بھاری بھاری قرضے لینے سے نہیں ہچکچاتے اور پھر بعض اوقات اس پر انہیں سود وغیرہ بھی دینا پڑتا ہے۔ جو قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔

٣٣٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٥ عن وكيع به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٤، ووافقه الذهبي * سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم مرارًا.

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي الْمَطْلِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-ٹال مٹول کرنے کے بارے میں

٣٣٤٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُم عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

٣٣٤٥-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی کو ٹالے جانا ظلم ہے' اور جب تم میں سے کسی کو کسی غنی کے حوالے کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات کو مان لے۔''

فائدہ: لیکن اگر کوئی نادار ہو اور قرضے کی ادائیگی میں فی الواقع اس سے تاخیر ہو رہی ہو تو وہ ظلم نہیں ہوگا' نیز تعاون باہمی میں حوالہ قبول کر لینا افضل بات ہے۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ** (التحفة ١١)

باب:١١-ادائیگی میں عمدگی کے بارے میں



٣٣٤٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي رَافِعٍ قال: اسْتَسْلَفَ رَسُولُ الله ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

٣٣٤٦-حضرت ابورافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ایک جوان اونٹ ادھار لیا' پھر آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا (جوان) اونٹ ادا کر دوں۔ میں نے عرض کیا: گلے میں اس کے اونٹ سے عمدہ رباعی اونٹ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے وہی دے دو' لوگوں میں بہترین وہی ہوتے ہیں جو ادائیگی میں بہترین ہوں۔''

٣٣٤٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

٣٣٤٧-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا

٣٣٤٥- تخريج: أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة وهل يرجع في الحوالة؟، ح:٢٢٨٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة ... الخ، ح:١٥٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰ): ٢/ ٦٧٤.

٣٣٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب من استسلف شيئًا فقضى خيرًا منه ... الخ، ح:١٦٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٦٨٠.

٣٣٤٧- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح:٤٤٣ من حديث مسعر، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح:٧١٥/ ١١٥، ١١٦ بعد، ح:١٥٩٩ من حديث محارب بن دثار به.

حَدَّثَنا يَحْيَى عن مِسْعَرٍ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ قالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قال: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

کہ نبی ﷺ پر میرا کچھ قرضہ تھا' آپ نے مجھے وہ ادا فرمایا تو اس سے زیادہ دیا۔

فائدہ: قرض ادا کرتے ہوئے اگر انسان اپنی خوشی سے کچھ مزید دے تو یہ احسان ہے' سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس حدیث کو بنک کے سود کے حامی اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ بنک اپنے گاہکوں سے احسان پر مبنی ایسا سلوک نہیں کرتے بلکہ اصل زر سے زائد کا معاہدہ طے ہوتا ہے جس کا لینا دینا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ قرض پر کوئی اضافہ طے نہ تھا' نہ رسول اللہ ﷺ نے زائد دینے کا معاہدہ کیا تھا' نہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مطالبہ تھا۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الصَّرْفِ (التحفة ١٢)

بیع صرف کا بیان

فائدہ: عام طور پر خرید و فروخت کرنسی کے ذریعے سے ہوتی ہے' ابتدائی دور میں بلکہ بعض دیہات میں آج کل بھی غلہ' کپاس وغیرہ دے کر ضرورت کی دوسری اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کو عربی میں "مُقَايَضَه" (Barter) کہا جاتا ہے۔ سونے کو سونے' چاندی کو چاندی یا ایک کرنسی کو اسی کرنسی کے بدلے خریدنے بیچنے کو عربی میں "مُرَاطَلَه" کہا جاتا ہے۔ سونے کو چاندی یا ایک کرنسی کو دوسری کے عوض خریدنے بیچنے کو "صَرْف" (Exchang) کہا جاتا ہے۔ تبادلے کے اعتبار سے بیوع کی یہی چار بنیادی صورتیں ہیں۔

مُرَاطَلَه میں شرط یہ ہے کہ تبادلے میں دونوں کی مقدار ایک جتنی ہو اور سودا نقد ہو۔ بنیادی غذائی اجناس کے مُقَايَضَه میں شرط یہ ہے کہ سودا نقد ہو اور ان کے باہمی تبادلے میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ (اسلام نے ہم جنس اشیاء کے تبادلے میں کمی بیشی یا ادھار دونوں کو ربا قرار دیا ہے اس کو شرعی اصطلاح میں ربا الفضل کہا جاتا ہے۔)

بیع صرف یعنی سونے کو چاندی' یا ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے عوض بیچنے کی صورت میں مقدار میں کمی بیشی جائز ہے۔ ایک سو گرام سونے کے بدلے کئی سو گرام چاندی یا ایک ریال کے بدلے کئی روپے خریدنا' بیچنا درست ہے مگر ادھار کی اجازت نہیں۔ اگر آپ ریال کے عوض روپے خریدنا چاہتے ہیں تو جس وقت ریال دیں اسی وقت روپے حاصل کر لیں۔ اگر ایک طرف سے بھی تاخیر ہوئی تو اسلام کی رو سے یہ سود ہوگا۔ یہ آج کل کا عام مشاہدہ ہے کہ کرنسیوں کی شرح تبادلہ اور سونے چاندی کا ریٹ لحہ بہ لحہ بدلتا رہتا ہے' فوری تبادلہ نہ ہو اور ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز حاصل کرنے میں تاخیر ہوگئی تو ریٹ بدل چکا ہوگا۔ حدیث میں مذکورہ چار بنیادی غذائی اجناس کے ایک دوسرے کے ساتھ تبادلے میں بھی یہی حکم ہوگا یعنی کمی بیشی جائز ہوگی' ادھار جائز نہ ہوگا۔

کرنسی کے بدلے اشیاء کی نقد خرید وفروخت تو ہر وقت بجا طور پر جاری رہتی ہے اس میں ادھار بھی جائز ہے' مثلاً آپ قیمت نقد ادا کر دیتے ہیں اور چیز بعد میں لینا طے کرتے ہیں تو اسے بیع سلم کہتے ہیں' یہ بیع بھی قطعی طور پر جائز ہے۔ (ماخوذ از فتح الباري' باب الورق بالذهب نسيئة) لیکن اگر قیمت اور جنس دونوں ادھار رکھے جائیں تو یہ جائز نہیں' نہ اسے بیع سلم ہی کہا جا سکتا ہے۔

٣٣٤٨- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن مَالِكِ بنِ أَوْسٍ، عن عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الذَّهَبُ بالْفِضَّةِ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بالتَّمْرِ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بالشَّعِيرِ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۳۳۴۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے بدلے چاندی سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو' گندم کے بدلے گندم سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو' کھجور کے بدلے کھجور سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ جو کے بدلے جو سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔''

٣٣٤٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَبي الْخَلِيلِ، عن مُسْلِمٍ المَكِّيِّ، عن أَبي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالمِلْحُ بِالمِلْحِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، فَمنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

۳۳۴۹- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے بدلے سونا ڈلا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ یا زیور)' چاندی کے بدلے چاندی ڈلا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ)' گندم کے بدلے گندم ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی' جو کے بدلے جو ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی' کھجور کھجور کے بدلے ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی' نمک کے بدلے نمک ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی (بیچا جائے) جو زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سود کا معاملہ کیا۔ سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا جب کہ چاندی زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں جبکہ

٣٣٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح: ٢١٧٤ من حديث مالك به، ورواه مسلم، ح: ١٥٨٦ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٣٣٤٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح: ٤٥٦٨ من حديث همام به، وانظر الحديث الآتي.

وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ - وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا بِيَدٍ وَأَمَّا نَسِيئَةً فَلَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ - وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا بِيَدٍ، وَأَمَّا نَسِيئَةً فَلَا».

ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو لیکن ادھار نہیں۔ گندم کو جَو کے بدلے بیچنا جبکہ جَو زیادہ ہوں کوئی حرج نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو لیکن ادھار جائز نہیں۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عن قَتَادَةَ، عن مُسْلِمِ بنِ يَسَارٍ بِإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے بواسطہ قتادہ مسلم بن یسار سے اس کی سند سے روایت کیا ہے۔

۳۳۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن خَالِدٍ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، وَزَادَ قال: «فَإِذَا اخْتَلَفَ هٰذِهِ الأَصْنَافُ فَبِيعُوهُ كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ».

۳۳۵۰- ابواشعث صنعانی نے یہ حدیث بواسطہ حضرت عبادہ بن صامت ؓ، نبی ﷺ سے کسی قدر کمی بیشی سے روایت کی ہے اور اضافہ یہ کیا: "جب یہ انواع مختلف ہوں تو جیسے چاہو بیچو جبکہ معاملہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔"

فوائد ومسائل: ① ہم جنس اشیا کی باہمی خرید وفروخت کے بارے میں اسلام نے جو ضابطہ دیا ہے اس کے حوالے سے آج کل یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اگر ایک جنس مثلاً کھجور بہتر قسم کی ہو اور دوسری گھٹیا کوالٹی کی ہو تو دونوں کو ہم مقدار رکھنا کیسے قرین انصاف ہوسکتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے' اسلام ہر صورت میں عدل وانصاف کو قائم رکھنا چاہتا ہے اسی لیے ان اشیاء کی خرید وفروخت میں جو انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہیں خصوصیت کے ساتھ عدل پر زور دیا ہے۔
٭ ہر نوع کی کھجور یا گندم بنیادی طور پر انسان کی بھوک مٹاتی ہے۔ اگر محض تنوع یا ذائقے میں فرق رکھنے کے لیے تبادلہ مقصود ہے تو بلاشک تبادلہ کرلو' بھوک مٹانے میں دونوں برابر ہیں۔ تبادلے میں دونوں کی مقدار برابر رکھو' یہی انصاف کا تقاضا ہے۔
٭ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ غذائی ضرورت پوری کرنے میں ایک نوع دوسری سے بہتر ہے مثلاً یہ کہ ایک نوع کی نسبتاً کم مقدار دوسری نوع کی زیادہ مقدار کے برابر بھوک مٹاتی ہے' یا ایک کا ذائقہ اتنا زیادہ بہتر ہے کہ دوسری نوع کی

۳۳۵۰- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ۱۵۸۷ / ۸۱ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

زیادہ مقدار پہلی نوع کے مقابلے میں ہونی چاہیے تو عام آدمی کے پاس ایسا کوئی آلہ کوئی ترازو موجود نہیں جو عدل و انصاف کے مطابق ایک کوالٹی کے دوسری کوالٹی سے تبادلے میں دونوں کی مقداریں صحیح طور پر متعین کر سکے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حل یہ عطا فرمایا کہ گھٹیا کوالٹی کی نقدی کے ذریعے سے قیمت طے کرلو اور اسے نقدی کے عوض بیچ دو، اسی طرح اعلیٰ کوالٹی کی قیمت بھی بذریعہ نقدی طے کرلو اور اسے نقدی کے عوض خرید لو۔ اس طرح عدل وانصاف کے تقاضے صحیح معنی میں پورے ہو جائیں گے۔ کوالٹی کا فرق کتنا ہے اس کو وزن یا ماپ کے ذریعے سے متعین نہیں کیا جا سکتا۔ قیمت کے ذریعے سے متعین کیا جا سکتا ہے۔ کوالٹی کے تعین کے لیے قیمت ہی ایک غیر جانبدار اور مناسب ترین ذریعہ ہے۔

✿ اگر قیمت کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے، محض وزن میں کمی زیادتی کے ذریعے سے کام چلانے کی کوشش کی جائے تو دونوں میں سے کسی ایک فریق کا حق مارا جائے گا۔ کوالٹی کا فرق متعین کرنے کے لیے وزن کو معیار بنایا جائے تو ''تراضی'' یا باہمی رضامندی کے تقاضے بھی پورے نہیں ہوتے اسی لیے بیع جائز نہیں ہو سکتی۔

✿ اس سلسلے میں ایک اور سوال کافی عرصے سے زیر بحث چلا آ رہا ہے کہ برابری اور دست بدست تبادلے کی شرط محض ان چھ اشیاء کی خرید وفروخت میں ہے یا ان جیسی دوسری اشیاء کی بیع کے لیے بھی ہے۔ ''ظاہری (وہ لوگ جو قرآن یا حدیث کے ظاہری معنی تک محدود رہتے ہیں) حدیث میں مذکور محض ان چھ اشیاء کے لیے اس حکم کو محدود رکھتے ہیں، باقی اشیاء میں اگر ہم جنس کا تبادلہ کمی بیشی سے ہو یا ادھار ہو تو اسے ربو الفضل قرار نہیں دیتے۔ لیکن باقی تمام مکاتب فکر دوسری اشیاء کو بھی ان پر قیاس کرتے ہیں اور یہی درست نقطۂ نظر ہے۔



✿ پاکستان اور اردگرد کے ممالک میں جس طرح گندم بنیادی غذائی جنس ہے اسی طرح مشرق بعید (ملائیشیا، انڈونیشیا، جاپان، کوریا وغیرہ) میں چاول خوارک کا بنیادی حصہ (Staple food) ہے۔ عرب اور اردگرد کے ممالک میں جو حیثیت کھجور کی ہے پاکستان کے شمالی حصوں بلتستان وغیرہ میں وہی حیثیت خوبانی کی اور بحیرۂ روم کے علاقوں میں کشمش کی ہے۔ اس لیے ان اشیاء کو گندم، جو اور کھجور پر قیاس کرنا چاہیے۔

✿ قیاس کی بنیادی وجہ (علتِ قیاس) کے بارے میں البتہ مختلف مکاتب فکر میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی ؒ کے نزدیک سونا چاندی (نقدین) پر جن کے لین دین کا دارومدار وزن پر ہے کسی اور چیز کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، البتہ باقی چار چیزوں پر قیاس ضروری ہے۔

✿ امام مالک ؒ کے نزدیک جو چیزیں غذا کا بنیادی حصہ ہیں اور ان کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے ان میں اگر ایک جنس کا تبادلہ اسی جنس سے کیا جا رہا ہے تو انہیں حدیث میں مذکور چار غذائی اشیاء پر قیاس کیا جائے گا اور ان کا سودا نقد اور برابر کرنا ہوگا۔ امام شافعی ؒ مطلقاً تمام غذائی اجناس کو ان چار پر قیاس کرتے ہیں۔

✿ احناف کے ہاں حدیث میں مذکور چھ کی چھ اشیاء میں بنیادی وجہ قیاس یہ ہے کہ ان کا لین دین ناپ تول کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ شے جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے، اس کا حکم وہی ہوگا جو حدیث میں چھ اشیاء

کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

٭ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تمام علمائے اہل بیت کی رائے یہی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنا مسلک انہیں سے لیا ہے۔ (نیل الاوطار: کتاب البیوع، باب مایجری فیه الربا)

٭ امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک میں سب سے زیادہ وسعت اور آسانی پائی جاتی ہے یعنی سونا چاندی یا کرنسی کے علاوہ ان اشیاء کو حدیث میں ذکر کردہ چار اشیاء پر قیاس کرنا چاہیے جو کسی جگہ انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عرب میں بہت سی اشیاء موجود تھیں جن کا لین دین ناپ اور تول کے ذریعے سے ہوتا تھا آپ نے صرف ان چار اشیاء کا نام لیا ہے جو اس معاشرے کی بنیادی غذا تھیں۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی اور چیز کو ان چار چیزوں کے ساتھ شامل نہیں فرمایا۔

⇦ ② حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے انواع مختلف ہونے کی تفصیل بیان فرمادی ہے، چاندی کے بدلے سونا، جو کے بدلے گندم وغیرہ فروخت کی جائے تو کمی بیشی جائز ہے اُدھار جائز نہیں۔ ③ مُدْی (میم پر پیش اور دال ساکن ہے) علاقہ شام اور مصر میں مروج غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہے جس میں ۲۲،۵ صاع آتے ہیں۔

(المعجم ۱۳) - بَابٌ: فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ تُبَاعُ بِالدَّرَاهِمِ (التحفة ۱۳)

باب:۱۳-تلوار کے دستے کی چاندی کو چاندی کے روپوں سے بیچنا

۳۳۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ عن سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ قالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بنُ أَبِي عِمْرَانَ عن حَنَشٍ، عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ - قال أَبُو بَكْرٍ وَابنُ مَنِيعٍ: فِيهَا خَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ - ابْتَاعَهَا رَجُلٌ بِتِسْعَةِ دَنَانِيرَ أَوْ بِسَبْعَةِ دَنَانِيرَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۳۳۵۱-حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے سال نبی ﷺ کے پاس ایک ہار لایا گیا جس میں سونا اور نگینے تھے۔ ابوبکر اور ابن منیع نے کہا: سونے سے لٹکے ہوئے نگینے تھے، تو ایک آدمی نے اسے نو یا سات دینار میں خرید لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں (یہ خرید وفروخت درست نہیں) حتی کہ تو ان نگینوں اور سونے کو جدا جدا کر لے۔'' اس آدمی نے کہا: میں نے صرف قیمتی پتھر لینے چاہے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، جب تک تو ان کو جدا جدا نہ کر لے۔'' چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا حتی کہ انہیں جدا جدا کیا گیا۔ ابن

۳۳۵۱ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب، ح: ۱۵۹۱ عن محمد بن العلاء أبي كريب به.

«لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ»، فقالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ الْحِجَارَةَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُمَا»، قال: فَرَدَّهُ حَتَّى مُيِّزَ بَيْنَهُمَا.
وَقالَ ابنُ عِيسَى: أَرَدْتُ التِّجَارَةَ.

عیسیٰ کے لفظ تھے: [أَرَدْتُ التِّجَارَةَ] ''میں نے تجارت کا ارادہ کیا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ فِي كِتَابِهِ: الْحِجَارَةُ [فَغَيَّرَهُ فَقَالَ: التِّجارَةَ].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کی اصل کتاب میں لفظ [حِجَارَہ] ہی تھا مگر اسے [تِجَارَہ] سے بدل دیا۔

۳۳۵۲- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ، عن خَالِدِ بنِ أَبِي عِمْرَانَ، عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ قال: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينارًا، فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ».

۳۳۵۲- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن میں نے بارہ دینار میں ایک ہار خریدا' اس میں سونا اور نگینے تھے۔ پس میں نے انہیں جدا جدا کیا تو مجھے اس میں بارہ دینار سے زیادہ کا سونا ملا' میں نے نبی ﷺ کو یہ بتایا تو آپ نے فرمایا: ''جدا کیے بغیر نہ بیچا جائے۔''



664

۳۳۵۳- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عن الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ قالَ: حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ قالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوَقِيَّةَ مِنَ الذَّهَبِ بِالدِّينَارِ، قالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَاتَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ».

۳۳۵۳- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خیبر والے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور یہودیوں سے ایک اوقیہ سونا (مساوی چالیس درہم) ایک دینار میں خریدتے تھے۔ قتیبہ کے علاوہ دوسروں نے کہا: دو یا تین دینار میں خریدتے تھے' پھر دوسرے راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کو سونے سے مت بیچو سوائے اس کے کہ وزن برابر برابر ہو۔''

۳۳۵۲_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۹۱/ ۹۰ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.
۳۳۵۳_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۱۵۹۱/ ۹۱ عن قتيبة به، انظر، ح: ۳۳۵۱.

فائدہ: سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ ہو تو وزن برابر برابر اور معاملہ نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔ سونا کسی دوسری چیز کے ساتھ خلط ہونے کی صورت میں علیحدہ کر لیا جائے۔ مخلوط اشیاء میں سونے یا چاندی کے صحیح وزن کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ان کو الگ الگ نہ کر لیا جائے۔ پھر سونے یا چاندی کے ساتھ لگی ہوئی ہر چیز کی الگ قیمت بھی متعین ہو جائے گی اور سود کا امکان بھی نہ رہے گا۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- چاندی کے بدلے سونا لینا

٣٣٥٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ، المَعْنَى وَاحِدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كُنْتُ أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ، آخُذُ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، وَأُعْطِي هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ في بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ، آخُذُ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ وأُعْطِي هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ».

٣٣٥٤- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا تو ایسے ہوتا کہ دیناروں میں سودا کرتا اور درہم وصول کرتا یا درہموں میں سودا کرتا اور دینار وصول کرتا' انہیں ایک دوسرے کے بدلے میں لے لیا کرتا یا دے دیا کرتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے گھر میں تھے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ذرا ٹھہریے مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں تو دیناروں سے سودا کر کے درہم وصول کر لیتا ہوں یا درہموں سے سودا کر کے دینار لے لیتا ہوں۔ انہیں ایک دوسرے کے بدلے لیتا بھی ہوں اور دیتا بھی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں اگر تم اسی دن کے نرخ سے لو اور تمہارے جدا ہونے پر تم میں کوئی چیز باقی نہ ہو۔'' (حساب اس وقت بالکل بے باق ہو جائے۔)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مختلف کرنسیوں کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے لیکن لازم ہے کہ بازار میں جاری

٣٣٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الصرف، ح:١٢٤٢، والنسائي، ح:٤٥٨٦ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه ابن ماجه، ح:٢٢٦٢، وصححه ابن حبان، ح:١١٢٨، وابن الجارود، ح:٦٥٥، والحاكم على شرط مسلم:٢/ ٤٤، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة عن سماك به.

اس روز کے نرخ سے ہو اور لین دین نقد ہو ادھار نہ ہو۔

٣٣٥٥- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ الأَسْوَدِ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله: أَخْبَرَنَا إسْرَائِيلُ عن سِمَاكٍ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَالأَوَّلُ أَتَمُّ، لَمْ يَذْكُرْ: «بِسِعْرِ يَوْمِهَا».

٣٣٥٥- جناب سماک نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پہلا سیاق زیادہ کامل ہے اور اس میں ''اس دن کے نرخ'' کا ذکر نہیں ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ١٥)

باب:١٥- جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

٣٣٥٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

٣٣٥٦- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچا جائے۔



(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٦)

باب:١٦- جانور ادھار بیچنے کا جواز

٣٣٥٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عنْ يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مُسْلِمِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عنْ عَمْرِو بنِ حَرِيشٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا

٣٣٥٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لشکر کی تیاری کریں مگر اونٹ ختم ہو گئے' تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹنیاں آنے تک ادھار لے لیں۔ چنانچہ وہ صدقہ کے آنے تک دو دو اونٹوں کے بدلے ایک ایک اونٹ حاصل کر لیا کرتے تھے۔

٣٣٥٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٣٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئةً، ح: ١٢٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٤٦٢٤، وابن ماجه، ح: ٢٢٧٠، وصححه ابن الجارود، ح: ٦١١، ورواه شعبة عن قتادة به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١١٣ وغيره.

٣٣٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧١ من حديث عمرو بن حريش، والدارقطني: ٣/ ٧٠ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد.

فَنَفِدَتِ الإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ فِي قِلَاصِ الصَّدَقَةِ فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيرَ بِالْبَعِيرَيْنِ إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

فوائد ومسائل: ① ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو تو جائز ہے جیسے کہ اس حدیث میں ہے مگر دونوں طرف سے ادھار بالکل ناجائز ہے۔ ② سابقہ باب کی حدیث سے بھی جانوروں کی جانوروں سے بیع میں کمی بیشی اور ایک طرف کے اُدھار کا جواز واضح ہوتا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو ناپ تول کی طرح گننے کی اشیاء کو بھی ربا تعداد کو بھی ربا الفضل کی علت میں شامل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے [دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ يا دِينَارًا بِدِينَارَيْنِ] فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم و دینار کا انحصار وزن پر تھا۔

(المعجم ١٧) - **بَابٌ: فِي ذٰلِكَ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ** (التحفة ١٧)

باب:١٧- ایک جانور کو دو جانوروں کے بدلے نقد بیچنا

٣٣٥٨- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ.

٣٣٥٨- حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دو غلاموں کے بدلے ایک غلام خرید فرمایا۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک غلام اور حیوان کی حیثیت یکساں ہے' اسی لیے انہوں نے جانوروں کو بھی غلام ہی پر قیاس کر کے اس بات کا اثبات کیا ہے کہ جانوروں کے مبادلہ میں کمی بیشی جائز ہے۔

(المعجم ١٨) - **بَابٌ: فِي الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ** (التحفة ١٨)

باب:١٨- کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا

٣٣٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عنْ عَبْدِ اللهِ بنِ يَزِيدَ أَنَّ زَيْدًا أَبَا

٣٣٥٩- جناب زید ابوعیاش نے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے سوال کیا کہ سفید گندم کو سُلت (جَو کی

٣٣٥٨- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه، متفاضلاً، ح: ١٦٠٢ عن قتيبة به.

٣٣٥٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي، عن المحاقلة والمزابنة، ح: ١٢٢٥، والنسائي، ح: ٤٥٤٩، وابن ماجه، ح: ٢٢٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٢٤، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٥٧، والحاكم: ٢/ ٣٨، ٣٩، ووافقه الذهبي.

عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قالَ: الْبَيْضَاءُ قالَ: فَنَهَاهُ عنْ ذٰلِكَ وَقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُسْأَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟» قالُوا: نَعَمْ فَنَهَاهُ رَسُولُ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ.

ایک قسم) کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ان میں سے افضل کونسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ سفید گندم۔ تو انہوں نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ سے پوچھا گیا کہ خشک کھجور کو تازہ کھجور کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بھلا تازہ کھجور خشک ہونے پر کم ہوجاتی ہے؟'' صحابہ نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اسماعیل بن امیہ نے مالک کی مانند روایت کیا۔



فائدہ: اس حدیث سے قبل باب کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نسخوں میں ''باب فی التمر بالتمر (کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنا) ہے۔ تاہم اس بات میں بھی ''التمر'' سے مراد کھجور ہی کا پھل ہے۔ اس لیے اختلاف نسخ کے باوجود بات ایک ہی رہتی ہے۔

٣٣٦٠- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ سَلَّامٍ عنْ يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله أَنَّ أَبَا عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِيئَةً.

٣٣٦٠- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تازہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِمْرَانُ بنُ أَبِي أَنَسٍ عنْ مَوْلًى لِبَنِي مَخْزُومٍ، عن سَعْدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمران بن ابوانس نے بنومخزوم کے ایک مولیٰ کے واسطے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اس مانند روایت کیا ہے۔

٣٣٦٠_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٩٤ من حديث أبي داود به * حديث عمران بن أبي أنس رواه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٦.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے تمر (خشک کھجور) کو تمر کے بدلے بیچنے کی اجازت دی مگر برابر برابر اور نقد ہو۔ اس حدیث میں آپ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ تازہ کھجور (رطب) کے بدلے خشک کھجور (تمر) کی بیع کی جا سکتی ہے تو آپ نے یہ بات سمجھا کر کہ خشک ہونے کے بعد کھجور کے وزن اور مقدار میں کمی ہو جاتی ہے' اس بیع سے مکمل طور پر منع فرما دیا۔ اس حدیث کی رو سے تازہ کھجور کے بدلے خشک کھجور کی بیع برابر برابر اور نقد ہو تب بھی جائز نہ ہوگی۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي الْمُزَابَنَةِ (التحفة ١٩)

باب......بیع مزابنہ ممنوع ہے

٣٣٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بالتَّمْرِ كَيْلًا، وَعَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا، وَعَنْ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا.

۳۳۶۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے درخت پر لگے کھجور کے پھل کو (خشک) کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے جبکہ خشک کی مقدار معلوم ہو۔ اور اسی طرح انگوروں کو کشمش کے بدلے بیچنا جبکہ کشمش کی مقدار معلوم ہو' اور کھیتی کی بیع خشک گندم کے بدلے جبکہ اس کی مقدار معلوم ہو۔ (ممنوع ہے۔)

فوائد و مسائل: ① درخت یا بیل پر لگے تازہ پھل کو جس کی مقدار متعین نہیں ہو سکتی اسی نوع کے خشک پھل سے بیچنا کہ خشک کی مقدار معلوم و معین ہو یا گندم وغیرہ کے کھیت کو خشک گندم کے عوض بیچنا [مزابنہ] کہلاتا ہے۔ ② ایک جنس کا باہمی تبادلہ کرتے ہوئے تازہ اور خشک یا عمدہ اور ردی کا فرق نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں کا نقد اور برابر برابر تبادلہ کیا جائے یا پھر علیحدہ علیحدہ نقدی کے عوض بیچا جائے۔ البتہ ''عرایا'' جائز ہے۔ جیسے کہ ذکر آ رہا ہے۔ ③ اس میں ایک پہلو قدر کے غیر معلوم ہونے کا بھی ہے۔ کیونکہ درخت پر لگی کھجور کا حتمی وزن یا کیل ممکن نہیں۔ ④ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے اور اس کی خشک کھجور کے عوض بیع کی ممانعت صراحت کے ساتھ آ چکی ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْعَرَايَا (التحفة ٢٠)

باب:۱۹- بیع عرایا جائز ہے

٣٣٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۳۳۶۲- جناب خارجہ بن زید بن ثابت ؒ اپنے

٣٣٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ٦/ ١٨٢، ورواه البخاري، ح: ٢١٧١، ٢٢٠٥ من حديث نافع به.

٣٣٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الكرم بالزبيب، ح: ٤٥٤١ من حديث عبدالله ابن وهب به، ورواه البخاري، ح: ٢١٧٣، ومسلم، ح: ١٥٣٩/ ٦١ من حديث زيد بن ثابت به.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، أخبرني خَارِجَةُ بنُ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ عن أبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ في بَيْعِ الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

والد (زید بن ثابت ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرایا کی رخصت عنایت فرمائی' یعنی انسان خشک کھجور کا تازہ سے تبادلہ کر لے۔

٣٣٦٣- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ عُيَيْنَةَ عنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عنْ بُشَيرِ بن يَسَارٍ، عن سَهْلِ بنِ أَبي حَثْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا.

٣٣٦٣- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تازہ کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ بیع سے منع فرمایا ہے۔ لیکن عرایا کی رخصت دی ہے کہ انسان تازہ کھجور کا اندازہ کر کے (خشک کے بدلے خرید لے) تاکہ وہ لوگ تازہ کھجور کھا سکیں۔



فائدہ: عرایا عریہ کی جمع ہے' اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ عاریتاً کسی کو کھجور کے ایک یا دو درخت دے دینا۔ یہ حسن سلوک کا عمل ہے۔ جب اپنے باغ کے درختوں میں سے کوئی درخت عاریتاً ہمسائیوں یا دوسرے مستحقین کو دیا جائے تو ان کا بار بار آنا جانا شاق گزر سکتا ہے۔ اپنے ہی دیے ہوئے درختوں کے تازہ پھل کا خشک کھجور سے تبادلہ رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا تاکہ حسن سلوک کا عمل بار بار آنے جانے کی زحمت کے سبب منقطع نہ ہو جائے۔ غیر متعین مقدار کے تازہ پھل کی خشک پھل سے بیع کو ممنوع قرار دیا گیا تو عرایا کے مستحسن اقدام کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ عرایا میں تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ کوئی تجارتی عمل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اجازت کو پانچ وسق کی مقدار تک محدود فرما دیا ہے۔ (صحیح البخاری' باب بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذهب اوالفضة' حدیث:٢١٩٠)

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي مِقْدَارِ الْعَرِيَّةِ (التحفة ٢١)

باب:٢٠- بیع عرایا میں مقدار کا بیان

٣٣٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

٣٣٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح:٢١٩١، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:١٥٤٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٣٦٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح:٢٣٨٢، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:١٥٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٦٢٠.

حَدَّثَنا مَالِكٌ عنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عنْ مَوْلَى ابنِ أَبي أَحْمَدَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقالَ لَنَا الْقَعْنَبِيُّ فِيمَا قَرَأَ عَلٰى مَالِكٍ عن أَبِي سُفْيَانَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ قُزْمَانُ مَوْلَى ابنِ أَبِي أَحْمَدَ - عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ بنُ الْحُصَيْنِ.

۳۳۶۴-حضرت ابوہریرہ ؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق کی اجازت دی ہے۔ یہ شک داود بن حصین کو ہوا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ جَابِرٍ إِلَى أَرْبَعَةِ أَوْسُقٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر ؓ کی حدیث میں چار وسق تک کا بیان آیا ہے۔

فائدہ: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا' اس حساب سے ایک وسق کا وزن تقریباً ۱۵۰ کلو اور پانچ وسق کا وزن تقریباً ۷۵۰ کلو' تقریباً ۱۹ من ہوا اس دور میں ۵ وسق ایک اونٹ کا بوجھ سمجھا جاتا تھا۔

(المعجم ۲۱) - بَابٌ: فِي تَفْسِيرِ الْعَرَايَا (التحفة ۲۲)

باب:۲۱-"عرایا" سے کیا مراد ہے؟

۳۳٦٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن عَبْدِرَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قالَ: الْعَرِيَّةُ: الرَّجُلُ يُعْرِي الرَّجُلَ النَّخْلَةَ أَوِ الرَّجُلُ يَسْتَثْنِي مِنْ مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالاثْنَتَيْنِ يَأْكُلُهَا فَيَبِيعُهَا بِتَمْرٍ.

۳۳۶۵-جناب عبدربہ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ "عرایا" یہ ہے کہ انسان کسی کو کھجور کا کوئی درخت دے دے یا باغ فروخت کرے تو اس میں سے ایک دو درخت مستثنیٰ کر لے تاکہ تازہ پھل کھا سکے لیکن پھر اسے خشک کھجور کے بدلے بیچ دے۔

۳۳٦٦- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عَنْ

۳۳۶۶-ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ "عرایا" یہ ہے

۳۳٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

۳۳٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

عَبْدَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ قالَ: الْعَرَايَا أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ النَّخَلَاتِ فَيَشُقُّ عَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ عَلَيْهَا فَيَبِيعُهَا بِمِثْلِ خَرْصِهَا.

کہ کوئی شخص کسی کو کھجوروں کے درخت ہبہ کرے' مگر بعد ازاں ان لوگوں کا آنا جانا اسے شاق گزرے تو ان کے پھل کا اندازہ کر کے خشک کھجور کے بدلے خرید لے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا (التحفة ٢٣)

باب: ۲۲- پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا

٣٣٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَن بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

۳۳۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع کیا ہے۔



٣٣٦٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ وعَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

۳۳۶۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کھجوروں کو زرد یا سرخ ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے' یا غلے کو جبکہ وہ بالیوں میں ہو حتی کہ سفید ہو جائیں اور آفت زدگی سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے ایسے معاملے سے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا ہے۔

٣٣٦٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ، عن مَوْلًى لِقُرَيْشٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ:

۳۳۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ غنیمتوں کو تقسیم سے پہلے ہی فروخت کر دیا جائے یا کھجوروں کو فروخت کیا جائے حتی کہ تمام عوارض

٣٣٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ٢١٩٤، ومسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع، ح: ١٥٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦١٨.

٣٣٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها . . . الخ، ح: ١٥٣٥ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٣٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٧ ...

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَنَائِمِ حَتَّى تُقْسَمَ، وَعَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تُحْرَزَ مِنْ كُلِّ عَارِضٍ وَأَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بِغَيْرِ حِزَامٍ.

سے محفوظ ہوجائیں اور اس سے بھی منع کیا ہے کہ انسان کمر بند (پٹی) کے بغیر نماز پڑھے۔

فائدہ: کمر بند باندھنے کی تلقین اس لیے ہے کہ وہ لوگ شلوار بہت کم استعمال کرتے تھے اور چادر کو اگر اچھی طرح لپیٹا نہ گیا ہو تو اندیشہ رہتا ہے کہ انسان کہیں عریاں نہ ہو جائے۔ یہ خدشہ ہی نماز سے توجہ ہٹانے کے لیے کافی ہے۔

۳۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عن سَلِيمِ بنِ حَيَّانَ قال: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُبَاعَ التَّمْرَةُ حَتَّى تُشْقِحَ، قِيلَ: وَمَا تُشْقِحَ؟ قال: «تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا».

۳۳۷۰-جناب سعید بن میناء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو "مشقح" تک پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان کے "مشقح" ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کھجور سرخ یا زرد ہو جائے اور کھانے کے قابل ہو جائے۔

۳۳۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ.

۳۳۷۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انگوروں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ سیاہ ہو جائیں اور کھیتی کو بیچنے سے روکا ہے حتی کہ دانے سخت ہو جائیں۔

۳۳۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

۳۳۷۲-یونس کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالزناد

۳۳۷۰- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح:۲۱۹٦ من حديث يحيى القطان، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة ... الخ، ح:۱۵۳٦/ ۸٤ بعد، ح:۱۵٤۳ من حديث سليم بن حيان به.

۳۳۷۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، ح:۱۲۲۸ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح:۲۲۱۷، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱۹، ووافقه الذهبي * حميد الطويل مدلس وعنعن.

۳۳۷۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۱٤ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري، ح:۲۱۹۳، وانظر، ح:۳۳٦۲.

حَدَّثنا عَنْبَسَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَني يُونُسُ قالَ: سَأَلْتُ أَبَا الزِّنَادِ عنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَمَا ذُكِرَ في ذٰلِكَ، فَقالَ: كَانَ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عن سَهْلِ بنِ أَبِي حَثْمَةَ عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: كَانَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قالَ الْمُبْتَاعُ: قَدْ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ وَأَصَابَهُ قُشَامٌ وَأَصَابَهُ مُرَاضٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَلَمَّا كَثُرَتْ خُصُومَتُهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قالَ رَسُولُ الله ﷺ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا: «فَإِمَّا لَا، فَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ» لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ.

سے پوچھا کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا کیسا ہے اور اس بارے میں کیا آیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: جناب عروہ بن زبیر بواسطہ سہل بن ابی حثمہ' حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت کیا کرتے تھے کہ لوگ پھلوں کو ان کی صلاحیت نمایاں ہونے سے پہلے فروخت کر دیا کرتے تھے۔ پھر جب لوگوں کے پکے پھل چننے کا وقت آتا اور ان کے تقاضا کرنے والے آتے تو خریدار کہتے کہ پھل کو سڑاو' جھڑاو اور آفت لگ گئی ہے اور اس طرح وہ سودے میں حیل و حجت کرتے' جب ان لوگوں کے مقدمات نبی ﷺ کے پاس بہت زیادہ آنے لگے تو نبی ﷺ نے انھیں بطور مشورہ فرمایا: ''اگر تم ان تنازعات سے باز نہیں آتے ہو تو اپنے پھل ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچا ہی نہ کرو۔''

فائدہ: ابتدا میں یہ ممانعت بطور مشورہ تھی جس طرح اس سے پہلے والی روایات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر بعد میں اسے حکماً نافذ کر دیا گیا ہے۔

٣٣٧٣- حَدَّثَنا ابنُ إسْمَاعِيلَ الطَّالْقَانِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا يُبَاعُ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ أَوْ بالدَّرَاهِمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

٣٣٧٣- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے درہم و دینار (نقد قیمت) ہی سے فروخت کیا جائے۔ الا یہ کہ عرایا کی صورت ہو۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي بَيْعِ السِّنِينِ (التحفة ٢٤)

باب:٢٣- کئی سالوں کے لیے پھل بیچ دینا

٣٣٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح:٢٣٨١، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة . . . الخ، ح:١٥٣٦/٨١ بعد، ح:١٥٤٣ من حديث سفيان به.

٣٣٧٤- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بنُ مَعِينٍ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عن سُلَيْمَانَ بنِ عَتِيقٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ.

۳۳۷۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے متعدد سالوں کے لیے درختوں کے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے اور آفات سے نقصان کی تلافی کرائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَصِحَّ عن النَّبيِّ ﷺ في الثُّلُثِ شَيْءٌ وَهُوَ رَأْيُ أَهْلِ المَدِينَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں نبی ﷺ سے تہائی تک تلافی کے بارے میں کوئی روایت درست نہیں' یہ اہل مدینہ کی رائے ہے۔

٣٣٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أبي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بنِ مِينَاءَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى عَنِ المُعَاوَمَةِ، وَقالَ أَحَدُهُمَا: بَيْعِ السِّنِينَ.

۳۳۷۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ''بیع مُعاوَمہ (سالہا سال کے لیے بیع) سے منع فرمایا ہے جبکہ (ابوالزبیر اور سعید بن میناء میں سے کسی) ایک نے "بیع السنین" کا لفظ بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے پیشگی فروخت کرنا منع ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ ان پر پھل آئے گا بھی یا نہیں' کم آئے گا یا زیادہ۔ لیکن بیع سلم (یا سلف) مختلف بیع ہے۔ اس میں خریدار بائع کو پیشگی رقم ادا کر دیتا ہے کہ موسم آنے پر فلاں پھل یا فلاں جنس اس معیار کی اتنی مقدار میں مہیا کرنا ہوگی تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ کسی خاص کھیت یا خاص درخت یا باغ کی پیداوار کا سودا نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص معیار کی جنس یا پھل کا سودا ہوتا ہے جو کہیں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ ② اس وقت جو سودے ہو چکے تھے اور آفات کی وجہ سے پیداوار میں نقصان ہوا تھا ان کی تلافی کرائی گئی اور آئندہ کے لیے پھل وغیرہ قابل استعمال ہونے کے بعد بیع کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْغَرَرِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۴- دھوکے والی بیع ناجائز ہے

٣٣٧٦- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا

۳۳۷۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٣٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٤/ ١٧ بعد، ح: ١٥٥٥ من حديث سفيان به مختصرًا، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٩.

٣٣٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٤ من حديث أبي الزبير به.

٣٣٧٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصاة وبيع الذي فيه غرر، ح: ١٥١٣ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عن عُبَيْدِاللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عن بَيْعِ الْغَرَرِ. زَادَ عُثْمَانُ: وَالْحَصَاةِ.

نبی ﷺ نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔ عثمان نے مزید کہا: بیع الحصاة سے بھی (منع فرمایا۔)

فائدہ: [بیع الحصاة] ''کنکری پھینک کر بیع کرنا'' یعنی خریدار یا فروخت کرنے والا کہے کہ جب میں یہ کنکری پھینک دوں گا تو بیع پختہ ہو جائے گی۔ یا جس چیز پر بھی کنکری پڑی وہ دے دوں گا یا لے لوں گا' خرید وفروخت کا یہ انداز ممنوع ہے۔ آج کل بھی ایسا جوا رائج ہے کہ آپ کا نشانہ جس چیز پر لگ جائے گا اتنی قیمت میں وہ آپ کی ہوگی۔

٣٣٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَهٰذَا لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَة، وَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عنْ فَرْجِهِ أَوْ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

٣٣٧٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو طرح کی خرید وفروخت اور دو طرح سے کپڑا اوڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ خرید وفروخت میں ملامسہ اور منابذہ اور کپڑا اوڑھنے میں ایک اشتمال الصماء ہے اور دوسرا یہ کہ انسان اپنے اوپر کپڑا اس طرح سے لپیٹ کر بیٹھے کہ شرمگاہ کو ننگا رکھے یا اس پر کچھ نہ ہو۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

٣٣٧٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: فَاشْتِمَالُ

٣٣٧٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی اور مزید کہا: اشتمال الصماء یہ ہے کہ انسان ایک کپڑے میں اس طرح سے لپٹ جائے کہ کپڑے کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈال لے اور اپنی دائیں جانب کو کھلا رکھے۔ اور بیع

٣٣٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيف ما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه مسلم، ح: ١٥١٢ من حديث أبي سعيد الخدري به.

٣٣٧٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٢ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٤٩٨٧، واختصره البخاري، ح: ٢١٤٧ من حديث معمر به.

الصَّمَّاءِ: أَنْ يَشْتَمِلَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يَضَعُ طَرَفَيِ الثَّوْبِ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْسَرِ وَيُبْرِزُ شِقَّهُ الأَيْمَنَ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا نَبَذْتُ إِلَيْكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمُلَامَسَةُ: أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يُقَلِّبُهُ، فَإِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ.

منابذہ یہ ہے کہ یوں کہے: جب میں تیری طرف یہ کپڑا پھینک دوں تو بیع لازم ہوگئی۔ اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ چیز کو صرف اپنا ہاتھ لگا دے' اسے کھول کر یا الٹ پلٹ کر نہ دیکھ سکے اور جب اسے ہاتھ لگا دیا تو بیع لازم ہوگئی۔

توضیح: ① [اشتمال الصماء] کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان سر سے پاؤں تک ایک ہی کپڑے میں لپٹ جائے اور کوئی ہاتھ پاؤں اس سے باہر نہ ہو۔ اس میں کسی بھی جلدی میں نقصان ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے گر جائے اور سنبھل نہ سکے یا کسی کیڑے مکوڑے وغیرہ سے اپنا دفاع نہ کر سکے وغیرہ۔ ② بیع منابذہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جانبین اپنی اپنی چیز ایک دوسرے کی طرف پھینک کر تبادلہ کر لیں اور انہیں دیکھنے بھالنے اور سوچنے کا حق نہ ہو۔ ③ بیع ملامسہ میں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چیز کو محض ہاتھ لگانے ہی پر بیع کو پختہ سمجھ لیا جائے یا اندھیرے میں سودا ہوا اور چھونے سے بیع لازم ہو جائے اور انسان چیز کو دیکھ بھال نہ سکے۔ الغرض اسلام نے ان امور سے منع فرما دیا ہے جن میں دھوکا اور فریب کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔

677

٣٣٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا.

٣٣٧٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آگے سفیان اور عبدالرزاق کی احادیث (٣٣٧٧، ٣٣٧٨) کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٣٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

٣٣٨٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور کے بچے کے بچے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

٣٣٧٩- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب اشتمال الصماء، ح: ٥٨٢٠، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١٢ من حديث يونس بن يزيد به.

٣٣٨٠- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبلة، ح: ٢١٤٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٥٣، ٦٥٤، ورواه مسلم، ح: ١٥١٤ من حديث نافع به.

توضیح: [حبل الحبلہ] ''حاملہ کا حمل'' اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی سودا کیا جاتا تو اس کی ادائیگی کے لیے ایک مجہول لمبی مدت مقرر کی جاتی کہ جب یہ اونٹنی مادہ بچہ جنے گی' پھر وہ بڑی ہو کر حاملہ ہوگی تو اس وقت ادائیگی ہوگی۔ ایک مفہوم یہ بھی آتا ہے کہ میں تجھ سے اس حاملہ اونٹنی کے بچے کے بچے کی بیع کرتا ہوں۔ جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ اس میں دھوکا ہے۔ نہ معلوم یہ بچہ جنے گی یا نہیں اور پھر پیدا ہونے والا نر ہوگا یا مادہ اور نہ معلوم وہ کب حاملہ ہو۔ اس حدیث میں اس جاہلی رواج کی بھی تردید اور ممانعت ہے جو ہمارے پنجاب اور سندھ کے بعض خاندانوں میں مروج ہے کہ یہ لوگ رشتے ناتے میں وٹہ سٹہ کرتے ہوئے جب مقابلے میں لڑکی موجود نہ ہو تو شرط کر لیتے ہیں کہ اس جوڑے سے آیندہ ہونے والی لڑکی ہمیں دینا ہوگی۔ اسے وہ لوگ ''پیٹ دینے'' یا ''تِھیَنداسَاك'' (آیندہ پیدا ہونے والا رشتہ دینا) سے تعبیر کرتے ہیں۔

٣٣٨١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ: أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ بَطْنَهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِي نُتِجَتْ.

٣٣٨١- جناب نافع نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نبی ﷺ سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا اور کہا حبل الحبلہ یہ ہے کہ یہ اونٹنی بچہ جنے گی' پھر جب وہ پیدا ہونے والی اونٹنی حاملہ ہوگی (تو اُس وقت ادائیگی ہوگی۔)



(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُضْطَرِّ (التحفة ٢٦)

باب: ٢٥- مجبور ہو کر بیع کرنا

٣٣٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنَا صَالِحُ بنُ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ مُحَمَّدٌ، قال: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قال: خَطَبَنَا عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ، أَوْ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ ابنُ عِيسَى: هَكَذَا حدثنا هُشَيْمٌ قال: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِرُ

٣٣٨٢- حضرت علی ؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جو کاٹ کھانے والا ہوگا' صاحب وسعت (صاحب مال) اپنے مال کو اپنے دانتوں سے پکڑے ہوگا (کہ صدقہ کرے گا نہ قرضہ دے گا بلکہ بخیل بنا رہے گا) حالانکہ اسے اس بات کا حکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''آپس میں احسان کرنے کو مت بھولو۔'' اور مجبور لوگ (مجبوری کی وجہ سے) بیع

٣٣٨١ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ٣٨٤٣، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح: ١٥١٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥.

٣٣٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١١٦ عن هشيم به، والحديث ضعفه البغوي في شرح السنة، ح: ٢١٠٤ * شيخ من بني تميم مجهول.

عَلٰى مَا فِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ [البقرة: ٢٣٧] وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ.

کریں گے حالانکہ نبی ﷺ نے مجبوری کی بیع سے منع فرمایا ہے اور دھوکے کی بیع اور پھلوں کے تیار ہو جانے سے پہلے انہیں فروخت کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مجبوری کی بیع دو طرح سے ہے۔ کوئی ظالم کسی کو جبر واکراہ سے اپنی چیز فروخت کرنے پر مجبور کر دے تو یہ بیع فاسد ہے۔ انسان مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کے لیے مجبوراً اپنی لازمی ضرورت کی چیزیں اونے پونے داموں فروخت کرنے لگے۔ یہ بیع ہو تو جاتی ہے مگر یہ بات آداب اسلامی کے خلاف ہے کہ اونے پونے ایسی چیزیں خریدی جائیں۔ مقروض کو مہلت دی جانی چاہیے اور اس کے ساتھ حتی الامکان تعاون کیا جانا چاہیے۔ جیسے کہ سورۂ بقرہ آیت نمبر: ۲۳۷ میں آیا ہے۔ البتہ مقروض زائد از ضرورت چیزوں کو فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح حربی لوگوں کو بھی علی الاطلاق اپنی اشیا بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم اگر انہیں سزا دینا مقصود ہو تو سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انہیں اپنی چیزیں بیچ کر نکل جانے کا حکم دے دیا جائے جس طرح بنو نضیر کے معاملے میں کیا گیا تھا۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي الشَّرِكَةِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۶- شراکت کا بیان

٣٣٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمْ».

۳۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (ساجھے داروں) کا تیسرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“

فائدہ: اس کے علاوہ دیگر روایات سے بھی شراکت داری اور اس میں امانت اور دیانت کی تاکید واہمیت ثابت ہے۔ اور ”اللہ تعالیٰ کا درمیان سے نکل جانا“ بطور استعارہ کے ہے یعنی برکت اٹھ جاتی ہے اور رزین کی روایت کے مطابق ”شیطان ان کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔“ (عون المعبود)

٣٣٨٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٣٤، ح: ٢٩١٠ من حديث محمد بن سليمان المصيصي به، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٢، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الْمُضَارِبِ يُخَالِفُ** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۷- وکیل (ایجنٹ) کا ایسا تصرف جو مالک نے نہ کہا ہو

٣٣٨٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن شَبِيبِ بنِ غَرْقَدَةَ قالَ: حَدَّثَني الْحَيُّ عن عُرْوَةَ يَعْني ابنَ الْجَعْدِ الْبَارِقِيَّ، قالَ: أَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ أُضْحِيَّةً أَوْ شَاةً، فَاشْتَرَى شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ فَأَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ في بَيْعِهِ، فَكَانَ لَو اشْتَرَى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيهِ.

۳۳۸۴- حضرت عروہ بن الجعد البارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اسے ایک دینار دیا کہ اس سے قربانی کا جانور یا بکری خرید لائے۔ اس نے دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک کو ایک دینار میں بیچ دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس ایک بکری بھی لے آیا اور ایک دینار بھی۔ تو آپ ﷺ نے اس کو تجارت میں برکت کی دعا دی۔ چنانچہ اس کا حال ایسا ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتا تو اسے اس میں نفع ہوتا۔



فائدہ: جب مؤکل نے اپنے وکیل کو کسی خاص طرح سے پابند نہ کیا ہو تو اس طرح کا مفید تصرف جائز ہے۔ اس حدیث میں عمل تجارت کی فضیلت کا بیان بھی ہے۔

٣٣٨٥- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ، هُوَ أَخُو حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ: أخبرنا الزُّبَيْرُ بنُ الْخِرِّيتِ عن أَبي لَبِيدٍ، حَدَّثَني عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ بِهَذَا الْخَبَرِ وَلَفْظُهُ مُخْتَلِفٌ.

۳۳۸۵- ابولبید کہتے ہیں کہ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی اور اس کے لفظ مختلف ہیں۔

٣٣٨٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثني أَبُو حُصَيْنٍ عن شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عن حَكِيمِ بنِ

۳۳۸۶- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دے کر بھیجا کہ ان کے لیے قربانی خرید لائے۔ چنانچہ اس نے ایک

٣٣٨٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، المناقب، باب: ٢٨، ح: ٣٦٤٢ من حديث سفيان به.

٣٣٨٥ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، البيوع، باب الشراء والبيع الموقوفين، ح: ١٢٥٨ من حديث سعيد بن زيد به تعليقًا، وانظر الحديث السابق.

٣٣٨٦ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٦/ ١١٢، ١١٣ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل المدينة مجهول، ورواه الترمذي، ح: ١٢٥٧ بسند ضعيف عن أبي حصين عن حبيب بن أبي ثابت عن حكيم به.

حِزَام: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِدِينَارٍ يَشْتَرِي لَهُ أُضْحِيَّةً فَاشْتَرَاهَا بِدِينَارٍ وَبَاعَهَا بِدِينَارَيْنِ، فَرَجَعَ فَاشْتَرَى لَهُ أُضْحِيَّةً بِدِينَارٍ وَجَاءَ بِدِينَارٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَدَعَا لَهُ أَنْ يُبَارَكَ لَهُ فِي تِجَارَتِهِ.

دینار میں جانور خریدا اور پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا' اور پھر لوٹتے ہوئے ایک دینار میں دوسرا جانور خریدا۔ چنانچہ اس نے (جانور کے ساتھ) وہ دینار بھی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو نبی ﷺ نے اسے صدقہ کر دیا اور اس کیلئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَّجِرُ فِي مَالِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٨-جب کوئی شخص کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تجارت کرے

٣٣٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: أخبرنا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عن أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرَقِ الأَرُزِّ فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ». قَالُوا: وَمَنْ صَاحِبُ الأَرُزِّ يَارَسُولَ اللهِ! فَذَكَرَ حَدِيثَ الْغَارِ حِينَ سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ: اذْكُرُوا أَحْسَنَ عَمَلِكُمْ قَالَ: «وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُهُ لَهُ حَتَّى جَمَعْتُ لَهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَلَقِيَنِي فقالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا، فَذَهَبَ فَاسْتَاقَهَا».

٣٣٨٧-جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تم میں سے جو کوئی چاولوں کے ٹوپے والے کی مانند بن سکتا ہو تو بن جائے۔'' صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! یہ چاولوں کے ٹوپے والا کون ہے؟ تو آپ نے غار والوں کی حدیث بیان کی جب کہ ان پر ایک چٹان آ پڑی تھی۔ تو ان میں سے ہر ایک نے کہا تھا کہ اپنا بہترین عمل بیان کرو۔ چنانچہ تیسرے آدمی نے کہا: ''اے اللہ! تو بخوبی جانتا ہے کہ میں ایک مزدور لایا اور اس کے ساتھ چاولوں کا ایک ٹوپہ مزدوری طے کی۔ جب شام ہوئی تو میں نے اسے اس کا حق پیش کیا' مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو پھر میں نے انہیں کاشت کر دیا حتی کہ اس کے لیے گائیں اور چرواہے اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میرا حق مجھے دے دو۔ تو میں

٣٣٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١١٦/٢ من حديث عمر بن حمزة به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وحديثه في صحيح مسلم، وحديث الغار متفق عليه، البخاري، ح: ٢٢٧٢، ومسلم، ح: ٢٧٤٣ من حديث سالم عن أبيه به.

نے کہا: جاؤ یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں ہانک لے گیا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ تفصیل سے صحیح بخاری میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الحرث والمزارعة، حديث: ٢٣٣٣) ② خیر خواہی کی نیت سے مسلمان بھائی کے مال کو تحفظ اور فائدہ پہنچانے کے لیے اس کے مال کی بلا اجازت تجارت جائز ہے۔

(المعجم ٢٩) - **بَابٌ: فِي الشَّرِكَةِ عَلٰى غَيْرِ رَأْسِ مَالٍ** (التحفة ٣٠)

باب: ٢٩- مال لگائے بغیر شراکت کرنا

٣٣٨٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عنْ عَبْدِ اللهِ قالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ فِيمَا نُصِيبُ يَوْمَ بَدْرٍ، قالَ: فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

٣٣٨٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی جنگ والے دن میں، حضرت عمار اور سعد رضی اللہ عنہما نے آپس میں طے کیا کہ جو بھی ہمیں ملے گا ہم تینوں اس میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تو دو قیدی لے آئے مگر میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ نہ لا سکے۔



فائدہ: دو تین یا زیادہ محنت کش افراد آپس میں یہ معاہدہ کرلیں کہ ہم جو بھی کمائیں گے وہ ہم میں مشترک ہوگا۔ اسے "شركة الأبدان" کہتے ہیں۔ امام مالک، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور احناف اس کے قائل ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول اس کے جواز کا ہے۔

(المعجم ٣٠) - **بَابٌ: فِي الْمُزَارَعَةِ** (التحفة ٣١)

باب: ٣٠- مزارعت یعنی بٹائی پر زمین دینا

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے وضاحت سے ذکر فرمایا ہے کہ مدینہ کے تمام مہاجر گھرانے تہائی یا چوتھائی پر اپنی زمین کاشت کرنے کے لیے دیتے تھے۔ حضرت علی، سعد بن مالک، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، حضرت زبیر کے بیٹے قاسم اور عروہ، حضرت ابوبکر، عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے خاندان مزارعت پر زمین کاشت کراتے تھے۔ ائمہ میں سے حسن بصری، ابن سیرین، امام احمد، امام بخاری، امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد رحمہ اللہ سبھی مزارعت کے جواز کے قائل ہیں، ان سب کی دلیل یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فتح خیبر کے بعد بیت المال کی

٣٣٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب شركة الأبدان، ح: ٣٩٦٩ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٢٨٨ * أبوعبيدة لم يدرك أباه كما تقدم، ح: ٩٩٥.

زمین' جو کہ کچھ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھی اور کچھ فے کی صورت میں' خیبر کے یہودیوں کو مزارعت پر دی تھی۔ ان سے طے پایا تھا کہ وہ کاشت کریں گے اور پیداوار کا آدھا رسول اللہ ﷺ کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے لیے اسی آمدنی سے خرچہ مقرر کر رکھا تھا' ہر زوجہ محترمہ کو اسّی وسق خشک کھجور اور بیس وسق جَو ملتے تھے۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک مزارعت پر عمل اسی طرح جاری رہا۔ (صحیح البخاري مع فتح الباري' كتاب الحرث والمزارعة' باب : المزارعة بالشطر ونحوه' وباب: المزارعة مع اليهود' و باب: إذا قال رب الأرض أُقِرُّكَ مَا أقرك الله......)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ اور بعدازاں تمام خلفائے راشدین کے عہد تک اپنی کھیتیاں مزارعت پر دیتے رہے۔ حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر کھیتیاں دینے سے منع فرمایا تھا' انہوں نے کہا کہ میرے علم کے مطابق تو یہی ہے کہ عہد رسالت میں اسی طریق پر عمل رہا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا ہو اور انہیں علم نہ ہوا ہو مزارعت کا طریق چھوڑ دیا۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ کوئی انسان اپنی زمین اگر خود کاشت نہیں کر رہا تو کسی دوسرے کو کاشت کے لیے دیدے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول آپ کے الفاظ یہ ہیں: ''اگر تم میں سے کوئی (زمین) اپنے بھائی کو دیدے تو یہ اس پر متعین حصہ لینے سے بہتر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جو اجمالی حکم پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے بطور احسان دوسرے کو اپنی زمین کاشت کرنے کی جو تلقین کی' ان کی بنیاد پر عہد خلفائے راشدین کے بعد یہ بحث چل پڑی کہ مزارعت (بٹائی/ٹھیکہ) پر کاشت کرنے کی اجازت ہے بھی یا نہیں۔ آج کل بھی جب جاگیرداروں کے روایتی کرتوت سامنے آتے ہیں تو یہ بحث پھر سے چھڑ جاتی ہے کہ جو زمین خود کاشت نہیں ہوسکتی وہ دوسروں کو کیوں نہ دے دی جائے؟ اور وہ احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جو اختصار اور اجمال پر مبنی ہیں۔ وہ روایتیں جن سے مزارعت کو ممنوع ثابت کیا جاتا ہے وہ ساری مختصر روایات ہیں۔ زیادہ تر وہ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ لیکن انہی دونوں حضرات سے مروی مفصل روایتیں حقیقت حال کو واضح کر دیتی ہیں۔ سنن ابوداود کے مشہور شارح امام خطابی رحمہ اللہ نے بطور خاص اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ابوداود نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی جو مجمل روایت سب سے پہلے نقل کی ہے اس کی تفسیر حضرت رافع اور دیگر صحابہ کی ان احادیث سے ہوتی ہے جو تفصیل سے روایت کی گئی ہیں۔ امام ابوداود نے اس مسئلے کی تفہیم کے لیے یہ انداز اختیار کیا کہ پہلی حدیث حضرت رافع کے مجمل الفاظ پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مزارعت کی بجائے بلا معاوضہ دوسرے کو کاشت کے لیے دینے کی بات کی ہے تو مقصد یہ تھا کہ اپنی زمین بطور احسان دوسرے کو دینے کی فضیلت واضح ہوجائے۔ اگلی حدیث میں حضرت زید

بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ واضح کر دیا گیا کہ منع کے الفاظ جو حضرت رافع نے رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے وہ آپ کی پوری بات کا صرف آخری حصہ تھا جسے حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے پوری بات سمجھ لی۔

اس سے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اس طرح کی جاتی تھی کہ کھیت کی نالیوں کے کنارے اور کھیت کے جو حصے پانی کے بہاؤ سے خود بخود سیراب ہو جاتے تھے انہیں مالک اپنے لیے خاص کر لیتا تھا' ظاہر ہے اس طرح کئی جھگڑے پیدا ہوئے تھے کہ زمین کا کتنا حصہ خود سیراب ہوا' یا نالیوں کے کنارے کہاں تک کی پیداوار پر کاشت کار نے محنت نہیں کی وغیرہ' ان جھگڑوں سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حصے پر کاشت کروانے کی بجائے نقدی کے عوض زمین دینے کی تلقین فرمائی' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مزارعت مطلقاً ممنوع نہیں' ہاں اگر جھگڑوں کا خدشہ ہو تو نقد ٹھیکے پر زمین دینی چاہیے۔

اس سے اگلی روایت میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی وہ صورت بیان کی ہے جو اسلام سے قبل رائج تھی اور اس میں کئی قباحتیں پیش آتی تھیں۔ اسی صورت کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین دینے والے پانی کے راستوں' چھوٹی نالیوں کے کناروں اور نالوں کے سرے پر واقع زمین کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لیتے۔ پھر جب فصل پکتی تو کبھی ایک حصے کی پیداوار بہتر ہو جاتی اور دوسرے کی خراب اور کبھی اس کے برعکس' حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اس وقت مزارعت کی صرف یہی صورت معروف تھی۔'' رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کی اس صورت سے منع فرما دیا اور وہ صورتیں اختیار کرنے کا حکم دیا جن میں حصے متعین اور محفوظ ہوں۔ اس سے اگلی حدیث میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقدی کے عوض کاشت کے لیے زمین دینے کی اجازت مروی ہے۔



امام ابوداود نے اس ترتیب کے ساتھ روایات بیان کرنے کے بعد جس سے مزارعت کی جائز صورتوں کی تفصیل واضح ہو گئی' باب ۳۱ میں ان تمام روایات کو ذکر کیا ہے جن میں مجمل طریق پر مزارعت کی پہلے سے رائج شدہ ناقص اور مبنی برظلم صورت ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔

۳۳۸۹- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ عَمْرِو بنِ دِينَارٍ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَا كُنَّا نَرَى بِالْمُزَارَعَةِ بَأْسًا حَتَّى سَمِعْتُ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْهَا، فَذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فَقالَ: قال لي ابنُ عَبَّاسٍ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا

۳۳۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم مزارعت (یعنی زمین بٹائی پر دینے) میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتی کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث طاؤس سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

۳۳۸۹۔ تخریج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ۱۵٤۷/ ۱۰۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

وَلٰكِنْ قالَ: «لَيَمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَعْلُومًا».

منع نہیں کیا بلکہ فرمایا تھا: ''تم اپنی زمین کسی کو عطیہ دے دو تو یہ محصول لینے سے بہتر ہے۔''

فائدہ: زمین کو بٹائی یا حصے پر دینا حرام یا ناجائز نہیں' لیکن اگر بلاعوض دیدے تو بہتر ہے۔

٣٣٩٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ المَعْنَى عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إسْحَاقَ، عن أبي عُبَيْدَةَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمَّارٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ أبي الْوَلِيدِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال: قال زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ الله لِرَافِعِ بنِ خَدِيجٍ أَنَا وَاللهِ! أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ إِنَّمَا أَتَاهُ رَجُلَانِ، قال مُسَدَّدٌ: مِنَ الأَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: قَدِ اقْتَتَلَا، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا المَزَارِعَ» زَادَ مُسَدَّدٌ: فَسَمِعَ قَوْلَهُ «لَا تُكْرُوا المَزَارِعَ».

٣٣٩٠- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں اس حدیث کو ان سے بہتر طور پر جانتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخص (مسدد کہتے ہیں دو انصاری) حاضر ہوئے اس (فقرے) کے بعد دونوں (کی روایتیں) متفق ہیں۔ دونوں مرنے مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارا یہی حال ہے تو اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔'' مسدد نے مزید کہا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنی سی بات سن لی: ''اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔''



فائدہ: یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی معاملے میں اخفا' الجھاؤ یا دھوکے اور ضرر کی کیفیت تنازع پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کے لیے مزارعت میں معاملہ کھلا' شفاف اور واضح اور شریعت کی شرائط کے مطابق ہونا چاہیے' یا پھر سرے سے یہ معاملہ کیا ہی نہ جائے۔

٣٣٩١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا إبْرَاهِيمُ بنُ

٣٣٩١- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی زمینیں کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے اور

٣٣٩٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ٢٤٦١، والنسائي، ح: ٣٩٥٩ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٦/ ٣٤٢.

٣٣٩١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والربع ... الخ، ح: ٣٩٢٥ من حديث إبراهيم بن سعد به، وله شواهد، انظر، ح: ٣٣٩٥ * محمد ابن عكرمة بن عبدالرحمٰن لم يوثقه غير ابن حبان، وح: ٣٣٩٥ يغني عنه.

سَعْدٍ عنْ مُحَمَّدِ بنِ عِكْرِمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَام، عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي لَبِيبَةَ، عنْ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عنْ سَعْدٍ قال: كُنَّا نُكْرِي الأَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالمَاءِ مِنْهَا، فَنَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، وَأَمَرَنَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

ساتھ ہی یہ طے ہوتا تھا کہ جو کچھ نالیوں پر پیدا ہوگا یا جس حصے کو از خود پانی پہنچتا ہو (تو وہ مالک کا ہوگا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ اور حکم دیا کہ ہم اپنی زمین سونے یا چاندی (کرنسی) کے بدلے کرایہ پر دیں۔ (یعنی متعین رقم پر ٹھیکہ کرلیا کریں۔)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم ایک ہی کھیت کے مختلف حصوں کی پیداوار پر مختلف طریقوں سے حق رکھنا تنازع کا سبب بنتا ہے، اس میں دونوں کے حقوق صحیح طور پر متعین بھی نہیں ہو پاتے اس لیے سارا حساب کتاب ایک ہی دفعہ کر کے متعین نقدی کے عوض کرایہ پر زمین دے دینے کی صورت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔



٣٣٩٢- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ؛ ح: وحدثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا لَيْثٌ، كِلَاهُمَا عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاللَّفْظُ لِلأَوْزَاعِيِّ قالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بنُ قَيْسٍ الأَنْصَارِيُّ قال: سَأَلْتُ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ بالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَقالَ لَا بَأْسَ بِهَا، إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ بِمَا عَلَى المَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ، فَيَهْلِكُ هَذَا ويَسْلَمُ هَذَا، وَيَسْلَمُ هَذَا وَيَهْلِكُ هَذَا، وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا

٣٣٩٢- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو سونے چاندی (نقدی) کے عوض کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس طرح کرتے تھے کہ جو کچھ پانی کے بہاؤ پر اور نالوں کے سروں پر ہوتا اس پر اور کچھ کھیتی پر معاملہ طے کرتے تھے۔ تو پھر ایسے ہوتا کہ یہ ضائع ہو جاتی وہ بچ رہتی یا وہ ضائع ہو جاتی اور یہ بچ رہتی، لوگوں کو کرائے پر دینے کی بس یہی ایک صورت رائج تھی۔ جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے اس معاملے سے ڈانٹ کر روک دیا۔ لیکن وہ عوض اور بدل جو معلوم و متعین ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٣٣٩٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح:١٥٤٧/ ١١٦ بعد، ح:١٥٤٨ من حديث عيسٰى، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، ح:٢٣٤٦، ٢٣٤٧ من حديث ليث بن سعد به.

هَذا، فَلِذٰلِكَ زَجَرَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَضْمُونٌ مَعْلُومٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

وَحَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ أَتَمُّ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: عن حَنْظَلَةَ، عن رَافِعٍ.

ابراہیم کی حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ کامل ہے۔ اور قتیبہ نے اپنی سند میں "عن حنظلة عن رافع" کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رِوَايَةُ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ عن حَنْظَلَةَ نَحْوُهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے حنظلہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

٣٣٩٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن مَالِكٍ، عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن حَنْظَلَةَ بنِ قَيْسٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ عن كِرَاءِ الأَرْضِ فقالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن كِرَاءِ الأَرْضِ فَقُلْتُ أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فقال: أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

٣٣٩٣- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا سونے اور چاندی کے بدلے بھی منع ہے؟ تو کہا کہ سونے اور چاندی کے بدلے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: ان سب احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ زمیندار (مزارعت میں) ایک ہی کھیت میں اپنے اور مزارع کے لیے الگ الگ حصوں کی پیداوار متعین کر لے تو اس طرح کی مزارعت ناجائز ہے۔ اور یہی وہ فاسد شرط ہے جس کی موجودگی میں بٹائی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ قباحت نہ ہو بلکہ زمین متعین رقم یعنی ٹھیکے پر دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي ذٰلِكَ** (التحفة ٣٢)

باب:٣١- بٹائی کے ممنوع ہونے کا بیان

٣٣٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ

٣٣٩٤- جناب سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس

٣٣٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح: ١٥٤٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧١١.

٣٣٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٤٧ عن عبدالملك بن شعيب، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح: ٢٣٤٥ من حديث الليث بن سعد به.

ابنِ اللَّيْثِ: حَدَّثني أَبِي عَنْ جَدِّي اللَّيْثِ قالَ: حَدَّثني عُقَيلٌ عن ابن شِهَابٍ قالَ: أخبرني سَالِمُ بنُ عَبْدِ الله: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ الأَنْصارِيَّ حَدَّثَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الأرْضِ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ الله فقالَ: يَاابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عنْ رَسُولِ الله ﷺ في كِرَاءِ الأَرْضِ؟ فقالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ الله بنِ عُمَرَ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ كِرَاءِ الأرْضِ، قالَ عَبْدُ الله: وَالله! لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّ الأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ الله أَنْ يَكُونَ رَسُولُ الله ﷺ أَحْدَثَ في ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الأرْضِ.

کے والد حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے حتی کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج انصاری ﷜ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ ﷜ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم زمین کو بٹائی پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان بیان کرتے ہو؟ تو حضرت رافع ﷜ نے حضرت عبداللہ ﷜ سے کہا کہ میں نے اپنے دو چچوں سے سنا جو بدر میں شریک ہوئے تھے' وہ گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے (بٹائی) پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ ﷜ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو رسول اللہ ﷺ کے دور کے متعلق یہی معلوم ہے کہ اس دور میں زمین بٹائی پر دی جاتی تھی۔ مگر پھر حضرت عبداللہ ﷜ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں (بعد میں) کوئی نئی بات نہ فرما دی ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔ چنانچہ اس بنا پر انہوں نے زمین بٹائی پر دینا ترک کر دی۔



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَعُبَيْدُالله وَكَثِيرُ بنُ فَرْقَدٍ وَمَالِكٌ عن نَافِعٍ، عن رَافِعٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن حَفْصِ بنِ عِنَانٍ الْحَنَفِيِّ، عن نَافِعٍ، عن رَافِعٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ. وَكَذٰلِكَ رَوَى زَيْدُ بنُ أبي أُنَيْسَةَ عن الْحَكَمِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى رَافِعًا فَقالَ سَمِعْتَ رَسُولَ

امام ابوداود ﷫ فرماتے ہیں: اس روایت کو ایوب' عبیداللہ' کثیر بن فرقد اور مالک ﷭ نے بواسطہ نافع پھر رافع اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور اوزاعی نے بواسطہ حفص بن عنان حنفی' نافع سے' انہوں نے رافع سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اور ایسے ہی زید بن ابی اُنیسہ نے بواسطہ حکم' نافع سے' انہوں نے ابن عمر ﷠ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر ﷠' رافع کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تم نے

الله ﷺ؟ قال: نَعَمْ. وَكَذَا رَوَاهُ عِكْرِمَةُ ابنُ عَمَّارٍ عن أَبي النَّجَاشِيِّ، عن رَافِعِ ابنِ خَدِيجٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن أَبِي النَّجَاشِيِّ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ، عن عَمِّهِ ظُهَيْرِ بنِ رَافِعٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور ایسے ہی عکرمہ بن عمار نے ابو النجاشی سے انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا۔ نیز اوزاعی نے ابوالنجاشی سے روایت کیا' انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے اپنے چچا ظہیر بن رافع سے' انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو النَّجَاشِيِّ عطَاءُ ابنُ صُهَيْبٍ.

ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوالنجاشی کا نام عطاء بن صہیب ہے۔



فوائد ومسائل: ① حق یہی ہے کہ دور نبوت' خلافت ابوبکر اور ایام عمر رضی اللہ عنہما میں یہودیوں کو خیبر سے نکالے جانے کے وقت تک خیبر کی زمینیں اور باغات بٹائی پر ان یہودیوں ہی کو دیے جاتے رہے تھے۔ ② مزارعت سے ممانعت کی احادیث تنزیہ اور استحباب پر محمول ہیں۔ یا ان ممنوعہ صورتوں سے متعلق ہیں جن کا ذکر پیچھے ہوا ہے۔ علی الاطلاق مزارعت ممنوع ہوتی تو جلیل القدر معروف صحابۂ کرام یہ معاملہ ہرگز نہ کرتے۔ ③ حضرت رافع بن خدیج جن سے مزارعت کی اجمالی ممانعت مروی ہے خود انہی سے یہ وضاحت بھی مروی ہے کہ نقدی کے عوض زمین کرائے پر دینے کی ممانعت نہیں۔ ④ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس عمل سے باز آ جانا احتیاط وتقوی کی بنا پر تھا۔ اور انہیں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی مجمل حدیث کا علم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا۔ ⑤ بعض محدثین کا ان روایات کو مضطرب کہنا محل نظر ہے۔ احادیث واضح کر دیتی ہیں کہ یہ اضطراب نہیں محض اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل' بحث حدیث: ۱۴۷۸)

۳۳۹۵- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ: أخبرنا سَعِيدٌ عن يَعْلَى بنِ حَكِيمٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ قالَ: كُنَّا نُخَابِرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ أَتَاهُ فقالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا

۳۳۹۵- جناب سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ تو ان کے ایک چچا ان کے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس معاملے سے جو ہمارے لیے نفع آور تھا منع فرما دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی ہمارے

۳۳۹۵۔ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ١٥٤٨ من حديث يعلى بن حكيم به.

نَافِعًا . وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا وَأَنْفَعُ . قالَ : قُلْنَا : وَمَا ذَاكَ؟ قالَ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكَارِيهَا بِثُلُثٍ وَلَا بِرُبُعٍ وَلَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى» .

لیے نفع آور اور سود مند ہے۔ ہم نے پوچھا: اور وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے، لیکن تہائی یا چوتھائی یا متعین غلے پر بٹائی پر نہ دے۔“

فائدہ: تہائی، چوتھائی یا متعین غلے پر کرائے کی ایک ہی صورت مروج تھی جس میں آبی گزر گاہوں، نالیوں وغیرہ کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔ اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا۔

٣٣٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ قالَ : كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بنُ حَكِيمٍ أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابنَ يَسَارٍ بِمَعْنَى إِسْنَادِ عُبَيْدِاللهِ وَحَدِيثِهِ .

۳۳۹۶- ایوب نے روایت کیا ہے کہ یعلی بن حکیم نے مجھے لکھ بھیجا کہ میں نے سلیمان بن یسار سے سنا ہے اور عبیداللہ کی اسناد اور اس کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٣٩٧- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنا وَكِيعٌ : حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ ذَرٍّ عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ ، عن أَبِيهِ قالَ : جَاءَنَا أَبُو رَافِعٍ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَ : نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عنْ أَمْرٍ كَانَ يَرْفُقُ بِنَا . وَطَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَرْفَقُ بِنَا ، نَهَانَا أَنْ يَزْرَعَ أَحَدُنَا إِلَّا أَرْضًا يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا أَوْ مَنِيحَةً يَمْنَحُهَا رَجُلٌ .

۳۳۹۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک کام سے منع فرمادیا ہے جو ہمارے لیے بڑے نفع والا تھا، مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہمارے لیے بہت زیادہ نفع ہے۔ آپ نے ہمیں (کسی کی) زمین کاشت کرنے سے منع فرمادیا ہے سوائے اس کے کہ انسان خود اس کا مالک ہو یا کسی نے اس کو عطیہ دی ہو۔

فائدہ: یہ نہی مروجہ غلط صورت کے بارے میں ہے۔

٣٣٩٦ـ **تخريج** : أخرجه مسلم من حديث حماد بن زيد به ، انظر الحديث السابق .

٣٣٩٧ـ **تخريج** : [إسناده صحيح] وهو في مصنف ابن أبي شيبة : ٦/ ٣٤٧، ٣٤٨، وأصله في صحيح مسلم، ح : ١٥٥٠ .

۳۳۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ أَنَّ أُسَيْدَ بنَ ظُهَيْرٍ قال: جَاءَنَا رَافِعُ بنُ خَدِيجٍ فقالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَاكُم عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا. وَطَاعَةُ الله وَطَاعَةُ رَسُولِ الله ﷺ أَنْفَعُ لَكُم، إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَاكُمْ عن الْحَقْلِ وَقالَ: «مَنِ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ».

۳۳۹۸- جناب اُسید بن ظہیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں ایک کام سے منع فرماتے ہیں جو تمہارے لیے نفع آور تھا۔ مگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمہارے لیے اس سے بڑھ کر نفع آور ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بٹائی پر کاشت کاری سے منع فرماتے ہیں۔ اور فرمایا ہے: ”جو کوئی اپنی زمین سے مستغنی ہو تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو عطیہ دے دے یا ویسے ہی چھوڑ دے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ وَمُفَضَّلُ بنُ مُهَلْهَلٍ عن مَنْصُورٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ اور مفضل بن مہلہل نے اسے منصور سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ شُعْبَةُ: أُسَيْدٌ ابنُ أَخِي رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ.

شعبہ نے کہا کہ اسید‘ حضرت رافع بن خدیج کے بھتیجے ہیں۔

فائدہ: علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مختصر روایت ہوئی ہے۔ تفصیلی روایت میں اسید بن ظہیر کا کلام یوں ہے: ”ہم میں سے جب کوئی اپنی زمین کو خود کاشت نہ کرنا چاہتا یا اس کا ضرورت مند ہوتا تو وہ اسے آدھی‘ تہائی یا چوتھائی پر بٹائی پر دے دیا کرتا تھا اور تین باتوں کی شرط ہوتی تھی کہ نالوں کے ساتھ ساتھ کی کاشت‘ غلہ گاہنے کے بعد نیچے جو باقی رہے گا اور وہ قطعات جو نالوں سے سیراب ہوتے ہوں گے۔ (مالک کے ہوں گے......) الخ“ (نیل الاوطار: ۳۱۲/۵- باب: فساد العقد اذا شرط احدهما لنفسه التبن او بقعة بعينها ونحوه) ② ویسے ہی چھوڑ دینے کی صورت میں بھی بہت سے فائدے ہیں‘ اس زمین میں اُگنے والی گھاس جانور چرتے ہیں۔ فطری پودے اور ان میں رہنے والے چھوٹے بڑے جانور ماحولیات کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔

۳۳۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۹۹- ابوجعفر خطمی کا بیان ہے کہ میرے چچا نے

۳۳۹۸ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ۲٤٦٠ من حديث سفيان، والنسائي، ح: ۳۸۹٥ من حديث منصور به * حديث شعبة رواه النسائي، ح: ۳۸۹٥، وحديث مفضل بن مهلهل أخرجه النسائي، ح: ۳۸۹٤.

۳۳۹۹ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء◀◀

يَحْيَى: حَدَّثَنا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ قالَ: بَعَثَنِي عَمِّي أَنَا وَغُلَامًا لَهُ إِلَى سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ قالَ: قُلْنَا لَهُ: شَيْءٌ بَلَغَنَا عَنْكَ في الْمُزَارَعَةِ، قال: كَانَ ابنُ عُمَرَ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا حَتَّى بَلَغَهُ عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ، فَأَتَاهُ فَأَخبَرَهُ رَافِعٌ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَتَى بَنِي حَارِثَةَ فَرَأَى زَرْعًا في أَرْضِ ظُهَيْرٍ، فقالَ: «مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظُهَيْرٍ»، قَالُوا: لَيْسَ لِظُهَيْرٍ، قالَ: «أَلَيْسَ أَرْضَ ظُهَيْرٍ؟» قَالُوا: بَلَىٰ وَلٰكِنَّهُ زَرْعُ فُلَانٍ، قالَ: «فَخُذُوا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوا عَلَيْهِ النَّفَقَةَ»، قالَ رَافِعٌ: فَأَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا إِلَيْهِ النَّفَقَةَ، قال سَعِيدٌ: أَفْقِرْ أَخَاكَ أَوْ أَكْرِهْ بالدَّرَاهِمِ.

مجھے اور اپنے غلام کو جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے ہاں بھیجا اور ہم نے ان سے کہا: ہمیں آپ کی طرف سے مزارعت کے بارے میں ایک بات پہنچی ہے (وہ کیسے ہے؟) تو انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتی کہ انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہنچی تو وہ خود ان کے پاس گئے تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنوحارثہ کے ہاں تشریف لائے تو ظہیر کی زمین میں کھیتی دیکھی۔ تو فرمایا: ''ظہیر کی کھیتی کیا خوب عمدہ ہے۔'' لوگوں نے کہا: یہ ظہیر کی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: ''کیا زمین ظہیر کی نہیں؟'' انہوں نے کہا: ہاں' زمین تو اس کی ہے مگر فلاں نے کاشت کر رکھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''اپنی کھیتی لے لو اور اس کا خرچ اسے واپس کر دو۔'' حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ ہم نے اپنی کھیتی لے لی اور اس کا خرچ اسے ادا کر دیا۔ سعید (بن مسیّب) نے کہا: اپنے بھائی کو عطیہ دے دو یا دراہم کے بدلے کرائے پر دے دو۔



فائدہ: یہ زمین جس طرح حضرت رافع نے حدیث: ٣٣٩٢ میں خود بیان کیا اسی ایک مروجہ طریق کے مطابق دی گئی تھی جس میں ناجائز شرطیں تھیں' فریقین کے حصے واضح اور متعین نہ تھے اور لڑائی کا احتمال تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کا یہ معاہدہ منسوخ کرنے کا حکم دیا۔

٣٤٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا طَارِقُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٣٤٠٠- جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

◄◄ الأرض بالثلث والربع . . . الخ، ح: ٣٩٢٠ من حديث يحيى القطان به.

٣٤٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع، ح: ٢٤٤٩، والنسائي، ح: ٣٩٢١ من حديث أبي الأحوص به.

عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ المُحَاقَلَةِ وَالمُزَابَنَةِ وَقالَ: «إنَّمَا يَزْرَعُ ثَلاثَةٌ: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ».

ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ (تعریف آگے آئے گی) آپ نے فرمایا: ”آدمی تین طرح سے ہی کاشت کاری کرسکتا ہے' زمین آدمی کی اپنی ملکیت ہوتو اسے کاشت کرے یا کسی نے اسے عطیہ دی ہوتو کاشت کرے یا سونے چاندی کے بدلے کرایہ پر لی ہو۔“

٣٤٠١- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيِّ، قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمْ ابنُ المُبَارَكِ عن سَعِيدٍ أَبي شُجَاعٍ قال: حَدَّثَني عُثْمَانُ بنُ سَهْلِ بنِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: إنِّي لَيَتِيمٌ في حِجْرِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ أَخِي عِمْرَانُ ابنُ سَهْلٍ فقال: أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فُلانَةَ بِمِائَتَي دِرْهَمٍ، فقالَ: دَعْهُ فَإنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَى الأَرْضِ.

٣٤٠١- عثمان بن سہل بن رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں یتیم تھا اور (اپنے دادا) حضرت رافع بن خدیج ؓ کی سرپرستی میں تھا۔ میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا۔ میرا بھائی عمران بن سہل ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم نے اپنی زمین فلاں عورت کو دو سو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دے دی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ نبی ﷺ نے زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ خود حضرت رافع ؓ نے مزارعت کی جس صورت کے ممنوع ہونے کی خبر دی ہے یہ ایسی ہی صورت پر دی گئی ہوگی اس لیے اسے منسوخ کرادیا۔

٣٤٠٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ يَعْني ابنَ عَامِرٍ، عن ابنِ أَبي نُعْمٍ قال: حَدَّثَني

٣٤٠٢- حضرت رافع بن خدیج ؓ کا بیان ہے کہ اس نے زمین کاشت کر رکھی تھی کہ نبی ﷺ وہاں سے گزرے جب کہ وہ اسے پانی دے رہا تھا۔ تو آپ

٣٤٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والربع . . . الخ، ح:٣٩٥٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "عيسى بن سهل بن رافع"، وهو الصواب، وعيسى هذا لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٤٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٠٦ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه الحاكم: ٢/ ٤١، وقال الذهبي: "بكير ضعيف".

رَافِعُ بنُ خَدِيجٍ أَنَّهُ زَرَعَ أَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَسْقِيهَا فَسَأَلَهُ «لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الأَرْضُ؟» فقالَ: زَرْعِي بِبَذْرِي وَعَمَلِي لِيَ الشَّطْرُ وَلِبَنِي فُلَانٍ الشَّطْرُ، فقال: «أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّ الأَرْضَ عَلٰى أَهْلِهَا وَخُذْ نَفَقَتَكَ».

نے اس سے پوچھا: ''یہ کس نے کاشت کی ہے اور زمین کس کی ہے۔'' عرض کیا کہ کاشت میری ہے' بیج میرا ہے اور محنت بھی میری ہے' مجھے آدھا حصہ ملے گا اور آدھا بنوفلاں کو۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا' زمین اس کے مالکوں کو واپس کردو اور اپنا خرچ لے لو۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن دوسری روایات کو ملا کر آپ کے فرمان ''تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا'' سے واضح ہو جاتا ہے کہ نالیوں' آبی گزرگاہوں وغیرہ کا معاہدہ کرنے سے پیداوار میں چونکہ فریقین کے حصے متعین نہیں ہوتے اور ربا کی طرح کوئی نہ کوئی فریق بغیر بدلے کے دوسرے کا حق لیتا ہے اس لیے یہ منع ہے۔



(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي زَرْعِ الأَرْضِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا (التحفة ٣٣)

باب:٣٢- بغیر اجازت کسی کی زمین کاشت کر لینا

٣٤٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَطَاءٍ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ زَرَعَ في أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ».

٣٤٠٣- حضرت رافع بن خدیج ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی زمین مالکوں کی اجازت کے بغیر کاشت کی ہو اس کے لیے اس کھیتی میں سے کچھ نہیں۔ البتہ خرچہ لے سکتا ہے۔''

فائدہ: کسی دوسرے کی ملکیتی زمین میں بلا اجازت تصرف جائز نہیں۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي الْمُخَابَرَةِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٣- مخابرہ (مزارعت/بٹائی پر کاشتکاری) کا بیان

٣٤٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

٣٤٠٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا

٣٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن زرع في أرض قوم بغير إذنهم، ح:١٣٦٦ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح:٢٤٦٦ * عطاء لم يسمع من رافع بن خديج رضي الله عنه، وأبوإسحاق عنعن.

٣٤٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة ... الخ، ح:١٥٣٦/ ٨٥ بعد، ح:١٥٤٣ من حديث حماد بن زيد به.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ؛ ح : و مُسَدَّدٌ أَنَّ حَمَّادًا وَعَبْدَ الْوَارِثِ حَدَّثَاهُم ، كُلُّهُمْ عن أَيُّوبَ ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ قالَ عن حَمَّادٍ : وَسَعِيدِ بنِ مِينَاءَ ، ثُمَّ اتَّفَقُوا ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال : نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ المُحَاقَلَةِ وَالمُزَابَنَةِ وَالمُخَابَرَةِ وَالمُعَاوَمَةِ ، قالَ عن حَمَّادٍ : وَقالَ أَحَدُهُمَا : وَالمُعَاوَمَةِ ، وَقالَ الآخَرُ : بَيْعِ السِّنِينَ ، ثُمَّ اتَّفَقُوا ، وَعَنِ الثُّنْيَا ، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور معاومہ سے منع فرمایا ہے۔ ایک راوی نے (معاومہ کی بجائے) "بیع السنین" کہا۔ آپ ﷺ نے استثناء کر لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ البتہ عرایا کی رخصت دی ہے۔



توضیحات: [مُحَاقَلَه] اس کی تعریف کئی انداز میں کی گئی ہے۔ (ا) معلوم اور متعین غلے کے بدلے کھڑی کھیتی کی بیع کر دینا۔ (ب) جو امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمائی' غلہ ابھی بالیوں ہی میں ہو اور اس کی بیع کر دینا۔ یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ [مُزَابَنَه] درختوں پر لگی کھجوروں یا بیلوں پر لگے انگوروں کو اس جنس کے متعین پھل سے فروخت کر دینا۔ یہ صحیح ترین تعریف ہے۔ (الصحیحین) [مُخَابَرَه] مزارعت کے ہم معنی ہے۔ بلکہ مُسَاقَاۃ' مُزَارَعَة اور مُخَابَرہ تینوں ایک ہی معنی میں ہیں۔ [بیع السنین / مُعَاوَمَه] کسی باغ یا متعین درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے فروخت کر دینا۔ اس صورت میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ پیداوار کیسی ہوگی' بیماریاں لگیں گی یا نہ لگیں گی وغیرہ۔ [عرایا] کا بیان تفصیل سے پیچھے گزرا ہے۔ (حدیث: ٣٣٦٢) [اِسْتِثْنَاء] باغ مع پھل فروخت کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم بھی اس میں سے کھاتے رہیں گے۔ یا تین درخت یا پانچ درخت ہم فروخت نہیں کرتے۔ مگر ان درختوں کی تعیین نہ کی جائے تو اس طرح غیر معین اور مجہول مقدار یا درختوں کا استثناء ناجائز ہے۔ معلوم اور متعین ہو تو کوئی حرج نہیں۔

٣٤٠٥- حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ يَزِيدَ السَّيَّارِيُّ أَبُو حَفْصٍ : أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ عن سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ ، عن يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ ، عن عَطَاءٍ ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ : نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن المُزَابَنَةِ وَعَنِ

٣٤٠٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ' محاقلہ اور استثناء کر لینے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ معلوم اور متعین ہو۔

٣٤٠٥- تخريج : [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي ، البيوع ، باب ماجاء في النهي عن الثنيا ، ح : ١٢٩٠ من حديث عباد بن العوام به ، وقال : "حسن صحيح غريب" ، ورواه النسائي ، ح : ٤٦٣٧ .

الْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ.

٣٤٠٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا ابنُ رَجَاءٍ يَعْني المَكِّيَّ، قال: ابنُ خُثَيْمٍ حَدَّثَني عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ».

۳۴۰۶- جناب ابوالزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص مخابرہ (مزارعت) نہ چھوڑے تو اسے چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار رہے۔“

٣٤٠٧- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ أَيُّوبَ عن جَعْفَرِ بنِ بُرْقَانَ، عن ثَابِتِ بنِ الْحَجَّاجِ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ. قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَةُ؟ قالَ: «أَنْ تَأْخُذَ الأَرْضَ بِنِصْفٍ أَوْ ثُلُثٍ أَوْ رُبْعٍ».

۳۴۰۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔ (ثابت بن حجاج نے پوچھا کہ) مخابرہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کہ تو زمین کو آدھی، تہائی یا چوتھائی پر حاصل کر لے۔

فائدہ: یعنی جب فاسد شرطیں ہوں تو منع ہے ورنہ کوئی حرج نہیں جیسے کہ تفصیل سے پیچھے بیان ہوا ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي الْمُسَاقَاةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۴- مُساقات کا بیان

٣٤٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَامَلَ أَهْلَ

۳۴۰۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے معاملہ طے فرمایا تھا کہ جو پھل یا کھیتی آئے گی اس میں سے آدھا انہیں ملے گا۔

٣٤٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٠٧ من حديث يحيى بن معين به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٢/ ٨٦، ووافقه الذهبي.

٣٤٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٧ من حديث جعفر بن برقان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٤٦.

٣٤٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١ عن أحمد بن حنبل، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب: إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح: ٢٣٢٩ من حديث يحيى القطان به.

خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ .

فائدہ: مساقات بھی مُزارَعت اور مُخابَرت کی طرح کا معاملہ ہے۔ مگر اسے کھجوروں اور انگوروں وغیرہ کے باغات سے خاص کیا جاتا ہے کہ کھجوروں کا مالک کسی سے طے کر لے کہ وہ ان میں محنت کرے' سیراب کرے تو اسے ایک خاص متعین حصہ پھل ملے گا۔ جیسے کہ مزارعت میں ہوتا ہے۔ خیبر میں باغوں کی خدمت کا معاہدہ مساقاۃ اور کھیتی کا معاہدہ مزارعت تھا۔ خیبر والی صورت نئی متعارف کردہ جائز صورت تھی۔ سابقہ جاہلی صورت کو اسلام نے حرام قرار دیا۔

٣٤٠٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عن اللَّيْثِ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعني ابنَ غَنَجٍ، عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلٰى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلٰى أَنْ يَعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا .

۳۴۰۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کی کھجوریں اور وہاں کی زمینیں اہل خیبر کو اس شرط پر دے دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے خرچ پر محنت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا آدھا پھل ملے گا۔

٣٤١٠- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ عن مَيْمُونِ بنِ مِهْرَانَ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ وَاشْتَرَطَ أَنَّ لَهُ الأَرْضَ وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. قالَ أَهْلُ خَيْبَرَ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِالأَرْضِ مِنْكُمْ فَأَعْطِنَاهَا عَلٰى أَنَّ لَكُم نِصْفَ الثَّمَرَةِ وَلَنَا نِصْفٌ، فَزَعَمَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُصْرَمُ النَّخْلُ بَعَثَ إِلَيْهِمْ

۳۴۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا اور شرط کی کہ مسلمان اس کی زمین اور اس کے سونے چاندی کے مالک ہیں۔ تو خیبر والوں نے کہا کہ ہم آپ کی نسبت زمین کے زیادہ ماہر ہیں۔ آپ یہ ہمیں دے دیں اور شرط یہ رہی کہ آدھا ہم آپ کو دیں گے اور آدھا خود رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس شرط پر زمین انہیں دے دی۔ پھر جب پھل چننے کا موسم آیا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو کھجوروں کے پھل کا اندازہ لگا کر آئے اور اس عمل کو اہل مدینہ [خرص]

٣٤٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٥٥١/ ٥ من حديث الليث بن سعد به، انظر الحديث السابق.

٣٤١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب خرص النخل والعنب، ح: ١٨٢٠ من حديث عمر بن أيوب به.

عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ فَحَزَرَ عَلَيْهِمُ النَّخْلَ وَهُوَ الَّذِي يُسَمِّيهِ أَهْلُ المَدِينَةِ الْخَرْصَ، فَقَالَ فِي ذِهْ كَذَا وَكَذَا قالُوا: أَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَاابْنَ رَوَاحَةَ! قالَ: فَأَنَا أَلِي حَزْرَ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ، قَالُوا: هٰذَا الْحَقُّ وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَهُ بِالَّذِي قُلْتَ.

''اندازہ لگانا'' کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے کہا کہ فلاں باغ میں اس قدر ہے اور فلاں میں اس قدر۔ تو انہوں نے کہا: اے ابن رواحہ! تو نے ہم پر زیادہ لگادیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان پھلوں کا جو اندازہ لگایا ہے' اس کا میں ذمے دار ہوں' میں اس کا نصف تمہیں دیتا ہوں۔ یہودیوں نے کہا: یہی وہ حق (اور عدل) ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں جو آپ نے کہا ہم اس کے لینے پر راضی ہیں۔

٣٤١١- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حدثنا زَيْدُ بنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ عن جَعْفَرِ بنِ بُرْقَانَ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قالَ: فَحَزَرَ وَقالَ عِنْدَ قَوْلِهِ «وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ»، يَعني الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ.

٣٤١١- جعفر بن برقان نے اپنی مذکورہ سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور [فَحَزَرَ] کا لفظ استعمال کیا۔ اور [وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَ بَيْضَاءَ] کے بعد یعنی [اَلذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ] بھی کہا۔

٣٤١٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: أخبرنا كَثِيرٌ يَعني ابنَ هِشَامٍ عن جَعْفَرِ بنِ بُرْقَانَ: أخبرنا مَيْمُونٌ عن مِقْسَمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ زَيْدٍ قال: فَحَزَرَ النَّخْلَ وَقال: فَأَنَا أَلِي جِذَاذَ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُم نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ.

٣٤١٢- جناب مقسم نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کرلیا۔ اور زید کی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس کے لفظ تھے [فحزر النخل] ''پھل کی مقدار کا اندازہ لگایا'' اور کہا: (اگر تم اس اندازے پر مطمئن نہیں ہو تو) پھل کی تڑائی میں کرلوں گا اور جو میں نے کہا ہے اس کا آدھا تمہیں دے دوں گا۔''

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الْخَرْصِ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٥- درختوں پر لگے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگانا

٣٤١٣- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ:

٣٤١٣- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی

٣٤١١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٩/ ١٤١ من حديث أبي داود به.

٣٤١٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

٣٤١٣ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٦٠٦.

حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عَن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَيِّرُ الْيَهُودَ يَأْخُذُونَهُ بِذٰلِكَ الْخَرْصِ أَمْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذٰلِكَ الْخَرْصِ لِكَيْ تُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الثِّمَارُ وَتُفَرَّقَ.

ہیں کہ جب کھجوریں پکنے کے قریب آ تیں تو ان کے کھائے جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو روانہ فرماتے وہ ان کے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگاتے۔ پھر وہ یہودیوں کو اختیار دیتے کہ وہ یا تو اس اندازہ کردہ مقدار سے اپنا حصہ لے لیں یا مسلمانوں کو دے دیں' اور یہ سب اس لیے ہوتا کہ پھل کھائے جانے سے پہلے اس کی زکوٰۃ (عشر) کا حساب لگایا جا سکے اور تقسیم کیا جا سکے۔

فائدہ: مذکورہ روایت اور اوپر بیان کردہ دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ اس فن میں ماہر تھے۔ اور یہ کہ ایک مبنی بر انصاف طریقۂ کار کے مطابق پیداوار تقسیم کی جاتی تھی۔



٣٤١٤- حَدَّثَنا ابنُ أَبِي خَلَفٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَابِقٍ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ أَنَّهُ قالَ: لَمَّا أَفَاءَ الله عَلَى رَسُولِهِ خَيْبَرَ فَأَقَرَّهُمْ رَسُولُ الله ﷺ كَمَا كَانُوا، وَجَعَلَهَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَبَعَثَ عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ.

۳۴۱۴- حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ جب اللہ عزوجل نے خیبر اپنے رسول کو بطور فے عنایت فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اس کی زمینوں پر ویسے ہی رہنے دیا جیسے کہ وہ پہلے تھے اور ان کے اور اپنے درمیان متعین حصے طے کر لیے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو بھیجا جنہوں نے ان پر پھلوں کا اندازہ لگایا۔

٣٤١٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ قالَا: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: خَرَصَهَا

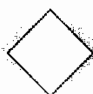
۳۴۱۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابن رواحہ ؓ نے چالیس ہزار وسق کا اندازہ لگایا تھا۔ اور پھر جب یہودیوں کو اختیار دیا تو انہوں نے پھل لے لیا اور ان کے ذمے (مسلمانوں کا) بیس ہزار

٣٤١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٧ عن محمد بن سابق به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ٣٧ * أبوالزبير عنعن في هذا اللفظ، والحديث الآتي يغني عن هذا الحديث.

٣٤١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ١٩٤، ١٩٥، ح: ١٠٥٦١ عن محمد بن بكر به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٦، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٧٢٠٥، وانظر الحديث السابق.

ابنُ رَوَاحَةَ أَرْبَعِينَ أَلْفَ وَسْقٍ وَزَعَمَ أَنَّ الْيَهُودَ لَمَّا خَيَّرَهُمُ ابنُ رَوَاحَةَ أَخَذُوا الثَّمَرَ وَعَلَيْهِمْ عِشْرُونَ أَلْفَ وَسْقٍ.

وسق آ گیا۔





اجارے کے احکام ومسائل

اجارہ اور اجر دونوں کا بنیادی مفہوم اُجرت پر کچھ دینا ہے۔ قرآن مجید نے اُجرت کے الفاظ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے باہمی معاہدے کے ساتھ ساتھ دودھ پلانے والی عورت کے حق کے لیے بھی استعمال کیے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَکُمۡ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ﴾ (الطلاق:٦) نیز اسی حوالے سے سورۃ البقرہ کی ۲۳۳ نمبر آیت دیکھیے۔

فقہاء نے اجارہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اجارہ کسی چیز کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے متعین عوض (اجرت) کے بدلے مقررہ مدت کے لیے اس کی منفعت دوسرے کو دینے کا نام ہے۔ جس طرح گھر اور سواری کرائے پر دی جاتی ہے یا جس طرح کوئی مزدور اُجرت پر اپنی خدمات فروخت کرتا ہے۔ ان فقہاء کے نزدیک پھل دار درخت یا انگور کی بیل کرائے پر نہیں چڑھائی جا سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے درخت یا بیل کا پھل دوسرے کو ملتا ہے اور وہ منفعت نہیں ''ایک چیز'' ہے جس کی ملکیت دوسرے کو منتقل ہوتی ہے۔ نیز حاصل کرنے والا اسے صرف کر ڈالتا ہے۔

اسی طرح ان کے نزدیک دودھ دینے والے جانور دودھ وغیرہ کے لیے کرائے پر نہیں دیے جاسکتے کیونکہ دودھ منفعت نہیں ''ایک چیز'' ہے جو دوسرے کی ملکیت میں جا کر صرف ہو جاتی ہے۔(فقه السنة : ۱۱۹/۴' الفقه الاسلامی وادلته: ۷۳۳/۴)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک اجارے کی جو تعریف فقہاء نے کی ہے اس میں دودھ پلانے والی عورت کے حق الخدمت کو اجرت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جبکہ قرآن نے اس کو ''اجر'' قرار دیا ہے۔ اس لیے فقہاء کی بیان کردہ تعریف درست نہیں۔ فقہاء نے تو اپنی وضع کردہ تعریف پر اصرار کرتے ہوئے الٹا قرآن کے حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا ہے اور کئی قسم کی تاویلیں اختیار کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرضعہ کو اُجرت دودھ کی نہیں بلکہ بچے کو گود میں لینے اور سینے سے لگانے وغیرہ کی دی جاتی ہے۔ دودھ اصل مقصود ہی نہیں وہ ویسے ہی بچے کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ یہ تاویلیں نقل کر کے کہتے ہیں کہ ''ان حضرات نے حقائق کو اُلٹ دیا ہے۔ مقصود (یعنی بچے کا بطور غذا دودھ پینا) کو ذریعہ قرار دے دیا ہے اور ذریعے (گود میں اُٹھانا' سینے سے لگانا) کو مقصد بنا دیا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲۱/۲' ۲۲ ملخصًا) اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہی تعریفیں انسانی کاوش ہیں۔ جس میں غلطی کا امکان موجود رہتا ہے۔ اجارے کی تعریف کرتے ہوئے قرآن نے جہاں اجر کا لفظ بولا ہے' تعریف وضع کرتے ہوئے اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے تھا۔ کیونکہ قیاس تو ہوتا ہی نص قرآن یا نص حدیث کی بنیاد پر ہے۔ یہ بات کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے کہ خود تعریف کر کے قرآن کے کسی حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا جائے۔



امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اصول کہ اجارہ منفعت کا معاہدہ ہے عین یا چیز کا نہیں سرے ہی سے غلط ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں: ''اس اصل پر نہ قرآن دلالت کرتا ہے نہ سنت نہ اجماع اور نہ قیاس صحیح۔'' ان کے نزدیک جس طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے اس کے منافع سے استفادے کا معاہدہ اجارہ ہوتا ہے اسی طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے ان اشیاء کے بارے میں معاہدہ بھی جو بتدریج اس سے حاصل ہوتی رہتی ہیں' اجارہ ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح ان کے نقطۂ نظر کے مطابق درخت یا دودھ دینے والے جانور کو اجارہ (کرایہ) پر دینا درست ہوگا۔ کیونکہ قرآن نے دودھ پلانے والی (مُرضِعَه) کے حق خدمت کو خود ''اجر'' قرار دیا ہے۔ (اعلام الموقعین' فصل إجارة الظئر' ص: ۳۱-۳۲)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف اگرچہ وہ نہیں جو ابن قیم رحمہ اللہ کا ہے لیکن اعتراض کی حد تک دونوں میں اتفاق نظر آتا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مالک دودھ کے لیے ایک یا دو بھیڑوں کو اجارے پر دینا ناجائز سمجھتے ہیں لیکن دودھ ہی کے لیے پورا ریوڑ اجارے پر دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ اس معاملے میں صحیح ترین قیاس یہ ہے کہ ''دودھ کی غرض سے ایک بھیڑ کے اجارے کو رضاعت کے لیے دودھ پلانے والی کی اُجرت پر قیاس کیا جائے۔'' (المحلی: ۱۸۹/۸، ۱۹۰) امام ابن قیم رحمہ اللہ کا استدلال اور ان کی تعریف باقی فقہاء کی وضع کی ہوئی تعریف کے بالمقابل قیاس صحیح اور قرآن مجید کے قریب تر ہے۔

جدید اسلامی بنکاری میں لیزنگ (Leasing) کو اجارہ قرار دیا جا رہا ہے اور اس تصور کو مغربی ممالک کے بنکوں میں بھی وسیع پیمانے پر اختیار کیا گیا ہے۔



بنکوں کے طریق کار کے مطابق چیز قانونی طور مالک ہی کی ملکیت رہتی ہے۔ استعمال کے حقوق البتہ لینے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ اجرت یا کرایہ اس طرح مقرر کیا جاتا ہے کہ بنک اپنے اثاثے کی قیمت کچھ منافع سمیت مقررہ مدت میں بالاقساط وصول کر لیتا ہے۔ یہ مدت عام طور پر وہی ہوتی ہے جو چیز بنانے والے کے مطابق یا عرف عام میں اس چیز کی طبعی عمر ہوتی ہے۔ مدت پوری ہونے سے پہلے اگر معاہدہ منسوخ نہیں ہوا تو کامیابی سے معاہدہ پورا ہونے کے بعد وہ چیز استعمال کرنے والے ہی کو دے دی جاتی ہے کیونکہ بنک کے نزدیک اس کی طبعی عمر پوری ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل) کار وغیرہ کی لیزنگ اسلامی طریقے پر اسی صورت کے مطابق کی جاسکتی ہے۔ اس کو بنک فنانس لیز کہتے ہیں۔

اگر کوئی چیز کم یا درمیانی مدت کے لیے اجارہ پر استعمال کے لیے دی جائے اور جب ایک استعمال کرنے والے کے ساتھ معاہدے کی مدت ختم ہو جائے تو مالک چیز اس سے واپس لے کر کسی دوسرے کو استعمال کے لیے اجارے پر دے دے تو اس کو بنک استعمالی اجارہ کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں بنکوں میں جن معاہدوں کو اجارے پر مبنی قرار دیا جا رہا ہے ان میں اجارے کی شرعی شرائط میں سے بعض کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اجارے کی اسلامی صورت کے مطابق اُجرت یا کرائے پر دی گئی چیز کو لاحق ہونے والے خطرات اور نقصانات کا ذمہ دار مالک ہوتا ہے، چیز لینے والے پر اس سلسلے میں کوئی

بار نہیں ڈالا جا سکتا۔ جبکہ آج کل بنک یہ ذمہ داری اجارے پر چیز لینے والے فریق پر ڈال دیتے ہیں۔ اگر اس قباحت کو درست کر لیا جائے تو بنک کا معاہدۂ اجارہ شرعاً درست ہوگا ورنہ نہیں۔

اگر امام ابن قیم رحمہ اللہ کی وسیع تر تعریف کو قبول کر لیا جائے (جو کہ درحقیقت صحیح ترین تعریف ہے) تو اسلامی بنکاری کا دائرہ بہ آسانی زرعی میدانوں تک پھیلایا جا سکتا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ترتیب کی مناسبت سے کتاب الاجارہ کو کتاب البیوع کے وسط میں رکھا ہے۔ تقریباً گیارہ ابواب میں ذکر کی گئی احادیث مبارکہ معاہدۂ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ زیادہ تر احادیث اجرت پر مختلف خدمات (معلم کی خدمات' معالج کی خدمات وغیرہ) حاصل کرنے کے بارے میں ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح کی خدمات میں اجارہ جائز ہوگا اور کس طرح کی خدمات میں ناجائز ہوگا۔ ان احادیث کے ذریعے سے معاہدۂ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر کیا روشنی پڑتی ہے۔ اس کی تفصیل احادیث کے مطالب کے ضمن میں آئے گی۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم . . .) كِتَابُ الإِجَارَةِ (التحفة . . .)

اجارے کے احکام ومسائل

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الْمُعَلِّمِ (التحفة ٣٧)

٣٤١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عن مُغِيرَةَ بنِ زِيَادٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن الأَسْوَدِ بنِ ثَعْلَبَةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ الله لآتِيَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فَلَأَسْأَلَنَّهُ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ الله تَعَالَى. قالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا».

باب:۳۶-تعلیم دینے والے کی کمائی کا بیان

۳۴۱۶-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ افراد کو قرآن پڑھایا اور لکھنا سکھایا۔ تو ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک قوس (کمان) هَدِیَّتاً دی۔ میں نے (دل میں) کہا: یہ کوئی اہم مال بھی نہیں ہے اور میں جہاد میں اس کے ذریعے سے تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں اور اس کے متعلق پوچھتا ہوں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی نے ایک کمان ہدیہ کی ہے جسے میں نے لکھنا سکھایا اور قرآن پڑھایا ہے۔ اور یہ کوئی اہم مال بھی نہیں' میں اس کے ذریعے سے جہاد میں تیر اندازی ہی کر سکتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے' تو اسے قبول کرلو۔''

٣٤١٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الأجر على تعليم القرآن، ح:٢١٥٧ من حديث وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٢٢٦، وصححه الحاكم: ٢/ ٤١، ٤٢، ووافقه الذهبي.

٣٤١٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي بِشْرُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ يَسَارٍ: قالَ عَمْرٌو: وَحَدَّثَنِي عُبَادَةُ بنُ نُسَيٍّ عن جُنَادَةَ بنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ، وَالأَوَّلُ أَتَمُّ، فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَارَسُولَ اللهِ؟ فقالَ: «جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقَلَّدْتَهَا أَوْ تَعَلَّقْتَهَا».

۳۴۱۷- جناب جنادہ بن ابی امیہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”یہ انگارہ ہے جسے تو نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال لیا ہے۔“



فائدہ: مُعلّمِ (قرآن) کی کمائی: قرآن مجید کی تعلیم دینے والے کی اجرت پر فقہاء نے طویل بحثیں کی ہیں۔ مختلف روایات، عمل صحابہ اور آثار سلف کو سامنے رکھا جائے تو قرآنِ مجید کی تعلیم کے حوالے سے تین صورتیں سامنے آتی ہیں: ① قرآنِ مجید کی تعلیم مسلمان معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے، تمام ایسے لوگ جو قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام کاج سے وقت نکال کر قرآن مجید کی تعلیم دیں جس طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ یہ عمل خالصتاً لوجہ اللہ ہونا چاہیے۔ اس پر کسی طرح کی اجرت لینا ناجائز ہے۔ اس باب کی دونوں حدیثوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ لیکن دوسری روایات سے اس کا جواز ثابت ہے جیسے حضرات صحابہ کا ایک سفر میں دَم کر کے اس کے بدلے میں بکریاں لینے کا واقعہ ہے جس کی نبی ﷺ نے نفی نہیں فرمائی، بلکہ اس کی توثیق فرما کر اس کی تحسین فرمائی۔“ (صحیح البخاری، الإجارة، باب ما يعطى فى الرقية) یہ واقعہ یہاں بھی اگلے باب میں آرہا ہے۔ ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ تعلیم قرآن پر اس شخص کا اجرت لینا مستحسن نہیں جو اس سے بے نیاز ہو۔ تاہم دوسرے لوگوں کے لیے اس کے جواز سے مفر نہیں۔ بالخصوص جب کہ موجودہ مسلمان ممالک میں حکومتی سطح پر تعلیم و تدریس قرآن کا قطعاً کوئی اہتمام نہیں ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی کہ بعد کے زمانوں میں لوگ قرآن مجید پڑھ کر اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کیا کریں گے۔ (جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب:۲۵) اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کا پیشہ ہی مانگنا ہوتا ہے۔ بھیک کے لیے قرآن کو استعمال کرنا چونکہ قرآن کی عظمت و حرمت کے منافی ہے اس لیے واقعی یہ انداز مذموم اور حرام ہے۔ ③ اگر کوئی حکومت یا ادارہ محسوس کرے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے لیے عمومی کوششیں ناکافی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کریں جو دیگر ذرائع معاش کو ترک کر کے صرف اسی

٣٤١٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٥ من حديث أبي داود، وأحمد: ٥/ ٣٢٤ من حديث بشر بن عبدالله به.

کام میں مشغول ہو جائیں اور ہمہ وقت مدارس وغیرہ میں قرآن مجید کی تعلیم دیں تو ان کے لیے مناسب وظیفۂ معاش مقرر کرنا جائز ہے۔ جس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ انتظام کیا تھا کہ حضرت عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کی خدمات حاصل کر کے انہیں شام بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور فقہ سکھائیں۔ (اسد الغابہ: ۳، تذکرہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین سکھانے کے لیے بصرہ روانہ فرمایا۔ (اسد الغابہ: ۴، تذکرہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ) یہ بات قابل غور ہے کہ اپنے طور پر قرآن پڑھانے کی اجرت سے منع کرنے کی روایات حضرت عمران بن حصین اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما ہی سے منقول ہیں۔ یہی حضرات قرآن مجید کی قراءت اور تعلیم کی طرف متوجہ تھے اور یقیناً اس پر کوئی اجرت قبول نہ فرماتے تھے، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ حکومت کی طرف سے ان کی خدمات حاصل کیں تو انہوں نے یہ منصب قبول کر لیا۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الأَطِبَّاءِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۷- طبیبوں کی کمائی کا بیان

٣٤١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبِي بِشْرٍ، عن أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُم فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، قال: فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ، فَشَفَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فقالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُم، فَقَال بَعْضُهُم: إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَشَفَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ

۳۴۱۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سفر میں گئی۔ انہوں نے ایک عرب قبیلہ کے ہاں پڑاؤ کیا اور ان سے ضیافت طلب کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر ایسے ہوا کہ اس قبیلے کے سردار کو (بچھو وغیرہ نے) ڈنک مار دیا۔ انہوں نے اس کا ہر طرح سے علاج کیا، مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے ہاں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں، شاید ان میں کسی کے پاس کوئی چیز ہو جو تمہارے آدمی کے لیے مفید ہو۔ (تو بعض آدمی آئے) اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو وغیرہ نے ڈنک مار دیا ہے اور ہم نے اس کا ہر طرح سے علاج معالجہ کیا ہے مگر اسے فائدہ نہیں ہوا۔ تو کیا تم میں

٣٤١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح: ٢٢٧٦ من حديث أبي عوانة، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح: ٢٢٠١ من حديث أبي بشر به.

شَيْءٌ يَشْفِي صَاحِبَنَا - يَعني رُقْيَةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّي لَأَرْقِي وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُم فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا. فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيَتْفِلُ حَتَّى بَرِئَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قَال: فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُ الَّذِي صَالَحُوهُ عَلَيْهِ، فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَنَسْتَأْمِرَهُ، فَغَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ. أَحْسَنْتُمْ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ».

سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے آدمی کے لیے مفید ہو؟ ان کا مقصد دم تھا۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: میں دم کرتا ہوں۔ لیکن ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تھی جس کا تم نے انکار کر دیا' تو میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم کوئی عوض نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا طے کیا۔ پھر وہ صحابی اس کے پاس گئے اور اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔ وہ اس دوران میں اس پر (ہلکا ہلکا) لعاب بھی پھونکتے جاتے تھے حتی کہ وہ ٹھیک ہو گیا گویا کہ کسی بندھن سے کھل گیا ہو۔ تو انہوں نے جو معاوضہ طے کیا تھا وہ دے دیا (بکریاں حوالے کر دیں۔) ساتھیوں نے کہا کہ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں' تو جس نے دم کیا تھا اس نے کہا: ایسے مت کرو حتی کہ پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے مشورہ کریں۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ کو یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں کہاں سے خبر ہوئی تھی کہ یہ دم بھی ہے؟ تم نے بہت خوب کیا۔ میرا بھی اس میں حصہ رکھو۔''



٣٤١٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَخِيهِ مَعْبَدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

۳۴۱۹- معبد بن سیرین نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔

٣٤١٩- تخريج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، ح: ٥٠٠٧ من حديث هشام بن حسان به.

٣٤٢٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ، عن عَمِّهِ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ. فَارْقِ لَنَا هٰذَا الرَّجُلَ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ. فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ، ثُمَّ تَفَلَ، فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلْ فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ».

۳۴۲۰-جناب خارجہ بن صلت نے اپنے چچا (حضرت علاقہ بن صُحَار تمیمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: تم اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے پاس سے خیر (قرآن اور ذکر اللہ) لے کر آئے ہو چنانچہ ہمارے اس شخص پر دم کر دو۔ پھر وہ لوگ ان کے پاس ایک مجنون (دیوانے) کو لائے جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے تین دن تک صبح شام سورۂ فاتحہ کا دم کیا' وہ جب بھی اسے ختم کرتے تو اپنا لعاب جمع کرتے اور اس پر پھونک دیتے۔ پھر وہ ایسے ہو گیا جیسے کہ بندھن سے کھول دیا گیا ہو۔ ان لوگوں نے ان کو کچھ دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ سب بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ قسم میری عمر کی! لوگ باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں اور تم نے حق سچ دم سے کھایا ہے۔''



فوائد و مسائل: ① (طبابت) علاج معالجہ ایک مشروع اور جائز فن اور حلال کسب ہے اس میں قرآن کے ذریعے سے دم کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ ② فاتحہ اور دیگر آیات قرآنی کو بطور علاج دم کرنا کرانا جائز ہے اور جسم پر پھونک مارنا جب کہ اس میں لعاب کی آمیزش ہو مباح ہے۔ ③ اس پر ملنے والا معاوضہ بھی حلال اور طیب ہے۔ مگر محض (طب روحانی ہی کو) کسب بنا لینا سلف سے ثابت نہیں۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رزق کے معاملے میں انتہائی محتاط ہوا کرتے تھے اور یہی چیز ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ رزق حلال کھائے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا اپنی عمر کی قسم کھانا' آپ علیہ الصلاۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص ہے آپ نے اسی طرح اپنی عمر کی قسم کھائی جس طرح قرآن مجید میں ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر:۷۲) ''آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں ہیں۔''

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ (التحفة ٣٩)

باب:۳۸- پچھنے لگانے والے کی کمائی کا بیان

٣٤٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٨٧٦ من حديث شعبة به
* عمه هو علاقة بن صُحَار رضي الله عنه.

٣٤٢١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أبَانُ عن يَحْيَى، عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الله يَعني ابنَ قَارِظٍ عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ».

۳۴۲۱- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والے کی کمائی ناپسندیدہ ہے' کتے کی قیمت خبیث ہے اور بدکار عورت کی خرچی خبیث ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس باب میں آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پچھنے لگوا کر لگانے والے کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ یہ بھی ہے کہ حضرت ابن محیصہ کے دادا نے ایسی کمائی کے بارے میں مسلسل سوال کیا تو آپ نے انہیں' اس طرح کی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے کی اجازت دی۔ پچھنے لگانے میں چونکہ ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ منہ سے مریض کا خون چوسا جاتا تھا' لہٰذا اس نسبت سے اسے خبیث یعنی ناپسندیدہ کہا گیا ہے' ورنہ یہ مطلقاً حرام نہیں۔ ایسا ہوتا تو آپ پچھنے لگانے والے کو خود عطا کرتے نہ ایسی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے ہی کی اجازت دیتے۔ یہ امکان بھی ہے کہ پچھنے لگانے والے جسم سے نکلا ہوا خون فروخت کر دیتے تھے۔ (نیل الاوطار: ۳۲۱/۵) ② کتا چونکہ حرام جانور ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ البتہ بعض لوگ شکاری کتا (کلب مُعلَّم) خریدنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ③ زنا کاری سے حاصل شدہ آمدنی کے حرام ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

٣٤٢٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ مُحَيِّصَةَ، عن أبِيهِ: أنَّهُ اسْتَأذَنَ رَسُولَ الله ﷺ في إجَارَةِ الْحَجَّامِ، فَنَهَاهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ يَسْألُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حتَّى أمَرَهُ أنِ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَرَقِيقَكَ.

۳۴۲۲- جناب ابن محیصہ (حرام بن سعد بن محیصہ) اپنے والد (یعنی دادا) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے (محیصہ ؓ نے) رسول اللہ ﷺ سے پچھنے لگانے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا' تو آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ وہ پھر بھی آپ سے سوال کرتے اور اجازت چاہتے رہے حتی کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اسے اپنی اونٹنی اور اپنے غلام کو کھلا دے۔

٣٤٢١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب، وحلوان الكاهن ... الخ، ح: ١٥٦٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣٤٢٢ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كسب الحجام، ح: ١٢٧٧ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢١٦٦، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٧٤، وسقط منه: "عن أبيه"، وهو غلط.

٣٤٢٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ الله ﷺ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ عَلِمَهُ خَبِيثًا لَمْ يُعْطِهِ.

۳۴۲۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت دی۔ اگر یہ کام یا اجرت خبیث (حرام) ہوتی تو اسے نہ دیتے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کے قول سے مذکورہ بالا حدیث نمبر ۳۴۲۱ میں وارد لفظ ''خبیث'' کا ترجمہ واضح ہوگیا ہے۔

٣٤٢٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن حُمَيدٍ الطَّوِيلِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ الله ﷺ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

۳۴۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوطیبہ (نافع) ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو سچھنے لگائے تو آپ نے اسے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے مالکوں سے سفارش فرمائی کہ اس پر لاگو خراج میں تخفیف کریں۔

(المعجم ٣٩) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الإِمَاءِ (التحفة ٤٠)

باب: ۳۹- لونڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا

٣٤٢٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ جُحَادَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ كَسْبِ الإِمَاءِ.

۳۴۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یعنی لونڈی جب بدکاری یا گانے بجانے سے مال کماتی ہو تو سراسر حرام ہے۔

٣٤٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجام، ح: ٢٢٧٩ عن مسدد به.

٣٤٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ذكر الحجام، ح: ٢١٠٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٤، ورواه مسلم، ح: ١٥٧٧ من حديث حميد الطويل به.

٣٤٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب كسب البغي والإماء، ح: ٢٢٨٣ من حديث شعبة به.

٣٤٢٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: أخبرنا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي طَارِقُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ قال: جَاءَ رَافِعُ بنُ رِفَاعَةَ إِلَى مَجْلِسِ الأَنْصَارِ فقال: لَقَدْ نَهَانَا نَبِيُّ الله ﷺ الْيَوْمَ فَذَكَرَ أَشْيَاءَ، وَنَهَانَا عَنْ كَسْبِ الأَمَةِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ بِيَدِهَا، وَقالَ هٰكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخَبْزِ وَالْغَزْلِ وَالنَّفْشِ.

۳۴۲۶-جناب طارق بن عبدالرحمٰن قرشی نے بیان کیا کہ جناب رافع بن رفاعہ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس میں آئے اور کہا کہ آج نبی ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے اور کئی چیزیں ذکر کیں اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے ہمیں لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے جو اس کے ہاتھ کی کمائی ہو۔ اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مثلاً روٹی پکائے' اون کاتے یا دُھنکے۔

فائدہ: عورتوں کے لیے گھریلو دستکاریاں ایک اچھا مشغلہ ہیں۔ انہیں اس میں مہارت حاصل کرنی چاہیے تا کہ وہ ان میں مشغول رہیں اور دیگر لغویات سے محفوظ رہیں۔

٣٤٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ عن عُبَيْدِالله يَعني ابنَ هُرَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ رَافِعٍ هُوَ ابنُ خَدِيجٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ كَسْبِ الأَمَةِ حَتَّى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ.

۳۴۲۷-جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے حتی کہ جانا جائے کہ کہاں سے کمایا ہے۔

فائدہ: مالک کو علم ہونا چاہیے کہ اس کے کارندے یا بچے کہاں سے کس کس طرح سے کمائی کر کے لاتے ہیں، تا کہ حلال وطیب کا یقین ہو اور مشکوک وحرام سے بچا اور بچایا جا سکے۔

(المعجم . . .) - باب حُلْوَانِ الْكَاهِنِ (التحفة ٤١)

باب:...... کاہن کا ''نذرانہ'' (حرام ہے)

٣٤٢٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ عن سُفْيَانَ، عن

۳۴۲۸-حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٤٢٦ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤١ عن هاشم بن القاسم به، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٢، وتعقبه الذهبي، والصواب خلافه، وله شواهد.

٣٤٢٧ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٢ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد، وهو بها حسن.

٣٤٢٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ٥٧٦١، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن . . . الخ، ح: ١٥٦٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

نبی ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: کاہن وہ ہیں جو لوگوں کو مستقبل کی خبریں اور قسمت کے احوال بتاتے ہیں، یہ کذاب لوگ ہوتے ہیں، ان کے پاس جانا ہی حرام ہے۔ اگر کوئی ان کی پیش گوئی کو سچ مانے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم، السلام، حدیث:۲۲۳۰) انہیں کچھ دینا بھی حرام ہے اور ان کی اپنی کمائی بھی حرام ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي عَسْبِ الْفَحْلِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۰- جانور کو جفتی کرانے کی اجرت لینا

٣٤٢٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عن عَلِيِّ بنِ الْحَكَمِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۳۴۲۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو جفتی کرانے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مویشی پالنے والے جانتے ہیں کہ چراگاہوں میں ریوڑوں کے ریوڑ چرتے پھرتے ہیں اور فطری طریقے پر جانوروں کا ملاپ ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل کی اجرت یا قیمت نہ طے ہو سکتی ہے نہ اس کی اُجرت وصول کرنے کی غرض سے جانوروں کو فطری ملاپ سے روکنا روا ہے۔ حدیث مبارک: ''مادہ جانوروں کا حق ہے کہ نر جانور ان سے ملاپ کریں۔'' (صحیح مسلم، حدیث:۹۸۸) اسی چیز پر دلالت کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر قیمت یا اجرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ ایک صحابی نے جب اصرار سے پوچھا کہ ہم جب (طلب کرنے پر) اپنا نر جانور لے جاتے ہیں تو وہاں ہمارا اکرام کیا جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ اس اجازت سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ خرید وفروخت سے ہٹ کر جانور رکھنے والوں کی سہولت کیلئے لین دین کا جو رواج موجود ہے اسے ختم کر کے سسٹم کو خراب کرنا مقصود نہیں۔ چراگاہوں کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر بعض اوقات نر جانور آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اس صورت کو سامنے رکھ کر امام مالک ؒ نے نسل کے زیاں سے بچنے کے لیے اس کی اجازت دی ہے۔ (فتح الباری:۵۸۲/۴)

جب سے جانوروں کے مالکوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ دودھ وغیرہ کے حصول کے لیے اچھی نسل

٣٤٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب عسب الفحل، ح: ٢٢٨٤ عن مسدد به.

کے جانوروں کی پیدائش ضروری ہے تو اچھی نسل کے نروں کی مانگ بڑھ گئی ہے' بلکہ اب تو مصنوعی نسل کشی کا جدید طریقہ رائج ہو گیا ہے۔ اب اچھی نسل کے نر اسی غرض سے پالے جاتے ہیں' ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور ان سے حاصل ہونے والے مادے سے مصنوعی طور پر نسل کشی کی جاتی ہے۔ اگر اس کے لیے باقاعدہ قیمت یا اجرت کا تعین کرنے کی بجائے ''اکرام'' کے تحت لین دین کا طریقہ رائج ہو جائے تو شرعاً اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ قدیم فقہاء اور مفسرین نے ملاپ کے عمل پر اجرت یا قیمت نہ لینے کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جس چیز کی اجرت لی جا رہی ہے' اس کی نہ مقدار کا تعین ہو سکتا ہے' نہ اس کی فراہمی یقینی ہوتی ہے اس لیے یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز کی اجرت ہوگی۔ جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

اگر حرمت کی یہ وجہ صحیح تسلیم کر لی جائے تو مصنوعی نسل کشی کے طریقوں کی وجہ سے اب یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز نہیں رہی۔ جدید تکنیک کے ذریعے سے باقاعدہ متعین مقدار میں نر جانور کا مواد مادہ جانور کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تو اجرت کا بھی جواز پیدا ہو سکتا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ خود مصنوعی نسل کشی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواز پر تابیر (کھجور کے پھل دینے والے درختوں پر نر کھجور کا بور لا کر ڈالنا) کی حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پیداوار حاصل کرنے کے اس مصنوعی طریقے کو آپ نے فطری طور پر ناپسند فرمایا اور اس سے روک دیا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس سے کھجوروں کی پیداوار کم ہو گئی ہے تو آپ نے باقاعدہ اس کی اجازت دے دی۔ اس حدیث کی رو سے نر کا مواد مصنوعی طریقے سے مادہ تک پہنچانے کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت موجود ہے۔



رسول اللہ ﷺ کا فرمان تجارتی طریقوں کی بجائے فطری طریقوں کو رائج کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ رفاہِ عامہ کی غرض سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں تاکہ فطری طریقوں سے اعلیٰ نسل کے جانور حاصل ہوں اور لوگ تجارتی بنیادوں پر اس کا انتظام کرنے کی مجبوری سے بچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ''جانوروں کے حق'' کے حوالے سے جو اشارہ فرمایا ہے وہ رفق بالحیوانات (جانوروں سے نرمی کا سلوک کرنا) کی بہترین مثال ہے۔ ان حقوق کو پورا کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ حکومتیں بڑے پیمانے پر اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي الصَّائِغِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۱- سناروں کی کمائی کا بیان

٣٤٣٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۳۴۳۰- جناب ابو ماجدہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک

٣٤٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٧ من حديث حماد بن سلمة به * أبوماجدة مجهول، وقال البخاري: "هو حديث مرسل، لم يصح إسناده".

حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي مَاجِدَةَ قال: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي، فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعَنَا إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ، فَقالَ عُمَرُ: إنَّ هٰذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا لِي حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَتِي غُلَامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارَكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا».

لڑکے کا کان کاٹ لیا۔ یا میرے کان سے کچھ کاٹ لیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حج کرتے ہوئے ہمارے ہاں آئے۔ ہم ان کے ہاں جمع ہو گئے' تو انہوں نے ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اس میں قصاص ہے' حجام کو بلاؤ جو اس سے قصاص لے۔ جب حجام کو بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: ''میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام ہبہ کیا ہے' امید ہے کہ وہ اس کے لیے بابرکت ثابت ہوگا' اور میں نے اس سے کہا ہے کہ اسے کسی حجام' سنار یا قصاب کے حوالے نہ کرنا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الأَعْلَى عن ابنِ إسْحَاقَ، قالَ: ابنُ مَاجِدَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے ابن اسحٰق سے روایت میں کہا ''ابن ماجدہ بنو سہم کا فرد تھا اور اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

٣٤٣١- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا ابنُ إسْحَاقَ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۴۳۱- ابو ماجدہ (ابن ماجدہ) سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' نبی ﷺ سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا۔

٣٤٣٢- حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۴۳۲- ابن ماجدہ سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا۔

٣٤٣١_ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٤٣٢_ تخريج: [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٨ من حديث أبي داود به.

الْحُرَقِيُّ عن ابنِ مَاجِدَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمَعْنَاهُ.

فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ سونے چاندی کی بیع کرنے والے اور اس کے زیورات بنانے والے (یعنی سنار) نبی علیہ السلام کے دور میں موجود تھے۔ آپ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ کی اذخر (گھاس) کے حلال رکھے جانے کی ایک علت یہی بیان کی تھی کہ یہ ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہے اور صرّاف لوگ بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی طرح سے ثابت ہے کہ سنار کی کمائی امانت و دیانت کی شرط پر ایک حلال کمائی ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ عیب تو خیانت اور جھوٹ میں ہے خواہ کسی میں ہو' کہیں بھی ہو۔ (صحیح البخاری' البیوع' باب ماقیل فی الصّوّاغ)

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ وَلَهُ مَالٌ (التحفة ٤٤)

باب:۴۲- مال دار غلام جو فروخت کیا جا رہا ہو



٣٤٣٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۳۴۳۳- حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی غلام بیچا اور اس کے پاس مال بھی ہو تو یہ مال اس کے فروخت کرنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے تابیر شدہ کھجور بیچی تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔''

توضیح: کھجوروں پر پھل آنے سے پہلے ان کی خاص انداز سے اصلاح کی جاتی ہے اور مادہ کھجوروں میں نر کا بور وغیرہ ڈالا جاتا ہے' اسے تابیر (بور ڈالنا' یا پیوند کاری) کہتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غیر تابیر شدہ کھجور بیچی گئی ہو اور اس پر پھل ہو تو وہ خریدار کا ہوگا۔

٣٤٣٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۳۴۳۴- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

٣٤٣٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ١٥٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٩، ورواه البخاري، ح: ٢٣٧٩ من حديث الزهري به.

٣٤٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل ◄◄

عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ، عن عُمَرَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ بِقِصَّةِ الْعَبْدِ، وَعَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِقِصَّةِ النَّخْلِ.

ﷺ سے غلام کا قصہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے کھجور کا مسئلہ بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ وَنَافِعٌ في أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هٰذَا أَحَدُهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زہری اور نافع نے چار احادیث میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

٣٤٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدثني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۳۴۳۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہوگا سوائے اس کے کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: یعنی بیچتے ہوئے اصل بکنے والی چیز کے ساتھ کچھ اور وابستہ ہے تو وہ از خود خریدار کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ ایسے زوائد پہلے مالک کے ہیں۔ ہاں اگر بیع کے دوران میں یہ طے ہو جائے کہ اصل چیز مع زوائد بیچی جا رہی ہے تو پھر یہ خریدار کی ہوگی۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ٤٥)

باب: ۴۳- منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی میں سودا کر لینا

٣٤٣٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا

۳۴۳۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ سامان لانے والوں سے راستے میں ملوحتی کہ اسے منڈی میں اتار لیا جائے۔''

◀◀ ح: ٢٣٧٩، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦١٧.

٣٤٣٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠١ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر، ح: ٣٤٣٣ فهو شاهد له.

٣٤٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه . . . الخ، ح: ٢١٣٩ وح: ٢١٦٥، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه . . . الخ، ح: ١٤١٢ بعد، ح: ١٥١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٣.

تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا الأَسْوَاقَ».

فوائد ومسائل: ① جب دو شخص آپس میں کوئی سودا طے کر رہے ہوں تو کسی تیسرے کو اجازت نہیں کہ ان کے سودے میں دخل دے کر اسے خراب کر دے یا خود خرید لے۔ ② دوسرے مسئلے کی وضاحت درج ذیل حدیث میں آئی ہے۔

٣٤٣٧- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو الرَّقِّيَّ عن أَيُّوبَ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ، فَإِنْ تَلَقَّاهُ مُتَلَقٍّ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ السُّوقَ.

۳۴۳۷- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ منڈی میں سامان لانے والوں سے راستے ہی میں ملاقات کی جائے۔ (یعنی سامان خرید لیا جائے) اگر کوئی خریدار اس سے ملا ہو اور سامان خریدا ہو تو مال والے کو بازار میں آنے کے بعد اختیار ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُم عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ عِنْدِي خَيْرًا مِنْهُ بِعَشْرَةٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا، سفیان ؒ نے کہا: کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی یوں کہے کہ میرے پاس اس سے دس گنا بہتر ہے۔ (ایسا کہنا جائز نہیں۔)

فائدہ: راستے میں مال لانے والے سے مل کر سودا کرنے کا عموماً مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ بازار سے کم قیمت پر خرید لیا جائے اور بازار کا بھاؤ مالک کے علم ہی میں نہ آئے۔ یہ طریقہ تجارت کے آزادانہ طور پر جاری رہنے میں رکاوٹ ہے۔ مارکیٹ کے عوامل میں اس طرح کی مداخلت ممنوع ہے۔ دوسرے، مسلمان بھائی کی بے خبری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہے جو مذموم ہے۔ اس لیے ممانعت کے ساتھ ہی یہ طے کر دیا گیا کہ اگر راستے میں سودا طے ہوا اور اس کے بعد بیچنے والے کو پتہ چل گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے تو اسے بیع واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۴- دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھا چڑھا کر لگانا

٣٤٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ

۳۴۳۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے،

٣٤٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية تلقي البيوع، ح: ١٢٢١ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وقال: "حسن غريب"، ورواه مسلم، ح: ١٥١٩ من حديث محمد بن سيرين به.

٣٤٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه . . . الخ، ح: ٢١٤٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

السرحِ: حدثنا سفيان عنِ الزهرِي، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَنَاجَشُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سودے پر دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر قیمت نہ لگاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① [نجش] کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بظاہر خریدار بن کر معاملہ کرنے والوں کے درمیان قیمت زیادہ دینے کی پیش کش کر دے' حالانکہ وہ حقیقی خریدار نہ ہو۔ اور حقیقی خریدار اس دھوکے میں آ کر کہ لوگ زیادہ دے رہے ہیں' زیادہ قیمت کے عوض خریدنے پر آمادہ ہو جائے۔ بعض اوقات اس قسم کے لوگ خود دکانداروں کی طرف سے بازار میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ یہ عمل اسلامی امانت و دیانت کے خلاف ہے' منڈی کے عوامل کی آزادی میں رکاوٹ ہے اور دھوکا ہے' اس لیے حرام ہے۔ ② البتہ نیلام عام (بيع من يزيد) میں حقیقی خریدار ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دیں' تو یہ جائز ہے۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۵-شہری کو دیہاتی کا مال بیچنا منع ہے

٣٤٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، فَقُلْتُ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

۳۴۳۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کا کام کرے۔ (طاوس کہتے ہیں:) میں نے وضاحت چاہی کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ تو کہا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلال نہ بنے۔

٣٤٤٠- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ الزِّبْرِقَانِ أَبَا هَمَّامٍ حَدَّثَهُمْ: قالَ زُهَيْرٌ - وَكَانَ ثِقَةً - عنْ يُونُسَ، عن الْحَسَنِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا يَبِعْ

۳۴۴۰- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے اگرچہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔''

٣٤٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟ ... الخ، ح: ٢١٥٨، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢١ من حديث معمر به.

٣٤٤٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الحاضر للبادي، ح: ٤٤٩٧ من حديث يونس بن عبيد به، ورواه البخاري، ح: ٢١٦١، ومسلم، ح: ١٥٢٣ من حديث أنس به.

حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَدَّثَنا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا وَلَا يَبْتَاعُ لَهُ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفص بن عمر سے سنا' انہوں نے کہا: ہمیں ابو ہلال نے بیان کیا' انہوں نے کہا: ہم سے محمد (ابن سیرین) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ] کا کلمہ جامع معنی رکھتا ہے۔ یعنی شہری' دیہاتی کے لیے کوئی چیز بیچے' نہ کوئی چیز خریدے۔



فائدہ: اس باب میں مذکور احادیث سے دلالی کے مسئلے پر روشنی پڑتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شہری' دیہاتی کے لیے اس کی لائی ہوئی اشیاء فروخت نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا مطلب ہے شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔ باب کی آخری حدیث میں اس کی حکمت یہ بتائی گئی کہ لوگوں کی خرید وفروخت کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے۔ یہ مارکیٹ کی قوتوں کو آزاد رکھنے کی تلقین ہے۔ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے قیمتیں مقرر کر دینے کو روا نہ سمجھا بلکہ قیمتوں کو رسد اور طلب کے فطری توازن کا نتیجہ قرار دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ دیہات سے ضرورت کی اشیاء شہر میں لاتے ہیں ان کو لالچ دے کر اپنی کوششوں سے قیمتوں میں اضافہ کروانا اور پھر اس میں حصہ دار بننا بنیادی طور پر آزاد مارکیٹ میں ناپسندیدہ مداخلت ہے' اس سے اشیائے ضرورت ناروا طور پر مہنگی ہوتی ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔ دوسری طرف ابوداود ہی کی کتاب البیوع کی پہلی حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بازار جا کر دلالوں کو سمسار کی بجائے جو ایک عجمی لفظ ہے' زیادہ قابل احترام نام تاجر سے پکارا جس پر یہ حضرات بہت خوش ہوئے۔ آپ نے ان کو تلقین فرمائی کہ بیع وشراء کے معاملے میں انسان سے کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں اس لیے تم لوگوں کو صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ 'دلالی' بطور ایک باقاعدہ ادارے کے موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ختم نہ فرمایا۔ شہروں میں بڑے پیمانے پر اشیائے صرف دور دراز سے آتی ہیں۔ جب مال کے ساتھ تاجر خود موجود نہ ہو' یا مال اتنا ہو کہ سارا وہ خود نہ بیچ سکتا ہو' یا مقامی زبانوں' تجارتی اصطلاحوں' طور طریقوں اور مقامی تجارتی پارٹیوں کے قابل اعتبار ہونے نہ ہونے کے بارے میں ناواقفیت کے سبب مال لانے والوں کو شدید مشکلات درپیش ہوں' تو ان کے لیے مقامی دلال یا ایجنٹ کی خدمات ضروری ہیں ورنہ وہ اپنا مال منڈی میں نہ بھیجیں گے۔ اسی لیے اس کاروبار کو ختم نہیں کیا جا سکتا نہ رسول اللہ ﷺ نے دلالوں کو کاروبار ختم کرنے کا حکم ہی دیا ہے۔ بظاہر دونوں باتیں ایک دوسرے سے متضاد نظر آتی ہیں۔ لیکن دونوں کو اپنے اپنے مقام پر رکھ کر دیکھا جائے تو حقیقتاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے سمسار کے کاروبار کو بند کرنے کا حکم دینے کی بجائے اس کاروبار کے ایک حصے کے بارے میں فرمایا کہ

کوئی شہری دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے یعنی دوسرے علاقوں کے شہری تاجر دلالوں کی خدمات سے مستفید ہو سکتے ہیں البتہ شہر کے اردگرد کے لوگ جو اپنی اپنی زرعی پیداوار شہر میں بیچنے کے لیے لے کر آتے ہیں ان کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے تا کہ ان اشیاء کی خرید وفروخت فطری طریقے پر جاری رہے۔ امام مالک ؒ کا مسلک یہی ہے۔ ہمارے فقہا نے آپ کے اس فرمان: ''اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے'' کا محض یہ مطلب لیا ہے کہ دیہات سے اشیاء لانے والے افراد منڈی میں سستی بیچ جایا کریں گے تو اس میں شہر والوں کی اجتماعی بھلائی ہوگی۔ آج کل جو کچھ سامنے آتا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ بلدیاتی اداروں نے دیہات سے تھوڑی مقدار میں اشیاء لانے والوں کو قانوناً مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی اشیاء دلالوں کے ذریعے سے فروخت کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک طرف تو عام گاہک کے لیے چیزیں مہنگی ہوگئیں۔ دوسری طرف دیہاتیوں کو ان کی پیداوار کی بہت کم قیمت ملتی ہے۔ سارا منافع درمیان کے لوگ لے جاتے ہیں۔ روزمرہ کی اشیاء جن کی دیہات سے رسد جاری رہتی ہے اگر دلالوں کی مداخلت سے الگ کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو دونوں فریقوں کو بے حد فائدہ پہنچے گا۔ یہی آپ ﷺ کے فرمان: ''مداخلت نہ کرو اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے'' کا حقیقی مفہوم ہے۔

٣٤٤١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن سَالِمٍ المَكِّيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ بِحَلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَنَزَلَ عَلَى طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله فَقَالَ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلٰكِنِ اذْهَبْ إِلَى السُّوقِ فَانْظُرْ مَنْ يُبَايِعُكَ فَشَاوِرْنِي حَتَّى آمُرَكَ وَأَنْهَاكَ.

۳۴۴۱- جناب سالم مکی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ان سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی ایک دودھ والی اونٹنی لایا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ کے ہاں ٹھہرا (اور چاہا کہ طلحہ اسے فروخت کر دیں) تو طلحہ نے کہا: بے شک نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے فروخت کرے۔ لیکن تم خود بازار جاؤ اور دیکھو کہ کون تم سے خریدنا چاہتا ہے۔ پھر مجھ سے مشورہ کر لینا حتیٰ کہ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم نے اس سے سودا کرنا ہے یا نہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں شبہ نہیں کہ خیر القرون میں مسلمان اتباع رسول ﷺ اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی میں بہت ہی اونچے درجے پر تھے۔ اس واقعے میں نبی ﷺ کے فرمان کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کا بھی پورا اہتمام ہے۔

٣٤٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى الموصلي في مسنده، ح: ٦٤٣ من حديث حماد بن سلمة به * ابن إسحاق عنعن، وللحديث علة عند البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٦٩، ١٧٠.

٣٤٤٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَذَرُوا النَّاسَ يَرْزُقُ الله بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۳۴۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو چھوڑ دو اللہ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔''

(المعجم ٤٦) - باب مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَكَرِهَهَا (التحفة ٤٨)

باب: ۴۶- اگر کسی نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا ہو اور پھر وہ اسے پسند نہ آئے تو......؟

٣٤٤٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عنْ أَبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ».

۳۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) خریداری کے لیے قافلوں سے مت ملو۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اونٹنی یا بکری کا دودھ مت روکو۔ جس نے اس قسم کا جانور خرید لیا ہو تو دودھ دوہ لینے کے بعد اسے دو باتوں کا اختیار ہے اگر وہ پسند ہو تو رکھ لے اور اگر پسند نہ آئے تو اسے لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔''

فائدہ: مذکورہ باب میں بنیادی طور پر یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لیے دودھ دینے والے جانور کا دودھ روکنا تا کہ گاہک اسے زیادہ دودھ دینے والا جانور سمجھ کر زیادہ قیمت دے حرام ہے۔ خریدار کو تین دن تک آزمانے کی اجازت ہے اگر وہ ایسا جانور نہ رکھنا چاہے تو واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتا ہے۔ البتہ وہ دودھ جو جانور کے تھنوں میں خریداری کے وقت سے پہلے کا تھا اور بیع مکمل ہونے کی صورت میں بیچنے والے کی طرف سے اپنی مرضی کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا اس کی حق دہی بھی ضروری ہے۔ اپنی پوری قیمت کی واپسی کے بعد خریدار کا اس پر حق باقی نہیں رہا۔ انصاف کے اعلیٰ معیار کے مطابق خریدار کو اس کے بدلے میں ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو) کھجور ادا کرنی چاہیے۔

٣٤٤٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٢ من حديث زهير بن معاوية به.

٣٤٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفّل الإبل والبقر . . . الخ، ح: ٢١٥٠، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه . . . الخ، ح: ١٥١٥/ ١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٨٣، ٦٨٤.

عرب میں کھجور مقامی طور پر پیدا ہوتی تھی اور سستی تھی' گندم خصوصاً عمدہ قسم کی' باہر سے لائی جاتی تھی اس لیے مہنگی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عام غذائی جنس دینے کا حکم دیا کہ سمراء یعنی بڑھیا گندم دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ واپس کرنے والے سے زیادہ بہتر غذا کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی یہی ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ (فتح الباري' كتاب البيوع' باب النهي للبائع ان لايحفل……) صرف احناف میں سے بعض کی رائے اس کے مخالف ہے' جبکہ امام زُفر رحمہ اللہ ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی جمہور ہی کے ساتھ ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف ہر صورت کھجور کا صاع دینے کی پابندی سے اختلاف رکھتے ہوئے اس کی قیمت ادا کرنے کو بھی روا سمجھتے ہیں۔ (فتح الباري' كتاب البيوع' باب النهي للبائع ان لايحفل……) اب اسلام بہت دور تک پھیل چکا ہے۔ انڈونیشیا' نائیجیریا جیسے ممالک میں کھجور دستیاب ہی نہیں' اس لیے اس علاقے کی آسانی دستیاب غذائی جنس کھجور کے قائم مقام ہوگی۔ اور جس طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا نقطۂ نظر ہے' ایسی جنس کی قیمت ادا کر دینا بھی درست ہوگا۔ واللہ اعلم

٣٤٤٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ وَهِشَامٍ وَحَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ».

۳۴۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا' تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع طعام بھی ساتھ لوٹائے' لیکن سمراء (عمدہ گندم) نہ ہو۔''

٣٤٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَخْلَدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنا المَكِّيُّ يَعني ابنَ إبْرَاهِيمَ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ اشْتَرَى

۳۴۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا' پھر اسے دوہا تو اگر پسند ہو تو رکھ لے ورنہ (واپس کر دے اور) اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور (مالک کو دینا) ہے۔''

٣٤٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصراة، ح:١٥٢٤ من حديث أيوب السختياني عن محمد بن سيرين به.

٣٤٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إن شاء رد المصراة وفي حلبتها صاع من تمر، ح:٢١٥١ من حديث مكي بن إبراهيم به.

غَنَمًا مُصَرَّاةً احْتَلَبَهَا ، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ».

فائدہ: فرامین رسول ﷺ بلاچون و چرا واجب التعمیل ہیں۔ انہیں اپنی رائے اور ظن وتخمین سے رد کرنا' کسی مسلمان کے لائق نہیں۔

٣٤٤٦- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ سَعِيدٍ عن جُمَيْعِ بنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَ أَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا».

۳۴۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا' تو اسے تین دن تک اختیار ہے۔ اگر اسے واپس کرے تو اس کے دودھ کے بقدر یا اس سے دوگنی گندم بھی واپس کرے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' صحیح مسئلہ وہی ہے جو اس سے پہلی حدیث میں بیان ہوا۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْحُكْرَةِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۷- ذخیرہ اندوزی منع ہے

٣٤٤٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن مَعْمَرِ بنِ أَبِي مَعْمَرٍ أَحَدِ بَنِي عَدِيِّ بنِ كَعْبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ»، فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قالَ: وَمَعْمَرٌ كَانَ يَحْتَكِرُ.

۳۴۴۷- حضرت معمر بن ابی معمر ؓ سے روایت ہے اور یہ بنو عدی بن کعب کے فرد ہیں' یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نافرمان اور گناہ گار آدمی ہی ذخیرہ اندوزی کرسکتا ہے۔'' (محمد بن عمرو نے) کہا: میں نے جناب سعید بن میسب ؒ سے کہا کہ آپ بھی تو ذخیرہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت معمر ؓ بھی ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ: مَا

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ

٣٤٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بيع المصراة، ح: ٢٢٤٠ من حديث عبدالواحد به * صدقة بن سعيد وجُميع ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

٣٤٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، ح: ١٦٠٥ من حديث خالد به.

الْحُكْرَةُ؟ قال: مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ.

سے پوچھا کہ حُكْرَہ (ذخیرہ اندوزی) کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ چیزیں جن پر لوگوں کی گزران ہو (ان کا ذخیرہ کرنا منع ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: الْمُحْتَكِرُ مَنْ يَعْتَرِضُ السُّوقَ.

امام ابو داود ؒ نے کہا: اوزاعی ؒ کہتے ہیں کہ ''ذخیرہ اندوز وہ ہوتا ہے جو بازار آتا جاتا رہے۔(بازار پر نظر رکھے اور اہم چیزیں خرید کر روک لے۔)

فائدہ: ایسی تمام چیزیں جن پر انسانوں یا ان کے جانوروں کی گزران ہو اور وہ کسی کے پاس فروخت کے لیے رکھی ہوں اور بازار میں ان کی قلت ہو جائے پھر انہیں اس غرض سے روکے رکھے کہ مزید مہنگی ہوں گی تو فروخت کروں گا ''ذخیرہ اندوزی'' ہے جس کی حرمت آئی ہے۔ اگر بازار میں وہ چیز حسب طلب موجود ہو یا کسی نے اپنی ضرورت کے لیے رکھی ہو تو اسے روکنا ممنوع ذخیرہ اندوزی نہیں ہے۔ قلت اور قحط کے ایام میں روکنا حرام ہے۔ جناب سعید بن مسیب ؒ اور حضرت معمر ؓ کا عمل بھی اس دوسری صورت کے مطابق تھا۔ بعض ائمہ کرام بنیادی غذاؤں کے علاوہ پھلوں اور دوسری چیزوں کو روک رکھنا مباح سمجھتے ہیں۔

٣٤٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَيَّاضٍ: حَدَّثَنا أبي؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ الْفَيَّاضِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ قال: لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ.

۳۴۴۸- جناب قتادہ ؒ نے کہا کہ کھجور میں ذخیرہ اندوزی (روک رکھنا جائز) نہیں ہے۔

قال ابنُ الْمُثَنَّى: قالَ عن الْحَسَنِ، فَقُلْنَا لَهُ: لا تَقُلْ عن الْحَسَنِ.

ابن مثنی نے حسن بصری سے بھی یہی بات بیان کی' تو ہم نے اس سے کہا: حسن کے متعلق یہ نہ کہیں۔ (یعنی اس بات کی نسبت ان کی طرف نہ کریں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَنَا بَاطِلٌ.

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک باطل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ سَعِيدُ بنُ الْمُسَيَّبِ يَحْتَكِرُ النَّوَى وَالْخَبَطَ وَالْبِزْرَ.

امام ابو داود ؒ مزید فرماتے ہیں کہ جناب سعید بن مسیّب ؒ گٹھلی دار پھل (کھجور اور کشمش وغیرہ)' پتے (جانوروں کا چارا) اور (قابل کاشت) بیج ذخیرہ رکھتے تھے۔

٣٤٤٨- تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * يحيى بن فياض لين الحديث (تقريب).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ يُونُسَ قالَ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ عن كَبْسِ الْقَتِّ قالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ، وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ ابنِ الْعَيَّاشِ فقال: اكْبِسْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے احمد بن یونس رحمہ اللہ سے سنا' انہوں نے کہا: میں نے جناب سفیان سے برسیم حجازی (جانوروں کے چارے) کو دبانے (روکنے) کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا کہ لوگ (صحابۂ کرام) ذخیرہ اندوزی کو مکروہ سمجھتے تھے۔ میں نے ابوبکر بن عیاش سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ذخیرہ کر سکتے ہو۔

فائدہ: ان تمام آثار کے ذکر سے امام ابوداود رحمہ اللہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انہی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے جن کا تعلق انسانوں یا جانوروں کی بنیادی غذا سے ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي كَسْرِ الدَّرَاهِمِ (التحفة ٥٠)

باب: ۴۸- دراہم کو توڑنا منع ہے

٣٤٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ فَضَاءٍ يُحَدِّثُ عنْ أَبِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بنِ عَبْدِ الله، عنْ أَبِيهِ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ.

۳۴۴۹- جناب علقمہ بن عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں رائج الوقت سکے کو توڑنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص ضرورت ہو۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے مہر شدہ سکوں کو عام دھات میں ڈھال لینا جائز نہیں' یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سکوں کو تعامل (کرنسی) کے علاوہ اور انداز سے بھی استعمال کرتے ہیں' تو یہ سب درست نہیں۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو لین دین میں پریشانی ہوتی ہے۔ کرنسی نوٹوں کو خراب کرنا بھی از حد معیوب بات ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي التَّسْعِيرِ (التحفة ٥١)

باب: ۴۹- نرخ مقرر کرنا

٣٤٤٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن كسر الدراهم والدنانير، ح: ٢٢٦٣ من حديث المعتمر به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤١٩ * محمد بن فضاء ضعيف، وأبوه مجهول.

٣٤٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بنَ بِلَالٍ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جاءَ فَقالَ: يَارَسُولَ الله! سَعِّرْ، فَقالَ: «بَلْ أَدْعُو»، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقالَ: يَارَسُولَ الله! سَعِّرْ، فَقالَ: «بَلِ الله يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلِمَةٌ».

۳۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ میں دعا کروں گا (کہ اللہ تعالیٰ ارزانی فرما دے۔“) پھر ایک اور آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ اللہ ہی گھٹاتا اور بڑھاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ کسی کو مجھ پر ظلم کا دعو نہ ہوگا۔“

٣٤٥١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَفَّانُ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قالَ النَّاسُ: يَارَسُولَ الله! غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا. قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

۳۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ بہت بڑھ گئے ہیں، لہٰذا آپ نرخ مقرر فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے، وہی تنگی کرنے والا، وسعت دینے والا، روزی رساں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی مجھ پر کسی خون یا مال کے معاملے میں کوئی مطالبہ نہ رکھتا ہوگا۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے قیمتوں کو مارکیٹ فورسز، خصوصاً رسد وطلب کے فطری توازن کے مطابق رکھنے پر زور دیا اور مہنگائی کے باوجود قیمتیں مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کا یہ فرمان کہ اللہ ہی (چیزوں کی رسد) گھٹانے بڑھانے والا ہے۔ موجودہ اکنامکس کے تصورات سے صدیوں پہلے علم کی بات ہے۔ آپ نے اس کے ذریعے سے معیشت کا ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے اور منڈی کے عوامل کے آزاد رہنے کو انصاف اور عدل قرار دیا۔ قیمتوں کے تقرر سے کسی نہ کسی کا حق ضرور مارا جاتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کا حکم دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا

٣٤٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٧ من حديث سليمان بن بلال به.

٣٤٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التسعير، ح: ١٣١٤، وابن ماجه، ح: ٢٢٠٠ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

ہے کہ مہنگائی کا علاج یہ ہے کہ اشیاء کی رسد میں برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کا مفہوم یہی ہے کہ وہ چیزوں کی پیداوار میں برکت عطا کرے اور ضرورت پوری کرنے کا متبادل انتظام کردے۔ حکومت کو یہی کرنا چاہیے کہ وہ مہنگائی توڑنے کے لیے رسد میں اضافے کی کوشش کرے اور متبادل طریقے تلاش کرے۔ یہ مہنگائی کا کامیاب علاج ہے' جبکہ قیمتیں مقرر کرنے کے باوجود منڈی میں ان پر عمل نہیں ہوتا اور چیزوں کی چور بازاری شروع ہو جاتی ہے جن سے لوگوں کی اذیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ (التحفة ٥٢)

باب:٥٠-دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا حرام ہے

٣٤٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عن الْعَلَاءِ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ: كَيْفَ تَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ».

۳۴۵۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیسے بیچ رہے ہو؟ اس نے بتا دیا۔ پھر آپ پر وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس غلے میں ڈالیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو اسے گیلا پایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دھوکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔''

٣٤٥٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ عن عَلِيٍّ، عن يَحْيَى قال: كَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ هٰذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ مِنَّا: لَيْسَ مِثْلَنَا.

۳۴۵۳-یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جناب سفیان رحمہ اللہ ناپسند کرتے تھے کہ [لَيْسَ مِنَّا] کی تفسیر [لَيْسَ مِثْلَنَا] سے کی جائے۔

فائدہ: [لَيْسَ مِنَّا] کا معنی ہے ''ہم میں سے نہیں۔'' اور [لَيْسَ مِثْلَنَا] کے معنی ہیں۔ ''ہماری مثل اور ہمارے جیسا نہیں۔'' اور امام سفیان رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ غلط کام سے ڈرانے اور روکنے کے لیے شدت اور سختی ہی مفید ہوتی ہے اس لیے آپ ﷺ کے الفاظ کی نرم نرم تعبیر ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کو ایسے ہی بیان کرنا چاہیے جیسے کہے گئے ہیں۔

٣٤٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن الغش، ح: ٢٢٢٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٤٢، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨، ٩، ووافقه الذهبي، وأصله عند مسلم، ح: ١٠٢.

٣٤٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي خِيَارِ الْمُتَبَايِعَيْنِ (التحفة ٥٣)

باب:۵۱- بیع میں لینے دینے والوں کے لیے اختیار کا بیان

٣٤٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نافِعٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا بَيْعَ الخِيَارِ».

۳۴۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریدنے اور بیچنے والوں میں دونوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے (کہ وہ اپنے سودے کو منسوخ کر دیں) جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں۔ سوائے اس کے کہ سودا ہی اختیار کا ہو۔ (یعنی جدا ہونے کے بعد کی جتنی زیادہ یا کم مدت وہ آپس میں طے کرلیں' اختیار قائم رہے گا۔)

 فائدہ: اسے اصطلاحاً ''خیار مجلس'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا تعلق بیع کی جگہ سے علیحدہ علیحدہ ہو جانے سے ہے' نہ کہ بیع کا موضوع بدلنے سے۔ البتہ اگر کم یا زیادہ کسی متعین مدت تک کے لیے اختیار کا فیصلہ کرلیا گیا ہو تو الگ بات ہے۔ ایسی صورت میں متعینہ مدت ہی معتبر ہوگی۔

٣٤٥٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: «أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ».

۳۴۵۵- حضرت ابن عمر ؓ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ''یا کوئی دوسرے کو یوں کہہ دے کہ (ابھی) پسند کرلو۔''

 فائدہ: سودا کرتے ہوئے دکاندار یا خریدار یوں کہہ دے کہ ابھی دیکھ لو' پسند کرلو۔ اور دوسرے نے اسے پسند کرلیا تو سودا ہو جائے گا اور منسوخ کرنے کا حق نہ رہے گا' خواہ ان کی مجلس کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو جائے۔

٣٤٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۴۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے

٣٤٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ٢١١١، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٧١.

٣٤٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا لم يوقت الخيار، هل يجوز البيع؟ ح: ٢١٠٩، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث حماد بن زيد عن أيوب السختياني به * حماد هذا هو ابن سلمة.

٣٤٥٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ١٢٤٧، ◄◄

اللَّيْثُ عن ابن عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «الْمُتَبَايِعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةُ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بیع کرنے والوں کا جدا ہونے سے پہلے تک اختیار باقی رہتا ہے الا یہ کہ سودے میں اختیار طے کرلیا گیا ہو اور کسی کے لیے بھی حلال نہیں کہ سودا واپس کرلیے جانے کے اندیشے کی وجہ سے ارادتاً اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلا جائے۔''

٣٤٥٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن جَمِيلِ بنِ مُرَّةَ، عن أَبي الْوَضِيءِ قالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبٌ لَنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ، ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ الرَّحِيلُ قَامَ إِلٰى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيَا أَبَا بَرْزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَا لَهُ هٰذِهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْبَيِّعَانِ بالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا».



۳۴۵۷- جناب ابو الوضیئ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوے میں گئے تو ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ ہمارے ایک ساتھی نے دوسرے کو غلام کے بدلے میں اپنا گھوڑا بیچا، پھر وہ دونوں باقی دن اور رات اکٹھے ہی رہے۔ جب اگلا دن ہوا اور کوچ کا وقت آ گیا تو گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کی طرف اٹھا اور زین رکھ کر اسے تیار کرنے لگا تو بیچنے والے کو اپنے سودے پر ندامت ہوئی اور اس کے پاس آیا اور سودا منسوخ کرنے کی بات کرنے لگا، لیکن گھوڑا لینے والے نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان (حَکَم) حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں لشکر کی ایک طرف حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کر دوں جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''دو سودا کرنے والے جب تک

◄◄ والنسائي، ح:٤٤٨٨ كلاهما عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن الجارود، ح:٦٢٠ ✽ ابن عجلان تابعه بكير بن عبدالله بن الأشج عند الدارقطني: ٣/ ٥٠، وذكر السماع المسلسل.

٣٤٥٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ٢١٨٢ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦١٩.

علیحدہ علیحدہ نہ ہو جائیں (سودا منسوخ کرنے کا) انہیں اختیار رہتا ہے۔"

قَالَ هِشَامُ بنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَ جَمِيلٌ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا.

ہشام بن حسان نے کہا کہ جمیل (بن مرہ) نے بیان کیا کہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم جدا جدا ہوئے ہو۔

فائدہ: حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں معاملہ کرنے والوں کی دن رات کی طویل مجلس کو ایک ہی مجلس قرار دیا اور بیع فسخ کرادی۔ حالانکہ اس دوران میں ان دونوں نے سودے کے بعد بے شمار دوسرے لوازمات پر بات چیت کی ہوگی۔ لیکن حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے دونوں کے ایک جگہ رہنے ہی کو ایک مجلس قرار دیا۔

٣٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ قَالَ: مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ أخبرنا عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ قَالَ: كَانَ أَبُو زُرْعَةَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا خَيَّرَهُ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيِّرْنِي فَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ».

٣٤٥٨- یحییٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوزرعہ رحمہ اللہ جب کسی سے کوئی خرید وفروخت کرتے تو اس کو اختیار دیتے' پھر اسے کہتے کہ مجھے اختیار کر لینے کی مہلت دو۔ اور بیان کرتے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "(بیع کرنے والے) دونوں افراد رضامندی کے بغیر ہرگز جدا نہ ہوں۔"

٣٤٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ الْحَارِثِ، عن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا

٣٤٥٩- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیع وشراء کرنے والے دونوں افراد کو جدا ہونے سے پہلے تک اختیار حاصل رہتا ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور حقیقت کھول کر بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ حقیقت چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔"

٣٤٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في خيار المتبايعين، ح:١٢٤٨ من حديث يحيى بن أيوب به، وقال: "غريب".

٣٤٥٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ح:٢٠٧٩، ومسلم، البيوع، باب الصدق في البيع والبيان، ح:١٥٣٢ من حديث شعبة به.

وَكَذَبَا مُحِقَتِ الْبَرَكَةُ مِنْ بَيْعِهِمَا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَحَمَّادٌ، وَأَمَّا هَمَّامٌ فَقَالَ: «حَتَّى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَخْتَارَا» ثَلاثَ مَرَّاتٍ.

امام ابوداود ﷫ فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ اور حماد نے (قتادہ سے) ایسے ہی روایت کیا ہے۔لیکن ہمام نے (قتادہ سے) روایت کرتے ہوئے کہا: ''حتیٰ کہ دونوں جدا جدا ہو جائیں یا اختیار کرنے کی شرط کر لیں۔'' یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

فائدہ: خلاصہ ان روایات کا یہ ہے کہ خریدار اور مالک جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں' مالک اور خریدار دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ جدائی سے مراد صرف گفتگو کا اختتام نہیں ہے' بلکہ جسمانی طور پر جدائی ہے۔ تاہم اختیار کی مہلت طے ہو جائے تو اور بات ہے' پھر اس مہلت تک اختیار باقی رہتا ہے۔

(المعجم ٥٢) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الإِقَالَةِ (التحفة ٥٤)

باب:۵۲-سوداواپس کر لینے کی فضیلت



٣٤٦٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: أخبرنا حَفْصٌ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ الله عَثْرَتَهُ».

۳۴۶۰- حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا سودا واپس کر لیا' اللہ اس کی لغزشیں واپس کر لے گا۔'' (یعنی معاف فرما دے گا۔)

فائدہ: جب بیع شرعی اصولوں کے تحت ہوئی' سودا قطعیت سے طے ہو گیا اور ایک دھوکا ختم ہو گیا تو اس کے بیچنے والا شرعاً واپسی کا پابند نہیں لیکن اخلاق اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ دوسرا فریق راضی نہیں تو سودا واپس کر لیا جائے کیونکہ تجارت کی بنیاد ہی باہمی رضامندی پر ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ امر کی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں جس دکان دار کا سودا سچا اور کھرا ہو اور اس نے بیچا بھی مناسب نفع کے ساتھ ہو' اسے سودا واپس کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ صرف وہی دکاندار سودا واپس لینے سے انکار کرتا ہے جس کا سودا کھوٹا ہو یا اس نے بہت زیادہ منافع لے کر بیچا ہو' اس طرح گویا سودا واپس کر لینے کی فضیلت بیان کرنے میں بالواسطہ اس امر کی ترغیب ہے کہ دکاندار سودا بھی صحیح رکھیں اور بیچیں بھی مناسب نفع کے ساتھ تاکہ کوئی واپس کرنا چاہے تو اسے واپس لینے میں تأمل نہ ہو۔

٣٤٦٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد: ٢/ ٢٥٢، ح: ٧٤٢٥ عن يحيى بن معين به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢١٩٩، وصححه ابن حبان، ح: ١١٠٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٤٥، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٠٤ وغيره.

(المعجم ٥٣) - **بَابٌ: فِيمَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ** (التحفة ٥٥)

باب:۵۳-ایک سودے میں دوسودے کرنا

٣٤٦١- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ عن يَحْيَى بنِ زَكَرِيَّا، عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا».

۳۴۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک سودے میں دو سودے کیے تو اس کے لیے ان میں سے یا تو کم قیمت ہے یا سود ہے۔''

توضیح: اس کی وضاحت میں فقہائے کرام یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اس چیز کی نقد قیمت سو روپیہ اور ادھار دو سو روپیہ ہے اور وہ دونوں معاملہ کرلیں لیکن نقد یا ادھار میں سے کوئی سی صورت وضاحت سے متعین نہ کریں تو یہ ایک سودے میں دو سودے ہوں گے۔ اس میں چونکہ ایک قیمت متعین نہیں ہوتی اس لیے بیع فاسد ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تمھیں یہ چیز سو روپے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تم اپنی فلاں چیز پچاس روپے میں مجھے فروخت کرو۔ یہ بھی ایک سودے میں دو سودے ہیں اور غرض دوسرے کی چیز سستی لینا ہے۔ اس میں سود کا عنصر شامل ہے۔ یہ صورت بھی مذکورہ بالا باب میں بیان کردہ صورت کی طرح سود کا ایک حیلے کے طور پر اختیار کرنا ہے۔ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ نے ایک سودے میں دو سودوں کی ایک صورت یہ بھی لکھی ہے کہ کسی ایک نے دوسرے کو پانچ سو روپے دیے ہوں کہ ایک مہینے بعد مجھے گندم کی بوری دے دینا۔ مگر وقت آنے پر وہ گندم نہ دے سکے تو دوسرا پہلے سے کہے کہ تم مجھے وہ بوری فروخت کردو' میں ایک مہینہ بعد تمھیں دو بوریاں دوں گا۔ یہ تو صریح سود ہے نیز ایک معدوم شے کی بیع بھی ہے جو جائز نہیں۔ خیال رہے کہ پہلی صورت میں اگر دونوں فریق کسی ایک قیمت پر متفق ہوکر علیحدہ ہوں تو کوئی حرج نہیں یہ بیع بالکل صحیح ہوگی۔ علماء وفقہاء کی اکثریت اس کے جواز کی قائل ہے۔ بنابریں ان فقہاء کے نزدیک نقد وادھار کی قیمت میں فرق جائز ہے اور اسی طرح قسطوں پر کاروبار بھی جائز ہے۔ تاہم علماء کا ایک گروہ اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک نقد وادھار کی قیمت کا فرق' حدیث کے الفاظ [فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا] کی رُو سے ربا کا واضح احتمال اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لیے قسطوں کا کاروبار ربا (سُود) کے شائبے سے پاک نہیں ہے۔ جب ایسا ہے تو اس کاروبار سے بچنا بہرحال بہتر ہے۔ اسی طرح قسطوں پر اشیا کا خریدنا بھی خلافِ اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٤٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٣ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١١١٠، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٥، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ١٢٣١، والنسائي: ٧/ ٢٩٥، ح: ٤٦٣٦ بلفظ "نهى عن بيعتين في بيعة"، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

(المعجم ٥٤) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْعِينَةِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۴- عِینہ کی بیع ناجائز ہے

٣٤٦٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ، ح: وَحَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى الْبُرُلُّسِيُّ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ عن إسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قالَ سُلَيْمَانُ: عن أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عن ابنِ عُمَرَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُم».

۳۴۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم عِینہ کی بیع کرنے لگو گے، بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی ہی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو کسی طرح زائل نہ ہو گی حتیٰ کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الإِخْبَارُ لِجَعْفَرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث جعفر (بن مسافر) کی ہے اور لفظ بھی اسی کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① بیع عِینہ (عین کی زیر کے ساتھ) کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو ادھار قیمت پر مال حوالے کر دے مگر قیمت وصول کرنے سے پہلے ہی اس سے وہی مال دوبارہ خرید لے اور اپنی قیمت فروخت سے کم میں خرید لے اور پھر زائد قیمت وصول کر لے۔ ② بلاشبہ امت مسلمہ کی ذلت ونکبت انہی اسباب کی وجہ سے ہے خصوصاً حیلوں سے سود کو اپنانا اور ترک جہاد، جس طرح کہ فرمان رسول اللہ ﷺ میں ذکر ہوا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي السَّلَفِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۵- بیع سَلَم یا سَلَف کا بیان

٣٤٦٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٥/ ١٩٩٨ من حديث جعفر بن مسافر به ✿ إسحاق ابن أسيد ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد ضعيفة.

بیع سَلَم یا بیع سَلَف کی تعریف عموماً یہ کی جاتی ہے کہ قیمت پہلے ادا کر دی جائے اور اس کے بدلے مال جس کا وزن' ناپ وغیرہ پوری طرح معلوم ہوں' مقررہ مدت تک مہیا کرنا ہو اور اس کے مہیا کرنے کی ذمہ داری فروخت کرنے والے پر ہو۔ بعض علماء بیع سلم کو نسیئہ (ادھار) کی محض ایک قسم قرار دے کر دوسری قسم کے لیے جس میں نقدی کی ادائیگی اُدھار ہو' بیع مؤجل کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ نسبتاً بعد کے زمانے کی اصطلاح ہے جو عہد نبوت اور قرون اُولیٰ میں استعمال نہیں ہوئی۔ اس دور میں سلف یا سلم ہی کی اصطلاح دونوں طرح کی اُدھار بیع کے لیے استعمال ہوئی' چاہے مؤخر نقدی ہو یا چیز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سلسلے میں قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بیع سلف (سلم) جس میں فراہمی کی ذمہ داری لی گئی ہو اور مدت متعین ہو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ (البقرۃ:٢٨٢) ''اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ مدت تک ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔'' یہ حدیث شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (مستدرك حاكم' كتاب التفسير: ٢٨٦/٢) اس استدلال سے معلوم ہوا کہ آیتِ مُدَایَنہ قرض کے لین دین کے بارے میں ہے۔ چاہے قیمت مؤخر اور مال مقدم ہو یا قیمت مقدم اور مال مؤخر ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں "باب الكفيل في السلم" کے تحت ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے جو یہ ہے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے طعام (کھانے کی جنس) ادھار خرید فرمائی اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔'' (صحيح البخاري' السلم' حديث: ٢٢٥١) اس سے بھی یہی پتہ چلا کہ چاہے قیمت مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہی ہے۔ حقیقت میں جب تجارتی لین دین میں سونے چاندی درہم و دینار کا کسی بھی دوسری چیز سے تبادلہ کیا جاتا ہے' تو دونوں فریق اپنا اپنا مال دوسرے مال کے عوض بیچ رہے ہوتے ہیں دونوں اشیا ایک دوسرے کی قیمت ہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو ''البیعان'' کہا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: [لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ' وَالدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ] ''ایک دینار دو دینار کے بدلے اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے فروخت نہ کرو۔'' (صحيح مسلم' المساقاة' باب الربا' حديث: ١٥٨٥) یعنی درہم و دینار قیمت بھی ہیں اور جنس تجارت بھی۔



قرآن مجید نے مذکورہ بالا آیت میں جس طرح ادھار یا نسیئہ پر مبنی تمام معاملات کے لیے ''دَین'' کی اصطلاح استعمال کی ہے اسی طرح نقد لین دین کو ''تجارة حاضرة'' کہا ہے۔ دونوں صورتوں کی بیع کے احکامات الگ الگ ہیں۔

سلم / سلف جس میں ایک طرف نقد ہو اور دوسری طرف ادھار' تو اس کے لیے شرط ہے کہ جس چیز کی بھی ادائیگی متعینہ مدت تک مؤخر کی گئی ہے اس کا وزن' ناپ وغیرہ متعین طور پر معلوم ہوں۔

ادھار بیع کے بالمقابل ''تجارة حاضرة'' ہے۔ اس پر وہ احکام نافذ نہیں جو ادھار بیع کے لیے ہیں۔ اس کے الگ

احکامات ہیں۔ان میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ''تجارۃ حاضرۃ'' کی کوئی بھی صورت ہو'اس میں ایسی چیز کا سودا نہیں کیا جا سکتا جو پاس نہ ہو۔ جو چیز پاس نہیں ہے وہ اگر ناپ تول کی تعیین کے ساتھ ایک خاص اور متعین مدت تک مہیا کی جا سکتی ہے تو اس کا لین دین بیع سلم کی صورت میں ہوگا۔اس طرح دونوں فریق مستقبل کے متعین وقت میں مؤخر شدہ چیز کی رسد وطلب کا اندازہ کر سکیں گے۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:فقه السنة: السلم)

بیع سلم' اسلامی بینکنگ کے لیے سود کا ایک آسان اور مبنی برانصاف متبادل فراہم کرتی ہے۔اسلامی بینکنگ میں مستقبل کے کاروبار کے حوالے سے جتنی صورتیں اختیار کی جارہی ہیں ان کی بنیاد بیع سلم پر ہے۔ان صورتوں میں سب سے زیادہ مقبول صورت کو''مرابحہ'' کہا گیا ہے۔اگرچہ کتاب وسنت میں اس اصطلاح کا تذکرہ موجود نہیں لیکن نسبتاً بعد کے دور کی فقہ اور لغت میں مرابحہ سے مراد وہ بیع ہے جس میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے جتنی قیمت پر چیز لی ہے تم اس پر اتنے فی صد منافع دے کر مجھ سے لے لو۔مثلاً ہر دس درہم پر ایک درہم منافع دو۔(لسان العرب) اس شرح منافع کو آج کل ہم دس فیصد کہیں گے۔مرابحہ کے لیے بنکوں کے شریعت بورڈ کے ممبران نے بہت سی شروط ذکر کی ہیں' مثلاً یہ کہ سابقہ قیمت معلوم اور متعین ہو' اضافی اخراجات اگر شامل کرنے ہوں تو وہ بھی متعین صورت میں بتا دیے جائیں' نفع کی شرح طے کی جائے' قیمت میں جو کچھ لیا جا رہا ہے اس کا بھی صحیح طور پر تعین ہو وغیرہ۔یہ شرائط کسی ایک انفرادی بیع کے لیے تو مناسب ہیں لیکن بنک جس طرح ایک ہی شرح منافع مقرر کر کے ہر قسم کے معاملات اسی کے مطابق طے کرتے ہیں تو اس طریقے میں ان صورتوں میں جو اسلامی کہلاتی ہیں اور ان صورتوں میں جو سودی ہیں' کوئی فرق نہیں رہتا۔بیع مرابحہ میں گھر' گاڑی یا مشین وغیرہ لینے والے کے لیے اصل قیمت پر دس بارہ فیصد منافع کا اضافہ کر کے قیمت متعین کی جائے یا دس فیصد سالانہ شرح سود کی بنیاد پر قیمت کا تعین کیا جائے نتیجہ ایک ہی رہتا ہے۔اس لیے یہ بات تقریباً ہر انسان کی زبان پر ہے کہ مرابحہ کا مارک اپ (نفع' یا اضافہ) اصل میں وہی سود ہے جو بنک وصول کرتے ہیں صرف نام بدل دیا گیا ہے۔جب قسطیں ختم ہونے کا وقت آتا ہے تو کچھ اقساط باقی ہونے کی صورت میں جرمانہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔اس کے بارے میں بنک والے تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسے ہم اپنی آمدنی میں شامل نہیں کرتے' فلاحِ عامہ کے لیے صرف کرتے ہیں لیکن ایک عام گاہک اس جرمانے کو بقیہ جات ادا نہ ہونے والی رقم کا سود قرار دیتا ہے۔اور اسے بنک کا ایک فریب یا دھوکا سمجھتا ہے۔



بنکاری کو صحیح اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہے تو مرابحہ کی بنیاد پر شرح منافع متعین کرنے کی بجائے حقیقی صورت میں بیع سلم کو اختیار کیا جائے یعنی کسی خاص شرح سے منافع لینے کی بجائے منڈی کے عوامل' مستقبل میں متعینہ وقت پر ہر مطلوبہ چیز کی رسد وطلب' موجودہ رسد وطلب' کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ اور کم وقت میں زیادہ فروخت کے منافع کو پیشِ نظر رکھا جائے اور اس بنیاد پر ہر جنس کی قیمت الگ الگ متعین کی جائے۔

مرابحہ کی بجائے اسلامی بنکاری کے نظام میں اجارہ (Leasing) مشارکہ' مضاربہ' استصناع (آرڈر پر مال تیار

کرانا) کے طریقے زیادہ سے زیادہ رائج کرنے چاہئیں۔ یہ سب اگر شرعی شروط کے مطابق ہوں تو نہ صرف قابل قبول ہیں بلکہ اسلامی نظام بنکاری کے لیے زیادہ مناسب اور مفید ہیں۔ ان کی تفصیل اور شرائط اپنے اپنے مقام پر آ ئیں گی۔

٣٤٦٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ، عن عَبْدِ الله بنِ كَثِيرٍ، عن أَبِي المِنْهَالِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ في التَّمْرِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ في كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

۳۴۶۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں پایا کہ وہ کھجوروں میں ایک ایک' دو دو اور تین تین سال کے لیے بیع سَلَف کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کھجوروں میں بیع سَلَف کرے تو اسے چاہیے کہ اس کا ناپ معلوم ہو' وزن معلوم ہو اور مدت بھی معلوم ہو۔''

فائدہ: عبادات اور معاملات میں معروف فقہی قاعدہ ہے کہ عبادات میں اصل منع ہے۔ یعنی کوئی عبادت نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے جس کی شریعت اجازت دے۔ اور معاملات (جو لوگوں میں جاری وساری ہوں) اصلاً حلال اور جائز ہیں الا یہ کہ کسی معاملے کے متعلق شریعت منع کر دے۔ بیع سلف یا سلم پہلے سے لوگوں کا معمول تھی جس کی نبی ﷺ نے توثیق فرمائی' تاہم یہ پابندی لگائی کہ مال کی صفت' بھرتی یا وزن اور مدت معلوم و متعین ہو۔ اس کے بغیر بیع سلم جائز نہیں ہوگی۔

٣٤٦٤- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أخبرني مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ الله ابنُ مُجَالِدٍ قال: اخْتَلَفَ عَبْدُ الله بنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ في السَّلَفِ، فَبَعَثُونِي إِلَى ابنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقالَ: إِنْ كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ

۳۴۶۴- محمد بن مجالد (یا عبداللہ بن مجالد) نے بیان کیا کہ عبداللہ بن شداد ؓ اور ابو بردہ ؓ کا بیع سلف کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو انہوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفی ؓ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا' تو انہوں نے کہا: بلاشبہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور بعد ازاں حضرت ابوبکر ؓ

٣٤٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٠، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح: ١٦٠٤ من حديث سفيان به.

٣٤٦٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٣ عن حفص بن عمر به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ. زَادَ ابنُ كَثِيرٍ: إِلٰى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا قالَ: وَسَأَلْتُ ابنَ أَبْزَى فَقالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گندم' جو' کھجور اور کشمش کی بیع بطور بیع سلف کیا کرتے تھے-ابن کثیر نے مزید کہا: ہم ان لوگوں سے بیع کرتے تھے جن کے پاس یہ مال نہیں ہوتا تھا۔ (حفص بن عمر اور ابن کثیر) دونوں نے بالاتفاق: کہا پھر میں نے (یعنی محمد بن مجالد یا عبداللہ بن مجالد نے) عبدالرحمٰن بن ابزی سے بھی پوچھا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔

فائدہ: بیع سلف کرنے والے کے متعلق یہ اعتماد ہونا چاہیے کہ وہ صادق وامین آدمی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ فی الوقت وہ ان چیزوں کا مالک بھی ہو' موسم اور وقت پر ان چیزوں کا ملنا معروف ہونا چاہیے۔

٣٤٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى وَابنُ مَهْدِيٍّ قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عن ابنِ أَبِي الْمُجَالِدِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّوَابُ: ابنُ أَبِي الْمُجَالِدِ وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ.

۳۴۶۵- یحییٰ اور (عبدالرحمٰن) ابن مہدی دونوں نے بواسطہ شعبہ عبداللہ بن ابی المجالد سے روایت کیا۔ جبکہ عبدالرحمٰن نے صرف ابن ابی المجالد کہا اور یہ حدیث بیان کی اور کہا ہم ایسے لوگوں سے معاملہ کرتے تھے کہ یہ چیزیں ان کے پاس نہ ہوتیں تھیں۔

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن ابی المجالد'' ہی صحیح ہے اور اس میں شعبہ سے خطا ہوئی ہے۔

فائدہ: وہ خطا یہ ہے کہ شعبہ نے عبداللہ بن مجالد کہا ہے' جب کہ اصل نام عبداللہ بن ابی المجالد ہے' اسے ابو المجالد بھی کہہ لیتے ہیں۔

٣٤٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ أَبِي غَنِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عن عَبْدِ اللهِ ابنِ أَبِي أَوْفَى الأَسْلَمِيِّ قالَ: غَزَوْنَا مَعَ

۳۴۶۶- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام کی طرف جہاد کا سفر کیا تو وہاں کے نبطی لوگ ہمارے پاس آتے اور پھر ہم ان سے بیع سلف کی صورت میں گندم اور

٣٤٦٥- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٤٦٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٤، ٤٥ من حديث عبدالملك بن أبي غنية به، وصححه، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق هو سليمان بن أبي سليمان الشيباني.

رَسُولِ اللهِ ﷺ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا فَقِيلَ لَهُ: مِمَّنْ لَهُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ما كُنَّا نَسْأَلُهُمْ.

تیل کا سودا معلوم قیمت اور معلوم مدت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: کیا ان لوگوں سے خریدتے تھے جن کے پاس یہ چیزیں ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم ان سے یہ نہیں پوچھا کرتے تھے۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي السَّلَمِ فِي ثَمَرَةٍ بِعَيْنِهَا (التحفة ٥٨)

باب:٥٦-مخصوص درخت یا باغ کی بیع سلم جائز نہیں

٣٤٦٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ نَجْرَانِيٍّ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا أَسْلَفَ رَجُلًا فِي نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «بِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَهُ أُرْدُدْ عَلَيْهِ مَالَهُ»، ثُمَّ قَالَ: «لَا تُسْلِفُوا فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

٣٤٦٧-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک کھجور کے پھل کی بیع سلم (سلف) کر لی لیکن اس سال اس پر کوئی پھل نہ آیا تو وہ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے (کھجور والے سے) فرمایا: ”تم کیونکر اس کا مال حلال سمجھتے ہو؟ اس کا مال اسے واپس کر دو۔“ پھر فرمایا: ”کھجور (یا باغ) کی بیع سلف مت کرو یہاں تک کہ پھل استعمال کے قابل ہو جائے۔“ (خاص درخت یا خاص باغ مراد ہے۔)

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ تاجر اگر مطلوبہ مال مہیا کرنے سے عاجز رہے تو صرف وصول کردہ قیمت واپس کی جائے گی۔ ② خاص درخت یا باغ کی بیع سلم سے اس لیے روک دیا کہ اس میں نقصان کا پہلو موجود ہے' پتہ نہیں اس پر پھل آئے گا یا نہیں' کم آئے گا یا زیادہ؟ اس لیے عمومی معاملہ ہونا چاہیے نہ کہ خاص۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ السَّلَفِ يُحَوَّلُ (التحفة ٥٩)

باب:٥٧-بیع سلف میں فروخت شدہ چیز کو تبدیل نہ کیا جائے

٣٤٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى:

٣٤٦٨-حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے'

٣٤٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥ من حديث سفيان، وابن ماجه، ح: ٢٢٨٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * رجل نجراني مجهول.

٣٤٦٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من أسلم في شيء فلا يصرفه إلى غيره، ◄◄

حَدَّثَنا أَبُو بَدْرٍ عن زِيَادِ بنِ خَيْثَمَةَ، عن سَعْدٍ يَعْنِي الطَّائِيَّ، عن عَطِيَّةَ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی چیز میں بیع سلف کی ہو تو اسے دوسری سے نہ بدلے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ایسی صورت میں مال بیچنے والا وقت مقررہ پر مال مہیا کرنے سے فی الواقع معذور رہے تو حاصل کردہ رقم واپس کردے۔ یا مناسب انداز میں صلح کرلیں۔

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: فِي وَضْعِ الْجَائِحَةِ (التحفة ٦٠)

باب:۵۸- اگر کھیت یا باغ میں آفت آجائے تو خریدار کے نقصان کی تلافی کی جائے

٣٤٦٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن بُكَيْرٍ، عن عِيَاضِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ»، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُم إِلَّا ذٰلِكَ».

۳۴۶۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے پھل خریدے جو آفت کا شکار ہوگئے۔ سو اس پر قرضہ بہت زیادہ ہوگیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صدقہ دو۔'' لوگوں نے اس کو صدقہ دیا لیکن وہ اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے پورا نہ ہوسکا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جو پاتے ہو لے لو' تمہارے لیے بس یہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلامی معاشرے کی تنظیم اس طرح کی جاتی ہے کہ صدقات کو عام اور سود کو ختم کیا جائے۔ بخلاف لادین اور ملحد معاشرے کے' اس میں سود کو بڑھایا جاتا ہے اور صدقات کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہوتا۔ ② جو شخص قرض میں دب جائے اس کے ساتھ خاص تعاون کرنا واجب ہے۔ ③ مفلس اور دیوالیہ ہوجانے والے سے اس کے قرض خواہ اپنے قرضے کی نسبت سے حاضر وموجود مال میں سے حصہ لے سکیں گے باقی کا وہ مطالبہ نہیں کرسکتے۔ ④ باغ یا کھیت کی بیع جب شرعی اصولوں کے تحت ہوئی ہو تو نقصان کی تلافی کرنا مستحب ہے' واجب نہیں۔

◀◀ ح: ٢٢٨٣ من حديث أبي بدر به * عطية بن سعد ضعيف، تقدم، ح: ٤٥٢.

٣٤٦٩- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع في الدين، ح: ١٥٥٦ عن قتيبة به.

٣٤٧٠- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ المَعْنَى أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ المَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمْرًا فَأَصَابَتْهَا جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

۳۴۷۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اپنے بھائی کو کھجور بیچے اور پھر اس میں آفت آ جائے تو اس سے کچھ لینا تیرے لیے حلال نہیں' حق کے بغیر اپنے بھائی کا مال لینا تیرے لیے کیونکر روا ہو سکتا ہے؟''

فائدہ: نبی ﷺ نے درختوں کے پھل کی بیع اس وقت کرنے کا حکم دیا جب وہ پھل آفتوں سے محفوظ ہو چکا ہو۔ اگر بیع میں مسنون شرطوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو' تو اس قسم کے نقصان کی تلافی واجب ہے۔ اگر بنیادی طور پر بیع صحیح ہو اور آفتوں سے محفوظ ہو جانے کے وقت کے بعد کی جائے' تو تلافی کرنا مستحب ہے' واجب نہیں۔

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ (التحفة ٦١)

باب:۵۹- آفت سے کیا مراد ہے؟

٣٤٧١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ قال: الْجَوَائِحُ كُلُّ ظَاهِرٍ مُفْسِدٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ بَرَدٍ أَوْ جَرَادٍ أَوْ رِيحٍ أَوْ حَرِيقٍ.

۳۴۷۱- جناب عطاء ؒ سے منقول ہے کہ آفت سے مراد (وہ) تمام ظاہری اسباب ہیں' مثلاً بارش' ژالہ باری' ٹڈی دل' آندھی یا آگ لگنا وغیرہ (جو کھیت یا مال کو ضائع کر دیں۔)

فائدہ: آفات تین طرح کی ہو سکتی ہیں: ① جو فصل یا پھل کو کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہونے کے مرحلے پر لگتی ہیں' یہ قدرتی بیماریاں ہیں' جب فصل یا پھل اس مرحلے میں ہو تو اسے بیچنا منع ہے۔ ② پھل پکنے کے قریب ہوتا ہے تو بعض پھلوں (مثلاً کھجور) کا رنگ بدلنے لگتا ہے' اس مرحلے پر درختوں پر لگے ہوئے پھل بیچنا جائز ہے۔ اب ان کو یا تو

٣٤٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٤ من حديث ابن وهب به.

٣٤٧١ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

بارش، ژالہ باری، آندھی وغیرہ سے نقصان ہوگا اور اس صورت میں پھل کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہو چکا ہوگا اور مکمل تباہی سے بچاؤ ہو سکے گا۔ ③ یا تیسری صورت ٹڈی دل، آگ وغیرہ کی آفات کی ہے۔ اس صورت میں مکمل تباہی ہوگی۔ ایسی تباہی کی صورت میں مالک کا بھی فرض ہے کہ تلافی میں شریک ہو۔

٣٤٧٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عُثْمَانُ بنُ الْحَكَم عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قالَ: لَا جَائِحَةَ فِيمَا أُصِيبَ دُونَ ثُلُثِ رَأْسِ المَالِ. قالَ يَحْيَى: وَذٰلِكَ في سُنَّةِ المُسْلِمِينَ.

۳۴۷۲- جناب یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اصل مال کی تہائی سے کم میں آفت آئے (اور نقصان ہو جائے) تو اس کی تلافی ضروری نہیں ہے اور مسلمانوں میں ایسے ہی رائج ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي مَنْعِ الْمَاءِ (التحفة ٦٢)

باب:۶۰- پانی سے روکنا منع ہے

٣٤٧٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يُمْنَعُ فَضْلُ المَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الكَلَأُ».

۳۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھاس محفوظ رکھنے کی غرض سے زائد پانی نہ روکا جائے۔“

توضیح: صحراؤں، عام چراگاہوں اور راستوں پر عام کنویں، چشمے یا تالاب ہوتے تھے۔ چرواہے وہاں آ کر جانوروں کو پانی پلاتے، آرام کرتے اور اپنے جانوروں کو چراتے تھے۔ پہلے آنے والا بعض اوقات بعد میں آنے والوں کو بقیہ پانی سے منع کر دیتا تھا اور غرض یہ ہوتی تھی کہ جب پانی نہ ملے گا تو لوگ بھی ادھر کا رخ نہیں کریں گے اور اس طرح اردگرد کی چراگاہ کی گھاس اس کے اپنے جانوروں کے لیے محفوظ رہے گی، ایسا کرنا ناجائز ہے۔ البتہ اگر کنواں، ٹیوب ویل یا تالاب وغیرہ ذاتی ہو اور اس پر اس نے خرچ کیا ہو تو دوسروں کو روک سکتا ہے۔ لیکن اسلامی اخلاق و آداب کا خیال رکھنا پھر بھی ضروری ہے۔

٣٤٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

٣٤٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن].

٣٤٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٢٣٥٣، ومسلم، ح: ١٥٦٦ من حديث الأعرج عن أبي هريرة به.

٣٤٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب اليمين بعد العصر، ح: ٢٦٧٢، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية . . . الخ، ح: ١٠٨ من حديث الأعمش به.

حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ مَنَعَ ابنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ - يَعني كَاذِبًا - وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے آدمیوں سے اللہ عزوجل قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا: ایک وہ آدمی جس نے کسی مسافر سے اپنا بقیہ پانی روک لیا ہو۔ دوسرا وہ جس نے عصر کے بعد کسی سودے پر جھوٹی قسم کھائی ہو اور تیسرا وہ جس نے امام (اعلیٰ) سے بیعت کی ہو اگر وہ اسے (دنیا کا مال) دیتا رہے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفا نہ کرے۔“

فوائد و مسائل: ① بقیہ پانی کو مسافروں سے روک لینا انتہائی شقاوت اور بے مروتی ہے۔ ② عصر سے مغرب تک کا وقت قربت الٰہی کا محبوب وقت ہے اس وقت میں جھوٹی قسم کی جو کہ کبیرہ گناہ ہے برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ③ امام المسلمین سے حق وعدل کے امور میں ہر حال میں وفا کرنا واجب ہے خواہ اس کی طرف سے کچھ ملے یا نہ ملے۔ موجودہ دور میں سیاسی غیر سیاسی اور بعض مذہبی لوگوں میں بھی وابستگیاں بدلنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اب سیاسی وابستگی کی بنیاد نہ اس بات پر ہے کہ مقصد اور نظریہ ایک ہے نہ اس بات پر کہ پختہ عہد معاہدے ہو چکے ہیں جن کو چھوڑنا برائی ہے۔ اب صرف مفادات کو پیش نظر رکھ کر لوگ خود کو منڈی میں پیش کر دیتے ہیں۔ ④ صحیحین کی روایت ہے کہ جھوٹی قسم سے مال تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ (صحیح البخاری البیوع حدیث:۲۰۸۷ و صحیح مسلم المساقاۃ حدیث:۱۶۰۶)

٣٤٧٥- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: أخبرنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» وَقالَ فِي السِّلْعَةِ: «بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الآخَرُ وَأَخَذَهَا».

۳۴۷۵- جناب اعمش نے اس روایت کو اپنی سند سے اسی حدیث کے ہم معنی بیان کیا، کہا: ”اور اللہ ایسے لوگوں کو پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“ اور فروخت کے سامان کے بارے میں کہا کہ یوں کہے: ”اللہ کی قسم! مجھے اس کا اتنا اتنا دیا گیا (مگر میں نے نہیں دیا لیکن تمہیں کم میں دے رہا ہوں) اور دوسرا اس کو (اس کی اس بات میں) سچا سمجھے اور اسے خرید لے۔“

٣٤٧٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُعَاذٍ:

۳۴۷۶- بُہیسہ نامی ایک خاتون اپنے والد سے

٣٤٧٥_ تخريج: [صحيح] من حديث جرير به، انظر الحديث السابق.

٣٤٧٦_ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٦٦٩.

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عن سَيَّارِ بنِ مَنْظُورٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، عن أَبِيهِ، عن امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عن أَبِيهَا قالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ، فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ، ثُمَّ قال: يَانَبِيَّ الله! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قالَ: «المَاءُ». قال: يَانَبِيَّ الله! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قال: «المِلْحُ». قالَ: يَانَبِيَّ الله! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قال: «أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ».

روایت کرتی ہے کہ میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت لی۔ پھر وہ آپ کی قمیص کے اندر سے ہو کر آپ کو چمٹ گیا اور آپ کو چومنے لگا۔ پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پانی کا۔'' پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نمک کا۔'' اس نے پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روک لینا حلال نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بھلائی کرتے رہنے میں تمہارے لیے خیر ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ پانی یا نمک جیسی چیزوں میں بخل کرنا بہت بری بات ہے۔

٣٤٧٧- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْجَعْدِ اللُّؤْلُؤِيُّ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بنُ عُثْمَانَ عن حِبَّانَ بنِ زَيْدٍ الشَّرْعَبِيِّ، عن رَجُلٍ مِنْ قَرْنٍ؛ ح: وَحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا حَرِيزُ بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو خِدَاشٍ وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ: عن رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: «الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: في المَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ».

٣٤٧٧- مہاجرین صحابہ میں سے کسی سے روایت ہے' اس نے کہا میں نے نبی ﷺ کے ساتھ تین بار جہاد میں شرکت کی ہے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں گھاس' پانی اور آگ۔''

فائدہ: گھاس اور پانی جب عام چراگاہ اور صحرا میں قدرتی ہوں تو خود قابض ہو کر دوسروں کو اس سے روکنا جائز نہیں۔ اس طرح جلتی آگ سے کوئی کوئلہ لے جائے یا آگ جلا لے' تو روکنا روا نہیں۔

٣٤٧٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٠ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٥/ ٣٦٤

(المعجم ٦١) - **بَابٌ: فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ** (التحفة ٦٣)

باب:٦١- زائد از ضرورت پانی فروخت کرنا

٣٤٧٨- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن أَبِي المِنْهَالِ، عن إِيَاسِ بنِ عَبْدٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ المَاءِ.

٣٤٧٨- حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے مراد صحرا اور عام چراگاہوں میں پائے جانے والے تالابوں، کنووں یا چشموں کا پانی ہے، نہ کہ کسی کی ذاتی ملکیت والی زمین میں محنت ومشقت سے نکالا جانے والا پانی۔

(المعجم ٦٢) - **بَابٌ: فِي ثَمَنِ السِّنَّوْرِ** (التحفة ٦٤)

باب:٦٢- بلے (اور بلی) کی خرید وفروخت جائز نہیں

٣٤٧٩- **حَدَّثَنا** إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ وَعَلِيُّ بنُ بَحْرٍ قالَا: حدثنا عِيسَى: وَقالَ إِبْرَاهِيمُ: أخبرنا عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ.

٣٤٧٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے اور بلے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

٣٤٨٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

٣٤٨٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی

٣٤٧٨ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في بيع فضل الماء، ح: ١٢٧١ من حديث داود بن عبدالرحمٰن به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٤٦٦٦، وابن ماجه، ح: ٢٤٧٦، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٩٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٤، ٦١، ووافقه الذهبي.

٣٤٧٩ـ تخريج: [**صحيح**] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ١٢٧٩ عن علي بن بحر به، وقال: "في إسناده اضطراب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٨٠، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٣٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وأصله عند مسلم، ح: ١٥٦٩.

٣٤٨٠ـ تخريج: [**صحيح**] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ١٢٨٠، وابن ماجه، ح: ٣٢٥٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٧، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عنْ ثَمَنِ الْهِرَّةِ.

ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: فِي أَثْمَانِ الْكِلَابِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٣-کتوں کی قیمت لینا منع ہے

٣٤٨١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۳۴۸۱- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے کتے کی قیمت' زانیہ کی خرچی اور کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا ہے۔



فائدہ: اس حدیث میں ''کتے'' کا لفظ اگرچہ عام ہے' شکاری ہو یا غیر شکاری یا جاسوسی وغیرہ کے لیے ہو۔ اس عموم سے سب کی خرید و فروخت ناجائز ہونی چاہیے۔ لیکن اس عموم سے دوسرے دلائل کی رُو سے وہ کتے مستثنیٰ ہو جائیں گے جن کے رکھنے کو احادیث میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسے شکار کے لیے' رکھوالی کے لیے یا جیسے آج کل جاسوسی وغیرہ کے لیے کتے رکھنا ہے۔ جب ان کا رکھنا جائز ہے' تو ان کی خرید و فروخت بھی یقیناً جائز ہوگی' کیونکہ اس کے بغیر مذکورہ کاموں کے لیے کتوں کا ملنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں استثنا بھی آیا ہے' جیسے حدیث ہے: [نهى عن ثمن الكلب والسنور الاكلب صيدٍ] (صحيح سنن النسائي' حديث:۴۶۸۲ والصحيحة' حديث:۲۹۹۰) ''رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے' سوائے شکاری کتے کے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ شکاری کتے کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اور اس کے جواز کی جو علت ہے وہ واضح ہے' اسی علت کی وجہ سے رکھوالی اور جاسوسی وغیرہ مقاصد کے لیے بھی کتوں کی خرید و فروخت جائز ہوگی۔ واللہ اعلم۔

٣٤٨٢- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا عُبَيْدُاللهِ يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو عن عَبْدِ الكَرِيمِ، عن قَيْسِ بنِ حَبْتَرٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ

۳۴۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ اور اگر وہ (بیچنے والا) کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے آئے تو اس کی ہتھیلی مٹی سے بھر دو۔

٣٤٨١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٣٤٢٨.

٣٤٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:١/ ٢٧٨ من حديث عبيدالله بن عمرو به * عبدالكريم هو الجزري.

عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلأْ كَفَّهُ تُرَابًا.

٣٤٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أخبرني عَوْنُ بنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ أَبَاهُ قال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ.

۳۴۸۳- جناب عون بن ابو جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

٣٤٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ، أَنَّ عَلِيَّ بنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ».

۳۴۸۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی قیمت' کاہن کا نذرانہ اور زانیہ کی خرچی حلال نہیں۔''

فائدہ: اسلام اپنے معاشرے کو ان تمام نجاستوں اور قباحتوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے جو کتا پرست معاشرے کا خاصہ ہیں۔ اس غرض سے اسلام نے اس کی خرید وفروخت کو سختی سے روک دیا ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ (التحفة ٦٦)

باب: ۶۴- شراب اور مردار کی خرید وفروخت حرام ہے

٣٤٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الْوَهَّابِ بنِ بُخْتٍ، عن

۳۴۸۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی خرید وفروخت) کو حرام کیا

٣٤٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٨ عن أبي الوليد الطيالسي به، ورواه البخاري، ح: ٢٢٣٨ من حديث شعبة به مطولاً.

٣٤٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب النهي عن ثمن الكلب، ح: ٤٢٩٨ من حديث ابن وهب به.

٣٤٨٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٢ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٧٩، وقال الطبراني في الأوسط، ح: ١١٦ "تفرد به، ابن وهب" وهذا لا يضر.

أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ الخَمْرَ وَثَمَنَهَا وَحَرَّمَ المَيْتَةَ وَثَمَنَهَا، وَحَرَّمَ الْخِنْزِيرَ وَثَمَنَهُ».

ہے' مردار اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔ خنزیر اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔''

٣٤٨٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن عَطَاءِ ابنِ أَبِي رَبَاحٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ»، فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».



٣٤٨٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے' سنا آپ فرما رہے تھے: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت حرام ٹھہرائی ہے۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے متعلق فرمائیں کہ اسے کشتیوں کے تختوں اور چمڑوں پر استعمال کیا جاتا ہے اور لوگ اسے چراغوں میں بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں یہ حرام ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے' اللہ تعالیٰ نے جب ان پر اس (مردار) کی چربی حرام کردی تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا اور پھر اس کی قیمت کھانے لگے۔''

فوائد ومسائل: ① وہ اشیا جن کا استعمال جائز نہ ہو' ان کی تجارت کس طرح جائز قرار دی جا سکتی ہے؟ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب حرام ہے۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال حرام ہے اور اس کی تجارت بھی حرام ہے۔ ② مردار جانور کا گوشت یا اس کی ہڈیاں فروخت کرنا حرام ہے۔ البتہ (حلال جانوروں کا) چمڑا رنگے جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیع بھی جائز ہے۔ ③ خنزیر زندہ ہو یا مردہ' اس کے تمام اجزا نجس اور حرام ہیں' مردار کی ہڈیوں سے حاصل ہونے والے مواد بھی حرام ہیں' ان حرام اشیا کی خرید وفروخت نہیں ہو سکتی۔ ④ مردار کی چربی کو چراغ میں جلانا جائز ہے لیکن فروخت کرنا قطعاً درست نہیں۔ ⑤ بت اور ذی روح اشیا کی تماثیل (مجسمے لکڑی' لوہے' مٹی' پتھر یا پلاسٹک وغیرہ کی ہوں' خواہ بچوں کے کھلونے ہی کیوں نہ ہوں' ان کا بنانا اور تجارت کرنا حرام

٣٤٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ح: ٢٢٣٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ١٥٨١ عن قتيبة به.

ہے۔ چھوٹے بچے بچیاں اگر گھروں میں از خود بنالیں اور ان کی آنکھیں ناک' کان وغیرہ نہ ہوں محض ہیولے کی صورت ہوں تو رخصت دی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک گھوڑا بنایا تھا۔ ⑥ ایسے تمام حیلے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کو حلال کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں حرام ہیں۔ نام تبدیل کردینے سے حکم تبدیل نہیں ہوتا اور حیلوں سے کام نکالنا یہودیوں کی صفت ہے۔

٣٤٨٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ قالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ عن جَابِرٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَقُلْ: «هُوَ حَرَامٌ».

۳۴۸۷- یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مجھے اسی کی مانند لکھ بھیجی مگر اس میں [هُوَ حَرَامٌ] کا لفظ نہیں تھا۔

٣٤٨٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: أَنَّ بِشْرَ بنَ الْمُفَضَّلِ وَخَالِدَ بنَ عَبْدِ الله حَدَّثَاهُمْ، الْمَعْنَى، عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن بَرَكَةَ، قَالَ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله: عن بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ، ثُمَّ اتَّفَقَا عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ، قالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ فَقالَ: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ» ثَلَاثًا، «إِنَّ اللهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ».

۳۴۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بیت اللہ میں) حجر اسود کے پاس بیٹھے دیکھا۔ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور ہنس دیے۔ پھر فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے...... تین بار فرمایا...... اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیوں کا استعمال حرام کردیا تو انہوں نے اسے بیچنا شروع کردیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کردیتا ہے' تو اس کی قیمت بھی حرام کردیتا ہے۔"

وَلَمْ يَقُلْ في حَدِيثِ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله الطَّحَّانِ: «رَأَيْتُ»، وَقالَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ».

خالد بن عبداللہ الطحان کی روایت میں: [رأَيْتُ] "میں نے دیکھا" کا جملہ نہیں ہے۔ اور [لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ] کی بجائے [قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ] کہا: یعنی

٣٤٨٧ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، تعليقًا، ومسلم، كلاهما من حديث أبي عاصم به، انظر الحديث السابق.

٣٤٨٨ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٧ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٧٧.

"اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے۔"

٣٤٨٩- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا ابنُ إدْرِيسَ وَوَكِيعٌ عن طُعْمَةَ بنِ عَمْرٍو الْجَعْفَرِيِّ، عن عُمَرَ بنِ بَيَانَ التَّغْلِبِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيرَ».

٣٤٨٩- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شراب بیچتا ہے اسے چاہیے کہ خنزیر کو (کھانا) حلال سمجھے۔"

٣٤٩٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ، عن أبي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الآيَاتُ الأوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَقَرَأهُنَّ عَلَيْنَا وَقالَ: «حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ في الْخَمْرِ».

٣٤٩٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں' تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہیں ہم پر پڑھا اور فرمایا: "شراب کی تجارت حرام کر دی گئی ہے۔"

٣٤٩١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: الآيَاتِ الأوَاخِرَ في الرِّبَا.

٣٤٩١- جناب اعمش ؒ نے اپنی سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ آخری آیات' جو سود سے متعلق ہیں۔ (جب وہ نازل ہوئیں)

فائدہ: اس سے مراد سورۂ بقرہ کی آیات نمبر ٢٧٥ سے لے کر ٢٨١ تک ہیں۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ...... وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أنْ يُسْتَوْفَى (التحفة ٦٧)

باب:٦٥- غلہ اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرنا

٣٤٨٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٣ عن وكيع به ☆ عمر بن بيان روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان، وقال أبوحاتم: "معروف".

٣٤٩٠- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب تحريم التجارة في الخمر، ح: ٢٢٢٦ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ١٥٨٠ من حديث سليمان الأعمش به.

٣٤٩١- تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي معاوية الضرير به، انظر الحديث السابق.

٣٤٩٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۳۴۹۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلہ (طعام) خریدا ہو تو اسے اپنے قبضے میں لیے بغیر فروخت نہ کرے۔“

٣٤٩٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ قالَ: كُنَّا في زَمَانِ رَسُولِ الله ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ المَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ. يَعْنِي جُزَافًا.

۳۴۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غلہ خریدا کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ ہمارے پاس آدمی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ ہم اسے فروخت کرنے سے پہلے خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرلیں۔ یعنی اندازے سے (جو) خرید وفروخت کرتے تھے (اس سے منع کردیا گیا۔)

٣٤٩٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ [عُبَيْدِالله] قالَ: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قالَ: كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ جِزَافًا بِأَعْلَى السُّوقِ، فَنَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.

۳۴۹۴- حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ لوگ منڈی کی بالائی جانب اندازے سے غلہ خریدتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فروخت کرنے سے منع فرما دیا، یہاں تک کہ وہ اسے دوسری جگہ منتقل کرلیں۔

فائدہ: [جُزَافًا] کے معنی ہیں کہ اس کا کیل (ناپ) یا وزن متعین نہ ہوتا تھا بلکہ ویسے ہی ایک ڈھیر کا سودا کرلیا جاتا تھا' اور پھر اسے ویسے ہی تولے بغیر اور قبضے میں لیے بغیر ڈھیر ہی کی شکل میں فروخت کردیا جاتا تھا۔ اسے بعض حضرات نے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن احادیث کے الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلہ ناپ تول کرلیا جائے یا ڈھیری کی شکل میں، اسے قبضے میں لیے بغیر یا ناپ' تول کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ اور ڈھیری کا قبضہ یہی ہے کہ اسے دوسری جگہ منتقل کردیا جائے۔

٣٤٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض . . . الخ، ح: ٢١٣٦، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤٠.

٣٤٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤١، ورواه البخاري، ح: ٢١٢٣ من حديث نافع به.

٣٤٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب منتهى التلقي، ح: ٢١٦٧ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ١٥٢٦/ ٣٤ من حديث عبيدالله به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥.

٣٤٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا عَمْرٌو عن المُنْذِرِ ابنِ عُبَيْدٍ المَدِينِيِّ أَنَّ الْقَاسِمَ بنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

۳۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جس نے متعین کیل (ناپ) میں غلہ خریدا ہو' تو اسے قبضے میں لیے بغیر آگے فروخت کردے۔

٣٤٩٦- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ طَاوُسٍ عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ» زَادَ أَبُو بَكْرٍ قالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قالَ: أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ يَبْتَاعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرَجًّى.

۳۴۹۶- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلہ خریدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ ناپ لے۔'' (اپنے قبضے میں لے لے۔) (راوی) ابوبکر نے مزید کہا کہ طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ لوگ اسے سونے کے بدلے خرید لیتے ہیں' حالانکہ وہ (غلہ) ابھی بہت دور ہوتا ہے۔ (فروخت کرنے والے کے پاس پہنچا ہی نہیں ہوتا۔)

فائدہ: ان تعلیمات کی حکمتیں واضح ہیں مقصد یہ ہے کہ منڈی میں جمود نہ رہے۔ مال اور سرمایہ حرکت میں آئے۔ مزدوروں کو مزدوری اور لوگوں کو رزق آسانی اور ارزانی سے ملے۔ آج کل اشیا کے مہنگے ہونے کا بڑا سبب ہی یہ ہے کہ مال ایک جگہ سٹور میں پڑا ہوتا ہے اور سرمایہ دار اسے وہیں ایک دوسرے کو فروخت کرتے چلے جاتے ہیں یا مال ابھی ایک خریدار کے قبضے میں آیا نہیں ہوتا کہ وہ اسے آگے فروخت کر دیتا ہے اور وہ پھر اسے آگے فروخت کر دیتا ہے۔ یہ سب صورتیں شرعی اصولوں سے متصادم ہیں اور ان کا حاصل کمر توڑ مہنگائی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

٣٤٩٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ

۳۴۹۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے'

٣٤٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب النهي عن بيع ما اشترى من الطعام بكيل حتى يستوفي، ح:٤٦٠٨ من حديث ابن وهب به * عمرو هو ابن الحارث، ومنذر بن عبيد، وثقه ابن حبان وحده، والحديث الآتي يغني عن حديثه.

٣٤٩٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح:١٥٢٥/ ٣١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ٦/ ٣٦٩، ورواه البخاري، ح:٢١٣٢ من حديث ابن طاوس به.

٣٤٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٥٢٥ من حديث حماد بن زيد، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيوع، ◄◄

حَرْبٍ قالَا : حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح : وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ - وَهٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ - عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ». قالَ سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ : «حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ». زَادَ مُسَدَّدٌ قالَ : وقَالَ ابنُ عَبَّاس : وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی غلہ خریدے تو جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ لے لے فروخت نہ کرے۔“ سلیمان بن حرب کے لفظ تھے: [حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ] مسدد نے اضافہ کیا کہ طاؤس نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: اور میرا خیال ہے کہ ہر چیز طعام (غلے) کی طرح ہے۔ (یعنی خرید کردہ چیز کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہیں کرنا چاہیے' خواہ اس کی نوعیت کوئی ہو۔)

٣٤٩٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال : رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ إِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جُزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُبْلِغَهُ إِلَى رَحْلِهِ.

۳۴۹۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اگر کوئی غلے کا ڈھیر خریدتا اور پھر وہیں فروخت کر دیتا تو اس پر اسے سزا دی جاتی تھی' حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جائے۔



٣٤٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ : حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ : حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن عُبَيْدِ بنِ حُنَيْنٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال : ابْتَعْتُ زَيْتًا فِي السُّوقِ فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي لَقِيَنِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْحًا حَسَنًا

۳۴۹۹- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بازار میں تیل خریدا۔ جب میں نے اسے وصول کر لیا تو مجھے ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے عمدہ منافع کی پیشکش کی۔ میں نے چاہا کہ (اسے قبول کرتے ہوئے) اس کے ہاتھ پر ہاتھ ماروں۔ تو ایک شخص نے میرے پیچھے سے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت

◀◀ باب بيع الطعام قبل أن يقبض . . . الخ، ح : ٢١٣٥ من حديث عمرو بن دينار به .

٣٤٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب : كم التعزير والأدب؟ ح : ٦٨٥٢، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح : ١٥٢٧/ ٣٧ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح : ١٤٥٩٨ .

٣٤٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ٥/ ١٩١ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، ح : ١١٢٠ .

فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفَتُّ فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَحُوزَهُ إِلَى رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا: جہاں تم نے اسے خریدا ہے اسی جگہ مت بیچو حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خریدنے کی جگہ ہی پر اس مال کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ تاجر اسے اپنی اپنی منزل پر لے جائیں۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم منڈی اور بازار میں بھی فرامین رسول ﷺ پر سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔

(المعجم ٦٦) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ عِنْدَ الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ (التحفة ٦٨)

باب:٦٦- جو شخص معاملہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ ''دھوکا اور فریب نہیں''

٣٥٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

٣٥٠٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ لوگ خرید وفروخت میں مجھے دھوکا دے جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جب تم معاملہ کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ ''دھوکا فریب نہیں۔'' چنانچہ وہ سودا کرتے ہوئے کہا کرتا تھا: [لَا خِلَابَة] ''دھوکا فریب نہیں۔''

فائدہ: اس شرط اور صراحت کے ساتھ اگر بعد میں واضح ہو کہ دوسرے فریق نے کوئی دھوکا دیا ہے' تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔

٣٥٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ الأَرُزِّيُّ وَ إِبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ

٣٥٠١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص تھا جو معاملہ

٣٥٠٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع، ح: ٢١١٧ من حديث مالك، ومسلم، البيوع، باب من يخدع في البيع، ح: ١٥٣٣ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٥.

٣٥٠١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء فيمن يخدع في البيع، ح: ١٢٥٠، والنسائي، ح: ٤٤٩٠، وابن ماجه، ح: ٢٣٥٤ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٦٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٠١، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

الْكَلْبِيُّ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ: قالَ مُحَمَّدٌ: عَبْدُ الوَهَّابِ ابنُ عَطَاءٍ، قالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ. فَأَتَى أَهْلُهُ نَبِيَّ الله ﷺ فَقَالُوا: يَانَبِيَّ الله! احْجُرْ عَلَى فُلَانٍ فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاه النَّبِيُّ ﷺ فَنَهَاهُ عَن الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي لا أَصْبِرُ عن الْبَيْعِ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكٍ لِلْبَيْعِ، فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ وَلا خِلَابَةَ». قالَ أَبُو ثَوْرٍ عن سَعِيدٍ.

کرنے میں سادہ اور کمزور تھا۔ اس کے گھر والے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! فلاں پر پابندی لگا دیجیے۔ وہ خرید وفروخت کرتا ہے حالانکہ وہ معاملہ طے کرنے میں بہت کمزور ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے بلایا اور خرید وفروخت سے منع فرمایا، تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کام سے رہ نہیں سکتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم خرید وفروخت نہیں چھوڑ سکتے، تو کہا کرو: لاؤ اور لو (معاملہ نقد کرو) اور دھوکا فریب نہیں۔“ ابوثور نے [أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ] کی بجائے [عَنْ سَعِيد] کہا۔

(المعجم ٦٧) - بَابٌ: فِي الْعُرْبَانِ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٧- پیشگی دیا ہوا بیعانہ مار لینا جائز نہیں

٣٥٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّهُ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ فِيمَا نُرَى وَالله أَعْلَمُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يَقُولُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا عَلَى أَنِّي إِنْ

٣٥٠٢- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [بیع العُربان] سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک ؒ نے کہا: اس کی صورت جیسے کہ ہم سمجھتے ہیں یہ ہے...... اور اللہ بہتر جانتا ہے...... کوئی کسی سے غلام خریدے یا جانور کرایہ پر لے، پھر اس سے کہے کہ میں تجھے ایک دینار دیے جاتا ہوں، اگر میں نے یہ سودا یا کرائے پر لینا چھوڑ

٣٥٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بيع العربان، ح: ٢١٩٢ من حديث مالك به * المبلغ هو ابن لهيعة (التمهيد: ٢٤/١٧٧)، وصرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبدالرحمٰن بن أبي ذباب كما في البيهقي: ٥/٣٤٣، وسنده حسن، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٦٠٩، والتمهيد: ٢٤/١٧٦، والاستذكار، ح: ١٢٥١، والزرقاني، ح: ١٣٣١ مالك عن الثقة عنده عن عمرو بن شعيب به . . . الخ.

تَرَكْتُ السِّلْعَةَ أَوِ الْكِرَاءَ فَمَا أَعْطَيْتُكَ لَكَ.

دیا (نہ لیا) تو جو میں نے تجھے دیا یہ تیرا ہوا۔ (ورنہ اصل قیمت میں شمار ہوگا۔)

(المعجم ٦٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ (التحفة ٧٠)

باب:٦٨- جو چیز انسان کے پاس نہ ہو' اس کا فروخت کرنا

٣٥٠٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبِي بِشْرٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ قالَ: يَارَسُولَ الله! يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي، أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ فقَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

٣٥٠٣- حضرت حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنی چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی' تو کیا میں اس کے لیے بازار سے خرید لوں؟ آپ نے فرمایا: ''جو تیرے پاس نہیں ہے وہ مت بیچ۔''



توضیح: ① دکاندار بعض اوقات اپنے گاہکوں کی کئی مطلوبہ چیزیں جو ان کے پاس نہیں ہوتیں اسی وقت بازار سے منگوا کر دیتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ گاہک بس ان ہی سے متعلق رہے' یہ صورت جائز نہیں۔ وہی سودا بیچنا چاہیے جو موجود ہو۔ الا یہ کہ گاہک از خود دکاندار سے چیز منگوا کر دینے کا مطالبہ کرے۔ ② کوئی جانور جو بھاگ گیا ہو اسے فروخت کر دینا' یا کوئی مال فریقین میں متنازع ہو' تو فیصلہ اور قبضہ ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا جائز نہیں۔ ③ کوئی چیز خرید رکھی ہو مگر وصول نہ کی ہو اور قبضے میں نہ آئی ہو' تو اس کو بیچنا ناجائز ہے۔ خیال رہے کہ معروف تجارتی طریق پر بیع سلف (سلم) کا معاملہ جائز ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

٣٥٠٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو ابنُ شُعَيْبٍ: حدَّثَنِي أَبِي عن أَبِيهِ، عن

٣٥٠٤- حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادھار اور بیع اور ایک بیع میں دو شرطیں حلال نہیں ہیں' اور اس چیز کا نفع

٣٥٠٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح:١٢٣٢، وابن ماجه، ح:٢١٨٧، والنسائي، ح:٤٦١٧ من حديث أبي بشر به، وقال الترمذي: "حسن"، وله طرق عند ابن الجارود، ح:٦٠٢ وغيره.

٣٥٠٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح:١٢٣٤، وابن ماجه، ح:٢١٨٨ من حديث إسماعيل، والنسائي، ح:٤٦١٥ من حديث أيوب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٦٠١، والحاكم: ٢/ ١٧، ووافقه الذهبي.

أَبِيهِ حَتَّى ذَكَرَ عَبْدَ اللهِ بنَ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

بھی حلال نہیں جو تیری اپنی ضمانت میں نہیں اور جو چیز تیرے پاس (یعنی قبضے میں) نہ ہو اسے مت فروخت کر۔

توضیح: ادھار اور بیع: اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص نقد اور ادھار کی قیمتوں میں فرق کو ناجائز سمجھتا ہے لیکن حیلے سے یہ انداز اختیار کرے کہ کوئی چیز خریدے مگر رقم پاس نہ ہو تو پھر اسی دکاندار تاجر سے رقم ادھار لے لے تاکہ بیع کی قیمت ادا کر دے۔ ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ میں تین لاکھ کا یہ مکان تجھے دو لاکھ میں دیتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے پانچ لاکھ ادھار دے یا میں تجھے یہ غلام پچاس دینار میں بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے ایک ہزار درہم ادھار دے وغیرہ۔ اور اس میں بنیادی علت ربا (سود) ہے۔

ایک بیع میں دو شرطیں: مثلاً میں تجھے یہ چیز فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آگے فروخت نہ کرے اور نہ ہبہ کرے۔ یا یہ کپڑا فروخت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ میں ہی سلوا دوں گا اور دھلوا بھی دوں گا۔ بعض علماء نے [بَيْعَةٌ فِي بَيْعَتَيْنِ] کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے گزشتہ حدیث: ۳۴۶۱ کے فوائد۔ باقی کی تفصیل پچھلی حدیث کے فائدے میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ (التحفة ٧١)

باب: ۶۹- بیع میں ایک شرط کر لینا

٣٥٠٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن زَكَرِيَّا، أخبرنا عَامِرٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: بِعْتُهُ يَعْني بَعِيرَهُ، مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، قالَ في آخِرِهِ: «تُرَانِي إِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِأَذْهَبَ بِجَمَلِكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَثَمَنَهُ فَهُمَا لَكَ».

۳۵۰۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا اور ان سے شرط کر لی کہ میں اپنے گھر تک اس پر سواری کروں گا۔ اس حدیث کے آخر میں کہا: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ”کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارا نقصان کیا ہے تاکہ میں تمہارا اونٹ لے لوں؟ جاؤ! اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی۔ دونوں ہی تمہارے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① بیع میں اس کے کچھ دیر تک استعمال کی ایک شرط کر لینا جائز ہے۔ ② اگر ایسے ہی احسان کرنا

٣٥٠٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمىً جاز، ح: ٢٧١٨، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ٧١٥ بعد، ح: ١٥٩٩ من حديث زكريا به.

مقصود ہو تو صاحب ضرورت کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: فِي عُهْدَةِ الرَّقِيقِ (التحفة ٧٢)

باب: ٧٠- غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت

٣٥٠٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ».

٣٥٠٦- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت تین دن تک ہے۔'' (توضیح درج ذیل ہے۔)

٣٥٠٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ: «إنْ وَجَدَ دَاءً فِي الثَّلَاثِ لَيَالِي رُدَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، وَإنْ وَجَدَ دَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُلِّفَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ وَبِهِ هٰذَا الدَّاءُ».

٣٥٠٧- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: اگر تین (دن) رات تک اس میں کسی عیب سے مطلع ہوا تو گواہ پیش کیے بغیر ہی اسے واپس کر سکے گا۔ اور اگر تین دن کے بعد مطلع ہوا تو اسے گواہ پیش کرنا ہوگا کہ جب اسے خریدا تھا تو اس میں یہ عیب تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ توضیح جناب قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم علماء کی عام رائے یہی ہے کہ اگر کوئی شخص غلام خریدے لیکن اس میں کوئی عیب نکل آئے' تو تین دن کے اندر اسے واپس کیا جا سکتا ہے اور مالک کے لیے ضروری ہوگا کہ اسے واپس لے لے' کیونکہ وہ اس بات کا ضامن ہے کہ جس غلام کو وہ بیچ رہا ہے' وہ صحیح ہو اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔

(المعجم ٧١) - بَابٌ: فِيمَنِ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا (التحفة ٧٣)

باب: ٧١- غلام خریدا اور اسے کام پر لگایا' بعد ازاں اس کے عیب پر مطلع ہوا

٣٥٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، باب التجارات، باب عهدة الرقيق، ح: ٢٢٤٥ من حديث الحسن البصري به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبة"، وله طريق آخر ضعيف عند ابن ماجه، ح: ٢٢٤٤.

٣٥٠٧ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٥٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: أخبرنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن مَخْلَدِ بنِ خُفَافٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْخَرَاجُ بالضَّمَانِ».

۳۵۰۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آمدنی کا حق دار وہی ہے جو ضامن ہو۔“

توضیح: غلام نے جو کچھ کمایا وہ خریدار کا ہے۔ اس مدت میں اگر اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اسے واپس کیا تو صرف غلام واپس ہوگا' اس کی کمائی نہیں' کیونکہ بالفرض اگر ان دنوں میں غلام مرجاتا' تو یہ نقصان خریدار ہی کا ہوتا۔

٣٥٠٩- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن سُفْيَانَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن مَخْلَدِ بنِ خُفَافٍ الْغِفَارِيِّ قال: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أُنَاسٍ شَرِكَةٌ في عَبْدٍ فَاقْتَوَيْتُهُ وَبَعْضُنَا غَائِبٌ فَأَغَلَّ عَلَيَّ غَلَّةً فَخَاصَمَنِي في نَصِيبِهِ إِلَى بَعْضِ الْقُضَاةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَرُدَّ الْغَلَّةَ، فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ فَحَدَّثْتُهُ فَأَتَاهُ عُرْوَةُ فَحَدَّثَهُ عن عَائِشَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ».

۳۵۰۹- جناب مخلد بن خفاف غفاری ؒ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میری ایک غلام میں شراکت تھی' میں نے اسے کام پر لگایا جبکہ میرا ساتھی غائب تھا۔ تو وہ غلام میرے لیے کما کر لایا۔ میرے شریک نے اپنے حصے کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کر دیا۔ تو قاضی نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا حصہ ادا کر دوں۔ چنانچہ میں حضرت عروہ بن زبیر کے پاس آیا اور واقعہ انہیں بتایا' تو وہ قاضی کے پاس گئے اور اسے حضرت عائشہ ؓ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔“

توضیح: اس صورت میں غالباً مخلد نے اپنے شریک سے اتفاق کیے بغیر کام کروایا۔ اس لیے غلام ان کی ضمان میں ہوگیا۔ اگر شریک سے اتفاق کیا گیا ہوتا تو پھر وہ بھی اس کی آمدنی میں حصہ دار ہوتا۔ (از ترجمہ: علامہ وحید الزمان)

٣٥١٠- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مَرْوَانَ:

۳۵۱۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی

٣٥٠٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء فيمن يشترى العبد ... الخ، ح: ١٢٨٥، وابن ماجه، ح: ٢٢٤٢، والنسائي، ح: ٤٤٩٥ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١١٢٥، وابن الجارود، ح: ٦٢٧.

٣٥٠٩ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٥١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الخراج بالضمان، ح: ٢٢٤٣ من حديث مسلم بن خالد به، وهو ضعيف، وتابعه خالد بن مهران مقتصرا على المرفوع فقط، (تاريخ بغداد: ٨/ ٢٩٧، ٢٩٨)، ◀◀

حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ غُلَامًا فأَقَامَ عِنْدَهُ مَاشَاءَ الله أَنْ يُقِيمَ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ الله! قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِي، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ».

ہیں کہ ایک شخص نے غلام خریدا' پھر جب تک اللہ نے چاہا' وہ اس کے پاس رہا۔ بعدازاں اسے غلام کے کسی عیب کی خبر ہوئی تو وہ اس کا معاملہ نبی ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ نے اسے بیچنے والے کو واپس کرا دیا' تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے آمدنی بھی لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِذَاكَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند معیاری نہیں ہے۔

(المعجم ٧٢) - بَابٌ: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ (التحفة ٧٤)

باب:۷۲-جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں اختلاف ہو جائے اور چیز موجود ہو

٣٥١١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَني عُمَرُ بنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ: أخبرنَا أَبِي عن أَبِي عُمَيْسٍ قَالَ: أخبرَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ قَيْسِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الأَشْعَثِ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قَالَ: «اشْتَرَى الأَشْعَثُ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمُسِ مِنْ عَبْدِ الله بِعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَرْسَلَ عَبْدُ الله إِلَيْهِ فِي ثَمَنِهِمْ، فقالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعَشَرَةِ آلَافٍ، فَقَالَ عَبْدُ الله: فَاخْتَرْ رَجُلًا يَكُونُ

۳۵۱۱- جناب عبدالرحمٰن بن قیس بن محمد بن اشعث اپنے والد (قیس) سے اور وہ عبدالرحمٰن کے دادا (محمد) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیس ہزار میں کچھ غلام خریدے جو کہ خمس کے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قیمت لینے کے لیے آدمی بھیجا' تو اس نے کہا کہ میں نے انہیں دس ہزار میں لیا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی آدمی کو منتخب کر لو جو ہم میں فیصلہ کر دے۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خود ہی میرے اور اپنے درمیان فیصلہ

◀◀ والسند إليه ضعيف، وصححه ابن حبان، ح:١١٢٦، وابن الجارود، ح:٦٢٦، والحاكم:٢/ ١٥، ووافقه الذهبي، وأعله الترمذي، ح:١٢٨٦، والحديث السابق برقم:٣٥٠٨ يغني عنه.

٣٥١١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب خلاف المتبايعين في الثمن، ح:٤٦٥٢ من حديث عمر ابن حفص بن غياث به، وصححه ابن الجارود، ح:٦٢٥، والحاكم:٢/ ٤٥، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح:٦٢٤ وغيره.

بَيْنِي وَبَيْنَكَ. قَالَ الأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَتَارَكَانِ».

کر دیں۔ تو حضرت عبداللہ ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جب خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان اختلاف ہو جائے اور ان میں کوئی گواہ نہ ہو' تو بات فروخت کرنے والے کی معتبر ہوگی' یا وہ دونوں ہی سودا چھوڑ دیں۔''

فائدہ: اس میں اختلاف کے خاتمے کے لیے ایک مناسب طریقہ تجویز کیا گیا ہے۔

٣٥١٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا ابنُ أبي لَيْلَى عن الْقَاسِمِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبيهِ: أَنَّ ابنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الأَشْعَثِ بنِ قَيْسٍ رَقِيقًا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

۳۵۱۲- جناب قاسم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے حضرت اشعث بن قیس ؓ کو غلام بیچے۔ اور الفاظ میں کمی بیشی ہے۔ مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ٧٣) - بَابٌ: فِي الشُّفْعَةِ (التحفة ٧٥)

باب:۷۳- شفعہ کا بیان

٣٥١٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشُّفْعَةُ في كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ».

۳۵۱۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ ہر مشترک زمین یا باغ میں ہے' اسے اپنے شریک کو خبر دیے بغیر فروخت کرنا درست نہیں۔ اگر (بلا اطلاع) فروخت کر دیا ہو تو وہ شریک ہی زیادہ حقدار ہے حتیٰ کہ وہ دوسرے کے لیے اجازت دے دے۔''

٣٥١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۳۵۱۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

٣٥١٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب: البيعان يختلفان، ح: ٢١٨٦ من حديث هشيم به، ورواه عمر بن قيس الحاصر عن القاسم بن عبدالرحمٰن به، (الدارقطني: ٣/ ٢٠)، وللحديث شواهد.

٣٥١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الشفعة، ح: ١٦٠٨ من حديث ابن جريج به.

٣٥١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ٦٩٧٦ من حديث معمر به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٦، ومصنف عبدالرزاق، ح: ١٤٣٩١، ومن طريقه رواه الترمذي، ح: ١٣١٢، وقال: "حسن صحيح".

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشُّفْعَةَ في كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک غیر تقسیم شدہ چیز میں شفعہ رکھا ہے، لیکن جب حدود متعین ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

۳۵۱۵- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبي سَلَمَةَ، أَوْ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، أَوْ عَنْهُمَا جَمِيعًا، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قُسِمَتِ الأَرْضُ وَحُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا».

۳۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زمین تقسیم ہو جائے اور حدود متعین ہو جائیں، تو اس میں کوئی شفعہ نہیں۔“

۳۵۱۶- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مَيْسَرَةَ: سَمِعَ عَمْرَو بنَ الشَّرِيدِ: سَمِعَ أَبَا رَافِعٍ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

۳۵۱۶- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”ہمسایہ اپنے قرب کی بنا پر زیادہ حق دار ہوتا ہے۔“

۳۵۱۷- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن

۳۵۱۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”گھر کا ہمسایہ ہمسائے کے گھر یا زمین کا زیادہ

۳۵۱۵ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٠٤ من حديث الحسن بن الربيع به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٩٧ من طريق آخر عن الزهري به، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۱۶ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ٦٩٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

۳۵۱۷ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الشفعة، ح: ١٣٦٨ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٤٤.

سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوِ الأَرْضِ». حقدار ہے۔"

فوائد ومسائل: ① شفعہ ' شَفَعَ ' سے ماخوذ ہے اور لغت میں اس کے معنی جوڑا ہونا' اضافہ کرنا اور اعانت کرنا آتے ہیں۔ شرعاً یہ ہے کہ "مشترک یا ملحق زمین ومکان کو فروخت کرتے وقت شریک ساتھی کو جو حق خریداری کا اوّلین حق رکھتا تھا' بتائے بغیر کسی اور کو منتقل کر دیا گیا ہو تو اسے واپس لوٹانا" شفعہ کہلاتا ہے' بشرطیکہ قیمت وہی ہو جو اجنبی نے دی ہو۔ ② حدیث: ۳۵۱۵ اور ۳۵۱۶ میں ہمسائے سے مراد شریک ہے' جیسا کہ متعدد روایات میں صراحت ہے۔ اسی کی تائید حدیث: ۳۵۱۸ سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ جس ہمسائے کا راستہ ایک ہو' وہی ہمسایہ شفعہ کا حق دار ہوگا۔ اگر راستہ مشترک نہ ہو' بلکہ الگ الگ ہو' ایک دوسرے کی حدود متعین ہوں' تو پھر محض ہمسایہ ہونے کی بنا پر وہ شفعہ کا حق دار نہیں ہوگا۔ شفعہ کا حق دار صرف وہی ہوگا جو زمین یا باغ میں شریک ہوگا۔

۳۵۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ المَلِكِ عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا».

۳۵۱۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمسایہ' ہمسائے پر شفعہ کا زیادہ حقدار ہے' اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے' بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو۔"

(المعجم ٧٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ (التحفة ٧٦)

باب: ۷۴- اگر کوئی کنگال اور دیوالیہ ہو جائے اور قرض خواہ بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے

۳۵۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ المَعنى عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أبي

۳۵۱۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی کنگال اور مفلس ہو جائے اور پھر کوئی (مال دینے والا) اپنا مال اس کے پاس بعینہٖ

٣٥١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب الشفعة بالجوار، ح: ٢٤٩٤ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٣، وقال الترمذي، ح: ١٣٦٩ "حسن غريب".

٣٥١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع .... الخ، ح: ٢٤٠٢، ومسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس فله الرجوع فيه، ح: ١٥٥٩ النسخة الهندية: ٢/ ١٧ من حديث زهير به، وهو ابن معاوية الجعفي أبوخيثمة، والحديث في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٧٨، ووقع في بعض نسخ صحيح مسلم "زهير بن حرب"، وهو خطأ.

بَكْرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن عُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

پائے' تو دوسروں کی نسبت وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔"

فائدہ: حدیث میں مذکور صورت میں اگر بائع (فروخت کنندہ) نے کوئی قیمت وصول نہ کی ہو اور مال بعینہ موجود ہو تو بیع فسخ سمجھی جائے گی اور مال واپس ہوگا۔ اگر اس مال میں کوئی تصرف کیا گیا ہو تو دیگر قرض خواہ بھی اس میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔

٣٥٢٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي بَكْرِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي فَصَاحِبُ المَتَاعِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ».

٣٥٢٠- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ؒ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی مال بیچا ہو اور پھر خریدار کنگال ہو گیا ہو اور بیچنے والے نے اس کی کوئی قیمت وصول نہ کی ہو پھر وہ اپنے مال کو اس کے پاس بعینہ پائے' تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا' اگر خریدار فوت ہو جائے تو مال والا دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برابر ہوگا۔"

٣٥٢١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ يَعني ابنَ وَهْبٍ: أخبرَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ. زَادَ: «وَإِنْ كَانَ قَدْ قَضَى

٣٥٢١- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ؒ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... (مذکورہ بالا) حدیث مالک (٣٥٢٠ نمبر) کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں مزید کہا: "اگر اس کی کچھ قیمت وصول کر لی ہو تو پھر وہ اس میں دیگر قرض خواہوں کے برابر حق رکھتا ہوگا۔"

٣٥٢٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٧٨.

٣٥٢١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، ورواه ابن ماجه، الأحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح: ٢٣٥٩ من حديث ابن شهاب الزهري به.

مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا».

[قال أبو بكرٍ: وقَضى رَسُولُ اللهِ ﷺ: أنَّه من تُوُفِّيَ وعِنْدَه سِلْعَةُ رَجُلٍ بِعَيْنِهَا لَمْ يَقْضِ من ثَمَنِهَا شَيْئًا، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا].

ابوبکر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی شخص کا مال بعینہ موجود ہو' اس نے اس کو کوئی قیمت بھی ادا نہ کی ہو تو صاحب مال دوسرے قرض خواہوں جیسے سلوک کا مستحق ہوگا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ مَالِكٍ أَصَحُّ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مالک کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ (یعنی حدیث: ۳۵۲۰)

۳۵۲۲- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، يَعني الْخَبَائِرِيَّ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ عَيَّاشٍ، عن الزُّبَيْدِيِّ، قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُحَمَّدُ بنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهُذَيْلِ الْحِمْصِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، قالَ: «فَإِنْ كَانَ قَضَاهُ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ، وَأَيُّمَا امْرِىءٍ هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَتَاعُ امْرِىءٍ بِعَيْنِهِ اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ».

۳۵۲۲- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کی' انہوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند بیان کیا' کہا: ''اگر اس کی قیمت سے کچھ وصول کر لیا ہو تو باقی میں وہ دیگر قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس کسی کا مال بعینہ موجود ہو' وہ خواہ اس کی قیمت وصول کر چکا ہو یا نہ' تو وہ باقی قرض خواہوں کے ساتھ ہوگا۔''

۳۵۲۳- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ:

۳۵۲۳- جناب عمر بن خلدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۳۵۲۲ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح:۳۵۱۹ والذي بعده، وأخرجه البيهقي:٦/٤٧ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح:٦٣١، وللحديث شواهد.

۳۵۲۳ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح:٢٣٦٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في مسند الطيالسي، ح:٢٣٧٥، وصححه ابن الجارود، ح:٦٣٤، والحاكم:٢/٥٠، ووافقه الذهبي * أبوالمعتمر وثقه غير واحد بتصحيح حديثه، وهو حسن الحديث.

حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عن عُمَرَ بنِ خَلْدَةَ قالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ: «مَنْ أَفْلَسَ أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

اپنے ایک صاحب کے سلسلے میں، جو مفلس ہو گیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا: میں ہر صورت رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا۔ (فرمایا:) جو شخص مفلس یا فوت ہو جائے اور مال والا بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے، تو وہی اس مال کا زیادہ حقدار ہو گا۔

[قال أَبو داوُدَ: مَنْ يأخُذُ بِهٰذا، أَبو الْمُعْتَمِرِ من هُوَ؟ أي لَا نَعْرِفُهُ].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کون اس حدیث کو قبول کرے گا۔ (راویٔ حدیث) ابوالمعتمر کون ہے؟ یعنی ہم اس کو نہیں جانتے۔

فائدہ: اس حدیث میں بغیر شرط کے قرض خواہ کو اپنا مال لے جانے کی اجازت مذکور ہے۔ پچھلی احادیث میں جو صحیح ہیں اس کی شرطیں بیان ہوئی ہیں کہ لینے والا زندہ ہو اور چیز دینے والے نے قیمت کا کچھ حصہ بھی وصول نہ کیا ہو تو بعینہ اپنا مال لے جا سکتا ہے۔ ورنہ ایسا قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ ہو گا اور اسی شرح سے حصہ پائے گا۔ امام ابوداود نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد واضح کر دیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو پتہ چل جائے گا کہ جو لوگ اس حدیث کی بنا پر اپنی چیز لے جانے کا دعویٰ کریں یا فتویٰ دیں، تو قابل قبول نہ ہو گا کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔ اس صورت میں اس کے عموم کو گزشتہ احادیث کی رُو سے خاص کر دیا جائے گا، یعنی واپسی کے لیے ان شرطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہو گا جو دوسری احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

(المعجم ٧٥) - بَابٌ: فِيمَنْ أَحْيَا حَسِيرًا (التحفة ٧٧)

باب:۷۵- جس نے کسی لاچار ضعیف متروک جانور کو صحت مند بنا لیا ہو، تو؟

٣٥٢٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُوسَى: حَدَّثَنا أَبَانُ عَنْ عُبَيْدِالله بنِ حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عن الشَّعْبِيِّ

۳۵۲۴- جناب عامر شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جسے کوئی ایسا جانور ملا ہو کہ اس کے مالک اس کو چارہ دینے سے عاجز آ گئے ہوں اور پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہو، تو جو کوئی اسے لے لے اور

٣٥٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٦٨، والبيهقي: ٦/ ١٩٨ من حديث أبي داود به * عبيدالله بن حميد مجهول الحال، روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان.

وَقَالَ: عَنْ أَبَانَ أَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَجَدَ دَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَعْلِفُوهَا فَسَيَّبُوهَا فَأَخَذَهَا فَأَحْيَاهَا فَهِيَ لَهُ».

اسے زندہ کرلے تو وہ اسی کا ہوا۔''

قَالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: قَالَ عُبَيْدُاللهِ: فَقُلْتُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

(امام ابوداود رحمہ اللہ) ابان کی حدیث میں فرماتے ہیں: عبیداللہ (بن حمید) کہتے ہیں: میں نے جناب عامر سے پوچھا کہ یہ کس سے مروی ہے؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے کئی ایک صحابۂ کرام سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثُ حَمَّادٍ، وَهُوَ أَبْيَنُ وَأَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب حماد کی ہے اور واضح اور کامل ہے۔

٣٥٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَمَّادٍ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ دَابَّةً بِمَهْلَكٍ فَأَحْيَاهَا رَجُلٌ فَهِيَ لِمَنْ أَحْيَاهَا».

٣٥٢٥- جناب شعبی رحمہ اللہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی تباہ حال جانور کو چھوڑ دیا ہو اور کوئی دوسرا اسے زندہ کرلے (یعنی علاج معالجہ اور خدمت سے) تو یہ اس کا ہوا جس نے اسے زندہ کیا۔''

فائدہ: یہ الگ باب باندھ کر اس مسئلے کو صرف امام ابوداود رحمہ اللہ نے نمایاں کیا ہے۔ اس کے تحت مذکورہ احادیث بھی امام ابوداود ہی کی سند سے دوسرے محدثین تک پہنچی ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی جانور بالکل موت کے منہ میں پہنچ چکا ہو' اس کی زندگی کی اُمید ختم ہو چکی ہو اور مالک نے اس سے ہاتھ اٹھا لیا ہو' تو جو کوئی اسے علاج اور خدمت کے ذریعے سے تندرست کرلے وہ اسی کا ہو جائے گا۔ بنیادی اصول یہ ہوا کہ کسی جاندار کی زندگی ختم ہوتی دکھائی دے اور پہلے مالک نے اسے چھوڑ دیا ہو تو جو اس کو موت سے بچا کر اس کی زندگی کا تسلسل قائم کرلے گا' وہ آئندہ کے لیے اس کو استعمال کرے گا۔

⊙ اعضا کی پیوندکاری کا مسئلہ: اپنے اعضا کے بارے میں بعض لوگ وصیت کر جاتے ہیں کہ موت کے بعد دوسرے

٣٥٢٥- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٨ من حديث أبي داود به.

ضرورت مندوں کو دے دیے جائیں۔ اس پر بحث و تمحیص جاری ہے۔ اکثر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن جواز کا یہ فتویٰ ضرورت اور مصلحت انسانی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل' مولانا خالد سیف رحمانی' ص: ۲۱۰ تا ۲۱۴)
اس کے جواز کے لیے باقاعدہ قیاس صحیح کی کوئی صورت تو اب تک سامنے نہیں آئی۔ صرف یہی کہا جاتا ہے کہ آنکھیں اور گردے وغیرہ انسان کے مرنے کے بعد یقینی طور پر ختم ہو کر مٹی میں مل جانے ہوتے ہیں۔ ان کو اگر اس طرح محفوظ کر لیا جائے کہ ان سے دوسرے انسان فائدہ اٹھالیں' تو اچھی بات ہی ہے۔ جو اہل علم اس کے جواز کے مخالف ہیں ان کی طرف سے یہ نکات اٹھائے جاتے ہیں:

☜ مرنے والا کس طرح اپنا عضو دوسرے کے حوالے کرنے کی وصیت کر سکتا ہے جبکہ وہ خود اس عضو کا مالک نہیں ہوتا۔ انسان اپنی جان کا بھی مالک نہیں۔ اسی لیے وہ اپنی جان نہیں لے سکتا۔ انسان اپنی صوابدید پر اپنے اعضا کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس سلسلے میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ ''حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کش کی تھی کہ مکہ سے ہجرت کر کے بنو دوس کے محفوظ قلعے میں تشریف لے آئیں لیکن یہ سعادت اللہ نے انصار کے لیے مقدر فرمائی تھی اس لیے آپ نے یہ پیش کش قبول نہ کی اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ بھی اپنی قوم کے ایک ساتھی کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ یہ ساتھی شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے اور تکلیف برداشت نہ کر سکے تو اپنا نیزہ اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ دونوں ہاتھوں سے خون ابل پڑا اور اسی حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خواب میں انہیں اچھی حالت میں دیکھا' البتہ انہوں نے اپنے ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ انہوں نے جواب دیا: اپنے نبی کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ حضرت طفیل نے پھر پوچھا: مجھے نظر آ رہا ہے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ڈھانپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: مجھ سے کہہ دیا گیا کہ ''جو تو نے خود بگاڑا ہے اسے ہم ٹھیک نہیں کریں گے۔'' حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا' تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے میرے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو (بھی) بخش دے۔'' (صحيح مسلم' كتاب الإيمان' باب الدليل على ان قاتل نفسه لايكفر' حديث:١١٦)



☜ بظاہر یہ کافی وقیع اعتراض ہے لیکن جہاں تک ملکیت کا تعلق ہے یہ ثابت شدہ بات ہے کہ کسی انسان کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے' تو اس عضو کی دیت اسی انسان کو دی جاتی ہے۔ خون بہا بھی اس کے اپنے چھوڑے ہوئے ترکے کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اپنے اعضا کی ملکیت بھی اسی طرح انسان کو ملی ہوتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دوسری نعمتوں کی ملکیت اسے تفویض کر دی گئی ہوتی ہے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کا عمل یہ نہ تھا کہ انہوں نے موت کے منہ میں جاتے ہوئے اپنے کسی عضو کو بچا لیا ہو بلکہ اس کے بالکل برعکس تھا کہ زندہ ہاتھوں کی رگیں کاٹ کر ہاتھوں کو اور خود کو موت کے سپرد کر دیا' اس لیے ان کا عمل غلط تھا۔ کسی شخص کا وہ عمل جو اس کے برعکس ہے یعنی موت آ

بلکہ پسندیدہ ٹھہرے گا۔

☜ اعضا کی وصیت کو ناجائز قرار دینے والوں کا دوسرا نکتہ اس حدیث کے حوالے سے ہے کہ [كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ](سنن ابن ماجه' حديث:١٦١٧) ''مردے کی ہڈی توڑنا گناہ میں زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔'' اس پر تمام اعضا کو قیاس کیا جائے گا۔ اور جس طرح زندہ کا عضو نکالنا گناہ ہے اسی طرح مردہ کا عضو نکالنا بھی گناہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مردہ انسان کی ہڈی توڑنے یا مردے کی آنکھ' کان' ناک کاٹ کر لاش کا مسخ کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا زندہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا گناہ ہے۔ یہ ایک مجرمانہ عمل ہے' اس میں (زندہ یا مردہ حالت میں) دوسرے کی اہانت اور اپنے احساس کے مطابق اس کو اذیت دینے کی مکروہ خواہش کارفرما ہے۔ جس پر وہ یقیناً سخت عذاب کا مستحق ہے۔ اس کے برعکس اگر زندگی میں کسی کا کوئی عضو مردہ ہو جائے جس طرح گنگرین (ماس خورہ وغیرہ کی بیماری) لگنے سے ہاتھ پاؤں وغیرہ مردہ ہو جاتے ہیں' تو مردہ اور زندہ کو الگ کر کے مردہ حصے کو دفن کرنا اور جسم کے باقی زندہ حصے کو بچانا ضروری ہے' کیونکہ اس عمل کا مقصود اہانت یا اذیت کے برعکس زندہ حصے کی حفاظت ہے تو ایسا قطع عضو مطلوب ہوگا اور اس کوشش پر اجر و ثواب ملے گا۔ مرنے والے کے ایسے اعضا کو الگ کر لینا جن کو زندہ رکھا جا سکتا ہے اسی پسندیدہ اور ثواب کے عمل سے مشابہ ہے۔ یہ اہانت کے مقصد سے عضو کاٹنے والے کے عمل سے مشابہ نہیں' بلکہ اس سے یکسر مختلف عمل ہے۔



☜ قصاص میں مجرم کا عضو کاٹ دینا عین تقاضائے اسلام ہے' کیونکہ یہ ایذا یا اہانت کے لیے نہیں بلکہ' جس طرح اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ﴾ ''قصاص (بدلہ لینے) میں تمہارے لیے زندگی ہے۔'' یہ عمل مجموعی حیثیت سے حفاظت حیات کے لیے ہے' اسی لیے مطلوب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ محض عضو کا کاٹنا جرم نہیں' بلکہ غلط مقصد کے لیے کاٹنا جرم اور اچھے مقصد کے لیے کاٹنا پسندیدہ ہے۔ انسان کے جسم کو کاٹنا' کٹ لگانا جرم ہے لیکن جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ...... وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ ...... الخ](صحيح البخاري' كتاب الطب' باب الشفاء في ثلاث' حديث:٥٦٨٠) ''شفا تین چیزوں میں ہے: جراح کے نشتر میں......'') اگر علاج کے لیے جسم کو کاٹا جائے تو یہ جرم نہیں اچھا عمل ہوگا۔ حفاظتِ حیات' شفا' وغیرہ کے اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مرنے والے کی وصیت کے مطابق مرنے کے بعد مردہ جسم سے اعضا کو نکال کر انہیں زندہ رکھنے کے عمل کو جرم کے طور پر عضو نکالنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس عمل یعنی مردہ حصے کو الگ کر کے بچ سکنے والے اعضا کو بچانے پر قیاس کیا جائے گا۔ اعضا کی پیوندکاری کی ایک صورت یہ ہے کہ زندہ انسان اپنا ایک گردہ دوسرے کو دے دیتا ہے اور ایک گردے کے ساتھ نارمل زندگی گزارتا ہے۔ اگر فیصلہ نیت کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو یہ خود اذیتی یا خود کو نقصان پہنچانے والا مجرمانہ عمل نہیں بلکہ اعلیٰ ترین ایثار سے کام لے کر ایک انسان کی زندگی بچانے کا انتہائی قابل احترام عمل ہے اور فرمان الٰہی: ﴿مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ ''جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی' اس نے گویا ساری انسانیت کی زندگی بچائی'' کی رو سے ان شاء اللہ قابل تحسین ہی ہوگا۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: فِي الرَّهْنِ (التحفة ٧٨)

باب:۷۶-گروی رکھنے کے احکام ومسائل

فائدہ: قرضہ لینے والا' قرضہ دینے والے کو اپنے قرض کی ضمانت کے طور پر کوئی مال وغیرہ دے' تو اسے رہن رکھنا اور گروی رکھنا' کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ''اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔'' اقامت میں بھی رہن ہو سکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل سے ثابت ہے۔

٣٥٢٦- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابنِ المُبَارَكِ، عن زَكَرِيَّا، عن الشَّعْبِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَالظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَحْلِبُ وَيَرْكَبُ النَّفَقَةُ».

۳۵۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''دودھ والے جانور کا دودھ نکالا جائے گا جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو' اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ اور سواری والے جانور پر سواری کی جائے گی جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو' اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ جو شخص سواری کرتا ہے اور دودھ نکالتا ہے خرچ بھی اسی پر ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ (مزعومہ فقہی اصولوں کے برخلاف حدیث برحق ہے۔)

فائدہ: رہن قبضے میں رکھنے والا جب جانور پر خرچ کرے گا تو اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے' خواہ مالک نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ لیکن یہ حکم صرف جانداروں کے بارے میں ہے۔ مکان' گاڑی یا زمین وغیرہ میں یہ حکم جاری نہیں ہوگا' اگر کسی نے مکان گروی لیا ہو تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا' اس لیے نہ کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ کھائے' نہ خود رہائش اختیار کرے' دونوں صورتوں میں کرایہ مالک مکان کو ادا کرے۔ مکان' دکان کو جانور پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ (دیگر تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جائیں)

٣٥٢٧- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ

۳۵۲۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' نبی

٣٥٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: الرهن مركوب ومحلوب، ح: ٢٥١٢ من حديث عبدالله بن المبارك به.

٣٥٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن جرير في تفسيره: ١١/ ٩٢ من حديث جرير به، والسند منقطع، وله شاهد حسن عند أبي يعلى، ح: ٦١١٠، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١١٢٣٦، وابن حبان، ح: ٢٥٠٨.

وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا : حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن عُمَارَةَ بنِ الْقَعْقَاعِ، عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ الله لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُم الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ الله». قالُوا : يَارَسُولَ الله! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قالَ : «هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ الله عَلٰى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَالله إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلٰى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ»، وَقَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ : ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [يونس : ٦٢].

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو نبی ہوں گے نہ شہید' مگر قیامت کے روز اللہ کے ہاں (بلند) مراتب ومنازل کی وجہ سے انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں' وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں اللہ کی کتاب (یا اللہ کے ساتھ محبت) کی بنا پر محبت کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا آپس میں کوئی رشتہ ناتا یا مالی لین دین نہ تھا۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ جب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہوں گے' تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب لوگ غمگین و پریشان ہو رہے ہوں گے' تو انہیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہوگی۔'' آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ......﴾ ''آگاہ رہو! اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف ہوگا' نہ وہ غم کھائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث کا کتاب الرہن سے بظاہر کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اہل ایمان آپس میں للہ فی اللہ محبت کی بنا پر بخوشی ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد ہوتا ہے۔ اور رہن لینا دینا کوئی واجب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضاً فَلْيُؤَدِّ الَّذِیْ اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهٗ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ''اور اگر تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس شخص پر اعتبار کیا گیا ہو اسے چاہیے کہ دوسرے کی امانت واپس ادا کر دے۔'' یعنی رہن (گروی) رکھنا' ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور امانت و دیانت کے فقدان کی دلیل ہے۔ جہاں اس کے برعکس صورت حال ہوگی یعنی ایک دوسرے کی امانت و دیانت پر اعتماد ہوگا' وہاں رہن کے بغیر بھی قرض کے لینے دینے میں نقصان کا خطرہ نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی معاشرہ اسلام کا مثالی معاشرہ ہے' اس حدیث میں اسی معاشرے کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ٧٧) — بَابُ الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ (التحفة ٧٩)

باب: ۷۷- باپ اپنے بیٹے کی کمائی کھا سکتا ہے

٣٥٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَمَّتِهِ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ: في حَجْرِي يَتِيمٌ أَفآكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ، مِنْ كَسْبِهِ، وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۳۵۲۸- عمارہ بن عمیر کی پھوپھی نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے' کیا میں اس کے مال میں سے کھا سکتی ہوں؟ انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''انتہائی پاکیزہ مال جو انسان کھاتا ہے وہی ہے جو اس کی اپنی کمائی کا ہو' انسان کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہی ہے۔''

٣٥٢٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن الْحَكَمِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ».

۳۵۲۹- عمارہ بن عمیر اپنی والدہ سے' وہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتی ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہے' بلکہ بہترین کمائی ہے' چنانچہ تم ان کے مالوں میں سے کھا سکتے ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بنُ أَبِي سُلَيْمَانَ زَادَ فِيهِ: «إِذَا احْتَجْتُمْ» وَهُوَ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان نے اس روایت میں زیادہ کیا ہے۔ (تم ان کی کمائی کھا سکتے ہو) ''جب تم ضرورت مند ہو۔'' مگر یہ اضافہ منکر (ضعیف) ہے۔

٣٥٣٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ:

۳۵۳۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٣٥٢٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/٤، ح: ٦٠٤٣ من حديث يحيى القطان عن سفيان الثوري به، ووقع في المجتبٰى، ح: ٤٤٥٤ وهم، ورواه الترمذي، ح: ١٣٥٨، وقال: "حسن صحيح"، وابن ماجه، ح: ٢٢٩٠ من حديث عمارة به، وانظر الحديث الآتي.

٣٥٢٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطيالسي، ح: ١٥٨٠ عن شعبة به، ومن طريقه رواه البيهقي: ٧/ ٤٨، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ٢/ ٤٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي: ٣٥٣٠.

٣٥٣٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٤ من حديث يزيد بن زريع به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٢٩٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٥.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِيَ مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ وَالِدِي يَجْتَاحُ مَالِي. قالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُم فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُم».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی، اور میرا والد میرے مال کا ضرورت مند رہتا (یعنی لیتا رہتا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے۔ بے شک تمہاری اولادیں تمہاری بہترین کمائی ہیں، چنانچہ تم اپنی اولادوں کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔“

فائدہ: اسلامی تعلیمات خاندانی اکائی کو ازحد مضبوط بنانے کی داعی ہیں۔ اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی کفالت کریں اور اسے اپنی سعادت جانیں۔ اور والدین کو بھی بغیر کسی اجازت کے اپنی اولاد کی کمائی سے اپنی لازمی ضروریات پوری کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اس معاملے میں کسی جانب سے بھی افراط وتفریط نہیں ہونی چاہیے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنا جائز نہیں کہ بیٹے کا مال کلی طور پر باپ ہی کا ہے۔ بلکہ اسی حد تک جائز ہے کہ اپنی لازمی ضروریات لے لے۔ اللہ کی شریعت میں ان دونوں کی ملکیت اور تصرف علیحدہ علیحدہ ہے۔ اسی بنا پر ان میں وراثت چلتی ہے اگر ملکیت اور تصرف میں فرق نہ ہو تو وراثت کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ حدیث کا مقصد بنیادی لازمی ضروریات کا حاصل کرنا ہے، نہ کہ اولاد کی کمائی کو بے دردی سے خرچ کر کے اسے اجاڑنا۔ واللہ اعلم. نیز یہ کمائی اس صورت میں حلال ہوگی جب اولاد کی کمائی کا مصدر حلال اور طیب ہوگا۔

(المعجم ٧٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ (التحفة ٨٠)

باب: ٧٨- جب کوئی شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے؟

٣٥٣١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخبرنَا هُشَيْمٌ عن مُوسَى بنِ السَّائِبِ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعُ مَنْ بَاعَهُ».

٣٥٣١- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے (لہٰذا وہ لے لے) اور (جس کے پاس یہ پایا گیا ہے) اسے چاہیے کہ اپنے بیچنے والے کے درپے ہو (اس پر دعویٰ کرے۔)

فائدہ: کوئی غصب شدہ، چوری شدہ یا گمشدہ مال اگر کسی کے پاس ملے، تو وہ اصل مالک کا حق ہے۔ یعنی خریدار تو وہ

٣٥٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ح: ٤٦٨٥ من حديث عمرو بن عون به * قتادة عنعن.

مال اصل مالک کو دے دے اور اپنا نقصان یعنی اس مال کی قیمت' اس سے وصول کرے جس سے اس نے خرید اتھا۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ (التحفة ٨١)

باب:۷۹- جو کوئی قبضہ میں آئے مال میں سے اپنے حق کے بقدر لے لے' تو؟

٣٥٣٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا أُمَّ مُعَاوِيَةَ جَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا. قَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَبَنِيكِ بِالمَعْرُوفِ».

۳۵۳۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہند ام معاویہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے اور مجھے اس قدر نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو۔ اگر میں اس کے مال میں سے کچھ لے لوں' تو کیا مجھے کوئی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قدر لے لیا کرو جو دستور کے مطابق تجھے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔''

فوائد و مسائل: ① بیوی اور بچوں کا خرچ شوہر کے ذمے ہے اور اس پر واجب ہے کہ دستور کے مطابق مہیا کرے۔ ② مصلحت کی غرض سے زوجین یا احباب ایک دوسرے کے بعض عیب ذکر کریں' تو جائز ہے۔ ③ بعض اوقات قاضی اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر گواہ طلب کیے بغیر بھی فیصلہ دے سکتا ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی کا حق ادا نہ کر رہا ہو تو جائز ہے کہ اس کے امانتی مال میں سے اپنے حق کے برابر لے لے۔ (خطابی - نیز دیکھیے' حدیث: ۳۵۳۴)

٣٥٣٣- حَدَّثَنا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ

۳۵۳۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ہند نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ میں اگر اس کے مال میں سے اس کے عیال (بچوں) پر اس کی اجازت کے بغیر خرچ کروں' تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دستور کے مطابق خرچ کرو' تو

٣٥٣٢_ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب من أجرى أمر الأمصار على ما يتعارفون بينهم في البيوع والإجارة . . . الخ، ح: ٢٢١١، ومسلم، الأقضية، باب قضية هند، ح: ١٧١٤ من حديث هشام بن عروة به.

٣٥٣٣_ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٦٦١٢، ورواه البخاري، ح: ٣٨٢٥ من حديث الزهري به.

مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي بِالْمَعْرُوفِ».

تم پر کوئی حرج نہیں۔''

٣٥٣٤- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ يَعْني الطَّوِيلَ عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ المَكِّيِّ قالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَيْتَامٍ كَانَ وَلِيَّهُمْ فَغَالَطُوهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ فَأَدْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا. قالَ: قُلْتُ: اقْبِضِ الأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ. قالَ: لَا. حَدَّثَني أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

۳۵۳۴- جناب یوسف بن ماہک مکی کا بیان ہے کہ فلاں آدمی کئی یتیموں کا سرپرست تھا اور میں اس کا خرچ لکھا کرتا تھا۔ ان یتیموں نے اسے ایک ہزار درہم کا مغالطہ دیا جو اس نے ان کو ادا کر دیا۔ پھر میں نے (کاتب نے) ان کے مال میں دوگنا پایا۔ میں نے اس سے کہا: وہ ہزار جو انہوں نے تجھ سے (مغالطہ دے کر) لیے ہیں نکال لو۔ اس (ولی) نے کہا: نہیں۔ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے' اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: جو تجھے امین بنائے' تو اس کی امانت اسے واپس کر دے اور جو تیری خیانت کرے' تو اس کی خیانت نہ کر۔''

٣٥٣٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالَا: أَخْبَرَنَا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ عن شَرِيكٍ: قالَ ابنُ الْعَلَاءِ: وَقَيْسٍ عن أَبي حُصَيْنٍ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

۳۵۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تجھے امین بنائے' تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے' تو اس کی خیانت نہ کر۔''

فائدہ: عام قسم کے معاملات میں اگر کوئی کسی پر زیادتی کرے' تو ادلے کا بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم نے ﴿وَجَزَآؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ:۴۰) ''برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔'' کے قاعدے سے اس کی اجازت دی ہے' مگر ایسے حقوق جن میں حدود لاگو ہوتی ہیں' ان کا فیصلہ کرنا حاکم کا کام ہے۔ اسی طرح خیانت کا

٣٥٣٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٤ من حديث حميد الطويل به، وعنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

٣٥٣٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب: أد الأمانة إلى من ائتمنك، ح: ١٢٦٤ من حديث طلق بن غنام به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا كلها ضعيفة * شريك مدلس وعنعن، وقيس ضعيف.

معاملہ بھی خاص ہے کہ اگر کسی نے ظلم سے حق مار لیا ہو اور واپس کرنے سے انکاری ہو اور پھر اتفاق سے اس کی کوئی امانت یا عاریت مظلوم کے ہاتھ آ جائے تو کیا وہ اپنا حق رکھ کر واپس کرے یا امانت پوری طرح واپس کر دے۔ احادیث مندرجہ بالا خیانت کی اجازت نہیں دیتیں اور خیانت ہمیشہ دھوکے اور چوری سے ہوتی ہے' تو کسی مسلمان کو اس کی عام اجازت نہیں دی جاسکتی۔ البتہ اگر صراحت کر دے کہ میں اپنا فلاں حق وصول کر رہا ہوں' تو جائز ہوگا۔

(المعجم ٨٠) - بَابٌ: فِي قُبُولِ الْهَدَايَا (التحفة ٨٢)

باب:٨٠- ہدیہ قبول کرنے کا بیان

٣٥٣٦- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ قالَا: حَدَّثَنا عِيسَى، هُوَ ابنُ يُونُسَ بنِ أَبي إسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا.

٣٥٣٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدل بھی دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مسنون اور مستحب ہے کہ انسان ہدیے کا معقول بدل دیا کرے' اس سے طرفین میں محبت بڑھتی ہے۔ اگر مالی طور پر کچھ نہ دے سکے تو بہت زیادہ شکریہ ادا کرے۔ (سنن ابی داود' الأدب' حدیث:۴۸۱۱ وما بعد) اور حدیث میں یہ بھی ہے: ''جس نے اپنے محسن کو [جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا] کہہ دیا' تو اس نے اس کی بہت تعریف کی۔'' (جامع الترمذي' البر والصلة' حدیث:۲۰۳۵) ہدیہ (عطیہ) اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ ہدیہ دینے والا اُس شخص کے قریب ہونا چاہتا ہے جس کو وہ ہدیہ دیتا ہے۔ جب کہ ہبہ میں یہ غرض نہیں ہوتی۔

٣٥٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن سَعِيدِ ابنِ أَبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبِيهِ، عن

٣٥٣٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا سوائے اس کے کہ کوئی مہاجر قریشی ہو یا انصاری یا دوسی یا ثقفی۔

٣٥٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافأة في الهبة، ح:٢٥٨٥ من حديث عيسى بن يونس به.

٣٥٣٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب في ثقيف وبني حنيفة، ح:٣٩٤٦ من حديث محمد ابن إسحاق به، وقال: "حسن" ورواه ابن عجلان وغيره عن سعيد المقبري به، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح:١١٤٥ وغيره، وهو بها صحيح.

أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَأَيْمُ اللهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا مِنْ أَحَدٍ هَدِيَّةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُهَاجِرِيًّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا أَوْ دَوْسِيًّا أَوْ ثَقَفِيًّا».

فائدہ: دراصل بعض لوگ بہت زیادہ بدلہ لینے کی غرض سے نبی ﷺ کو ہدیہ دینے لگے تھے۔ تب آپ نے یہ عزم ظاہر فرمایا اور مذکورہ خاندانوں کے لوگ طبعاً غنی تھے اور ان میں بالعموم طمع نہیں ہوتی تھی۔

(المعجم ٨١) - باب الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ (التحفة ٨٣)

باب:٨١- ہدیہ دے کر واپس لے لینا

٣٥٣٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: أخبرنا أَبَانُ وَهَمَّامٌ وَشُعْبَةُ قالُوا: أخبرنا قَتَادَةُ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ».

٣٥٣٨- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہدیہ دے کر واپس لے لینے والا ایسے ہے جیسے کوئی قے کرے اور پھر اسے کھالے۔“

قالَ هَمَّامٌ وَقالَ قَتَادَةُ: وَلَا نَعْلَمُ الْقَيْءَ إِلَّا حَرَامًا.

ہمام ؒ کہتے ہیں: قتادہ ؒ نے کہا کہ ہم تو قے کو حرام سمجھتے ہیں۔

٣٥٣٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عُمَرَ وَابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ

٣٥٣٩- حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کو حلال نہیں کہ کوئی عطیہ دے یا ہدیہ اور پھر اسے واپس لوٹا لے۔ سوائے باپ کے جو وہ اپنے بیٹے کو دے (تو واپس لے سکتا ہے۔) اس شخص کی مثال جو عطیہ دے کر واپس

٣٥٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح:٢٦٢١ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض . . . الخ، ح:١٦٢٢/ ٧ من حديث شعبة به.

٣٥٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح:١٢٩٩ من حديث حسين المعلم به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٣٧٢٠، وابن ماجه، ح:٢٣٧٧، وصححه ابن الجارود، ح:٩٩٤، والحاكم:٢/ ٤٦، ووافقه الذهبي.

فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ».

لے لیتا ہے اس کتے کی سی ہے جو کھاتا ہے' جب پیٹ بھر جائے تو قے کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ اسی کو کھانے لگ جاتا ہے۔''

فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ [لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ] (صحيح البخاري' الهبة و فضلها والتحريض عليها' حديث:٢٦٢٢) ''گندی مثال ہمارے لیے نہیں۔'' یعنی کسی صاحب ایمان کے لیے اس طرح کا ہونا قطعاً ٹھیک نہیں۔ تاہم باپ بیٹے کا رشتہ ایک خصوصیت رکھتا ہے' اس بنا پر صرف باپ کو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ بیٹے کو ہدیہ دے کر واپس لینا چاہے' تو لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیٹے کے مال پر باپ کا استحقاق بھی اس طرح ہے کہ گویا وہی اس کا مالک ہے۔

٣٥٤٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: [أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ] أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ: أَنَّ عَمْرَو بنَ شُعَيْبٍ حَدَّثَهُ عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن رَسُولِ الله ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوَقَّفْ، فَلْيُعَرَّفْ بِمَا اسْتَرَدَّ، ثُمَّ لِيَدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ».

٣٥٤٠- حضرت عبداللہ بن عمرو ﷟ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہدیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے' جو قے کرتا اور پھر دوبارہ اسے کھانے لگتا ہے۔ تو جب کوئی ہبہ کرنے والا اپنا عطیہ واپس لینے لگے تو اسے برسرعام کھڑا کیا جائے اور جو واپس لے رہا ہو اس کے متعلق پوچھا جائے پھر وہ چیز اسے واپس دے دی جائے۔''



فائدہ: ہدیہ دے کر واپس لینا' اخلاق ومروت کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں کسی کو از خود دے کر اس سے واپس لینا' اس کے لیے بے عزتی اور تکلیف کا باعث ہے۔ بنابریں اس عمل کی حوصلہ شکنی کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ سب کے سامنے اس سے پوچھا جائے کہ دینے اور دے کر لینے کا مقصد کیا ہے؟ ایسا تو نہیں کہ دوسرے کی تذلیل مقصود ہو؟ اور یہ ارشاد تحذیر کے لیے ہے۔ یعنی اس مذموم فعل کی شناعت کو مزید واضح کرنے کے لیے تاکہ انسان اس طرح کرنے سے بچے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ٨٤)

باب:٨٢-کوئی کام کر دینے پر ہدیہ لینا

٣٥٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ

٣٥٤١- حضرت ابو امامہ ﷜ بیان کرتے ہیں' نبی

٣٥٤٠_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٥ من حديث أسامة بن زيد به.
٣٥٤١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦١ من حديث عبيدالله بن أبي جعفر به.

السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن عُمَرَ بنِ مَالِكٍ، عن عُبَيْدِالله بنِ أَبي جَعْفَرٍ، عن خَالِدِ بنِ أَبي عِمْرَانَ، عن الْقَاسِمِ، عن أَبي أُمَامَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ شَفَاعَةً فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا».

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے کسی بھائی کی سفارش کی اور پھر اسے اس پر کوئی ہدیہ دیا‘ تو اگر اس نے اسے قبول کرلیا تو‘ وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔“

فائدہ: مسلمان بھائی کے جائز حق کے بارے میں سفارش کرنا یا درست کاموں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا‘ اسلامی شرعی حق ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا بہت اجر ہے۔ ایسے کام پر ہدیہ قبول کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ بلکہ اس طرح سارا اجر وثواب غارت ہو جاتا ہے۔ یہ رشوت ستانی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

(المعجم ٨٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ** (التحفة ٨٥)

باب:٨٣- باپ کا عطیہ دینے میں اپنے کسی بچے کو ترجیح دینا؟

٣٥٤٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: وَأَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ عن الشَّعْبِيِّ: وَأَنْبَأَنَا مُجَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ سَالِمٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قال: أَنْحَلَنِي أَبِي نُحْلًا - قالَ إِسْمَاعِيلُ بنُ سَالِمٍ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ: نَحَلَهُ غُلَامًا لَهُ -. قالَ: فَقالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ ائْتِ رَسُولَ الله ﷺ فَأَشْهِدْهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. قالَ فَقالَ لَهُ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي النُّعْمَانَ نُحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِي أَنْ

٣٥٤٢- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ اسماعیل بن سالم نے یوں کہا: دوسرے بچوں کے مقابلے میں مجھے اپنا ایک غلام عطیہ کیا۔ پس میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں اس عطیے پر گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو گواہ بنانے کے لیے یہ بات بتائی اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے نعمان کو عطیہ دیا ہے اور (میری اہلیہ) عمرہ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنالوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا تیرے اس کے علاوہ اور بھی بچے ہیں؟“ کہا کہ ہاں۔ فرمایا: ”تو

٣٥٤٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] إلا قوله "إن لهم عليك من الحق . . . أن يبروك" فلم أجد له شاهدًا، والباقي صحيح، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٢٧٠، ورواه مسلم، ح: ١٦٢٣/ ١٧ من حديث داود بن أبي هند، والبخاري، ح: ٢٥٨٧ من حديث الشعبي به * مجالد ضعيف.

أُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ. قالَ: فقالَ: «أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟» قالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قال: «فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَ النُّعْمَانَ؟» قالَ: لَا. -قالَ: فَقَالَ بَعْضُ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ: «هٰذَا جَوْرٌ»، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «هٰذَا تَلْجِئَةٌ فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي»، قالَ مُغِيرَةُ في حَدِيثِهِ: «أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبِرِّ وَاللُّطْفِ سَوَاءً؟» قالَ: نَعَمْ، قال: «فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي» - وَذَكَرَ مُجَالِدٌ في حَدِيثِهِ: «إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبَرُّوكَ».

کیا تو نے ان سب کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے جو نعمان کو دیا ہے؟'' کہا: نہیں۔ یہاں بعض محدثین کے لفظ ہیں: ''یہ ظلم ہے۔'' اور بعض نے کہا: ''یہ مجبوری اور لاچاری کا معاملہ ہے۔ (خوشی کا نہیں ورنہ تو سبھی کو دیتا) اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔'' مغیرہ کی روایت میں ہے: ''کیا تجھے پسند نہیں کہ تیرے ساتھ خدمت اور احسان کرنے میں سب بچے برابر ہوں؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔'' مجالد کے الفاظ ہیں: ''ان کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان سب میں عدل کرے جیسے کہ ان سب پر لازم ہے کہ تیری خدمت کریں۔''



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَعْضُهُمْ: «أَكُلَّ بَنِيكَ؟» وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «وَلَدِكَ»، وقالَ ابنُ أَبِي خَالِدٍ عن الشَّعْبِيِّ فِيهِ: «أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ»، وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ: «أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض راویوں نے [أَكُلَّ بَنِيكَ؟] کہا اور بعض نے [وَلَدَكَ] کہا۔ ابن ابی خالد نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہا: [أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟] ''کیا تیرے اس کے علاوہ بھی بیٹے ہیں؟'' اور ابوالضحیٰ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا [أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟]

فوائد ومسائل: ① والدین پر واجب ہے کہ عطیہ و ہدیہ کے سلسلے میں سب اولاد لڑکے اور لڑکیوں میں بلا امتیاز برابری رکھیں۔ اور اگر کوئی بچہ زیادہ خدمت کرتا ہو تو وہ اس کی اپنی سعادت ہے جس کا اجر اسے اللہ کے ہاں ملے گا۔ علاوہ ازیں اسے ماں باپ کی شفقت اور دعائیں بھی زیادہ حاصل ہوں گی' لیکن والدین مالی لحاظ سے اسے دوسروں پر ترجیح نہیں دے سکتے' اگر ایسا کریں گے' تو یہ ظلم ہوگا۔ ② اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی خدمت اور احسان مندی کو سعادت جانیں اور اس طرح مت سوچیں کہ فلاں تو کرتا نہیں۔ بلکہ یوں سوچیں کہ یہ خدمت میں نے ہی کرنی ہے۔ ③ ظلم کا گواہ بننا بھی ناجائز اور گناہ میں تعاون ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدۃ: ۲) یعنی ''گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔'' ④ داعی اور مربی پر

لازم ہے کہ حق سمجھانے میں مخاطب کو فکری اور نظری اعتبار سے قائل اور مطمئن کرے۔ ⑤اس روایت میں مجالد کے الفاظ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

٣٥٤٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بنُ بَشِيرٍ قالَ: أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا، فَقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا هٰذَا الْغُلَامُ؟» قال: غُلَامِي أَعْطَانِيهِ أَبِي، قالَ: «فَكُلَّ إِخْوَتِكَ أَعْطَى كَمَا أَعْطَاكَ؟» قالَ: لَا، قالَ: «فَارْدُدْهُ».

۳۵۴۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”یہ غلام کیا اور کیسا ہے؟“ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے' میرے والد نے مجھے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس نے تیرے سب بھائیوں کو اسی طرح دیا ہے جیسے تجھے دیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اسے واپس کر دے۔“

فائدہ: ظلم کا مال بلا طلب بھی ملے' تو نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ واپس کر دیا جائے۔ قبول کر لینے میں ظالم اور اس کے معاملے کی تائید وتوثیق اور اس کی معاونت ہے۔ اور واپس کر دینے میں اس سے براءت اور اس کی حوصلہ شکنی ہے۔

٣٥٤٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حَاجِبِ بنِ الْمُفَضَّلِ بنِ الْمُهَلَّبِ، عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُم، اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُم».

۳۵۴۴- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد میں عدل کرو' اپنی اولاد میں عدل کرو۔“

فائدہ: جب کوئی شخص اپنی اولاد کو عطیہ دینا چاہے تو لازم ہے کہ لڑکے لڑکی' خدمت گزار غیر خدمت گزار' چھوٹے بڑے' عالم جاہل اور عاقل غبی وغیرہ میں کوئی تمیز نہ کرے' کسی کو محروم نہ رکھے اور جس قدر ممکن ہو سب کو برابر دے۔ البتہ اگر عطیے یا ہدیے کی بجائے کسی شخص کی سرے سے نیت ہی یہ ہو کہ اس کے مرنے کے بعد جو کچھ ترکہ یا ورثہ ہوگا اسے موت سے پہلے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس صورت میں ورثے کے بارے میں اللہ کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی۔

(المغني لابن قدامه' كتاب الهبة والعطية' المفاضلة أوالتخصيص بين الأولاد و حكمها......) اگر

٣٥٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح: ١٦٢٣/ ١٢ من حديث جرير به.

٣٥٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النحل، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر نعمان بن بشير في النحل، ح: ٣٧١٧ عن سليمان بن حرب به.

پابندی نہ کی گئی تو زندگی میں تقسیم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں میں کمی بیشی کرنے کا ایک حیلہ قرار پائے گی جو کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں۔ عطاء' شریح' اسحاق اور محمد بن حسن جیسے فقہا تو زندگی میں دیے جانے والے عام عطیے کو بھی وراثت کے حصوں کے مطابق تقسیم کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ (المغنی لابن قدامه: كتاب الهبة و العطية' بيان من يقبض الهبة للصبى......) لیکن ان کی رائے سے اتفاق کرنا اس لیے ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''عطیہ دیتے ہوئے اپنی اولاد میں مساوات رکھو' اگر میں نے کسی کو ترجیح دینی ہوتی تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔'' (فتح البارى' كتاب الهبة وفضلها' باب الإشهاد فى الهبة) کسی بچے کو عاق کہہ کر محروم کرنا بھی جائز نہیں' ہاں خدانخواستہ کوئی دائرۂ اسلام سے نکل جائے تو نہ وہ وارث بن سکتا ہے نہ اس کا ورثہ مسلمان لے سکتا ہے۔

٣٥٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرٍ: انْحَلْ ابْنِي غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامًا، فَقَالَتْ لِي: أَشْهِدْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَهُ إِخْوَةٌ؟» فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى الْحَقِّ».

٣٥٤٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا: آپ میرے اس بیٹے کو اپنا غلام ہدیہ کر دیں اور میری خاطر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بھی بنائیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ فلاں کی دختر (اس کی اپنی بیوی عمرہ بنت رواحہ) نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو ایک غلام دوں اور اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بناؤں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس کے اور بھائی ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں! آپ نے پوچھا: ''کیا ان سب کو بھی تو نے اس جیسا (غلام) دیا ہے جیسا اس کو دیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: ''یہ درست نہیں ہے اور میں صرف حق کا گواہ بنتا ہوں۔''

فائدہ: اہم معاملات میں گواہ بنالینا مستحب ہے اور گواہی ہمیشہ حق وانصاف پر دینی چاہیے۔ کسی ظلم کے معاملے پر گواہ بننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(المعجم ٨٤) - بَابٌ: فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٨٦)

باب:۸۴- بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا

٣٥٤٥- تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح: ١٦٢٤ من حديث زهير ابن معاوية به.

٣٥٤٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ بنِ أَبِي هِنْدٍ وَحَبِيبٍ المُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا».

۳۵۴۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کسی عورت کی عصمت کا مالک بن جائے (یعنی عورت اس کے نکاح میں آ جائے) تو اس عورت کو جائز نہیں کہ اپنے ذاتی مال میں بھی تصرف کرے۔“

فائدہ: شوہر کے مال میں تصرف کے لیے واجب ہے کہ اس کی اجازت سے ہو۔ اور عورت کا اپنے مال میں تصرف بھی شوہر کی موافقت سے ہو تو بہت عمدہ ہے۔ ورنہ بلا اجازت بھی خیر کے معاملات میں تصرف کر سکتی ہے جیسے کہ صحابیات کو صدقات کی ترغیب دی جاتی تو وہ صدقات دیتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ قبول فرماتے تھے۔

٣٥٤٧- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ، يَعني ابنَ الحَارِثِ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إلَّا بإِذْنِ زَوْجِهَا».

۳۵۴۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔“

فائدہ: یعنی شوہر کے مال میں سے کیونکہ عورت اس کی امین ہوتی ہے۔ اور یہ ممانعت اس وقت اور مؤکد ہو جاتی ہے جب عورت مالی معاملات میں نادان ہو۔

(المعجم ٨٥) - بَابٌ: فِي العُمْرَى (التحفة ٨٧)

باب: ۸۵- عمریٰ یعنی زندگی بھر کے لیے عطا کر دینا

٣٥٤٨- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۳۵۴۸- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں

٣٥٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العمرٰى، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ٣٧٨٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٢٦٦، والحاكم: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٢٣٨٨.

٣٥٤٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، الزكٰوة، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ٢٥٤١ من حديث خالد بن الحارث به.

٣٥٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٦ من حديث همام، ومسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٦ من حديث قتادة به.

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عن بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الْعُمْرَى جَائِزَةٌ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''عُمریٰ (عمر بھر کے لیے دیا گیا عطیہ) ہمیشہ ہمیش کے لیے (موہوب لہ کا) ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں [جَائِزَة] کے معنی [مَاضِيَة وَ مُسْتَمِرَّة] ہیں یعنی مرنے کے بعد موہوب لہٗ (جس کو ہبہ کیا گیا) کی اولاد اس کی وارث ہوگی۔ خواہ وہ اولاد کا ذکر کرے یا نہ کرے'' جیسے کہ آگے والی احادیث سے واضح ہے۔

٣٥٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ، ﷺ مِثْلَهُ.

۳۵۴۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل بیان کیا ہے۔

٣٥٥٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عن يَحْيَى، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ: «الْعُمْرَى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ».

۳۵۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''عمریٰ اسی کے لیے باقی رہے گا جس کو عطیہ دیا گیا ہو۔''



٣٥٥١- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ: أخبرني الأَوْزَاعِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُعْمِرَ عُمْرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

۳۵۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے زندگی بھر کے لیے کوئی عطیہ دیا گیا تو یہ اس کا اور اس کے وارثوں کا ہوا۔ اس (عطیہ) کے وارث وہی ہوں گے جو اس کی اولاد میں سے اس کے وارث ہوں گے۔

٣٥٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبِي

۳۵۵۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی

٣٥٤٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في العمرٰى، ح: ١٣٤٩ من حديث قتادة به.

٣٥٥٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٥، ومسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣٥٥١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، العمرٰى، باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه، ح: ٣٧٧١ من حديث الأوزاعي به، وللحديث شواهد.

٣٥٥٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧٣ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ٣٧٧٢، وانظر ◄◄

الْحَوَارِيِّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد نے بواسطہ زہری ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ اور درج ذیل باب کی تمام احادیث پر نظر ڈالنے سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ''عمر بھر کے لیے عطیہ'' دینے والے نے موہوب لہ کی اولاد کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو' یہ اس کی اولاد کو منتقل ہو جائے گا۔ اگر دینے والا بالفرض عمر بھر کی صراحت کر بھی دے تو بقول بعض شراح وفقہاء یہ شرط لغو ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہی راجح ہے۔ (ان شاء اللہ) تاہم فقہاء میں بعض ایسے بھی ہیں جو اسے ''عاریت'' کے مفہوم میں باور کرتے ہوئے واپس ہو جانے کے قائل ہیں۔

(المعجم ٨٦) - باب مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقِبِهِ (التحفة ٨٨)

باب:٨٥- جس شخص نے عمریٰ کے ہدیے میں (موہوب لہ کی) اولاد کے لیے بھی صراحت کی ہو

٣٥٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ ومُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ يَعني ابنَ أَنَسٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

٣٥٥٣- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کو اور اس کی اولاد کو عمر بھر کے لیے عطیہ دیا گیا ہو تو یہ اسی کا ہوا جس کو دیا گیا ہو۔ یہ دینے والے کو واپس نہیں لوٹے گا' کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت چل نکلی ہے۔''

◀◀ الحديث السابق.

٣٥٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح:١٦٢٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٥٦، وانظر، ح: ٣٥٥٠.

٣٥٥٤- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أَبِي يَعْقُوبَ: [حَدَّثَنا يَعْقُوبُ:] حدثنا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۳۵۵۴- جناب ابن شہاب رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَقِيلٌ عن ابنِ شِهَابٍ وَيَزِيدُ بنُ أَبِي حَبِيبٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى الأَوْزَاعِيِّ عن ابنِ شِهَابٍ فِي لَفْظِهِ وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بنُ سُلَيْمَانَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں جیسا کہ اس روایت کو عقیل اور یزید بن ابی حبیب نے بواسطہ ابن شہاب اسی طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اوزاعی کے الفاظ میں اختلاف ہے جو کہ ابن شہاب سے نقل ہوئے ہیں۔ اور فلیح بن سلیمان نے حدیث مالک کی طرح روایت کیا ہے۔

٣٥٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي أَجَازَهَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ، فَأَمَّا إِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا.

۳۵۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: ”عمریٰ جسے رسول اللہ ﷺ نے (ہمیشہ کے لیے) نافذ قرار دیا ہے وہی ہے کہ یوں کہے: ”یہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے۔“ اور جب یوں کہے: ”تیرے جیتے جی یہ تیرے لیے ہے۔“ تو یہ اس کے مالک کو لوٹ آئے گا۔

فائدہ: یہ وضاحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اپنا فہم ہے۔ ورنہ دیگر صریح مرفوع احادیث میں [وَلِعَقِبِكَ] ”تیری اولاد کے لیے“ کی شرط مذکور نہیں ہے۔

٣٥٥٦- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ:

۳۵۵۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”رُقْبٰی یا عُمْریٰ کے انداز میں ہدیہ مت کیا کرو۔ جسے کوئی چیز بطور رقبیٰ یا عمریٰ دی گئی ہو تو یہ

٣٥٥٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٥٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥/ ٢٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٦٨٨٧، ومسند أحمد: ٢/ ٢٩٤.

٣٥٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، العمرٰى، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرٰى، ح: ٣٧٦٢ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، ح: ١٦٢٥/ ٣١ من حديث عطاء به، انظر الحديث السابق.

«لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا أَوْ أُعْمِرَهُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

اس کے وارثوں کی ہوگئی۔ (یعنی جسے دی گئی ہو۔'')

فائدہ: [رُقبیٰ] میں اس انداز سے ہدیہ دیا جاتا ہے کہ کہے: ''جیتے جی یہ چیز استعمال کرتے رہو۔ اگر تو پہلے فوت ہوگیا تو مجھے واپس ہوگی ورنہ تیری ہوئی۔'' بلاشبہ اس قدر طویل مدت تک ایک چیز پر متصرف رہنے کی وجہ سے انسان اس سے مانوس ہوجاتا ہے جسے بعد ازاں واپس کرنا فتنے کا باعث بنتا ہے' اس لیے یا تو ہدیہ کلی طور پر دے دینا چاہیے یا پھر مناسب مدت کے بعد واپس لے لے۔ بنابریں عُمریٰ یا رُقبیٰ کے نام سے جو ہدیہ دیا جائے گا' وہ ہمیشہ کے لیے موہوب لہ کا ہوجائے گا۔ راجح مذہب یہی ہے۔

٣٥٥٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن حَبِيبٍ يَعني ابنَ أَبِي ثَابِتٍ، عن حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عن طَارِقٍ المَكِّيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ في امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ أَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ فَمَاتَتْ فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا. وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا». قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا. قَالَ: «ذٰلِكَ أَبْعَدُ لَكَ».

٣٥٥٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ عطیہ دے رکھا تھا اور وہ فوت ہوگئی تو بیٹے نے کہا کہ میں نے یہ اسے اس کی زندگی تک کے لیے دیا تھا۔ اس (دینے والے) کے دوسرے بھائی بھی تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ زندگی میں اس کے لیے تھا تو موت کے بعد بھی اسی کا ہے۔'' بیٹے نے کہا: میں نے یہ اس کو صدقہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو یہ تجھ سے اور بھی زیادہ دور ہے۔'' (کہ صدقہ دے کر واپس لیتے ہو!)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ عمریٰ یا رقبیٰ واپس نہیں ہوتا اور بالخصوص جب صدقہ کیا ہو۔

(المعجم ٨٧) - بَاب: فِي الرُّقْبَى (التحفة ٨٩)

باب: ٨٧- رُقبیٰ کے احکام ومسائل

٣٥٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

٣٥٥٨- حضرت جابر ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ

٣٥٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧٤ من حديث عثمان بن أبي شيبة به * سفيان الثوري وحبيب بن أبي ثابت عنعنا.

٣٥٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرقبى، ح: ١٣٥١ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٣، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٨٣.

هُشَيْمٌ: أخبرنا دَاوُدُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اور رقبیٰ کے ہدیے ان کے اہل کے ہوجاتے ہیں۔'' (جنہیں دیے گئے ہوں۔ واپس نہیں ہوسکتے۔)

٣٥٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلٍ عن عَمْرِو ابنِ دِينَارٍ، عن طَاوُسٍ، عن حُجْرٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ».

۳۵۵۹- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زندگی بھر کے لیے کوئی ہدیہ کیا ہو تو زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اس کا ہے جس کو دیا گیا ہے۔ اور رقبیٰ (کا ہدیہ) نہ کیا کرو۔ جس نے کوئی چیز اس انداز میں دی ہو تو اس کا راستہ وہی ہے۔'' (یعنی جس کو دے دی ہو اسی کی وراثت میں جائے گی۔)



٣٥٦٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن عُبَيْدِالله بنِ مُوسَى، عن عُثْمَانَ بنِ الأَسْوَدِ، عن مُجَاهِدٍ قال: الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عِشْتَ، فَإِذَا قالَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَهُ وَلِوَرَثَتِهِ، وَالرُّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الإِنْسَانُ: هُوَ لِلآخِرِ مِنِّي وَمِنْكَ.

۳۵۶۰- جناب مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمریٰ یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے سے یوں کہے: ''جب تک تو زندہ ہے یہ تیرے لیے ہے۔'' پس جب یوں کہہ دیا تو یہ اس کی ہوئی اور (بعدازاں) اس کے وارثوں کی ہے۔ اور رقبیٰ یہ ہے کہ انسان دوسرے سے کہے: ''یہ چیز ہم میں سے بعد میں مرنے والے کے لیے ہے۔'' (اگر تو پہلے مرگیا تو میری ہوگی' ورنہ تیری رہی۔)

فائدہ: [رُقْبیٰ] کی وضاحت اوپر حدیث: ۳۵۵۶ میں ہوچکی ہے۔

(المعجم ٨٨) - بَابٌ: فِي تَضْمِينِ الْعَارِيَةِ (التحفة ٩٠)

باب: ۸۸- مانگے کی چیز پر ضمان (ادائیگی کی ضمانت) کا مسئلہ

٣٥٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ:

۳۵۶۱- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٣٥٥٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب العمرٰى، ح: ٢٣٨١ من حديث عمرو بن دينار به.

٣٥٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧٦ من حديث أبي داود به.

٣٥٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في أن العارية مؤداة، ح: ١٢٦٦، وابن ماجه، ح: ٢٤٠٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٤، والحاكم على شرط ◄

حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ أَبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَ»، ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ فَقَالَ: هُوَ أَمِينُكَ لا ضَمَانَ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: ”ہاتھ کے ذمے ہے جو اس نے لیا حتیٰ کہ اسے ادا کردے۔“ پھر حسن (بصری رحمہ اللہ) بھول گئے اور کہا: عاریتاً لینے والا تمہارا امانت دار ہے اس پر کوئی ضمانت نہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور حق یہ ہے کہ عاریتاً لی ہوئی کوئی چیز ضائع ہو جانے پر اس کی ضمان دینی ہوگی۔

٣٥٦٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدٍ وَسَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ قالَا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن أُمَيَّةَ بنِ صَفْوَانَ بنِ أُمَيَّةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرُعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فقالَ: أَغَصْبٌ يامُحَمَّدُ؟ فقالَ: «لَا. بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ».

٣٥٦٢- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے غزوۂ حنین کے موقع پر زِرہیں عاریتاً طلب کیں تو اس نے کہا: اے محمد! کیا زبردستی لینا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ عاریتاً ہیں (اگر ضائع ہوئیں تو) ہم ان کا عوض دیں گے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ رِوَايَةُ يَزِيدَ بِبَغْدَادَ، وَفِي رِوَايَتِهِ بِوَاسِطَ تَغَيُّرٌ عَلَى غَيْرِ هٰذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید (بن ہارون) کی یہ روایت بغداد کی ہے لیکن واسط میں جب یہ روایت بیان کی تو الفاظ اس سے مختلف تھے۔

٣٥٦٣- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن أُنَاسٍ مِنْ آلِ عَبْدِ الله بنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «يَاصَفْوَانُ! هَلْ عِنْدَكَ مِنْ

٣٥٦٣- عبداللہ بن صفوان کے خاندان کے بعض افراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”اے صفوان! کیا تیرے پاس اسلحہ ہے؟“ اس نے کہا: عاریتاً یا زبردستی کے طور پر؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ

البخاري: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٣٥٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٠ عن يزيد بن هارون به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٥٧٧٩ * ورواه قيس بن الربيع عن عبدالعزيز بن رفيع به، والدارقطني: ٣/ ٤٠، وللحديث شواهد ضعيفة * شريك عنعن، وقيس ضعيف.

٣٥٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٨٩و٧/ ١٨ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ١٤٣، ١٤٤ * فيه أناس لا يعرفون.

سِلَاحٍ؟» قال: عَارِيَةً أَمْ غَصْبًا؟ قال: «لَا، بَلْ عَارِيَةً»، فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ الله ﷺ حُنَيْنًا، فَلَمَّا هُزِمَ المُشْرِكُونَ جُمِعَتْ دُرُوعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ مِنْهَا أَدْرَاعًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِصَفْوَانَ: «إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَدْرَاعِكَ أَدْرَاعًا فَهَلْ نَغْرَمُ لَكَ؟» قالَ: لَا، يَارَسُولَ الله! لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

عاریت کے طور پر۔'' چنانچہ اس نے تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں عاریتاً دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین میں گئے۔ سو جب مشرکین پسپا ہو گئے اور صفوان کی زرہیں اکٹھی کی گئیں تو ان میں سے چند زرہیں گم تھیں۔ تو نبی ﷺ نے صفوان سے فرمایا: ''ہم تیری زرہوں میں سے کچھ گم پاتے ہیں' تو کیا ان کا تاوان ادا کریں؟'' اس نے کہا: نہیں' اللہ کے رسول! آج میرے دل میں اسلام کی وہ رغبت ہے جو اس دن نہ تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ ثُمَّ أَسْلَمَ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں: اس نے یہ زرہیں عاریتاً اسلام لانے سے پہلے دی تھیں مگر بعد ازاں مسلمان ہو گیا تھا۔



فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم عاریتاً دینے والا اگر اپنا تاوان معاف کر دے' تو چھوڑنا اس کا حق ہے۔ طلب کرے' تو دینا ہوگا۔

٣٥٦٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ رُفَيْعٍ عن عَطَاءٍ، عن نَاسٍ مِنْ آلِ صَفْوَانَ قالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۳۵۶۴- آل صفوان کے بعض لوگوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زرہیں عاریتاً لی تھیں۔ اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٥٦٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ عَيَّاشٍ عن شُرَحْبِيلَ ابنِ مُسْلِمٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قالَ:

۳۵۶۵- حضرت ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا

٣٥٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٨٩ من حديث مسدد به ٭ فيه ناس مجاهيل.

٣٥٦٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب العارية، ح: ٢٣٩٨، والترمذي، ح: ٦٧٠، ١٢٦٥ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢٦٧، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٣، وللحديث شواهد.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الله قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا». قِيلَ يَارَسُولَ اللهِ! وَلا الطَّعَامَ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا»، ثُمَّ قَالَ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ».

ہے تو اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں' اور کوئی عورت اپنے گھر میں سے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔" کہا گیا: اے اللہ کے رسول! طعام بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ تو ہمارے افضل اموال میں سے ہوتا ہے۔" پھر فرمایا: "مانگے کی چیز واپس کرنا ہوگی۔ اور دودھ کا جانور' جو عطیہ دیا گیا ہو' لوٹایا جاتا ہے۔ قرض ادا کرنا لازم ہے اور ضامن آدمی ذمہ ادا کریگا۔"

٣٥٦٦- **حَدَّثَنا** إِبْرَاهِيمُ بنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُصْفُرِيُّ: حَدَّثَنا حَبَّانُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن صَفْوَانَ بنِ يَعْلَى، عن أبِيهِ قالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَتْكَ رُسُلِي فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا». قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! أَعَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ أَوْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ. قَالَ: «بَلْ مُؤَدَّاةٌ».

٣٥٦٦- جناب صفوان بن یعلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "جب میرا آدمی تیرے پاس آئے تو اسے تیس زرہیں اور تیس اونٹ دے دینا۔" تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (یہ عاریت) ضمان ہوگی یا اسے واپس ادا کریں گے؟ فرمایا: "واپس ادا کریں گے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَبَّانُ خَالُ هِلَالٍ الرَّائِي.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حبان' ہلال الرائی کے ماموں ہیں۔

(المعجم ٨٩) - بَابٌ: فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا يُغْرَمُ مِثْلُهُ (التحفة ٩١)

باب:٨٩- جو کوئی کسی کی چیز خراب کر دے تو اس کی مثل تاوان دے

٣٥٦٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا خَالِدٌ

٣٥٦٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ اپنی ایک اہلیہ کے گھر میں تھے کہ امہات المومنین

٣٥٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٧٧٦ عن إبراهيم بن المستمر به، ورواه أحمد: ٤/ ٢٢٢ من حديث همام به، وللحديث شواهد، انظر: ٣٥٦٤ * قتادة عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر، ح: ٣٥٦٤.

٣٥٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب: إذا كسر قصعةً أو شيئًا لغيره، ح: ٢٤٨١ عن مسدد به.

عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. قالَ: فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ. قالَ ابنُ الْمُثَنَّى: فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُم». زَادَ ابنُ الْمُثَنَّى: «كُلُوا»، فَأَكَلُوا حَتَّى جَاءَتْ قَصْعَتُهَا الَّتِي في بَيْتِهَا ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ قال: «كُلُوا»، وَحَبَسَ الرَّسُولَ والْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَحَبَسَ المَكْسُورَةَ في بَيْتِهِ.

میں سے کسی دوسری نے خادمہ کے ہاتھ (ان کی خدمت میں) ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ گھر والی نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ توڑ دیا۔ ابن مثنیٰ نے بیان کیا۔ تو نبی ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دونوں ٹکڑے پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور کھانا اس میں ڈالنے لگے اور فرماتے جاتے تھے: ”تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔“ ابن مثنیٰ نے اضافہ کیا۔ ”کھاؤ۔“ چنانچہ سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ وہ (اہلیہ) پیالہ لے کر آ گئی جو اس کے گھر میں تھا۔ (ہم مسدد کی حدیث کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ۔“ اور آپ نے خادمہ کو پیالے کے لیے روکے رکھا حتیٰ کہ وہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے صحیح سالم پیالہ خادمہ کے حوالے کیا اور ٹوٹا ہوا گھر میں رکھ لیا۔



فوائد و مسائل: ① کسی دوسرے کی کوئی چیز ضائع کر دینے کی صورت میں اس کا عوض یا بدل دینا لازم ہے۔ ② کھانا گر جائے تو صاف ستھرا کھانا اٹھا کر کھا لینا چاہیے۔ ③ کسی عزیز یا ساتھی کی تلخی وغیرہ کا سبب بیان کر دیا جائے یا عمدہ تاویل کر دی جائے تو اس کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

٣٥٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي فُلَيْتٌ الْعَامِرِيُّ عن جَسْرَةَ بِنْتِ دُجَاجَةَ قالَتْ: قالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ صَنَعَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ طَعَامًا، فَبَعَثَتْ بِهِ فَأَخَذَنِي أَفْكَلٌ فَكَسَرْتُ الإِنَاءَ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ما كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قالَ: «إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ،

٣٥٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو صفیہ ؓ جیسا کھانا بنانے والی ہو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں (میرے گھر میں) بھیج دیا۔ مجھے اس پر طیش آ گیا تو میں نے برتن توڑ دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا کفارہ ہے جو میں نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”برتن کے بدلے

٣٥٦٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، عشرة النساء، باب الغيرة، ح: ٣٤٠٩ من حديث سفيان الثوري به * جسرة مختلف فيها، وحديثها حسن على الراجح.

وَطَعَامٌ مِثْلُ طَعَامٍ».

برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔"

(المعجم ٩٠) - **بَابُ الْمَوَاشِي تُفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ** (التحفة ٩٢)

باب:٩٠- جانور جو کسی قوم کی کھیتی خراب کر جائیں

٣٥٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن حَرَامِ بنِ مُحَيِّصَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ الأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ.

٣٥٦٩- جناب حرام بن محیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں داخل ہوگئی اور ان کی کھیتی خراب کر دی' تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: "کھیتی والوں کے ذمے ہے کہ دن کو اس (کھیتی) کی حفاظت کریں اور جانوروں کے مالکوں پر لازم ہے کہ رات کو ان کی حفاظت کریں (باندھ کر رکھیں۔")

٣٥٧٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن حَرَامِ بنِ مُحَيِّصَةَ الأَنْصَارِيِّ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِيَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَكُلِّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهَا فَقَضَى: أَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ.

٣٥٧٠- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ایک اونٹنی تھی جو بہت نقصان کیا کرتی تھی۔ تو وہ ایک باغ میں داخل ہوگئی اور وہاں نقصان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی گئی تو آپ نے فیصلہ فرمایا: "دن کے وقت باغات کی نگرانی اور حفاظت ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانوروں کی نگرانی ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانور جو نقصان کر جائیں' تو وہ ان کے مالکوں کے ذمے ہے (کہ اسے پورا کریں۔")

٣٥٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٦ عن عبدالرزاق به ۞ الزهري عنعن.

٣٥٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحكم فيما أفسدت المواشي، ح: ٢٣٣٢ من حديث الزهري به، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٧، ٤٨، ووافقه الذهبي، ورواه مالك في الموطأ: ٢/ ٧٤٧، ٧٤٨ عن الزهري به، انظر الحديث السابق: ٣٥٦٩.

قضا کی اہمیت وفضیلت

سنن ابوداود کی کتاب القضاء کا آغاز عمل قضا کی اہمیت' غرض مندوں اور مفاد پرستوں سے عمل قضا کو دور رکھنے اور فیصلہ کرنے کے حوالے سے اہم بنیادی اصول وآداب کے بیان سے ہوا۔ اس کے بعد شہادت کے بارے میں انتہائی اہم اصولوں کا تذکرہ کیا گیا۔ پھر وہ احادیث لائی گئیں جن میں بتایا گیا ہے کہ شہادت کی عدم دستیابی کی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اس بارے میں روایات لائی گئیں کہ قرض وغیرہ کے معاملے میں حق دار کا حق ثابت ہو جانے کے بعد عملاً اس کی حق رسی کیسے کرائی جائے' اس کے بعد وکالت کا تذکرہ ہے اور آخر میں بعض انتہائی مشکل کیسوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے ذکر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر فیصلے کے ذریعے سے کئی انتہائی اہم اصول سامنے آتے ہیں جن کی قدم قدم پر جج کو ضرورت پڑتی ہے۔

یہ ذیلی کتاب بنیادی طور پر قضا اور آدابِ قضا کے متعلق ہے۔ اس میں وہ اصول بیان کیے گئے ہیں جن کو آج کل قانونِ ضابطہ یا (Procedural Law) کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ اس حصے میں بالتفصیل قوانین

کا بیان مقصود نہیں کیونکہ قوانین الگ الگ عنوانات سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ سول قوانین کا بیان کتاب البیوع وغیرہ میں، فوجداری قوانین کتاب الحدود میں۔ اسی طرح میراث، نکاح وطلاق، ہبہ، وصیت، جنگ وامن وغیرہ کے قوانین اپنے اپنے متعلقہ عنوانات کے تحت بیان کر دیے گئے ہیں۔

* **منصب قضا کی اہمیت اور قاضی (Judge) بننے کی صلاحیت:** جج کا منصب ہمیشہ ایک پُر وقار منصب سمجھا گیا۔ اس میں انسان کو ہر پیش ہونے والے معاملے میں بہت زیادہ اختیار بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ ایک ''پُر کشش'' ذمہ داری ہے اور اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ جو اس کی کشش کا شکار ہو جاتا ہے وہ ''ذمہ داری'' والے عنصر کو صحیح طور پر پیش نظر رکھنے میں ناکام رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس سے امام ابوداود ؒ نے کتاب کے اس حصہ کا آغاز کیا ہے اس ذمہ داری کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس کی طلب اور کشش سے بچا رہا لیکن ذمہ داری اس کے سپرد کر دی گئی تو اس کے لیے وہ عظیم خوش خبری ہے جو حضرت عمرو بن العاص ؓ کی روایت کردہ حدیث (۳۵۷۴) میں بیان کی گئی ہے۔

مسلمان کے لیے یہ بات لازمی ہے کہ قضا کی ذمہ داری صرف اور صرف اسی صورت میں قبول کرے جب وہ فیصلہ وحی الٰہی پر مبنی قوانین اور انصاف کے مطابق کر سکتا ہو۔ ان سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے تحت جن سے عموماً انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے فیصلہ کرنے کا امکان ہو تو اس صورت میں یہ ذمہ داری قبول کرنا ہی حرام ہے۔ (حدیث: ۳۵۷۶، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱) اگر کوئی انسان خود اس عہدے کا طلب گار ہوگا تو ظاہر ہے وہ اس عہدے کی مادی یا منصبی کشش ہی کی بنا پر اس کا خواہاں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو اس عہدہ کے لیے نااہل قرار دیا ہے۔ مادی کشش میں رشوت ستانی بدترین ہے۔ اس سلسلے میں رشوت کے ساتھ ہدیے وغیرہ قبول کرنے کو بھی سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٣) -كِتَابُ الْقَضَاءِ (التحفة ١٨)

قضا سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ (التحفة ١)

باب:١-قاضی کا عہدہ طلب کرنا

٣٥٧١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا فُضَيْلُ بنُ سُلَيْمَانَ: حدثنا عَمْرُو بنُ أبي عَمْرٍو عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۳۵۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قاضی کا عہدہ لیا تو وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔''

٣٥٧٢- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أنْبأنَا بِشْرُ بنُ عُمَرَ عن عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ، عن عُثْمَانَ بنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ، عن المَقْبُرِيِّ والأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

۳۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے لوگوں کا قاضی بنا دیا گیا اسے چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔''

٣٥٧١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح: ١٣٢٥ عن نصر بن علي به، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٠٨، والحديث الآتي شاهد له.

٣٥٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب ذكر القضاة، ح: ٢٣٠٨ من حديث عبدالله بن جعفر به، وصححه الحاكم: ٤/ ٩١، ووافقه الذهبي.

فائدہ: منصب قضا انتہائی ذمہ داری اور آزمائش کا منصب ہے۔ اس کا طالب اور حریص ہونے کی اس کے سوا کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس عہدے کا طلب گار یا اس سے مالی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا جاہ ومنصب کا خواہشمند ہے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے سبب انسان اس عہدے کے لیے نااہل ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر یہ منصب کسی نہ چاہنے والے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ حق وانصاف پر ثابت قدم رہے تو اس میں بڑی عزیمت اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْقَاضِي يُخْطِئُ (التحفة ٢)

باب:۲- قاضی جو خطا کرے

٣٥٧٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ: حَدَّثَنا خَلَفُ بنُ خَلِيفَةَ عن أَبي هَاشِمٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ في الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ في النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي في الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ في الْحُكْمِ فَهُوَ في النَّارِ وَرَجُل قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ في النَّارِ».

۳۵۷۳- جناب (عبداللہ) بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو آگ میں۔ جنت میں جانے والا وہ ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا‘ اور جس نے حق پہچانا اور پھر فیصلے میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے‘ اور جس نے جاہل ہوتے ہوئے لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی آگ میں ہے۔“

798

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يَعْني حَدِيثَ ابنِ بُرَيْدَةَ، «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع میں یہ حدیث صحیح ترین ہے۔ یعنی ابن بریدہ کی حدیث کہ قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

فائدہ: جانتے بوجھتے حق کے خلاف فیصلہ دینا اور جاہل ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلے کرنے بیٹھ جانا‘ دونوں صورتوں میں اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ یہ منصب اصحاب علم اور اصحاب عزیمت ہی کے سپرد کیا جائے اور وہ بھی جرأت سے کام لیں اور جنت کے حقدار بنیں جبکہ ان لوگوں کے پس منظر میں رہنے سے ظالم ظلم کرتے ہیں اور جہالت کا غلبہ اور اس کی اشاعت ہوتی ہے۔

٣٥٧٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق، ح: ٢٣١٥ من حديث خلف بن خليفة به، ورواه الترمذي، ح: ١٣٢٢م، وللحديث طرق كثيرة ضعيفة كلها * خلف بن خليفة اختلط.

٣٥٧٤- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ، قالَ: أخبرني يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْهَادِ عن مُحَمَّدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن أبي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بنِ الْعَاصِ، عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أجْرَانِ، وَإذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أجْرٌ»، فَحدَّثْتُ بِهِ أبَا بَكْرِ بنَ حَزْمٍ فقالَ: هٰكَذَا حَدَّثَني أبُو سَلَمَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ.

۳۵۷۴-حضرت عمرو بن العاص ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرے اور خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے' اور جب کوئی خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور اس سے خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔'' (یزید بن عبداللہ بن الہاد نے کہا:) میں نے یہ روایت ابوبکر بن حزم کو بیان کی تو انہوں نے کہا: مجھے ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ خوش خبری اس قاضی کے لیے ہے جو صاحب علم ہے' اجتہاد کرتا ہے' اس منصب کی ذمہ داریوں سے خوب واقف ہے' اللہ سے ڈرتا ہے اور اس عہدے کا طلب گار نہیں۔

٣٥٧٥- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا مُلَازِمُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَني مُوسَى بنُ نَجْدَةَ عن جَدِّهِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَهُوَ أبُو كَثِيرٍ قال: حَدَّثَني أبُو هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ».

۳۵۷۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں میں قضا کا منصب طلب کیا حتی کہ اسے حاصل کر لیا' پھر اس کا عدل کرنا ظلم کرنے پر غالب رہا' تو اس کے لیے جنت ہے' اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب رہا' اس کے لیے جہنم ہے۔''

٣٥٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ح:١٧١٦ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح:٧٣٥٢ من حديث ابن الهاد به.

٣٥٧٥ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ١٠/ ٨٨ من حديث أبي داود به * موسى بن نجدة مجهول(تقريب).

٣٥٧٦- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ حَمْزَةَ بنِ أبي يَحْيَى الرَّمْلِيُّ: حدَّثني زَيْدُ بنُ أبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ أبي الزِّنَادِ عن أبيهِ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ إلى قَوْلِهِ - ﴿ٱلْفَٰسِقُونَ﴾ [المائدة: ٤٤-٤٧] هَؤُلَاءِ الآيَاتُ الثَّلَاثُ نَزَلَتْ في يَهُودَ خَاصَّةً في قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ.

٣٥٧٦- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ سورۂ مائدہ کی یہ تینوں آیات ﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْن ...... الفاسقون﴾ یہودیوں کے قبائل بالخصوص قریظہ اور بنونضیر کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔

فائدہ: ان آیات میں ہے کہ جو فیصلہ کرنے والے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔ظالم ہیں۔فاسق ہیں۔حضرت ابن عباس ؓ کے فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ فیصلے کے فریق غیر مسلم ہوں تو پھر بھی فیصلہ مبنی بروحی قوانین کے مطابق کرنا ہوگا۔چاہے وہ ان کی آسمانی کتاب کے قوانین کیوں نہ ہوں۔ان کے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا ہو تو یہ منصب کوئی مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔چہ جائے کہ مسلمانوں کے درمیان قوانین وحی سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے ذریعے سے فیصلہ کیا جائے؟

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ وَالتَّسَرُّعِ إلَيْهِ (التحفة ٣)

باب:٣-قضا کا عہدہ طلب کرنا اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی کرنا

٣٥٧٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى قالَا: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن رَجَاءٍ الأنْصَارِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ بِشْرٍ الأنْصَارِيِّ الأزْرَقِ قالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ أبْوَابِ كِنْدَةَ وَأبُو مَسْعُودٍ الأنْصَارِيُّ جَالِسٌ في حَلْقَةٍ فَقَالَا: ألَا رَجُلٌ يُنَفِّذُ بَيْنَنَا، فَقالَ رَجُلٌ

٣٥٧٧- جناب عبدالرحمٰن بن بشر الانصاری الازرق کہتے ہیں (کہ غالباً کوفہ میں) باب کندہ کی طرف سے دو آدمی آئے جبکہ حضرت ابو مسعود انصاری ؓ حلقے میں تشریف فرما تھے۔ان دونوں نے کہا: کیا کوئی ہم میں فیصلہ نہیں کر دیتا؟ حلقے میں سے ایک آدمی نے کہا: میں کر دیتا ہوں۔تو حضرت ابو مسعود ؓ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اسے دے ماری اور فرمایا: باز رہو۔فیصلہ

٣٥٧٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٦ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به.

٣٥٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٠١ من حديث أبي داود به * الأعمش عنعن.

مِنَ الْحَلْقَةِ: أَنَا، فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ كَفًّا مِنْ حَصًى فَرَمَاهُ بِهِ وَقَال: مَهْ إِنَّهُ كَانَ يُكْرَهُ التَّسَرُّعُ إِلَى الْحُكْمِ.

کرنے میں جلد بازی ناپسند سمجھی جاتی تھی۔ (یعنی صحابہ کرام میں۔)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم معناً صحیح ہے یعنی جلد بازی ناپسندیدہ ہے۔ علاوہ ازیں قاضی' حکومت کی طرف سے مسند قضا پر بیٹھنے والا بڑے اہم امور کا فیصلہ کرنے والا ہو یا کسی کو اتفاقاً کوئی فیصلہ کرنا پڑ جائے دونوں کا حکم برابر ہے حتی کہ انسان پر لازم ہے کہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے درمیان بھی حق وانصاف سے کام لے۔

۳۵۷۸- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عن بِلَالٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ وُكِلَ [إِلَيْهِ]، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللهُ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ».

۳۵۷۸- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے قاضی کا عہدہ طلب کیا اور اس کے لیے لوگوں سے مدد چاہی (سفارشیں کرائیں) تو یہ منصب اور کام اسی پر ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ کی طرف سے اس کی کوئی مدد نہ ہوگی) اور جس نے اسے طلب کیا نہ لوگوں سے مدد چاہی' تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل فرماتا ہے جو اسے سیدھی راہ سجھاتا رہتا ہے۔''

وَقالَ وَكِيعٌ عن إِسْرَائِيلَ، عنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عن بِلَالِ بنِ أَبِي مُوسَى، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَقالَ أَبُو عَوَانَةَ: عن عَبْدِ الأَعْلَى، عن بِلَالِ بنِ مِرْدَاسٍ الْفَزَارِيِّ، عن خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيِّ عن أَنَسٍ.

وکیع نے اس روایت کی سند یوں بیان کی ہے: [عن اسرائیل' عن عبدالاعلیٰ' عن بلال بن ابی موسیٰ' عن انس عن النبی ﷺ] اور ابوعوانہ نے کہا: [عن عبدالاعلیٰ' عن بلال بن مرداس الفزاری' عن خیثمة البصری عن انس]

۳۵۷۹- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۳۵۷۹- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ روایت کرتے

۳۵۷۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح:١٣٢٣، وابن ماجه، ح:٢٣٠٩ من حديث إسرائيل به * عبدالأعلى بن عامر الثعلبي ضعفه الجمهور، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد: ١/ ١٤٧ "والأكثر على تضعيفه"، ومع ذلك حسن له الترمذي.

۳۵۷۹- تخريج: أخرجه البخاري، استتابة المرتدين ... الخ، باب حكم المرتد والمرتدة استتابتهم، ح:٦٩٢٣، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح:١٨٢٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٤٠٩ بطوله.

حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَني أَبُو بُرْدَةَ قالَ: قالَ أَبُو مُوسَى: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَنْ نَسْتَعْمِلَ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ».

ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اس منصب اور کام کا طلب گار ہوگا ہم اسے ہرگز نہیں دیں گے۔''

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ (التحفة ٤)

باب:۴-رشوت حرام ہے

٣٥٨٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّاشِيَ وَالمُرْتَشِيَ.

۳۵۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے کو لعنت فرمائی ہے۔



فائدہ: کسی دوسرے کا حق مارنے کے لیے کسی حاکم' قاضی یا اہلکار کو کچھ دینا رشوت اور حرام ہے۔لیکن اگر کوئی اہلکار ظالم ہو اور حق داروں کے حقوق بھی اس کے پاس محفوظ نہ رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے طلب کرتا ہو یا اسے دینا پڑتا ہو تو اصل عزیمت یہی ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے اور معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہوئے اس ظالم سے چھٹکارے کی سبیل کی جائے۔اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور صرف اور صرف اپنے جائز حق کے لیے شدید مجبوری کی صورت میں کبھی کچھ دینا پڑ جائے تو اس پر کثرت سے استغفار کرے۔ لینے والے کے حق میں یہ یقیناً رشوت اور حرام ہے بلکہ صاحب حق کو مجبور کرنے کی سزا کا بھی مستحق ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ (التحفة ٥)

باب:۵-حکام' قاضی اور دیگر اہلکاروں کے لیے ہدایا کا مسئلہ

٣٥٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إسْمَاعِيلَ بنِ أَبي خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَني

۳۵۸۱- حضرت عدی بن عمیرہ کندی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم میں

٣٥٨٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، ح:١٣٣٧، وابن ماجه، ح:٢٣١٣ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٥٨٦، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ١٠٣، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح:١١٩٦ وغيره.

٣٥٨١- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح:١٨٣٣ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

قَيْسٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ عُمَيْرَةَ الكِنْدِيُّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فقالَ: يَارَسُولَ الله! اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قَالَ: «وَمَا ذٰلِكَ؟» قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا. قَالَ: «وَأَنَا أَقُولُ ذٰلِكَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى».

سے جس کسی کو ہماری طرف سے کوئی عملداری سونپی گئی ہو پھر اس نے اس کے محاصل میں سے کوئی سوئی یا اس سے بھی کم یا زیادہ کو چھپا لیا تو وہ طوق ہے جسے پہنے ہوئے وہ قیامت کے روز حاضر ہوگا۔'' تو کالے سے رنگ کا ایک انصاری جوان کھڑا ہوگیا گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجیے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ یوں یوں فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) میں یہی کہتا ہوں۔ جس کو ہم نے کوئی کام سونپا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے محاصل تھوڑے ہوں یا زیادہ سب لے آئے۔ اور پھر اس میں سے جو اسے (حق خدمت) دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روک دیا جائے اس سے رک جائے۔''

فائدہ: تمام ملی اور اجتماعی امور کی ذمہ داری انتہائی اہم ہے۔ اس میں محاصل کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔ اس میں ذرا سی بھی غفلت اور کوتاہی انسان کے لیے آخرت کا وبال ہے۔ ایسی ذمہ داریاں ادا کرنے والے کو اگر کہیں سے ہدایا، تحائف یا دیگر منافع حاصل ہوں تو وہ اس کے لیے حلال نہیں۔ ایسی تمام اشیاء اسے خزانہ میں جمع کرانی ہوں گی، نیز حاکم اعلیٰ پر بھی لازم ہے کہ اپنے کارندوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتا رہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں جوابدہی کی یاد دلاتا رہے اور خود بھی متنبہ اور محتاط رہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: كَيْفَ الْقَضَاءُ (التحفة ٦)

باب:٦-فیصلہ کرنے کے آداب

فائدہ: آیندہ چند ابواب میں پیش کردہ احادیث میں فیصلہ کرنے کے طریقوں کے بارے میں بہت عمدہ اصول بتائے گئے ہیں۔ حقائق تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ جج اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے فہم وفراست کی دعا مانگے، کچی بات نہ کرے، فیصلہ حتی الوسع یقین حاصل ہونے اور پختہ رائے قائم کرنے کے بعد کرے۔ اسے یہ وضاحت کرنی چاہیے کہ اس کے فیصلے سے کسی کے لیے دوسرے کا حق حلال نہیں ہوتا۔ اور اگر قاضی دیکھے کہ معاملہ کسی بھی طرح واضح نہیں ہوسکتا تو دونوں کو صلح پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے۔ قضا کا یہ سنہری اصول بھی اسلام نے دیا ہے کہ

قاضی کو یکسوئی سے فیصلہ کرنا چاہیے طیش، غم، تفکرات یا ایسی کیفیت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جس میں یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی۔

٣٥٨٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخبرنا شَرِيكٌ عن سِمَاكٍ، عن حَنَشٍ، عن عَلِيٍّ قالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ الله ﷺ إلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: «إنَّ الله سَيَهْدِي قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ». قالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا أَوْ مَا شَكَكْتُ في قَضَاءٍ بَعْدُ.

٣٥٨٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ **بیان کرتے ہیں کہ** رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نو عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جب مقدمے کے دو فریق تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک ہرگز فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے سے سن نہ لینا جیسے کہ پہلے سے سنا ہو۔ بلاشبہ یہی چیز زیادہ لائق ہے کہ فیصلہ تمہارے لیے واضح ہو جائے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ میں وہاں قاضی بنا رہا یا (فرمایا) مجھے اس کے بعد فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔



فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن یہ واقعہ کچھ اختصار کے ساتھ سنن ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ موجودہ روایت کا زائد حصہ یہ ہے کہ فیصلہ دونوں فریقوں سے سن لینے کے بعد کرنا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے اور دیگر کئی روایات سے ثابت ہے۔ البتہ اگر کوئی فریق طلب کرنے پر بھی حاضر نہ ہو اور اس کے پاس کوئی عذر بھی نہ ہو اور واضح ہو جائے کہ وہ قاضی اور عدالت کا سامنا کرنے سے عمداً گریز کر رہا ہے تو قاضی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کی غیر حاضری میں فیصلہ سنا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: في قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ (التحفة ٧)

باب:۷- قاضی سے فیصلہ کرنے میں خطا ہو جائے تو؟

٣٥٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

٣٥٨٣- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا **بیان کرتی**

٣٥٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي لا يقضي بين الخصمين حتى يسمع كلاهما، ح:١٣٣١ من حديث سماك به، وقال: "حسن"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية عند ابن ماجه، ح:٢٣١٠ وغيره * شريك عنعن، وحنش ضعفه الجمهور.

٣٥٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب:١٠، ح:٦٩٦٧ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأقضية، باب

أخبرنَا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُم أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلٰى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک بشر ہوں' تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے مقابلے میں اپنی حجت پیش کرنے میں زیادہ چرب زبان ہو اور پھر میں اس سے سننے کے مطابق فیصلہ کردوں' تو جس کسی کے لیے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کردوں تو وہ اس سے کچھ نہ لے۔ بلاشبہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① قاضی کا فیصلہ صرف ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور مقدمے کے فریقین بالعموم اپنے طور پر خوب جان رہے ہوتے ہیں کہ حق کس کا ہے اور باطل پر کون ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ تو جہاں معاملہ صاف ہو وہاں ظالم کو اپنے بھائی کا حق مارتے ہوئے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ قاضی کے فیصلے کے باوجود آگ کا ٹکڑا لے رہا ہے۔ ② فیصلہ کرنے میں قاضی سے خطا کا سرزد ہو جانا اس کے لیے معاف ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے اس بیان سے واضح ہوا کہ وہ غیب نہ جانتے تھے۔ ④ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ بعض فیصلے اپنے اجتہاد سے کرتے تھے۔ امت کے قاضی ہمیشہ اجتہاد ہی سے فیصلے کر سکتے ہیں اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد اور طریقۂ اجتہاد بہترین نمونہ اور حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عنْ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن عَبْدِ الله بن رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: أَتَى رَسُولَ الله ﷺ رجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لَهُمَا لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ. فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقالَ كُلُّ

۳۵۸۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے ان کا میراث کے معاملے میں جھگڑا تھا اور ان کے پاس سوائے اپنے اپنے دعوے کے اور کوئی گواہ نہ تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ چنانچہ وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میرا حق تیرے لیے ہے۔ پھر نبی ﷺ نے ان دونوں

الحكم بالظاهر واللحن بالحجة، ح: ١٧١٣ من حديث هشام بن عروة به.

٣٥٨٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٠ من حديث أسامة بن زيد به، وهو حسن الحديث، تقدم، ح: ٣٤٧، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٧٧٨، وابن الجارود، ح: ١٠٠٠، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٩٥، ووافقه الذهبي.

وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَا إِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ تَحَالَّا».

سے فرمایا: ''جب تم ایسا کرتے ہوتو آپس میں تقسیم کرلو اور حق کا قصد کرو پھر آپس میں قرعہ ڈال لو (حصے کی تعیین کے لیے) پھر ممکنہ زیادتی ایک دوسرے سے معاف کرالو۔''

فوائد ومسائل: ① اس قسم کے معاملات اور مقدمات میں مصالحت کے سوا دوسرا کوئی حل نہیں ہوتا۔ ② دو فریق جب کسی استحقاق میں برابر ہوں تو قرعے سے معاملہ طے کر لینا چاہیے۔ ③ ممکنہ زیادتی سے اسی دنیا میں معافی سے تلافی کر لینا مناسب ہے۔ اس دنیا میں تو آدمی حسب احوال کوئی مالی دباؤ یا دوسری مشکل ومشقت برداشت کر سکتا ہے مگر ظلم کی صورت میں کل قیامت کے دن حساب انتہائی کڑا اور سخت ہوگا۔

٣٥٨٥- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنا أُسَامَةُ عن عَبْدِ الله بنِ رَافِعٍ قالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ فَقالَ: «إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ».

۳۵۸۵- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ ان دو آدمیوں کا وراثت میں جھگڑا تھا اور بھی چند دوسری چیزیں تھیں جن کے نشانات مٹ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں مجھ پر کچھ نازل نہ ہوا ہو اس میں' میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔''



٣٥٨٦- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قالَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الرَّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ مُصِيبًا لِأَنَّ الله كَانَ يُرِيهِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنَّا الظَّنُّ وَالتَّكَلُّفُ.

۳۵۸۶- ابن شہاب زہری ؒ نے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے برسر منبر فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کی رائے بالکل برحق ہوا کرتی تھی کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ سجھاتا تھا اور ہماری رائے ظن وگمان اور تکلف محض ہوتی ہے۔

٣٥٨٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ

۳۵۸۷۔ احمد بن عبدہ الضّبّی کہتے ہیں کہ ہمیں معاذ

٣٥٨٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٥٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود ٭ قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يدرك عمر رضي الله عنه".

٣٥٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير: ٣/ ١٠٤ عن معاذ به.

الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ قالَ: أخبرني أَبُو عُثْمَانَ الشَّامِيُّ: وَلَا إِخَالُنِي رَأَيْتُ شَامِيًّا أَفْضَلَ مِنْهُ يَعْني حَرِيزَ بنَ عُثْمَانَ.

بن معاذ نے بیان کیا۔ کہا کہ مجھے ابوعثمان شامی (حریز بن عثمان) نے بیان کیا اور (معاذ بن معاذ نے کہا کہ) میں کسی شامی کو حریز بن عثمان سے افضل نہیں سمجھتا۔

فائدہ: اوپر والی روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہی بات نیچے والی سند سے صحیح طریق سے مروی ہے۔ ان تینوں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اجتہاد سے فیصلے فرماتے تھے جو غلطیوں سے پاک ہوتے تھے اور آیندہ کے لیے حجت تھے۔ کیونکہ علی سبیل الافتراض اگر کوئی غلطی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرما دیتا۔ آپ کے بعد تمام قاضیوں کو بہت زیادہ محنت سے حقائق سمجھنے چاہییں۔

(المعجم ٨) - بابٌ: كَيْفَ يَجْلِسُ الْخَصْمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟ (التحفة ٨)

باب:٨-مقدمے کے دونوں فریق قاضی کے سامنے کیسے بیٹھیں؟

٣٥٨٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَنا مُصْعَبُ بنُ ثَابِتٍ عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ قالَ: قَضَى رَسُولُ الله ﷺ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ.

٣٥٨٨- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قاضی کے سامنے بیٹھیں۔

فائدہ: روایت ضعیف الاسناد ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ کسی فریق کو عدالت میں کوئی فوقیت اور ترجیح نہ دی جائے۔ دونوں آمنے سامنے ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے عمل اور فرامین سے واضح ہے۔

(المعجم ٩) - باب الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضْبَانُ (التحفة ٩)

باب:٩-قاضی کا غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا

٣٥٨٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبي بَكْرَةَ عن أَبِيهِ أَنَّهُ كَتَبَ

٣٥٨٩- جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حَکَم

٣٥٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/٤ من حديث ابن المبارك به * مصعب بن ثابت ضعيف من جهة سوء حفظه، وقال الهيثمي: "والأكثر على تضعيفه" (مجمع الزوائد: ١/ ٢٥).

٣٥٨٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح: ١٧١٧ من حديث سفيان، والبخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح: ٧١٥٨ من حديث عبدالملك بن عمير به.

إِلَى ابْنِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْضِي الْحَكَمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

(فیصلہ کرنے والا) غصے کی حالت میں دو فریقوں میں فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ: طیش کی حالت میں انسان بالعموم حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے تو اس کیفیت میں فیصلہ عین ممکن ہے کہ عدل کے خلاف ہو' لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ انتہائی غم' شدید فکر مندی' کسی بیماری کے سبب تکلیف اور درد اور اسی طرح کی کیفیتیں جن میں یکسوئی متاثر ہو غصے پر قیاس کی جائیں گی۔

(المعجم ١٠) - باب الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠-ذمی لوگوں (کفار) میں فیصلہ کرنا

٣٥٩٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أَبِيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ [المائدة: ٤٢] فَنُسِخَتْ قَالَ: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللهُ﴾ [المائدة: ٤٨].

٣٥٩٠- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَإِنْ جَآءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ ''اگر یہ (یہود) آپ کے پاس آئیں تو آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا اعراض کر لیں۔'' پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ ''آپ ان میں فیصلہ فرمائیں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی۔''

٣٥٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِن تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَن يَضُرُّوكَ شَيْـًٔا وَإِنْ حَكَمْتَ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِٱلْقِسْطِ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ﴾ [المائدة: ٤٢].

٣٥٩١- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ: ﴿فَإِنْ جَآءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ إِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا وَ إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ نازل ہوئی' (انہوں نے سبب نزول) بیان کیا کہ بنونضیر بنوقریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتے تو آدھی دیت دیا کرتے اور اگر بنوقریظہ بنونضیر کا کوئی آدمی قتل کر دیتے تو پوری دیت دیتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے ان میں برابر برابر کر دیا۔

٣٥٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن]

٣٥٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على عكرمة في ذلك، ح: ٤٧٣٧ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع * داود عن عكرمة منكر.

قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَدَّوْا نِصْفَ الدِّيَةِ وَإِذَا قَتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ أَدَّوْا إِلَيْهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً فَسَوَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمْ.

(المعجم ١١) - باب اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-فیصلہ کرنے میں اجتہاد اور رائے سے کام لینا

٣٥٩٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عن شُعْبَةَ، عنْ أَبِي عَوْنٍ، عن الْحَارِثِ بنِ عَمْرٍو، ابنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن أُنَاسٍ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ ابنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟» قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللهِ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللهِ؟» قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا فِي كِتَابِ اللهِ؟» قَالَ: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلَا آلُو، فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدْرَهُ، فَقَالَ: «الْحَمْدُ لله الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللهِ».

۳۵۹۲- حضرت معاذ بن جبل ؓ کے بعض اصحاب نے روایت کیا جو اہل حمص میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ فرمایا کہ حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجیں تو آپ نے پوچھا: ”جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا تو فیصلہ کیسے کرو گے؟“ انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ میں نہ ملا تو؟“ کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ فرمایا: ”اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور کتاب اللہ میں بھی نہ ملا تو؟“ کہا کہ میں اپنی رائے استعمال کرنے میں کمی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا سینہ تھپکایا اور فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے رسول اللہ کے پیامبر کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول خوش ہے۔“

فائدہ: یہ روایت فقہاء کے نزدیک بہت زیادہ مشہور ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سند کے لحاظ سے بالکل ضعیف ہے۔ ائمہ جرح وتعدیل میں کوئی بھی اس کی تصحیح نہیں کرتا۔ اس کے ضعف کے تین سبب گنوائے گئے ہیں۔ ① مرسل

٣٥٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي كيف يقضي، ح: ١٣٢٧ و١٣٢٨ من حديث شعبة به، وقال: "وليس إسناده عندي بمتصل" * الحارث مجهول، وهذا الحديث ضعفه

ہے۔ ② اصحاب معاذ مجہول ہیں۔ ③ حارث بن عمرو مجہول ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا مُرْسَلًا] ''یہ صحیح نہیں اور جتنے طرق معروف ہیں سبھی مرسل ہیں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: [هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُه إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ] ''یہ حدیث بس اسی سند سے مروی ہے جو میرے نزدیک متصل نہیں ہے۔'' امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَالْمُرْسَلُ أَصَحُّ] ''اس کا مرسل ہونا ہی صحیح تر ہے۔'' ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الْحَارِثَ مَجْهُولٌ وَ شُيُوخُهُ لَا يُعْرَفُونَ] ''یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ راوی حارث مجہول ہے اور اس کے شیوخ کی بھی خبر نہیں کہ کون ہیں۔'' ابن طاہر کہتے ہیں: [لَا يَصِحُّ] ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا: [لَا يَصِحُّ] ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَأَنّٰى لَهُ الصِّحَّةُ؟ وَمَدَارُهُ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ مَجْهُولٌ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ حِمْصَ، لَا يُدْرٰى مَنْ هُمْ] ''یہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؟ اس کا مدار حارث بن عمرو پر ہے اور وہ خود مجہول ہے، اہل حمص سے روایت کرتا ہے جن کی خبر نہیں کہ وہ کون ہیں۔'' علاوہ ازیں عقیلی، سبکی اور ابن حجر رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معنوی اعتبار سے بھی اس میں زبردست خلل ہے۔ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ا... بیان کیا گیا ہے کہ پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ اگر اس میں نہ ملا تو پھر سنت رسول اللہ سے اگر اس میں بھی نہ ملا تو پھر رائے استعمال کروں گا۔'' حالانکہ یہ ترتیب اور قرآن و سنت کی تفریق کسی طرح صحیح نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ کیونکہ سنت، قرآن کریم کے مجمل کا بیان کرتی ہے، مطلق کی تقیید اور عموم کی تخصیص کرتی ہے۔ الغرض یہ ترتیب صحیح نہیں۔ بلکہ ہر مسئلہ بیک وقت قرآن وسنت میں تلاش کیا جائے، پھر خیر القرون صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ و معمولات کو دیکھا جائے اگر نہ ملے تو صاحب علم کو استنباط و استدلال اور اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ (ماخوذ از سلسلة الاحاديث الضعيفه علامه البانی رحمہ اللہ الجزء الثانی، حدیث:۸۸۱)



٣٥٩٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ عن الْحَارِثِ بنِ عَمْرٍو، عَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ . . . بِمَعْنَاهُ.

٣٥٩٣- بعض اصحاب معاذ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جب یمن بھیجا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الصُّلْحِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- مصالحت کر لینے کا بیان

٣٥٩٣- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٣/ ١١٤ من حديث أبي داود به.

٣٥٩٤- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ أَوْ عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ، شَكَّ الشَّيْخُ، عَنْ كَثِيرِ بنِ زَيْدٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ رَبَاحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ المُسْلِمِينَ».

۳۵۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمانوں کا آپس میں صلح کر لینا جائز ہے ہے (یعنی یہ نافذ ہوگی)۔“

زَادَ أَحْمَدُ: «إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا».

احمد (بن عبدالواحد) نے مزید کہا: ”سوائے ایسی صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام بنائے۔“

زَادَ سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: وَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ».

سلیمان بن داود نے اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔“

٣٥٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قَالَ: أخبرني عَبْدُ اللهِ بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي المَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُما حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

۳۵۹۵- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرضے کا مطالبہ کیا۔ یہ مسجد میں تھے کہ ان کی آوازیں اونچی ہوگئیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سنا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کعب بن مالک کو آواز دیتے ہوئے کہا: ”اے کعب!“ اس نے کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے

٣٥٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٦ من حديث سليمان بن بلال به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٣٧، وابن حبان، ح: ١١٩٩، وللحديث شواهد.

٣٥٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب رفع الصوت في المسجد، ح: ٤٧١ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٨

حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ ابنَ مَالِكٍ فقالَ: «يَا كَعْبُ!» فقالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله! فَأَشَارَ لَهُ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ. قَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ الله! قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ فَاقْضِهِ».

اشارہ فرمایا کہ اپنا آدھا قرضہ چھوڑ دو۔ کعب نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے معاف کیا۔ نبی ﷺ نے دوسرے سے فرمایا: ''اٹھ اور اسے ادا کر دے۔''

فائدہ: قاضی اور حکم کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ عوام کے تنازعات میں ان کی صلح کرا دے۔ اور مالی حقوق میں صاحب حق خوشی سے اگر اپنا حق چھوڑ دے تو جائز ہے۔ صلح میں جبر نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الشَّهَادَاتِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- گواہیوں کا بیان

٣٥٩٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني مَالِكُ بنُ أَنَسٍ عن عَبْدِ الله ابنِ أَبي بَكْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عَمْرِو بنِ [عُثْمَانَ] أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أَبي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُم بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ: الَّذِي يأْتِي بِشَهَادَتِهِ أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَها» شَكَّ عَبْدُ الله بنُ أَبي بَكْرٍ أَيَّتَهُمَا قالَ.



٣٥٩٦- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں بہترین گواہ نہ بتاؤں؟ وہ جو طلب کرنے سے پہلے از خود اپنی گواہی پیش کر دے۔'' عبداللہ بن ابی بکر کو الفاظ حدیث میں شک ہے۔

قال أبو دَاوُدَ: قالَ مَالِكٌ: «الَّذي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلا يَعْلَمُ بِهَا الَّذي هِيَ لَهُ» قالَ الْهَمْدَانِيُّ: «وَيَرْفَعُهَا إِلَى السُّلْطَانِ» قال

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک ؒ نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ صاحب حق کو علم نہ ہو کہ اس کا گواہ کون ہے۔ ہمدانی نے کہا: وہ (از خود) اپنے

٣٥٩٦- تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان خير الشهود، ح: ١٧١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٢٠.

ابنُ السَّرْحِ: «أَوْ يَأْتِي بِهَا الإِمَامَ» وَالإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ الْهَمْدَانِيِّ. قَالَ ابنُ السَّرْحِ: ابْنَ أَبِي عَمْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

آپ کو سلطان کے روبرو پیش کر دے۔ ابن السرح نے کہا: یا امام (حاکم) کے سامنے پیش کر دے۔ ہمدانی کی روایت میں [أخبرنا] ہے۔ ابن السرح نے (راوی کا نام) ابن ابی عمرہ ذکر کیا ہے' عبدالرحمٰن (بن ابی عمرہ) نہیں ذکر کیا۔

توضیح: صحیح بخاری ومسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ (قرب قیامت میں) ایسے لوگ ہوں گے جو گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہیں کی جائے گی۔(صحیح البخاری' الشهادات' حديث:٢٦٥٢ و صحيح مسلم' فضائل الصحابه' حديث:٢٥٣٥) تو اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو جھوٹے ہوں' کسی کا حق مارنے یا کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے یہ قسمیں کھائیں اور آگے بڑھ بڑھ کر گواہیاں دیں۔ جبکہ زیر بحث حدیث میں صادق اور امین لوگوں کی مدح ہے جو مجبور اور سادہ لوح لوگوں کی مدد کریں یا حاکم اور قاضی کے لیے حق وانصاف میں معاون بنیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق اس امانت اور عاریت سے ہے جو کسی یتیم کی ہو اور سوائے اس گواہ کے کسی اور کے علم میں نہ ہو اور وہ ازخود حاکم کے پاس جا کر حقدار کا حق دلوا دے تو یقیناً وہ بہترین گواہ ہوگا۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا (التحفة ١٤)

باب:۱۴- جو کوئی حقیقت جانے بغیر کسی جھگڑے میں مددگار بنے

٣٥٩٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بنُ غَزِيَّةَ عن يَحْيَى بنِ رَاشِدٍ قال: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ فَقَدْ ضَادَّ اللهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ

۳۵۹۷- یحییٰ بن راشد نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے انتظار میں بیٹھے تھے حتی کہ وہ تشریف لے آئے اور بیٹھے پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جس شخص کی سفارش اللہ کی کسی حد کی تنفیذ میں آڑے آئی' تحقیق اس نے اللہ کی مخالفت کی اور جس نے جانتے بوجھتے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہے

٣٥٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٠ من حديث زهير بن معاوية به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧، ووافقه الذهبي.

فِي سَخَطِ اللهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ».

گا حتی کہ اس سے باز آ جائے اور جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اسے جہنمیوں کی پیپ میں ڈالے گا (وہ اسی کا مستحق رہے گا) حتی کہ اپنی بات سے باز آ جائے۔“

فائدہ: اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب مقدمہ قاضی تک پہنچ جائے تو پھر تنفیذ حدود میں رکاوٹ بننا یا سفارش کرنا حرام ہے۔ اور اسی طرح جاہلی عصبیت کا شکار ہو جانا یا مسلمانوں پر تہمت لگانا بہت بڑے اور برے جرائم ہیں۔

۳۵۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعُمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى بْنُ يَزِيدَ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

۳۵۹۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ”جس نے کسی ظلم کے جھگڑے میں معاونت کی تحقیق وہ اللہ عزوجل کی ناراضی کے ساتھ لوٹا۔“



(المعجم ۱۵) - **بَابٌ: فِي شَهَادَةِ الزُّورِ** (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- جھوٹی گواہی کا بیان

۳۵۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ، يَعْنِي الْعُصْفُرِيَّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ

۳۵۹۹- حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”جھوٹی گواہی دینا‘ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ تین بار فرمایا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت

۳۵۹۸- تخريج: [**حسن**] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من ادعى ما ليس له وخاصم فيه، ح: ۲۳۲۰ من حديث مطر الوراق به * المثنى بن يزيد، تابعه حسين المعلم، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۹۹- تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الشهادات، باب ما جاء في شهادة الزور، ح: ۲۳۰۰، وابن ماجه، ح: ۲۳۷۲ من حديث محمد بن عبيد به * حبيب بن النعمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والراوي عنه لا يدري من هو؟، وللحديث شاهد ضعيف عند الترمذي.

الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فقالَ: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالإِشْرَاكِ بِالله» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلرِّجْسَ مِنَ ٱلْأَوْثَـٰنِ وَٱجْتَنِبُوا۟ قَوْلَ ٱلزُّورِ حُنَفَآءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِۦ﴾ [الحج: ٣٠، ٣١].

فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ○ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ ”بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو' اللہ کی طرف یکسو رہو اس حال میں کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ ہو۔“

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، لیکن جھوٹ اور جھوٹی گواہی کی مذمت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جھوٹی گواہی کبائر میں شمار ہوتی ہے۔(صحيح البخاري' الشهادات' حديث :٢٦٥٣)

(المعجم ١٦) - باب مَنْ تُرَدُّ شَهَادَتُهُ (التحفة ١٦)

باب:١٦- کن لوگوں کی گواہی قبول نہیں

٣٦٠٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ ابنُ مُوسٰى عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ وَالْخَائِنَةِ وَذِي الْغِمْرِ عَلٰى أَخِيهِ، وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ.

٣٦٠٠- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خائن مرد' خائن عورت اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ اور بغض رکھنے والے کی گواہی رد فرمائی ہے۔ اور ایسے ہی جو کسی گھر والوں کا خدمت گار (نوکر' غلام اور تابع) ہو' اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی۔ البتہ دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغِمْرُ: الْحِقْدُ وَالشَّحْنَاءُ، وَالْقَانِعُ: الأَجِيرُ التَّابِعُ مِثْلُ الأَجِيرِ الْخَاصِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اَلْغِمْرُ] کا معنی بغض وعداوت ہے۔ اور [اَلْقَانِع] سے مراد تابع رہنے والا ہے جیسے کہ کوئی خاص نوکر ہوتا ہے۔

توضیح: خائن یا خائنہ کی گواہی مطلقاً مردود ہے۔ اس میں مالی خیانت اور زبانی خیانت (جھوٹ) دونوں ایک جیسے ہیں۔ لیکن کینہ پرور اور بغیض کی گواہی اس صورت میں مردود ہے جب معاملہ ان کے ساتھ ہو جن کے ساتھ اس کی دشمنی ہو' اگر سچا ہے تو دوسرے لوگوں میں مقبول ہوگی۔ اسی طرح ہی نوکر اور غلام کی طرح کے تابع قسم کے لوگوں کی گواہی

٣٦٠٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨١ من حديث محمد بن راشد، وابن ماجه، ح: ٢٣٦٦ من حديث عمرو بن شعيب به، وقواه الحافظ في التلخيص الحبير: ٤/ ١٩٨.

اپنے ولی نعمت کے حق میں قبول نہیں۔ اگر سچے ہیں تو دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

٣٦٠١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ خَلَفِ بنِ طَارِقٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ يَحْيَى بنِ عُبَيْدٍ الْخُزَاعِيُّ قالَ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ العَزِيز عن سُلَيْمانَ بنِ مُوسَى بِإِسْنَادِهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلا ذِي غِمْرٍ عَلَى أخِيهِ».

۳۶۰۱-سلیمان بن موسیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی خائن مرد یا عورت‘ زانی مرد یا عورت یا اپنے بھائی کے بارے میں بغض وعداوت رکھنے والے کی گواہی جائز نہیں۔“

(المعجم ١٧) - **باب شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الأَمْصَارِ** (التحفة ١٧)

باب:۱۷-شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی



٣٦٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أيوبَ وَنَافِعُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ، أنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

۳۶۰۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کہ کسی دیہاتی کی شہری کے خلاف گواہی جائز نہیں۔“

فائدہ: بدوی بادیہ سے ہے۔ کے خانہ بدوش کو کہتے ہیں جو ایک جگہ کے ساکن نہیں ہوتے بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی بدوی سمجھدار اور عدول ہو تو فی نفسہ اس کی گواہی معتبر ہوگی‘ خود رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے چاند کی رؤیت میں بدوی کی شہادت قبول فرمائی۔ (ابوداود‘ الصوم‘ باب فی شهادة الواحد علی رؤیة هلال رمضان) اس حدیث میں جو بات سمجھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بدوی عموماً مستقل آبادیوں کے حالات‘ عادات‘ رسم ورواج اور طور طریقوں سے واقف نہیں ہوتے۔ نیز بڑے سادہ لوح ہوتے ہیں۔ اس لیے

٣٦٠١- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٦٠٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من لا تجوز شهادته، ح: ٢٣٦٧ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٩.

مشاہدے میں انہیں غلطی لگنے یا عدم فہم کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستی یا شہر کے رہنے والے کے معاملے میں ان کی گواہی پر اعتراض واقع ہوگا۔ اس سبب سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جا سکتی۔ وہ معاملات جن کا فہم اہل بادیہ کے لیے آسان ہے اس میں ان کی گواہی ہر طرح معتبر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی معاملے میں گواہی تب معتبر ہوگی جب اس معاملے کے عمومی فہم کی استعداد موجود ہو۔ کسی خالص فنی معاملے میں عام انسان کی گواہی معتبر نہ ہوگی جب تک وہ اس معاملے کا فہم نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ١٨) - **باب الشَّهَادَةِ عَلَى الرِّضَاعِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۸- دودھ پلانے کی گواہی

٣٦٠٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيوبَ، عن ابنِ أَبي مُلَيْكَةَ قالَ: حَدَّثني عُقْبَةُ بنُ الْحَارِثِ، وَحَدَّثَنِيهِ صَاحِبٌ لِي عَنْهُ، وَأنا لِحَدِيثِ صَاحِبي أَحْفَظُ قالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبي إهَابٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْنَا جَمِيعًا، فأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَقُلْتُ يَارَسُولَ الله! إنَّهَا لَكَاذِبَةٌ قَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ وَقَدْ قالَتْ مَا قالَتْ، دَعْهَا عَنْكَ».

۳۶۰۳- جناب ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عقبہ بن حارث ؓ نے بیان کیا۔ اور مجھے یہ روایت میرے ایک اور ساتھی نے بھی عقبہ سے بیان کی اور اپنے ساتھی کی روایت مجھے زیادہ یاد ہے۔ کہا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کی۔ تو ہمارے پاس ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک وہ جھوٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کیا خبر؟ حالانکہ اس نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اس عورت (اپنی بیوی) کو چھوڑ دے۔“

فائدہ: رضاعت کے مسئلے میں بالخصوص اکیلی عورت کی گواہی اور خبر معتبر اور کافی ہے۔ جیسے کہ پیدائش کے وقت بچے کے زندہ ہونے کے بارے میں ایک دایہ کی گواہی معتبر اور کافی ہوتی ہے‘ تاہم خبر یا گواہی دینے والی کا معتمد اور موثوق ہونا شرط ہے۔ علمائے کرام نے خبر اور گواہی میں فرق کیا ہے۔ گواہی ہمیشہ حاکم اور قاضی کے روبرو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان مسائل کی تفصیلات میں مختلف نقطہ ہائے نظر موجود ہیں۔

٣٦٠٣- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب شهادة المرضعة، ح: ٥١٠٤ من حديث أيوب السختياني به.

٣٦٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ؛ ح: وَحدثنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا عن أَيُّوبَ، عن ابنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عن عُبَيْد ابنِ أَبِي مَرْيَمَ، عن عُقْبَةَ بنِ الْحَارِثِ - وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِن عُقْبَةَ، وَلٰكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ - فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۳۶۰۴-ابن ابی ملیکہ نے بواسطہ عبید بن ابی مریم حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے مگر مجھے عبید کا بیان زیادہ ضبط ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرَ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَارِثِ بنِ عُمَيْرٍ فقالَ: هٰذَا مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ أَيُّوبَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے حارث بن عمیر کو دیکھا اور کہا: یہ ایوب کے معتمد شاگردوں میں سے ہے۔



(المعجم ١٩) - باب شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ[فِي] الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹-سفر میں وصیت کے سلسلے میں کافر کی گواہی

٣٦٠٥- حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاء عَنِ الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِدَقُوقَاءَ هٰذِهِ، وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهِدُهُ عَلٰى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَدِمَا الْكُوفَةَ، فَأَتَيَا أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ فَأَخْبَرَاهُ، وَقَدِمَا بِتَرِكَتِهِ وَوَصِيَّتِهِ فَقَالَ الأَشْعَرِيُّ: هٰذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَأَحْلَفَهُمَا بَعْدَ

۳۶۰۵-جناب شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان کی دقوقاء مقام پر وفات ہوگئی۔ اسے کوئی مسلمان نہ ملا جو اس کی وصیت پر گواہ ہوتا۔ تو اس نے اہل کتاب کے دو آدمیوں کو گواہ بنایا۔ پھر وہ دونوں کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس کی خبر دی اور اس کا ترکہ اور وصیت بھی پیش کی۔ حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے دور کے بعد نہیں ہوا ہے۔ تو انہوں نے عصر کے بعد ان سے اللہ کے نام کی قسم لی کہ انہوں نے کسی قسم کی خیانت٬

٣٦٠٤- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه البخاري من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٦٠٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٥ من حديث أبي داود به * زكريا بن أبي زائدة مدلس وعنعن.

الْعَصْرِ بِاللهِ مَا خَانَا وَلَا كَذَبَا وَلَا بَدَّلَا وَلَا كَتَمَا وَلَا غَيَّرَا، وَإِنَّهَا لَوَصِيَّةُ الرَّجُلِ وَتَرِكَتُهُ، فَأَمْضٰى شَهَادَتَهُمَا.

جھوٹ یا تبدیلی نہیں کی ہے کچھ چھپایا ہے نہ کوئی تغییر کی ہے اور اس میت کی وصیت اور ترکہ یہی کچھ ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی گواہی کو قبول کرلیا۔

فائدہ: اگر کسی مسلمان کو ایسی جگہ موت کا سامنا ہو جہاں اس کی وصیت کے لیے مسلمان گواہ موجود نہ ہوں تو قرآن مجید میں یہ طریقہ بتایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے اور وصیت کے وقت اپنے (مسلمانوں) میں سے دو انصاف والے گواہ بنالو یا اگر تم زمین میں سفر پر نکلے ہو اور (راستے میں) موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر قوم کے دو گواہ بھی کافی ہوں گے، پھر اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد (مسجد میں) روک لو تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے اور کوئی ہمارا رشتے دار بھی ہو (تو ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے اگر ہم ایسا کریں تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔ پھر اگر پتا چل جائے کہ بے شک ان دونوں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کا حق مارا گیا ہو اور جو مرنے والے کے زیادہ قریبی ہوں پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان (پہلے) دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں شمار ہوں گے۔ اس طرح زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ کہیں ان (ورثاء) کی قسموں کے بعد ان کی قسمیں رد نہ کردی جائیں اور تم اللہ سے ڈرو اور سنو اور اللہ نافرمانی کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ: ۱۰۶ تا ۱۰۸) اس باب کی دونوں حدیثوں سے یہی پتا چلتا ہے کہ مسلم گواہوں کی عدم موجودگی میں غیر مسلم گواہ بنائے جاسکتے ہیں۔ ان کی گواہی سے شک وشبہ ختم کرنے کے لیے گواہی کے ساتھ قسم بھی لینی چاہیے۔ پہلی حدیث کی اسناد میں اگرچہ کلام ہے لیکن آئندہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا وہ عین وحی الٰہی کے مطابق تھا۔

٣٦٠٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي

٣٦٠٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ بنوسہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بدّاء کی معیت میں سفر پر نکلا۔ (دوران سفر) سہمی کی وفات ہوگئی جہاں کہ کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر آئے تو (وارثوں نے) چاندی کا ایک پیالہ گم پایا جس پر

٣٦٠٦- تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب قول الله عزوجل: "يا أيها الذين آمنوا شهادة بينكم . . . الخ"، ح: ٢٧٨٠ من حديث يحيى بن آدم به .

سَهْمٍ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بنِ بَدَّاءَ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامَ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا: لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِنَا قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِمْ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ﴾ الآيَةَ [المائدة: ١٠٦].

سونے کے پترے چڑھے ہوئے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی۔ پھر بعد میں وہ جام مکہ میں مل گیا۔ (جن کے پاس سے ملا) انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ پھر مرنے والے سہمی کے وارثوں میں سے دو نے قسم کھائی اور کہا کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور یہ جام ہمارے آدمی کا ہے۔ چنانچہ انہی کے سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يـاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾

فائدہ: اس مرنے والے سہمی کا نام بُدیل بن ابی ماریہ ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس وقت نصرانی تھے جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لے آئے اور تمیم داری نے اسلام قبول کر لیا تو اس خیانت کو بہت بڑا گناہ جانا پھر وہ سہمی کے وارثوں کے پاس گئے اور پوری خبر بتائی اور انہیں اپنے حصے کے پانچ سو درہم ادا کیے' یہ بھی بتایا کہ باقی پانچ سو درہم عدی بن بداء کے پاس ہیں ان سے بھی پانچ سو لیے گئے۔ (فتح الباری' کتاب الوصایا' باب قول الله عزوجل: يٰأيها الذين آمنوا ...... الخ ٥/٥٠١'٥٠٢)

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ شَهَادَةِ الْوَاحِدِ، يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- قاضی کو جب ایک گواہ کی صداقت کا یقین ہو تو ایک گواہی پر فیصلہ کرنا بھی جائز ہے

٣٦٠٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ؛ أَنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُمَارَةَ ابنِ خُزَيْمَةَ؛ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ

٣٦٠٧- جناب عُمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی ﷺ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا۔ اور بدوی سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ تا کہ تمہارے گھوڑے

٣٦٠٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب التسهيل في ترك الإشهاد على البيع، ح: ٤٦٥١ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢١٥، ٢١٦، وصححه الحاكم: ٢/ ١٧، ١٨، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى.

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الأَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ وَإِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: «أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟» قَالَ الأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللهِ! مَا بِعْتُكَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَلٰى قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ»، فَطَفِقَ الأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيدًا، فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: «بِمَ تَشْهَدُ؟» فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَارَسُولَ اللهِ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

کی قیمت ادا کردوں۔ رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی چلے جبکہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ تو لوگ اس بدوی کے سامنے آئے اور گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ نبی ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ تو اس بدوی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اسے فروخت کردوں گا۔ نبی ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا: ”کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟“ بدوی نے کہا: نہیں قسم اللہ کی! میں نے تو اسے تم کو نہیں بیچا۔ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں میں نے تم سے خرید لیا ہے۔“ بدوی کہنے لگا: چلو گواہ لاؤ۔ تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے۔ نبی ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر سکتے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

فائدہ: اس واقعہ کو عام قاعدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اور ایسی صورت میں جب گواہ ایک ہو تو صاحب حق سے قسم لی جا سکتی ہے جیسے کہ بعد کی احادیث میں آ رہا ہے اور اس حدیث میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ انتہائی ذکی، فطین اور قوی الایمان صحابی تھے رضی اللہ عنہ۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا

٣٦٠٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ أَنَّ زَيْدَ بنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنا سَيْفٌ المَكِّيُّ - قالَ عُثْمانُ: سَيْفُ بنُ سُلَيْمانَ - عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ، عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ.

٣٦٠٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (مدعی سے قسم لی۔)

٣٦٠٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَىٰ وَسَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ قالَا: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قالَ سَلَمَةُ في حَدِيثِهِ قالَ عَمْرٌو: في الحُقُوقِ.

٣٦٠٩- جناب عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ سلمہ (بن شبیب) کی روایت میں ہے' عمرو نے کہا کہ'' (مالی) حقوق میں'' (اس طرح سے فیصلہ کیا۔)



٣٦١٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ قال: حَدَّثَنا الدَّرَاوَرْدِيُّ عن رَبِيعَةَ بنِ أبي عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ، عن سُهَيْلِ ابنِ أَبي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

٣٦١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (یعنی مدعی سے قسم لی۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ المُؤَذِّنُ في هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسُهَيْلٍ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَنِّي حَدَّثْتُهُ إِيَّاهُ وَلا أَحْفَظُهُ،

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان مؤذن نے مجھے اس روایت میں مزید کہا کہ ہمیں امام شافعی رحمہ اللہ نے عبدالعزیز سے روایت کیا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے سہیل بن ابی صالح سے یہ حدیث پوچھی تو کہا کہ مجھے (میرے شاگرد) ربیعہ الرائی نے بیان کیا اور وہ میرے

٣٦٠٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب وجوب الحكم بشاهد ويمين، ح: ١٧١٢ من حديث زيد بن حباب به.
٣٦٠٩_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٨ من حديث أبي داود به.
٣٦١٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالشاهد واليمين، ح: ٢٣٦٨ عن أحمد بن أبي بكر به، وقال الترمذي، ح: ١٣٤٣ "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٧.

قالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ، وَنَسِيَ بَعْضَ حَدِيثِهِ، فَكَانَ سُهَيْلٌ، بَعْدُ، يُحَدِّثُهُ عن رَبِيعَةَ عَنْهُ عن أَبِيهِ.

نزدیک ثقہ اور معتمد ہے' کہا کہ میں (سہیل) ہی نے ربیعہ کو یہ حدیث بیان کی تھی۔ جو مجھے یاد نہیں۔ عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جناب سہیل بیمار ہو گئے تھے۔ جس سے ان کی یادداشت زائل ہو گئی اور انہیں اپنی کئی حدیثیں بھول گئی تھیں۔ چنانچہ سہیل اس کے بعد یوں سند بیان کیا کرتے تھے کہ مجھے ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا۔

٣٦١١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ: حَدَّثَنا زِيَادٌ يَعني ابنَ يُونُسَ: حَدَّثَني سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عن رَبِيعَةَ بِإِسْنَادِ أَبِي مُصْعَبٍ وَمَعْنَاهُ، قالَ سُلَيْمانُ: فَلَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ عنْ هٰذَا الحديثِ فقالَ: ما أَعْرِفُهُ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ رَبِيعَةَ أَخبرَني بِهِ عَنْكَ، قال: فإنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَحَدِّثْ بِهِ عنْ رَبِيعَةَ عَنِّي.

٣٦١١-سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے ابومصعب الزہری کی مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ سلیمان نے کہا کہ میں سہیل سے ملا اور ان سے یہ حدیث دریافت کی تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے ربیعہ نے آپ کے واسطے سے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: اگر ربیعہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اس نے مجھ سے روایت کیا ہے تو اسے بواسطہ ربیعہ مجھ سے روایت کرو۔

فوائد و مسائل: ① مدعی کے پاس جب ایک گواہ ہو تو مالی امور میں اس سے قسم لے کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور یہ قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو گی۔ ② محدث جب اپنی کسی روایت کو بھول جائے اور بالجزم اور یقین سے کہے کہ ''یہ مجھ پر جھوٹ ہے یا میں نے اسے یہ روایت نہیں کیا ہے وغیرہ'' تو ایسی روایت مردود ہوتی ہے۔ لیکن اگر محض احتمال کا اظہار کرتے ہوئے کہے: ''مجھے یہ حدیث یاد نہیں۔ یا مجھے معلوم نہیں۔'' اور پہلے دور میں سننے والا ثقہ راوی اس سے روایت کرے تو اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ مذکورہ اسناد اور واقعہ [مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ] ''جس نے حدیث بیان کی اور (بعد میں) بھول گیا'' کی مثال ہے اور محدثین کی امانت علمی اور روایت کرنے میں احتیاط اور دقت پسندی کی دلیل ہے۔

٣٦١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنا

٣٦١٢-حضرت زُبیب بن ثعلبہ ؓ سے روایت

٣٦١١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٩ من حديث أبي داود به.

٣٦١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، ح: ١٢٠٩ عن أحمد بن عبدة ◀◀

عَمَّارُ بنُ شُعَيْثِ بنِ [عُبَيْدِ] اللهِ بنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيُّ: حدَّثني أَبِي قالَ: سَمِعْتُ جَدِّيَ الزُّبَيْبَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَيْشًا إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوهُمْ بِرُكْبَةَ مِنْ ناحِيَةِ الطَّائِفِ، فاسْتَاقُوهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ، فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَتَانَا جُنْدُكَ فأَخَذُونَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا، وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ، فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرُ، قالَ لِي نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوا في هٰذِهِ الأَيَّامِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قال: «مَنْ بَيِّنَتُكَ؟» قُلْتُ: سَمُرَةُ، رَجُلٌ، مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ، فَشَهِدَ الرَّجُلُ وَأَبَى سَمُرَةُ أَنْ يَشْهَدَ، فقالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَبَى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ فَتَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِكَ الآخَرِ»، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فاسْتَحْلَفَنِي فَحَلَفْتُ بِاللهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وكَذَا، وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ، فقالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «اذْهَبُوا، فَقَاسِمُوهُمْ أَنْصَافَ الأَمْوَالِ وَلا تَمَسُّوا ذَرَارِيَهُمْ، لَوْلَا أَنَّ اللهَ تَعَالَى لا يُحِبُّ ضَلَالَةَ الْعَمَلِ مَا رَزَيْنَاكُم عِقَالًا»: قال الزُّبَيْبُ: فَدَعَتْنِي أُمِّي فقالَتْ: هٰذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زِرْبِيَّتِي فَانْصَرَفْتُ إِلَى نَبِيِّ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک لشکر بنوعنبر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے طائف کے مضافات میں رکبہ مقام پر اس قبیلے کو جا پکڑا اور انہیں نبی ﷺ کی طرف لے آئے۔ میں سوار ہوا اور ان سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں نے کہا: ”اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آپ کا لشکر ہمارے ہاں پہنچا اور اس نے ہمیں پکڑ لیا حالانکہ ہم نے (پہلے ہی) اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ ڈالے تھے۔ جب بنوعنبر کے لوگ پہنچ گئے تو نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے کہ تم پکڑے جانے سے پہلے ان ایام میں مسلمان ہو چکے تھے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرے گواہ کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا کہ بنوعنبر کا ایک فرد سمرہ اور ایک دوسرے آدمی کا نام لیا۔ چنانچہ اس دوسرے نے شہادت دی لیکن سمرہ نے شہادت دینے سے انکار کیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس نے گواہی دینے سے انکار کیا ہے لہٰذا تجھے اپنے دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھانا ہوگی۔“ میں نے کہا: ہاں (اٹھاؤں گا) تو آپ نے مجھ سے قسم لی اور میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم لوگ فلاں فلاں روز اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے جانوروں کے کان کاٹ چکے تھے۔ (یہ اسلام اور عدم اسلام کے درمیان فرق کرنے کا ایک انداز تھا۔) تب نبی ﷺ نے: (اپنے مجاہدین سے)

824

◀◀ الضبي به، وحسنه ابن عبدالبر في الاستيعاب: ١/ ٥٨٨ (مع الإصابة) * عمار بن شعيب لم أجد من وثقه غير ابن عبدالبر بتحسين حديثه، والله أعلم بحاله.

اللهِ ﷺ - يَعني فأَخْبَرْتُهُ - فقالَ لِي «احْبِسْهُ»، فأَخَذْتُ بِتَلْبِيبِهِ وَقُمْتُ مَعَهُ مَكَانَنا، ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْنَا نَبِيُّ الله ﷺ قَائِمَيْنِ فقالَ: «مَا تُرِيدُ بِأَسِيرِكَ؟» فَأَرْسَلْتُهُ مِنْ يَدِي، فَقَامَ نَبِيُّ الله ﷺ فقالَ لِلرَّجُلِ: «رُدَّ عَلَى هٰذَا زِرْبِيَّةَ أُمِّهِ الَّتي أَخَذْتَ مِنْهَا»، قالَ: يَانَبِيَّ الله! إِنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ يَدِي، قال: فاخْتَلَعَ نَبِيُّ الله ﷺ سَيْفَ الرَّجُلِ فأَعْطَانِيهِ فقالَ لِلرَّجُلِ: «اذْهَبْ فَزِدْهُ آصُعًا مِنْ طعامٍ»، قالَ: فَزَادَنِي آصُعًا مِنْ شَعِيرٍ.

فرمایا: ''جاؤ اور ان سے نصف نصف اموال لے لو اور ان کی اولادوں کو ہاتھ مت لگاؤ۔ (انہیں غلام مت بناؤ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل (اور اس کی محنت) کو ضائع نہیں فرماتا ہے تو ہم تم سے ایک رسی بھی نہ لیتے۔'' زُبیب نے کہا: پھر مجھے میری والدہ نے بلایا اور بتایا کہ اس آدمی نے مجھ سے میری توشک لی ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا یعنی آپ کو خبر دی تو آپ نے مجھے فرمایا: ''اسے روکو۔'' تو میں نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا اور اپنی جگہ پر اس کے ساتھ رکا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا تو فرمایا: ''تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟'' تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی سے فرمایا: ''اس کی ماں کی توشک جو تو نے اس سے لی ہے اس کو واپس کر دو۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس کی تلوار اتاری اور مجھے دے دی اور اسے فرمایا: ''جاؤ اور غلے کے چند صاع اور مزید بھی دو۔'' چنانچہ اس نے مجھے کئی صاع جو بھی دے دیے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ غالباً اسے اس لیے لائے ہیں کہ اس کی طرف توجہ مبذول کرائیں کہ اگر مدعی دو گواہ پیش نہیں کر سکتا تو ایک گواہ کے ساتھ وہ قسم کھائے گا تا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائے۔ اس سے پہلی صحیح روایات کے الفاظ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ ایک گواہ کی کمی کو قسم سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک گواہ بھی موجود نہ ہو تو قسم مدعی علیہ کے لیے ہوگی۔ جس طرح حدیث:۳۶۱۹ میں بیان ہوا ہے۔

(المعجم ۲۲) - باب الرَّجُلَيْنِ يَدَّعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ (التحفة ۲۲)

باب:۲۲-جب دو آدمی کسی چیز کا دعویٰ کریں لیکن ان کے پاس گواہ نہ ہوں

۳۶۱۳- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِنْهَالٍ

۳۶۱۳- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۱۳- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، آداب القضاة، باب القضاء فيمن لم تكن له بينة، ح: ٥٤٢٦، وابن ماجه◀◀

الضَّرِيرُ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ أبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ؛ أنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أوْ دَابَّةً إلَى النَّبيِّ ﷺ لَيْسَتْ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهُ النَّبيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا.

ہے کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کے حضور ایک اونٹ یا کسی جانور کا دعویٰ کیا لیکن کسی کے پاس گواہ نہیں تھا' تو نبی ﷺ نے اسے ان دونوں کے مابین (آدھا آدھا) کر دیا۔

فائدہ: اسلام کا اصولِ شہادت ہر طرح کی صورت حال کے لیے فیصلے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہے تو دوسرے گواہ کی کمی پوری کرنے کے لیے وہ قسم کھائے گا۔ اگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں اور مدعی علیہ قسم نہیں کھانا چاہتا تو قاضی دونوں کی رضامندی سے صلح کرا سکتا ہے۔ اس صلح میں متنازع مال آدھا آدھا بھی تقسیم ہو سکتا ہے۔ اگر وہ صلح پر تیار نہیں ہوتے تو قاضی یہ فیصلہ بھی کر سکتا ہے کہ دونوں میں سے جو کوئی قسم کھائے گا مال اس کا ہو گا۔ اگر پھر بھی دونوں قسم کھانے سے انکار کریں تو قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کا نام نکلے گا اسے قسم کھانی ہو گی یا پھر دستبرداری دینی ہو گی۔ حدیث: ۳۶۱۳ سے لے کر ۳۶۱۹ تک کی احادیث سے مندرجہ بالا تمام اصول واضح ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے خصومات کے فیصلے کے لیے گواہی اور حلف ہی کو اساسی حیثیت دی ہے۔ کسی اور نظام قانون میں شہادت وحلف کے یہ تمام اصول بیان نہیں کیے گئے۔



٣٦١٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ ابنُ سُلَيْمانَ عن سَعِيدٍ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۳۶۱۴- جناب سعید (بن ابی بردہ ؒ) نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٦١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ بِمَعْنَاه وَإسْنَادِهِ؛ أنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا عَلَى عَهْدِ النَّبيِّ ﷺ فَبَعَثَ كل وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ، فَقَسَمَهُ النَّبيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

۳۶۱۵- جناب قتادہ ؒ نے اپنی سند سے بیان کیا جو مذکورہ بالا حدیث کے قریب قریب ہے۔ کہ نبی ﷺ کے دور میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور ان دونوں نے دو دو گواہ بھی پیش کر دیے تو نبی ﷺ نے اسے ان کے مابین نصف نصف کر دیا۔

ح: ٢٣٣٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند أحمد: ٤/٤٠٢، والبيهقي: ١٠/٢٥٧، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٢٠١ وغيره.

٣٦١٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٦١٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/٩٥، ووافقه الذهبي.

٣٦١٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن خِلَاسٍ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا في مَتَاعٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ، أَحَبَّا ذٰلِكَ أَوْ كَرِهَا».

۳۶۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی کسی مال کا تنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لو، جس کا بھی نکل آئے، تمہیں یہ پسند ہو یا نہ۔“ (اس کا یہی حل ہے کہ جو قسم کھائے گا مال لے لے گا۔)

٣٦١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَسَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ قالَا: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. قالَ أَحْمَدُ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا كَرِهَ الاثْنَانِ الْيَمِينَ أو اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهِمَا عَلَيْهَا».

۳۶۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”اگر دونوں قسم کھانا ناپسند کریں یا دونوں ہی قسم کھانا چاہیں تو قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لیں۔“

قالَ سَلَمَةُ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ وقالَ: «إِذَا أُكْرِهَ الاثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ».

سلمہ (بن شبیب) نے کہا: ہمیں معمر نے خبر دی کہ جب دونوں قسم کھانے پر مجبور کر دیے جائیں تو قرعہ ڈال لیں (کہ کون قسم کھائے۔)

فائدہ: یعنی جب دونوں ہی قسم نہ کھانا چاہیں تو قاضی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبردار ہو جائے گا۔

٣٦١٨- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ:

۳۶۱۸- جناب سعید بن ابی عروبہ نے حجاج بن

٣٦١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالقرعة، ح: ٢٣٤٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ٣٦١٧.

٣٦١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وصححه، وهو في مسند أحمد: ٢/٣١٧، وصحيفة همام، ح: ٩٧، وأصله عند البخاري، ح: ٢٦٧٤ بغير هذا اللفظ من حديث عبدالرزاق به.

٣٦١٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٦١٦، وأخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب: الرجلان يدعيان السلعة وليس بينهما بينة، ح: ٢٣٢٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٧/٣٥٣.

حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ عن سَعِيدِ بنِ أَبي عَرُوبَةَ بِإِسْنَادِ ابنِ مِنْهَالٍ مِثْلَهُ قالَ: في دَابَّةٍ وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُما رَسُولُ الله ﷺ أنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ.

منہال کی سند سے اس حدیث کے مثل روایت کیا' کہا کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کے سلسلہ میں جھگڑا کیا اور کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈالیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ قسم کھائے

٣٦١٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قالَ: حَدَّثَنا نَافِعُ بنُ عُمَرَ عن ابنِ أَبي مُلَيْكَةَ قالَ: كَتَبَ إِلَيَّ ابنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضٰى بالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

٣٦١٩- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے مجھے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ (جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو) مدعا علیہ قسم کھائے۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: كَيْفَ الْيَمِينُ (التحفة ٢٤)

باب:٢٤-قسم کیسے اٹھائی جائے؟

٣٦٢٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أَبي يَحْيٰى، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ، يَعني لِرَجُلٍ حَلَّفَهُ: «احْلِفْ بالله الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا لَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ»، يَعني الْمُدَّعِيَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى اسْمُهُ زِيَادٌ، كُوفِيٌّ، ثِقَةٌ.

٣٦٢٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا جس کو آپ نے قسم اٹھوائی کہ: ''تو اللہ کی قسم کھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں' کہ تیرے پاس اس مدعی کی کوئی شے نہیں۔''

امام ابو داود ؒ نے فرمایا کہ راوی ابو یحییٰ کا نام زیاد ہے جو کوفی ہے اور ثقہ ہے۔

فائدہ: اس بیان کی بہت اہمیت ہے۔ اس طریقے سے دوسرے کا حق مارنے کے لیے ہر قسم کے حیلوں کا سد باب ہو جاتا ہے۔

٣٦١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه . . . الخ، ح: ٢٥١٤، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعٰى عليه، ح: ١٧١١ من حديث نافع بن عمر به.

٣٦٢٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٢٧٥، أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٠٠٧ من حديث أبي الأحوص، وأحمد: ١/ ٢٥٣ من حديث عطاء بن السائب به.

(المعجم ٢٥) - **بَابٌ: إِذَا كَانَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ ذِمِّيًّا أَيُحَلَّفُ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-کیا جب مدعا علیہ ذمی (کافر) ہو تو وہ بھی قسم کھائے

٣٦٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن شَقِيقٍ، عن الأَشْعَثِ قال: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي، فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فقالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قالَ لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ»، قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ الله: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ٧٧].

۳۶۲۱-حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی کے مابین زمین کی شراکت داری تھی' جو وہ مجھے دینے سے انکاری ہو گیا۔تو میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا کوئی تمہارا گواہ ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔آپ نے یہودی سے کہا ''قسم اٹھاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ......﴾ ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں' اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو بات کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا' نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔''



فائدہ: کافر کے ساتھ اگر معاملہ قسم پر آ ٹھہرے تو اس سے اللہ کے پاک اور عظیم نام ہی کی قسم لی جائے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھا جائے تو صبر کرتے ہوئے یقین رکھنا چاہیے کہ وہ اس جھوٹی قسم کے وبال سے بچ نہیں سکے گا۔

(المعجم ٢٦) - **باب الرَّجُلِ يُحَلَّفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-(متنازع معاملے میں) کسی سے اس کے علم پر قسم لینا جبکہ وہ اس میں موجود نہ رہا ہو

٣٦٢٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا الحَارِثُ بْنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عن الأَشْعَثِ

۳۶۲۲-حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو کندہ اور حضر موت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے' وہ زمین یمن میں

٣٦٢١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٤٣.
٣٦٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٢٤٤.

ابنِ قَيْسٍ ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ في أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فقالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيها أَبُو هٰذَا وَهِيَ في يَدِهِ، قالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قالَ: لَا، وَلٰكِنْ أُحَلِّفُهُ وَالله! مَا يَعْلَمُ أَنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُوهُ؟ فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ يَعني لِلْيَمِينِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

تھی۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے والد نے میری زمین غصب کر لی تھی اور وہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس (حضرمی) سے پوچھا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے (کندی کو) اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ نہیں جانتا کہ یہ میری زمین ہے اور اس کے باپ نے مجھ سے غصب کر رکھی تھی؟ چنانچہ وہ کندی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اور (ابن قیس ؓ نے) آگے حدیث بیان کی۔ (دیکھیے، حدیث: ٣٢٤٤)

٣٦٢٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن أَبِيهِ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فقالَ الكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي في يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قال: لَا، قالَ: «فَلَكَ يَمِينُهُ»، قالَ: يَارَسُولَ الله! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَيْسَ يُبَالِي مَا حَلَفَ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فقالَ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ».

٣٦٢٣- حضرت علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت اور بنو کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی میری زمین پر قابض ہو گیا ہے جو کہ میرے والد کی تھی۔ کندی نے کہا: یہ زمین میری ہے، میرے قبضے میں ہے، میں ہی اسے کاشت کر رہا ہوں، اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ تو نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر تیرے لیے اس کی قسم ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے، اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے۔ اسے کسی چیز کا پرہیز اور ڈر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لیے اس سے بس یہی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مدعا علیہ متقی ہو یا فاجر، قسم اٹھا کر مدعی کے دعوے سے بری ہو جائے گا۔ ② مدعی مدعا علیہ سے

٣٦٢٣- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٩ عن هناد بن السري به.

اس کے علم کے حوالے سے قسم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے پر اعتراض نہیں کیا۔ ③ یہ دونوں احادیث پیچھے ۳۲۴۴ اور ۳۲۴۵ میں بھی گزر چکی ہیں۔

(المعجم ٢٧) - **باب الذِّمِّيِّ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ؟** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- ذمی کافر سے قسم کیسے لی جائے؟

٣٦٢٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: حَدَّثَنا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ يَعني لِلْيَهُودِ: «أَنْشُدُكُم بالله الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسَى مَا تَجِدُونَ في التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنَا؟» وَسَاقَ الحديثَ في قِصَّةِ الرَّجْمِ.

۳۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی' تم لوگ زانی کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟“ اور قصۂ رجم کے بارے میں حدیث بیان کی۔

٣٦٢٥- حَدَّثَنا عبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَىٰ أَبُو الأَصْبَغِ: حدَّثَني مُحمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الحَدِيثِ وَبإسْنَادِهِ قال: حَدَّثَني رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ يُحدِّثُ سَعيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ، وَسَاقَ الحديثَ بِمَعْنَاهُ.

۳۶۲۵- جناب زہری ؒ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھے مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے بیان کیا جو صاحب علم اور حافظ تھا' اس نے سعید بن میسّب سے روایت کیا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: یہ روایات آگے ۴۴۵۰ اور ۴۴۵۱ میں مفصل آئیں گی۔

٣٦٢٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى:

۳۶۲۶- جناب عکرمہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی

٣٦٢٤ـ تخريج: [**ضعيف**] تقدم، ح: ٤٨٨، وسيأتي، ح: ٤٤٥٠، ورواه أحمد: ٢/ ٢٧٩ عن عبدالرزاق به مرسلاً.
٣٦٢٥ـ تخريج: [**ضعيف**] انظر، ح: ٤٤٥١.
٣٦٢٦ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] انفرد به أبوداود * سعيد وقتادة مدلسان وعنعنا، والسند مرسل.

حدثنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهُ، يَعني لابْنِ صُورِيَا: «أُذَكِّرُكُمْ بالله الَّذِي نَجَّاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمُ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُم الْغَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُم المَنَّ وَالسَّلْوَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُم التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى، أَتَجِدُونَ في كِتَابِكُمُ الرَّجْمَ؟» قالَ: ذَكَّرْتَنِي بِعَظِيم وَلَا يَسَعُنِي أَنْ أُكْذِبَكَ. وَسَاقَ الحديثَ.

ﷺ نے ابن صوریا (یہودی) سے کہا: ''میں تمہیں اس اللہ کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی، تمہارے لیے سمندر کو شق کیا، تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من وسلوٰ نازل کیا اور تمہارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟'' اس نے کہا: آپ نے مجھے بڑی عظیم ذات کی یاد دلائی ہے اور میرے لیے ممکن نہیں کہ آپ کو جھٹلا سکوں۔ اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: اس باب میں تین روایتیں ہیں جن میں غیر مسلم ذمیوں سے حلف اٹھانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، یہ تینوں اپنی جگہ سنداً ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بوجہ وجود شواہد کافی قوی ہوگئی ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ ہر غیر مسلم ذمی سے اس کے اپنے مذہب کے حوالے سے حلف لیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی عدالت میں ان کے مذہب کی مصدقہ بنیاد ہی پر حلف لیا جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کے نزول کی قرآن نے تصدیق کی ہے اور ان دونوں کو اللہ کا سچا نبی تسلیم کیا ہے۔

(المعجم ٢٨) - **باب الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى حَقِّهِ** (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے قسم اٹھالے

٣٦٢٧- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ وَمُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ قالَا: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ ابنُ الْوَلِيدِ عن بَحِيرِ بنِ سَعْدٍ، عن خَالِدِ ابنِ مَعْدَانَ، عن سَيْفٍ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فقالَ المَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَدْبَرَ: حَسْبِيَ الله وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ:

٣٦٢٧- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو آدمیوں میں فیصلہ کیا۔ تو مقدمہ ہار جانے والے نے پیٹھ پھیری اور کہا: [حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ] ''مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عاجزی (اور محنت وکوشش نہ کرنے) پر ملامت فرماتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ دانائی (معاملات میں سوجھ بوجھ، محنت اور

٣٦٢٧- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤، ٢٥ من حديث بقية به، وصرح بالسماع، ولكنه لم يصرح بالسماع المسلسل، وقال النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٦٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٦٢٦ "سيف لا أعرفه".

«إنَّ الله تَعالَى يَلُومُ عَلَى العَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فإذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ الله وَنِعْمَ الْوَكِيلُ».

کوشش) سے کام لو پھر جب کوئی معاملہ تم پر غالب آ جائے تو کہو:[حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ"]۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم حقیقت یہی ہے کہ انسان کو اپنے حقوق کا ہر لحاظ سے تحفظ کرنا چاہیے۔ محنت وکوشش پر توکل کی بنیاد رکھنی چاہیے نہ کہ ہاتھ پیر توڑ کر عاجز بن کر بیٹھ رہنے پر۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الدَّيْنِ هَلْ يُحْبَسُ بِهِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-قرضے وغیرہ میں مقروض کو قید کر لینا

٣٦٢٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن وَبْرِ ابنِ أبي دُلَيْلَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ مَيْمُونٍ، عن عَمْرِو بنِ الشَّرِيدِ، عن أبِيهِ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

۳۶۲۸- حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا اس کی بے عزتی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔''

قالَ ابنُ المُبَارَكِ: يُحِلُّ عِرْضَهُ: يُغَلَّظُ لَهُ، وَعُقُوبَتَهُ: يُحْبَسُ لَهُ.

ابن مبارک نے کہا: اس کی بے عزتی کو حلال کر دیتا ہے۔یعنی اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔اور اس کو سزا دینا حلال ہے۔یعنی اسے قید کیا جا سکتا ہے۔

٣٦٢٩- حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ أَسَدٍ: أخبرنا النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: أخبرنا هِرْمَاسُ بنُ حَبِيبٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ - عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِغَرِيمٍ لِي فقالَ لِي: «الْزَمْهُ»، ثُمَّ قالَ لِي: «يَا أَخَا

۳۶۲۹- ہرماس بن حبیب......ایک دیہاتی آدمی تھا......وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں اپنے ایک مقروض کو نبی ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے مجھے فرمایا: ''اس کے ساتھ چمٹا رہ۔'' پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''اے بنوتمیم کے بھائی! تو اپنے قیدی کے

٣٦٢٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب مطل الغني، ح: ٤٦٩٣ من حديث ابن المبارك به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٢٧، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٤، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري، قبل، ح: ٢٤٠١، وحسنه الحافظ في الفتح: ٥/ ٦٢.

٣٦٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الحبس في الدين والملازمة، ح: ٢٤٢٨ من حديث النضر بن شميل به * هرماس وأبوه مجهولان.

بَنِي تَمِيمٍ: مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ».

ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ جب مقروض آدمی وسعت والا ہوتے ہوئے ٹال مٹول سے کام لے تو جائز ہے کہ آدمی اس سے چمٹ کر اپنے حق کا مطالبہ کرے۔

٣٦٣٠- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبيهِ عن جَدِّهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا في تُهْمَةٍ.

٣٦٣٠- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تہمت (شبہ) میں قید کیا تھا۔

فائدہ: جس شخص پر الزام ہو مگر حقیقت واضح نہ ہو تو اسے حقیقت واضح ہونے تک تحقیق کی غرض سے مختصر وقت کے لیے قید کرنا جائز ہے۔ تاہم قید کا عرصہ بلاوجہ غیر معمولی طور پر لمبا کرنا (جیسا کہ آج کل معمول ہے) شرعاً محل نظر ہے اس سے بہت سے مفاسد جنم لیتے ہیں۔



٣٦٣١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ وَمُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: قالَ ابنُ قُدَامَةَ: حدَّثني إِسْمَاعِيلُ عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ. - قال ابنُ قُدَامَةَ: إِنَّ أَخَاهُ أَوْ عَمَّهُ. وقالَ مُؤَمَّلٌ: إِنَّهُ - قَامَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يخْطُبُ فقالَ: جِيرَانِي، بِمَا أَخَذُوا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلُّوا لَهُ عنْ جِيرَانِهِ»، لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ: وَهُوَ يَخْطُبُ.

٣٦٣١- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں ابن قدامہ نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھائی یا چچا اور مؤمل (ابن ہشام) نے کہا: بے شک وہ (معاویہ) نبی ﷺ کے روبرو کھڑا ہوا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: میرے ہمسایوں کو کس بنا پر پکڑا گیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے اس سے دوبار اعراض فرمایا۔ پھر معاویہ نے کچھ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔'' مؤمل نے اپنی روایت میں ''خطبہ دینے کا'' ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: ان لوگوں کو کسی تہمت میں پکڑا گیا تھا۔ جب تہمت ثابت نہ ہوئی تو ان کو رہا کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

٣٦٣٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الحبس في التهمة، ح:١٤١٧ من حديث معمر به، وقال: "حسن"، ورواه النسائي، ح:٤٨٧٩، ٤٨٨٠، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٨٨٩١، وصححه ابن الجارود، ح:١٠٠٣، والحاكم:٤/ ١٠٢، ووافقه الذهبي.

٣٦٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد:٥/ ٢، ٤ عن إسماعيل ابن علية به.

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي الْوَكَالَةِ (التحفة ٣٠)

باب:۳۰-کسی کو اپنا وکیل بنانا

٣٦٣٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ سَعْدِ بنِ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَمِّي: حَدَّثَنا أَبِي عن ابنِ إسْحَاقَ، عن أبي نُعَيْمٍ وَهْبِ بنِ كَيْسَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ، فقالَ: «إِذَا أَتَيْتَ وَكِيلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فإنِ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوَتِهِ».

۳۶۳۲-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ میں خیبر جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وسق وصول کر لینا۔ اور اگر وہ تم سے کوئی علامت (نشانی) طلب کرے تو اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دینا۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم وکیل بننا بنانا جائز ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی کام اپنے وکیل کے ذریعے سے کروا لیا کرتے تھے۔ جیسے کہ بکری خریدنے کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری، المناقب، حدیث:٣٦٤٢) علاوہ ازیں عمال حکومت سبھی رسول اللہ ﷺ کے نائب اور وکیل ہی ہوا کرتے تھے۔ آج کل کے عدالتی نظام میں وکالت ناگزیر ہے، اس کے بغیر اپنا حق وصول کرنا ناممکن ہے، اس بنا پر صاحب حق کے لیے تو اپنے حق کی وصولی کے لیے وکیل بنانا اور کسی شخص کا اس کے لیے وکیل بننا جائز ہے۔ لیکن کسی دوسرے کا حق غصب کر کے عدالت سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرانے کے لیے کسی کو وکیل بنایا اور اس ظالم و غاصب کی وکالت کے لیے کسی کا وکیل بننا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایسی وکالت کا سارا معاوضہ یکسر حرام اور ناجائز ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الْقَضَاءِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱-قضا سے متعلق دیگر احکام ومسائل

٣٦٣٣- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

۳۶۳۳-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٦٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١٥٤، ١٥٥، ح: ٤٢٥٩ من حديث عبيدالله بن سعد بن إبراهيم به ✻ ابن إسحاق عنعن.

٣٦٣٣- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الطريق إذا اختلف فيه كم يجعل؟، ح: ١٣٥٦ من حديث المثنى بن سعيد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٣٨، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠١٨، وأصله عند مسلم، ح: ١٦١٣ من حديث أبي هريرة به.

حدثنا المُثَنَّى بنُ سَعِيدٍ عن قَتَادَةَ، عن بُشَيْرِ بنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا تَدَارَأْتُمْ في طَرِيقٍ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا کسی راستے کے بارے میں کوئی تنازع ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دو۔''

فائدہ: گلیوں کا تنگ ہونا اور راستے کا تنگ کرنا اسلامی تہذیب وثقافت کے منافی ہے۔ گلیاں مناسب طور پر کھلی ہونی چاہییں۔ سات ہاتھ کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ ایک اونٹ آ رہا ہو اور ایک جا رہا ہو تو دونوں آسانی گزر جائیں۔ لیکن آج کل مزید کشادگی ضروری ہے تاکہ موجودہ دور کی ٹریفک آ جا سکے۔

٣٦٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَابنُ أبي خَلَفٍ قالَا: أخبرنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَكُمْ أَخَاهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً في جِدَارِهِ فَلا يَمْنَعْهُ»، فَنَكَسُوا، فقالَ: مَالِي أَرَاكُمْ قَدْ أَعْرَضْتُمْ لَأُلْقِيَنَّهَا بَيْنَ أَكْتافِكُمْ.

۳۶۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی بھائی اجازت چاہے کہ تمہاری دیوار میں لکڑی گاڑ لے' تو اسے مت روکو۔'' تو سامعین نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا بات ہے کہ تم اس سے اعراض کرنے لگے ہو۔ میں اسے تمہارے کندھوں پر ڈالوں گا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ ابنِ أَبي خَلَفٍ وَهُوَ أَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابن ابی خلف کی ہے اور کامل ہے۔

فائدہ: ہمسائیگی کے لازمی حقوق میں سے یہ ہے کہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے درمیانی دیوار پر شہتیر یا کڑیاں رکھنے اور کھونٹی گاڑنے سے ہرگز نہ روکا جائے۔ مگر بنیادی شرط یہ ہوگی کہ کوئی کسی کے لیے ضرر اور ظلم کا باعث نہ بنے۔ ظالم لوگ اس رعایت کی بنا پر حق ملکیت کا دعوی کرنے لگے ہیں۔ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو۔

٣٦٣٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا

۳۶۳۵- صحابی رسول حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ سے

٣٦٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرجل يضع على حائط جاره خشبًا، ح:١٣٥٣، ومسلم، ح:١٦٠٩، وابن ماجه، ح:٢٣٣٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، ح:٢٤٦٣ من حديث الزهري به.

٣٦٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في الخيانة والغش، ح:١٩٤٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب" * لؤلؤة لم يوثقها غير الترمذي، ورواه ابن ماجه، ح:٢٣٤٢، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة.

اللَّيْثُ عن يَحْيَى، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن لُؤْلُؤَةَ، عن أبي صِرْمَةَ، قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ في هٰذَا الحدِيثِ عن أبي صِرْمَةَ صَاحِبِ النَّبيِّ ﷺ عن النَّبيِّ ﷺ أنَّهُ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللهُ عَلَيْهِ».

روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اپنے مسلمان بھائی کو) نقصان پہنچایا اللہ اس کا نقصان کرے۔ اور جس نے کسی (مسلمان) کو مشقت (اور پریشانی) سے دوچار کیا اللہ اسے مشقت (اور پریشانی) میں ڈالے۔''

فائدہ: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے بالخصوص کسی طرح بھی اذیت' مشقت یا نقصان کا باعث نہ بنے ورنہ اللہ کے نبی ﷺ کی بددعا کا نشانہ بننے کا اندیشہ ہے۔

٣٦٣٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبي عُيَيْنَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحمَّدَ بنَ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَضُدٌ مِنْ نَخْلٍ في حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، قالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ، قالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخلُ إلَى نَخْلِهِ فَيَتَأَذَّى بِهِ وَيَشُقُّ عَلَيْهِ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَبِيعَهُ، فأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ، فأَبَى، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَهُ، فَأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُنَاقِلَهُ، فَأَبَى، قالَ: «فَهَبْهُ لَهُ وَلَكَ كَذَا وكَذَا» أَمْرًا رَغَّبَهُ فِيهِ، فأَبَى، فقالَ: «أَنْتَ مُضَارٌّ»، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلأَنْصَارِيِّ: «اذْهَبْ فَاقْلَعْ نَخْلَهُ».

٣٦٣٦- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے ایک انصاری کے باغ میں کھجوروں کے چند درخت تھے اور اس انصاری کے ساتھ گھر والے بھی رہائش پذیر تھے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کے لیے جاتے تو اس (انصاری) کو بڑی اذیت ہوتی اور اسے اس کا اس طرح آنا جانا برا لگتا تھا۔ انصاری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے چاہا کہ یہ درخت اس کو بیچ دے' مگر حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پھر مطالبہ کیا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے۔ تو بھی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بتایا۔ نبی ﷺ نے بھی اس سے کہا کہ انہیں اس کو فروخت کر دے تو اس نے انکار کیا۔ پھر آپ نے کہا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے تو بھی اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کو ہبہ کر دے تجھے اتنا اتنا اجر ملے گا۔'' اس کو بہت ترغیب دی

٣٦٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٧ من حديث سليمان بن داود العتكي به، و "ذكر ابن حزم أنه منقطع لأن محمد بن علي لا سماع له من سمرة" (الجوهر النقي: ٦/ ١٥٧).

مگر اس نے انکار کر دیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نقصان دینے والا ہے۔'' اور پھر رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ''جاؤ اور اس کی کھجوروں کو اکھیڑ ڈالو۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر کہیں اس قسم کی کوئی صورت ہو تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ ازالۂ ضرر کے لیے انتہائی شدید اقدام کرے۔

٣٦٣٧- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ في شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتي يَسْقُونَ بِهَا، فقالَ الأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْماءَ يَمُرُّ، فَأَبَى عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ: «اسْقِ يَازُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ». قالَ: فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ فقالَ: يَارَسُولَ الله! أَن كَانَ ابنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ الله ﷺ ثُمَّ قال: «اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْماءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ»، فقالَ الزُّبَيْرُ: فَوَالله! إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ في ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ﴾ الآية [النساء: ٦٥].

٣٦٣٧- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پتھریلی زمین میں سے آنے والے پانی کے ایک نالے کے سلسلے میں حضرت زبیر ؓ سے جھگڑا کیا جس سے یہ اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے حضرت زبیر ؓ سے کہا: پانی کو چھوڑیں اور آگے آنے دیں۔ حضرت زبیر ؓ نے انکار کیا۔ (چاہا کہ پہلے وہ خود سیراب کرلیں) تو نبی ﷺ نے حضرت زبیر ؓ سے فرمایا: ''زبیر! پہلے تم پانی لے لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دیا کرو۔'' اس پر انصاری ناراض ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! چونکہ یہ آپ کا پھوپھی زاد ہے (اس لیے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''(زبیر!) کھیت کو پانی دے۔ پھر اسے روک لے حتی کہ کھیت کی منڈیر تک چڑھ جائے۔'' حضرت زبیر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس سلسلے میں نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ......﴾ ''قسم تیرے رب کی! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنے تمام تنازعات میں آپ کو اپنا قاضی اور فیصل



٣٦٣٧- تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧ من حديث الليث بن سعد به.

نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس کے بارے میں ان کے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ آئے اور خوب خوشی سے تسلیم کر لیں۔“

فوائد ومسائل: ① کچھ صحابۂ کرام باوجود صحابی ہونے کے بشری خطاؤں کے مرتکب ہو جاتے تھے۔ اور وہ کسی طرح معصوم نہ تھے۔ ان جزوی اور انفرادی تقصیرات کے باوجود کرۂ ارض پر پائے جانے والے تمام طبقات انسانی میں ان صحابہ کا شرف وفضل غیر متنازع ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت، تقویت اور اشاعت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ ② قدرتی ندی نالوں اور دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا یہی شرعی حل ہے کہ اولاً مصالحت سے تمام شرکاء اعتدال سے استفادہ کریں۔ لیکن اگر کوئی بعد والا ہٹ دھرمی دکھائے تو پھر پہلے والے کا حق فائق ہے اور جائز ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کو خوب سیراب کر کے بعد والے کے لیے پانی چھوڑے۔ ③ سورۂ نساء کی یہ آیت مبارکہ: ﴿فلا و ربك......﴾ مسلمانوں کے شرعی اور معاشرتی تمام امور کو محیط اور شامل ہے اور واجب ہے کہ قرآن وسنت کے فیصلوں کو برضا ورغبت تسلیم کیا جائے ورنہ سرے سے ایمان ہی خطرے میں ہو سکتا ہے۔ عافانا اللہ منہ ورزقنا اتباعہ ﷺ.

٣٦٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن الْوَلِيدِ يَعني ابنَ كَثِيرٍ، عن أَبي مَالِكِ بنِ ثَعْلَبَةَ، عن أَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بنِ أَبي مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ كُبَرَاءَهُمْ يَذْكُرُونَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ في بَني قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ في مَهْزُورٍ - يَعني السَّيْلَ الَّذِي يَقْتَسِمُونَ مَاءَهُ - فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: أَنِ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، لَا يَحْبِسُ الأَعْلَى عَلَى الأَسْفَلِ.

٣٦٣٨- جناب ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ بنو قریظہ میں ایک قریشی کا زمین کا ایک قطعہ تھا۔ وادئ مہزور میں ان لوگوں کا پانی کے سلسلے میں تنازع ہو گیا جسے وہ آپس میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ وہ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ان میں فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنے ٹخنے ہو جائے تو پھر اوپر والا اسے نیچے والے کی طرف جانے سے مت روکے۔

٣٦٣٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٤ من حديث أبي أسامة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٨١ * كبراءهم لم أعرفهم، والحديث الآتي شاهد له.

٣٦٣٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنا المُغِيرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قال: حدَّثني أبي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْحَارِثِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى في السَّيْلِ المَهْزُورِ أَنْ يُمْسَكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلَ الأَعْلَى عَلَى الأَسْفَلِ.

٣٦٣٩- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ مہزور میں نالے کے پانی کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ پانی روک لیا جائے حتی کہ ٹخنے ٹخنے تک آ جائے پھر اوپر والا نیچے والے کی جانب چھوڑ دے۔

٣٦٤٠- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ؛ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ عُثْمانَ حَدَّثَهُمْ قال: أَخْبَرَنَا عبْدُالْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن أَبي طُوَالَةَ وَعَمْرِو ابنِ يَحْيَى، عن أَبِيهِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: اخْتَصَمَ إلَى رَسُولِ الله ﷺ رَجُلانِ فِي حَرِيمِ نَخْلَةٍ في حَدِيثِ أَحَدِهِمَا: فَأَمَرَ بِهَا فَذُرِعَتْ فَوُجِدَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ، وفي حَدِيثِ الآخَرِ: فَوُجِدَتْ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ، فَقَضَى بِذٰلِكَ. قال عبْدُالْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِجَرِيدَةٍ مِنْ جَرِيدِهَا فَذُرِعَتْ.



٣٦٤٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جھگڑا لائے۔ ان کا ایک کھجور کے درخت کے ارد گرد احاطے (زمین کی حدود جو اس درخت کے ساتھ لازم اور ملحق ہو سکتی ہے) کے بارے میں تنازع تھا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس درخت کا (طول) ناپا جائے۔ اسے ناپا گیا تو وہ سات ہاتھ ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پانچ ہاتھ ہوا۔ تو آپ نے اس کا فیصلہ فرما دیا۔ راویٔ حدیث عبدالعزیز بن محمد نے کہا: پس آپ نے اس درخت کی ایک چھڑی کے بارے میں حکم دیا' اسی سے اسے ناپا گیا۔

فائدہ: کسی کا کہیں درخت ہو تو اس کے طول برابر اس کے اطراف میں اس کا خاص احاطہ ہوگا جس میں دوسرا دخل نہیں دے سکتا۔



٣٦٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب الشرب من الأودية ومقدار حبس الماء، ح: ٢٤٨٢ عن أحمد بن عبدة به.

٣٦٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٨/ ٢٤٠ من حديث أبي داود به.

علم اور اہل علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی بے شمار وان گنت نعمتوں میں سے علم ایک عظیم الشان نعمت ہے علم ہی کی بدولت دین ودنیا کی کامیابی وکامرانی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا کی قیادت اور آخرت کی سیادت علم ہی پر موقوف ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نامور ہوئے ہیں وہ اپنے علم وعمل ہی کی بدولت اپنے ہم عصروں پر فوقیت کے حقدار ٹھہرے۔ علم وہ نور ہے جس سے جہالت کی گمراہیاں دور ہوتی ہیں۔ انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچان کر ادائیگی کے قابل ہوتا ہے۔ اگر علم کی روشنی نہ ہوتو انسان ہر دو قسم کے حقوق ضائع کر کے دنیا وآخرت کی رسوائیاں سمیٹ لیتا ہے۔ علم کی اسی فضیلت کی بدولت پروردگار عالم نے عالم کو جاہل پر فوقیت دی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

(الزمر: ۹/۳۹)

''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں بے شک عقل مند ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔''

علم کی اعلیٰ وارفع شان کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل پر علم کا خصوصی فضل کر کے اسے بطور احسان جتلایا ہے اور اس نعمت کے عطا کرنے پر خصوصی طور پر اسے ذکر کیا ہے۔
نبی آخرالزمان ﷺ کو یہ نعمت عطا کی تو فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً﴾ (النساء: ۱۱۳/۴)

''اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو جانتا نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔''

یوسف علیہ السلام پر اس نعمت کے فیضان کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهٗ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذَالِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (یوسف: ۲۲/۱۲)



''اور جب (یوسف) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے اسے قوتِ فیصلہ اور علم دیا، ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔''

عیسیٰ روح اللہ کو اپنی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ﴾ (المائدہ: ۱۱۰/۵)

''اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا' جب میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔ تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی' اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔''

اہل علم ہی وہ خوش نصیب ہیں جو حقوق اللہ کو جانتے ہیں' لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں اور خود بھی عمل پیرا ہوتے ہیں، لہٰذا وہ جانتے ہیں کہ مشکل کشا' گنج بخش' دستگیر' حاجت روا اور داتا صرف وہی ذات الٰہی ہے' ان کی اس شہادت کو مالک جہاں نے نہایت شرف ومنزلت سے نوازا ہے، ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (آل عمران : ۱۸/۳)

''اللہ تعالیٰ' فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔اس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں ہے وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی گواہی کو اپنی گواہی کے ساتھ ملا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عظیم و برتر بنا دیا۔علم وہ منفرد نعمت ہے جس میں اضافے کے حصول کے لیے تاجدار مدینہ کو اپنے رب سے خصوصی دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُه' وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ (طه :۲۰/ ۱۱۴)

''اور (اے نبی) جب تک تجھ پر قرآن کا اترنا پورا نہ ہو اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر اور دعا کر میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

رسول اللہ ﷺ نے نا صرف خود علم میں اضافے کے لیے التجائیں کی ہیں بلکہ اپنی امت کو بھی علم کے حصول کے لیے ترغیب دلائی ہے،لہٰذا آپ کا ارشاد گرامی ہے:

[اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَأَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ' حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ] (صحيح الجامع:حديث ۱۸۳۸و جامع الترمذي' العلم' باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة' حديث:۲۶۸۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتا ہے' اس کے فرشتے' اور زمین و آسمان میں بسنے والی تمام مخلوقات حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی (سمندر میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہے۔''

نیز فرمایا:

[فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى أَدْنَاكُمْ] (صحيح الجامع' حديث:۴۰۸۹ و جامع الترمذي' العلم' باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة' حديث:۲۶۸۵)

''عالم کی عابد پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم تر شخص پر ہے۔''

عالم ربانی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضل و کرم ہو سکتا ہے؟ کیا علم سے بڑھ کر بھی کسی اور چیز کی قدر و منزلت ہو سکتی ہے؟

علم کی اسی فضیلت کی بدولت اہل علم نے دن رات اس کے حصول کے لیے محنت شاقہ کی ہے۔ ہزاروں میل کا سفر اس کے حصول کے لیے کیا ہے۔ دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر اس کا اکرام کیا ہے۔ تب یہ علم اپنی تمام تر روشنائیوں سمیت ہم تک منتقل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.





بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٤) -كِتَابُ الْعِلْمِ (التحفة ١٩)

علم اور اہل علم کی فضیلت

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْعِلْمِ (التحفة ١)

باب:١-حصول علم کی ترغیب کا بیان

٣٦٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بنَ رَجَاءِ بنِ حَيْوَةَ يُحَدِّثُ عن دَاوُدَ ابنِ جَمِيلٍ، عن كَثِيرِ بنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقالَ: يَاأَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ الله بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ المَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ

٣٦٤١- جناب کثیر بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں ایک حدیث کی خاطر مدینۃ الرسول سے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ مجھے یہاں اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے فرماتے تھے: ”جو شخص کسی راستے میں حصول علم کی خاطر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔ اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور صاحب علم کے لیے آسمانوں میں بسنے

٣٦٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح: ٢٢٣ من حديث عبدالله بن داود به، وقال الترمذي، ح: ٢٦٨٢ "وليس إسناده عندي بمتصل" * داود بن جميل وشيخه ضعيفان، وحديث مسلم، ح: ٢٦٩٩ يغني عنه.

الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ، لَيْلَةَ الْبَدْرِ، عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ».

والے زمین میں رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔ انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔ جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا نصیبہ (وافر حصہ) پایا۔"

فوائد و مسائل: ① اس روایت کو بعض حضرات نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ ② لفظ "علم" کا اطلاق درحقیقت کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور ان کے متعلقات پر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو دیگر علوم ہیں وہ دراصل فن اور کسب کے ہنر ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے: (العلم قال اللّٰه' قال رسوله' قال الصحابة هم اولو العرفان) "علم یہ ہے کہ اللہ نے کہا' اللہ کے رسول نے کہا اور صحابہ نے کہا۔ یہی علم و عرفان والے ہیں۔" ③ اس حدیث میں اخلاص کے ساتھ حصول علم اور صاحب علم کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ④ انبیاء کی عظمت اس تعلق کی بنا پر ہے جو انہیں اللہ رب العالمین کے ساتھ حاصل ہے۔ اور پھر علماء کی شان وراثت انبیاء کی وجہ سے ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ علماء اس نسبت کی خوب حفاظت کریں۔ اور اپنے آپ کو کسی بھی دنیادار سے بیچ نہ جائیں۔ ⑤ اللہ اور نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ علمائے حق اور طلبائے دین کے ساتھ محبت رکھی جائے۔



٣٦٤٢- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: لَقِيتُ شَبِيبَ ابْنَ شَيْبَةَ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ بِمَعْنَاهُ يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۶۴۲- عثمان بن ابی سودہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٦٤٣- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،

۳۶۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے

٣٦٤٢ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] انفرد به أبوداود * شبيب بن شيبة مجهول.

٣٦٤٣ـ **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه الدارمي، ح: ٣٥١ عن أحمد بن يونس به، ورواه مسلم، ح: ٢٦٩٩ من حديث الأعمش به مطولاً.

عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ رَجلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا إِلَّا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

کسی راہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اور جسے اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔''

فائدہ: علم محض پڑھ لینے اور جان لینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے مطابق عمل بھی ہو، ورنہ خاندانی نسبتوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

(المعجم ٢) - باب رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ٢)

باب: ۲- اہل کتاب سے روایت کرنے کا بیان

٣٦٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: أخبرني ابنُ أَبي نَمْلَةَ الأنْصارِيُّ عن أَبِيهِ: أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ وَعِنْدَهُ رَجلٌ مِنَ الْيَهُودِ مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فقالَ: يَامُحمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هٰذِهِ الْجَنَازَةُ؟ فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «الله أَعْلَمُ». قالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا حَدَّثَكُم أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بالله وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوهُ».

۳۶۴۴- جناب ابن ابی نملہ اپنے والد (ابونملہ عمار بن معاذ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یہودی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ گزرا۔ اس نے پوچھا: اے محمد! کیا یہ (میت) بولتی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔'' یہودی نے کہا: یہ بولتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب جو تمہیں بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔ بلکہ یوں کہو: ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اگر ان کی بات غلط ہوئی تو تم نے (گویا) اس کی تصدیق نہیں کی اور اگر سچ ہوئی تو اسے جھٹلایا نہیں ہوگا۔''

ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ ایسے ہی ہے کہ جو باتیں قرآن وسنت کی رو سے بصراحت سچ ہیں ان کی تصدیق کی جائے اور جو غلط ہیں ان کی تکذیب کی جائے اور باقی کے بارے میں مذکورہ بالا جواب دیا جائے۔

٣٦٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٦ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٠، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٠١٦٠و١٩٢١٤، والجامع لمعمر، ص: ١١٠، ح: ٢٠٠٥٩ * نملة بن أبي نملة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٦٤٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا ابنُ أبي الزِّنَادِ عن أَبِيهِ، عن خَارِجَةَ يَعني ابنَ زَيدِ بنِ ثَابِتٍ، قالَ: قالَ زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ فَتَعَلَّمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وقالَ: «إِنِّي والله! مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي»، فَتَعَلَّمْتُهُ، فلَمْ يَمُرَّ بِي إِلَّا نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى حَذَقْتُهُ فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إذَا كَتَبَ، وَأَقْرَأُ له إذَا كُتِبَ إِلَيْهِ.

٣٦٤٥- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے یہودیوں کی تحریر سیکھ لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! یہودیوں سے جو میں لکھواتا ہوں اس پر مجھے اعتماد نہیں ہے۔“ چنانچہ میں نے (ان کی زبان لکھنا پڑھنا) سیکھ لی اور دو ہفتے نہ گزرے کہ میں اس میں خوب ماہر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کو جب کچھ لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھا کرتا۔ اور جب کوئی خط وغیرہ آتا تو آپ کو پڑھ کر سنا تا تھا۔

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کی کسی زبان اور تحریر کا علم حاصل کرنا دینی اور دنیاوی غرض سے ناجائز نہیں ہے مگر اسے اپنی ثقافت کا حصہ بنالینا ناجائز ہے۔ اور جب یہ علم دینی اغراض سے ہو تو اس میں اجر بھی ہے۔ ② اور یہ زبانیں مسلمانوں کے ان افراد کو سکھائی جائیں جن کو ان کی ضرورت ہو۔ ورنہ اسے عام نصاب تعلیم بنا دینا اور لازمی قرار دے دینا' دینی و دنیاوی لحاظ سے ظلم عظیم ہے۔



(المعجم ٣) - باب كِتَابَةِ الْعِلْمِ (التحفة ٣)

باب:٣- علمی باتیں ضبط تحریر میں لانے کا بیان

٣٦٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عن عُبَيْدِالله بنِ الأَخْنَسِ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي مُغِيثٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن عَبْدِالله ابنِ عَمْرٍو قالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ الله ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ في

٣٦٤٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں جو کچھ سنتا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ کرلوں۔ تو (بعض) قریشیوں نے مجھے منع کیا۔ انہوں نے کہا: تو ہر بات' جو سنتا ہے' لکھ لیتا ہے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں' تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے اپنے

٣٦٤٥ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في تعليم السريانية، ح: ٢٧١٥ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح: ٧١٩٥.

٣٦٤٦ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٢ عن يحيى القطان به.

الْغَضَبِ وَالرِّضَا ، فأَمْسَكْتُ عن الْكِتَابِ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ ، فأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ فقالَ : «اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ» .

دہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''لکھا کرو' قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے۔''

فائدہ: رسول ہر حال میں رسول اور حجت ہوتے ہیں اور ان کی پوری زندگی ہر حال میں امت کے لیے قابل اتباع نمونہ ہوتی ہے اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ تو سید الرسل ہیں۔

٣٦٤٧- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ : أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ : حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ زَيْدٍ عن الْمُطَّلِبِ بنِ عَبْدِالله بنِ حَنْطَبٍ قالَ : دَخَلَ زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عن حَدِيثٍ ، فأَمَرَ إِنْسَانًا يَكْتُبُهُ ، فقالَ لَهُ زَيْدٌ : إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَنَا أَنْ لا نَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ ، فَمَحَاهُ .

٣٦٤٧-مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے منقول ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے تو انہوں نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کہ اسے لکھ لو' تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم ان کی کوئی حدیث ضبط تحریر میں نہ لائیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے مٹا دیا۔



فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ایک صحیح حدیث بھی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ اور قرآن کے علاوہ کچھ مجھ سے لکھا ہے' تو اسے مٹا دو۔ اور مجھ سے حدیث بیان کرو' اس میں کوئی حرج نہیں......'' (صحیح مسلم' الزھد' باب التثبت فی الحدیث و حکم کتابة العلم' حدیث:٣٠٠٤) اس حدیث میں حدیث رسول لکھنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایات سے صحابۂ کرام کے احادیث لکھنے کا اثبات ہوتا ہے اور خود نبی ﷺ کی طرف سے حدیث کے لکھنے کا حکم ملتا ہے۔ علماء نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ جن صحابہ کی قوت ضبط وحافظہ زیادہ تھی (اور عربوں میں یہ خوبی عام تھی) ان کو آپ نے حدیث لکھنے سے منع فرمایا' تاکہ وہ کتابت ہی پر سارا بھروسا نہ کریں اور حفظ وضبط سے بے نیاز نہ ہو جائیں اور لکھنے کا حکم اور اس کی اجازت ان لوگوں کو دی جن کی قوت حافظہ کمزور تھی۔ دوسری توجیہ اس کی یہ کی گئی ہے کہ ابتداء میں حدیث لکھنے سے روک دیا گیا تھا تاکہ قرآن کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو اور جب صحابہ قرآن کے اسلوب سے اچھی طرح واقف ہو گئے اور اختلاط کا خطرہ نہ رہا' تو احادیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔ تیسری تطبیق یہ ہے کہ نہی کا مطلب یہ تھا کہ ایک ہی صحیفے

٣٦٤٧_ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٥/ ١٨٢ عن أبي أحمد الزبيري به * المطلب بن عبدالله لم يسمع من زيد بن ثابت ، جامع التحصيل ، ص : ٢٨١ ، ولا يثبت لقاؤه معاوية رضي الله عنه .

میں قرآن کے ساتھ حدیث نہ لکھو تا کہ پڑھنے والا اشتباہ میں نہ پڑے (شرح نووی) بہر حال ممانعت کی حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حدیث کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا گیا' بلکہ اس سے روک دیا گیا' یکسر غلط ہے۔ اگر اس کا یہ مقصد ہوتا تو پھر آپ اسی حدیث میں حدیث بیان کرنے کی اجازت کیوں دیتے؟ جو حفظ وضبط کے بغیر ممکن ہی نہیں' اسی طرح حدیث رسول کو اچھی طرح یاد کر کے اسے آگے بیان کرنے والے کے لیے نبی ﷺ دعائے خیر کیوں فرماتے؟ بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں احادیث ضبط تحریر میں لائی گئی تھیں۔

٣٦٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا [أبو] شِهَابٍ عن الْحَذَّاءِ، عن أبي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشَهُّدِ وَالْقُرْآنِ.

۳۶۴۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم تشہد اور قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھا کرتے تھے۔

٣٦٤٩- حَدَّثَنا مُؤَمَّلٌ قالَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ؛ ح: وحَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَدٍ قالَ: أخبرني أَبِي عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا أبُو سَلَمَةَ يَعني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَ: حدَّثني أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ، خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! اكْتُبُوا لِي، فقالَ: «اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ».



۳۶۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے خطبے کا ذکر کیا۔ تو اہل یمن کا ایک آدمی کھڑا ہوا' اس کا نام ابوشاہ تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے لکھ دیجیے۔ تو آپ نے فرمایا: ''ابوشاہ کو لکھ دو۔''

٣٦٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ قالَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ قال: قُلْتُ لِأَبِي

۳۶۵۰- ولید (بن مَزْید) نے کہا کہ میں نے ابوعمرو (اوزاعی رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ اس نے کیا چیز لکھوائی

٣٦٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب في تقييد العلم، ص: ٩٣ من حديث أبي شهاب به.

٣٦٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، ح: ١٣٥٥ من حديث وليد بن مسلم به، تقدم، ح: ٢٠١٧.

٣٦٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * أبوعمرو هو الأوزاعي.

عَمْرٍو: مَا يَكْتُبُوهُ؟ قَالَ: الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا يَوْمَئِذٍ مِنْهُ.

تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہی خطبہ جو اس نے اس روز آپ ﷺ سے سنا تھا۔

فائدہ: یہ اور اس قسم کی دیگر صحیح احادیث دلیل ہیں کہ نبی ﷺ کے حین حیات قرآن کریم کے علاوہ فرامین رسول بھی لکھے گئے تھے۔

(المعجم ٤) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٤)

باب:٤- رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے

٣٦٥١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، المَعْنَى، عن بَيَانِ بنِ بِشْرٍ - قَالَ مُسَدَّدٌ: أَبُو بِشْرٍ - عن وَبْرَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُحَدِّثَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ كَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: أَمَا وَاللهِ! لَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُ وَجْهٌ وَمَنْزِلَةٌ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٣٦٥١- جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت زبیر (بن عوام) ؓ سے عرض کیا کہ آپ کو کیا مانع ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح احادیث بیان نہیں کرتے جیسے کہ آپ کے دیگر ساتھی بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے آپ کے ہاں بہت ہی قدر ومنزلت حاصل تھی۔ لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

فائدہ: کئی صحابہ کرام اسی اندیشے کے تحت بہت کم احادیث بیان کرتے تھے کہ کہیں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے مرتکب بن جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جنہوں نے اپنے حفظ اور یادداشت پر اعتماد کیا انہوں نے نقل شریعت کا بہت بڑا فریضہ سرانجام دیا۔ ؓ۔ اگر کہیں کوئی خطا ہوئی بھی ہے تو اس کا ازالہ ہو گیا ہے اور ان سے یہ خطا معاف ہے کہ عمداً نہیں ہوئی۔ اس میں قصہ گو قسم کے واعظین کیلئے تنبیہ ہے کہ جو زیب داستاں کے طور پر ضعیف وموضوع روایات بیان کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللهِ بِلَا عِلْمٍ (التحفة ٥)

باب:٥- علم ومعرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا

٣٦٥١- تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح: ١٠٧ من حديث عامر به.

٣٦٥٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إسْحَاقَ المُقْرِئُ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ مِهْرَانَ أَخُو حَزْمٍ الْقَطْعِيُّ: حَدَّثَنا أبُو عِمْرَانَ عن جُنْدُبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَالَ في كِتَابِ الله بِرَأْيِهِ فأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ».

۳۶۵۲- حضرت جندب (بن عبداللہ بجلی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی رائے سے کتاب اللہ میں کچھ کہا' خواہ درست ہی کہا ہو' تو بھی اس نے خطا کی۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم مسئلہ یہی ہے کہ علم ومعرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا بہت بڑی اور بری جسارت ہے۔ اور ایسے ہی فرامین رسول ﷺ کی توضیح کے لیے بھی شرعی علوم میں رسوخ لازمی ہے۔

(المعجم ٦) - باب تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ (التحفة ٦)

باب:٦- بات دہرا کر بیان کرنا



٣٦٥٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن أَبي عَقِيلٍ هَاشِمِ بنِ بِلَالٍ، عن سَابِقِ بنِ نَاجِيَةَ، عن أبي سَلَّامٍ، عن رَجُلٍ خَدَمَ النَّبِيَّ ﷺ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۳۶۵۳- جناب ابوسلّام (ممطور الحبشی) سے منقول ہے' اس نے نبی ﷺ کے ایک خادم سے نقل کیا کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کرتے تو اپنی بات کو تین بار دہراتے۔ (شرعی مسئلہ اپنے سامع کو خوب سمجھاتے۔)

فائدہ: حسب ظروف ومصالح مدرس' خطیب اور واعظ کو چاہیے کہ اپنی بات سامعین کے خوب ذہن نشین کرائے اور بات دہرانے کو عیب نہ جانے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي سَرْدِ الْحَدِيثِ (التحفة ٧)

باب:٧- جلدی جلدی باتیں کرنا

٣٦٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ

۳۶۵۴- حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٦٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ماجاء في الذي يفسر القرآن برأيه، ح: ٢٩٥٢ من حديث سهيل بن مهران به، وقال: "غريب" * سهيل بن مهران ضعيف (تقريب).

٣٦٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] * سابق بن ناجية هذا صحح له الحاكم: ١/ ٥١٨، والذهبي، ووثقه ابن حبان، فهو حسن الحديث.

٣٦٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٦٧ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، ح: ٢٤٩٣/ ١٦٠ من حديث الزهري به.

الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ قالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اسْمَعِي يَارَبَّةَ الْحُجْرَةِ! مَرَّتَيْنِ، فلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا قَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُ إِلَى هٰذَا وَحَدِيثِهِ، إنْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَيُحَدِّثُ الحديثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ أَنْ يُحْصِيَهُ أَحْصَاهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پہلو میں بیٹھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے حجرے والی! سنیے۔ دو بار کہا۔ جب انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو کہا: کیا تمہیں اس شخص پر اور اس کی باتوں پر تعجب نہیں آتا' تحقیق رسول اللہ ﷺ بات کرتے تو اگر کوئی (آپ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

٣٦٥٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي، يُحَدِّثُ عنْ رَسُولِ الله ﷺ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الحديثَ سَرْدَكُمْ.

٣٦٥٥- حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تمہیں ابو ہریرہ پر تعجب نہیں آتا کہ وہ آئے اور میرے حجرے کے پاس بیٹھ کر مجھے سنانے کو رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے لگے' جبکہ میں نوافل پڑھ رہی تھی' اور پھر میرے نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چل دیے۔ اگر میں انہیں پاتی تو میں انہیں بتاتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

فائدہ: تیز تیز بولنا عام طور پر بھی کسی طرح ممدوح نہیں ہے بالخصوص داعی' خطیب اور مدرس کی گفتگو میں ٹھہراؤ کا ہونا بہت ہی عمدہ صفت ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ التَّوَقِّي فِي الْفُتْيَا (التحفة ٨)

باب:٨-فتوی دینے میں احتیاط کرنا

٣٦٥٦- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى

٣٦٥٦- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

٣٦٥٥- تخريج: أخرجه مسلم من حديث ابن وهب به، وانظر الحديث السابق، وعلقه البخاري، ح:٣٥٦٨.

٣٦٥٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٥ من حديث عيسى بن يونس به * عبدالله بن سعد لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الساجي: ضعفه أهل الشام.

الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى عن الأَوْزَاعِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ سَعْدٍ، عن الصُّنَابِحِيِّ، عن مُعَاوِيَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عن الْغَلُوطَاتِ.

ﷺ نے مغالطوں سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ کسی طرح درست نہیں کہ رمز اور پہیلی کے انداز میں مسئلہ پوچھا جائے یا کوئی مفتی مبہم اور مخفی انداز سے جواب دے۔

٣٦٥٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المُقْرِىء: حَدَّثَنا سَعِيدٌ يَعني ابنَ أَبي أَيُّوبَ، عن بَكْرِ بنِ عَمْرٍو، عن مُسْلِمِ بنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمانَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَـنْ أُفْتِيَ» ح: وحدثنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن بَكْرِ بنِ عَمْرٍو، عن عَمْرِو بنِ أَبي نُعَيْمَةَ، عن أَبي عُثْمانَ الطُّنْبُذِيِّ، رَضِيعِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ مَرْوَانَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلٰى مَنْ أَفْتَاهُ» زَادَ سُلَيْمانُ المَهْرِيُّ في حَدِيثِهِ: «وَمَنْ أَشَارَ عَلٰى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ في غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ» وَهٰذَا لَفْظُ سُلَيْمانَ.

٣٦٥٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کسی مفتی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔'' سلیمان مہری کی روایت میں مزید ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جبکہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے خلاف میں ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔'' یہ لفظ سلیمان کے ہیں۔

فائدہ: جب عام معاملات میں بھلائی کے خلاف مشورہ دینا خیانت ہے تو دینی اور شرعی مسائل میں غلط فتویٰ دینا یا راجح کی بجائے مرجوح بات بتانا تو بہت بڑی خیانت ہے۔

٣٦٥٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب الرأي والقياس، ح: ٥٣ من حديث مسلم بن يسار به، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ١٢٦، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٩) - **باب كَرَاهِيَةِ مَنْعِ الْعِلْمِ** (التحفة ٩)

باب:۹-علم کی بات چھپانا ناجائز ہے

٣٦٥٨- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَلِيُّ بنُ الْحَكَمِ عن عَطَاءٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عن عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ الله بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۶۵۸-حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپالیا (اور بتایانہیں) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دے گا۔''

فائدہ: اس کا تعلق، بقول فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرائض سے ہے جن کا سیکھنا عام مسلمان پر فرض ہے تو عالم کو ان کا بتانا فرض ہے۔ علاوہ ازیں جو واجب نہیں ان کا بتانا بھی واجب نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٠) - **باب فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ** (التحفة ١٠)

باب:۱۰-اشاعت علم کی فضیلت

٣٦٥٩- **حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكم، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُم».

۳۶۵۹- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (مجھ سے) سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور پھر جو تم سے سنے گا اس سے سنا جائے گا۔''

٣٦٦٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حدَّثني عُمَرُ بنُ سُلَيْمانَ مِنْ

۳۶۶۰-حضرت زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ

٣٦٥٨ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في كتمان العلم، ح: ٢٦٤٩ من حديث علي ابن الحكم به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٩٥، ورواه جماعة عن عطاء بن أبي رباح به.

٣٦٥٩ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢١ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٧، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٩٥، ووافقه الذهبي * الأعمش عنعن.

٣٦٦٠ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، ح: ٢٦٥٦، وابن ماجه، ح: ٤١٠٥ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٧٢، ٧٣.

وُلْدِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أبَانٍ، عن أبيهِ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ الله امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إلَى مَنْ هُوَ أفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ».

اس شخص کو خوش وخرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے حفظ کیا اور یاد رکھا تاکہ اسے پہنچائے' بہت سے علم وفقہ کے حامل اپنے سے بڑھ کر زیادہ دانا اور فقیہ لوگوں کو پہنچاتے ہیں' اور بہت سے علم وفقہ کے حامل ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت دانا اور فقیہ نہیں ہوتے۔''

فوائد ومسائل: ① صاحب حدیث کو لازم ہے کہ نقل الفاظ میں حفظ وامانت کو پیش نظر رکھے' البتہ فہم واستنباط ایک وہبی ملکہ ہے جو اللہ تعالیٰ مختلف طبقات میں اصحاب علم کو عنایت فرماتا رہتا ہے عین ممکن ہے کہ براہ راست سننے والا وہ کچھ نہ سمجھ سکے جو اس کے شاگرد کی سمجھ میں آجائے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ علم شریعت کا مدار براہ راست اساتذہ سے پڑھنے اور سننے میں ہے' جو شخص محض کتابیں پڑھ کر کوئی چیز سمجھتا ہے وہ اتنا معتمد نہیں جتنا کہ اساتذہ سے پڑھنے اور سننے والا ہوسکتا ہے۔ محض کتابوں سے پڑھنے والے کو محدثین کی اصطلاح میں ''صحفی'' کہا جاتا ہے۔ ③ حدیث میں وارد فقہ وفقیہ کے الفاظ معروف اصطلاحی کلمات نہیں ہیں جو کہ بہت بعد میں ایجاد ہوئے ہیں۔ اس سے مراد فہم و استنباطِ مسائل کا وہبی ملکہ ہے۔



٣٦٦١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالْعَزِيزِ بنُ أبِي حَازِمٍ عن أبِيهِ، عن سَهْلٍ يَعْنِي ابنَ سَعْدٍ، عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «وَالله! لأنْ يَهْدِيَ الله بِهُدَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ».

۳۶۶۱- حضرت سہل بن سعد ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم اللہ کی! اللہ عزوجل تیری رہنمائی سے کسی ایک شخص کو بھی راہ حق دکھادے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے افضل ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں داعی' مبلغ' استاذ اور مربی حضرات کی بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ دائرہ اپنی اولاد' عزیز و اقارب حلقۂ احباب اور اجنبی طلبہ وسامعین سب کو محیط ہے۔ اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ قول وعمل ہر طرح سے ہر حال میں ادا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١١) - بابُ الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إسْرَائِيلَ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- بنی اسرائیل سے روایت کرنا

٣٦٦١ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي . . . الخ، ح: ٣٧٠١، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٦ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به مطولا .

٣٦٦٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «حَدِّثُوا عنْ بَني إسْرَائِيلَ وَلا حَرَجَ».

٣٦٦٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل (اہل کتاب) سے روایت کرسکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔“

فائدہ: یعنی ایسے مسائل جن کا (قرآن وحدیث سے) صدق ثابت ہوتو اسے بالجزم بیان کیا جائے یا کوئی تاریخی نوعیت کی بات ہو کہ اس میں صدق وکذب کا احتمال ہو تو اسے بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اعتماد سے تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ اور جن امور کا کذب قرآن وحدیث سے ثابت ہو ان کی تکذیب کی جائے۔

٣٦٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُعَاذٌ: أخْبَرَنَا أَبِي عن قَتَادَةَ، عن أَبِي حَسَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: كَانَ نَبِيُّ الله ﷺ يُحَدِّثُنَا عن بَنِي إسْرَائِيلَ حَتَّى يُصْبِحَ ما يَقُومُ إلَّا إلَى عُظْمِ صَلَاةٍ.

٣٦٦٣- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (بعض اوقات) ہمیں بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرتے رہتے حتی کہ صبح ہو جاتی اور پھر نماز کے خیال ہی سے اٹھتے۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللهِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنے کی مذمت

٣٦٦٤- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا سُرَيْجُ بنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنا فُلَيْحٌ عن أَبِي طُوَالَةَ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مَعْمَرٍ، عن سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ

٣٦٦٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی رضا مندی والا علم اس غرض سے حاصل کیا کہ دنیا حاصل کرے، تو ایسا آدمی قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔“

٣٦٦٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧٤، والحميدي، ح: ١١٧٤ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/ ٦٢.

٣٦٦٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٧، وابن خزيمة، ح: ١٣٤٢ من حديث معاذ به * قتادة مدلس وعنعن، وللحديث طريق آخر ضعيف عند أحمد: ٤/ ٤٤٤.

٣٦٦٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٥٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ٨٩، والحاكم: ١/ ٨٩.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا، مِمَّا يُبْتَغَىٰ بِهِ وَجْهُ اللهِ، لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، يَعني رِيحَهَا.

فائدہ: علم دین وشریعت کو محض دنیا کا مال ومنصب حاصل کرنے کی غرض سے سیکھنا بہت بڑی شقاوت ہے۔ لازم ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی نیت رکھی جائے۔ اللہ عزوجل دنیا کی ضروریات ازخود پوری فرمادے گا۔ جیسے کہ اہل علم صحابہ اور دیگر سلف صالحین کی سیرتوں سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الْقَصَصِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- وعظ کہنے کا بیان

٣٦٦٥- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو مُسْهِرٍ: أخبرنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ الْخَوَّاصُ عن يَحْيَى بنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ اللهِ السَّيْبَانِيِّ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُخْتَالٌ».

٣٦٦٥- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''وعظ وہی کہے گا جو امیر ہو یا اس کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو یا کوئی اپنی بڑائی یا شیخی کا اظہار کرنے والا ہوگا۔''

فائدہ: امیر پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خوب اشاعت کرے اور ایسے باصلاحیت افراد مقرر کرے جو کماحقہ یہ فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ، جن میں علم وفقہ کی صلاحیت نہ ہو، ان کا ازخود یہ منصب سنبھال لینا بالعموم فساد کا باعث ہوسکتا ہے۔ اور درحقیقت یہ مسئلہ حکومت اسلامیہ سے متعلق ہے۔

٣٦٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ ابنُ سُلَيْمَانَ عن الْمُعَلَّى بنِ زِيَادٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ بَشِيرٍ الْمُزَنِيِّ، عن أَبِي الصِّدِّيقِ

٣٦٦٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غریب مہاجرین کی مجلس میں جا بیٹھا۔ وہ لوگ لباس میں تنگی کی بنا پر عریاں ہو جانے کے ڈر سے ایک

٣٦٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] وله طريق آخر عند أحمد: ٤/ ٢٣٣، وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ١/ ١٩٠.

٣٦٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٣ من حديث جعفر بن سليمان به * العلاء بن بشير مجهول، ومسلم، ح: ٢٩٧٩، وابن حبان، ح: ٢٥٦٦ يغني عنه.

النَّاجِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: جَلَسْتُ فِي عِصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرْيِ، وَقَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قال: «ما كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ كَانَ قَارِئٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللهِ تَعَالَى، قالَ: فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيَ مَعَهُمْ». قالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قال بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزَتْ وُجُوهُهُمْ لَهُ. قال: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرُوا يَامَعْشَرَ صَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ».

دوسرے کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قاری ہم پر پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور برسرِ مجلس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا' تو آپ نے سلام کیا اور پوچھا: ''تم کیا کر رہے تھے؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! قاری پڑھ رہا تھا اور ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سن رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حمد ہے اس اللہ کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھوں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے تا کہ اپنے آپ کو ہمارے برابر ثابت کریں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو انہوں نے حلقہ بنا لیا اور ان سب کے چہرے آپ کے سامنے آ گئے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سوا کسی کو پہچانا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مہاجرین کے فقیر لوگو! تمہیں قیامت کے روز کامل نور کی بشارت ہو۔ تم لوگ اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور اس کی مقدار پانچ سو سال ہے۔''

٣٦٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابنَ مُطَهَّرٍ أَبُوظَفَرٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَلَفٍ الْعَمِّيُّ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ

٣٦٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ نماز فجر سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کریں مجھے ان کے ساتھ بیٹھے رہنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ اولاد اسماعیل سے چار

٣٦٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٥٦١ من حديث عبدالسلام بن مطهر به
* قتادة عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر المسند الجامع (بتحقيقي): ٧/ ٤٣٩، ح: ٥٣٠٥.

اللہ ﷺ: «لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ تَعَالَىٰ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَىٰ أَن تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً».

غلام آزاد کروں۔ اور میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ رہوں جو نماز عصر سے سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کریں زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ چار غلام آزاد کروں۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق ملنا بہت بڑی نیکی اور نعمت ہے اور قرآن و سنت کا وعظ کہنا سننا بھی اللہ کے ذکر کے معنی میں ہے۔ نیز فجر صادق سے سورج نکلنے تک اور اسی طرح عصر سے غروب تک کا وقت تقرب الٰہی کا بہترین قیمتی وقت ہوتا ہے۔ فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ (ق:٣٩) تاہم بعض حضرات نے اس کی تحسین بھی کی ہے۔



٣٦٦٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةَ النِّسَاءِ». قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: «إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي». قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَىٰ قَوْلِهِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ الآيَةَ [النساء: ٤١]، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا عَيْنَاهُ تَهْمِلَانِ.

٣٦٦٨- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "مجھ پر سورۂ نساء کی قراءت کرو۔" میں نے عرض کیا: میں آپ پر پڑھوں؟ حالانکہ (قرآن) آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔" چنانچہ میں نے قراءت کی حتی کہ جب میں آیت کریمہ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ......﴾ پر پہنچا تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید سننا سنانا سب سے عمدہ وعظ ہے بشرطیکہ انسان اس کے فہم سے آشنا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کا رونا غالباً اس بنا پر تھا کہ آپ امت پر گواہ ہوں گے جبکہ لوگ نامعلوم کیسے عمل کر کے آئیں گے۔ آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: "پھر ان کا کیا حال ہوگا جس وقت ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو اس امت پر گواہ بنائیں گے۔"

٣٦٦٨- تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب من أحب أن يستمع القرآن من غيره، ح: ٥٠٤٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضل استماع القرآن . . . الخ، ح: ٨٠٠ من حديث حفص بن غياث به.

کھانے پینے سے متعلق احکام ومسائل

* الأطعمة کی لغوی تعریف: "اطعمة" طعام کی جمع ہے، قاموس میں اس کے معنی کیے گئے ہیں: "اَلْبُرُّ وَمَا يُؤْكَلُ": گندم اور جو چیز کھائی جاتی ہے اسے ''طعام'' کہا جاتا ہے۔ بعض علمائے لغت کے نزدیک ''طعام'' سے مراد صرف کھانا ہی نہیں بلکہ بعض اوقات پینے والی چیز پر بھی ''طعام'' کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے جس نے اس سے پانی پی لیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اس کا پانی نہ چکھا تو یقیناً وہ میرا ہے۔'' (البقرہ: ۲۴۹)

اسی طرح ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

[زَمْزَمُ طَعَامُ طُعْمٍ وَ شِفَاءُ سُقْمٍ]

''زمزم کھانے والے کا کھانا ہے اور بیمار کے لیے شفا ہے۔'' (مجمع الزوائد: ۲۸۶/۳ والمعجم الکبیر للطبرانی: ۹۸/۱۱)

✱ **أشربة کی لغوی تعریف:** ''اشربة'' شراب کی جمع ہے' یعنی ہر بہنے والی چیز جسے پیا جائے وہ شراب کہلاتی ہے، ہمارے ہاں اُسے مشروب کہا جاتا ہے۔

✱ **کھانے پینے کی مشروعیت:** اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے بے شمار نعمتیں بطور خوراک پیدا کی ہیں۔ پھر مزید رحمت فرماتے ہوئے ہر اس کھانے' پینے کی چیز کو حرام قرار دے دیا جو انسانی صحت اور عقل کے لیے نقصان دہ تھی اور ہر وہ چیز جو مفید تھی اسے حلال رکھا' خواہ وہ دانے ہوں' پھل ہوں یا جانوروں کی شکل میں ہوں، لہٰذا ارشاد ربانی ہے: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو۔'' (البقرہ: ۲۴۹)

کھانے اور پینے کا بنیادی مقصد انسانی بقا ہے تاکہ انسان اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے ہر دم تیار ہو۔ اس کی صحت اس کا بھرپور ساتھ دے تاکہ وہ اطاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے، اس لیے صرف حلال اور مفید چیزیں کھانے کی پابندی عائد کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾

''اے لوگو! تم ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔'' (البقرہ: ۱۶۸)

رحمت دو عالم ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

[كُلُوا وَاشْرَبُوا وَ تَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ تُرٰى نِعْمَتُهُ عَلٰى عَبْدِهِ]

''کھاؤ پیو اور صدقہ خیرات کرو' بغیر اسراف و تکبر و غرور کیے لباس پہنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے۔'' (مسند احمد: ۱۸۱/۲' ۱۸۲ نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے کتاب اللباس کے شروع میں معلقاً بیان کیا ہے)

✱ **کھانے اور پینے کے چند نبوی آداب:** ۞ کھانے اور پینے کا بنیادی قانون یہ ہے کہ وہ چیز حلال اور پاکیزہ ہو، ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَ كُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ] (صحيح مسلم' الأشربة' باب بيان ان كل مسكر خمر و ان كل خمر حرام' حديث: ۲۰۰۳) ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر

شراب حرام ہے۔“

- جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔ مثلاً مردہ جانور کا گوشت کھانا‘ خنزیر‘ ذبح کے وقت بہنے والا خون‘ قبروں اور بتوں کی نذر کیا جانے والا کھانا اور جانور‘ ہر کچلی اور پنجے سے شکار کرنے والا جانور وغیرہ۔
- کھانے اور پینے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تقویت کا حصول اور بھوک مٹانا ہو تو یہ باعث اجر بن جاتا ہے۔
- کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ یا دیگر مسنون دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔
- کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور بیٹھ کر کھانا افضل و بہتر ہے۔
- کھانے میں عیب نکالنا اور باتیں بنانا غلط ہے‘ ہاں اگر طبیعت نہ مانے تو نہ کھائے۔
- کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔
- اگر کھانے کے دوران میں لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔
- کھانے کی دعوت قبول کرنی چاہیے۔
- اگر چند افراد مل کر کھانا کھا رہے ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔
- کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکیں مارنا درست نہیں۔
- ٹیک لگا کر یا لیٹ کر کھانا درست نہیں۔
- ملازموں اور خادموں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا افضل ہے‘ ورنہ انہیں کھانے میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے۔
- کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا سنت ہے، البتہ دھونا بھی درست ہے۔
- دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔
- جن جانوروں کا گوشت کھایا نہیں جاتا ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔
- تمباکو‘ سگریٹ‘ افیون‘ چرس اور ہیروئن وغیرہ سخت حرام ہیں۔
- ایسا جوس جس میں جوش اور نشہ پیدا ہو چکا ہو اسے پینا حرام ہے۔
- بوقت ضرورت کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔

- مشروب کو تین سانسوں میں پینا سنت ہے، ہر بار منہ برتن سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔
- اگر برتن میں کوئی چیز نظر آئے تو اسے ہاتھ سے یا مشروب بہا کر نکالنا چاہیے، پھونک مارنا ٹھیک نہیں۔
- کھانا یا مشروب پیش کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔
- مشروب پیش کرنے والا سب کے آخر میں خود نوش کرے۔





بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٥) - كِتَابُ الأَشْرِبَةِ (التحفة ٢٠)

مشروبات سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب تَحْرِيمِ الْخَمْرِ (التحفة ١)

باب:۱- شراب کی حرمت کا بیان

٣٦٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ قَالَ: حدَّثني الشَّعْبِيُّ عن ابنِ عُمَرَ عن عُمَرَ، قالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالعَسَلِ وَالحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنتَهِي إِلَيْهِ: الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.

٣٦٦٩- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ پانچ چیزوں سے تیار ہوتی تھی یعنی انگور' کھجور' شہد' گندم اور جو سے۔ اور شراب (خمر) سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اور تین باتوں کے متعلق میری خواہش یہ رہی ہے کہ نبی ﷺ ان کی وضاحت کرنے سے پہلے ہم سے جدا نہ ہوئے ہوتے۔ دادا کی وراثت' کلالہ کا حصہ اور سود کے بعض مسائل۔

فائدہ: بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ شراب صرف وہی ہوتی ہے جو انگور سے بنے صحیح نہیں' بلکہ ہر وہ چیز جو کسی بھی اور جنس سے تیار کی جائے اور جو عقل پر پردہ ڈال دے خمر ہے اور حرام ہے' چاہے وہ کسی چیز کی بھی بنی ہوئی ہو۔

٣٦٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، التفسير، باب: في نزول تحريم الخمر، ح:٣٠٣٢ من حديث إسماعيل بن إبراهيم، وهو ابن علية، والبخاري، التفسير، باب قوله:﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان﴾، ح:٤٦١٩ من حديث أبي حيان به.

٣٦٧٠- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ قالَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ، عن إِسْرَائِيلَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَمْرٍو، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا في الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الآيَةُ الَّتي في الْبَقَرَةِ: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ﴾ [البقرة: ٢١٩] الآيَةَ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، قالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا في الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الآيَةُ الَّتي في النِّسَاءِ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ﴾ [النساء: ٤٣] فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: أَلَا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ. فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فقالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ [المائدة: ٩١] قالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا.

٣٦٧٠-حضرت عمر بن خطاب ؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر ؓ نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں صاف صاف حکم بیان فرما دے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ......﴾ ''(اے نبی!) لوگ آپ سے خمر (شراب) اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں' تو کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے (اور لوگوں کے لیے (کچھ) فائدہ بھی ہے' لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔'') پھر حضرت عمر ؓ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت سنائی گئی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں خمر کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرما دے۔ چنانچہ سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا لَا تَقْرَبُوا......﴾ ''اے ایمان والو! تم اس وقت نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا منادی نماز کی اقامت کے وقت اعلان کیا کرتا تھا: خبردار! کوئی شخص نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آئے۔ حضرت عمر ؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرما دے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ......﴾ (یقیناً خمر حرام ہے اور شیطانی اعمال میں سے ہے) کیا تم ان سے باز آتے ہو؟'' تو حضرت عمر ؓ نے کہا: پھر ہم باز آ گئے۔



٣٦٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٤٩، والنسائي، ح: ٥٥٤٢ من حديث إسرائيل به، وصححه الترمذي، وسنده ضعيف * أبوإسحاق عنعن، وعمرو بن شرحبيل لم يسمع من عمر، والحديث السابق: ٣٦٦٩ يغني عنه.

٣٦٧١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قالَ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ؛ أنَّ رَجُلًا مِنَ الأنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فأمَّهُمْ عَلِيٌّ في الـمَغْرِبِ وَقَرَأَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ فَخلَطَ فِيهَا، فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا۟ مَا تَقُولُونَ﴾ [النساء: ٤٣].

٣٦٧١- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے ان کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی دعوت کی اور انہیں شراب پلائی اور یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز مغرب میں امامت کرائی اور سورۃ الکافرون کی قراءت کرنے لگے مگر وہ ان پر خلط ہوگئی۔ چنانچہ یہ حکم نازل ہوا: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ......﴾ ”نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ‘ حتی کہ جاننے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“

فائدہ: نماز میں انسان کو پورے شعور کے ساتھ متوجہ ہو کر کھڑے ہونا چاہیے‘ اسی لیے نماز میں اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلے اپنی نیند پوری کرے۔

٣٦٧٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ قالَ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ﴾ [النساء: ٤٣] ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَـٰفِعُ لِلنَّاسِ﴾ [البقرة: ٢١٩] نَسَخَتْهُمَا الَّتِي في الْمَائِدَةِ ﴿إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ﴾ الآيَة [المائدة: ٩٠].

٣٦٧٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آیات کریمہ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ أَنْتُمْ سُكَارٰى......﴾ اور ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ......﴾ ان دونوں کو ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ......﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

٣٦٧١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، ح: ٣٠٢٦ من حديث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن غريب صحيح".

٣٦٧٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٥ من حديث أبي داود به.

٣٦٧٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ حَيْثُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ في مَنْزِلِ أَبي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُنَا يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيخُ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فقال: إِنَّ الخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، وَنَادَىٰ مُنَادِي رَسُولِ الله ﷺ فَقُلْنَا: هٰذَا مُنَادِي رَسُولِ الله ﷺ.

۳۶۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اہل مجلس کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوگیا۔ اور اس دن ہماری شراب "فضیخ" (کچی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب) تھی۔ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: تحقیق شراب حرام کردی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان بھی کر دیا۔ پس ہم نے کہا: یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اعلان کر رہا ہے۔

فائدہ: گویا جس شراب کے لیے حرمت کا حتمی حکم نازل ہوا وہ انگور کی بنی ہوئی نہ تھی بلکہ کچی کھجور کی بنی ہوتی تھی۔

(المعجم ٢) - بَابُ العَصِيرِ لِلْخَمْرِ (التحفة ٢)

باب:۲- اگر کوئی شراب بنانے کی غرض سے انگور نچوڑے

٣٦٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ عن عبْدِالْعَزِيزِ بنِ عُمَرَ، عن [أَبي طُعْمَةَ] - مَوْلَاهُمْ - وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله الْغَافِقِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَعَنَ الله الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ».

۳۶۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے شراب اس کے پینے والے پلانے والے بیچنے والے خریدنے والے انگور نچوڑنے والے نچڑوانے والے اس کے اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھائی جارہی ہو ان سب پر لعنت کی ہے۔"

فائدہ: باغ والے اور تاجر کو اگر معلوم ہو کہ خریدار لوگ ان انگوروں وغیرہ سے شراب بنائیں گے تو ان کو فروخت کرنا یا کسی اور طرح سے معاون بننا جائز نہیں' اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ "گناہ

٣٦٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، المائدة، باب: ﴿ليس على الذين آمنوا وعملوا الصالحات جناح فيما طعموا﴾، ح: ٤٦٢٠، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر . . . الخ، ح: ١٩٨٠ من حديث حماد بن زيد به.

٣٦٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب: لعنت الخمر على عشرة أوجه، ح: ٣٣٨٠ من حديث وكيع به * أبوعلقمة صوابه أبوطعمة كما عند ابن ماجه وغيره.

اور تعدی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا کرو۔'' (المائدہ:٢)

(المعجم ٣) - **باب مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تُخَلَّلُ** (التحفة ٣)

باب:٣- شراب کو سرکہ بنالینا

٣٦٧٥- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قال: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن السُّدِّيِّ، عن أَبِي هُبَيْرَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عَنْ أَيْتَامٍ وَرِثُوا خَمْرًا، قال: «أَهْرِقْهَا»، قال: أَفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا، قال: «لَا».

٣٦٧٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یتیموں کو ورثے میں شراب ملی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے بہادو (اور ضائع کردو۔)'' انہوں نے کہا: کیا میں اس سے سرکہ نہ بنالوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔''

فائدہ: شراب اس غرض سے رکھ چھوڑنا کہ سرکہ بن جائے حرام ہے' البتہ کہیں سے سرکہ بنا بنایا مل جائے تو الگ بات ہے اور وہ جائز ہے، کیونکہ اسے وہ سرکہ ہی کی شکل میں ملی ہے۔

(المعجم ٤) - **باب الْخَمْرِ مِمَّا هِيَ** (التحفة ٤)

باب:٤- شراب کن چیزوں سے بنتی ہے؟

٣٦٧٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ قال: حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ عن إِبراهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن النُّعْمانِ بنِ بَشِيرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وإِنَّ مِنَ العَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ البُرِّ خَمْرًا، وإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا».

٣٦٧٦- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انگور سے شراب ہے' کھجور سے شراب ہے' شہد سے شراب ہے' گندم سے شراب ہے اور جو سے بھی شراب ہے۔''

٣٦٧٧- حَدَّثَنَا مَالِكُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ

٣٦٧٧- حضرت نعمان بن بشیر ؓ نے بیان کیا

٣٦٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم تخليل الخمر، ح: ١٩٨٣ من حديث سفيان الثوري به.

٣٦٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الحبوب التي يتخذ منها الخمر، ح: ١٨٧٣ عن الحسن بن علي به، وقال: "هذا حديث غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣٧٩، وانظر الحديث الآتي.

٣٦٧٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٦.

أَبُو غَسَّانَ قال: حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ قال: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ عن أَبي حَرِيزٍ، أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ أَنَّ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ، وَإِنِّي أَنهَاكُم عنْ كُلِّ مُسْكِرٍ».

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ انگور کے شربت سے' کشمش' کھجور' گندم' جو اور مکئی سے شراب بنتی ہے' اور میں تمہیں ہر نشہ آور سے منع کرتا ہوں۔''

٣٦٧٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا أَبَانٌ قال: حدَّثني يَحْيَى عن أَبِي كَثِيرٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

٣٦٧٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی کھجور اور انگور سے۔''



قالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبي كَثِيرٍ الْغُبَرِيِّ يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ غُفَيْلَةَ [السُّحَيْمِي]. وقالَ بَعْضُهُمْ أُذَيْنَةُ، وَالصَّوَابُ غُفَيْلَةُ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی ابو کثیر الغُبری کا نام یزید بن عبدالرحمن بن غفیلة السحیمی ہے۔ بعض نے اُذینة کہا ہے لیکن غفیلة ہی صحیح ہے۔

فائدہ: اس باب میں تین احادیث بیان کی گئی ہیں۔ پہلی دو احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً متعدد اشیاء بیان فرمائیں جن سے شراب بنائی جاتی تھی۔ آپ کے فرمان کا مقصد بھی یہی ہے کہ شراب کسی چیز سے بھی بنے اگر نشہ آور ہے تو خمر ہے اور حرام ہے۔ تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ شراب جو عام طور پر ملتی ہے اور رائج ہے وہ ان دو پھلوں سے بنی ہوتی ہے۔ ان الفاظ سے بعض لوگوں نے جو یہ مفہوم نکالا ہے کہ شراب صرف وہی ہوگی جو ان دو پھلوں سے بنائی جائے گی درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد نہ ہوسکتا ہے اور نہ تھا۔ یہ آپ ﷺ کے ایک مختصر قول کو آپ کی بیان کردہ وضاحت سے الگ کر کے اپنی مرضی کا مفہوم بنانے کی کوشش ہے جو کسی طرح بھی روانہیں۔

٣٦٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

(المعجم ٥) - باب مَا جَاءَ فِي السُّكْرِ (التحفة ٥)

باب:٥- نشہ کا بیان

٣٦٧٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ، عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وكُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الآخِرَةِ».

٣٦٧٩- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور شے خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے‘ اور جو شخص اس حالت پر مر گیا کہ وہ شراب پیتا تھا تو وہ آخرت میں نہیں پیے گا۔“

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص اس شراب سے محروم رہے گا جو جنت میں داخل ہونے والوں کو میسر ہوگی دوسرے لفظوں میں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

٣٦٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ قال: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ قال: سَمِعْتُ النُّعْمانَ [يَعْنِي ابْنَ الْمُنْذِرِ] يَقُولُ: عن طَاوسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ، وكُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ الله عَلَيْهِ، فإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى الله أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ». قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَارَسُولَ

٣٦٨٠- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے وہ خمر (شراب) ہے‘ اور ہر نشہ آور حرام ہے‘ اور جس نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی اس کی چالیس دن کی نمازیں کاٹ لی جائیں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا‘ اگر اس نے چوتھی بار پینے کا اعادہ کیا تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اسے [طِينَةُ الْخَبَال] پلائے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! [طِينَةُ الْخَبَال] سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ جہنمیوں کی پیپ ہے۔ اور جس نے کسی کم عمر کو شراب پلادی جسے حلال

٣٦٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠٣/ ٧٣ عن سليمان بن داود أبي الربيع العتكي به.

٣٦٨٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٨ من حديث أبي داود به * النعمان هو ابن أبي شيبة الجندي.

الله؟ قال: «صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ».

حرام کی تمیز نہ تھی تو اللہ پر حق ہوگا کہ اسے [طِینَةُ الْخَبَال] یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① کہتے ہیں کہ نشہ آور چیز کا اثر جسم میں چالیس دنوں تک رہتا ہے۔ ② نادان بچوں کو یا جسے پتہ نہ ہو اسے کوئی نشہ آور چیز پلانا شدید معاشرتی اور اخلاقی جرم ہے۔ جس سے پلانے والے کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔

٣٦٨١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۳۶۸۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔‘‘



فوائد ومسائل: اس حدیث مبارک میں صراحت کر دی گئی کہ ہر نشہ آور چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو' وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے۔ اور یہ کہنا یا سمجھنا کہ انگور کی ہو تو حرام ہے اور دوسری قسم کی ہو تو اس کا اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو' فرمان رسول کے خلاف ہے۔ اس لیے محقق اطبا اور علمائے محدثین کے نزدیک ہومیو پیتھک' ایلو پیتھک یا یونانی ادویہ جن میں الکحل' افیون' شراب یا کوئی بھی ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' اس سے علاج کرنا حرام ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے' چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور معجم کبیر میں مرفوعاً حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ] (صحيح البخاري' الاشربة قبل حديث: ۵۶۱۴ والمعجم الكبير للطبراني: ۹/ ۳۴۵) نیز ان جیسی دیگر روایات اور نصوص سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ پلید اور حرام چیزوں کے ساتھ علاج ممنوع ہے' بعض علماء نے حرام اور پلید چیزوں کے ساتھ علاج کو جائز قرار دیا ہے' تو انہوں نے اسے مضطر کے لیے مردار اور خون کے استعمال کے جواز پر قیاس کیا ہے' لیکن نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قیاس کمزور ہے' لہٰذا یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مردار اور خون کھانے سے ضرورت زائل ہو جاتی ہے اور اس سے جان کی حفاظت ہو جاتی ہے جبکہ حرام اور پلید چیز کے استعمال سے شفا یقینی نہیں اور ضروری نہیں کہ مرض کا ازالہ ہو جائے' بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ خبر دی ہے کہ یہ دوا نہیں' لہٰذا اس سے علاج بھی صحیح نہیں۔

٣٦٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ١٨٦٥ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣٩٣، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦٠، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ٧/ ٣٧٩، ح: ٥٣٥٨.

٣٦٨٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابن شِهَابٍ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عن الْبِتْعِ، فقال: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

٣٦٨٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ، حَدَّثَكُم مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ عن الزُّبَيْدِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الحَدِيثِ بإسْنَادِهِ. زَادَ: وَالْبِتْعُ نَبِيذُ الْعَسَلِ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن عبدربہ الجُرجُسی پر حدیث کی قراءت کی۔ اس کی سند یہ تھی: محمد بن حرب نے زبیدی سے انہوں نے زہری سے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی۔ اس میں مزید ہے: بتع سے مراد شہد کی شراب ہے جو کہ اہل یمن استعمال کیا کرتے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لا إِلٰهَ إِلَّا الله، مَا كَانَ أَثْبَتَهُ، مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي أَهْلِ حِمْصَ، يَعْنِي الْجُرْجُسِيَّ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے سنا کہتے تھے لا الہ الا اللہ جرجسی کیسا عجیب معتبر اور ثقہ آدمی تھا۔ اہل حمص میں اس جیسا کوئی آدمی نہیں تھا۔

٣٦٨٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: أخبرنا عَبْدَةُ عن مُحمَّدٍ يَعْنِي ابنَ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ، عن مَرْثَدِ بنِ عَبْدِ الله الْيَزَنِيِّ، عن دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِيِّ قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هٰذَا

٣٦٨٣- حضرت دیلم حمیری ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سرد علاقے کے لوگ ہیں ہمیں پرمشقت کام کرنا پڑتا ہے ہم اس گندم سے ایک مشروب بناتے ہیں جس سے اپنے کام میں طاقت حاصل کرتے اور سردی کا دفاع کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کیا یہ مشروب نشہ دیتا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ

٣٦٨٢- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الخمر من العسل وهو البتع، ح: ٥٥٨٥، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٤٥.

٣٦٨٣- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٢ من حديث محمد بن إسحاق به، وتابعه عبدالحميد بن جعفر وغيره.

الْقَمْحِ نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا. قال: «هَلْ يُسْكِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «فاجْتَنِبُوهُ». قال: فقُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ. قال: «فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ».

نے فرمایا: ''تو اس سے بچو۔'' میں نے عرض کیا کہ لوگ تو اسے نہیں چھوڑیں گے، آپ نے فرمایا: ''اگر وہ نہ چھوڑیں تو اس پر ان سے قتال کرو۔''

فائدہ: کسی حرام چیز کا عادی ہو جانا اس کے حلال ہونے کی وجہ جواز نہیں بن سکتا۔ نیز صریح خلاف اسلام امور پر خلیفۂ وقت کو قتال کر کے بھی ان کا ازالہ کرنا لازم ہے۔

٣٦٨٤- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أَبي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسَى قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عن شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فقال: «ذَاكَ الْبِتْعُ». قُلْتُ: وَيُنْتَبَذُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ. قالَ: «ذٰلِكَ المِزْرُ». ثُمَّ قَالَ: «أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

٣٦٨٤- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شہد کی شراب کے متعلق نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہی بتع ہے۔'' میں نے کہا کہ جو اور مکئی سے بھی نبیذ (نشہ آور مشروب) بنایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ مزر ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اپنی قوم کو بتا دے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فائدہ: ''نبیذ'' کھجور یا کشمش وغیرہ سے بنایا جانے والا میٹھا مشروب مطلقاً حرام نہیں ہے۔ یہ حرام اسی صورت میں ہوتا ہے جب اس میں ترشی اور نشہ آ جائے۔

٣٦٨٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ نَبِيَّ الله

٣٦٨٥- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب، جوئے، سارنگی اور غُبیراء سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٣٦٨٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، ح: ٤٣٤٤ـ٦١٢٤، ومسلم، ح: ١٧٣٣ بعد، ح: ٢٠٠١ من حديث أبي بردة به.

٣٦٨٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢١ من حديث حماد بن سلمة، وأحمد: ٣/ ١٥٨ من حديث يزيد ابن أبي حبيب به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٣٦٩٦ وغيره.

ﷺ نَهَىٰ عن الْخَمْرِ وَالمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وقال: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال ابنُ سَلَّامٍ أَبُو عُبَيْدٍ: الغُبَيْرَاءُ السُّكُرْكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الذُّرَةِ، شَرَابٌ يَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن سلام ابوعبید نے کہا کہ "غبیراء" مکئی' جوار وغیرہ سے بنائی جانے والی شراب ہے جو اہل حبشہ بناتے ہیں۔

فائدہ: موسیقی کا بھی ایک معنوی نشہ ہوتا ہے۔ ان میں سارنگی' ڈھول ڈھولکی قسم کی مزامیر سبھی حرام ہیں' صرف دف کی رخصت ملتی ہے۔

٣٦٨٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْتِرٍ.

٣٦٨٦- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور سستی لانے (سن کر دینے) والی اشیا سے منع فرمایا ہے۔

٣٦٨٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنا مَهْدِيٌّ يَعْني ابنَ مَيْمُونٍ قال: أخبرنا أَبُو عُثْمانَ، قال مُوسَى: وَهُوَ عَمْرُو بنُ سَلْمٍ الأَنْصَارِيُّ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، وَمَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلءُ الكَفِّ مِنْهُ حَرامٌ».

٣٦٨٧- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا بڑا پیالہ نشہ آور ہو تو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔"

فائدہ: بلکہ اس سے بھی قلیل مقدار' خواہ قطرہ ہی کیوں نہ ہو' حرام ہے۔

٣٦٨٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٩ من حديث الحسن بن عمرو الفقيمي به * الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن.

٣٦٨٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ١٨٦٦ من حديث مهدي بن ميمون به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦١، وابن حبان، ح: ١٣٨٨.

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي الدَّاذِيِّ** (التحفة ٦)

باده قسم کی شراب کا حکم

٣٦٨٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ قال: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ ابنُ صَالِحٍ عن حَاتِمِ بنِ حُرَيْثٍ، عن مَالِكِ بنِ أَبِي مَرْيَمَ قال: دَخَلَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ غَنْمٍ فَتَذَاكَرْنَا الطِّلَاءَ فقال: حدَّثني أَبُو مَالِكٍ الأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

٣٦٨٨- مالک بن ابی مریم کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن غنم ؒ آئے اور طلاء (انگور کے شیرے کو پکالیا جائے یہاں تک کہ دو حصے خشک ہو جائے اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو اسے طلاء کہتے ہیں) کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا: حضرت ابو مالک اشعری ؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''(ایک وقت آئے گا کہ) میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔''



فائدہ: [دَاذِی] ایک خاص قسم کا دانہ ہے جو نبیذ میں ڈال دیا جاتا ہے' جس سے اس میں شدت آ جاتی ہے اور نشہ آور شراب بن جاتی ہے۔

٣٦٨٩- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حدثنا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَاسِطٍ قال: حدثنا أَبُو مَنْصُورٍ الْحَارِثُ بنُ مَنْصُورٍ قال: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ عن الدَّاذِيِّ، فقالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

٣٦٨٩- جناب ابو منصور حارث بن منصور کہتے ہیں: میں نے جناب سفیان ثوری ؒ سے سنا جبکہ ان سے بادہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: الدَّاذِيُّ شَرَابُ الْفَاسِقِينَ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا کہ سفیان ثوری ؒ نے کہا کہ بادہ فاسق لوگوں کا مشروب ہے۔

(المعجم ٧) - **بَابٌ: فِي الأَوْعِيَةِ** (التحفة ٧)

باب:۷- شراب کے برتنوں کا بیان

٣٦٨٨- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب العقوبات، ح: ٤٠٢٠ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٣٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٤، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٣٨٥ وغيره.

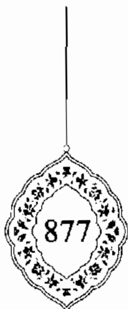
٣٦٨٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وقول سفيان الثوري سنده إليه ضعيف.

٣٦٩٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ قال: حَدَّثَنا مَنْصُورُ بنُ حَيَّانَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عُمَرَ وَابنِ عَبَّاسٍ قالَا: نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عن الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ.

٣٦٩٠- حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن (تونبہ) سبز رنگ کا برتن جس میں روغن مل لیا جاتا تھا روغن زِفت لگے برتن اور چوبی برتن سے منع فرمایا ہے۔''

فائدہ: اسلام سے پہلے لوگ جن برتنوں میں شراب بنایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان میں نبیذ (پھلوں' کھجور' کشمش اور دیگر خشک یا تر پھلوں کا پانی کے ذریعے بنایا ہوا آمیزہ) جو بطور مشروب استعمال ہوتا تھا بنا کر پینے سے منع فرمادیا۔ اس غرض سے عموماً چار قسم کے برتن استعمال کیے جاتے تھے:

۱- الدباء: بڑے سائز کے کدو جب خشک ہو جاتے تو ان کے اندر کا گودا وغیرہ نکال کر سخت خول کو برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ افریقہ کے ملکوں میں آج بھی اس کا رواج ہے۔ وہاں ایسے کدو بھی پائے جاتے ہیں جو نیچے سے گول ہوتے ہیں اور اوپر کی طرف ان کی بہت لمبی گردن ہوتی ہے۔ ان کو بھی اندر سے خالی کر کے مشروب وغیرہ کے برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل صراحی کی شکل کا ہوتا ہے۔ فارسی شاعری میں اسی لیے کدو کا لفظ شراب کے برتن یا صراحی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے باہر کی سطح سخت اور نم پروف جبکہ اندر کی سطح اسفنجی ہوتی ہے اور اگر اس کو شراب کے لیے استعمال کیا جائے تو دھونے کے باوجود اس کی اندرونی اسفنجی سطح میں خامرہ یعنی وہ مادہ جو نبیذ کے رس وغیرہ میں خمیر اٹھانے کا سبب بن جاتا ہے موجود ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے برتن میں پھلوں کا رس تیار کرنے یا رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔



۲- حنتم: شراب بنانے کی غرض سے مٹی کے بڑے بڑے برتنوں کو اس طرح بنایا جاتا تھا کہ ان کی مٹی گوندھتے وقت اس میں خون اور بال ملا دیے جاتے۔ اس سے ان برتنوں کا رنگ سیاہی مائل سبز ہو جاتا تھا۔ غرض یہ ہوتی کہ اس کی سطح سے ہوا کا گزر بند ہو جائے اور تخمیر کا عمل تیز اور شدید ہو جائے۔ دیکھیے: (فتح الباري' كتاب الاشربة' باب ترخيص النبي ﷺ في الاوعية) ایسے برتنوں کے اندر ہوا کی بندش کو یقینی بنانے کے لیے کوئی روغن وغیرہ بھی لگا دیا جاتا تھا۔ یہ برتن اپنی ساخت میں گندے اور غلیظ ہونے کے علاوہ اندرونی سطح پر شراب کے خامروں کو چھپائے رکھتے تھے جن کی وجہ سے اس میں بھی تیزی سے تخمیر کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔

۳- مُزَفَّتُ: وہ برتن جس کے اندر روغن ''زفت'' ملایا گیا ہو۔ یہ تارکول سے ملتا جلتا معدنی روغن ہے۔ (لسان العرب) ''زفت'' ملنے کا مقصد بھی وہی تھا کہ ہوا کا گزر نہ ہو اور شراب سازی کے لیے عمل تخمیر جلد اور شدت سے

٣٦٩٠- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ١٩٩٧ من حديث منصور بن حيان به.

شروع ہو جائے۔ یہ بھی دوسرے برتنوں کی طرح شراب کے خامروں کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ روغن ملنے کی وجہ سے چپچپا اور ناصاف بھی ہوتا تھا۔

٤۔ نقیر: کھجور کے تنے کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جاتا تھا اور اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔ بعض لوگ تو درخت کے تنے کا اوپر کا کافی حصہ کاٹ کر اسے کھوکھلا کرتے لیکن اس کی جڑیں اسی طرح زمین میں رہنے دیتے۔ ظاہر ہے اس کا صحیح طور پر دھونا ممکن نہ تھا' نیز اس کی اندرونی سطح پر شراب کے خامرے اور دوسری گندگی بھی موجود رہتی تھی' اس میں پھلوں وغیرہ کا مشروب (نبیذ) بنایا جاتا تو وہ جلد شراب میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

عرب ان برتنوں میں شراب کے علاوہ نبیذ بھی بناتے تھے اور اس میں بہت جلد ترشی آ جاتی تھی' چونکہ یہ لوگ پہلے ان برتنوں کے مشروبات اور شراب کے عادی تھے تو انہیں معمولی نشے کا احساس بھی نہ ہوتا تھا اس لیے حرمت شراب کی ابتدا میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرما دیا گیا مگر بعد ازاں اجازت دے دی گئی تھی۔

٣٦٩١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ، المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن يَعْلَى يَعني ابنَ حَكِيمٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَخَرَجْتُ فَزِعًا مِن قَوْلِهِ: حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَدَخَلْتُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابنُ عُمَرَ؟ قال: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: قال: حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قال: صَدَقَ، حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قُلْتُ: مَا الْجَرُّ؟ قال: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ.

٣٦٩١- جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام فرمائی ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ میں ان کی بات سے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام فرمائی ہے' گھبرا کر نکل آیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ گھڑے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہر وہ برتن جو مٹی سے بنا ہو۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام یا حلال کرنا ان کی اپنی مرضی سے ہرگز نہ تھا بلکہ یہ سب وحی کی بنا پر ہوتا تھا' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ٣-٤)

٣٦٩١- **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث جرير به، انظر الحديث السابق.

② مٹی سے بنے برتنوں میں وہ برتن بھی شامل ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے جس برتن میں کسی طرح کا روغن ملا جاتا تھا خواہ سبز رنگ کا ہوتا یا سفید وغیرہ سب منع تھے۔ (صحیح البخاري' الأشربة' حديث: ٥٥٩٦) ③ خیال رہے کہ نبیذ وہ مشروب ہوتا ہے کہ کھجور یا کشمش وغیرہ کو پانی میں بھگو دیتے ہیں، چند گھنٹوں کے بعد پانی میٹھا ہو جاتا ہے اور استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مشروب نبیذ کہلاتا ہے۔ اسے صرف اتنا وقت رکھنے کی اجازت ہے کہ وہ اصل حالت میں رہے' سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن تک۔

٣٦٩٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ عن أَبي جَمْرَةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ. وقال مُسَدَّدٌ: عن ابنِ عَبَّاسٍ - وَهٰذَا حَدِيثُ سُلَيْمانَ - قال: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ فقالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّا، هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَيْسَ نَخْلُصُ إلَيْكَ إلَّا في شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا. قال: «آمُرُكُم بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُم عن أَرْبَعٍ: الإيمَانُ بالله وَشَهَادَةُ أَنْ لا إلٰهَ إلَّا الله» وَعَقَدَ بِيَدِهِ وَاحِدَةً، - وَقال مُسَدَّدٌ: «الإيمَانُ بالله»، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ: «شَهَادَةُ أَنْ لا إلٰهَ إلَّا الله وأَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وأَنَّ تُؤَدوا

٣٦٩٢- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مُضر کے کفار حائل ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرمت کے مہینوں میں آسکتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمیں ایسی بات فرما دیجیے جسے ہم پکڑ لیں اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان اور لا الہ الا اللہ کی شہادت اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک عدد کی گرہ بنائی (ایک کا اشارہ کیا)......مسدد نے صرف ایمان باللہ کا ذکر کیا...... پھر آپ نے انہیں اس کی وضاحت فرمائی کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا اور جو غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے برتن (تونبے)' سبز برتن جس پر کسی طرح کا روغن ملا گیا ہو' روغن زفت

٣٦٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب قول الله تعالى: ﴿منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلوة...﴾ الخ"، ح: ٥٢٣، ومسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ١٧ بعد، ح: ١٩٩٥ من حديث عباد بن عباد به.

الْخُمُسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ. وَأَنْهَاكُم عن الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَم وَالْمُزَفَّتِ وَالْمُقَيَّرِ». وقال ابنُ عُبَيْدٍ: النَّقِيرِ مَكَانَ الْمُقَيَّرِ. وَقال مُسَدَّدٌ: وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ. وَلَمْ يَذْكُر الْمُزَفَّتِ.

لگے برتن اور روغن قیر لگے برتن سے منع کرتا ہوں۔ ابن عبید نے "مقیّر" کی بجائے "نقیر" (لکڑی کو کھوکھلا کر کے بنایا ہوا برتن) کا لفظ کہا۔ جبکہ مسدد نے نقیر اور مقیّر کہا' انہوں نے مزفّت کا ذکر نہیں کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ سند میں مذکور ابو جمرہ کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حق کی معرفت لازمی طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان اس پر کاربند ہو اور دوسروں کو اس کی دعوت دے اور یہی فطرت سلیمہ ہے جیسے کہ ان لوگوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں ازخود اس کا اظہار کیا۔ ② دین وایمان کچھ احکام اور کچھ نواہی پر مشتمل ہے جس کی پاسداری کے بغیر اسلام اور دین مکمل نہیں ہوسکتا۔

٣٦٩٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن نُوحِ ابنِ قَيْسٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَوْنٍ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: «أَنْهَاكُم عن النَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالمَزَادَةِ المَجْبُوبَةِ وَلٰكِنِ اشْرَبْ في سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ».

۳۶۹۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد عبدالقیس کے لوگوں سے فرمایا: "میں تمہیں لکڑی کے کھدے ہوئے برتن' روغن زفت لگے برتن' سبز رنگ کے روغن ملے ہوئے برتن اور کدو کے برتن (تونبے) سے منع کرتا ہوں اور بڑی مشک سے بھی جس کو اوپر سے کاٹا گیا ہو اور پیندے کی طرف سے سوراخ نہ ہوں منع کرتا ہوں' لیکن اپنے مشکیزے سے پیا کرو اور پھر اس کا منہ باندھ دیا کرو۔" (یعنی اس میں نبیذ بنایا کرو۔)



٣٦٩٤- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ: حدثنا أَبَانُ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ وَسَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في

۳۶۹۴- حضرت ابن عباس ؓ سے وفد عبدالقیس کے قصے میں مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! ہم کن برتنوں میں پیا کریں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

٣٦٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ١٩٩٣ من حديث نوح بن قيس به.

٣٦٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٨٣٣ من حديث أبان بن يزيد العطار به * قتادة عنعن.

قِصَّةِ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: قَالُوا فِيمَا نَشْرَبُ يَانَبِيَّ اللهِ! فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُم بِأَسْقِيَةِ الأَدَمِ الَّتي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا».

''چمڑے کے مشکیزے استعمال کرو جن کے مونہوں پر تاگا لپیٹ کر انہیں بند کیا جاتا ہے۔''

فائدہ: شاید منہ باندھنے سے اگر اس میں ترشی پیدا ہو تو گیس سے وہ پھول جاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں ترشی آ گئی ہے۔ (بذل المجهود)

٣٦٩٥- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن عَوْفٍ، عن أبي الْقَمُوصِ زَيْدِ ابنِ عَلِيٍّ قال: حدَّثني رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ - يَحْسِبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ قَيْسُ ابنُ النُّعْمَانِ - فقالَ: «لَا تَشْرَبُوا في نَقِيرٍ وَلا مُزَفَّتٍ وَلا دُبَّاءٍ وَلا حَنْتَمٍ، وَاشْرَبُوا في الْجِلْدِ الموكَى عَلَيْهِ، فإنِ اشْتَدَّ فاكْسِرُوهُ بِالمَاءِ، فَإِن أَعْيَاكُمْ فأَهْرِيقُوهُ».

٣٦٩٥- ابو القموص زید بن علی سے روایت ہے اس نے وفد عبدالقیس کے ایک آدمی سے نقل کیا جو اس وفد میں شریک تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا..... (راوی حدیث) عوف کا خیال ہے کہ اس کا نام قیس بن نعمان تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لکڑی کے برتن' روغن زفت والے برتن' کدو کے برتن (تونبے) یا سبز روغن ملے برتن میں مت پیو' بلکہ چمڑے کے مشکیزے میں پیو جس کا منہ باندھا جاتا ہے' اگر نبیذ میں شدت آ جائے (ترش ہو جائے) تو اس کی شدت کو پانی ڈال کر ختم کر لو' اگر وہ ختم نہ ہو تو اسے بہا دو۔''

فائدہ: نبیذ میں ترشی کی ابتدا ہی ہوئی ہو اور مزید پانی ڈال کر اسے عام مشروب بنانا ممکن ہو تو بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن بہت زیادہ ترش ہو جانے یا نشہ آور ہو جانے کی صورت میں ایسا نہیں کیا جا سکتا' پھر اس کو بہا دینا ہی ضروری ہے۔

٣٦٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ بَذِيمَةَ قال: حدَّثني قَيْسُ ابنُ حَبْتَرٍ النَّهْشَلِيُّ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! فِيمَا نَشْرَبُ؟ قال: «لا تَشْرَبُوا في الدُّبَّاءِ وَلا

٣٦٩٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ وفد عبدالقیس کے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس میں پئیں؟ آپ نے فرمایا: ''کدو کے برتن (تونبے)' تارکول لگے برتن اور لکڑی کے برتن میں مت پیو' اپنے مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں ہوتے ہوئے بھی اس میں

٣٦٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٣٦٩٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٤ عن أبي أحمد الزبيري به.

في المُزَفَّتِ وَلا في النَّقِيرِ وَانْتَبِذُوا في الأَسْقِيَةِ». قالُوا: يَارَسُولَ الله! فإن اشْتَدَّ في الأَسْقِيَةِ؟ قال: «فَصُبُّوا عَلَيْهِ المَاءَ». قالُوا: يَارَسُولَ الله! فقالَ لَهُمْ في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ: «أَهْرِيقُوهُ». ثُمَّ قال: «إن الله حَرَّمَ عَلَيَّ - أَوْ حُرِّمَ - الْخَمْرُ وَالمَيْسِرُ وَالْكوبَةُ»، قال: «وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

شدت آ جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ’’اس میں مزید پانی ڈال لیا کرو۔‘‘ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ’’اسے بہا ڈالو۔‘‘ پھر فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام فرمایا ہے یا کہا..... حرام کی گئی ہے..... شراب، جوا اور کوبہ۔‘‘ اور فرمایا: ’’ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔‘‘

قال سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بنَ بَذِيمَةَ عن الْكُوبَةِ. قال: الطَّبْلُ.

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمہ سے ’’کوبہ‘‘ کی وضاحت پوچھی تو انہوں نے کہا: ’’اس سے مراد ڈھول ہے۔‘‘



فوائد ومسائل: ① مشکیزے میں ڈالے ہوئے رس میں یہ شدت کسی خامرے کی آمیزش کے بغیر فطری طور پر پیدا ہوتی تھی۔ ② تیسری یا چوتھی بار پوچھنے سے پتہ چلا کہ وہ غیر معمولی شدت ہے جو زیادہ وقت گزرنے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ ③ جہاں شراب ایک مادی مشروب حرام ہے کیونکہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے وہاں موسیقی ایک صوتی چیز ہے جو بھلے چنگے آدمی کی عقل کو ماؤف کر دیتی ہے۔ آلات موسیقی میں سے ایک ڈھول بھی ہے جو حرام ہے، البتہ دف حلال ہے جس پر ایک طرف سے چمڑا منڈھا ہوتا ہے اور دوسری طرف سے خالی ہوتا ہے، اسے ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔

۳٦۹۷- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ قال: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ سُمَيْعٍ قالَ: حَدَّثَنا مَالِكُ بنُ عُمَيْرٍ عنْ عَلِيٍّ قالَ: نَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ عن الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْجِعَةِ.

۳٦۹۷- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کدو کے برتن (تونبے) روغن لگے ہوئے سبز برتن، لکڑی کے برتن اور جو کی شراب سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اطبا کی اصطلاح میں ’’آشِ جو‘‘ (جو کا جوش دیا ہوا پانی) استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر اس میں کسی طرح نشے کے اثرات کا اندیشہ ہو تو حلال نہیں ہے۔

۳٦۹۷_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الزينة، باب خاتم الذهب، ح: ٥١٧٣ من حديث إسماعيل بن

٣٦٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا مُعَرِّفُ بنُ وَاصِلٍ عنْ مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عنْ أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَهَيْتُكُم عَنْ ثَلَاثٍ وَأَنَا آمُرُكُم بِهِنَّ: نَهَيْتُكُم عنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ في زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً، وَنَهَيْتُكُم عن الأَشْرِبَةِ أنْ تَشْرَبُوا إلَّا في ظُرُوفِ الأَدَمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَنَهَيْتُكُم عنْ لُحُومِ الأَضَاحِي أنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُم».

٣٦٩٨- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں تین باتوں سے روکا تھا' اب میں تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہوں' میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' اب ان کی زیارت کو جایا کرو' بے شک ان کی زیارت میں عبرت اور نصیحت ہے۔ میں نے تمہیں چمڑوں کے برتنوں کے علاوہ کئی برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا' تو سب قسم کے برتنوں میں پی سکتے ہو لیکن کوئی نشہ آور چیز مت پیو۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد استعمال کرنا منع ہے تو اب اسے کھا سکتے ہو اور اپنے سفروں میں اس سے فائدہ اٹھاؤ۔“

٣٦٩٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ سُفْيَانَ قالَ: حدَّثني مَنْصُورٌ عنْ سَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الأَوْعِيَةِ قالَ: قالَتِ الأَنْصَارُ: إنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قالَ: «فَلَا إذًا».

٣٦٩٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: ہمیں ان برتنوں کے استعمال سے کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (استعمال کر سکتے ہو۔“ درج ذیل حدیث میں مزید وضاحت ہے۔)

٣٧٠٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ قالَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عنْ زِيَادِ بنِ

٣٧٠٠- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے برتنوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی کدو کا برتن

٣٦٩٨- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه - عزوجل - في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٧ من حديث محارب بن دثار به.

٣٦٩٩- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ٥٥٩٢ من حديث يحيى القطان به.

٣٧٠٠- تخريج: [صحيح] رواه البخاري، الأشربة، ح: ٥٥٩٣، ومسلم، ح: ٢٠٠٠ من حديث أبي عياض عمرو بن الأسود العنسي به.

فَيَّاضٍ، عن أَبِي عِيَاضٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الأَوْعِيَةَ الدُّبَّاءَ وَالْحَنْتَمَ وَالْمُزَفَّتَ وَالنَّقِيرَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّهُ لَا ظُرُوفَ لَنَا، فَقَالَ: «اشْرَبُوا مَا حَلَّ».

(تونبہ)، روغن ملا ہوا سبز برتن، روغن زفت لگا ہوا برتن اور لکڑی کھود کر بنایا جانے والا برتن، تو ایک اعرابی نے کہا: (ان کے علاوہ) ہمارے پاس اور کوئی برتن ہی نہیں ہوتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(تو پھر صرف) وہی پیو جو حلال ہو۔'' (یعنی محض برتن سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوتی مشروب کے حرام نہ ہونے کی صورت میں ان برتنوں کو استعمال کر سکتے ہو۔)

فائدہ: اس مرحلے میں اجازت کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ وہ برتن جو شراب میں استعمال ہونے کی وجہ سے پہلوں کے دوسرے مشروبات میں تخمیر پیدا کر سکتے تھے اگر وہ لوگوں کے پاس موجود بھی تھے تو اب اس قباحت سے پاک ہو چکے تھے۔



٣٧٠١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ يَعْنِي ابنَ عَلِيٍّ قالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ قالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ بِإِسْنَادِهِ قالَ: «اجْتَنِبُوا مَا أَسْكَرَ».

۳۷۰۱- جناب شریک بن عبداللہ نے اپنی سند سے روایت کیا' فرمایا: ''جو چیز نشہ دے اس سے اجتناب کرو۔''

٣٧٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: كَانَ يُنْتَبَذُ لِرَسُولِ الله ﷺ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ.

۳۷۰۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔ جب مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے بڑے پیالے میں بنا لیا کرتے تھے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْخَلِيطَيْنِ (التحفة ٨)

باب:۸- دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا

٣٧٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَ:

۳۷۰۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے

٣٧٠١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.
٣٧٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء... الخ، ح:١٩٩٨/ ٦٢ من حديث زهير بن معاوية به.
٣٧٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح:١٩٨٦ عن قتيبة،

حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنْ عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ عنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کشمش اور کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور ایسے ہی تازہ (پختہ) کھجور اور نیم پختہ (گدری ہوئی) کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے روکا ہے۔

فائدہ: نہایہ ابن اثیر میں بیان کردہ شرح کے مطابق جاہلی دور میں نشہ آور نبیذ بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کشمش اور کھجور یا پختہ تازہ کھجور اور نیم پختہ کھجور کا گودا پانی میں ملا کر اسے ابالا جاتا' پھر اسے اتنی دیر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا کہ اس میں شدت آ جائے۔ لیث بن سعد سے مروی ہے کہ دو الگ الگ چیزیں ملنے سے بہت جلد شدت آ جاتی تھی اور مشروب نشہ آور ہو جاتا تھا، اس لیے اس طرح کی نبیذ سے منع کر دیا گیا۔ حدیث نمبر ۳۷۰۶ میں بالوضاحت اسی عمل کو بیان بھی کیا گیا ہے' اس سے روکا بھی گیا ہے۔ البتہ اگر پھلوں کے گودے یا Concentrate اس طرح سے ملائے جائیں کہ تخمیر (Fermentation) کا عمل پیدا نہ ہو تو اس میں حرج نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۷۰۷ اور ۳۷۰۸ سے واضح ہوتا ہے۔

٣٧٠٤- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ قالَ: حدَّثني يَحْيَى عنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي قَتَادَةَ، عنْ أَبِيهِ [عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ]: أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَعنْ خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَقالَ: «انتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلٰى حِدَةٍ».

۳۷۰۴- حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ کشمش اور کھجور (خشک) کو ملانا' نیم پختہ اور (خشک) کھجور کو ملانا اور ناپختہ کھجور (جس نے ابھی سرخ یا زرد رنگ پکڑا ہو) اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانا منع ہے۔ کہا کہ ان چیزوں میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ طور پر نبیذ بناؤ۔

قالَ: وَحدَّثني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عنْ أَبِي قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابوقتادہ سے اس نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔

◄◄ والبخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكرًا ... الخ، ح: ٥٦٠١ من حديث عطاء ابن أبي رباح به.

٣٧٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكرًا ... الخ، ح: ٥٦٠٢، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣٧٠٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَحفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمرِيُّ قالا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عنْ ابنِ أَبي لَيْلى، عنْ رَجُلٍ قالَ حَفْصٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: نَهَى عن الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ.

٣٧٠٥-ابن ابی لیلیٰ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کچی کھجور اور پختہ کھجور اور اسی طرح کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٠٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ ثَابِتِ بنِ عُمَارَةَ: حَدَّثَتْني رَيْطَةُ عنْ كَبْشَةَ بِنْتِ أَبي مَرْيَمَ قالَتْ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ؟ قالَتْ: كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجُمَ النَّوَى طَبْخًا أَوْ نَخْلِطَ الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ.

٣٧٠٦-کبشہ بنت ابی مریم کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس چیز سے منع کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ہمیں منع کرتے تھے کہ کھجور کو اس قدر پکائیں کہ اس کی گٹھلی ہی ختم ہو جائے یا کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع کرتے تھے۔

٣٧٠٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عنْ مِسْعَرٍ، عنْ مُوسَى بنِ عَبْدِ الله، عن امْرَأَةٍ مِنْ بَني أَسَدٍ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ زَبِيبٌ فَيُلْقَى فِيه تَمْرٌ أَوْ تَمْرٌ فَيُلْقَى فِيهِ زَبِيبٌ.

٣٧٠٧-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کشمش کی نبیذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کھجور ڈال دی جاتی تھی یا کھجور کی نبیذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کشمش ڈال دی جاتی تھی۔

٣٧٠٨- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ يَحْيَى

٣٧٠٨-صفیہ بنت عطیہ کہتی ہیں کہ میں وفد عبدالقیس

٣٧٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب نهي البيان عن شرب نبيذ الخليطين . . . الخ ح: ٥٥٤٩ من حديث شعبة به * الحكم بن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١٤.

٣٧٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٢ من حديث يحيى القطان به * ريطة لا تعرف، وكبشة بنت أبي مريم لا يعرف حالها.

٣٧٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٣٠٧، ٣٠٨ من حديث أبي داود به * امرأة من بني أسد مجهولة.

٣٧٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٣٠٨ من حديث أبي داود به * أبوبحر عبدالرحمن بن عثمان بن أمية البكراوي ضعفه الجمهور، وعتاب وثقه ابن حبان وحده، وصفية بنت عطية لا تعرف.

الْحَسَّانِيُّ : حَدَّثَنا أَبُو بَحْرٍ قالَ : حَدَّثَنا عَتَّابُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحِمَّانِيُّ قالَ : حَدَّثَتْنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةَ قالَتْ : دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْنَاهَا عن التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ فَقالَتْ : كُنْتُ آخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ ، فَأُلْقِيهِ فِي إِنَاءٍ ، فَأَمْرُسُهُ ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ ﷺ .

کی خواتین کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کے پاس گئی۔ ہم نے آپ سے کھجور اور کشمش کو ملانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی کشمش لیتی اور انہیں پانی میں ڈال دیتی پھر انہیں اپنے ہاتھ سے مسلتی اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی اور انہیں پلایا کرتی تھی۔

(المعجم ۹) - بَابٌ: فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ (التحفة ۹)

باب:۹- نیم پختہ کھجور سے نبیذ بنانا

۳۷۰۹- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قالَ : حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قالَ : حدَّثني أَبِي عنْ قَتَادَةَ ، عنْ جَابِرِ بنِ زَيْدٍ وَ عِكْرِمَةَ ؛ أَنَّهُمَا كانَا يَكْرَهَانِ الْبُسْرَ وَحْدَهُ وَيَأْخُذَانِ ذٰلِكَ عن ابنِ عَبَّاسٍ وَقالَ ابنُ عَبَّاسٍ : أَخْشَى أَنْ يَكُونَ الْمُزَّاءَ الَّذِي نُهِيَتْ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ : مَا الْمُزَّاءُ؟ قالَ : النَّبِيذُ في الْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ .



۳۷۰۹- جناب جابر بن زید اور عکرمہ ؒ کے متعلق آتا ہے کہ وہ دونوں بُسر (نیم پختہ کھجور) کی نبیذ کو مکروہ سمجھتے تھے اور وہ یہ بات حضرت ابن عباس ؓ سے بیان کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ یہ وہی ''مُزّاء'' نہ ہو جس سے عبدالقیس کے وفد کو منع کیا گیا تھا۔ (ہشام نے کہا:) میں نے قتادہ سے پوچھا: ''مُزّاء'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سبز روغن ملے ہوئے گھڑے اور روغن زفت لگے برتن میں تیار کردہ نبیذ کو ''مُزّاء'' کہتے ہیں۔

فائدہ: مختلف علاقوں میں شراب بنانے کا رواج بھی مختلف تھا اور نام بھی مختلف تھے۔ مُزّاء کا نام غالباً اہل حجاز کے لیے پہلے سے متعارف نہ تھا، اس لیے مُزّاء کے بارے میں جو بات حضرت ابن عباس ؓ تک پہنچی وہ اتنی ہی تھی کہ یہ نشہ آور مشروب نیم پختہ کھجور سے بنتا ہے۔ ہشام نے قتادہ سے پوچھ کر اس کی مزید تفصیل بیان کر دی ہے۔ علاوہ ازیں نہایہ ابن اثیر میں صراحت ہے کہ ''مزّاء'' وہ شراب ہوتی ہے جس میں ترشی ہو۔ بعض نے نیم پختہ اور پختہ کھجور ملا کر نبیذ بنانے کو بھی مُزّاء کہا ہے۔ بہر حال جس صورت میں بھی کسی مشروب میں نشے کے اثرات آ جائیں اس کا استعمال جائز نہیں۔

۳۷۰۹_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۱۰ من حديث قتادة به، وسنده ضعيف * قتادة عنعن، وحديث النسائي: ۵۵۷۳ يغني عنه.

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي صِفَةِ النَّبِيذِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-نبیذ کا بیان

٣٧١٠- حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ مُحَمَّدٍ قالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عنِ السَّيْبَانِيِّ، عنْ عَبْدِ الله ابنِ الدَّيْلَمِيِّ، عنْ أَبِيهِ قالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ، فَإِلَى مَنْ نَحْنُ؟ قالَ: «إِلَى الله وَإِلَى رَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إنَّ لَنَا أَعْنَابًا مَا نَصْنَعُ بِها؟ قالَ: «زَبِّبُوهَا»، قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ؟ قالَ: «انْبِذُوهُ عَلَى غَدَائِكُم، وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُم، وَانبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُم وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُم، وَانْبِذُوهُ فِي الشِّنَانِ وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقُلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا».



٣٧١٠- جناب عبداللہ بن (فیروز) الدیلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں' کہاں سے آئے ہیں اور کس کے پاس آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی طرف آئے ہو اور اس کے رسول کی طرف۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور ہوتے ہیں ہم ان کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''انہیں خشک کر کے زبیب یعنی کشمش بنا لیا کرو۔'' ہم نے عرض کیا: ہم (زبیب) کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح کے وقت بھگو دیا کرو اور رات کو پی لیا کرو۔ اور رات کو بھگو رکھا کرو اور صبح کو پی لیا کرو اور نبیذ مشکیزوں میں بنایا کرو' مٹکوں میں نہیں' تحقیق اسے نچوڑنے میں جب تاخیر ہو جاتی ہے تو یہ سرکہ بن جاتی ہے۔''

فائدہ: اصل نبیذ جو حلال ہے وہی ہے جس کی وضاحت خود رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں آ گئی ہے۔ یعنی خشک پھل کے گودے کا پانی میں ملا کر بنایا ہوا مشروب' آپ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ اصل اور حلال نبیذ بغیر اُبالے یا دھوپ میں رکھے استعمال ہوتی تھی اور بنائے جانے کے بعد اتنے وقت کے اندر کہ اس میں تخمیر یا ترشی پیدا ہونے کا عمل بھی شروع نہ ہوتا تھا۔ یہی مشروب زیادہ دیر رکھ کر اور نشہ آور بنا کر پینے والے اسے بھی نبیذ ہی کہتے ہیں۔ بعض فقہا نے اسی طرح کے مشروب کو بھی حلال قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک خمر وہی شراب ہے جو انگور کے رس سے بنائی جاتی ہے۔ ان کے خیال میں باقی سب مشروب حلال ہیں۔ امام ابوداود ؒ نے اس باب میں اصل نبیذ کا تعارف' اصل نبیذ کی کیفیت اور بننے کے بعد اس کے استعمال کے لیے وقت کی زیادہ سے زیادہ کیا حد ہے' سب کچھ تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ انہوں نے ان احادیث کے ذریعے واضح کر دیا ہے کہ انگور کے رس کے علاوہ دوسرے پھلوں کے

٣٧١٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب ذكر ما يجوز شربه من الأنبذة وما لا يجوز، ح: ٥٧٣٩ عن عيسى بن محمد به.

گودے سے بنایا جانے والا مشروب جب اس میں تخمیر کا عمل شروع ہو جائے یا اس عمل کے آغاز کے لیے اس میں خامرے شامل ہو جائیں تو وہ حرام ہے۔

٣٧١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قالَ: حدَّثني عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ المَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عنْ يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عنْ أُمِّهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ الله ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوكَأُ أعْلاَهُ وَلَهُ عَزْلاَءُ، يُنْبَذُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَيُنْتَبذُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

٣٧١١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ایسے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی جس کے اوپر کے دہانے کو دھاگے سے باندھ دیا جاتا اور اس کے نیچے کی طرف سوراخ تھے۔ صبح کے وقت بھگویا جاتا تو آپ اسے عشاء کے وقت نوش فرما لیتے اور رات کو بھگویا جاتا تو آپ صبح کو پی لیا کرتے۔

٣٧١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: أخبرنا الْمُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ شَبِيبَ بنَ عَبْدِ المَلِكِ يُحَدِّثُ عنْ مُقَاتِلِ بنِ حَيَّانَ قالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي عَمْرَةُ عنْ عَائِشَةَ: أنَّهَا كَانَتْ تُنْبِذُ لِرَسُولِ الله ﷺ غُدْوَةً فإذَا كانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عَشَائِهِ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَبْتُهُ أَوْ فَرَغْتُهُ ثُمَّ تُنْبَذُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغَدَّى فَشَرِبَ عَلَى غَدَائِهِ، قالَتْ: نَغْسِلُ السِّقَاءَ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، فقالَ لَهَا أبي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قالَتْ: نَعَمْ.

٣٧١٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صبح کے وقت نبیذ بھگو رکھتیں۔ پس جب شام ہوتی اور آپ رات کا کھانا کھاتے تو اسے پی لیتے۔ اگر کچھ بچ جاتا تو میں اسے گرا دیتی تھی۔ پھر رات کے وقت بھگو رکھتی' جب صبح ہوتی اور آپ کھانا کھاتے تو اس وقت پی لیتے۔ بیان کیا کہ ہم مشکیزے کو صبح شام دھوتے تھے۔ میرے والد (حیان) نے عمرہ سے کہا: کیا ایک دن میں اسے دو دفعہ دھویا جاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

٣٧١٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ:

٣٧١٣- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

٣٧١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٥ عن محمد ابن المثنى به.

٣٧١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٤ من حديث المعتمر به.

٣٧١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٤ من حديث أبي معاوية الضرير به.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عُمَرَ يَحْيَى بن عبيد الْبَهْرَانِيِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى الْخَدَمُ أَوْ يُهَرَاقُ.

نبی ﷺ کے لیے کشمش کی نبیذ بنائی جاتی تھی تو آپ اسے اس دن، اگلے دن اور اس سے اگلے دن یعنی تیسرے دن کی شام تک استعمال کرتے تھے، پھر آپ حکم دیتے کہ خادموں کو پلادی جائے یا گرادی جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَعْنَى يُسْقَى الْخَدَمُ يُبَادَرُ بِهِ الْفَسَادُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خادموں کو پلانے سے مقصود یہ ہے کہ خراب ہونے سے پہلے پہلے اسے استعمال کرلیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَرَ يَحْيَى بنُ عُبَيْدٍ الْبَهْرَانِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سند میں مذکور ابوعمر کا نام یحییٰ بن عبید البہرانی ہے۔

فائدہ: نبیذ سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن قابل استعمال ہوتی ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي شَرَابِ الْعَسَلِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- شہد پینے کا بیان

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کتاب الاشربہ کے ابتدا میں باب الخمر مماهي میں حدیث نمبر ۳۶۷۲ لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا کہ شہد سے بھی شراب تیار کی جاتی ہے۔ اس سے اگلے باب میں حدیث نمبر ۳۶۸۲ اور بعد میں حدیث نمبر ۳۶۸۴ میں بتایا گیا ہے کہ ''بتع'' وہ شراب ہے جو شہد سے تیار کی جاتی تھی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ چاہے کسی چیز سے بنی ہو، ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ موجودہ باب سے پہلے حلال نبیذ کے بارے میں احادیث لائی گئی ہیں اور اس باب میں شہد کو بطور مشروب استعمال کرنے اور شہد سے بنے ہوئے مشروب کی حلت بیان کی گئی ہے، اس سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ حرمت کا اصل سبب مشروب کا نشہ آور ہونا ہے۔ اگر نشہ آور نہ ہوں تو ان تمام اشیاء سے بنے ہوئے مشروب حلال ہیں جن سے خمر بنائی جاتی ہے۔

٣٧١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ

۳۷۱۴- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

٣٧١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿لم تحرم ما أحل الله لك﴾، ح: ٥٢٦٧، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٢٢١.

حَنْبَلٍ قالَ: أخبرنا حَجَّاجُ بنُ مُحمَّدٍ قالَ: قالَ ابنُ جُرَيْجٍ عنْ عَطَاء أنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بنَ عُمَيْرٍ قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَيَّتُنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُنَّ فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ»، فَنَزَلَتْ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ تَبْتَغِى﴾ إِلَى ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [التحريم: ٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِىُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

ہیں کہ نبی ﷺ (معمول کے مطابق ازواج مطہرات کے ہاں چکر لگاتے تو) حضرت زینب بنت جحش ؓ کے ہاں رکتے اور ان کے ہاں سے شہد نوش فرمایا کرتے۔ تو میں نے اور حفصہ نے آپس میں طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہے کہ میں آپ سے مغافیر (جنڈی کے رس) کی بو محسوس کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ ہم میں سے ایک کے پاس آئے تو اس نے یہ بات کہہ دی۔ تو آپ نے فرمایا: ''(نہیں) میں نے تو زینب کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ ہرگز نہیں پیوں گا۔'' چنانچہ سورۂ تحریم کی یہ آیات نازل ہو گئیں۔ ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ...... إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ (اس کا) اشارہ عائشہ اور حفصہ ؓ کی طرف ہے اور ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا﴾ ''اور جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے راز دارانہ بات کی۔'' تو یہ راز وہی تھا جو آپ نے کہا تھا کہ ''بلکہ میں نے شہد پیا ہے۔''

٣٧١٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عنْ هِشَامٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ - فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْخَبَرِ - وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ.

٣٧١٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا... اور مذکورہ بالا قصے کا کچھ حصہ بیان کیا... (اور کہا کہ) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت گراں محسوس ہوتی تھی کہ آپ سے کوئی ناگوار بو آئے۔

وفي الْحَدِيثِ قالَتْ سَوْدَةُ: بَلْ أَكَلْتَ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت سودہ ؓ نے کہا: بلکہ

٣٧١٥- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الباذق، ومن نهى عن كل مسكر من الأشربة... الخ، ح: ٥٥٩٩،

مَغَافِيرَ قَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَتْنِي حَفْصَةُ» فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ: نَبْتٌ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

آپ نے مغافیر (جنڈی کا رس) پیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے جو مجھے حفصہ نے پلایا ہے۔'' تو میں نے کہا: (شاید) شہد کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ (عُرفط) ایک بوٹی کا نام ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: المَغَافِيرُ: مُقْلَةٌ وَهِيَ صَمْغَةٌ. وَجَرَسَتْ: رَعَتْ وَالْعُرْفُطُ: نَبْتٌ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ "مغافیر" ایک طرح کی گوندسی ہوتی ہے۔ اور "جرست" کے معنی ہیں ''اس نے چوسا ہوگا اور "عُرفُط" ایک بوٹی ہوتی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

فوائد ومسائل: ① شہد اللہ تعالیٰ کی عظیم جامع نعمتوں میں سے ہے اور بے شمار بیماریوں کا تریاق ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (النحل:٦٩) ''اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔'' ② کسی بھی حلال چیز کو اپنے لیے حرام قرار دے لینا نبی ﷺ کے لیے بھی جائز نہ تھا۔ ③ مذکورہ بالا اور اس قسم کے دیگر واقعات میں ازواج نبی ﷺ کی آپس میں کشاکش اس بات کی تصریح ہے کہ وہ اس دنیا کی مخلوق تھیں، معاشرتی زندگی کے حوالے سے ان کے جذبات فطری تھے۔ وہ معصوم عن الخطا نہ تھیں۔ مگر اللہ عزوجل نے انہیں نبی ﷺ کی دل بستگی اور اشاعت دین کے لیے منتخب فرمالیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ پرزور تمنا اور انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ جس طرح بھی بن پائے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی الفت ومحبت اور التفات کا زیادہ سے زیادہ حصہ وصول کر لے اور یہ عین ایمان بھی ہے۔ اس صورتِ حال میں اس انداز کے معمولی جھول نظر انداز کر دینے کے لائق تھے اور ہیں اور جہاں ضروری سمجھا گیا تنبیہ بھی کی گئی۔ ان ازواج مطہرات کا جو قلبی وقالبی ربط وضبط رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ (الاحزاب:٣٢) ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔'' اور نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ (الاحزاب:٥٢) ''اے نبی! آپ کے لیے ان بیویوں کے بعد اور کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ ان کے بدلے کوئی اور لا سکتے ہیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند کیوں نہ آئے، ہاں لونڈیاں جائز ہیں۔'' انہی فضائل کی بنا پر یہ امت کی مائیں قرار دی گئی ہیں۔ رضی اللہ تعالٰی عنهن وارضاهن.

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي النَّبِيذِ إِذَا غَلَى (التحفة ١٢)

باب:١٢- نبیذ میں جب تیزی (تخمیر) آ جائے

٣٧١٦- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ قالَ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ خَالِدٍ قالَ: أخبرنا زَيْدُ بنُ وَاقِدٍ عن خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حُسَيْنٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبيذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَّاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ، فقَالَ: «اضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ؛ فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لا يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ».

٣٧١٦-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھا کرتے ہیں، چنانچہ (ایک روز) میں آپ کے لیے افطار کے وقت نبیذ لے آیا جو میں نے کدو کے برتن میں بنائی تھی اور اس میں خمیر اٹھا ہوا تھا (وہ جوش مار رہی تھی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس دیوار پر دے مار، بلاشبہ یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

فائدہ: نبیذ' حلال اور طیب مشروب ہے' لیکن اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے' تو پھر اس کا پینا حرام ہوگا۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الشُّرْبِ قَائِمًا (التحفة ١٣)

باب:١٣-کھڑے ہو کر پینا

٣٧١٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

٣٧١٧-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کسی بھی شخص کو' کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی تلقین ہے' پانی بھی حتی الامکان بیٹھ کر ہی پینا چاہیے۔ یہ نہی تنزیہی ہے اور بلا وجہ کھڑے ہو کر پینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ اس موضوع میں کئی احادیث آئی ہیں ان تمام کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام آرام سے بیٹھ کر پینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا البتہ اگر ضرورت ہو تو کھڑے ہو کر پینا بھی جائز ہے' جیسے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے لیکن اسے معمول نہیں بنایا جا سکتا۔

٣٧١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عَنْ مِسْعَرِ بنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن النَّزَّالِ بنِ

٣٧١٨- جناب نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور کھڑے ہو کر پیا' پھر کہا: تحقیق کچھ لوگ اس کو مکروہ سمجھنے لگے ہیں حالانکہ میں

٣٧١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب تحريم كل شراب أسكر كثيره، ح: ٥٢١٣ عن هشام ابن عمار به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٤٠٩ * ورواه قزعة بن يحيى عن أبي هريرة به (الدارقطني: ٤/ ٢٥٢).

٣٧١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في الشرب قائمًا، ح: ٢٠٢٤ من حديث هشام به.

٣٧١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب قائمًا، ح: ٥٦١٥ من حديث مسعر بن كدام به.

سَبْرَةَ؛ أَنَّ عَلِيًّا دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَفْعَلَ هٰذَا، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ.

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس طرح کر لیا کرتے تھے جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ (یعنی کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔)

فائدہ: جامع ترمذی کی ایک حدیث جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اس میں ہے کہ ''حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گئے' گھر میں مشکیزہ لٹک رہا تھا تو آپ نے اس سے کھڑے کھڑے پانی نوش فرمایا...... پھر میں نے اس مشکیزے کے منہ کا وہ حصہ (جس سے آپ علیہ السلام کا دہن مبارک مس ہوا تھا) کاٹ کر رکھ لیا۔ (جامع الترمذی' الأشربة' حدیث:١٨٩٢) اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ مشکیزے کو منہ لگا کر پینے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے اس سے روکا ہے لیکن یہ نہی نہی تحریمی نہیں' اسے معمول بنائے بغیر ضرورت کے وقت ایسا کیا جا سکتا ہے جس طرح اگلی حدیث میں وارد ہوا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ مسند احمد میں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ (مسند احمد:٣٧٦/٦) نیز سفر حج میں بھی نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر پیا تھا۔ (صحیح البخاری' الحج' حدیث:١٦٣٧)



(المعجم ١٤) - باب الشَّرَابِ مِنْ فِي السِّقَاءِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پینا

٣٧١٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أخبرنا قَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ.

٣٧١٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پیا جائے اور گندگی کھانے والے جانور پر سواری کی جائے اور ایسا جانور کھایا جائے جس کو باندھ کر نشانہ مارا گیا ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَلَّالَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پاخانہ کھاتا ہو۔ (یعنی جس کی یہ عادت ہو۔)

فوائد ومسائل: ① مشکیزے کے منہ سے یا نل کو منہ لگا کر براہ راست پینا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ علماء نے کہا ہے

٣٧١٩۔ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح:١٨٢٥، والنسائي، ح:٤٤٥٣ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٣٦٣، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٤، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

کہ یہ صرف اس صورت میں ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو تو براہِ راست پینے کا جواز ثابت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ رائے بھی نقل کی ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو۔ اسے اتارا نہ جا سکتا ہو یا برتن میسر ہی نہ ہو اور ہتھیلی سے پینا بھی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں مشکیزے سے براہ راست پینے میں کوئی حرج نہیں۔(فتح الباری، كتاب الاشربة، باب الشرب من فم السقاء) مشکیزے کے خراب ہونے کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ مشکیزے میں یا اس میں کوئی موذی چیز داخل ہو گئی ہو اور پینے والے کو اس کی خبر بھی نہ ہو اور پھر اذیت اٹھائے۔ ② گندگی کھانے والے جانور کا دودھ، گوشت اور اس کی سواری سب منع ہیں۔ ذبح کرنا ہو تو پہلے کم از کم تین دن تک باندھ کر رکھا جائے۔ (ارواء الغليل، روايت:٢٥٠٥) ③ کسی مملوکہ جانور کو نشانہ مار کر قتل کرنا حرام ہے الا یہ کہ وہ وحشی بن جائے اور شکار کے حکم میں آ جائے تو جائز ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- مشک کا منہ الٹ کر اس سے پینا

٣٧٢٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَاللهِ بنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عن اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ.

٣٧٢٠- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مشکیزوں کا منہ الٹ کر ان سے پیا جائے۔

فائدہ: اس سے اگلی حدیث (٣٧٢١) میں اس کے جواز کا بیان ہے، لیکن وہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس لیے ممانعت ہی کو ترجیح ہے۔ تاہم یہ ممانعت بطور تنزیہی ہی ہے جیسا کہ اس سے پہلے حدیث (٣٧١٩) کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔

٣٧٢١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ قَالَ: أخبرنا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ: أخبرنا عُبَيْدُاللهِ ابنُ عُمَرَ عَنْ عِيسَى بنِ عَبْدِ اللهِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِإِدَاوَةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فقالَ: «اخْنِثْ فَمَ الإِدَاوَةِ» ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا.

٣٧٢١- عیسیٰ بن عبداللہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُحد کے دن نبی ﷺ نے مشکیزہ منگوایا پھر فرمایا: ”اس کا منہ الٹا دو۔“ پھر آپ نے اس کے منہ سے (منہ لگا کر پانی) پیا۔

٣٧٢٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:٢٠٢٣ من حديث سفيان ابن عيينة، والبخاري، الأشربة، باب اختناث الأسقية، ح:٥٦٢٥ من حديث الزهري به.

٣٧٢١ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح:١٨٩١ من حديث عبدالله بن عمر العمري به * عيسى بن عبدالله لم يوثقه غير ابن حبان، وتلميذه العمري ضعيف عن غير نافع.

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: فِي الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ** (التحفة ١٦)

باب:١٦- پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا

٣٧٢٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني قُرَّةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبي سَعِيدٍالْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ.

٣٧٢٢- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پیا جائے یا مشروب میں پھونک ماری جائے۔

[قَالَ أَحْمَدُ بنُ حَزْمٍ: قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ ابْنُ الأَعْرَابِيِّ بَلَغَنِي عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: قُرَّةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَيوِيلَ بْنِ كَاسِرِ الْمُدِّ، وَكَاسِرُ الْمُدِّ: كَانَ كَسَرَ الْمُدَّ عَلَى سُلْطَانٍ فَسُمِّيَ بِه].

[احمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید بن اعرابی نے بیان کیا کہ مجھے امام ابوداود رحمہ اللہ سے قرۃ بن عبدالرحمٰن بن حیویل بن کاسر المد کی بابت یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں (کاسر المد) ''مد توڑنے والا'' اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں مد توڑ دیا تھا' تو اسی وجہ سے انہیں اسی نام سے پکارا جانے لگا۔]



فوائد ومسائل: ① حدیث میں قوسین والے الفاظ صاحب بذل المجهود نے حاشیے میں ذکر کرتے ہوئے ان کی بابت لکھا ہے کہ سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں یہ موجود ہیں' ہم نے عوام کے استفادے کے لیے انہیں تحریر کر دیا ہے۔ ② پیالے یا پلیٹ میں ٹوٹی ہوئی جگہ کی بالعموم کما حقہ صفائی نہیں ہوتی ہے' اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ جگہ ہونٹوں کو زخمی کر دے یا پیتے وقت مشروب ہونٹوں سے باہر گرنے لگے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ ایسے ہی پانی' چائے' دودھ یا دوسری خوراک میں پھونک مارنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر دم کے لیے پھونک مارنے میں اختلاف ہے کچھ علماء عموم کے تحت اسے بھی ناجائز کہتے ہیں جب کہ کچھ علماء کا موقف ہے کہ دم میں سورۂ فاتحہ اور مسنون دعائیں پڑھنے کی وجہ سے اس میں کچھ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے دم کر کے پھونک مارنا جائز ہے۔ (تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ ہو' ہفت روزہ الاعتصام' لاہور یکم اگست ٢٠٠٣' جلد:٥٥' شمارہ:٣٠) خیال رہے کہ علمائے کرام کا اس قسم کی احادیث میں ان منہیات کو ''نہی تنزیہی یا مکروہ تنزیہی'' کہنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اس کے مرتکب کو مرتکب کبیرہ نہ سمجھا جائے۔ ارشاد رسول ﷺ بہرحال واجب التعمیل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اسے لایعنی جانے یا تحقیر کرتے ہوئے عمداً

٣٧٢٢- **تخريج:** [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٠ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٦.

مخالفت کرے تو یہ کفر ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-سونے چاندی کے برتن میں (کھانا) پینا

٣٧٢٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنِ الْحَكَمِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى قالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فقالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ بِهِ إِلَّا أَنِّي قَدْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ، وَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ».

٣٧٢٣-جناب ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ تو انہوں نے اسے پھینک مارا اور پھر کہا: میں نے اسے بلاوجہ نہیں پھینکا بلکہ میں اس کو اس سے پہلے منع کر چکا ہوں مگر یہ باز نہیں آیا۔ اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے حریر و دیباج سے منع فرمایا ہے (حریر عام ریشم اور دیباج باریک ریشم کو کہتے ہیں) اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے روکا ہے اور فرمایا ہے: ''یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔''

فائدہ: ریشم اور سونا بطور زیور اور لباس عورتوں کے لیے حلال ہیں، مردوں کے لیے صرف چاندی مباح ہے جبکہ سونا اور ریشم حرام ہیں۔ سونے چاندی کے برتن سبھی کے لیے حرام ہیں۔ اسی طرح ریشمی بچھونا بھی مردوں کے لیے بالاتفاق حرام ہے اور عورتوں کے لیے بعض لوگ حلال سمجھتے ہیں بعض حرام۔ (فتح الباری' اللباس' باب افتراش الحریر) لیکن احتیاط ہی بہتر ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الكَرْعِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- زمین کے کسی حصے میں جمع شدہ صاف پانی منہ لگا کر پینا

٣٧٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ مُحمَّدٍ قالَ: حدَّثني

٣٧٢٤-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک صحابی کے ساتھ ایک انصاری

٣٧٢٣- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب في آنية الذهب، ح: ٥٦٣٢ عن حفص بن عمر، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . الخ، ح: ٢٠٦٧ من حديث شعبة به.

٣٧٢٤- تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب الكرع في الحوض، ح: ٥٦٢١ من حديث فليح بن سليمان، وابن ماجه، ح: ٣٤٣٢ من حديث يونس بن محمد به.

فُلَيْحٌ عَنْ سَعِيدِ بنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنٍّ وَإِلَّا كَرَعْنَا؟» قَالَ: بَلٰى، عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ.

کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اپنے باغ میں پانی لگا رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہے جو رات بھر مشکیزے میں ہو (تو لے آؤ) ورنہ ہم کنوئیں کے حوض میں جمع شدہ پانی ہی منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔'' اس نے کہا: ہاں، میرے پاس مشکیزے میں رات کا پانی موجود ہے۔

فائدہ: [کرع] کے متعدد معانی ہیں، [کراع] انسان کی پنڈلی یا جانور کے اگلے پچھلے پاؤں کے اوپر گھٹنے تک کے حصے کو کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن التین کے حوالے سے ابوعبدالملک سے نقل کیا ہے کہ اس کے معنی ''دونوں ہاتھوں سے پانی پینا ہیں'' ابن التین نے اسے اہل لغت کے خلاف قرار دیا ہے لیکن [کراع] کے اصل معنی کے حوالے سے یہ مفہوم غلط نہیں۔ [کراع الارض] زمین کے کنارے کو کہتے ہیں جہاں گہرا ہونے کی وجہ سے بارش وغیرہ کا صاف پانی جمع ہو جاتا ہے۔ [کراع] پہاڑ یا پتھریلے میدانوں سے نکلنے والے پانی کو بھی کہتے ہیں۔ [کَرِعَ القوم] یا [اَکْرَعَ القوم] کے معنی ہیں کہ لوگوں کو بارش وغیرہ کا جمع شدہ پانی مل گیا جو انہوں نے استعمال کیا۔ (لسان العرب: کرع) یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو رات بھر سے مشکیزے میں ہے (تو لے آؤ) ورنہ ہم حوض سے جمع شدہ پانی پی لیتے ہیں۔'' [کَرَع] کے ایک معنی برتن یا ہاتھ استعمال کیے بغیر جانوروں کی طرح منہ سے پانی پینا بھی ہیں۔ بہت سے مترجمین نے اس حدیث کا ترجمہ اسی طرح کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ریاض الصالحین (باب جواز الشرب من جميع الاوانی......) میں اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں، اس لیے اسے بھی غلط نہیں کہا جا سکتا اور اس مفہوم کے اعتبار سے بوقت ضرورت اس طرح پانی پینے کے جواز کا اثبات ہوتا ہے۔



(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- (لوگوں کو) پلانے والا کب پیے؟

٣٧٢٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ، عَنْ

۳۷۲۵- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قوم کو پلانے والا

٣٧٢٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٤ من حديث شعبة به، وله شواهد عند مسلم، ح: ٦٨١، والترمذي، ح: ١٨٩٤ وغيرهما.

عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أَوْفَى ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا».

سب سے آخر میں پیے۔"

٣٧٢٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: «الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ».

٣٧٢٦- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کو دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ اور آپ کی دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں جانب ابوبکر ؓ تھے۔ آپ نے دودھ پیا' پھر اس دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: "داہنے والا' پھر داہنے والا۔"

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ ساقی خود آخر میں پیے۔ اور جسے مجلس میں دودھ وغیرہ پیش کیا جائے وہ اوروں کی طرف بڑھائے تو دائیں طرف والے کو دے اور پھر اسی طرح آگے پیش کیا جائے۔

٣٧٢٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: «هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ».

٣٧٢٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے تو تین سانس لیتے اور فرماتے: "یہ (انداز) پیاس خوب بجھاتا ہے' ہضم کو قوت دیتا ہے اور تندرستی کا باعث ہے۔"

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- پانی میں پھونک مارنا اور برتن میں سانس لینا

٣٧٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حدثنا ابنُ عُيَيْنَةَ عَنْ

٣٧٢٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا اس

٣٧٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب: الأيمن فالأيمن في الشرب، ح:٥٦١٩، ومسلم، الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما على يمين المبتدىء، ح:٢٠٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٢٦.

٣٧٢٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء . . . الخ، ح:٢٠٢٨ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح:٥٦٣١ من حديث أنس به

٣٧٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، ح:١٨٨٨، وابن ماجه، ح:٣٤٢٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد كثيرة.

عَبْدِ الْكَرِيمِ، عنْ عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُتَنَفَّسَ في الإنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ.

میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ① افضل یہ ہے کہ انسان تین سانس میں پیے اور برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لے۔ ② کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنا بھی جائز نہیں۔ اگر کھانا یا مشروب زیادہ گرم ہو تو انتظار کر لے اور ٹھنڈا کر کے کھائے پیے۔ اسی طرح اگر کوئی تنکا وغیرہ اس میں گر پڑا ہو تو ہاتھ سے نکال لے، پھونک نہ مارے۔ ③ بعض علماء تبرک کے لیے قرآن کریم یا کوئی دعا پڑھ کر دم کرنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اور مسنون ادعیہ پڑھنے سے اس میں کچھ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے وہ دم کر کے پھونک مارنے کو ممنوع نفخ میں شامل نہیں کرتے' بلکہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۲۲ کے فوائد ومسائل دیکھیں۔)

٣٧٢٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ بُسْرٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قالَ: جَاءَ رَسُولُ الله ﷺ إلى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ فَقَدَّمَ إلَيْهِ طَعَامًا فَذَكَرَ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، فَنَاوَلَ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ فَأَكَلَ تَمْرًا فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ [أُصْبُعَيهِ] السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، فَلَمَّا قَامَ قَامَ أَبِي فَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ، فَقالَ: ادْعُ الله لِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ».

٣٧٢٩- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی سلیم سے ہیں' کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے اور کچھ دیر ٹھہرے۔ میرے والد نے آپ کو کھانا پیش کیا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ کھانا حیس (ایک خاص قسم کا کھانا جو کھجور' پنیر' گھی اور آٹے وغیرہ کا مرکب ہوتا ہے) تھا جو لایا گیا۔ پھر وہ مشروب لائے' آپ نے نوش فرمایا' پھر اپنے دائیں طرف والے کو دے دیا' اور آپ نے کھجوریں کھائیں اور گٹھلیاں اپنی انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی کی پشت پر رکھتے گئے۔ پھر جب آپ وہاں سے اٹھے تو میرے والد نے اٹھ کر آپ کی سواری کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں' تو آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ] ''اے اللہ! جو تو نے انہیں عنایت فرمایا ہے اس میں انہیں برکت دے' ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل کر۔''



٣٧٢٩- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر ... الخ، ح: ٢٠٤٢ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ نے کھائی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں اسی برتن میں نہیں ڈالیں بلکہ علیحدہ رکھیں، کیونکہ نفیس طبائع پر یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے، تو اسی طرح پانی کے برتن میں سانس لینا بھی دوسروں کو برا لگتا ہے۔ ② مشروب پینے کے بعد آپ نے دائیں طرف والے کو دیا۔ ③ اصحاب فضل کی تکریم کرنا جس طرح میزبان نے رسول اللہ ﷺ کی تکریم کی پسندیدہ بات ہے۔ ④ میزبان اپنے مہمان سے دعا کی درخواست کرسکتا ہے۔ ⑤ کھانے کے بعد دعا کرنا سنت ہے اور جو دعا رسول اللہ ﷺ نے فرمائی وہی دعا کرنا افضل ہے۔

(المعجم ٢١) - باب مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- دودھ پینے کی دعا

٣٧٣٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ؛ ح: وَحدثنا مُوسَى ابنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ عنْ عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عنْ عُمَرَ بنِ حَرْمَلَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كُنْتُ في بَيْتِ مَيْمُونَةَ، فَدَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ وَمَعَهُ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَجَاؤُوا بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلٰى ثُمَامَتَيْنِ فَتَبَزَّقَ رَسُولُ الله ﷺ، فقَالَ خَالِدٌ إِخَالُكَ تَقْذُرُهُ يَارَسُولَ الله؟ فَقَالَ: «أَجَلْ»، ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَإِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِىءُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا

۳۷۳۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں میں (اپنی خالہ) ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولید ؓ بھی تھے۔ گھر والوں نے دو سانڈے بھنے ہوئے پیش کیے جو دو لکڑیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں دیکھ کر) تھوک دیا تو حضرت خالد ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جو آپ نے نوش فرمالیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یوں دعا کیا کرے [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ] ''اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے عمدہ عطا فرما'' اور جب اسے دودھ پلایا جائے تو یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ] ''اے اللہ! ہمیں

٣٧٣٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا أكل طعامًا، ح: ٣٤٥٥ من حديث علي بن زيد بن جدعان به، وقال: "حسن" * علي بن زيد ضعيف، وعمر بن حرملة مجهول فالسند ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف في الصحيحة: ٢٣٢٠.

اللَّبَنُ».

اس میں برکت دے اور مزید عنایت فرما۔'' دودھ کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: هٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ الفاظ جناب مسدد کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے جیسا کہ (الصحیحة' حدیث :٢٣٢٠) میں اس کی وضاحت ہے اور اسی طرح مسند احمد کے محققین نے بھی اسی رائے کو درست کہا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية:٣٤٤/٤' ٣٤٥) لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سانڈا حلال جانور ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھایا جاتا' البتہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کھانا پسند نہ تھا۔ ② عام مترجمین ''ضب'' کے معنی سوسمار اور گوہ کرتے ہیں، جو کسی طرح صحیح نہیں۔ ''سانڈا'' گھاس کھانے والا جانور ہے۔ جبکہ سوسمار یا گوہ مینڈک اور چھپکلیاں وغیرہ کھاتی ہے۔ گوہ کے لیے عرب میں جو نام ہے وہ ''ورل'' ہے۔ گوہ سانڈے سے بڑی ہوتی ہے۔ علمائے حیوانات لکھتے ہیں کہ ورل' ضب' اور وزغ (چھپکلی) شکل وشباہت میں قریب قریب ہوتے ہیں اور احادیث واضح کرتی ہیں کہ چھپکلی وغیرہ کو مار دینا چاہیے جبکہ ضب یعنی سانڈے کا کھانا جائز ہے' ورل (گوہ' سوسمار) کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ③ اللہ کی ہر ہر نعمت پر اس کا شکر کرنا واجب ہے' بالخصوص کھانے پینے اور دودھ کے بعد ماثور دعائیں پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي إِيكَاءِ الآنِيَةِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢- برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا بیان

٣٧٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ: أخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ ابنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ فَإنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَخَمِّرْ إنَاءَكَ وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، وَاذْكُرِ

٣٧٣١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا دروازہ بند کر اور اللہ کا نام لے' بلاشبہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اپنا چراغ بجھا اور اللہ کا نام لے۔ اپنا برتن ڈھانپ کر رکھ خواہ اس میں کوئی لکڑی آڑے طور پر رکھ دے اور اللہ کا نام لے۔ اور اپنے مشکیزے کا تسمہ باندھ کر رکھ اور اللہ کا نام لے۔''

٣٧٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب تغطية الإناء، ح:٥٦٢٣، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء . . . الخ، ح:٢٠١٢/ ٩٧ من حديث ابن جريج به.

اسْمَ اللهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ».

فوائد ومسائل: ① شیطان کی عداوت اور شرارت بہت مخفی اور مسلسل ہوتی ہے' اس کا مقابلہ اللہ کے نام ہی سے ممکن ہے، اس لیے مناسب مواقع پر مسنون دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے بالخصوص معمول کے چھوٹے چھوٹے کاموں پر بسم اللہ کہنا اپنی عادت بنالینا چاہیے۔ ② حفظان صحت وغیرہ کے اصولوں کی پابندی کرنا فطرت ہے' لیکن اگر انسان سنن نبویہ پر عمل کرنے کی نیت سے یہ سب کچھ کرے تو یہ امور تقرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے۔

٣٧٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ عنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْخَبَرِ، وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قالَ: «فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ أَوْ بُيُوتَهُمْ».

٣٧٣٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ (عبداللہ بن مسلمہ کی) یہ روایت مکمل نہیں ہے، فرمایا: ''شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا' نہ تسمہ اور بندھنا ہی کھول سکتا ہے اور نہ ڈھانپے ہوئے برتن کو ننگا کرسکتا ہے' (چراغ بجھا کر نہ سویا جائے تو اس کا نقصان یہ ہے کہ) چوہیا لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالتی ہے۔'' (بتی کو گھسیٹ لے جاتی ہے اور اس طرح گھر میں آگ لگ جاتی ہے۔)

فائدہ: طبی طور پر ثابت ہے کہ رات کو روشنی بجھا کر سونا بہت زیادہ راحت اور سکون کا باعث ہوتا ہے۔ چراغ وغیرہ جلا کر سونے میں وہ ضرر ہے' جو حدیث میں بیان ہوا' بجلی یا گیس کے ہیٹر یا کوئلے کی انگیٹھی جلتی چھوڑ کر سو جانا بھی بہت مضر ہے۔ بہت سی خبریں سننے پڑھنے میں آئی ہیں کہ ان سے آگ لگ جاتی ہے اور کبھی لوگ دم گھٹ کر مر جاتے ہیں۔

٣٧٣٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَفُضَيْلُ بنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ السُّكَّرِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ كَثِيرِ بنِ شِنْظِيرٍ، عنْ عَطَاءٍ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ، رَفَعَهُ، قالَ: «وَاكْفِتُوا صِبْيَانَكُم

٣٧٣٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے مرفوعاً بیان کیا: ''عشاء کے وقت ......اور جناب مسدد نے روایت کیا کہ......شام کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک کر رکھا کرو۔ اس وقت جن (زمین میں)

٣٧٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٩٢٨، ٩٢٩.

٣٧٣٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣١٦ عن مسدد به، ورواه مسلم، ح: ٢٠١٢ من حديث عطاء به.

عِنْدَ الْعِشَاءِ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: «عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً».

پھیل جاتے ہیں اور (بچوں کو) اچک لیتے ہیں۔"

فائدہ: شیطانی اثرات اور ان کے حملوں سے بچنے کے لیے مسنون اذکار کے ساتھ ساتھ اس مذکورہ حفاظتی تدبیر کا اہتمام کرنا بھی لازمی ہے۔

٣٧٣٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ قَالَ: «بَلَى»، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَشْتَدُّ فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَّا خَمَّرْتَهُ، وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا».

۳۷۳۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے پانی طلب فرمایا، ایک شخص نے کہا: کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پیش کریں؟ آپ نے فرمایا: "کیوں نہیں۔" چنانچہ وہ بھاگتا بھاگتا گیا اور ایک پیالہ لے آیا' اس میں نبیذ تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں؟ اس پر کوئی لکڑی ہی رکھ لیتا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الأَصْمَعِيُّ تَعْرُضَهُ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (امام لغت) اصمعی نے اس لفظ کو [تَعْرُضَهُ عَلَيْه] پڑھا ہے۔ (راء کے پیش کے ساتھ جبکہ دوسرے زیر سے پڑھتے ہیں۔)

فائدہ: کھانے پینے کی اشیاء کو جب کچھ دوری تک ادھر ادھر لے جانا ہو تو مناسب یہ ہے کہ ڈھانپ کر لے جایا جائے۔

٣٧٣٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحمَّدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ؛

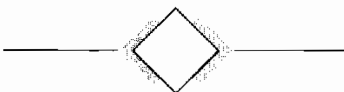
۳۷۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے لیے میٹھا پانی سُقیا کے گھروں سے لایا جاتا تھا۔ قتیبہ نے کہا: "سُقیا" ایک چشمے کا نام تھا جو مدینے سے دو دن کی مسافت پر تھا۔

٣٧٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في شرب النبيذ وتخمير الإناء، ح: ٢٠١١ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأشربة، باب شرب اللبن ... الخ، ح: ٥٦٠٥ من حديث الأعمش به.

٣٧٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٣٨.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ المَاءُ مِنْ بُيُوتِ السُّقْيَا. قالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ المَدِينَةِ يَوْمَانِ.

فائدہ: صاف اور عمدہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے لیے اہتمام رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونا زہد کے خلاف نہیں' البتہ ان نعمتوں کا شکر ضروری ہے۔ عجمی اور ہندی تصورات کے زیر اثر بعض صوفیا ان فطری نعمتوں سے گریز اں رہنے کو دین سمجھتے ہیں جبکہ یہ تصور درست نہیں۔





بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٦) -كِتَابُ الأَطْعِمَةِ (التحفة ٢١)

کھانے سے متعلق احکام ومسائل

فائدہ: کھانے' پینے' پہننے اور سکن (رہائش) وغیرہ کے انسانی عادات پر مبنی مسائل میں اصل حلت ہے یعنی سب ہی حلال ہیں' سوائے ان چیزوں اور ان امور کے جن سے شریعت نے منع کر دیا ہو۔

(المعجم ١) - باب مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ (التحفة ١)

باب:١- دعوت قبول کرنے کا بیان

٣٧٣٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ نَافِعٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُم إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا».

٣٧٣٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو چاہیے کہ وہ اس میں حاضر ہو۔''

٣٧٣٧- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عنْ عُبَيْدِالله، عنْ نَافِعٍ، عنِ ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ بِمَعْنَاهُ. زَادَ: «فَإِنْ كانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كانَ صائِمًا فَلْيَدْعُ».

٣٧٣٧- حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی ذکر کیا اور مزید کہا: ''اگر روزہ نہ رکھا ہو تو کھانے میں شریک ہو جائے اور اگر روزے سے ہو تو (صاحب طعام کے لیے) دعا کرے۔''

٣٧٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَ:

٣٧٣٨- حضرت ابن عمر ؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ

٣٧٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة . . . الخ، ح: ٥١٧٣، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٤٦.

٣٧٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق.

٣٧٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، من حديث عبدالرزاق به، وانظر، ح: ٣٧٣٦، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٩٦٦٦.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنْ أيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا دَعا أَحَدُكُم أخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كانَ أَوْ نَحْوَهُ».

نے فرمایا: ''جب تمہیں تمہارا بھائی دعوت دے تو قبول کرنی چاہیے شادی (کا ولیمہ) ہو یا اس کی مانند کوئی اور۔''

فائدہ: اپنے مسلمان بھائی کی خوشی میں شریک ہونا انتہائی فضیلت کا کام ہے۔

٣٧٣٩- حَدَّثَنَا ابنُ المُصَفَّى قالَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ قالَ: حَدَّثَنا الزُّبَيْدِيُّ عن نَافِعٍ بإِسْنَادِ أيُّوبَ وَمَعْنَاهُ.

۳۷۳۹-ابن المصفی نے کہا ہمیں بقیہ نے بیان کیا' اس نے کہا ہمیں زبیدی نے نافع سے بسند ایوب اسی کے ہم معنی روایت کیا۔

٣٧٤٠- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخْبَرَنَا سُفْيَانُ عنْ أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۴۰-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے دعوت دی گئی ہو اسے چاہیے کہ قبول کرلے' پھر اگر چاہے تو کھانا کھالے اور اگر چاہے تو نہ کھائے۔''



٣٧٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: أخْبَرَنَا دُرُسْتُ بنُ زِيَادٍ عن أبَانَ بنِ طَارِقٍ، عن نَافِعٍ قال: قال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ دُعِيَ فلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى الله وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا».

۳۷۴۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے دعوت دی گئی اور اس نے اسے قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی' اور جو شخص بن بلائے کسی دعوت میں جا پہنچا' تو وہ ان میں چور بن کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أبَانُ بنُ طَارِقٍ مَجْهُولٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: (راوی) ابان بن طارق مجہول ہے۔

٣٧٣٩ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث بقية به، انظر، ح: ٣٧٣٦.

٣٧٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٣٠ من حديث سفيان به.

٣٧٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٦٨ من حديث أبي داود به * درست بن زياد ضعيف،

٣٧٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ المَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى الله وَرَسُولَهُ.

۳۷۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ کہا کرتے تھے کہ سب سے برا ولیمہ وہ ہے جس میں اغنیاء اور امیروں کو بلایا جائے اور مساکین اور فقیروں کو چھوڑ دیا جائے اور جو دعوت میں نہیں آیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ شرعی دعوتوں کا اہتمام کرنا' انہیں قبول کرنا اور ان میں حاضر ہونا انتہائی تاکیدی عمل ہے۔ بغیر اس استثناء کے کہ دعوت دینے والا کون ہے؟ لہذا شرعی عذر کے بغیر ان سے پیچھے رہنا قطعاً روا نہیں جو ایک اعتبار سے تکبر میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی اغنیاء کی دعوت قبول کرنا اور فقراء سے اعراض کرنا بھی بہت بڑا عیب ہے۔ نیز اہم شرط یہ ہے کہ ان دعوتوں میں شرعی امور وآداب کی پابندی' اخوت وحب اسلامی کا اظہار اور اکرام مسلم مقصود ہو۔ ریا' شہرہ' صرف اغنیاء اور امراء کو جمع کرنا' فقراء کو اہمیت نہ دینا' اسراف وتبذیر اور دیگر شرعی مخالفتوں کا ارتکاب ان دعوتوں کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ جن میں شرکت جائز نہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح کی دعوت میں شریک ہونے والا بھی محض لذت کام ودہن کو اپنا مطمح نظر نہ بنائے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي اسْتِحْبَابِ الْوَلِيمَةِ لِلنِّكَاحِ (التحفة ٢)

باب:۲-نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنا مستحب ہے

فائدہ: [ولیمہ] لغت میں "وَلَم" سے ماخوذ ہے جس کا معنی جمع ہونا ہے۔ چونکہ یہ دعوت زوجین کے اکٹھے اور جمع ہونے کی خوشی میں ہوتی ہے تو اسی لیے اسے "ولیمہ" کہا جاتا ہے۔ ویسے ہر خوشی کی دعوت کو بھی "ولیمہ" ہی کہتے ہیں' مگر نکاح کی خوشی میں یہ زیادہ مشہور ہے۔

٣٧٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ قال: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ

۳۷۴۳- حضرت انس بن مالک ؓ کی مجلس میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ کے نکاح کا ذکر آ گیا تو انہوں نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ

٣٧٤٢- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح:٥١٧٧، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح:١٤٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٤٦.

٣٧٤٣- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، ح:٥١٧١ عن مسدد، ومسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح:١٤٢٨ عن قتيبة به * حماد هو ابن زيد.

فقالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَوْلَمَ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا ، أَوْلَمَ بِشَاةٍ .

ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا ان کے موقع پر ولیمہ میں کیا تھا۔ آپ نے ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: یہ نکاح وحی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ اس میں ولی حق مہر اور گواہوں کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ سورۂ احزاب میں ہے: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الأحزاب :٣٧) ”پس جب زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنا جی بھر لیں۔“

٣٧٤٤- حَدَّثَنَا حَامِدُ بنُ يَحْيٰى قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال: حَدَّثَنَا وَائِلُ بنُ دَاوُدَ عن ابْنِهِ بَكْرِ بنِ وَائِلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

۳۷۴۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ستو اور کھجور سے ولیمہ کیا تھا۔



فائدہ: ولیمہ کرنا مستحب ہے اور جو میسر ہو پیش کر دینا چاہیے۔ ضروری نہیں کہ گوشت ہی ہو۔ آج کل ولیمے کی سنت پر عمل کیا جاتا ہے لیکن اصحاب حیثیت اس میں اتنا تکلف کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! اسراف وتبذیر کا یہ مظاہرہ اس کو شیطانی عمل میں تبدیل کر دیتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (بنی اسرائیل:٢٧) ”فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔“ أعاذنا الله منه.

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ (التحفة ٣)

باب:۳- ولیمے کی دعوت کتنے دنوں تک مستحب ہے؟

٣٧٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنّٰى قَالَ:

۳۷۴۵- عبداللہ بن عثمان نے قبیلہ ثقیف کے ایک

٣٧٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الوليمة، ح: ١٠٩٥، وابن ماجه، ح: ١٩٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٧١، ومسلم، ح: ١٣٦٥ بعد، ح: ١٤٢٧ وغيرهما.

٣٧٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٥٩٦ عن محمد بن المثنٰى به، ورواه

حَدَّثَنا عَفَّانُ بنُ مُسْلِم قال: حدثنا هَمَّامٌ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الله بنِ عُثْمانَ الثَّقَفِيِّ، عن رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ، كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفًا - أَيْ: يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا - إِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ زُهَيْرُ بنُ عُثْمانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمُ الثَّالِثُ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ».

کانے آدمی سے روایت کی' اسے معروف کہا جاتا تھا' یعنی اس کی مدح کی جاتی تھی۔ اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کیا نام تھا؟ اس نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ولیمہ پہلے دن حق (لازم) ہے' دوسرے دن نیکی ہے اور تیسرے دن شہرہ اور دکھلاوا ہے۔''

قال قَتَادَةُ: وحدَّثني رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّانِي فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ وَقَالَ: أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ.

قتادہ رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے نقل کیا کہ جناب سعید بن میسّب رحمہ اللہ کو پہلے دن دعوت دی گئی تو قبول کی' دوسرے دن بلایا گیا تو قبول کیا' تیسرے دن بلایا گیا تو قبول نہ کیا اور کہا: یہ لوگ شہرہ اور دکھلاوا چاہتے ہیں۔

٣٧٤٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قال: «فَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فلَمْ يُجِبْ، وَحَصَبَ الرَّسُولَ».

۳۷۴۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن میسّب سے یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ تیسرے دن بلایا گیا تو دعوت قبول نہ کی اور پیغام لانے والے کو کنکر دے مارا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شیخ عبدالتواب ملتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر تینوں دن کھانے والے لوگ ایک ہی ہوں تو تیسرے دن کی دعوت ناجائز ہے۔ اگر مختلف ہوں تو ایام کی کثرت کا کوئی حرج نہیں جو کہ سلف سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' النکاح' باب حق إجابة الوليمة والدعوة ومن أَوْلَم سبعة أيام و نحوه)

(المعجم ٤) - **بَابُ الإِطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ** (التحفة ٤)

باب:۴- سفر سے واپس پہنچنے پر کھانا کھلانا

٣٧٤٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ

۳۷۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

٣٧٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٧٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الطعام عند القدوم، ح: ٣٠٨٩ من حديث وكيع به.

قال: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ، عن مُحَارِبِ ابنِ دِثَارٍ، عن جَابِرٍ قال: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً.

ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کی تھی۔

فائدہ: شاید یہ غزوۂ تبوک سے واپسی کا واقعہ ہو۔ (بذل المجهود)

(المعجم ٥) - باب مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ (التحفة ٥)

باب:۵- ضیافت (مہمانی) کا بیان

٣٧٤٨- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ».

۳۷۴۸- حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے' خوب خدمت اور مدارات ایک دن رات ہے' مہمانی تین دن ہوتی ہے' اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے میزبان کے پاس ڈیرا ڈال لے کہ اس کے لیے مشقت اور بوجھ بن جائے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكم أَشْهَبُ قال: وَسُئِلَ مَالِكٌ عن قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ»، قال: يُكْرِمُهُ وَيُتْحِفُهُ وَيَحْفَظُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ضِيَافَةٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ بسند حارث بن مسکین' اشہب سے مروی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے نبی ﷺ کے فرمان: [جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ] کا مفہوم پوچھا گیا' تو انہوں نے کہا کہ ایک دن رات اس کی خوب عزت افزائی کرے' اسے تحفہ دے اور اس کا خوب خیال کرے اور تین دن تک مہمانی ہے۔

فوائد ومسائل: ① [جائزة] کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مہمان کے روانہ ہوتے وقت بھی اسے اس قدر دے کہ ایک دن رات کی مسافت آسانی سے طے ہو جائے۔ (فتح الباری ٦١٣٥) ② مہمان کے لیے لازم ہے کہ اپنے میزبان کے احوال کا خیال رکھے اور اس کے لیے اذیت یا مشقت کا باعث نہ بنے۔ ③ میزبان اگر مطالبہ کرے یا کوئی اضطراری کیفیت ہو تو تین دن سے زیادہ بھی ٹھہر سکتا ہے' مگر یہ خدمت میزبان کی طرف سے صدقہ ہوگی۔

٣٧٤٨_ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه . . . الخ، ح: من حديث

٣٧٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَمُحمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَاصِمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أيَّامٍ فَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۳۷۴۹-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میزبانی تین دن ہے جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔''

٣٧٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَخَلَفُ بنُ هِشَامٍ قالَا: حدثنا أبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن عَامِرٍ، عن أبي كَرِيمَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إنْ شَاءَ اقْتَضَى، وَإنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۵۰-حضرت ابوکریمہ (مقدام بن معدی کرب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک رات کی ضیافت ہر مسلمان پر حق لازم (واجب) ہے۔ جو شخص کسی کے صحن میں اترے تو ضیافت اس پر قرض ہے، مہمان چاہے تو وصول کر لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔''

٣٧٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حدَّثني أبُو الْجُودِيِّ عن سَعِيدِ ابنِ أبي المُهَاجِرِ، عن المِقْدَامِ أبِي كَرِيمَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أيُّمَا رَجُلٍ أضَافَ قَوْمًا فأصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَإنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَتَّى يَأْخُذَ بِقِرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ».

۳۷۵۱-حضرت مقدام (بن معدیکرب) ابوکریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی قوم کا مہمان ہو پھر وہ ضیافت سے محروم رہے تو اس کی نصرت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے حتی کہ وہ ان سے اپنی ایک رات کی ضیافت حاصل کر لے۔ اس کی کھیتی سے اور مال سے۔''

٣٧٥٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال:

۳۷۵۲-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٧٤٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٤ من حديث حماد بن سلمة به * عاصم هو ابن بهدلة.

٣٧٥٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب حق الضيف، ح: ٣٦٧٧ من حديث منصور به.

٣٧٥١- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣١ من حديث شعبة به، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ١٣٢، والحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ٤/ ١٥٩.

٣٧٥٢- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف، ح: ٦١٣٧، ومسلم، اللقطة، باب الضيافة ونحوها، ح: ١٧٢٧ عن قتيبة به.

حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أبي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قال: قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلا يَقْرُونَنَا، فَمَا تَرَى؟ فقال لَنَا رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فاقْبَلُوا، فإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ».

ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں روانہ فرماتے ہیں ہم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اگر تم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرو تو اگر وہ تمہارے لیے اس چیز کا کہیں جو مہمان کے لائق ہے تو اسے قبول کرلو اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے اپنا حق ضیافت وصول کرو جو لائق اور مناسب ہو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذِهِ حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ يَأْخُذُ الشَّيْءَ إِذَا كَانَ لَهُ حَقًّا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ انسان اپنا حق وصول کرسکتا ہے۔



(المعجم ٦) - باب نَسْخِ الضَّيْفِ فِي الأَكْلِ مِنْ مَّالِ غَيْرِهِ (التحفة ٦)

باب:٦- دوسرے کا مال بطور ضیافت کھانے کی حرمت منسوخ ہوچکی ہے

٣٧٥٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المروَزِيُّ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ [النساء: ٢٩] فَكَانَ الرَّجُلُ يَحْرَجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ، فَنَسَخَ ذٰلِكَ الآيَةُ الَّتِي في النُّورِ، فقالَ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا۟ مِنۢ بُيُوتِكُمْ﴾ - إلى قَوْلِهِ - ﴿أَشْتَاتًا﴾ [النور: ٦١] كَانَ

٣٧٥٣- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے سورۃ النساء کی آیت (٢٩) کی تفسیر میں فرمایا ﴿لَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ......﴾ ''تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔'' اس آیت کے اترنے پر لوگ ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے میں حرج سمجھتے تھے۔ پھر سورۂ نور کی آیت: ٦١ نے اس کو منسوخ کردیا۔ فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ...... اَشْتَاتًا﴾ ''تم پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں

٣٧٥٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به.

الرَّجُلُ يَعْنِي الْغَنِيَّ - يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قَالَ: إِنِّي لَأَجَّنَّحُ أَنْ آكُلَ مِنْهُ - وَالتَّجَنُّحُ: الْحَرَجُ - وَيَقُولُ: المِسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي، فَأُحِلَّ فِي ذٰلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ.

کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے' اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم سب ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' (اسی طرح) کوئی غنی اپنے اہل کے کسی فرد کو کھانے کی دعوت دیتا تو وہ کہتا کہ میں اس کے کھانے میں حرج سمجھتا ہوں' کوئی اور مسکین اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ چنانچہ اس آیت کے ذریعے سے حلال ٹھہرایا گیا ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ کھالیا کریں اور (ایسے ہی) اہل کتاب کا کھانا بھی حلال کر دیا گیا۔

فائدہ: سورۂ نساء کی آیت سے بعض صحابہ نے یہ سمجھا کہ تجارت کے بغیر کسی کے ہاں کھانا کھانا' اکل بالباطل (ناجائز) ہے۔ اسی طرح بعض مال دار اپنے غریب رشتے دار کے ہاں کھانے میں حرج سمجھتے تھے' سورۂ نور کی آیت سے ان دونوں شبہات کا ازالہ کر کے واضح کر دیا گیا کہ تم تجارت کے بغیر بھی ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھا سکتے ہو۔ اسی طرح مال دار شخص اپنے غریب رشتے دار کے گھر کھانا کھا سکتا ہے' صرف ایک شرط ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ (التحفة ٧)

باب:۷-(بطور فخر وریا) مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا کھانا

٣٧٥٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بنِ خِرِّيتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ

۳۷۵۴- عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: بلاشبہ نبی ﷺ نے مقابلہ بازی میں آ کر کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٥٤- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٢٨، ١٢٩، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ١١/ ٣٨٤، ح: ٤٠١، وللحديث شواهد.

النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ .

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَكْثَرُ مَنْ رَوَاهُ عن جَرِيرٍ لا يَذْكُرُ فيهِ ابنَ عَبَّاسٍ . وَهَارُونُ النَّحْوِيُّ ذَكَرَ فيهِ ابنَ عَبَّاسٍ أَيْضًا . وَحَمَّادُ بنُ زَيْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ .

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جریر کے اکثر شاگرد اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذکر نہیں کرتے۔ البتہ ہارون نحوی نے ان کا نام لیا ہے۔ حماد بن زید نے بھی ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی ان کی روایت مرسل ہوئی۔)

فائدہ: مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا مقصد محض فخر وریا اور حصول شہرت ہو تو ایسے کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٨) - **باب الرَّجُلِ يُدْعَى فَيَرَى مَكْرُوهًا** (التحفة ٨)

باب:٨-ایسی دعوت میں جانا جس میں کوئی غیر شرعی بات ہو



٣٧٥٥- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ رَجُلًا أَضَافَ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فقالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا، فَدَعَوْهُ فَجَاءَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ، فقالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: الْحَقْهُ انْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا رَدَّكَ؟ فقال: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا».

٣٧٥٥-حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا (اور ان کے گھر بھیج دیا) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بلا لیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ تناول فرمالیں (تو بہت خوب ہو) چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی اور آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا اور ایک منقش پردہ دیکھا جو گھر کی ایک جانب میں لگایا گیا تھا' تو آپ علیہ السلام واپس ہو لیے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: نبی ﷺ سے ملیں اور معلوم کریں کہ کس چیز نے آپ کو واپس لوٹایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے

٣٧٥٥_ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب إذا رأى الضيف منكرًا رجع، ح: ٣٣٦٠ من حديث حماد بن سلمة به .

واپس آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے لائق نہیں یا کہا کہ نبی کو لائق نہیں کہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔''

فائدہ: ① گھروں میں دیواروں کو غیر ضروری رنگا رنگ منقش پردوں وغیرہ سے مزین کرنا اسلامی ثقافت کے منافی ہے۔ ② اور اسی طرح جس دعوت میں کسی غیر شرعی بات کا ارتکاب ہو اس میں بھی شرکت درست نہیں۔ بالخصوص ایسی شخصیات کے لیے جو عوام کے ہاں شرعی امور میں معتبر ہوں' ان کی شرکت اور پھر منکرات پر ان کی خاموشی ایک لحاظ سے رضامندی سمجھی جاسکتی ہے جو ان کے حق میں بہت بڑا عیب ہے۔ ③ اور ایسے گھر جن کی تعمیر ہی منکرات وفواحش اور غیر شرعی کاموں کے لیے ہوتی ہے' وہاں جانا حرام ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابٌ: إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيُّهُمَا أَحَقُّ** (التحفة ٩)

باب:۹- جب دو داعی اکٹھے ہو جائیں تو کون زیادہ حق دار ہے؟

٣٧٥٦- **حَدَّثَنَا** هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدِ السَّلَامِ بنِ حرْبٍ، عن أَبي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن أَبي الْعَلَاءِ الأَوْدِيِّ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا، وَإِن سَبَقَ أَحَدُهُمَا فأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ».

۳۷۵۶- ایک صحابی سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب دو شخص دعوت دینے والے اکٹھے ہو جائیں تو اس کی دعوت قبول کر جس کا دروازہ ان میں سے زیادہ قریب ہو کیونکہ جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اسی کی ہمسائیگی زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک پہلے آیا ہے تو پہلے آنے والے کی قبول کر۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے بھی یہ ترتیب ثابت ہے اور اکثر علماء کا عمل بھی اسی پر ہے۔

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالعَشَاءُ** (التحفة ١٠)

باب:۱۰- جب نماز تیار ہو اور رات کا کھانا بھی

٣٧٥٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ

۳۷۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت

٣٧٥٦- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/٤٠٨ عن عبدالسلام بن حرب به، وضعفه الحافظ في التلخيص الحبير: ٣/١٩٦ * أبوخالد الدالاني عنعن وهو مدلس.

٣٧٥٧- **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلوٰة، ح: ٦٧٣، ◄◄

وَمُسَدَّدٌ، المَعنى، قال أَحْمَدُ: حدَّثني يَحْيَى الْقَطَّانُ [وقال مسدَّدٌ: حَدَّثنا يَحْيَى] عن عُبَيْدِالله قال: حدَّثني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَفْرُغَ». زَادَ مُسَدَّدٌ: وكَانَ عَبْدُ الله إِذَا وُضِعَ عَشَاؤُهُ - أَوْ حَضَرَ عشَاؤُهُ - لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنْ سَمِعَ الإِقَامَةَ وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الإِمَامِ.

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا رات کا کھانا رکھ دیا گیا ہو اور نماز کی اقامت بھی ہو گئی ہو تو (نماز کے لیے) نہ اٹھے حتی کہ کھانے سے فارغ ہو جائے۔'' مسدد نے مزید کہا کہ حضرت عبداللہ (بن عمر) ؓ کے لیے رات کا کھانا رکھ دیا جاتا...... یا شام کا کھانا تیار ہو جاتا...... تو وہ کھانے سے فارغ ہو جانے تک نہ اٹھتے خواہ اقامت سن لیتے یا امام کی قراءت سن رہے ہوتے۔

 فائدہ: نماز ایسی عبادت ہے جس میں رب ذوالجلال سے مناجات ہوتی ہے تو انسان کو اپنے فطری عوارض سے فارغ ہو کر پوری یکسوئی سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ کھانے پر پہنچنے سے پہلے نماز کا بوجھ اتارنے کی کوشش قطعاً مناسب نہیں۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کے تقاضے ہیں' ضروری ہے کہ انسان پہلے ان امور سے فارغ ہو لے' ایسا نہ ہو کہ دھیان کھانے وغیرہ کی طرف لگا ہو اور نماز میں یکسوئی حاصل نہ ہو پائے۔



٣٧٥٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ قال: حَدَّثَنا مُعَلَّى يَعني ابنَ مَنْصُورٍ، عن مُحمَّدِ بنِ مَيْمُونٍ، عن جَعْفَرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن أَبِيهِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُؤَخَّرُ الصَّلَاةُ لِطَعَامٍ وَلا لِغَيْرِهِ».

٣٧٥٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے یا کسی اور وجہ سے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے۔''

٣٧٥٩- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ

٣٧٥٩- جناب عبداللہ بن عبید بن عمیر نے کہا کہ

◀◀ ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ٥٥٩ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٠.

٣٧٥٨ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٢٣ من حديث محمد بن ميمون الزعفراني به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور.

٣٧٥٩ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه البيهقي: ٣/ ٧٤ من حديث أبي داود به.

قال: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قال: أخبرنا الضَّحَّاكُ بنُ عُثْمانَ عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ قال: كُنْتُ مَعَ أَبِي في زَمَانِ ابنِ الزُّبَيْرِ إلى جَنْبِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، فقالَ عَبَّادُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ: إِنَّا سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فقال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: وَيْحَكَ! مَا كَانَ عَشَاؤُهُمْ؟ أَتُرَاهُ كان مِثْلَ عَشَاءِ أَبِيكَ!؟.

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے دور کی بات ہے کہ میں اپنے والد (عبید بن عمیر) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ عباد بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ (نماز سے پہلے) عشائیے (رات کے کھانے) سے ابتدا کی جائے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: افسوس تم پر! بھلا ان کا عشائیہ کیا ہوتا تھا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے باپ کے عشائیے کی طرح ہوتا تھا؟ (یعنی کیا انواع واقسام کے کھانے ہوتے تھے؟)

فائدہ: حضرت جابر ؓ والی روایت (۳۷۵۸) سنداً ضعیف ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر والی روایت صحیح ہے اور پچھلی حدیث کے مفہوم کی تائید کرتی ہے۔ باب کی پہلی حدیث میں نماز سے پہلے کھانے اور دو احادیث کھانے کے لیے نماز کو مؤخر نہ کرنے کی تاکید کرتی ہیں۔ علامہ خطابی ؒ دونوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کھانے کی طلب بہت زیادہ ہو اور دستر خوان بھی لگا دیا گیا ہو تو پہلے کھانا کھا لیا جائے۔ لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو' کھانے میں تکلفات ہوں اور بہت زیادہ دیر لگتی ہو اور نماز کا وقت یا جماعت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے نماز پڑھ لی جائے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا بیان

٣٧٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ قال: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فقالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ فقالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ».

۳۷۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلے تو آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ صحابہ نے کہا: کیا آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے وضو کا حکم اسی وقت ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے کے وقت دوبارہ دھونے کا اہتمام کوئی سنت نہیں ہے۔

٣٧٦٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام، ح: ١٨٤٧، والنسائي، ح: ١٣٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

② بیت الخلا میں فراغت کے بعد ہاتھ اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہیں' کھانے کے لیے انہیں دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ ③ ہر وقت با وضو رہنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔ ④ کھانے کے وقت وضو کا اہتمام بہتر ہے ضروری نہیں۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ** (التحفة ١٢)

باب:...... کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا بیان

٣٧٦١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: أخبرنا قَيْسٌ عن أَبِي هَاشِمٍ، عن زَاذَانَ، عن سَلْمَانَ قال: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فقال: «بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ»،

۳۷۶۱-حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے پہلے وضو کر لینا باعث برکت ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''کھانے کی برکت وضو میں ہے کہ کھانے سے پہلے کیا جائے اور بعد میں بھی۔''



وكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ.

اور جناب سفیان کھانے سے پہلے وضو کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي طَعَامِ الْفَجْأَةِ** (التحفة ١٣)

باب:۱۲- اچانک کھانے کے موقع پر (بغیر ہاتھ دھوئے) کھانا

٣٧٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي مَرْيَمَ قال: حدثنا عَمِّي يعني سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ، قال: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ قال: أخبرني خَالِدُ بنُ يَزِيدَ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ قال: أَقْبَلَ رَسُولُ الله ﷺ

۳۷۶۲-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک پہاڑی کی گھاٹی کی طرف سے تشریف لائے۔ آپ قضائے حاجت سے آئے تھے اور ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں رکھی تھیں۔ ہم نے آپ کو دعوت دی تو آپ نے ہمارے ساتھ مل کر تناول

٣٧٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الوضوء قبل الطعام وبعده، ح: ١٨٤٦ من حديث قيس بن الربيع به، وذكر كلامًا * قيس بن الربيع ضعيف، والحديث ضعفه أبوحاتم الرازي وغيره.
٣٧٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧، ح: ١٥٣٤٥ من حديث أبي الزبير المكي به، وهو

مِنْ شِعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ، فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً.

فرمائیں اور پانی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

فوائد ومسائل: ① علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ اگر دعوت دینے والے نے پیشگی دعوت نہ دے رکھی ہو تو اچانک اس کے کھانے میں شریک ہونا ناپسند سمجھا جاتا ہے الا یہ کہ آثار وقرائن سے واضح ہو کہ صاحب طعام فراخ دلی سے پیش کش کر رہا ہے تو شریک ہو جائے۔ ② مذکورہ دونوں روایات (ہاتھ دھونے والی اور نہ دھونے والی) ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہیں۔ بنابریں کھانے کے وقت ہاتھ دھونے ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ صاف نہ ہوں تو پھر دھونے ضروری ہوں گے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ (التحفة ١٤)

باب:۱۳-کھانے میں عیب جوئی مکروہ ہے

٣٧٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَعْمَشِ، عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: مَا عَابَ رَسُولُ الله ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

۳۷۶۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ آپ کی طبیعت چاہتی تو تناول فرما لیتے اگر ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔

فوائد ومسائل: ① انسان اللہ کی نعمت کھانے سے رہ بھی نہ سکے اور پھر اس کی عیب جوئی بھی کرے یہ بہت بری خصلت ہے۔ اگر کھانا تیار کرنے والے کی تقصیر ہو تو اس کو مناسب انداز سے سمجھا دینا چاہیے۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جا سکتا ہے کہ انسان نے کسی شخص یا ادارے سے کوئی معاہدہ طے کیا ہو اور طے شدہ امور وشرائط پر معاملہ چل رہا ہو تو مناسب نہیں کہ اس ادارے یا افراد پر بلاوجہ معقول طعن وتشنیع کرے۔ یا تو بخیر وخوبی ساتھ نبھائے یا بھلے انداز سے جدا ہو جائے۔ تاہم نصیحت اور خیر خواہی کا اسلامی' شرعی اور اخلاقی حق اچھے طریقے سے ادا کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٥)

باب:۱۴-اکٹھے مل کر کھانا کھانے کا بیان

٣٧٦٣- **تخريج:** أخرجه البخاري، الأطعمة، باب: ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح:٥٤٠٩ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأشربة، باب: لا يعيب الطعام، ح:٢٠٦٤ من حديث سفيان به.

٣٧٦٤- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حدَّثني وَحْشِيُّ بنُ حَرْبٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ؛ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّا نَأْكُلُ وَلا نَشْبَعُ، قال: «فَلَعَلَّكُم تَفْتَرِقُونَ؟» قالُوا: نَعَمْ، قال: «فاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُم وَاذْكُرُوا اسْمَ الله عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُم فِيهِ».

۳۷۶۴- وحشی بن حرب اپنے والد سے اور وہ (وحشی کے) دادا صحابی (وحشی بن حرب) ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر کھاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو' اس میں تمہارے لیے برکت پیدا کر دی جائے گی۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: إذَا كُنْتَ في وَلِيمَةٍ فَوُضِعَ الْعَشَاءُ فَلَا تَأْكُلْ، حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: جب تم کسی دعوت میں شریک ہو اور عشائیہ (کھانا) سامنے رکھ دیا جائے تو جب تک گھر والا اجازت نہ دے مت کھاؤ۔



فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک ضعیف الاسناد ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور جنہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے وہ اس حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ کرتے ہیں۔ ② کھانے پر اکٹھے ہونے میں الفت ومودت کے ساتھ ساتھ برکت بڑھتی ہے۔ دوستوں میں اگر کوئی شکر رنجی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ عام اجتماعات کے علاوہ گھروں میں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اس طرح برکت کے علاوہ نوخیز بچوں کو آداب مجلس کی تربیت ملتی ہے۔ ③ بعض علماء نے اس سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک ہی برتن میں کھانے کی ترغیب ہے۔ امام ابوداود ؒ نے جس اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ کھانے کے آداب کا اہم حصہ ہے۔

(المعجم ١٥) - باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٦)

باب:۱۵- کھانے پر بِسۡمِ اللّٰہ پڑھنا

٣٧٦٥- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ قال:

۳۷۶۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے نبی ﷺ

٣٧٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الاجتماع على الطعام، ح:٣٢٨٦ من حديث الوليد بن مسلم به، ولم يصرح بالسماع المسلسل ومع ذلك صححه ابن حبان، ح:١٣٤٥ * وحرب بن وحشي لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٧٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:٢٠١٨ من حديث أبي عاصم به.

حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ الله عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قال الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُم وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ الله عِنْدَ دُخُولِهِ قال الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ المَبِيتَ، فإِذَا لَمْ يَذْكُرِ الله عِنْدَ طَعَامِهِ قال: أَدْرَكْتُمُ المَبِيتَ وَالْعَشَاءَ».

کو فرماتے سنا: ''انسان جب اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لیتا ہے اور پھر اپنے کھانے پر بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں نہ رات کا کوئی ٹھکانا ہے اور نہ رات کا کھانا۔ اور جب انسان داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات کا ٹھکانا مل گیا اور جب کھانے پر بھی اللہ کا نام نہ لے تو کہتا ہے: تمہیں رات کے ٹھکانے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی مل گیا۔''

فائدہ: شیطان اور اس کے چیلے چانٹے نظر نہیں آتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّهُ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف:٢٧) ''بے شک شیطان اور اس کا لشکر تمہیں ایسے مقام سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔'' اور ان کے حملے انتہائی مخفی شدید اور مسلسل ہیں۔ ان سے بچاؤ کا یقینی طریقہ اللہ کا نام لینا ہے۔

٣٧٦٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن خَيْثَمَةَ، عن أَبِي حُذَيْفَةَ، عن حُذَيْفَةَ قال: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ الله ﷺ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ في الطَّعَامِ، فأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا في الطَّعَامِ، قال: فأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهَا وَقال: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ

٣٧٦٦- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم میں سے کوئی کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع نہ کر لیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک بدوی آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا تھا' پس وہ آگے بڑھا کہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک چھوٹی بچی آئی گویا اسے (بھی) دھکیلا جا رہا تھا' اس نے بھی آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور فرمایا: ''جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو شیطان

٣٧٦٦- **تخريج:** أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:٢٠١٧ من حديث أبي معاوية الضرير به.

اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذَا الأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَجَاء بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أَيْدِيهِمَا».

اسے اپنے لیے حلال سمجھ لیتا ہے۔ وہ اس بدوی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے سے کھانا حاصل کر سکے' مگر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس بچی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے سے کھانا لے سکے' تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اس کا ہاتھ' ان (دونوں) کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔''

فائدہ: شیطان جب نبی ﷺ کی مجلس طعام میں حملہ آور ہونے سے باز نہیں آیا تو عام مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے تحفظ کا معتمد طریقہ ارشاد فرما دیا ہے اور وہ ہے کھانا شروع کرتے وقت [بسم اللّٰہ] کا پڑھنا۔



٣٧٦٧- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ قال: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عن هِشَامٍ يَعْنِي ابنَ أبي عَبْدِ الله الدَّسْتَوَائِيِّ، عن بُدَيْلٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدٍ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ كُلْثُومٍ، عن عَائِشَةَ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم فَلْيَذْكُرِ اسْمَ الله فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ الله في أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ الله أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ».

٣٧٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی کھانا کھانے لگے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے۔ اگر شروع میں بھول جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: [بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَه] ''اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔''

٣٧٦٨- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قال: حَدَّثَنا عِيسَى يَعني ابنَ

٣٧٦٨- حضرت امیہ بن مخشی ؓ ایک صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے

٣٧٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في التسمية على الطعام، ح:١٨٥٨ من حديث هشام الدستوائي به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٣٢٦٤، وصححه ابن حبان، ح:١٣٤١، والحاكم: ٤/١٠٨، ووافقه الذهبي.

٣٧٦٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/٣٣٦، والنسائي في الكبرٰى، ح:١٠١١٣، وعمل اليوم والليلة، ح:٢٨٢ من حديث جابر بن صبح به، وصححه الحاكم: ١/١٠٨، ١٠٩، ووافقه الذهبي * المثنى بن

يُونُسَ، قال: حَدَّثَنا جَابِرُ بنُ صُبْحٍ قال: حَدَّثَنا الْمُثَنَّى بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُزَاعِيُّ عن عَمِّهِ أُمَيَّةَ بنِ مَخْشِيٍّ وكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ، قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فلَمَّا رَفَعَهَا إِلٰى فِيهِ قال: بِسْمِ الله أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قال: «مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ الله اسْتَقَاءَ مَا في بَطْنِهِ».

جبکہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔حتی کہ جب اس کے کھانے سے ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: [بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَه] ''اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔'' تو نبی ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: ''شیطان اس کے ساتھ کھائے جا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اس نے وہ سب قے کر کے نکال دیا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: جَابِرُ بنُ صُبْحٍ جَدُّ سُلَيْمَانَ ابنِ حَرْبٍ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ جابر بن صبح' سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

فائدہ: بھول جانے کی صورت میں یہی دعا پڑھنی چاہیے جیسے کہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزرا ہے۔معلوم رہے کہ شیاطین کی کئی قسمیں ہیں۔ان میں سے کچھ کھاتے' پیتے اور مباشرت بھی کرتے ہیں۔ان کا کھانا پینا بائیں ہاتھ سے ہوتا ہے تمام شیاطین سے تحفظ اللہ کے ذکر ہی سے ممکن ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الأَكْلِ مُتَّكِئًا (التحفة ١٧)

باب:١٦-سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) کھانا

٣٧٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ قال: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا آكُلُ مُتَّكِئًا».

٣٧٦٩-حضرت ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ) ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) نہیں کھاتا۔''

٣٧٧٠- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى

٣٧٧٠-حضرت انس ؓ بیان کرتے تھے کہ نبی

٣٧٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح:٥٣٩٨ من حديث علي بن الأقمر به.

٣٧٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تواضع الآكل وصفة قعوده، ح:٢٠٤٤ من حديث مصعب بن سليم، والنسائي في الكبرٰى، ح:٦٧٤٤ من حديث وكيع به.

الرَّازِيُّ قال: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن مُصْعَبِ بنِ سُلَيْمٍ قال: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: بَعَثَني النَّبِيُّ ﷺ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٍ.

ﷺ نے مجھے (کسی کام سے) بھیجا۔ پھر میں آپ کے پاس واپس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور اقعاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

٣٧٧١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن شُعَيْبِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو، عن أَبِيهِ قال: مَا رُئِيَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ.

۳۷۷۱- جناب شعیب بن عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے تکیہ لگا کر کھانا کھایا ہو یا دو آدمیوں نے بھی آپ کی ایڑیاں روندی ہوں (ایسے نہیں ہوا کہ آپ تکبرانہ انداز سے آگے آگے چلیں اور لوگ آپ کے پیچھے ہوں۔)



توضیح: [إقعاء] یعنی اس طرح زمین پر بیٹھ جانا کہ پنڈلیاں سامنے کھڑی ہوں۔ اس صورت میں بعض اوقات پیچھے سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ استشہاد کیا جا سکتا ہے کہ بیماری اور کمزوری وغیرہ کی صورت میں سہارا لینا جائز ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ ایک روایت میں [مُقْعٍ] کی بجائے [مُحْتَفِزٌ] کا لفظ آیا ہے یعنی اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہر حال عام روایات سے ثابت ہے کہ سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) کھانا سنت کے خلاف ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ خوب جم کر اور نکھر کر بیٹھنے کو بھی [اتّکاء] میں شمار کرتے ہیں جیسے کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھنا کہ اس صورت میں انسان بہت زیادہ کھانا کھا لیتا ہے۔ الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ علمائے کرام (غزالی وغیرہ) افضل صورت یہ بتاتے ہیں کہ گھٹنوں کے بل بیٹھے یا دایاں گھٹنا کھڑا کیا ہو اور بائیں پر بیٹھ جائے۔ جیسے کہ بعض دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ (التحفة ١٨)

باب:۱۷- پیالے کے اوپر کے حصے سے کھانا (درست نہیں)

٣٧٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ،

۳۷۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب کوئی کھانا

٣٧٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من كره أن يوطأ عقباه، ح: ٢٤٤ عن موسى ابن إسماعيل به.

٣٧٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في كراهية الأكل من وسط الطعام، ح: ١٨٠٥، وابن ماجه، ح: ٣٢٧٧ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلٰكِنْ يَأْكُلُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا».

کھانے لگے تو پیالے کے اوپر (درمیان) سے نہ کھائے بلکہ نیچے (ایک جانب) سے کھائے۔ بلاشبہ برکت اس کے اوپر کی طرف سے اترتی ہے۔''

٣٧٧٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ الْحِمْصِيُّ قالَ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عِرْقٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابنُ بُسْرٍ قالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، يُقَالُ لَهَا: الْغَرَّاءُ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى، أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا، فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا».

٣٧٧٣-حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا ایک بہت بڑا طشت تھا' جسے غَرَّاء کہا جاتا تھا' اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوا اور انہوں نے ضحیٰ کی نماز پڑھ لی تو اس طشت کو لایا گیا جبکہ اس میں ثرید بنایا گیا تھا (یعنی شوربے میں روٹی بھگوئی گئی تھی)۔ سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ جب لوگوں کی کثرت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے ٹیک لیے۔ ایک بدوی نے کہا: بیٹھنے کا یہ کیسا انداز ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے نیک خو بندہ بنایا ہے' نہ کہ متکبر سرکش۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی اطراف سے کھاؤ اور چوٹی کو چھوڑ دو' اس میں برکت ہوگی۔''

(المعجم ١٨) - بابُ الْجُلُوسِ عَلٰى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعضُ مَا يُكرَهُ (التحفة ١٩)

باب:١٨-جس دسترخوان پر مکروہات کا استعمال ہو اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے

٣٧٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بنِ

٣٧٧٤-جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٣٧٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح: ٣٢٦٣ عن عمرو بن عثمان به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٠٧، ووافقه الذهبي.

٣٧٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٩ من حديث كثير بن هشام به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي لعلته، وفيه علة أخرى، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند البيهقي: ٧/ ٢٦٦.

بُرْقَانَ، عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ سَالِمٍ، عنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ مَطْعَمَيْنِ، عنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ.

نے کھانے کے متعلق دو باتوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک ایسے دسترخوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جائے' دوسرے پیٹ کے بل اوندھے لیٹ کر کھانا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث جعفر نے زہری سے نہیں سنی یہ روایت منکر ہے۔

٣٧٧٥- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنا أَبِي قال: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ عنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثُ.

۳۷۷۵- ہارون بن زید بن ابی الزرقاء نے کہا ہمیں میرے والد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں جعفر نے بیان کیا کہ اسے زہری سے یہ حدیث پہنچی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے یعنی دوسری صحیح روایات سے یہ مضمون ثابت ہے۔ بنا بریں ایسا دسترخوان یا ایسی مجالس جہاں حرام ہو' ان میں شرکت ناجائز اور حرام ہے سوائے اس کے کہ شریک ہو کر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کرے۔



(المعجم ١٩) - باب الأَكْلِ بِالْيَمِينِ (التحفة ٢٠)

باب:۱۹- دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم

٣٧٧٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني أَبُو بَكْرِ بنُ عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ عن جَدِّهِ ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

۳۷۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیے' بلاشبہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اپنے بائیں سے پیتا ہے۔''

٣٧٧٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب تفسير ذلك، ح: ٤٥٢٠ عن هارون بن زيد به.

٣٧٧٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٠ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في جزءه، ح: ٥، ومسند أحمد: ٢/٨.

فائدہ: دائیں ہاتھ سے کھانا پینا واجب ہے۔ نیز برے لوگوں کی مشابہت سے بچنا بھی لازم ہے۔

٣٧٧٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ لُوَيْنٌ عن سُلَيْمانَ بنِ بِلَالٍ، عن أَبِي وَجْزَةَ، عن عُمَرَ بنِ أبي سَلَمَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ادْنُ مِنِّي، فَسَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ».

۳۷۷۷-حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے قریب ہو جاؤ' اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''

فائدہ: بچوں اور خادموں وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا سنت نبوی ہے' نیز بچوں اور کم علم لوگوں کو شرعی آداب کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ بالخصوص کھانے کے بارے میں مذکورہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي أَكْلِ اللَّحْمِ (التحفة ٢١)

باب:۲۰-گوشت کھانے کا بیان

٣٧٧٨- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حَدَّثَنا أَبُو مَعْشَرٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فإنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الأَعَاجِمِ وَانْهَسُوهُ فإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

۳۷۷۸-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گوشت چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ' کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے' بلکہ دانتوں سے کاٹ کر اور نوچ کر کھاؤ' اس طرح یہ زیادہ لذت دیتا ہے اور خوب ہضم ہوتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ نے اس روایت کے ضعیف ہونے کا تذکرہ اس لیے بھی فرمایا کہ پتہ چل جائے کہ یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے مقابلے میں نہیں آ سکتی جس میں چھری سے کاٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (عون المعبود) امام بخاری ؒ نے پانچ مختلف ابواب میں یہ حدیث بیان کی ہے' انہوں نے اس روایت سے ''چھری سے کاٹ کر گوشت کھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔'' دیکھیے: (فتح الباری' کتاب الوضوء' باب من لم یتوضأ من لحم الشاة والسويق و کتاب الجهاد والسير' باب ما يذكر في السكين)

٣٧٧٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٢٧ عن لوين به * وأبووجزة صرح بالسماع.

٣٧٧٨- تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * أبومعشر نجيح السندي ضعيف (تقريب).

٣٧٧٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حدثنا ابنُ عُلَيَّةَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن عُثْمانَ بنِ أبِي سُلَيْمانَ، عن صَفْوانَ بنِ أُمَيَّةَ قال: كُنْتُ آكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فآخُذُ اللَّحْمَ بِيَدِي مِنَ الْعَظْمِ، فقال: «أدْنِ الْعَظْمَ مِنْ فِيكَ فإنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

۳۷۷۹- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور اپنے ہاتھ سے ہڈی پر سے گوشت جدا کر رہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہڈی اٹھا کر اپنے منہ سے لگاؤ (یعنی نوچ کر کھاؤ) بے شک اس طرح یہ زیادہ لذیذ لگتا ہے اور ہضم خوب ہوتا ہے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوانَ، وَهُوَ مُرْسَلٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان نے صفوان سے نہیں سنا اور یہ روایت مرسل ہے۔

٣٧٨٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَ: أخبرنا أَبُو دَاوُدَ قال: أخبرنا زُهَيْرٌ عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعْدِ بنِ عِيَاضٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: كَانَ أَحَبَّ الْعُرَاقِ إلى رَسُولِ الله ﷺ عُرَاقُ الشَّاةِ.

۳۷۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری کی ایسی ہڈی بہت پسند تھی جس پر سے گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا باقی ہو۔“

٣٧٨١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الإسْنَادِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ، قال: وَسُمَّ في الذِّرَاعِ، وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُّوهُ.

۳۷۸۱- جناب ابوداود (الطیالسی) رحمہ اللہ نے اسی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ بیان کیا کہ آپ کو دستی کے گوشت ہی میں زہر دینے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ کارستانی یہودیوں نے کی تھی۔

٣٧٧٩- تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠١ من حديث إسماعيل ابن علية به، وصححه الحاكم: ٤/ ١١٢، ١١٣، ووافقه الذهبي، والسند منقطع، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٧٨٠- تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٦٥٤ عن هارون بن عبدالله، والترمذي في الشمائل، ح: ١٦٨ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ٣٨٨ * أبوإسحاق عنعن، وحديث البخاري، ح: ٣٣٤٠، ومسلم، ح: ١٩٤ يغني عنه.

٣٧٨١- تخريج: [**إسناده ضعيف**] انظر الحديث السابق، وأخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٨ عن محمد بن بشار به، والحديث الصحيح يغني عنه.

(المعجم ٢١) - **بَابٌ: فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ** (التحفة ٢٢)

باب:۲۱-کدو کھانے کا بیان

٣٧٨٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ الله ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قال أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قال أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاء مِنْ حَوَالَي الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ.

۳۷۸۲-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک درزی نے رسول ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کھانے میں گیا تھا۔ پس اس نے رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پیالے کے اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر رہے تھے' چنانچہ اس دن کے بعد میں کدو کو بہت پسند کرنے لگا ہوں۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت کا یہ مظہر تھا کہ شرعی امور کے علاوہ عام عادات میں بھی وہ آپ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ بھی بلا امتیاز ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے۔ نیز درزی کا پیشہ اختیار کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ ② دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ کھانا اپنے سامنے سے کھانا چاہیے تو ان احادیث میں تطبیق یوں ہے کہ جب کھانے میں مختلف اشیاء ہوں اور کوئی نسبتاً کم درجے کی چیز تلاش کر کے کھانا چاہے جسے کھانے میں شریک ساتھی بھی ناگوار نہ سمجھیں تو جائز ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی اس طرح تربیت فرمائی کہ کھانے کی نسبتاً کم قیمت چیز بھی رغبت سے کھانی چاہیے کیونکہ ہر چیز کے اپنے اپنے فائدے ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب جدید علم الاغذیہ نے اس بات کو خصوصاً سبزیوں کے فائدے کو اپنے طریق پر واضح کر کے رسالت مآب ﷺ کی سنت کی حکمت کو اجاگر کیا ہے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ** (التحفة ٢٣)

باب:۲۲-ثرید کھانے کا بیان

فائدہ: ثرد بنیادی طور پر توڑنے' ٹکڑے کرنے کا معنی دیتا ہے۔ شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو لیے جائیں تو

٣٧٨٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المرق، ح:٥٤٣٦ عن القعنبي، ومسلم، الأشربة، باب جواز أكل المرق واستحباب أكل اليقطين .... الخ، ح:٢٠٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٥٤٦، ٥٤٧.

اسے ''ثرید'' کہتے ہیں جب کہ کھجور' گھی اور پنیر وغیرہ کے مرکب کو ''حیس'' کہتے ہیں۔

٣٧٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ قال: حَدَّثَنا المُبَارَكُ بنُ سَعِيدٍ عن [عُمَرَ] بنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُبْزِ، وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَيْسِ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

۳۷۸۳- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ روٹی کا ثرید اور حیس کا ثرید رسول اللہ ﷺ کو سب کھانوں سے زیادہ پسند تھا۔

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا کہ یہ ضعیف ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثرید کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ ؓ کی دیگر عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کو دیگر کھانوں پر۔'' (صحیح البخاری' الأطعمة' حدیث: ۵۴۱۹ و صحیح مسلم' فضائل الصحابة' حدیث: ۲۴۴۶) اور اوپر ذکر ہوا ہے کہ آپ کے ایک درزی صحابی نے بھی اپنی ایک دعوت میں آپ کو ثرید ہی پیش کیا تھا۔ (صحیح بخاری' الأطعمة' حدیث: ۵۴۲۰) اور یہ ایک ہلکا' مقوی اور زود ہضم کھانا ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٣) - باب كَرَاهِيَةِ التَّقَذُّرِ لِلطَّعَامِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۳- کسی کھانے سے بلاوجہ بیزاری مکروہ ہے

٣٧٨٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قال: حَدَّثَنا سِمَاكُ بنُ حَرْبٍ قال: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بنُ هُلْبٍ عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فقال: إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرَّجُ مِنْهُ، فقال: «لا يَتَخَلَّجَنَّ في

۳۷۸۴- جناب قبیصہ بن ہُلب طائی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا تھا کہ کچھ کھانے ایسے ہیں جن کے کھانے میں میں حرج سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی (حلال) چیز تیرے سینے میں شک وشبہ نہ ڈالے' اس سے تو نصرانیوں (راہبوں)

٣٧٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ١/ ٣٩٣ من حديث المبارك بن سعيد به * رجل من أهل البصرة مجهول، وسقط ذكره في المستدرك: ٤/ ١١٦، فصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

٣٧٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في طعام المشركين، ح: ١٥٦٥، وابن ماجه، ح: ٢٨٣٠ من حديث سماك به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

نَفْسِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ».

کے مشابہ ہو جائے گا۔‘‘

فائدہ: شرعاً حلال اور پاکیزہ چیزوں میں بلاوجہ معقول شک وشبہ کرنا جائز نہیں۔ یہ نصرانی راہبوں کا کام تھا کہ خوامخواہ شکوک وشبہات میں پڑ کر چیزوں کو اپنے لیے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ کسی چیز کے بارے میں کوئی شبہ محسوس ہو تو ثقہ اہل علم کی طرف رجوع کر کے صحیح نتیجہ حاصل کرنا چاہیے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام۔ ہاں کوئی چیز طبعاً مرغوب نہ ہو تو اس سے احتراز کرنے میں حرج نہیں۔

(المعجم ٢٤) - باب النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا (التحفة ٢٥)

باب:٢٤-نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

٣٧٨٥- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهٰى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وألْبَانِهَا.

٣٧٨٥-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور جانور کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٦- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنّٰى قال: حدَّثني أَبُو عَامِرٍ قال: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عن لَبَنِ الْجَلَّالَةِ.

٣٧٨٦-حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے نجاست خور جانور کے دودھ سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أبي سُرَيْجٍ قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ جَهْمٍ قال: حدثنا عَمْرُو بنُ أَبِي قَيْسٍ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال:

٣٧٨٧-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور اونٹ پر سواری کرنے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٥_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح: ١٨٢٤ من حديث عبدة به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد.

٣٧٨٦_ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٧١٩، ورواه الترمذي، والنسائي من حديث هشام به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٨٧، وابن حبان.

٣٧٨٧_ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٥٥٧، ٢٥٥٨.

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي الإِبِلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا.

فائدہ: جلّالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجاست کھائے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نجاست خور مرغی کو اس میں شامل نہیں کرتے لیکن اکثریت کے مطابق مرغی سمیت تمام پرندے بھی اگر نجاست خور ہوں تو جلالہ ہی میں آئیں گے۔ ابو اسحاق المروزی، امام الحرمین، بغوی اور غزالی رحمہم اللہ نے نجاست خور مرغی کے انڈے کو نجاست خور بکری گائے وغیرہ کے دودھ پر قیاس کیا ہے۔ بلکہ ہر اس جانور کو جلالہ کے حکم میں شامل کیا ہے جس کی پرورش نجس خوراک پر ہو مثلاً ایسا بکری کا بچہ جس کی پرورش کتیا کے دودھ پر کی گئی ہو۔ دیکھیے: (فتح الباري، كتاب الذبائح والصيد: باب لحم الدجاج)

آج کل مرغیوں کی خوراک میں حیوانی پروٹین کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ خون وغیرہ تو پاکستان جیسے مسلمان ممالک میں بھی فیڈ میں ڈالا جاتا ہے۔ غیر مسلم ممالک میں حرام جانوروں کے گوشت کے اجزا بھی فیڈ میں استعمال ہوتے ہیں۔ کیا اس قسم کی مرغی جلالہ کہلائے گی؟ ہاں اگر اس کی غذا کا زیادہ تر حصہ حرام اور نجس اجزا پر مشتمل ہو یا اس سے گوشت انڈے وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جائے تو یقیناً حرام ہوگی۔ کسی جانور کے جلالہ ہونے نہ ہونے کے حوالے سے یہی دو باتیں اہم ہیں۔ بعض فقہاء نے یہ کہا کہ اگر اس کی غذا کا زیادہ حصہ نجس ہے تو جلالہ ہے، تاہم امام لیث رحمہ اللہ کے نزدیک اگر جانور صرف نجاست کھاتا ہے تو جلالہ ہے۔ رافعی وغیرہ کا خیال ہے کہ غذا کی مقدار اہم نہیں اصل اہمیت گوشت، دودھ وغیرہ میں بو پیدا ہونے نہ ہونے کی ہے۔ اگر یہ اشیاء بو سے پاک ہیں تو استعمال کر لی جائیں اور اگر بدبودار ہیں تو ممنوع ہیں۔



وٹرنری ڈاکٹروں اور فیڈ سازوں کے مطابق مغربی ممالک کی مرغیوں کی فیڈ میں کسی حد تک ملی جلی حیوانی پروٹین شامل ہوتی ہیں۔ عمومی تجربہ یہ ہے کہ ان کے گوشت میں کوئی ناگوار بو بھی پائی نہیں جاتی اس لیے یہ مرغیاں جلالہ کے حکم میں شامل نہ سمجھی جائیں گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمان اپنے استعمال کے لیے خود فارم بنائیں کفار سے ایسی اشیاء کی درآمد پر انحصار ختم کریں۔ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ایسے جانور کو باندھ کر اسے صرف چارہ وغیرہ کھلایا جاتا رہے تو کچھ عرصے کے بعد اس کا گوشت دودھ وغیرہ نجاست کے اثرات سے پاک ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل نقل کیا ہے کہ وہ جلالہ مرغی کو تین روز بند رکھا کرتے تھے۔ بڑے جانوروں گائے، اونٹ وغیرہ کے بارے میں حضرت عطاء اور دیگر فقہاء چالیس دن بند رکھ کر چارہ کھلانے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جس میں جلالہ کی حرمت اور حلت کے لیے جانور کو چالیس روز تک محبوس رکھنے کا حکم ہے لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح احادیث میں شراب پینے والے انسان کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہونے کی صراحت موجود ہے۔ (سنن النسائي، الأشربة، باب ذكر الآثام المتولّدة من شرب الخمر......

حدیث:۵۶۷۱،۵۶۷۲ وجامع الترمذی' الأشربة' باب ماجاء فی شارب الخمر' حدیث: ۱۸۶۲) جس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ نجس چیز کے استعمال کے اثرات چالیس روز کے بعد اجسام سے زائل ہو جاتے ہیں۔ بعض فقہاء مثلاً امام نووی ؒ کہتے ہیں کہ اصل وجہ منع چونکہ بدبو ہے اس لیے جب یہ زائل ہو جائے تو جانور کا گوشت اور دودھ وغیرہ شرعاً قابل استعمال ہوگا۔ دیکھیے: (عون المعبود'الأطعمة' باب النهي عن أكل الجلالة وألبانها) یہ حکم غالباً نجاست زدہ کنویں کے پانی کو صاف کرنے کے حکم سے مشابہ ہے کہ نجاست زائل کرنے کے بعد اس وقت تک پانی نکالا جاتا رہے' حتی کہ وہ بو' رنگ اور ذائقے میں بالکل صاف ہو جائے۔

نجاست خور اونٹنی وغیرہ پر سواری کرنا بھی اسی وقت جائز ہوگا۔ جب اس کے جسم (پسینے وغیرہ) سے نجاست کی بدبو بالکل زائل ہو جائے گی۔ طہارت اور پاکیزگی کا یہ اعلیٰ معیار صرف اسی دین کا بتایا ہوا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الأعراف:۱۵۷) ''پاکیزہ اشیاء کو حلال ٹھہراتے ہیں اور تمام گندگیوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔''

(المعجم ۲۵) - بَابٌ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ۲۶)

باب:۲۵-گھوڑے کا گوشت کھانے کا مسئلہ

۳۷۸۸- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قالَ: أخبرنا حَمَّادٌ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَلِيٍّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: نَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

۳۷۸۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خیبر والے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی تھی۔

۳۷۸۹- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: حدَّثنا حَمَّادٌ عنْ أَبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله قالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ عن الْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ.

۳۷۸۹-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے خیبر کے روز گھوڑے' خچر اور گدھے ذبح کیے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں سے منع فرما دیا لیکن گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔

۳۷۸۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٩ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤١ من حديث حماد بن زيد به.

۳۷۸۹ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٦ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ١٩٤١ من حديث أبي الزبير به.

٣٧٩٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ شَبِيبٍ وَحَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ - قَالَ حَيْوَةُ: حَدَّثَنا - بَقِيَّةُ عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ، عنْ صَالِحِ ابنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ، عنْ أبِيهِ، عنْ جَدِّهِ، عنْ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ أكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ - زَادَ حَيْوَةُ - وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۳۷۹۰- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حیوہ بن شریح نے مزید کہا: درندوں میں سے ہر ناب دار (کچلی والے) جانور سے بھی منع فرمایا ہے۔

قالَ أبُو دَاوُد: وَهُوَ قولُ مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہے (یعنی گھوڑا مکروہ ہے۔)



قالَ أبُو دَاوُدَ: لَا بَأْسَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ، وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ...... گھوڑے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں مگر اس پر عمل نہیں ہے۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا مَنْسُوخٌ، قَدْ أكَلَ لُحُومَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ مِنْهُمْ ابنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بنُ عُبَيْدٍ، وَأنَسُ بنُ مَالِكٍ، وَأسْمَاءُ بِنْتُ أبي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بنُ غَفَلَةَ وَعَلْقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ تَذْبَحُها.

امام ابوداود فرماتے ہیں: اور یہ (روایت جس میں گھوڑے کے گوشت کھانے کی ممانعت ہے) منسوخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت کھایا ہے۔ ان میں حضرت ابن زبیر، فضالہ بن عبید، انس بن مالک، اسماء بنت ابی بکر، سوید بن غفلہ اور علقمہ رضی اللہ عنہم کا نام آتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قریشی لوگ گھوڑا ذبح کیا کرتے تھے۔

توضیح: گھوڑے کا گوشت حلال اور طیب ہے۔ ہمارے ہاں اس کا رواج نہ ہونا الگ بات ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الذبائح والصید، باب لحوم الخیل: حدیث:۵۵۱۹ و باب النحر والذبح، حدیث: ۵۵۱۰-۵۵۱۱-

٣٧٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب لحوم البغال، ح:٣١٩٨، والنسائي، ح:٤٣٣٦ من حديث بقية به * يحيى بن المقدام مستور، وصالح بن يحيى لين (تقريب)، وقال البخاري: فيه نظر، والحديث ضعفه الحافظ موسى بن هارون وغيره، وحاول بعض المتأخرين تقوية الحديث لنصرة مذهبه التقليدي ولم يصنع شيئًا.

وصحيح مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة اكل لحم الخيل، حديث: ۱۹۴۱، ۱۹۴۲) اور یہ آخری روایت (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) ضعیف ہے۔ اسے امام احمد، بخاری، موسیٰ بن ہارون، دارقطنی، خطابی، ابن عبدالبر اور عبدالحق رحمہم اللہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف سنن ابی داود میں درج کیا ہے۔ بعض اہل علم سورۂ نحل کی آیت مبارکہ: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل: ۸) ''(اللہ نے) گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے باعث زینت بھی ہیں۔'' سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ یہ جانور کھانے کے لیے نہیں ہیں (لہٰذا حرام ہیں۔) ان حضرات کا استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت کریمہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ یہ جانور محض سواری اور زینت ہی کے لیے ہیں، دیگر فوائد حاصل کرنا ناجائز ہیں۔ چونکہ مذکورہ فوائد اہم تر تھے اس لیے قرآن کریم نے ان کا ذکر فرمایا ہے جیسے کہ سورۂ مائدہ میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ﴾ (المائدہ: ۳) ''تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔'' اس میں خنزیر کے صرف گوشت کا ذکر ہوا ہے کیونکہ اہم شے یہی ہے، حالانکہ دیگر اشیاء چربی، ہڈی اور دوسرے اجزا کا بھی یہی حکم ہے اور ان کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس مذکورہ سیاق میں گھوڑے پر بوجھ لادنے کا ذکر بھی نہیں ہے تو کیا گھوڑے پر بوجھ لادنا ناجائز سمجھ لیا جائے؟ یہ بات عقل ونقل کے سراسر خلاف ہوگی۔ اسی طرح اس سے اس کے حرام ہونے کا استدلال بھی قطعاً درست نہیں۔ شروع آیات میں ہے: ﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ (النحل: ۵) ''اسی نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرم لباس ہیں اور بھی بہت سے منافع ہیں اور کئی تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں۔'' تو یہاں اہم فوائد کا ذکر کر دیا گیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (معالم السنن و عون المعبود)

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۶- خرگوش کھانے کا بیان

٣٧٩١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا حَزَوَّرًا فَاصَّدْتُ أَرْنَبًا فَشَوَيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِيَ أَبُو طَلْحَةَ بِعَجُزِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَبِلَهَا.

۳۷۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نوخیز مضبوط لڑکا تھا۔ میں نے ایک خرگوش شکار کیا، پھر میں نے اسے بھون لیا۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا پچھلا دھڑ دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں اسے آپ کے پاس لے آیا تو آپ نے اسے قبول فرما لیا۔

٣٧٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول هدية الصيد، ح: ٢٥٧٢، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ١٩٥٣ من حديث هشام بن زيد به.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا اس ہدیے کو قبول فرمالینا اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔

٣٧٩٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ قالَ: حَدَّثَنا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ قالَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ خَالِدٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بنَ الْحُوَيْرِثِ يَقُولُ: إنَّ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو كَانَ بالصِّفَاحِ، - قالَ مُحمَّدٌ: مَكَانٌ بِمَكَّةَ - وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْنَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقَالَ: يَاعَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو! مَا تَقُولُ؟ قالَ: قَدْ جِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا جَالِسٌ، فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أَكْلِهَا، وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحِيضُ.

٣٧٩٢- ابو خالد بن حویرث کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما مقام صِفاح میں تھے۔ محمد (بن خالد) نے وضاحت کی کہ یہ جگہ مکہ میں ہے۔ پس ایک آدمی خرگوش لے کر آیا جو اس نے شکار کیا تھا۔ اس نے کہا: اے عبداللہ بن عمرو! آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جانور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا جبکہ میں (آپ کے پاس) بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے نہ اسے کھایا اور نہ کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ اسے حیض آتا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں منقول ایک روایت میں الفاظ تُدْمِی ہیں۔ (فتح الباري' الذبائح' باب الأرنب) ''اسے خون آتا ہے۔ اول تو یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم اس کی اگر کوئی حقیقت ہے تو ماہرین علم الحیوانات کے مطابق صرف اتنی ہے کہ خرگوش کا پیشاب گاہے بگاہے رنگ دار ہو جاتا ہے' کبھی تیز سرخ اور کبھی نارنجی۔ معروف حیض یا خون نہیں ہے۔ (Pathology of Laboratory: by Deon H. Percy Stephen, P.180)

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الضَّبِّ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٧- سانڈا کھانے کا بیان

٣٧٩٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ أَبِي بِشْرٍ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ سَمْنًا وأَضُبًّا وَأَقِطًا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الأَضُبَّ

٣٧٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی خالہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی' ساںڈے اور پنیر کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گھی اور پنیر کھالیا مگر ساںڈے کو طبیعت کے نہ چاہنے پر چھوڑ دیا۔ تاہم اسے آپ کے دسترخوان پر کھایا گیا' اگر حرام ہوتا تو

٣٧٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٢١ من حديث أبي داود به * محمد بن خالد مستور، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد ضعيف، انظر فتح الباري: ٩/ ٦٦٢.

٣٧٩٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٥، ومسلم،

تَقَذُّرًا، وأُكِلَ عَلَى مَائِدَتِهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ».

رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر ہرگز نہ کھایا جاتا۔

فائدہ: حدیث نمبر: ۳۷۳۰ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ وہاں تفصیل ذکر کر دی گئی ہے۔

٣٧٩٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنِ ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ، عنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ، عنْ خَالِدِ ابنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقَالُوا: هُوَ ضَبٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ قَالَ: فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ». قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ.

۳۷۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ حضرت خالد بن ولید ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (خالد ؓ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ کے گھر گئے انہیں بھونا ہوا سانڈا پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو بعض خواتین نے جو سیدہ میمونہ ؓ کے گھر میں تھیں کہا: نبی ﷺ جو کھانے لگے ہیں انہیں اس کے متعلق بتا دو۔ پس صحابہ نے کہا: یہ سانڈا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت خالد ؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں لیکن یہ میرے وطن میں نہیں پائے جاتے اس لیے میں طبعی کراہت کی بنا پر اس سے بچتا ہوں۔“ خالد نے کہا: پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھا لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

٣٧٩٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عنْ حُصَيْنٍ، عنْ زَيْدِ بنِ وَهْبٍ، عنْ ثَابِتِ بنِ وَدِيعَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضِبَابًا قَالَ: فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ

۳۷۹۵- حضرت ثابت بن ودیعہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں سانڈے ملے۔ میں ان میں سے ایک بھون کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے ایک تنکا لیا اور اس سے اس کی

٣٧٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الضب، ح:٥٥٣٧ عن القعنبي، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٩٦٨.

٣٧٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الضب، ح:٣٢٣٨، والنسائي، ح: ٤٣٢٥ من حديث حصين به، وصححه الحافظ في الفتح: ٩/ ٦٦٣، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٩٤٩ـ١٩٥١ وغيره.

الله ﷺ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: فَأَخَذَ عُودًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابًّا فِي الأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ؟» قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ.

انگلیاں شمار کیں۔ پھر فرمایا: ''بنو اسرائیل کی ایک قوم کو زمین کے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا' مجھے نہیں معلوم وہ کون سے جانور تھے۔'' کہا کہ پھر آپ نے نہ اسے کھایا اور نہ منع کیا۔

٣٧٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: أَنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا ابنُ عَيَّاشٍ عنْ ضَمْضَمِ بنِ زُرْعَةَ، عنْ شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ شِبْلٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ.

٣٧٩٦- حضرت عبدالرحمٰن بن شبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ممانعت والی یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں۔ اور ان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے گو اپنی طبعی کراہت کی وجہ سے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا' لیکن آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ چنانچہ جسے پسند ہو کھالے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر اسے کھایا گیا ہے اور جسے پسند نہ ہو نہ کھائے۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحُبَارَى (التحفة ٢٩)

باب:٢٨- حباری کا گوشت کھانا

فائدہ: حباری راکھ کے رنگ کا لمبی گردن والا پرندہ جو بہت تیز اور دور تک اڑتا ہے' اور از حد سادہ طبیعت کا پرندہ ہے۔ حباری تلور (Bustard) کی ایک قسم ہے جو پاکستان کے صحراؤں اور جزیرۃ العرب میں ملتی ہے۔ اسے (Hubara Bustard) ہی کہا جاتا ہے۔ یہ لمبی اڑان کرنے والے حلال پرندوں میں سے سب سے وزنی ہوتا ہے۔ عرب اس کا شکار کرنے پاکستان آتے ہیں۔

٣٧٩٧- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ سَهْلٍ قَالَ:

٣٧٩٧- بُرَیہ بن عمر بن سفینہ اپنے والد سے وہ

٣٧٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٢٦ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع به * إسماعيل ابن عياش مدلس وعنعن، ومن صححه غفل عن هذه العلة.

٣٧٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الحبارٰى، ح: ١٨٢٨ عن الفضل بن سهل به، وقال: "غريب" * بريه مختلف فيه، ضعفه العقيلي والجمهور.

حدَّثني إبراهِيمُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مَهْدِيٍّ قالَ: حدَّثني بُرَيْهُ بنُ عُمَرَ بنِ سَفِينَةَ عنْ أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: أَكَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَحْمَ حُبَارَىٰ.

(ان کے باپ عمر بن سفینہ) ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ''حباریٰ'' کا گوشت کھایا تھا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اگر یہ ذو مخلب (پنجے سے شکار کرنے والوں) میں سے نہیں ہے تو حلال ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الأَرْضِ (التحفة ٣٠)

باب:٢٩-زمین کے اندر رہنے والے جانوروں کا کھانا

٣٧٩٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا غَالِبُ بنُ حَجْرَةَ قالَ: حَدَّثَنا مِلْقَامُ بنُ تَلِبٍّ عنْ أَبِيهِ قالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشَرَاتِ الأَرْضِ تَحْرِيمًا.

٣٧٩٨- جناب مِلقام بن تِلِبّ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں مگر میں نے آپ سے حشرات الارض (زمین کے اندر رہنے والے جانوروں) کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔

٣٧٩٩- حَدَّثَنا أَبُو ثَوْرٍ إبراهِيمُ بنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ قالَ: حدثنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عنْ عِيسَى بنِ نُمَيْلَةَ، عنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ فَتَلَا: ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا﴾ الآيـة [الأنعام: ١٤٥]. قَالَ: قالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَ: «خَبِيثَةٌ مِنَ الْخَبَائِثِ» فقالَ

٣٧٩٩-عیسیٰ بن نمیلہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عمر ؓ کے پاس تھا کہ ان سے خارپشت (سیہہ) کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے سورۃ الانعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّماً ...... الخ﴾ ''کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں سے میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت' بے شک وہ

٣٧٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣٢٦/٩ من حديث أبي داود به * غالب مجهول، وملقام مستور (تقريب).

٣٧٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣٨١/٢ من حديث سعيد بن منصور به، ورواه البيهقي: ٣٢٦/٩ من حديث أبي داود به * عيسى بن نميلة وأبوه مجهولان، وشيخ لم أعرفه.

ابنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ الله ﷺ هٰذَا؛ فَهُوَ كَمَا قَالَ، مَا لَمْ نَدْرِ.

ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو' پھر جو شخص مجبور ہو جائے' (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو' تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' مجلس میں سے بڑی عمر کے ایک آدمی نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: ''خبیث جانوروں میں سے ایک خبیث جانور ہے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر بات وہی (صحیح) ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔



فائدہ: خار پشت کی حلت اور حرمت کی بابت علماء میں اختلاف ہے' بعض نے اسے حلال اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔ تاہم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حلال ہے کیونکہ حیوانات کے بارے میں اصل حلت ہے اور ان میں صرف وہی حرام ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو اور اس کی بابت شریعت میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ جانور حرام ہے۔ یہ خرگوش اور ہرن کی طرح نباتات کھاتا ہے اور کچلی سے شکار کرنے والے درندوں میں سے بھی نہیں ہے' لہٰذا اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ مذکورہ حیوان سیہہ کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اسے ''دلدل'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے' جبکہ مذکورہ روایت علمائے محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے۔ (فتاوی اسلامیہ' جلد: سوم)

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا لَمْ يُذْكَرْ تَحْرِيمُهُ (التحفة ٣١)

باب:٣٠-جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں (ان کا حکم)

٣٨٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ صُبَيْحٍ قالَ: حدثنا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ قالَ: حدثنا مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ شَرِيكٍ المَكِّيَّ عنْ عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عنْ أبي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابنِ

٣٨٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام سے پہلے لوگ کئی چیزوں کو کھاتے اور کئی کو ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی مبعوث فرمایا' اپنی کتاب نازل کی' حلال کو حلال اور حرام

٣٨٠٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ١١٥ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه، ووافقه الذهبي.

عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُونَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا، فَبَعَثَ اللهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا: ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ﴾ إلى آخِرِ الآية [الأنعام: ١٤٥].

کو حرام ٹھہرایا۔ تو جس کو اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جس کو اس نے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے اور سورۂ انعام کی آیت تلاوت فرمائی ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا ...... الخ﴾ ''کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت' بے شک وہ ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو' پھر جو شخص مجبور ہو جائے' (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو' تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فائدہ: عادات کے امور میں اصل حلت ہے سوائے اس کے کہ ان کے حرام ہونے کا حکم ہو۔ اور یہ حکم صرف وحی کے ذریعے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے' نہ کہ خواہش نفس سے۔ لہٰذا جن چیزوں کے حرام ہونے کی شریعت میں صراحت نہیں ہے علمائے کرام' اصول شریعت اور ان چیزوں کے خواص وصفات کی بنا پر ان کا حکم بتاتے ہیں۔ لہٰذا ہر علاقے کے ثقہ علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے مزید آیت کریمہ کی تفسیر کے لیے تفسیر احسن البیان وغیرہ دیکھی جائے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الضَّبُعِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣١- لگڑ بگڑ (Hyena) کھانا کیسا ہے؟

فائدہ: [الضَّبُع] لگڑ بگڑ *(Hyena)* یہ ایک (ذوناب) کچلیوں والا مردار خور جانور ہے جو افریقہ' عرب' ایران' پاکستان' بھارت' افغانستان اور وسط ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ نر کا وزن تقریباً ایک من اور مادہ کا وزن اس سے تقریباً دس پاؤنڈ کم ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ تھوڑی عمر والے اور چھوٹے قد والے (زندہ) جانوروں مثلاً بکری وغیرہ پر حملہ کر کے اٹھا لے جاتا ہے۔ *(The mammals of Pakistan P:194)*

٣٨٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٣٨٠١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ

٣٨٠١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضبع يصيبها المحرم، ح: ٨٥١،

الْخُزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الضَّبُعِ فقالَ: «هُوَ صَيْدٌ، وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَهُ الْمُحْرِمُ».

میں نے رسول اللہ ﷺ سے لگڑ بگڑ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ شکار ہے اگر اسے محرم شکار کرے تو اس کو ایک مینڈھا فدیہ دینا ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ لگڑ بگڑ کا کھانا حلال ہے' کیونکہ اسے نبی ﷺ نے ''شکار'' قرار دیا ہے یعنی جس کا شکار کر کے کھانا جائز ہے۔ ② دوسرا' یہ معلوم ہوا کہ حالت احرام میں محرم اگر کسی جانور کا شکار کر لے گا' تو اسے اس جانور کی مثل فدیہ ضروری ہوگا۔ اور یہ مثلیت ظاہری جسم کے ڈیل ڈول (قد و قامت) کے حساب سے ہوگی' نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔ جیسے لگڑ بگڑ اور مینڈھا جسامت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ③ لگڑ بگڑ بھی ذوناب (کچلیوں سے شکار کرنے والا) جانور ہے' اور ہر ذوناب درندہ حدیث کی رُو سے حرام ہے۔ پھر اسے اس حدیث میں کیوں حلال قرار دیا گیا ہے؟ امام خطابی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کُلّ ذی نابٍ من السباع کے عموم سے اس کی تخصیص ہوگئی ہے۔ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لگڑ بگڑ (ضبعٌ) بھی اگرچہ درندہ ہی ہے' لیکن ہر درندے میں حرمت کی دو وجہیں ہیں۔ ایک کچلیوں کا ہونا اور دوسرا عادی درندہ ہونا۔ اور درندگی کا وصف کچلیاں ہونے کے مقابلے میں زیادہ اہم اور خاص ہے۔ اس لیے کہ دونوں وصف رکھنے والے جانوروں کے کھانے سے کھانے والے کے اندر بھی درندگی والی قوت آ جاتی ہے' جیسے شیر' چیتا اور لومڑی وغیرہ ہیں اور لگڑ بگڑ کچلیوں والا تو ہے لیکن اس میں درندگی والی وہ قوت نہیں ہے جو مذکورہ جانوروں میں ہے' اس لیے اس کو حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لیے دیکھیے: عون المعبود)



(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السِّبَاعِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٢- درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے

٣٨٠٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٣٨٠٢- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

◀◀ ح: ١٧٩١ من حديث عبدالله بن عبيد بن عمير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٢٨٣٩، وابن ماجه، ح: ٣٢٣٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٤٥، ٢٦٤٦، وابن حبان، ح: ٩٧٩، ١٠٦٨، وابن الجارود، ح: ٤٣٨، ٤٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٥٢.

٣٨٠٢- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ٥٥٣٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ١٩٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٦.

ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَبي إدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عنْ أَبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والا درندہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٣٨٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بنِ مِهْرَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، وَعنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۸۰۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے دار پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: وہ پرندے جو اپنے پنجوں یعنی ناخنوں سے اپنا شکار پکڑیں اور چیر پھاڑ کر کھائیں وہ حرام ہیں جیسے کہ شاہین' باز اور گدھ وغیرہ' اسی طرح درندوں میں نیش دار (کچلیوں سے شکار کرنے والے) درندے حرام ہیں جیسے شیر' بھیڑیا وغیرہ۔

٣٨٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ عنِ الزُّبَيْدِيِّ، عنْ مَرْوَانَ بنِ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيِّ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عَوْفٍ، عن المِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ، عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «أَلَا لَا يَحِلُّ ذُو نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَلَا الْحِمَارُ الأَهْلِيُّ، وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَالِ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهُ، فَإِنَّ لَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ».

۳۸۰۴- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! کچلیوں والا درندہ' پالتو گدھا اور کسی ذمی (کافر) کا گرا پڑا مال حلال نہیں ہیں سوائے اس کے کہ اس کا مالک اس مال سے بے پروا ہو' اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اس کے لیے جائز ہے کہ ان سے اپنی مہمانی کے برابر کچھ لے لے۔''

٣٨٠٣- تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع ... الخ، ح: ١٩٣٤ من حديث أبي عوانة به.

٣٨٠٤- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٣٢ من حديث الزبيدي به، وانظر، ح: ٤٦٠، وصححه ابن حبان، ح: ٩٧.

فائدہ: جب کسی کافر کا گرا پڑا مال اٹھانا جائز نہیں تو مسلمان کا مال اٹھانا بالاولیٰ منع ہوا۔ ہاں اگر مال معمولی ہو کہ اس کے مالک کو اس کی طمع نہ ہو تو الگ بات ہے۔ اسی طرح اعلان کرنے کی نیت سے بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

٣٨٠٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ عنْ ابنِ أَبِي عَدِيٍّ، عن ابنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عنْ عَلِيِّ بنِ الْحَكَمِ، عنْ مَيْمُونِ بنِ مِهْرَانَ، عنْ سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

٣٨٠٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہر کچلی والا درندہ اور پنجے دار پرندہ کھانا منع فرمایا۔

٣٨٠٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ قالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ قالَ: حدَّثني أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمانُ بنُ سُلَيْمٍ عنْ صَالِحِ بنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ، عنْ جَدِّهِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ، عنْ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ قالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ خَيْبَرَ، فَأَتَتِ الْيَهُودُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُم حُمُرُ الأَهْلِيَّةِ وَخَيْلُهَا وَبِغَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ».

٣٨٠٦- حضرت خالد بن ولید ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک تھا۔ چنانچہ یہودی (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئے اور شکایت کی کہ لوگ (مسلمان) ان کے باڑوں پر چڑھ دوڑے ہیں (یعنی مال مویشی لوٹ لیے ہیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! معاہد (ذمی) لوگوں کا مال حلال نہیں سوائے اس کے کہ شرعی اور اصولی حق ہو' تم پر پالتو گدھے' گھوڑے' خچر' کچلیوں والے درندے اور پنجے دار پرندے حرام ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم گھوڑے کی بابت دیکھیے احادیث: ٣٧٨٨ اور ٣٧٩٠-

٣٨٠٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ٣٢٣٤ من حديث محمد بن أبي عدي به، ورواه النسائي، ح: ٤٣٥٣، والحديث السابق يغني عنه.

٣٨٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ قالَا: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ عُمَرَ بنِ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عنْ ثَمَنِ الْهِرِّ.

۳۸۰۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

قالَ ابنُ عَبْدِ المَلِكِ: عنْ أَكْلِ الْهِرِّ وَأَكْلِ ثَمَنِهَا.

ابن عبدالملک کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بلی کے کھانے اور اس کی قیمت کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۳- پالتو گدھوں کا گوشت کھانا؟

٣٨٠٨- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ قالَ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عَمْرُو بنُ دِينَارٍ قالَ: أخبرني رَجُلٌ عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: نَهى رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَ أنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ.

۳۸۰۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ہم گھوڑوں کا گوشت کھائیں۔

قَالَ عَمْرٌو: فَأَخْبَرْتُ هذَا الخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ الحَكَمُ الغِفَارِيُّ فِينَا يقولُ هَذَا، وأَبَى ذٰلِكَ البَحْرُ - يُرِيدُ ابنَ عَباسٍ - .

عمرو نے کہا: میں نے یہ روایت ابوالشعثاء کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ حکم (بن عمرو) غفاری (بصرہ میں) ہمارے پاس تھے وہ بھی یہی کہتے تھے۔ مگر اس ''بحر'' نے اس کا انکار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ مراد ہیں۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کے علم وفضل کی بنا پر انہیں [بحر الأمة يا حبر الأمة] کہا جاتا ہے۔ اور گدھوں کے بارے میں ان کا یہ قول شاید وضاحت کے ساتھ حدیث نہ پہنچنے کے سبب تھا۔ صحیحین میں شعبی کے حوالے سے ان کا قول مروی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ (خیبر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے گدھوں کا گوشت کھانے

٣٨٠٧ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٨٠.

٣٨٠٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٧٨٨.

سے منع کیا تھا کہ لوگ سواریوں سے محروم نہ ہو جائیں یا ان کو حرام قرار دیا تھا۔ لیکن بالآخر جب انہیں بالوضاحت حرمت کی احادیث پہنچیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی بحث ہوئی تو یقین کے ساتھ وہ ان کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔ (فوائد ابن القیم رحمہ اللہ)

٣٨٠٩- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ أبي زِيَادٍ قالَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ عنْ إسْرَائِيلَ، عنْ مَنْصُورٍ، عنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ غَالِبِ بنِ أَبْجَرَ قالَ: أَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ في مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمُرٍ، وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! أصابَتْنَا السَّنَةُ، وَلَمْ يَكُنْ في مَالِي مَا أُطْعِمُ أَهْلِي إلَّا سِمَانُ حُمُرٍ، وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لُحُومَ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ؟ فقالَ: «أَطْعِمْ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ حُمُرِكَ فَإِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ أَجْلِ جَوَالِّ الْقَرْيَةِ» يَعْنِي الْجَلَّالَةَ.

٣٨٠٩- حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قحط سے دوچار ہو گئے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکتا۔ صرف چند گدھے ہی تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام فرما دیا تھا۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم قحط میں مبتلا ہیں اور میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں سوائے موٹے موٹے گدھوں کے اور آپ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے گھر والوں کو اپنے موٹے گدھوں میں سے کھلا دو' میں نے انہیں اس لیے حرام کیا ہے کہ یہ بستی کی گندگی کھاتے ہیں۔“



قالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هٰذَا هُوَ ابنُ مَعْقِلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور عبدالرحمٰن یہ ابن معقل ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ مَعْقِلٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ بِشْرٍ، عنْ نَاسٍ مِنْ مُزَيْنَةَ؛ أَنَّ سَيِّدَ مُزَيْنَةَ أَبْجَرُ أَو ابنُ أَبْجَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو شعبہ نے عبید ابوالحسن سے روایت کیا ہے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن معقل سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن بشر سے انہوں نے مزینہ کے کچھ لوگوں سے' (انہوں نے بیان کیا) کہ قبیلۂ مزینہ کے سردار ابجر یا ابن ابجر نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا۔

٣٨٠٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٦/ ٨٦ عن عبيدالله بن موسٰى به * عبدالرحمٰن بن معقل لم يسمعه من غالب بن أبجر رضي الله عنه، وشيخه عبدالرحمٰن بن بشر ينظر فيه، وناس من مزينة مجاهيل كلهم.

٣٨١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ: حدثنا أبُو نُعَيْم عنْ مِسْعَرٍ، عن [عبيد]، عن ابنِ مَعْقِلٍ، عنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ - أَحَدِهِمَا عنِ الآخَرِ - أَحَدُهُما عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ عَوِيم وَالآخَرُ غَالِبُ بنُ الأَبْجَرِ قالَ مِسْعَرٌ: أُرَى غَالِبًا، الَّذِي أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

٣٨١٠- ابن معقل قبیلہ مُزینہ کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں' ان میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے۔ ایک عبداللہ بن عمرو بن عویم ہے اور دوسرا غالب بن ابجر۔ مسعر نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ غالب ہی تھا جو نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور یہ روایت بیان کی۔

٣٨١١- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ قالَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن ابنِ طَاوسٍ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: نَهٰى رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ وَعنِ الجَلَّالَةِ عنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا.

٣٨١١- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت' گندگی (نجاست) کھانے والے جانوروں کی سواری اور ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الجَرَادِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٤- ٹڈی کھانے کا بیان

٣٨١٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ أَبِي يَعْفُورَ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ أَبِي أَوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عن الْجَرَادِ فَقالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ سِتَّ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ.

٣٨١٢- ابویعفور کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے سنا جب کہ میں نے ان سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے۔ ہم اسے کھایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔

٣٨١٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٦٦، ح: ٦٦٦ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وضعفه الحافظ في فتح الباري: ٩/ ٦٥٦، وانظر الحديث السابق.

٣٨١١ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الضحايا، باب النهي عن أكل لحوم الجلالة، ح: ٤٤٥٢ من حديث سهل بن بكار به.

٣٨١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل الجراد، ح: ٥٤٩٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ١٩٥٢ من حديث شعبة به.

فائدہ: یہ ایک پردار کیڑا ہے جو فصلوں کو تباہ کرتا ہے' حلال ہونے کی وجہ سے اسے ذبح کیے بغیر کھایا جاتا ہے۔ معروف حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے مرے ہوئے (بغیر ذبح) دو جانور حلال کیے گئے ہیں ایک مچھلی دوسرا' ٹڈی۔'' (سنن ابن ماجه' الصيد' حديث:٣٢١٨)

٣٨١٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ قالَ: حَدَّثَنا ابنُ الزِّبْرِقَانِ قالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ عنْ أَبِي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ، عنْ سَلْمَانَ قالَ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عن الْجَرَادِ فَقالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ الله لا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

٣٨١٣- جناب سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''(یہ) اللہ کے بہت بڑے لشکروں میں سے ہے' نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام ٹھہراتا ہوں۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي عُثْمانَ عن النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس روایت کو معتمر نے اپنے والد سے' اس نے ابوعثمان سے اور اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اس سند میں سلمان کا ذکر نہیں۔



٣٨١٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ ابنُ عَبْدِ الله قالَا: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا بنُ يَحْيَى ابنِ عُمَارَةَ عنْ أَبِي الْعَوَّامِ الْجَزَّارِ، عنْ أَبِي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ، عنْ سَلْمَانَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ فَقَالَ مِثْلَهُ قالَ: «أَكْثَرُ جُنْدِ الله».

٣٨١٤- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ آپ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند فرمایا...... آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا بہت بڑا لشکر ہے۔''

قال عَلِيٌّ: اسْمُهُ فَائِدٌ يَعْنِي أَبَا الْعَوَّامِ.

علی (بن عبداللہ) نے کہا ہے کہ ابوالعوام (الجزار) کا نام ''فائد'' ہے۔

٣٨١٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٢٥١، ح: ٦١٢٩ من حديث محمد بن الفرج به * ابن الزبرقان هو محمد أبوهمام، وانظر الحديث الآتي.

٣٨١٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، ح: ٣٢١٩ عن نصر بن علي به * أبوالعوام وثقه ابن حبان وحده، وتابعه سليمان التيمي، والحديث المرسل شاهد له، لكن التيمي مدلس فلعله دلس منه أو من غيره.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لم يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو حماد بن سلمہ نے ابوالعوام سے اس نے ابوعثمان سے اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور سلمان کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٥-جو مچھلی مر کر اوپر تیر آئے اس کا کھانا (کیسا ہے؟)

٣٨١٥- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ قالَ: أخبرنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ قالَ: أخبرنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ».

٣٨١٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر جو باہر پھینک دے یا پانی پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں جو زمین پر رہ جائے اسے کھالو اور جو اس میں مرگئی ہو اور اوپر تیر آئے تو اسے مت کھاؤ۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَيُّوبُ وَحَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْقَفُوهُ عَلَى جَابِرٍ. وَقَدْ أُسْنِدَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ ضَعِيفٍ عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سفیان ثوری ایوب اور حماد نے ابوالزبیر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت جابر پر موقوف کیا ہے۔ اور دوسری سند سے یہ روایت مسند مرفوع بیان کی گئی ہے جو ضعیف ہے۔ یعنی ابن ابی ذئب نے بیان کیا ابوالزبیر سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم ازخود مرنے والی مچھلی حلال ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں جیش الخبط کا معروف واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت اس لشکر کو ابتدا میں انتہائی مشقت کا سامنا کرنا پڑا بڑی سخت بھوک برداشت کرنا پڑی مگر بعد میں انہیں سمندر کے کنارے بہت بڑی مچھلی مل گئی جس کو وہ دو ہفتے تک کھاتے رہے اور بعض لوگ اس کا کچھ حصہ بچا کر مدینے بھی لے آئے جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر آپ ﷺ کو بھی پیش کیا گیا اور آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (صحيح البخاري، المغازي، حديث:٤٣٦٠ وما بعد) آگے حدیث:

٣٨١٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الطافي من صيد البحر، ح: ٣٢٤٧ عن أحمد ابن عبدة به * أبوالزبير مدلس وعنعن.

٣٨٤٠ میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

(المعجم ٣٦) - **بَابٌ: فِيمَنِ اضْطُرَّ إِلَى الْمَيْتَةِ** (التحفة ٣٧)

باب:٣٦-مجبور کے لیے مردار کھانا (مباح ہے)

٣٨١٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عنْ جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ: إنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا. فَوَجَدَهَا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا، فَمَرِضَتْ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: انْحَرْهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ: اسْلَخْهَا حَتَّى نُقَدِّدَ شَحْمَهَا وَلَحْمَهَا وَنَأْكُلَهُ فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ الله ﷺ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكَ غِنًى يُغْنِيكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَكُلُوهَا»، قَالَ: فَجَاءَ صَاحِبُهَا، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: هَلَّا كُنْتَ نَحَرْتَهَا؟ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.

٣٨١٦-حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے (مدینہ کے قریب) حرہ مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے۔ (وہاں کے) ایک آدمی نے اس سے کہا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی ہے اگر تمہیں ملے تو اسے پکڑ لینا۔ چنانچہ وہ اسے مل گئی مگر اس کا مالک نہ ملا۔ پھر وہ اونٹنی بیمار ہوگئی۔ تو اس شخص کی بیوی نے کہا کہ اس کو نحر (ذبح) کر لو۔ مگر وہ نہ مانا اور بالآخر وہ مرگئی۔ تو عورت نے کہا کہ اس کا چمڑا اتار لو کہ ہم اس کی چربی اور گوشت خشک کر لیں اور کھائیں۔ تو آدمی نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو تمہیں اس سے بے پروا کر دے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''تب تم اسے کھا سکتے ہو۔'' پھر اس اونٹنی کا مالک آ گیا تو اس نے اسے ساری تفصیل بتائی تو اس نے کہا: تم نے اسے نحر (ذبح) کیوں نہ کرلیا؟ اس نے جواب دیا مجھے تم سے حیا آئی۔ (کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ اس نے حیلے بہانے سے اونٹنی کاٹ کھائی ہے۔)



فوائد ومسائل: ① جب آدمی از حد لاچار ہو جائے اور کھانے کو کچھ نہ پائے تو اس کے لیے مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے۔ ② یہ فطری اور شرعی حیا تھی کہ انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی یہ شخص دوسرے کا مال کھانے کا روادار نہ ہوا'

٣٨١٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٠٤ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البيهقي: ٩/ ٣٥٦ من حديث أبي داود به.

اور یہ ایمان کا حصہ ہے۔③ یہ شخص ایسا پکا' سچا' کھرا' پابند شریعت مومن اور رسول اللہ ﷺ کا مطیع وفرماں بردار تھا کہ اس لاچاری کی کیفیت میں بھی اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی اور اس حالت میں بھی لوگوں سے مانگنے کی ذلت قبول نہیں کی۔

٣٨١٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قَالَ: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ وَهْبِ بنِ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ عنِ الْفُجَيْعِ الْعَامِرِيِّ أنَّهُ أتَى رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَ: ما يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ: «ما طَعَامُكُم؟» قُلْنَا: نَغْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ - قَالَ أبُو نُعَيْمٍ: فَسَّرَهُ لِي عُقْبَةُ: قَدَحٌ غُدْوَةً وَقَدَحٌ عَشِيَّةً. - قَالَ: «ذٰلِكَ - وَأبِي - الْجُوعُ» فَأحَلَّ لَهُمُ المَيْتَةَ عَلَى هٰذِهِ الْحَالِ.

٣٨١٧- حضرت فجیع عامری ؓ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: کیا ہمارے لیے مردار حلال نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا طعام کیا ہے؟'' ہم نے کہا: غَبُوق اور صَبُوح۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ عقبہ (بن وہب) نے مجھے اس کی وضاحت کی کہ ایک پیالہ دودھ صبح اور ایک پیالہ دودھ رات کو۔ کہا: میرے باپ کی قسم! یہ تو بڑی سخت بھوک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لیے اس حالت میں مردار کو حلال قرار دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغَبُوقُ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَالصَّبُوحُ: مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ دن کے آخر میں پی جانے والی چیز کو غبوق اور دن کے شروع میں پی جانے والی کو صبوح کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں اگر عرصہ دراز سے یہی حالت ہے تو یہ کیفیت ہلاکت یا شدید بیماری کا سبب بن سکتی ہے، اسی لیے یہ ایسا اضطرار ہے جس میں حرام حلال ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٧- ایک وقت میں دو قسم کے کھانے جمع کرنا

٣٨١٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

٣٨١٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٣٨١٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٣٢١، ح: ٨٢٩ من حديث الفضل بن دكين به * وهب ابن عقبة وثقه ابن حبان وحده، وقال البيهقي: ٩/ ٣٥٧ "وفي ثبوت هذه الأحاديث نظر".

٣٨١٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الخبز الملبق بالسمن، ح: ٣٣٤١ من حديث الفضل بن موسٰى به * أيوب لعله ابن خوط كما في النكت الظراف: ٩/ ٧٥، وهو متروك (تقريب) وإلا فمجهول، وهو غير أيوب السختياني.

ابنِ أَبِي رِزْمَةَ قال: أخبرنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ، عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ، فقال: «فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هٰذَا؟» قال: فِي عُكَّةِ ضَبٍّ. قال: «ارْفَعْهُ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جی چاہ رہا ہے کہ گندم کی سفید روٹی کھاؤں جو گھی اور دودھ میں گوندھی گئی ہو۔'' تو لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا اور پکوا کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے پوچھا: ''یہ گھی کس چیز میں تھا؟'' اس نے کہا کہ سانڈے کی کھال کی کپی میں، آپ نے فرمایا: ''اسے اٹھالو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ السَّخْتِيَانِيَّ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: سند میں مذکور ایوب' ایوب سختیانی نہیں ہے۔



فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور اس قسم کی چیزوں کی خواہش کرنا نبی علیہ السلام کے مزاج کے خلاف تھا۔ ویسے ایک وقت میں کھانے کی ایک سے زائد چیزیں مہیا ہوں تو ان کے کھانے میں قطعاً کوئی عیب نہیں۔ بنیادی ضرورت یہ ہے کہ چیزیں حلال اور طیب ہوں' نیز یہ کہ اسراف بھی نہ ہو۔ آئندہ حدیث: ۳۸۳۵ و مابعد میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔ امام بخاری ؒ نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھا رہے تھے۔ (صحيح البخاري' الأطعمة' باب جمع اللونين او الطعامين بمرة' حديث:۵۴۴۹) اسی طرح ثرید اور حیس بھی کئی نوع کے کھانوں کا مرکب ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کھایا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الْجُبْنِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۸- پنیر کا بیان

٣٨١٩- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قال: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ مَنْصُورٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن ابنِ

۳۸۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ تبوک میں نبی ﷺ کو جُبنہ یعنی پنیر پیش کیا گیا تو آپ نے چھری منگوائی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر اسے کاٹا۔

٣٨١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/٦ من حديث أبي داود به.

عُمَرَ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبُنَّةٍ في تبُوك، فَدَعَا بِسِكِّينٍ فَسَمَّى وَقَطَعَ.

فائدہ: جو چیزیں کفار اور مشرکین نے تیار کی ہوں اور ان میں حرام کی آمیزش کا شائبہ نہ ہو تو وہ حلال اور طیب ہیں' کیونکہ چیزوں میں اصل حِلّت (حلال ہونا) ہی ہے۔ حرمت (حرام ہونے) کے لیے شرعی دلیل ضروری ہے' لیکن اقتصادی نقطۂ نظر سے بطور مسلمان ہونے کے ہمیں غیر مسلموں کی تیار کردہ اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے اور اہل اسلام کی مصنوعات کو فروغ دینا چاہیے۔

(المعجم ٣٩) - بَابٌ: فِي الخَلِّ (التحفة ٤٠)

باب:۳۹- سرکہ کا بیان

٣٨٢٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ قال: حدَّثني سُفْيَانُ عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «نِعْمَ الإدَامُ الْخَلُّ».

۳۸۲۰- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

٣٨٢١- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا المُثَنَّى ابنُ سَعِيدٍ عن طَلْحَةَ بنِ نَافِعٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

۳۸۲۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الثُّومِ (التحفة ٤١)

باب:۴۰- لہسن کھانے کا بیان

٣٨٢٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال:

۳۸۲۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا'

٣٨٢٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الخلّ، ح: ١٨٤٢ من حديث معاوية بن هشام به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣١٧، وانظر الحديث الآتي.

٣٨٢١_ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ٢٠٥٢ من حديث المثنى بن سعيد به.

٣٨٢٢_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٥ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها مما له رائحة كريهة ... الخ، ح: ٥٦٤/ ٧٣ من حديث ابن وهب به.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: حدَّثني عَطَاءُ بنُ أَبي رَبَاحٍ؛ أَنَّ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا - أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا - وَلْيَقْعُدْ في بَيْتِهِ»، وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَها رِيحًا فَسَأَلَ، فأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فقال: «قَرِّبُوهَا» - إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ - فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا. قال: «كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لا تُنَاجِي».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی ہو وہ ہم سے الگ رہے...... یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے...... اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔'' (ایک بار) آپ کے سامنے طباق پیش کیا گیا' اس میں کئی طرح کی سبزیاں تھیں۔ آپ نے اس میں بو محسوس کی اور دریافت فرمایا تو جو سبزیاں اس میں تھیں سب بتائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اس شخص کے قریب کردو۔'' (یعنی اس صحابی کے جو آپ کے پاس تھا۔) جب اس نے آپ کو دیکھا (کہ آپ نے نہیں کھایا) تو اس نے بھی اسے کھانا پسند نہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم کھاؤ، کیونکہ میں (بہت قریب سے) اس سے بات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔''



قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ، بِبَدْرٍ فَسَّرَهُ ابنُ وَهْبٍ: طَبَق.

احمد بن صالح نے لفظ "بدر" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن وہب نے اس کا ترجمہ ''طبق'' (طباق) کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① لہسن اور پیاز اگر کچی کھائی جائے تو اس سے بڑی ناگوار بو آتی ہے جس سے ساتھ والے لوگ اور فرشتے اذیت محسوس کرتے ہیں، اس لیے اس کیفیت میں مسجد میں آنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس پر قیاس ہے تمباکو یا ایسی سبزیاں جن کے نتیجے میں ناگوار ڈکار آتی ہے اور یہ بھی کہ منہ کو گندہ رکھنا مسواک نہ کرنا انتہائی قبیح عادت ہے۔ ② حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے جس صحابی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحيح مسلم الأشربة' باب اباحة أكل الثوم......' حديث:٢٠٥٣) میں اس کی صراحت ہے۔

٣٨٢٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرٌو؛ أَنَّ بَكْرَ بنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا النَّجِيبِ مَوْلَى

٣٨٢٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر کیا گیا' اور کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ان تمام میں سے لہسن

٣٨٢٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:١٦٦٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح:٣١٨ * أبوالنجيب حسن الحديث.

عَبْدِ اللهِ بنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الثُّومُ وَالْبَصَلُ، وَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَأَشَدُّ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثُّومُ أَفَتُحَرِّمُهُ؟ فقال النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُم فَلَا يَقْرَبْ هٰذَا المَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ رِيحُهُ».

(کی بو) زیادہ سخت ہے تو کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے کھاؤ اور تم میں سے جو اسے کھائے تو وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ اس سے اس کی بدبو ختم ہو جائے۔''

٣٨٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن زِرِّ بنِ حُبَيْشٍ، عن حُذَيْفَةَ، أَظُنُّهُ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ قال: «مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» ثَلَاثًا.

۳۸۲۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' راوی کا خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' فرمایا: ''جس نے قبلے کی طرف تھوکا تو قیامت کے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان لگا ہوگا' اور جس نے یہ ناپسندیدہ سبزی کھائی ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے'' آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① مسجد کے آداب کے علاوہ قبلے کے احترام میں یہ چیز بھی انتہائی اہم ہے کہ اس کی سمت میں تھوکا نہ جائے' نماز کی حالت ہو یا نماز سے باہر یہ بات صراحت سے کہی گئی لیکن لوگ اس کی پروا نہیں کرتے، حالانکہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو اس جرم کی پاداش میں امامت سے معزول فرما دیا تھا۔ دیکھیے: (گزشتہ حدیث: ۴۸۲' کتاب الصلوٰۃ' کراھیة البزاق في المسجد) ② مسجد نبوی کی تعظیم وحرمتِ حرم مکی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آدمی کسی طرح بھی دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔ دیگر مساجد کا ادب بھی یہی ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں ہے۔

٣٨٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عنِ ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ أَكَلَ

۳۸۲۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ سبزی کھائی ہو (لہسن اور پیاز) تو وہ ہرگز مسجدوں کے قریب نہ جائے۔''

٣٨٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٧٦ من حديث أبي داود به، ورواه ابن أبي شيبة: ٢/ ٣٦٥ موقوفًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٢٥، ١٣١٤، ١٦٦٣، وابن حبان، ح: ٣٣٢ كونه موقوفًا، وسنده صحيح، وهو الصواب.

٣٨٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٣، ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً ... الخ، ح: ٥٦١ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٠، ٢١.

مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ المَسَاجِدَ».

٣٨٢٦- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ قال: أخبرنا أبُو هِلَالٍ قال: أخبرنا حُمَيْدُ بنُ هِلَالٍ عن أبي بُرْدَةَ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: أكَلْتُ ثُومًا فأَتَيْتُ مُصَلَّى رَسُولِ الله ﷺ وَقَدْ سُبِقْتُ بِرَكْعَةٍ، فَلَمَّا دَخَلْتُ المَسْجِدَ وَجَدَ رَسُولُ الله ﷺ رِيحَ الثُّومِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ الله ﷺ صَلَاتَهُ قال: «مَنْ أكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ رِيحُهُ»، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! وَالله! لَتُعْطِيَنِّي يَدَكَ. قال: فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ في كُمِّ قَمِيصِي إِلٰى صَدْرِي فإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ الصَّدْرِ. قال: «إِنَّ لَكَ عُذْرًا».

٣٨٢٦- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن لہسن کھایا پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ میری ایک رکعت فوت ہوگئی تھی۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے لہسن کی بو محسوس فرمائی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ’’جو شخص یہ سبزی کھائے وہ ہرگز ہمارے قریب نہ آئے حتی کہ اس کی بو زائل ہو جائے۔‘‘ پھر جب میں نے اپنی نماز پوری کی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! آپ مجھے اپنا ہاتھ ضرور پکڑائیں گے۔ چنانچہ میں نے آپ کا دست مبارک لے کر اپنی قمیص کی آستین میں سے لے جا کر اپنے سینے پر رکھا تو اس وقت میرا سینہ بندھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ’’بے شک تم معذور ہو۔‘‘



فائدہ: یعنی بیماری کے علاج کی خاطر لہسن استعمال کرنے پر آپ نے ان کو معذور جانا۔

٣٨٢٧- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قال: حَدَّثَنا أبُو عَامِرٍ عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو قال: حَدَّثَنا خالِدُ بنُ مَيْسَرَةَ يَعني الْعَطَّارَ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، عن أبِيهِ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ وَقال: «مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا»، وَقال: «إِنْ

٣٨٢٧- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو سبزیوں سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ’’جس نے یہ کھائی ہوں وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔‘‘ اور فرمایا: ’’اگر تم نے انہیں ضرور ہی کھانا ہو تو پکا کر ان کی بو ختم کر لیا کرو۔‘‘ راوی نے کہا کہ ان سبزیوں سے مراد پیاز اور لہسن ہے۔

٣٨٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٩ من حديث أبي هلال به، وتابعه سليمان بن المغيرة عنده: ٤/ ٢٥٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧٢، وابن حبان، ح: ٣١٩.

٣٨٢٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩ عن أبي عامر به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٦٨١ من حديث خالد بن ميسرة العطار به.

كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلُوهُمَا فأَمِيتُوهُما طَبْخًا» قال: يَعْني الْبَصَلَ وَالثُّومَ.

٣٨٢٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قَالَ: أخْبَرَنَا الْجَرَّاحُ أَبُو وَكِيعٍ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن شَرِيكٍ، عن عَلِيٍّ قال: نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا.

۳۸۲۸-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ پکا ہوا ہو۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: شَرِيكُ بن حَنْبَلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور راوی ''شریک'' سے مراد شریک بن حنبل ہے۔

٣٨٢٩- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى قال: أخبرنا؛ ح: وحدثنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ، عن أَبِي زِيَادٍ خِيَارِ بنِ سَلَمَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عن الْبَصَلِ قالَتْ: إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ الله ﷺ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ.

۳۸۲۹-ابوزیاد خیار بن سلمہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اس میں پیاز شامل تھی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کھانے میں اچھی طرح پکی ہوئی پیاز یا لہسن جس سے ان کی بوختم ہو جائے استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي التَّمْرِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۱-کھجور کا بیان

٣٨٣٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ حَفْص: حَدَّثَنا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيَى، عن يَزِيدَ الأَعْوَرِ،

۳۸۳۰-حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: ''یہ اس کا

٣٨٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا، ح:١٨٠٨ من حديث مسدد به، وقال: "هذا الحديث ليس إسناده بذلك القوي" * أبوإسحاق عنعن.

٣٨٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٦/ ٨٩ عن حيوة بن شريح به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح:٦٦٧٩ * بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، وخيار بن سلمة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٨٣٠ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:٣٢٦٠.

عَنْ يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ، فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ: «هٰذِهِ إِدَامُ هٰذِهِ».

سالن ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ جن علاقوں میں کھجور بکثرت ہوتی ہے وہاں لوگ اس کے ساتھ بلاتکلف روٹی کھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تکلفات سے کوسوں دور تھے۔

٣٨٣١- حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بنُ مُحمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ قَالَ: حدَّثني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ».

٣٨٣١- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔''



فائدہ: علامہ طیبی ؒ کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جن علاقوں میں کھجور زیادہ ہوتی ہے وہاں کے لوگوں کو بالخصوص ترغیب دی گئی ہے کہ اس سے خوب استفادہ کیا کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس مبارک پھل سے فائدہ اٹھایا کریں۔ نیز اس کی کاشت بڑھانا مادی لحاظ سے بھی بہت نفع آور ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي تَفْتِيشِ التَّمْرِ الْمَسُوسِ عِنْدَ الأَكْلِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۲- کیڑا لگی کھجور کو کھاتے وقت صاف کرنے کا بیان

٣٨٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ.

٣٨٣٢- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے پرانی کھجور پیش کی گئی تو آپ اسے کھول کھول کر اچھی طرح جائزہ لیتے اور سرسریاں نکال دیتے تھے۔

٣٨٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ٢٠٤٦ من حديث سليمان بن بلال به.

٣٨٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب تفتيش التمر، ح: ٣٣٣٣ من حديث سلم بن قتيبة به.

فائدہ: "سوس" پہلے سین پر زبر پڑھیں تو یہ مصدر ہوگا اس سے مراد کھجور یا غلے کا وہ دانہ ہوگا جس میں کیڑا وغیرہ لگ گیا ہو۔ اگر پہلے سین پر پیش پڑھیں تو خود کیڑا یا سرسری مراد ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ کیڑا وغیرہ لگنے سے کھجور یا غلہ نجس نہیں ہو جاتا اور جہاں تک ہو سکے صاف کر کے استعمال کر لینا چاہیے۔ اس میں نبی ﷺ کی تواضع کا بھی بیان ہے کہ آپ میں نخوت نہ تھی۔

٣٨٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

٣٨٣٣- اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ (بعض اوقات) نبی ﷺ کو ایسی کھجور بھی پیش کر دی جاتی تھی جس میں کیڑا لگا ہوتا تھا۔ اور پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ الإقْرَانِ فِي التَّمْرِ عِنْدَ الأَكْلِ (التحفة ٤٤)

باب:٤٣-دو دو کھجوریں اکٹھی کھانا

٣٨٣٤- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى قالَ: حدثنا ابنُ فُضَيْلٍ عنْ أَبي إسْحَاقَ، عن جَبَلَةَ بنِ سُحَيْمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الإقْرَانِ إلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصحابَكَ.

٣٨٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دو یا تین تین کھجوریں اکٹھی اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ تم اپنے ساتھیوں سے اجازت لے لو۔

فائدہ: یہ ارشاد آداب مجلس اور آداب طعام سے متعلق ہے کہ جب اجتماعی طور پر بیٹھے ہوئے کھانا یا کھجوریں وغیرہ کھا رہے ہوں تو انسان کو اپنے شرف اور دوسروں کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ اللَّوْنَيْنِ عِنْدَ الأَكْلِ (التحفة ٤٥)

باب:٤٤-کھانے میں دو قسم کی چیزیں اکٹھی کھانا

٣٨٣٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ

٣٨٣٥- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے مروی

٣٨٣٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٥٨٨٦ من حديث أبي داود به.

٣٨٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه البخاري، ح: ٥٤٤٦، ومسلم، ح: ٢٠٤٥ من حديث جبلة بن سحيم به.

٣٨٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب القثاء، ح: ٥٤٤٧، ومسلم، الأشربة، باب أكل القثاء ◀◀

النَّمَرِيُّ قالَ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عنْ أبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بالرُّطَبِ.

ہے کہ نبی ﷺ ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے۔

٣٨٣٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: «نَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا، وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا».

٣٨٣٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے اور فرماتے: ''ہم اس (کھجور) کی گرمی کا اس (تربوز) کی ٹھنڈک سے اور اس کی ٹھنڈک کا اس کی گرمی سے توڑ کرتے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے چیزوں کی طبائع اور خواص کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے جو کہ طب قدیم میں معروف ہے۔ درحقیقت خواص اشیاء کے حوالے سے ٹھنڈک اور گرمی سے مراد وہ ٹھنڈک اور گرمی نہیں جو تھرمامیٹر سے ناپی جاسکتی ہے بلکہ ان اشیاء کے استعمال سے انسان کو جسم میں جو کیفیت محسوس ہوتی ہے اس کو ٹھنڈک یا گرمی سے تشبیہ دے کر اس کے اظہار کرنے کا طریقہ زمانۂ قدیم سے اطبا اور عام انسانوں میں رائج ہے۔ حتیٰ کہ انگریز ڈاکٹر بھی اس کھانے کو جس میں مرچیں اور مسالے زیادہ شامل کر دیے جائیں Very Hot کہتے ہیں خواہ وہ کھانا حرارت کے حوالے سے ٹھنڈا ہی کیوں نہ ہو۔

٣٨٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْوَزِيرِ: حدثنا الْوَلِيدُ بنُ مَزْيَدٍ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ جَابِرٍ قالَ: حدثني سُلَيْمُ بنُ عَامِرٍ عن ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ.

٣٨٣٧- سلیم بن عامر نے بسر کے دو بیٹوں سے روایت کیا جو قبیلہ بنو سلیم سے تھے (اور ان کا نام عبداللہ اور عطیہ نقل ہوئے ہیں) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور کھجور پیش کی اور آپ مکھن اور کھجور پسند فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: کھانے میں دو چیزیں یا دو قسم کے کھانے جمع کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے' جبکہ اسراف اور ترفُّہ یعنی محض

◀◀ بالرطب، ح: ٢٠٤٣ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٣٨٣٦- تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل البطيخ بالرطب، ح: ١٨٤٣ من حديث هشام بن عروة به، وقال: "حسن غريب".

٣٨٣٧- تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب التمر بالزبد، ح: ٣٣٣٤ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به * ابنا بسر هما عبدالله وعطية.

خوش حالی اور خوش خوراکی کا اظہار نہ ہو۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي اسْتِعْمَالِ آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۵-اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے برتنوں میں کھانا؟

٣٨٣٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ بُرْدِ بنِ سِنَانٍ، عَنْ عَطَاءٍ عن جَابِرٍ قالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَنُصِيبُ مِنْ آنِيَةِ الْمُشْرِكِينَ وَأَسْقِيَتِهِمْ، فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا فَلَا يَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ.

۳۸۳۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد پر جاتے تھے تو ہم مشرکوں سے برتن اور مشکیزے لے کر استعمال کر لیتے تھے اور آپ ﷺ اسے عیب نہ سمجھتے تھے۔

فائدہ: مشرکین یا اہل کتاب کے متعلق جب یہ یقین ہو کہ ان کے برتن پاک صاف ہیں اور کسی حرام شے سے آلودہ نہیں ہیں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر شبہ ہو تو انہیں دھو کر پاک کرنا چاہیے خصوصاً عیسائی' یہودی اور مشرک ممالک میں غالب گمان ہوتا ہے کہ وہ لوگ حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تو وہاں احتیاطاً دھولینا ضروری ہے۔

٣٨٣٩- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ قال: أنبأنا عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ بنِ زَبْرٍ عن أَبي عُبَيْدِالله مُسْلِمِ بنِ مِشْكَمٍ، عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّا [نُجَاوِرُ] أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُونَ فِي قُدُورِهِمُ الْخِنْزِيرَ، وَيَشْرَبُونَ في آنِيَتِهِم الْخَمْرَ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا».

۳۸۳۹-حضرت ابو ثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم اہل کتاب کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں جب کہ وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں کوئی اور برتن مل جائیں تو ان میں کھاؤ اور پیو اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور نہ ملیں تو انہیں پانی سے اچھی طرح دھو کر ان میں کھا پی لیا کرو۔''

٣٨٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٩ عن عبدالأعلى به.

٣٨٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣ من حديث أبي داود به.

(المعجم ٤٦) - باب: فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ (التحفة ٤٧)

٣٨٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بنَ الْجَرَّاحِ، نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بنُ الْجَرَّاحِ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً كنَّا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنْ مَاءٍ فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إلَى اللَّيْلِ، وكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالمَاءِ فَنَأْكُلُهُ. قالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ، فَأَتَيْنَاهُ فإذَا هُوَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَةَ فقال أبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ وَلا تَحِلُّ لَنَا، ثُمَّ قال: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ الله ﷺ وَفي سَبِيلِ الله وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ إلَيْهِ فكُلُوا، فأقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، فلَمَّا قَدِمْنَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فقال: «هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ الله لَكُم فَهَلْ مَعَكُم مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا مِنْهُ؟» فأَرْسَلْنَا مِنْهُ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فأَكَلَ.

باب:۴۶-سمندری جانوروں کا حکم

۳۸۴۰-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مہم میں) روانہ فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا' ہم نے قریش کا ایک قافلہ پکڑنا تھا۔ آپ نے ہمیں زادِراہ کے طور پر ایک تھیلا کھجوروں کا عنایت فرمایا' ہمیں اس کے علاوہ اور کچھ نہ ملا تو حضرت ابوعبیدہ ؓ ہمیں ایک ایک دانہ کھجور دیا کرتے تھے ہم اسے چوستے رہتے جیسے کہ بچہ چوستا ہے' پھر اس پر پانی پی لیتے تو وہ ہمیں ایک دن رات تک کے لیے کفایت کرتا تھا۔ اور ہم اپنی لاٹھیوں سے درختوں سے پتے جھاڑتے' انہیں پانی میں بھگو لیتے' پھر انہیں کھا جاتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلے تو ہمیں ایک بہت بڑے ٹیلے جیسی چیز نظر آئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک جاندار چیز تھی جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ نے کہا: یہ مردار ہے جو ہمارے لیے حلال نہیں' پھر کہنے لگے: نہیں' بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور اس کے محتاج بھی ہیں لہٰذا تم اسے کھا سکتے ہو۔ چنانچہ ہم وہاں اس کے پاس ایک مہینہ تک رہے' ہماری تعداد تین سو تھی (ہم اس میں سے کھاتے رہے) حتی کہ ہم فربہ ہو گئے۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے

٣٨٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ١٩٣٥ من حديث زهير بن معاوية

آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا' کیا اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ؟'' چنانچہ ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جسے آپ نے تناول فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① ''عنبر'' بہت بڑی وہیل مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ اس کے ابھرے ہوئے سر سے تیل (Sperm Oil) نکلتا ہے جو مشینری کو چکناتا ہے (Lubricant) اور اس کی انتڑیوں سے معروف خوشبو ''عنبر'' حاصل ہوتی ہے۔ بہت بڑی مچھلی جب پانی کی شہ زور موجوں کے ذریعے سے ساحل کے کم گہرے حصوں پر آ کر پھنس جاتی ہے اور موجوں کی واپسی کے وقت واپس نہیں جاسکتی تو کنارے پر ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔
مرنے والے جانداروں کے جسم میں گلنے سڑنے (Decomposition) کا عمل انتڑیوں وغیرہ سے شروع ہوتا ہے کہ اس میں فضلات ہوتے ہیں۔ اس بڑی وہیل کی انتڑیوں میں انتہائی خوشبودار چکنا مادہ عنبر موجود ہوتا ہے جو انتڑیوں سے گلنے سڑنے کے عمل کو شروع نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے اس کا گوشت نسبتاً زیادہ عرصے کے لیے محفوظ رہتا ہے۔ بحیرۂ قلزم کے دونوں طرف' عرب اور افریقہ میں گوشت کی دوسری اقسام کے علاوہ مچھلی کو دھوپ میں خشک کرنے کا طریقہ قدیم سے موجود تھا اور اب تک موجود ہے۔ ان علاقوں کی منڈیوں میں آج بھی بڑی مقدار میں خشک مچھلی بکتی ہے جو بالکل خشک لکڑی کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ اب آسٹریلیا وغیرہ میں جدید طریقوں کے مطابق بڑی مقدار میں مچھلی کو خشک کر کے ان علاقوں سمیت دنیا بھر میں فروخت کیا جاتا ہے۔
② تین سو صحابہ نے ایک مہینے تک اس محفوظ شدہ مقوی غذا کو استعمال کیا اور ساتھ لے آئے جو بارگاہ رسالت مآب میں بھی پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی کے عالم میں جہاد کے اس موقع پر ایسی غذا کی فراہمی اللہ کی طرف سے خصوصی انعام ہے''۔ صحابۂ کرام ؓ نے اشاعت اسلام میں جس عزیمت کی مثالیں قائم کی ہیں دنیا کی کوئی تحریک اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت' اطاعت امیر اور صبر و جانفشانی کے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔
③ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ سمندری جانور مچھلی کے حکم میں ہیں' یعنی وہ از خود مر جائیں تب بھی حلال ہیں' جیسا کہ گزشتہ حدیث: ۴۸۱۵ میں گزرا ہے۔ ④ نیز مبارک چیز سے حصہ لینے کی خواہش کرنا معیوب نہیں ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۷- گھی میں اگر چوہا گر جائے تو؟

٣٨٤١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: أخبرنا الزُّهْرِيُّ عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الله عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن مَيْمُونَةَ: أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ في سَمْنٍ فأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «أَلْقُوا مَا حَوْلَها وَكُلُوا».

۳۸۴۱-ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ گھی میں چوہا گر گیا' نبی ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''(چوہا اور) اس کے ساتھ ساتھ جو ہے وہ گرا دو اور باقی کھالو۔''

 فائدہ: اردگرد کا گھی جہاں تک متاثر ہوا سے نکالنے کے بعد باقی گھی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اگلی دونوں احادیث میں جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے گھی میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ محدثین بلکہ خود امام بخاری ؒ نے آگے آنے والی حدیث کو کئی علل اور اوہام کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر فقہاء نے یہی کہا ہے کہ گھی جما ہوا ہو تو اردگرد کے گھی سمیت چوہا نکال کر باقی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر پگھلا ہوا ہو تو اسے کھانے میں استعمال نہ کیا جائے۔ حضرت ابن عمر ؓ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ بعض محدثین نے گھی یا تیل چاہے پگھلا ہوا ہو اس میں اردگرد سے سارا متاثرہ تیل نکال کر باقی کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ خوردنی تیل ملائشیا وغیرہ سے بڑے بڑے بحری جہازوں میں آتا ہے۔ ان جہازوں میں چوہے وغیرہ مستقل بسیرا بنا کر رہتے ہیں اگر ایک چوہا گرنے سے سارا تیل ضائع کرنا پڑے تو یہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ امام بخاری ؒ کی رائے بھی اس کی مؤید ہے۔



٣٨٤٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ في السَّمْنِ، فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَما حَوْلَها، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ».

۳۸۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گھی میں چوہا گر جائے تو اگر وہ جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے اردگرد جو ہوا سے گرا دو اور اگر وہ سیال (پگھلا ہوا) ہو تو اس کے قریب مت جاؤ۔''

٣٨٤١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفأرة في السمن الجامد أو الذائب، ح:٥٥٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٨٤٢ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٥ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح:٢٧٨،

قال الْحَسَنُ: قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ مَعْمرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن مَيْمُونَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

حسن (بن علی) نے کہا کہ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے یہ روایت کئی دفعہ بسند زہری' عبیداللہ بن عبداللہ سے' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے' انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کی۔

٣٨٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ بُوذَوَيْهِ عن مَعْمرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن مَيْمُونَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عن ابنِ الْمُسَيَّبِ.

۳۸۴۳- احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی' انہوں نے کہا ہمیں عبدالرحمٰن بن بوذویہ نے معمر سے خبر دی' انہوں نے زہری سے' انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے' انہوں نے نبی ﷺ سے۔ اسی (حدیث) کے مثل روایت کی جو زہری نے ابن میسب سے روایت کی ہے۔

(المعجم ٤٨) - **بَابٌ: فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ** (التحفة ٤٩)

باب: ۴۸- مکھی اگر کھانے میں گر جائے تو؟

٣٨٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ الْمُفَضَّلِ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ في إِنَاءِ أَحَدِكُم فامْقُلُوهُ فإِنَّ في أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفي الآخَرِ شِفَاءً، وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ».

۳۸۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے اسی میں ڈبولو' بلاشبہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے' اور یہ اپنے بیماری والے پر سے اپنا بچاؤ کرتی ہے' لہٰذا اسے ساری کو ڈبولینا چاہیے۔''

٣٨٤٣ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب الفأرة تقع في السمن، ح: ٤٢٦٥ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق.

٣٨٤٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٥ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في مسند أحمد: ٢٢٩/٢، ٢٣٠، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٣٢٠، والطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ٢٨٣ وغيرهما.

فوائد و مسائل: ① جدید میڈیکل سائنس میں یہ بات مسلمہ ہے کہ مکھی اپنے جسم کے کچھ اعضاء میں ایسے جراثیم اُٹھائے پھرتی ہے جو بیماری پیدا کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس بات کی خبر دے دی جب انسان جدید طب اور جراثیم وغیرہ اٹھائے پھرنے والے جانداروں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے ساتھ نبی ﷺ نے مزید بتایا کہ اس مکھی کے جسم میں وہ دفاعی عنصر موجود ہوتا ہے جو اس بیماری سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بات جدید تجربات سے اور زیادہ واضح ہوگئی ہے ہر قسم کی ویکسین جسم کے اندر اسی نظام دفاع کو مضبوط کرتی ہے جس کے سبب بیماری کے جراثیم جسم تک پہنچ جانے کے باوجود بیماری پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس بارے میں ازہر یونیورسٹی کے شعبۂ حدیث کے مدیر ڈاکٹر محمد ایم السمحی نے ایک آرٹیکل میں تحریر کیا کہ مکھی اپنے ساتھ ایک بیماری کے جراثیم (Pathogens) اور ان کا تریاق (antidote) بیماری کے خلاف دفاع کو مضبوط کرنے والا عنصر اٹھائے پھرتی ہے۔ جب وہ کسی مائع (Liquid) پر بیٹھتی ہے تو اس میں وہ جراثیم منتقل کر دیتی ہے جبکہ فطری طور پر جسم کے ان حصوں کو ڈوبنے سے بچاتی ہے جن میں تحفظ دینے والے عناصر ہوتے ہیں۔ مکھی پوری ڈوب جائے تو وہ تحفظ دینے والے عناصر (تریاق) بھی مائع میں منتقل ہو کر بیماری کے خطرے کو کم کر دیتے ہیں۔ (دیکھیے حاشیہ صحیح بخاری، حدیث: ۳۳۲۰- از ڈاکٹر محمد محسن خان)

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ (التحفة ٥٠)

باب: ۴۹- کھانے کا لقمہ نیچے گر جائے تو؟

٣٨٤٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قال: أخبرنا حَمَّادٌ عن ثابتٍ، عن أنسِ ابنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلاثَ وَقال: «إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُم فَلْيُمِطْ عَنْهَا الأذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ»، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ وَقال: «إِنَّ أَحَدَكُم لا يَدْرِي في أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ».

۳۸۴۵- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرما لیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور فرماتے: ”جب کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اس سے لگی آلودگی کو دور کر کے اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔“ اور آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کر لیا کریں اور فرمایا: ”تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ طعام کے کس حصے میں اس کے لیے برکت ڈالی گئی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث اور اگلی دونوں احادیث کی رو سے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا یا چٹوا لینا سنت ہے۔ ② گرا ہوا لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ ③ قابل استعمال کھانے کو ضائع کرنا شیطان کو دینا

٣٨٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . الخ، ح: ٢٠٣٤ من حديث حماد بن سلمة به.

ہے۔④ اپنی پلیٹ میں کھانا اتنا ہی لینا چاہیے جتنی ضرورت ہو اور پھر آخر میں برتن کو خوب صاف کرنا چاہیے۔ یہ کوئی معیوب کام نہیں' بلکہ عین سنت ہے اور اس میں غرور وتکبر کا علاج بھی ہے۔ اسی طرح روٹی کے ٹکڑے بھی ضائع کرنا جائز نہیں' نا معلوم کس میں برکت ہو۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى (التحفة ٥١)

باب:۵۰- خادم اپنے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے

٣٨٤٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ قَيْسٍ عنْ مُوسَى بنِ يَسَارٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْكُلْ، فإنْ كانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أوْ أُكْلَتَيْنِ».

۳۸۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا خادم تمہارے لیے کھانا تیار کر کے تمہیں پیش کرے' جبکہ وہ اس کی گرمی اور دھواں برداشت کرتا رہا ہو تو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے' اگر کھانا کم اور اس کے طلب گار زیادہ ہوں تو (بھی) مناسب ہے کہ ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔''

فائدہ: غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسن معاملہ اور ان کی ہر ممکن دلجوئی اسلامی تہذیب وثقافت کا حصہ ہے۔ ان کا دل توڑنا' ان کو حقیر سمجھنا یا ان کی تحقیر کرنا بہت بڑا عیب ہے اور شرعاً بھی درست نہیں ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي الْمِنْدِيلِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۱- کھانے کے بعد رومال سے ہاتھ صاف کرنا

٣٨٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بالْمِنْدِيلِ

۳۸۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اسے چاٹ نہ لے یا چٹوا نہ لے۔''

٣٨٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل . . . الخ، ح: ١٦٦٣ عن القعنبي به، ورواه البخاري، ح: ٢٥٥٧ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

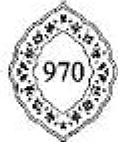
٣٨٤٧- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . الخ، ح: ٢٠٣١ من حديث ابن جريج، والبخاري، الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمنديل، ح: ٥٤٥٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا».

فوائد ومسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کی نفاست طبع کا تقاضا تھا کہ آپ کھانا کھاتے ہوئے پانچوں انگلیوں کی بجائے تین یعنی انگوٹھا اور دو انگلیوں کو استعمال فرماتے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۸۴۸) طعام کھانے کے لیے ہے اور جو انگلیوں پر لگا رہ جائے اسے ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں اس کا کھا لینا ہی مناسب ترین ہے۔ خاندان میں محبت اور اپنائیت کے جو رشتے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے گھر کے افراد ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا کھاتے ہیں جو کہ انتہائی پیارا اور پسندیدہ عمل ہے۔ نیز کھانا کھاتے ہوئے اگر سالن وغیرہ انگلیوں کو لگ جائے تو وہ اپنے بچوں کو یا اپنی بیوی کو یا دیگر افراد کو چٹوا دے تو یہ عمل جائز اور مباح ہے۔ ② انگلیاں چاٹ کر یا چٹوا کر رومال سے ہاتھ صاف کر لینا جائز ہے اور شرعاً یہ ضروری نہیں کہ ہاتھ فوری طور پر پانی ہی سے دھوئے جائیں' البتہ سونے سے پہلے دھو لینا زیادہ بہتر ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۸۵۲)

٣٨٤٨- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعْدٍ، عَن ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا.

۳۸۴۸- حضرت کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کھانا تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں پونچھتے تھے جب تک کہ اس کو چاٹ نہیں لیتے تھے۔



(المعجم ٥٢) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ** (التحفة ٥٣)

باب: ۵۲- کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟

٣٨٤٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا رُفِعَتِ المَائِدَةُ قَالَ: «الْحَمْدُ لله كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا

۳۸۴۹- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دسترخوان اٹھا لیے جانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَ لَا مُوَدَّعٍ وَ لَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا] ''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے' بہت زیادہ پاکیزہ

٣٨٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . الخ، ح: ٢٠٣٢ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٣٨٤٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ٣٤٥٦ من حديث يحيى القطان، والبخاري، ح: ٥٤٥٨ من حديث ثور به.

مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا».

اور برکت ڈالی گئی ہے اس میں، نہ کفایت کیا گیا (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ اسے وداع (چھوڑا) کیا گیا ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جا سکتا ہے اے ہمارے رب۔"

فائدہ: ((غَیرَ مَکْفِیّ ...... الخ)) انسان ایک دفعہ کھانے کے بعد پھر سے اس کا طلب گار رہتا ہے، اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا، لہٰذا کھانے جیسی نعمت کا شکر بھی اسی طرح کا ہونا چاہیے جو اس کے مہتم بالشان ہو اور یہ نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ادعیہ ہی کے ذریعے سے ممکن ہے۔

٣٨٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: «الْحمدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ».

٣٨٥٠- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھا کرتے تھے [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِینَ] "سب تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔"

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن صحیح احادیث میں دیگر دعائیں مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔

٣٨٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قَالَ: أخبرني سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عن أبي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن أبي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا

٣٨٥١- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے پیتے تو یوں کہا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَ وَ سَقٰی وَ سَوَّغَهٗ وَ جَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا] "حمد اس اللہ کی جس نے کھلایا، پلایا، اسے خوش گوار بنایا اور اس کے باہر نکلنے کا

٣٨٥٠ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢ عن وكيع به، ورواه الترمذي في الشمائل، ح: ١٩١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٢١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٨٩ من حديث سفيان الثوري به * إسماعيل بن رِيَاح مجهول، وغيره مجهول، وللحديث طريقان ضعيفان عند الترمذي، ح: ٣٤٥٧، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩٠.

٣٨٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١١٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٨٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٥١.

أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: «الْحمدُ لله الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا».

نظام بھی بنادیا۔"

فائدہ: یوں تو ہر نعمت اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے لیکن مذکورہ بالا چاروں نعمتیں اپنے ضمن میں مزید بے شمار نعمتیں لیے ہوئے ہیں جو بجائے خود قابل حمد ہیں۔

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ٥٤)

باب:۵۳-کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے کا بیان

٣٨٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ وَلَمْ يَغْسِلْهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

۳۸۵۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اس حال میں سو گیا کہ اس کے ہاتھ پر چکنائی لگی رہ گئی اور اس نے اس کو دھویا نہیں اور پھر اسے کچھ ہو گیا تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔"

فائدہ: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے بالخصوص سونے سے پہلے۔ چکنائی کی بو پا کر کوئی کیڑا مکوڑا بھی کاٹ سکتا ہے اور یہ کھانا خراب ہو کر کسی بیماری کا سبب بھی بن سکتا ہے اس لیے کھانے کے بعد صرف ہاتھ ہی نہیں بلکہ منہ بھی صاف کرنا چاہیے جس کا ذکر دوسری احادیث میں ملتا ہے۔ اسلام ہر حالت میں نظافت اور پاکیزگی کی تاکید کرتا ہے۔

(المعجم ٥٤) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ (التحفة ٥٥)

باب:۵۴-صاحب دعوت کے لیے دعا کرنا

٣٨٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَن يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قَالَ: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بنُ التَّيِّهَانِ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ

۳۸۵۳-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے کھانے کا اہتمام کیا اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کو بلایا۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کو اس کا عوض پیش کرو۔" صحابہ نے کہا: اے اللہ

٣٨٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب من بات وفي يده ريح غمر، ح: ٣٢٩٧ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٥٤.

٣٨٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * أبو خالد الدالاني عنعن وتقدم حاله، ح: ٣٧٥٦، و"رجل" مجهول.

وَأَصْحَابَهُ، فَلَمَّا فَرَغُوا قال: «أَثِيبُوا أَخَاكُمْ». قالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا إِثَابَتُهُ؟ قال: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُخِلَ بَيْتُهُ، فأُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ، فَدَعَوْا لَهُ، فَذٰلِكَ إِثَابَتُهُ».

کے رسول! اس کا عوض اور بدل کیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''جب کسی کے گھر جایا جائے' اس کا کھانا کھایا جائے' پانی پیا جائے تو اس کے لیے دعا کی جائے۔ یہی اس کا عوض اور بدل ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح احادیث میں میزبان کے لیے دیگر دعائیں بھی مذکور ہیں جن میں سے صحیح مسلم کی یہ دعا مذکور ہے: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْلَهُمْ فَارْحَمْهُمْ] دوسرے نسخے میں ہے: [واغفرلهم وارحمهم] ''اے اللہ! تو نے ان اہل خانہ کو جو کچھ دیا ہے' اس میں برکت عطا فرما' ان کی غلطیاں کوتاہیاں معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔'' (صحيح مسلم' الأشربة' حديث:٢٠٤٢) نیز میزبان خود بھی دعا کے لیے کہہ سکتا ہے۔

٣٨٥٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خالِدٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلٰى سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فأَكَلَ، ثُمَّ قال النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُم الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُم الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُم المَلَائِكَةُ».

۳۸۵۴- حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جناب سعد بن عبادہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے روٹی اور روغن زیتون پیش کیا' چنانچہ آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا' پھر نبی ﷺ نے یوں فرمایا: [أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ] ''روزے دار تمہارے ہاں افطار کیا کریں' نیک صالح لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیا کریں۔''

توضیح: ان کلمات کا ترجمہ جملہ انشائیہ کے طور پر ہو تو یہ دعا ہے جیسے کہ اوپر ترجمے سے ظاہر ہے اور جو حضرات ان کلمات کا ترجمہ بطور خبر کرتے ہیں تو اس صورت میں یہ کلمات دعا نہیں بنتے ''یعنی روزے داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا۔ صالح لوگوں نے کھانا کھایا اور فرشتوں نے دعائیں دیں۔'' اس صورت میں اس کا مصداق خود رسول اللہ ﷺ اور دیگر شرکائے دعوت تھے۔ تاہم یہ دعائیہ کلمات بھی بن سکتے ہیں' جیسا کہ پہلے ترجمے سے واضح ہے' اس لیے ان کلمات کو دعا کے طور پر پڑھنا بھی صحیح ہے۔

٣٨٥٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١٣٨/٣ عن عبدالرزاق به مطولاً، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٩٠٧، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٢٦٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر نيل المقصود، ق٣/ ٨٦٠، يسر الله لنا طبعه.